محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مایۂ ناز تصنیف

غنیۃ الطالبین

اردو ترجمہ معہ عربی متن

ترجمہ

مولانا راغب رحمانی دہلوی

حصہ دوم

نفیس اکیڈمی کراچی

غنیۃ الطالبین

حصہ دوم

یہ کتاب سرخیل علماء و عارفین اور سرتاج اولیاء و مسلمین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی رض کی وہ شہرۂ آفاق تصنیف ہے۔ جو صدیوں سے دینی، روحانی اور اخلاقی تعلیم کا سرچشمہ ہے۔ حضرت والا نے ایمان اور اسلامی اخلاق و شریعت و طریقت کے مسائل کو بہت سہل انداز میں پیش کیا ہے۔ حیرت ناک کرامات و تصرفات کا گنجینہ ہے۔ آداب شریعت اور خزانۂ علم و عرفان پر مشتمل وہ عظیم الشان کتاب ہے جس نے لاکھوں طالبانِ حق کی رہنمائی کی اور سلوک و عرفان کی منزلیں کامیابی کے ساتھ طے کرنے میں گرانقدر امداد بہم پہنچائیں۔

تصنیف:۔ محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رح

اردو ترجمہ:۔ مولانا راغب رحمانی دہلوی

ناشر:۔ نفیس اکیڈمی کراچی

طبع اول ـــــــــ جولائی سنہ ۱۹۷۶ء
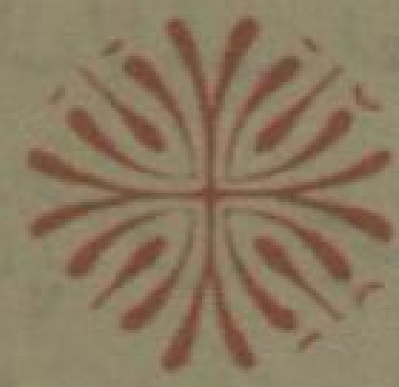
باهتمام ـــــــــ طارق اقبال گاہندری

قیمت ـــــــــ
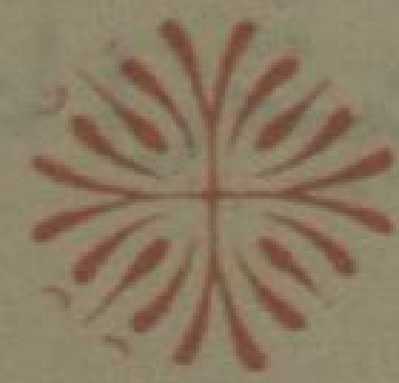
حضرت غوث اعظم شیخ سید محی الدین عبد القادر جیلانیؒ
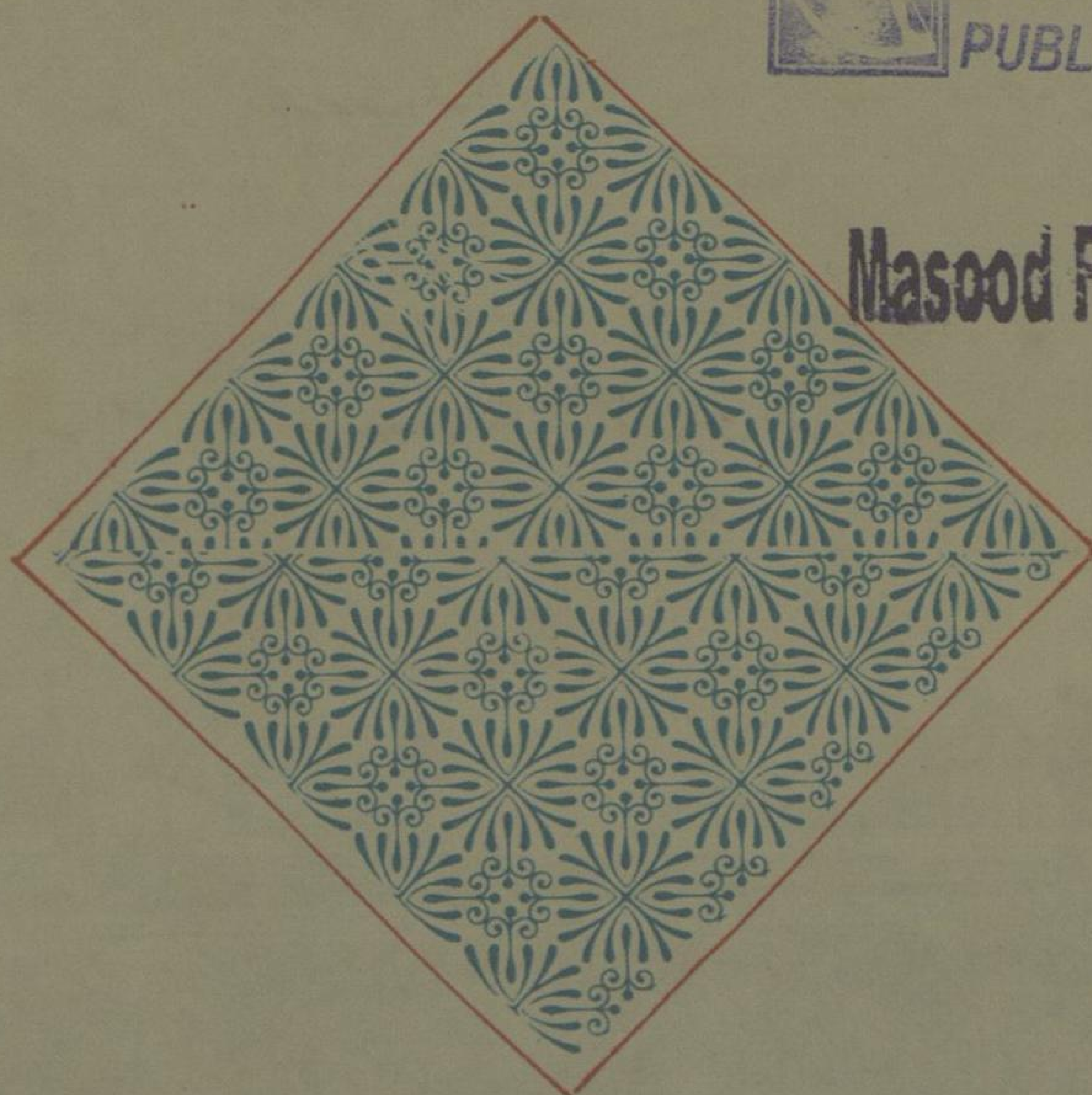
غوثِ اعظم علیہ الرحمۃ

از:- شفیق بریلوی، نیازی، چشتی، قادری

غُنیۃُ الطّالبین حصّہ اول پر غوثِ اعظم سیدنا الشیخ ابو محمد محی الدین عبد القادر الجیلانی علیہ الرحمۃ کی برگزیدہ شخصیت اور پاکیزہ زندگی کے بارے میں مختصراً جو کچھ میں نے عرض کیا ہے وہ گویا مہرِ درخشاں کی چند کرنیں ہیں، اس سے زیادہ کوئی چند صفحات میں لکھ بھی کیا سکتا ہے، ورنہ یہ واقعہ ہے کہ مہرِ درخشاں سے پورا فیض پانے کے لئے پوری دھوپ میں آدمی کو آنا چاہئے اور عقیدت، محبت، خلوص اور لگن کے ساتھ آنا چاہئے۔

حضرت سیّدنا غوثِ اعظم علیہ الرحمۃ نے اپنی ساری عمر اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں گزاری۔ ۵۲۱ھ / ۱۱۲۷ء سے ۵۶۱ھ / ۱۱۶۶ء تک، یعنی پورے چالیس سال مسلسل مواعظ اور تصانیف و تالیفات فرماتے رہے، آپؒ کے جتنے مواعظِ حسنہ ہیں، وہ تمام فلسفۂ اسلام میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ان کا ایک ایک لفظ انتہائی اہم معانی و نکات کا حامل ہے، ان مواعظ کے مجموعے آج بھی ہمارے سامنے موجود ہیں، اور گرانمایہ علمی سرمایہ آج بھی ہماری رہبری کا باعث ہے، غوثِ اعظمؒ کے ملفوظات، تصانیف و تالیفات کی تعداد بہت ہے، ان میں الفتح الرّبانی، فیوضِ یزدانی، الیواقیت والحکم، المواہب الرحمانیہ، جلاء الخاطر فی الباطن والظاہر، فتوح الغیب اور غُنیۃ الطالبین بہت مشہور ہیں، اِن میں ایک 'فتوح الغیب' جو آپ نے اپنے فرزند شیخ سید شرف الدین محمد عیسیٰؒ (المتوفی ۵۷۳ھ) کی تعلیم کے لئے تصنیف فرمائی تھی اور دوسری 'غُنیۃ الطالبین' ہے جو آپ کے ہاتھ میں ہے، یہ دونوں کتابیں بہت اہم ہیں۔ حضرت غوثِ اعظمؒ نے 'غنیۃ الطالبین' میں پیدائش سے موت اور ازل سے اَبد تک پیش آنے والے تمام ضروری امور کے بارے میں مکمل ہدایات مرتب فرما دی ہیں، ایمان کیا ہے، اسلام کیا ہے، احکامِ خداوندی کیا ہیں، اللہ کی معرفت کس طرح حاصل ہوتی ہے، اصل تقویٰ کیا ہے، تصوّف کیا ہے، اور جہنّم کے رُوح فرسا عذاب اور جنّت کی رُوح پرور بہاریں کیا ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ حتیٰ کہ دُعا، تعویذ اور اللہ کے کلام سے بہمہ جہت فائدے حاصل کرنے اور برکتیں سمیٹنے کی صورتیں کیا ہیں، اور ان میں کیا جائز ہے کیا ناجائز ہے، سب کچھ بیان کر کے پوری انسانی اور اسلامی زندگی سامنے رکھ دی ہے، اور کوئی شخص اگر راہِ حق پر جانا چاہتا ہے اور باطل کی روش سے بچنا چاہتا ہے تو اس کی زندگی ان افکار و احکام کے سانچے میں ڈھلی ہونا چاہئے، جن کا اظہار حضرت غوثِ اعظمؒ نے اس کتاب میں اور اپنی دوسری کتابوں میں کر دیا ہے، یہ بھی بتا دیا ہے کہ بہت ہی معمولی سی بات بسا اوقات آدمی کو غلط راستے پر ڈال دیتی ہے اور وہ بھٹک جاتا ہے، اس کی مثالیں بھی درج فرما دی ہیں، پھر خود ارشاد فرمایا کہ 'غنیۃ الطالبین' کیوں لکھی، ہر مُصنّف قلم اٹھانے کا سبب بیان کرتا ہے، حضرت

غوثِ اعظم رحؒ نے بھی اس کا سبب خود ہی بیان فرما دیا ہے، حضرت غوثِ اعظمؓ فرماتے ہیں :-

"حمد و ثنا اور درود و سلام کے بعد معزز قارئینِ کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ مجھ سے میرے بعض دوستوں نے اصرار کیا اور پُر زور الفاظ میں درخواست کی کہ میں یہ کتاب تصنیف کروں کیوں کہ انھیں صحیح صحیح پیش کرنے کے بارے میں مجھ سے حُسنِ ظن تھا اور تمام اقوال و افعال کو جوں کے توں بیان کرنے کے بارے میں میری ذات سے پوری عقیدت تھی۔

جب میں نے دیکھا کہ احبابِ کرام معلوماتِ شریعتِ مطہرہ کے لئے بے قرار ہیں اور آدابِ شرعیہ کو یعنی اللہ کے مقرر کردہ فرائض کو رحمتِ عالم کی سُنّتوں کو اور علمائے کرام کی ہیئتوں کو معلوم کرنے کا اپنے اندر جذبۂ صادق اور پُرزور تڑپ رکھتے ہیں اور آیات و علامات سے صانعِ عالم کو پہچاننے کے لئے بے قرار ہیں اور قرآن و حدیث کے شفابخش الفاظ و حروف سے ذکر کی مجلسوں کو گرمانے کے مُتمنّی ہیں، اور صلحاء کے اخلاق و عادات کو معلوم کرنے کے مشتاق ہیں تاکہ یہ تمام باتیں اللہ تعالیٰ کی راہ پر چلنے میں ان کے لئے معاون ثابت ہوں اور حق تعالیٰ کے احکام و ہدایات کو بجالانے میں اور نافرمانیوں سے بچنے میں ان کی مدد کریں، اور خود میں نے بھی کشف کے ذریعہ ان کے ارادوں میں صداقت پائی اس لئے میں نے بڑے شوق سے ان کی یہ درخواست قبول کرلی اور اس نیک کام کے لئے کمربستہ ہوگیا، کیونکہ میں خود بھی ثواب کا متلاشی اور طلبگار ہوں اور مجھے امید ہے کہ حق تعالیٰ رب العالمین نے مجھے اس کتاب کے مرتّب کرنے کی توفیق اس لئے عطا فرمائی ہے کہ انشاء اللہ یہ میرے لئے حساب کے دن نجات کا ذریعہ بنے گی، اور میں نے اس کا نام غُنیۃ الطالبین تجویز کیا کیوں کہ یہ حق تعالیٰ عزّ وجل کی راہ کے طالبوں کے لئے کافی ہے اور دوسری کتابوں سے بے نیاز کر دینے والی ہے۔"

حقیقتاً یہ کتاب طالبِ حق کے لئے آسانیاں بہم پہنچانے والی اور بے شمار کتابوں کی ورق گردانی سے بے نیاز کر دینے والی ہے، اس کتاب کا مطالعہ اور اس کے رموز و نکات کو سمجھنے کی توفیق دین اور دُنیا دونوں جہانوں کی عظمتوں سے ہمکنار کرنے کا باعث بن سکتی ہے، گویا یہ ایک آئینہ ہے، اب آدمی اگر اس آئینہ میں اپنی زندگی کا چہرہ دیکھتا رہے اور اس کو دیکھ کر اپنے چہرے کے داغ دھبے دُور کرتا رہے تو وہ یقیناً سنور جائے گا اور اس کی زندگی سُدھر جائے گی۔ یہی حضرت غوثِ اعظم رحؒ کا مقصود ہے اور اسی لحاظ سے سیدنا عبدالقادر الجیلانی علیہ الرحمۃ غوثِ اعظمؒ یعنی بڑے مددگار ہیں، سیرتِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تازہ کرنے والے، کتاب اللہ کا پیغام روحوں کی گہرائیوں میں اُتارنے والے، مُردہ دلوں کو زندگی بخشنے والے، اور ڈوبتی ہوئی انسانیت کو دامنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سہارا دے کر ساحلِ مُراد تک کھینچ لے جانے والے" غوثِ اعظم علیہ الرحمۃ۔"

شفیق بریلوی

"گدائے غوث پاک رحؒ"

فہرست عنوانات

غنیۃ الطالبین حصہ دوم

★

چودھواں باب

پندرھواں باب ۲۲۷

سولھواں باب

سترھواں باب

اٹھارھواں باب

انیسواں باب

بیسواں باب

اکیسواں باب

بائیسواں باب

مطبوعہ

رشید اینڈ سنز پرنٹرز۔ کراچی

محبوبِ سُبحانی

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰت علی النبی الذی لا نبی بعدہٗ۔

شکر ہے اس اللہ رحیم ورؤف کا جس کے فضل واحسان سے آج ہم حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی مشہور و معروف کتاب غنیۃ الطالبین لطریق الحق کے اردو ترجمہ کا دوسرا حصہ آپ کے سامنے پیش کرنے کے قابل ہو سکے۔ اس عظیم کتاب کا پہلا حصہ اس سے پہلے شائع کیا جا چکا ہے۔

کتابیں ہر زبان میں اور ہر موضوع پر لکھی جاتی رہی ہیں۔ روز بروز زیادہ ہی کتابیں تصنیف ہوتی رہیں گی۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر کتاب ایسی نہیں ہوتی جو پڑھنے والے کے دماغ کو متاثر کر کے سیدھی راہ پر لگا دے یہ فخر صرف چند ہی تصنیفات کو حاصل ہے کہ ان کے مطالعہ سے زندگیاں سنور گئی ہوں اور ان کے مضامین پر غور کرنے سے آدمی کے ذہن و دماغ میں روشنی و آگہی کی راہیں کھل گئی ہوں جو آنکھ رکھتے ہوئے بھی دیکھ نہیں سکتے تھے وہ دیکھنے لگے ہوں گے اور کان رکھتے ہوئے بھی سن نہیں سکتے تھے وہ سننے لگے ہوں۔ حضرت غوث اعظم شیخ الکل سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کی یہ کتاب ایسی ہی چند کتابوں میں سے ایک عظیم المرتبت کتاب ہے اس کتاب کا نام ہے غنیۃ الطالبین لطریق الحق یعنی ہر اس شخص کے لئے جو حق وصداقت کی راہ کا طالب ہو، یہ کتاب کافی ہے اور اس مقصد کے لئے کسی دوسری کتاب کا محتاج نہیں رہنے دیتی، یقیناً یہ کتاب ایسی ہی ہے کہ اگر کوئی شخص سچائی اور حق کی راہ کا جویا ہو تو اللہ و رسول کے احکام و فرامین کے علاوہ اور کسی انسانی تصنیف کی اس کتاب کے بعد کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی اسے غور سے مطالعہ کرنے اور اس پر عمل کرنے سے سچائی اور حق کا راستہ اس کو مل جائے گا۔

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ کی زندگی علم و عرفان اور زہد و اتقاء کا ایک کامل نمونہ تھی۔ نہ صرف اپنے زمانہ (سنہ ۴۷۱ھ تا سنہ ۵۶۱ھ) میں بلکہ آنے والی نسلوں کے لئے رہتی دنیا تک۔ اس کتاب میں حضرت نے حق وصداقت کی سیدھی راہ دکھائی ہے۔ بدعت۔ زندقہ۔ الحاد اور اعتقادی و عملی فسادات کے پوشیدہ سے پوشیدہ گوشوں کو اس کتاب میں نمایاں کر کے اور وضاحت کے ساتھ سمجھایا ہے۔ ہوا و ہوس کے چہرے پر سے ہر نقاب کو

ہٹا دیا ہے۔ شیطان کی ہر گمراہ کر دینے والی ترکیب کو واشگاف انداز میں دکھلا دیا ہے۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ جب تک اس دنیا میں رہے مخلوق خدا کو صحیح تعلیم دینے ذہنوں اور دماغوں کو ہر آلودگی سے پاک کرنے اور ایمان کو جِلا دینے میں اپنا سارا وقت صرف کرتے رہے اور اب ان کے اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد ان کی کتابوں سے ہم سب یہ فوائد جلیلہ حاصل کر سکتے ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو حضرت غوث اعظم کی تحریروں سے فائدہ حاصل کریں اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کریں اور قرب ربانی پر فائز ہوں جو ہر انسان کا مقصود حقیقی ہے۔ بلاشبہ ہر ذی عقل کے لئے مقصود حقیقی یہی ہونا چاہیئے۔

نفیس اکیڈیمی میں اشاعت کے لئے جن کتابوں کا انتخاب کیا جاتا ہے ان میں اولین اصول کتاب کی افادیت کا خیال ہوتا ہے۔ ہم نے اب تک جتنی کتابیں شائع کی ہیں وہ اس پر شاہد ہیں کہ ہم کتاب کے افادی پہلو پر سب سے پہلے اور گہری نظر ڈالتے ہیں اور اس کے بعد اہل علم و دانش سے مشورہ کر لیتے ہیں کہ یہ کتاب اپنے مضامین کے اعتبار سے کتنی مفید ہو سکتی ہے گویا کہ ہم یہ پہلے متعین کر لیتے ہیں کہ اس کتاب کے پڑھنے والوں کو کیا اور کتنا فائدہ اس کے مطالعہ سے حاصل ہوگا اور جب ہمیں اس کا پوری طرح اطمینان ہو جاتا ہے کہ یہ کتاب یقیناً مفید ثابت ہوگی تب ہم اس کتاب کی طباعت و اشاعت کا اہتمام کرتے ہیں۔

ہمیں یقین ہے کہ ناظرین اس کتاب کے مطالعہ کے بعد پوری طرح اس کے مطابق یقین و عمل کر کے اپنی زندگیوں کو سنواریں گے اور ہمارے حسن انتخاب کی داد دیں گے۔

یہ حضرت کا فیض روحانی ہے کہ میں نے ڈرتے ڈرتے اس کتاب کا پہلا حصہ پیش کیا۔ کیونکہ درجنوں ناشروں نے اسے شائع کر رکھا تھا بڑی آب و تاب جلد کے علاوہ پلاسٹک کور گولڈن اور پھر قیمت بھی کم مگر چند مہینے ہی میں اس کا پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا۔ دوسرے حصہ کی مانگ پیدا ہوئی۔ باوجود دشواریوں کے ہم طالبان حق اور اہل ذوق کے لئے ایسا لٹریچر اردو میں پیش کر رہے ہیں جس کا مدتوں سے انتظار ہے۔ ہمارے سامنے سامانِ طباعت کی گرانی اور عام گرانی کا دیو بھی موجود ہے۔ اہل نظر پر بھروسہ ہے کہ جنھوں نے پہلے قدر افزائی کی اب بھی نوازیں گے۔ ہم ان کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا بِمَا هُوَ رِضَاكَ

فصل : فی فضائل لیلۃ القدر قولہ تعالیٰ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر الی آخر السورۃ فانزلناہ کنایۃ عن القرآن انزلہ اللہ تعالیٰ من اللوح المحفوظ الی سماء الدنیا الی السفرۃ وھم الکتبۃ من الملائکۃ فکان ینزل فی تلک اللیلۃ من اللوح علی قدر ما ینزل بہ جبریل علیہ السلام باذن اللہ تعالیٰ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی السنۃ کلھا الی مثلھا من قابل حتی نزل القرآن کلھا فی لیلۃ القدر من شھر رمضان الیٰ سماء الدنیا وقال ابن عباس رضی اللہ عنھما وغیرہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر یعنی انزلنا جبریل بھذہ السورۃ وجملۃ القرآن فی لیلۃ القدر علی الکتبۃ ثم نزل بعد ذلک نجما نجما علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلاث وعشرین سنۃ فی سائر الشھور والایام واللیالی والاوقات قولہ تعالیٰ فی لیلۃ القدر ای فی لیلۃ عظیمۃ وقیل فی لیلۃ الحکم

شب قدر کے فضائل

اس سلسلہ میں سورہ قدر پڑھئے اس سورت میں قرآن حکیم کے اتارنے کی طرف اشارہ ہے یعنی حق تعالیٰ نے لوح محفوظ سے دنیوی آسمان پر لکھنے والے فرشتوں کی طرف اتنا قرآن پاک اتارا جتنا اگلی شب قدر تک حق تعالیٰ کو لوگوں پر اتارنا منظور تھا اسی طرح تمام قرآن ماہ رمضان میں دنیوی آسمان پر اترا۔

حضرت ابن عباسؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یعنی ہم نے جبرئیلؑ کو اس سورت کے اور تمام قرآن کے ساتھ شب قدر میں لکھنے والے فرشتوں پر اتارا پھر قرآن پاک تھوڑا تھوڑا کر کے ۲۳ سال تک ہر مہینہ میں دن رات وقتاً فوقتاً نبی صلعم پر اترتا رہا۔ قدر بمعنی عظیم ہے یعنی شب قدر عظمت والی شب ہے یا قدر بمعنی تقدیر ہے یعنی شب قدر فیصلہ والی شب ہے یعنی اس شب حق تعالیٰ تمام سال کے واسطے اندازہ فرماتا ہے۔

پھر فرمایا: اے محمد! صلعم کس چیز نے آپ کو شب قدر بتائی یعنی اگر شب قدر کو اور اس کی شان عظمت کو حق تعالیٰ آپ کو نہ بتاتا تو آپ کو اس کا علم ہرگز ہرگز نہ ہو سکتا تھا قرآن پاک میں جہاں وما ادراک آیا ہے حق تعالیٰ نے اسے اپنے نبی کو بتا دیا ہے اور جہاں وما یدریک ہے اس کی اطلاع آپ کو نہیں دی گئی ہے چنانچہ ایک جگہ فرمایا اور آپ کو کیا خبر

وسمیت لیلة القدر تعظیما لها ولقدرها لان الله
تعالیٰ یقدر فیها ما یکون من امر السنة الی مثلها
من العام المقبل ثم قال وما ادراك ما لیلة القدر
یا محمد لولا ان الله اعلمك بعظمتها لکن ما فی
القرآن وما ادراك فقد اعلمه الله ایاه وما
فیه وما یدریك فلم یدره ولم یطلعه علیه
کقوله عزوجل وما یدریك لعل الساعة تکون
قریبا وما تبین له وقتها قوله تعالیٰ لیلة القدر
ای لیلة العظمة والحکمة وقیل هی لیلة المبارکة
التی قال الله عزوجل انا انزلناه فی لیلة مبارکة
فیها یفرق کل امر حکیم ثم قال عزوجل لیلة القدر
خیر من الف شهر یعنی العمل فیها خیر من
الف شهر لیس فیها لیلة قدر ویقال ان الصحابة
رضی الله عنهم لم یفرحوا بشیء کفرحهم بقوله
تعالیٰ خیر من الف شهر وذلك ان رسول الله
صلی الله علیه وسلم ذکر یوما لاصحابه اربعة
من بنی اسرائیل بانهم عبدوا الله ثمانین سنة
لم یعصوه طرفة عین وذکر ایوب وزکریا و
حزقیل ویوشع بن نون علیهم السلام فعجب
اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم من ذلك
فاتاه جبریل علیه السلام وقال له یا محمد
عجبت انت واصحابك من عبادة هؤلاء النفر
ثمانین سنة ثمانین سنة لم یعصوا الله تعالیٰ
فیها طرفة عین فقد انزل الله علیك خیرا من ذلك
ثم قرأ علیه انا انزلناه فی لیلة القدر الی آخرها وقال

شاید قیامت قریب ہی آگئی ہو۔ ظاہر ہے کہ قیامت کے وقت
کی آپ کو اطلاع نہیں دی گئی۔

شب قدر یعنی عظمت و حکمت والی رات یا وہ برکت والی
رات جس کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا دیکھو ہم نے قرآن پاک
برکت والی رات میں اتارا۔ جس میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ
کیا جاتا ہے پھر حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ شب قدر ہزار ماہ سے بہتر
ہے یعنی اس رات کی عبادت ان ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر
ہے جن میں شب قدر نہ ہو کہا جاتا ہے کہ صحابہ کو جس قدر مسرت خیر من الف شہر
سے ہوئی ایسی مسرت کسی چیز سے نہیں ہوئی، اس کی وضاحت یہ
ہے کہ ایک دن رحمت عالم صلعم نے صحابہ کرامؓ کے سامنے چار
اسرائیلی حضرات کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے حق تعالیٰ اجل مجدہٗ کی
اسی سال لگاتار عبادت کی اور ذرا سی دیر کے لئے بھی نافرمانی نہیں
کی یہ تھے حضرت ایوبؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت حزقیلؑ اور
حضرت یوشع بن نون علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ ان کی عبادت کا
حال سن کر صحابہ کرامؓ حیرت میں رہ گئے اتنے میں رحمت عالم
صلعم پر حضرت جبرئیلؑ وحی لے کر اتر آئے اور فرمایا کہ اے محمدؐ
تم نے اور تمہارے اصحاب نے ان لوگوں کی اسی سالہ عبادت
پر حیرت و استعجاب کا اظہار فرمایا جس میں ان بزرگوں نے
ایک گھڑی بھر کے لئے بھی بلکہ ایک منٹ کے لئے بھی حق تعالیٰ
شانہٗ کی نافرمانی نہیں کی، حق تعالیٰ شانہ نے آپ پر اس سے
بھی بہتر ایک چیز اتار دی ہے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے آپ کو انا انزلناہ پڑھ کر پوری سورت سنائی اور فرمایا یہ (شب قدر
کی عبادت) ۸۳ سال چار ماہ سے افضل ہے تم ان کی ۸۰ سالہ عبادت
پر حیرت میں ہو تمہیں تو حق تعالیٰ نے ایک ایسی عظیم رات عطا
فرمائی ہے کہ اس ایک رات کی ۸۳ سال چار ماہ عبادت سے

له هذا افضل مما عجبت انت واصحابك منه فسر بذلك النبي صلى الله عليه وسلم وقال يحيى ابن نجيح انه كان في بني اسرائيل رجل لبس السلاح الف شهر في سبيل الله تعالى لم يضعه عنه فذكر ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم لاصحابه فتعجبوا من قول ذلك فانزل الله عز وجل ليلة القدر خير من الف شهر يعني خير لكم من تلك الالف شهر التي لبس فيها ذلك الرجل السلاح في سبيل الله ولم يضعه عنه وقيل انه كان اسمه شمعون العابد في بني اسرائيل وقيل شمسون تنزل الملائكة يعني تنزل من غروب الشمس الى طلوع الفجر والروح يعني جبريل عليه السلام وقال الضحاك عن ابن عباس رضي الله عنهما انه قال الروح على صورة الانسان عظيم الخلق وهو الذي قال الله عز وجل ويسألونك عن الروح وهو الملك يقوم مع الملائكة صفا وحده يوم القيامة وقال مقاتل هو اشرف الملائكة عند الله تعالى وقال غيره انه ملك وجهه على صورة الانسان وجسده جسد الملائكة وهو اعظم مخلوق عند العرش يقوم صفا وتقوم الملائكة صفا قال الله تعالى يوم يقوم الروح والملائكة صفا فيها يعني في ليلة القدر باذن ربهم اي بامر ربهم من كل امر يعني بكل خير سلام هي اي هي سلام اي سليمة حتى مطلع الفجر لا يحدث

بھی افضل ہے اس سے رحمت عالم صلعم کو مسرت ہوئی۔

یحییٰ بن صالح رح: بنی اسرائیل میں ایک شخص گزرا ہے جس نے ایک ہزار ماہ تک اللہ کی راہ میں لگاتار جہاد کیا اور کبھی اسلحہ نہیں اتارے رسول اللہ صلعم نے ایک دفعہ ان کا ذکر صحابہ کرام رض سے فرمایا ان کا ذکر سن کر صحابہ کو بڑی حیرت ہوئی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ تمہارے لئے شب قدر کی عبادت ان ایک ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے جن میں اس اللہ کے بندے نے اسلحہ نہیں اتارے اور برابر جہاد کرتے رہے کہتے ہیں ان کا نام شمعون یا شمسون تھا یہ اسرائیلیوں میں ایک مشہور عابد ہیں پھر فرمایا اس رات میں سورج ڈوبتے ہی فرشتے اترتے ہیں اور حضرت جبرئیل بھی اور صبح صادق تک رہتے ہیں۔

ضحاک رح از ابن عباس رض: روح انسانی شکل پر ایک عظیم الجثہ فرشتہ ہے یہ فرشتہ وہی ہے جس کے بارے میں حق تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ لوگ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں یہ ایک فرشتہ ہے جو قیامت کے دن تن تنہا فرشتوں کی ایک قطار کے بالمقابل کھڑا ہوگا

مقاتل رح: روح اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک انتہائی شریف فرشتہ ہے دوسرے علماء: یہ ایک فرشتہ ہے جس کا چہرہ انسان کے چہرے کی طرح ہے اور جسم فرشتوں کے جسم کی طرح ہے اور یہ فرشتہ عرش کے پاس سب سے بڑی مخلوق ہے جو فرشتوں کی صف کے بالمقابل تن تنہا کھڑا ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا وہ دن یاد کرو جس دن روح اور فرشتے قطار باندھ کر کھڑے ہوں گے پھر فرمایا اس رات میں اس سے شب قدر مراد ہے پھر فرمایا اپنے رب کی اجازت سے یعنی حکم سے من کل امر یعنی فرشتے زمین پر ہر طرح کی خیر لے کر اترتے ہیں، سلام یعنی وہ رات سلامتی والی ہے حتیٰ مطلع الفجر یعنی طلوع صبح صادق تک اس میں سلامتی رہتی ہے اس میں بیماری اور کہانت پیدا نہیں ہوتی مطلع لام کے زبر طلوع ہونے کی جگہ اور لام کے زیر سے بمعنی طلوع

فیہا داء ولا کرہ انہ مطلع الفجر بکسر اللام یرید الطلوع و بالفتح یرید الموضع الذی یطلع فیہ وقیل سلام یعنی سلام الملائکۃ علی المومنین من اھل الارض یقولون سلام سلام حتی یطلع الفجر۔

فصل: وتلتمس لیلۃ القدر فی العشر الاواخر من شھر رمضان وآکدھا لیلۃ سبع و عشرین وعند مالک رحمہ اللہ جمیع لیالی العشر لیس بعض بآکد من بعض وعند الشافعی رحمہ اللہ آکدھا احدی وعشرون وقیل انھا لیلۃ التاسع عشر وھو مذھب عائشۃ رضی اللہ عنھا وقال ابو بردۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ ھی لیلۃ ثلاث وعشرین وقال ابوذر والحسن رضی اللہ عنھما انھا لیلۃ خمس وعشرین وروی بلال رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انھا لیلۃ اربع وعشرین وقال ابن عباس وابی بن کعب رضی اللہ عنھم انھا لیلۃ سبع و عشرین والدلیل علی ان آکدھا لیلۃ سبع وعشرین واللہ اعلم ما روی ابن حنبل رحمہ اللہ باسنادہ عن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال کانوا لا یزالون یقصون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرؤیا من العشر الاواخر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اری رؤیاکم قد تواترت انھا لیلۃ سابعۃ من العشر الاواخر من کان متحریا فلیتحرھا اللیلۃ السابعۃ من العشر الاواخر ویروی ان ابن عباس قال لعمر بن الخطاب رضی اللہ عنھم

ہونا یعنی مصدر میمی ہے۔

ایک یہ بھی تفسیر ہے کہ فرشتے رات بھر روئے زمین کے اہل ایمان کے لئے سلامتی کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں حتےٰ کہ صبح صادق نمودار ہو جاتی ہے۔

شب قدر کن راتوں میں ڈھونڈھی جائے؟ شب قدر ماہِ رمضان کے اخیر عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کی جائے ۲۷ ویں شب کی زیادہ تاکید آئی ہے امام مالکؒ کے نزدیک پچھلے عشرے کی ساری راتوں میں شب قدر کا احتمال ہے خواہ طاق ہوں یا جفت اور کوئی رات کسی رات پر فضیلت نہیں رکھتی، امام شافعیؒ کے نزدیک ۲۱ ویں شب میں شب قدر کا زیادہ احتمال ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۲۹ ویں شب، شب قدر ہے یہ حضرت عائشہ رضؓ کا قول ہے ابوبریدہ اسلمیؓ کے نزدیک ۲۳ ویں شب ہے، ابو ذرؓ اور حسنؒ کے نزدیک ۲۵ ویں شب ہے حضرت بلالؓ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ ۲۴ ویں شب ہے حضرت ابن عباسؓ اور ابی بن کعبؓ کے نزدیک ۲۷ ویں شب ہے الغرض ۲۷ ویں شب کی طرف اکثر علماء گئے ہیں اس کی دلیل کہ ۲۷ ویں شب میں شب قدر کا زیادہ تر احتمال ہے وہ روایت ہے جو امام احمد بن حنبلؒ اپنی اسناد سے ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم سے صحابہ کرام اپنے خواب اخیر عشرے کے بارے میں بیان کیا کرتے تھے بالآخر نبی صلعم نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ ۲۷ ویں شب کے بارے میں تمہاری خوابیں تواتر کو پہنچ گئی ہیں لہٰذا جو شب قدر تلاش کرنا چاہے اسے شب قدر ۲۷ ویں شب کو تلاش کرنی چاہیئے منقول ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں نے اخیر عشرے کی طاق راتوں میں غور کیا تو شب قدر کے لئے سات سے زیادہ لائق کسی رات کو نہیں پایا اب آپ سات کے عدد کے بارے میں غور کریں، آسمان سات ہیں، زمینیں سات ہیں

انی نظرت فی الافراد فلم ارفیها احری من
السبعة فذكر بعض ما ذكره فی السبعة فقال
السموات سبع والارضون سبع والليالی سبع
والافلاك سبع والنجوم سبع والسعی بين الصفا
والمروة سبع والطواف بالبيت سبع ورمی الجمار
سبع وخلق الانسان من سبع ورزقه من سبع
وشق فی وجهه سبع والخواتيم سبع والحمد
سبع آيات وقراءة القرآن على سبعة احرف
والسبع المثانی والسجود على سبعة اعضاء
والبواب جهنم سبع واسماؤها سبع ودركاتها
سبع واصحاب الكهف سبع واهلك
عاد بالريح فی سبع ليال ومكث يوسف عليه
السلام فی السجن سبع سنين والبقرات
سبع والسنون الجدبة سبع والسنون الخصبة
سبع والصلوات الخمس سبع عشرة ركعة
وقال الله عزوجل وسبعة اذا رجعتم وحرم
من النساء النسب سبع ومن الصهر سبع و
جعل رسول الله صلى الله عليه وسلم طهارة
الاناء اذا ولغ فيه الكلب سبع مرات احداهن
بالتراب وعدد حروف سورة القدر الى قوله
سلام هی سبع وعشرون حرفا ومكث ايوب
عليه السلام فی بلائه سبع سنين وقالت
عائشة رضی الله عنها تزوجنی رسول الله
صلى الله عليه وسلم وانا بنت سبع سنين
وايام العجوز يعنی الحسوم سبعة ثلاثة من شباط

ہفتہ کے دن سات ہیں، آسمان سات ہیں، سمندر سات ہیں، صفا
مروہ کے درمیان چکر سات ہیں، طواف میں چکر سات ہیں، شیطانوں
پر سات سات کنکریں ماری جاتی ہیں، انسان کی پیدائش سات
اعضاء سے ہے، اس کی روزی سات دانوں سے ہے، اس کے چہرے
میں سات سوراخ ہیں، حٰم والی سورتیں سات ہیں، سورہ فاتحہ کی
سات آیتیں ہیں، قراتیں سات ہیں اور بار بار پڑھی جانے والی
سورتیں سات ہیں، سجدہ سات اعضاء پر کیا جاتا ہے، جہنم کے
دروازے سات ہیں، اس کے نام سات ہیں، اس کے طبقے سات
ہیں، اصحاب کہف سات ہیں، عادی لگاتار سات دن کی آندھی
سے تباہ ہوئے، حضرت یوسف قید خانہ میں سات سال رہے، بادشاہ
نے خواب میں بیل سات ہی دیکھے تھے، حضرت یوسف علیہ السلام
کے زمانہ میں سات سال کا قحط پڑا، پھر ارزانی کے سال بھی سات
ہی ہیں اور پنجگانہ نمازوں کی رکعتیں بھی سترہ ہی ہیں کہ دہائی نکال
کر سات ہی رہ جاتی ہیں حق تعالیٰ نے فرمایا اور گھر جاکر سات
روزے رکھ لو، نسب سے، رضاعت سے اور سسرال سے
سات سات رشتے حرام ہیں، اگر برتن میں کتا منہ ڈال دے تو
اسے سات بار دھویا جاتا ہے اور سورۂ قدر کے حرفوں کی تعداد
سلام تک ۲۷ ہے حضرت ایوبؑ سات سال بیمار رہے حضرت
عائشہ رضؓ سے سات سال کی عمر میں نکاح کیا گیا اور موسم گرما کے
پچھلے دن سات ہیں تین ماہ شباط کے اور چار آزر کے، نبی صلعم
نے فرمایا کہ میرے امت کے شہید سات ہیں، اللہ کی راہ میں لڑکر
مرنے والا، طاعون کی گلٹی سے مرنے والا، مرض سل میں مرنے
والا، ڈوب کر مرنے والا، جل کر مرنے والا، دستوں سے مرنے
والا اور نفاس میں مرنے والی۔
حق تعالیٰ شانہ نے سات چیزوں کی قسم کھائی ہے، سورج

وارلعۃ من اذار وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہداء امتی سبعۃ القتیل فی سبیل اللہ والمطعون والمسلول والغریق والحریق والمبطون والنفساء من النساء واقسم اللہ عزوجل بسبع والشمس وضحاھا الی قولہ وماسوّاھا وکان طول موسیٰ علیہ السلام سبعۃ اذرع بذراع ذلک القرن وطول عصی موسیٰ سبعۃ اذرع فاذا ثبت ان اکثر الاشیاء سبع فقد نبہ اللہ تعالیٰ عبادہ علی ان لیلۃ القدر السابعۃ والعشرون بقولہ تعالیٰ سلام ھی حتی مطلع الفجر فعلمنا بذلک انہا لیلۃ السابع والعشرین۔

فصل: فصل لیلۃ الجمعۃ افضل ام لیلۃ القدر اختلف اصحابنا فی ذلک فاختار الشیخ ابوعبداللہ بن بطۃ والشیخ ابوالحسن الجزری وابوحفص عمر البرمکی رحمہم اللہ ان لیلۃ الجمعۃ افضل واختار ابوالحسن التمیمی رحمہ اللہ ان اللیلۃ التی انزل فیہا القرآن من لیالی القدر افضل من لیلۃ الجمعۃ فاما امثال تلک اللیلۃ من لیالی القدر فلیلۃ الجمعۃ افضل وقال اکثر العلماء لیلۃ القدر افضل من لیلۃ الجمعۃ وغیرھا من اللیالی وجہ اختیار اصحابنا ماروی القاضی الامام ابویعلی رحمہ اللہ باسنادہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغفر اللہ لیلۃ الجمعۃ لاھل الاسلام اجمعین وھذہ فضیلۃ لم تنقل عنہ علیہ الصلاۃ والسلام

کی، چاند کی، دن کی، رات کی، آسمان کی، زمین کی اور نفس کی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا طول اس صدی کے لوگوں کے ہاتھ سے سات ہاتھ تھا اور آپ کا عصا بھی سات ہاتھ کا تھا۔

نتیجہ صاف ہے کہ اکثر چیزیں سات ہیں لہٰذا اللہ تعالےٰ نے حی حتےٰ مطلع الفجر سے اپنے بندوں کو بیدار فرمایا کہ شب قدر ۲۷ ویں شب ہے اور ہمیں علم ہو گیا کہ شب قدر ۲۷ ویں شب ہی ہے کیونکہ سلام ۲۷ کلمے ہیں اور ھی حتیٰ مطلع الفجر والا جملہ ۲۷ کلمات کے بعد ہے۔

★

شب قدر افضل ہے یا شب جمعہ اس بارے میں ہمارے علماء میں اختلاف ہے شیخ ابوعبداللہ بن بطہ، شیخ ابوالحسن جزری اور ابوحفص عمر برمکی کے نزدیک شب جمعہ افضل ہے اور ابوالحسن تمیمی کے نزدیک یہ پسندیدہ بات ہے کہ جس شب قدر شب جمعہ سے افضل ہے اور باقی قدر والی راتوں سے شب جمعہ افضل ہے۔

اکثر علماء کا قول ہے کہ شب قدر جمعہ وغیرہ کی راتوں سے افضل ہے۔

ہمارے اصحاب نے جو یہ قول اختیار کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قاضی امام ابویعلیٰ اپنی سند سے حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالےٰ جمعہ کی شب کو تمام مسلمانوں کو بخش دیتا ہے۔

یہ فضیلت نبی صلعم سے جمعہ کی شب کے علاوہ کسی اور شب کے لئے منقول نہیں۔

نبی اکرم صلعم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھ پر روشن رات

لغيرها من الليالي وروى عنه صلى الله عليه
وسلم انه قال اكثروا على من الصلاة في الليلة
الغراء واليوم الازهر ليلة الجمعة ويومها
والغرة من الشيء خياره ولان ليلة الجمعة
تالبعة ليومها وقد جاء في فضل يومها
مالم يجيء في فضل يوم ليلة القدر من ذلك ما
روى انس رضى الله عنه عن النبي صلى الله
عليه وسلم انه قال ما طلعت الشمس على يوم
اعظم عند الله من يوم الجمعة ولا احب اليه
منه وروى ابوهريرة رضى الله عنه عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه قال لا تطلع الشمس
ولا تغرب على يوم افضل من يوم الجمعة وما
من دابة الا وهي تفزع ليوم الجمعة الا هذين
الثقلين من الجن والانس وروى ابوهريرة رضى الله
عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ان الله
عزوجل يبعث الايام يوم القيامة على هيئتها
ويبعث الجمعة وهي زهراء منيرة واهلها يحفون
بها كالعروس تهدى الى كريمها تضيء لهم
ويمشون في ضوئها والوانهم كالثلج وريحهم
كالمسك يخوضون في جبال الكافور وينظر
اليهم اهل الموقف الثقلان ما يطرفون تعجبا
حتى يدخلون الجنة فان قيل فما جوابكم
عن قوله عزوجل ليلة القدر خير من الف شهر
قيل المراد بها خير من الف شهر ليس فيها
ليلة الجمعة كما ان تقديرها عندهم خير من الف شهر

ہیں اور ممتاز دن (شب جمعہ و یوم جمعہ) میں کثرت سے درود بھیجا کرو
شے کی پیشانی اس میں سے بہترین چیز کو کہتے ہیں علاوہ ازیں شب
جمعہ، جمعہ کے دن کے تابع ہے اور جمعہ افضل ہے لہٰذا شب جمعہ
بدرجۂ اولیٰ افضل ہوئی۔ جمعہ کے دن کی فضیلت میں ایسی روایتیں
آئی ہیں جو شب قدر کی فضیلت میں نہیں آئیں غور کیجیے۔

حضرت انس نبی اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے
فرمایا کہ جمعہ کے دن سے کوئی دن اللہ کے نزدیک زیادہ
عظیم و محبوب نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلعم نے
فرمایا کہ کسی ایسے دن پر سورج طلوع و غروب نہیں ہوتا جو جمعہ
کے دن سے افضل ہو اور کوئی جاندار بجز انسانوں اور جنوں کے
ایسا نہیں جو جمعہ کے دن گھبرایا ہوا نہ رہتا ہو یعنی جمعہ کے دن قیامت
آئیگی اور قیامت کے ڈر سے ہر جاندار گھبرا جاتا ہے پھر جب سورج
نکل آتا ہے تو اطمینان کا سانس لیتا ہے کہ آج قیامت نہیں آئی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلعم نے
فرمایا کہ حق تعالےٰ شانہ قیامت کے دن دنوں کو ان کی موجودہ ہیئت
پر ظاہر فرمائے گا لیکن جمعہ کو پھول کی طرح کھلا ہوا اور چمکتا ہوا
ظاہر فرمائے گا اور لوگ جمعہ کو اس طرح گھیرے ہوئے ہوں گے
جیسے دلہن اپنے شوہر لوگوں کے جھرمٹ میں بھیجی جاتی ہے جمعہ
لوگوں کو روشنی بخشے گا اور وہ اس کی روشنی میں چلیں گے اور
لوگوں کے رنگ جمعہ کی روشنی میں برف کی طرح سفید نظر آئیں گے
اور ان سے مشک جیسی خوشبو کی لپٹیں آتی ہوں گی اور کافور کے
پہاڑوں میں گھس جائیں گے اور انہیں موقف والے جن اور انسان
تعجب سے دیکھیں گے کہ وہ کس طرح ناز و انداز سے چل رہے ہیں
حتےٰ کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

ليس فيها ليلة القدر وايضا ان ليلة الجمعة
باقية في الجنة لان في يومها تقع الزيادة الى
الله سبحانه وتعالى وهي معلومة في الدنيا بعينها
على القطع وليلة القدر مظنون عينها وجه
اختيار التميمي وغيره من العلماء ان ليلة القدر
افضل قوله تعالى خير من الف شهر والف شهر
ثلاث وثمانون سنة واربعة اشهر وقيل
انه عرض على النبي صلى الله عليه وسلم اعمار
امته فاستقلها فاعطى ليلة القدر وعن مالك
بن انس رحمه الله انه قال سمعت ممن اثق
به يقول ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
رأى اعمار الناس قبله او ماشاء الله تعالى
من ذلك فكانه تقاصر اعمار امته بأن
لا يبلغوا من العمل مثل الذي بلغ غيرهم
في طول العمر فاعطاه الله ليلة القدر خير
من الف شهر وقال انس بن مالك رحمه الله
بلغني ان سعيد بن المسيب قال من حضر صلاة
العشاء ليلة القدر اصاب منها حظا عن
النبي صلى الله عليه وسلم انه قال من صلى
العشاء والمغرب في جماعة فقد اخذ بحظه
من ليلة القدر ومن قرأها يعني سورة القدر
فكانما قرأ ربع القرآن ويستحب ان يقرأها
في العشاء الاخيرة من شهر رمضان۔

فصل: فان قال قائل لم لم يطلع الله عباده
على ليلة القدر يقينا وقطعا كما اطلعهم على

اگر کوئی کہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے
اور ان ہزار مہینوں میں متعدد جمعات ہیں تو شب قدر ان تمام جمعوں
سے افضل ہوئی۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ اس آیت سے وہ ہزار
مہینے مراد ہیں جن میں شب جمعہ شامل نہیں جیسے یہ کہا جاتا ہے کہ ہزار
مہینوں میں شب قدر شامل نہیں ہے۔

علاوہ ازیں شب جمعہ جنت میں باقی رہے گی کیونکہ جمعہ کے دن حق
تعالیٰ شانہ کی زیارت ہوا کریگی اور شب جمعہ دنیا میں یقینی طور پر معلوم ہے
اور شب قدر کی ذات میں دنیا میں احتمال ہے معلوم نہیں۔ اب شب قدر
کو افضل بتانے والوں کے دلائل ملاحظہ ہوں حق تعالے نے شب قدر
ایک ہزار مہینوں سے افضل بتایا ہے اور ایک ہزار مہینے ۸۳ سال اور
چار مہینے ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ نبی صلعم پر آپکی امت کی عمریں پیش کی گئیں
تو آپ نے عمروں کو کم خیال کیا پھر آپ کو شب قدر عطا کی گئی امام مالک
فرماتے ہیں کہ میں نے ایک معتبر شخص سے سنا کہتا تھا کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی امت
کی عمروں وغیرہ کا مقابلہ پہلے لوگوں کی عمروں وغیرہ سے کیا تو آپکو اپنی امت
کی عمریں حقیر معلوم ہوئیں اور آپ نے سوچا کہ میرے امتی اتنے عمل کرنے پر
قادر نہ ہونگے جتنے عملوں پر پہلے لوگ اپنی طویل عمروں کی وجہ سے قادر تھے
اس پر حق تعالے نے آپ کو شب قدر عطا فرما دی جو ایک ہزار مہینوں سے
بہتر ہے۔ امام مالکؒ بن انس فرماتے ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ سعیدؒ بن مسیب
نے فرمایا کہ جو آدمی شب قدر میں عشاء کی نماز میں حاضر ہوا تو اسے شب قدر
میں حصہ مل گیا۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جس نے مغرب و عشاء جماعت
سے پڑھ لی اس نے شب قدر سے اپنا حصہ حاصل کر لیا اور جس
نے سورہ قدر پڑھی گویا اس نے چوتھائی قرآن پڑھا۔ ماہ رمضان
میں عشاء میں سورۂ قدر کا پڑھنا مستحب ہے۔

شب قدر کیوں پوشیدہ رکھی گئی؟

اگر کوئی کہے کہ شب قدر جمعہ کی طرح یقینی اور قطعی طور پر بتائی کیوں نہیں گئی؟ تو اس کا یہ جواب

لیلۃ الجمعۃ وبینھا لھم قیل لہ لئلا یتکلوا علی عملھم فیھا فیقول قد عملنا فی لیلۃ خیر من الف شھر فقد غفر اللہ لنا وحصل لنا عند درجات وجنات فلا یعملوا عملا و اطمانوا فیغلب علیھم الرجاء فیھلکوا وھذا کما لم یطلعھم علی فناء آجالھم لئلا یقول من کان فی عمرہ طول اتبع الشھوات واللذات والتنعم فی الدنیا فاذا قاربت فناء اجلی تبت واشتغلت بعبادۃ ربی واموت تائبا مصلحا فغیب اللہ تعالی عنھم آجالھم لیکونوا ابدا علی وجل وحذر من الموت فیحسنوا العمل ویداوموا علی التوبۃ واصلاح العمل فیاتیھم الموت وھم علی خیر حال فتصل الیھم الاقسام من اللذات والشھوات فی الدنیا وینجون من عذاب اللہ فی الآخرۃ برحمۃ اللہ وقیل ان اللہ تعالی اخفی خمسۃ اشیاء فی خمسۃ الاول اخفی رضاء اللہ فی الطاعات والثانی اخفی غضبہ فی المعاصی والثالث اخفی الصلاۃ الوسطی بین الصلوات والرابع اخفی ولیہ فی خلقہ والخامس اخفی لیلۃ القدر فی شھر رمضان۔

فصل: وان اللہ عزوجل اعطی المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم خمس لیال الاولی لیلۃ المعجزۃ والقدرۃ وھی انشقاق القمر قولہ تعالی اقتربت الساعۃ وانشق القمر وکان انفلاق البحر لموسی علیہ السلام بضرب العصا والانشقاق لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہے کہ بتائی اس لئے نہیں گئی کہ لوگ اس میں کئے ہوئے عملوں پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں اور یہ نہ سمجھنے لگیں کہ شب قدر میں ہم نے پوری رات عبادت کرلی ہے اللہ تعالےٰ نے ہمیں بخشدیا اور اللہ کے پاس ہمیں درجات وجنتیں مل گئے لہٰذا اب ہمیں عمل کرنے کی ضرورت نہیں پھر یہ سوچ کر وہ عمل ترک کر دیں اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں اور ان پر امید غالب آجائے پھر آخر کار ہلاک ہو جائیں جیسے موت چھپا کر رکھی گئی ہے کیونکہ اگر لوگوں کو موت معلوم ہوتی تو لوگ کہہ دیا کرتے کہ ابھی تو میری عمر کے اتنے اتنے سال باقی ہیں میں خوب گلچھرے کیوں نہ اڑاؤں اور شہوتوں اور لذتوں میں اور دنیوی عیاشی میں ڈوبا ہوا کیوں نہ رہوں جب میری موت کا وقت آئے گا توبہ کرلوں گا اور اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہو جاؤں گا اور توبہ کرکے اور اپنی اصلاح کرکے مرجاؤں گا اس لئے اللہ تعالےٰ موت کو چھپا دیا تاکہ ہر وقت موت سے ڈرتے رہیں اور پھونک پھونک کر قدم اٹھائیں اور خلوص سے عمل کرتے رہیں اور ہر وقت توبہ واصلاح اعمال میں [illegible] رہیں اور اچھی حالت میں داعی اجل کو لبیک کہیں۔ اس طرح انہیں دنیوی لذتیں اور تمنائیں بھی حاصل ہو جائیں گی اور آخرت میں اللہ تعالےٰ کی مہربانی سے اللہ کے عذاب سے نجات بھی پا جائینگے کہا جاتا ہے کہ حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے پانچ چیزوں میں پانچ چیزیں چھپا دی ہیں طاعتوں میں رضا گناہوں میں غضب پنجگانہ نمازوں میں میانی نماز، لوگوں میں اللہ کا ولی اور رمضان میں شب قدر۔

پانچ راتوں کی فضیلت حق تعالےٰ شانہ نے اپنے پیارے نبی محمد رسول اللہ صلعم کو پانچ راتیں عنایت فرمائی ہیں (۱) شب معجزہ (قدرت) یعنی وہ رات جس میں آپ نے اپنی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کردئے تھے فرمایا: قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا حضرت موسےٰ نے عصا مار کر دریا کا پانی پھاڑ دیا تھا اور پیغمبر اسلام علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی انگلی کے اشارے

باشارة اصبع المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
فھو اعظم فی المعجزات والاعجاز والقدرة
والثانیة لیلة الاجابة والدعوة قولہ تعالیٰ
واذ صرفنا الیك نفرا من الجن یستمعون القرآن
والثالثة لیلة الحکم والقضیة قولہ تعالیٰ
انا انزلناہ فی لیلة مبارکة انا کنا منذرین
فیھا یفرق کل امر حکیم والرابعة لیلة الدنو
والقربة ھی لیلة المعراج قولہ تعالیٰ سبحان
الذی أسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام
الی المسجد الاقصیٰ الآیة واما الخامسة فلیلة
السلام والتحیة قولہ انا انزلناہ فی لیلة القدر
الی قولہ تنزل الملائکة والروح فیھا یعنی
لیلة القدر وروی عن ابن عباس رضی اللہ
عنھما انہ قال اذا کان لیلة القدر یامر اللہ
سبحانہ وتعالیٰ جبریل علیہ السلام ان ینزل
الی الارض ومعہ سکان سدرة المنتھیٰ وھم
سبعون الف ملك ومعھم الویة من نور فاذا
ھبطوا الی الارض رکز جبریل علیہ السلام
لواءہ والملائکة الویتھم فی اربع مواطن
عند الکعبة وعند قبر النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وعند مسجد بیت المقدس وعند
مسجد طور سیناء ثم یقول جبریل علیہ
السلام للملائکة تفرقوا فیتفرقون فلا تبقی
دار ولا حجرة ولا بیت ولا سفینة فیھا
مومن او مؤمنة الا دخلت الملائکة فیھا

چاند پھاڑ دیا لہٰذا یہ معجزہ تمام معجزات میں اعجاز میں ایک عظیم معجزہ
ہے (۲) شب قبولیت دعا فرمایا: اور جب ہم نے آپ کی طرف
جنوں کی ایک جماعت پھیر دی کہ وہ قرآن سُن رہے تھے (۳)
شب حکم وفیصلہ فرمایا: ہم نے قرآن ایک برکت والی رات میں اتارا
بلاشبہ ہم ڈرانے والے ہیں اس رات میں ہر مستحکم کام کا فیصلہ کر دیا
جاتا ہے (۴) شب قرب (شب معراج) فرمایا: وہ پاک ہے جو
راتوں رات اپنے بندے کو عزت والی مسجد سے مسجد اقصیٰ تک
لے گیا (۵) شب سلام وتحیۃ فرمایا: ہم نے قرآن شب قدر میں
اتارا (آخر سورت تک)

حضرت ابن عباس: جب شب قدر آتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ
حضرت جبرئیل کو حکم فرماتے ہیں کہ اپنے ساتھ سدرہ پر رہنے والے
ستر ہزار فرشتوں کو لے کر زمین پر اتر جاؤ فرشتوں کے پاس نور
کے جھنڈے ہوتے ہیں پھر جب یہ فرشتے زمین پر اتر آتے ہیں
تو حضرت جبرئیل اور تمام فرشتے چار جگہ جھنڈے گاڑ دیتے
ہیں کعبۂ اقدس کے پاس، روضۂ اطہر کے پاس مسجد بیت المقدس
کے پاس اور مسجد طور سینا کے پاس پھر جبرئیل فرشتوں کو دنیا میں پھیل جانے
کا حکم فرماتے ہیں فوراً فرشتے دنیائے اسلام میں پھیل جاتے ہیں
اور کوئی محلہ، گھر، حجرہ اور کشتی جس میں مومن مرد اور مومنہ خواتین
ہوں باقی نہیں رہتا کہ فرشتے وہاں نہ گئے ہوں ہاں جس گھر میں کتا یا سؤر
یا شراب یا ناپاک آدمی یا تصویر ہو وہاں نہیں جاتے، فرشتے
اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس بیان کرتے رہتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ
پڑھتے رہتے ہیں اور امتِ محمدیہ کی امت کے لئے استغفار کرتے
رہتے ہیں حتیٰ کہ جب صبح صادق کی لَو پھٹنے لگتی ہے تو آسمان پر
چڑھ جاتے ہیں اور پہلے آسمان کے فرشتے ان کا خیر مقدم کرتے ہیں
اور ان سے پوچھتے ہیں کہ بھائیو! آپ حضرات کہاں سے آرہے

الابیت فیه کلب او خنزیر او خمر او جنب من
حرام او صورۃ فیسبحون ویقدسون ویهللون
ویستغفرون لامة محمد صلی اللہ علیه وسلم
حتیٰ اذا کان وقت الفجر یصعدون الی السماء
فیستقبلهم سکان السماء الدنیا فیقولون لهم
من أین اقبلتم فیقولون کنا فی الدنیا لان اللیلة
لیلة القدر لامة محمد صلی اللہ علیه وسلم فقال
سکان سماء الدنیا ما فعل اللہ بهم وبحوائجهم
فیقول جبریل علیه السلام ان اللہ غفر لصالحیهم
وشفعهم فی طالحیهم فترفع ملائکة سماء الدنیا
اصواتهم بالتسبیح والتقدیس والثناء علی
رب العالمین شکرا لما اعطاه اللہ هذه الامة
من المغفرة والرضوان ثم تشیعهم ملائکة
سماء الدنیا الی السماء الثانیة ثم کذلک سماء
بعد سماء الی السابعة ثم یقول جبریل علیه السلام
یا سکان السموات ارجعوا فترجع ملائکة کل
سماء الی مواضعهم ویرجع سکان سدرة
المنتهی الی السدرة فیقول سکان السدرة این
کنتم فیجیبون مثل ما اجابوا اهل السماء
الدنیا فترفع سکان السدرة فیقول سکان
السدرة اصواتهم بالتسبیح والتقدیس فتسمع
جنة الماوی ثم جنة النعیم ثم جنة عدن
ثم الفردوس فیسمع عرش الرحمن فیرفع
العرش صوته بالتسبیح والتهلیل والثناء
علی رب العالمین شکرا لما اعطی هذه الامة

ہیں پھر دنیوی آسمان پر رہنے والے فرشتے ان سے پوچھتے ہیں کہ حق تعالیٰ
جل مجدہٗ نے بندوں کے اور ان کی ضرورتوں کے سلسلہ میں کیا کیا؟ حضرت
جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے نیک حضرات کو بخش دیا
اور بدنصیبوں کے حق میں ان کی شفاعت قبول کرنے کا وعدہ فرمالیا
پھر حق تعالیٰ نے اس امت کو جو بخشش ورضا عطا فرمائی ہے اس سے
خوش ہو کر فرشتے شکریہ کے طور پر حق تعالیٰ شانہ کی حمد وثنا بیان فرماتے
ہیں اور بلند آواز سے سبوح قدوس کے ذکر میں رطب اللسان ہو جاتے
ہیں پھر انہیں دنیوی آسمان کے فرشتے دوسرے آسمان تک رخصت
کرتے ہیں اسی طرح یکے بعد دیگرے ساتویں آسمان تک پہنچتے ہیں پھر
حضرت جبرئیل فرماتے ہیں کہ آسمانوں پر رہنے والو اپنی اپنی جگہ لوٹ
جاؤ چنانچہ ہر آسمان کے فرشتے اپنی اپنی جگہ چلے جاتے ہیں اور سدرہ
کے فرشتے سدرہ پر پہنچ جاتے ہیں سدرہ کے فرشتے ان سے پوچھتے ہیں
کہ تم کہاں تھے؟ یہ فرشتے وہی جواب دیتے ہیں جو جواب پہلے آسمان
کے فرشتوں نے دیا تھا یہ سن کر سدرہ کے فرشتے بھی بلند آواز سے
تسبیح وتقدیس میں مصروف ہو جاتے ہیں اور ان کی آوازیں جنت
الماویٰ، جنت النعیم، جنت عدن اور فردوس میں پہنچتی ہیں پھر عرش
رحمن تک پہنچ جاتی ہیں اور عرش بھی اس امت کو دیئے گئے انعامات
کا شکر بجالانے کے لئے رب العالمین کی تسبیح وتقدیس میں اور حمد وثنا
میں لگ جاتا ہے حق تعالیٰ پوچھتا ہے حالانکہ اسے سب کچھ معلوم ہے
کہ اے عرش! تو نے اپنی آواز کیوں بلند کی عرش عرض کرتا ہے کہ اے
میرے رب مجھے خبر ملی ہے کہ کل آپ نے امت محمدیہ کے نیک حضرات
کو بخش دیا اور ان کے بروں کے حق میں آپ نے ان کی شفاعت
قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے عرش
تو سچ کہتا ہے میرے پاس امت محمدیہ کے لئے ایسے ایسے اعزاز
ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ

فیقول اللہ عزوجل وھو اعلم یا عرشی لم رفعت صوتک فیقول الٰھی بلغنی انک قد غفرت البارحۃ لصالحی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم و شفعت صالحیھا فی طالحیھا فیقول اللہ تعالیٰ صدقت یا عرشی ولامۃ محمد عندی من الکرامۃ ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر وقیل ان جبریل علیہ السلام اذا نزل من السماء لیلۃ القدر لا یدع احدا من الناس الا سلم علیہ و صافحہ وعلامۃ ذلک اقشعرار جلدہ و ترقیق قلبہ وتدمیع عینیہ ولھذا اروی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان مھموما لاجل امتہ فقال اللہ تعالیٰ یا محمد لا تغتم فانی لا اخرج امتک من الدنیا حتی اعطیھم درجات الانبیاء وذلک ان الانبیاء علیھم الصلاۃ والسلام تنزّل علیھم الملائکۃ بالروح والرسالۃ والوحی والکرامۃ وکذلک انزل بالملائکۃ علی امتک فی لیلۃ القدر بالتسلیم والرحمۃ منی۔

فصل : والامارۃ فی انھا لیلۃ القدر ان تکون لیلۃ طلقۃ سمحۃ لا حارۃ ولا باردۃ وقیل لا یسمع فیھا نباح الکلاب وتطلع الشمس صبیحتھا لیس لھا شعاع کالطست وتکشف عجائبھا لارباب القلوب والولایۃ واھل الطاعۃ لمن یشاء اللہ تعالیٰ من المومنین من عبادہ علی قدر

کسی انسان کے دل میں ان کا تصور ہی آیا۔

کہتے ہیں جب حضرت جبرئیل علیہ السلام شب قدر میں آسمان سے اُترتے ہیں تو ہر مسلمان کو سلام کرتے ہیں اور اس سے مصافحہ کرتے ہیں، اس وقت انسان کا رونگٹا رونگٹا کھڑا ہو جاتا ہے، دل نرم پڑ جاتا ہے، اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آتے ہیں۔

اسی لئے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ اپنی امت کی وجہ سے غمگین رہا کرتے تھے۔ حق تعالےٰ شانہ نے فرمایا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ اپنا دل میلا نہ کریں، میں آپ کی اُمت کو دنیا سے اس وقت نکالوں گا جب انہیں انبیاء کے درجات عطا فرما دوں گا۔ جس طرح انبیائے کرام پر حضرت جبرئیل علیہ السلام، کتاب، رسالت، وحی اور بزرگی لیکر اُترتے ہیں اسی طرح آپ کی امت پر شب قدر میں فرشتے سلام اور میری رحمت لے کر اترتے ہیں۔

★

شب قدر کی نشانی

شب قدر کی نشانی یہ ہے کہ وہ شب نہ زیادہ گرم ہوتی ہے اور نہ زیادہ ٹھنڈی بلکہ درمیانی ہوتی ہے کہا جاتا ہے کہ شب قدر میں کتے نہیں بھونکتے اور اس کی صبح کو سورج طشت کی طرح پھیکا پھیکا نکلتا ہے گویا اس کی کرنیں ہی نہیں جو اہل دل، اصحاب ریاضت اور اطاعت گزار ہیں ان کے لئے شب قدر کے عجائبات کھول دئے جاتے ہیں اور ان میں سے بھی ہر ایک کے لئے نہیں بلکہ حق تعالےٰ اپنے جن مومن بندوں پر ان کے احوال کے

احوالهم واقسامهم ومنازلهم في القرب من الله عزوجل

فصل: وصلاة التراويح سنة النبي صلى الله عليه وسلم صلاها ليلة وقيل ليلتين وقيل ثلاثا ثم انتظروه فلم يخرج وقال لو خرجت لفرضت عليكم ثم انها اسديمت في ايام عمر رض فلذلك اضيفت اليه لانه ابتدأها والحديث المروي في ذلك عن عائشة ام المومنين رضي الله عنها ان النبي صلى الله عليه وسلم خرج في جوف الليل في شهر رمضان فصلى في المسجد وصلى الناس بصلاته فلما كانت الليلة الثانية كثر الناس حتى عجز المسجد عن اهله فلم يخرج اليهم حتى خرج لصلاة الفجر فلما صلى الفجر اقبل على الناس وقال لهم انه لم يخف على شانكم الليلة ولكن خشيت أن تفرض عليكم صلاة الليل فتعجزوا عن ذلك قالت وكان صلى الله عليه وسلم يرغبهم في احياء رمضان من غير أن يامرهم بعزيمة فتوفي رسول الله صلى الله عليه وسلم والامر على ذلك في ايام خلافة ابي بكر الصديق رضي الله عنه وصدرا من خلافة عمر رضي الله عنه وروي عن علي رضي الله عنه انه قال انما اخذ عمر ابن الخطاب رضي الله عنه هذه التراويح من حديث سمعه مني قالوا وما هو يا امير المومنين قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان لله تعالى حول العرش موضعا يسمى حظيرة القدس وهي من النور فيها ملائكة لا يحصى عددهم الا الله عزوجل

اقسام اور قرب و بعد میں منازل کے اعتبار سے کھولنا چاہے۔

نماز تراویح

نماز تراویح نبی اکرم صلعم کی سنت ہے آپ نے نماز تراویح ایک رات یا دو رات یا تین رات پڑھی پھر صحابہ کرام رض نے آپ کا انتظار کیا لیکن آپ حجرے سے باہر تشریف نہیں لائے اور فرمایا کہ اگر میں باہر آجاتا تو نماز تراویح تم پر فرض ہو جاتی پھر نماز تراویح عہد فاروقی میں برابر پڑھی گئی اسی لئے یہ آپ کی طرف منسوب ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابتدا کی۔

ام المومنین حضرت عائشہ رض کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلعم رمضان میں ایک رات کو کمرے سے باہر تشریف لے گئے اور آپ نے نماز پڑھی اور صحابہ نے بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھی دوسری رات کو لوگوں کی اتنی کثرت ہو گئی کہ پوری مسجد میں بھی نہ سما سکے لیکن آپ ان کے پاس تشریف نہیں لے گئے بلکہ صبح کی نماز کے لئے نکلے نماز پڑھ کر آپ نے لوگوں کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ آج کی رات تمہارا جمع ہونا مجھے معلوم تھا لیکن مجھے ڈر ہوا کہ کہیں رات کی نماز فرض نہ ہو جائے پھر تم اسے ادا نہ کر سکو، صدیقہ رض فرماتی ہیں کہ آپ لوگوں کو رمضان کی راتوں میں قیام کی ترغیب دیا کرتے تھے لیکن بطور وجوب و فرض کے نہیں پھر رحمت عالم سدھار گئے اور عہد صدیقی میں اور ابتداء میں عہد فاروقی میں اسی سنت پر قائم رہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کا مسئلہ ایک حدیث سے لیا جسے آپ نے مجھ سے سنا تھا لوگوں نے پوچھا کہ امیر المومنین وہ کیا حدیث ہے؟ فرمایا: میں نے اللہ کے رسول صلعم سے سنا: آپ فرماتے تھے کہ عرش کے اردگرد جو جگہ ہے اسے حظیرۃ القدس کہا جاتا ہے وہاں نور ہی نور ہے

یعبدون الله تعالی عبادۃ لا یفترون ساعۃ فاذا کان
لیالی شهر رمضان استاذنوا ربهم ان ینزلوا الی
الارض فیصلون مع بنی آدم فکل من مسهم من
امۃ محمد صلی الله علیه وسلم او مسوه سعد
سعادۃ لا یشقی بعدها ابدا فقال عمر رضی الله
عنه اذا ذاك فنحن احق بهذا فجمع للتراویح
وسنها وروی عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه
انه خرج فی اوّل لیلۃ من شهر رمضان فسمع
القرآن فی المساجد فقال نور الله قبر عمر کما نور
مساجد الله بالقرآن وکذلك یروی عن عثمان
ابن عفان رضی الله عنه وفی لفظ آخر ان علیا
رضی الله عنه اجتاز بالمساجد وهی تزهر بالقنادیل
والناس یصلون التراویح فقال نور الله عزوجل
علی عمر قبره کما نور مساجدنا روی عن النبی
صلی الله علیه وسلم انه قال من علق فی بیت من
بیوت الله قندیلا لم تزل الملائکۃ تستغفر
له وتصلی علیه وهم سبعون الف ملك حتی
یطفأ ذلك القندیل وعن ابی ذر الغفاری
رضی الله عنه انه قال صلینا مع رسول الله صلی الله
علیه وسلم فلما کانت اللیلۃ الثالثۃ والعشرون
قام فصلی بنا حتی مضی ثلث اللیل ثم لما کانت
اللیلۃ الرابعۃ والعشرون لم یخرج الینا فلما
کانت اللیلۃ الخامسۃ والعشرون خرج وصلی
بنا حتی مضی شطر اللیل فقلنا له لو نفلتنا لیلتنا
هذه لکان حسنا فقال صلی الله علیه وسلم

اور اس قدر فرشتے ہیں جن کی تعداد اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے اور
سب اللہ تعالےٰ کی لگاتار عبادت میں مصروف رہتے ہیں دم بھر
کے لئے بھی نہیں سستاتے، یہ فرشتے رمضان المبارک کی راتوں میں
حق تعالےٰ شانہ سے زمین پر اترنے کی اجازت لے لیتے ہیں اور
نمازیوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھتے ہیں پھر اگر کوئی امتی انہیں چھو
لیتا ہے یا فرشتے اسے چھو لیتے ہیں تو اسے ایسی دائمی سعادت
نصیب ہوتی ہے کہ اس کے بعد وہ کبھی بدنصیب و محروم
ہوتے ہی نہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا پھر تو ہم اس سعادت
کے بہت ہی حق دار ہیں چنانچہ آپ نے لوگوں کو جماعت کے
ساتھ تراویح پر جمع فرما دیا اور یہ سنت جاری فرما دی حضرت
علی: جب رمضان کی اوّل رات میں باہر آتے اور مساجد میں
قرآن پاک سنتے تو فرماتے حق تعالےٰ عمرؓ کی قبر کو نور سے بھر دے
جس طرح انہوں نے اللہ کی مسجدوں کو قرآن پاک سے منور فرما دیا
یہی حضرت عثمانؓ بن عفان سے منقول ہے
اس حدیث کے ایک لفظ میں ہے کہ حضرت علیؓ ایک دفعہ مسجدوں
سے گزرے تو ان میں قندیلیں روشن تھیں اور لوگ تراویح پڑھ
رہے تھے تو آپ نے حضرت عمرؓ کے لئے حسب سابق دعا فرمائی۔
رحمت عالم صلعم نے فرمایا کہ جو اللہ کے کسی گھر میں قندیل لٹکا دے تو ستر
ہزار فرشتے برابر اس کے لئے دعائے مغفرت و رحمت کرتے رہتے ہیں جب
تک وہ قندیل جلتی رہے، ابوذر غفاریؓ کا بیان ہے کہ ہم نے رسول اللہ
صلعم کے ساتھ (تراویح کی) نماز پڑھی ۲۳ ویں شب کو آپ نے ہمیں
کھڑے ہو کر نماز پڑھائی حتےٰ کہ تہائی رات گزر گئی پھر آپ ۲۴ ویں
شب کو مسجد میں تشریف نہیں لائے اور ۲۵ ویں شب کو آپ تشریف لائے
اور ہمیں آدھی رات تک نماز پڑھاتے رہے ہم نے کہا کاش ہمیں پوری
رات نماز پڑھاتے تو کیا اچھا ہوتا فرمایا جو امام کیساتھ قیام کرے جب تک امام

انہ من قام مع الامام حتیٰ ینصرف کتب لہ قیام لیلۃ ولم یصل بنا فی اللیلۃ السادسۃ والعشرین فلما کانت اللیلۃ السابعۃ والعشرون قام بنا وجمع اھلہ وصلی بنا حتی خشینا ان یفوتنا الفلاح قیل وما الفلاح قال السحور۔

فصل: ویستحب لھا الجماعۃ والجھر بالقراءۃ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلاھا کذلک فی تلک اللیالی ویکون ابتداؤھا فی اللیلۃ التی یسفر صباحھا غرۃ رمضان لأنھا لیلۃ من شھر رمضان ولأن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کذلک صلاھا ویکون فعلھا بعد صلاۃ الفرض وبعد رکعتین بتسلیمۃ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھکذا صلاھا وھی عشرون رکعۃ یجلس عقب کل رکعتین ویسلم فھی خمس ترویحات کل اربعۃ منھا ترویحۃ وینوی فی کل رکعتین اصلی رکعتی التراویح المسنونۃ اذا کان فردا او اذا کان اماما او ماموما و یستحب ان یقراء فی الرکعۃ الاولی منھا فی اوّل لیلۃ من شھر رمضان الفاتحۃ و سورۃ العلق وھی اقرأ باسم ربک الذی خلق لانھا اوّل سورۃ نزلت من القرآن عند امامنا احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ وکذلک عند جمیع الائمۃ رضوان اللہ علیھم ثم یسجد فی آخرھا ثم ینھض فیبدأ بسورۃ

واپس نہ ہو تو اس کے لئے رات بھر کے قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے پھر آپ نے ہمیں ۲۶ ویں شب کو نماز نہیں پڑھائی پھر ۲۷ ویں شب کو آپ نے اپنے تمام گھر والوں کو جمع کیا اور ہمیں رات بھر نماز پڑھاتے رہے، حتےٰ کہ ہمیں فلاح (سحری) کے فوت ہو جانے کا ڈر ہوا۔ فلاح سحری کو کہتے ہیں۔

تراویح باجماعت تراویح کے لئے جماعت اور زور سے قرأت مستحب ہے کیونکہ ان راتوں میں نبی اکرم صلعم نے اسی طرح نماز پڑھی تھی۔ تراویح کی ابتداء رمضان المبارک کی پہلی رات ہی سے کی جانی چاہیئے کیونکہ یہ رات رمضان ہی کی رات ہے اور اس لئے بھی کہ نبی اکرم صلعم نے اسی طرح نماز پڑھی ہے تراویح عشاء کے فرض اور دو سنتیں پڑھ کر پڑھنی چاہئیں کیونکہ نبی صلعم نے اسی طرح نماز تراویح پڑھی ہے تراویح کی بیس رکعتیں ہیں ہر دو رکعت پر سلام پھیرا جاتا ہے اور ہر چار رکعت پڑھ کر قدرے توقف کیا جاتا ہے لئے پانچ ترویحات ہوئیں کیونکہ ہر چار رکعتیں ایک ترویحہ ہیں اور ہر دو رکعت کی دل میں یہ نیت کرے کہ میں تراویح مسنونہ کی دو رکعت پڑھوں گا خواہ تنہا ہو یا امام ہو یا مقتدی ہو ماہ رمضان کی پہلی رات کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ علق کا پڑھنا مستحب ہے کیونکہ سورہ علق اترنے کے اعتبار سے ہمارے امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک قرآن کی سب سے پہلی سورت ہے اور اور دیگر تمام ائمہ کرام کے نزدیک بھی حق تعالےٰ شانہ کی ان سب پر رضا ہو۔ پھر پہلی رکعت کے سجدے ادا کرنے کے بعد دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو اور سورہ بقرہ شروع کر دے تراویح پڑھانے والوں کے لئے ماہ رمضان المبارک

البقرۃ ویستحب لہ قراءۃ الختمۃ کاملۃ لیسمع الناس جمیع القرآن فیقفوا علی ما فیہ من الاوامر والنواھی والمواعظ والزواجر ولا یستحب الزیادۃ علی ختمۃ واحدۃ لئلا یشق ذلک علی المامومین فیضجروا وتلحقھم السآمۃ ویکرھوا الجماعۃ ویثقلوا بھا فیفوتھم اجر عظیم وثواب جزیل فیکون ذلک بسبب الامام فیعظم اثمہ فیکون من الآثمین وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مثل ذلک لمعاذ رضی اللہ عنہ افتّان انت یا معاذ وذلک لما صلی بقوم وطوّل فی القراءۃ فقطع احد ھم الصلاۃ وانفرد ثم شکا ذلک الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویستحب تاخیر الوتر الی آخر صلاۃ التراویح ویقرأ فی الرکعۃ الاولی سبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیۃ سورۃ الکافرون و فی الثالثۃ سورۃ الاخلاص لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کذلک کان یصلی ویکرہ التنفل بین کل ترویحتین ویکرہ ان یصلی التراویح فی مسجدین وکذلک صلاۃ النوافل فی جماعۃ بعد التراویح فی احدی الروایتین لانہ ھو التعقب وذلک مکروہ عند الامام احمد رحمہ اللہ تعالی روی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ انہ کرھہ بل ینام نومۃ خفیفۃ ثم یقوم ویاتی بما شاء من النوافل والتھجد ثم یرجع الی منامہ وھی

میں پورے قرآن پاک کا سننا مستحب ہے تاکہ لوگ تمام قرآن حکیم سُن لیں اور قرآن پاک کے تمام اوامر و نواہی مواعظ اور توبیخات سے آگاہ ہو جائیں پورے ماہِ مبارک میں ایک ہی قرآن ختم کرنا مستحب ہے زیادہ نہیں تاکہ مقتدیوں پر گراں نہ گزرے اور وہ تنگ آکر اکتا نہ جائیں اور جماعت ان کے لئے بارِ گراں اور ناپسند ثابت نہ ہو اور اس طرح وہ اجرِ عظیم اور بڑے ثواب سے محروم نہ ہو جائیں اور امام کی وجہ سے ایسا ہو بنابریں امام گنہ گار ہو اور گناہ میں سنگینی پیدا ہو جائے اسی جیسی صورت میں سرور عالم صلعم نے حضرت معاذ رضؓ سے فرمایا تھا کہ معاذ کیا تم لوگوں کو فتنہ میں ڈال رہے ہو؟ کیونکہ انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی تھی اور لمبی سورت کی قرأت شروع کر دی تھی اس پر ایک مقتدی نے نماز توڑ کر اپنی علیحدہ نماز پڑھ لی تھی، اس کی شکایت نبی اکرم صلعم سے کی گئی تھی اس پر آپ نے حضرت معاذ رضؓ کو ان الفاظ سے ڈانٹا تھا۔

وتر تراویح کے اخیر میں پڑھنا مستحب ہے وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم، دوسری میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری میں سورہ اخلاص پڑھی جائے کیونکہ نبی اکرم صلعم اسی طرح پڑھا کرتے تھے، ہر دو ترویحوں کے درمیان نفل کا پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح دو مسجدوں میں تراویح کا پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح ایک روایت کی رو سے تراویح کے بعد جماعت سے نوافل پڑھنے مکروہ ہیں کیونکہ یہ تکرار ہے اور یہ امام احمدؒ کے نزدیک مکروہ ہے، حضرت انسؓ بن مالک سے بھی اس کی کراہت منقول ہے بلکہ تراویح پڑھ کر کچھ دیر سو جانا چاہیئے پھر اُٹھ کر جتنے چاہے نوافل پڑھے اور تہجد پڑھے پھر سو جائے یہی رات کا اٹھنا ہے

ناشئة الليل التي اثنى الله عليها وذكرها وقال
ان ناشئة الليل هي اشد وطأ واقوم قيلا والرواية
الثانية ان ذلك جائز غير مكروه لكنه يوخره
لما روى عمر رضي الله عنه قال تدعون فضل
الليل آخره الساعة التي تنامون احب إلىّ
من الساعة التي تقومون۔

فصل آخر يختم به ما يتعلق بليلة القدر و
جميع شهر رمضان بقوله عزوجل تنزل الملائكة
والروح الذي هو جبريل عليه السلام ومعه
سبعون الف ملك وهو امير عليهم فجبريل
عليه السلام يسلم على من كان قاعدا والملائكة
تسلم على من كان نائما والباري سبحانه و
تعالى يسلم على عباده من كان قائما كما جاز ان
يسلم الله عزوجل على عباده المومنين من اهل
الجنة في الجنة بقوله سلام قولا من رب رحيم
فجاز ان يسلم على عباده الابرار في الدنيا الذين
سبقت لهم منا الحسنى والعناية والسعادة
في الازل الفانين عن الخلق الباقين بالرب
المطمئنين الى الحق فلا يبقى في ليلة القدر بقعة
الا وعليها ملك ساجد او قائم يدعو للمومنين
والمومنات الا ان تكون كنيسة او بيعة او بيت
النار او بيت الوثن او لبعض اماكنهم التي يطرحون
فيها الخبث فلا يزالون يدعون ليلتهم تلك
للمومنين والمومنات واما جبريل عليه السلام
فلا يدع احدا من المومنين والمومنات الا يسلم

جس کا حق تعالیٰ نے سورہ مزمل میں ذکر فرمایا ہے اور اُٹھنے والوں کی تعریف
فرمائی ہے فرمایا بلاشبہ رات کا اٹھنا بڑا دشوار ہے جس سے نفس پامال ہوتا
ہے اور اس وقت ذکر براہ راست دل سے ہوتا ہے دوسری روایت کی رو
سے وہ بلا کراہت کے جائز ہے لیکن پچھلی رات میں پڑھو کیونکہ حضرت عمرؓ
نے فرمایا تم آخری رات کی فضیلت چھوڑ بیٹھے ہو، رات کے جس حصہ میں لوگ
سوتے ہیں وہ مجھے اس حصہ سے زیادہ پیارا ہے جس میں وہ تراویح پڑھتے ہیں۔

متعلقات شب قدر و ماہ رمضان حق تعالیٰ نے فرمایا شب قدر
میں فرشتے اور روح القدس اترتے ہیں اس رات روح الامین
(حضرت جبریل) کی سرکردگی میں ستر ہزار فرشتے آسمان سے زمین پر
اترتے ہیں۔ حضرت جبرئیل سب کے امیر ہوتے ہیں اور آپ تمام
بیٹھے ہوئے مسلمانوں کو سلام کرتے ہیں اور دیگر فرشتے لیٹے ہوؤں کو سلام
کرتے ہیں اور حق تعالےٰ اپنے عبادت گزار بندوں کو جو شب بیدار
ہیں اور نماز میں مصروف ہیں سلام کہتے ہیں جیسے یہ مسلم ہے کہ حق تعالیٰ
اہل جنت کو جنت میں سلام فرمائے گا چنانچہ فرمایا کہ مہربان پروردگار
سلام کریگا اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ حق تعالیٰ اپنے اولیاء و مقرب
بندوں کو دنیا میں بھی سلام کرے جن کے لئے اللہ کی طرف سے جنت
سبقت کر چکی ہے اور جن کے قدم ازل میں نوازش و سعادت چوم چکی ہے
جو گویا مخلوق سے فنا ہو چکے ہیں اور اپنے رب سے وابستہ رہ کر باقی
ہیں اور حق تعالےٰ کے ذکر سے انہیں آرام و چین حاصل ہوتا ہے لہٰذا
شب قدر میں کوئی ایسی جگہ باقی نہیں رہتی جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ
سجدے میں پڑا ہوا یا قیام میں کھڑا ہوا نہ ہو اور مومن مردوں اور
خواتین اسلام کے لئے دعا نہ کر رہا ہو البتہ یہودیوں اور عیسائیوں کی
عبادت گاہیں آتش کدے، بتکدے اور کھڈیاں مستثنیٰ ہیں فرشتے اس
رات میں رات بھر فرزندان و دختران اسلام کے لئے دعائیں مانگتے
رہتے ہیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ وہ

عليه ويصافحه ويقول له ان كنت في الطاعة
فسلام عليك بالقبول والاحسان وان كنت في
المعصية فسلام عليك بالغفران وان كنت في
النوم فسلام عليك بالرضوان وان كنت في
القبر فسلام عليك بالروح والريحان فهو قوله
عزوجل من كل امر سلام وقيل ان الملائكة
تسلم على اهل الطاعات ولا تسلم على اهل
العصيان فمنهم الظلمة ليس لهم نصيب في
سلام الملائكة وآكل الحرام وقاطع الرحم
والنمّام وآكل اموال اليتامى فهولاء ليس لهم
نصيب في سلام الملائكة فاي مصيبة اعظم
من هذه المصيبة يمضي شهرا اوله رحمة
واوسطه مغفرة وآخره عتق من النار ولا يكون
ذلك حظ في سلام ملائكة رب العصاة والابرار
فهل كان ذلك الا لبعدك من الرحمن وكونك
من اهل الطغيان وموافق الشيطان وتحليك
بحلية سالكي سبيل النيران ولبعدك وتجافيك
عن سالكي سبيل الجنان وهجرانك لطاعة من
بيده الضر والاحسان فشهر رمضان شهر
الصفا وشهر الوفا وشهر الذاكرين وشهر
الصابرين وشهر الصادقين فاذا لم يؤثر في
اصلاح قلبك واقلاعك عن معاصي ربك و
مجانبة اهل الشقاء والجرائم فما الذي
يؤثر في قلبك فاي خير يرجى فيك واي بقية
بقيت فيك واي فلاح يترقب منك فتنبه يا

ایک ایک مومن مرد اور عورت کو سلام و مصافحہ کئے بغیر نہیں رہتے
آپ اس طرح سلام کہتے ہیں کہ اگر آپ اطاعت گذار بندے
ہیں تو آپ پر قبولیت و احسان کے ساتھ سلام ہو اور اگر فسق و
فجور میں مبتلا ہیں تو بخشش کے ساتھ سلام ہو اور اگر آپ سو رہے
ہیں تو آپ پر رضائے باری تعالٰے کے ساتھ سلام ہو اور اگر آپ قبر
میں ہیں تو آپ پر رحمت و رزق کے ساتھ سلام ہو اسی کی طرف
حق تعالٰے مِن کل امر سلامٌ سے اشارہ فرما رہا ہے کہ ہر حال کی طرف
سے ایک سلام ہے کہتے ہیں کہ فرشتے فرمانبرداروں کو سلام کہتے ہیں
غداروں کو نہیں؛ انہیں غداروں میں سے ظالم ہیں لہٰذا ظالموں کے
لئے سلام میں ذرا سا بھی حصّہ نہیں اسی طرح حرام خوروں کا رشتے
توڑنے والوں کا چغلی کھانے والوں کا اور یتیموں کا مال کھانے
والوں کا فرشتوں کے سلام میں حصّہ نہیں لہٰذا اس سے بڑھ کر اور
کونسی مصیبت ہوگی کہ رمضان کا مبارک و عظیم مہینہ جس کے اوّل
میں رحمت، درمیان میں مغفرت اور اخیر میں آگ سے برأت ہے گزر
جائے اور تم کو ان فرشتوں کے سلام میں کچھ بھی حصّہ نہ ملے جو فرمانبرداروں
اور غداروں کے رب کے فرشتے ہیں اس کی وجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ
تم اپنے مشفق و مہربان اللہ سے بہت دُور ہو اور سرکش، متمرد اور مردود
ہو اور شیطان کے مرید ہو اور جہنم کی راہ پر چلنے والوں کے قدم بقدم
ہو اور جنت کے راستہ پر چلنے والوں سے کوسوں دُور ہو اور تم اس کی
اطاعت سے روگرداں ہو جس کے ہاتھ میں نفع و نقصان ہے۔

ماہ رمضان کیا ہے؟ رمضان طہارت و وفا کا مہینہ ہے، ذکر کرنے
والوں کا مہینہ ہے، صبر کرنے والوں کا مہینہ ہے اور سچ بولنے والوں
کا مہینہ ہے اگر اس مہینہ میں تمہارے دل کی اصلاح نہیں ہوئی اور
تم اپنے رب کے گناہوں سے باز نہیں آئے اور بدبختوں اور مجرموں سے
علیحدہ نہیں ہوئے تو پھر کونسا مہینہ اور کونسا وقت تمہاری اصلاح

مسکین لما حل بك واستیقظ من رقدتك و
غفلتك وانظر الی الذی دھاك وشیع بقیۃ
شھرك بالتوبۃ والانابۃ وتمتع فیھا بالاستغفار
والطاعۃ لعلك تکون ممن تنالہ الرحمۃ والرافۃ
وتودعھا باسبال العبرات وابك علی نفسك
المشؤمۃ بالعویل والویل والنیاحات فکم من
صائم لا یصوم غیرہ ابدا وکم من قائم لا
یقوم بعدہ ابدا والعامل یعطی اجرہ عند
فراغہ من عملہ وقد فرغنا من العمل فلیت
شعری امقبول صیامنا وقیامنا ام مضروب بھما
وجوھنا یا لیت شعری من المقبول منا فنھنیہ
ومن المردود منا فنعزیہ وقال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم رب صائم لیس لہ من صیامہ الا الجوع
والعطش ورب قائم لیس لہ من قیامہ الا السھر
السلام علیك یا شھر الصیام السلام علیك یا
شھر القیام السلام علیك یا شھر الایمان
السلام علیك یا شھر القرآن السلام علیك یا
شھر الانوار السلام علیك یا شھر المغفرۃ
والغفران السلام علیك یا شھر الدرجات و
النجاۃ من الدرکات السلام علیك یا شھر
التائبین العابدین السلام علیك یا شھر العارفین
السلام علیك یا شھر المجتھدین السلام علیك
یا شھر الامان کنت للعاصین حبسا وللمتقین
انسا السلام علی القنادیل والمصابیح الزاھرۃ
والعیون الساھرۃ والدموع الھاطلۃ والمحاریب

کریگا اور تم سے کس خیر کی امید رکھی جاسکتی ہے اور کونسی بدنصیبی ہے جو تم سے
چھوٹ گئی ہو اور تم سے کس فلاح کی امید باندھی جاسکتی ہے؟ قابل ترحم بھائی
اس مبارک وقت کو غنیمت جان جو آج تجھ پر سایہ فگن ہے اور خواب غفلت
سے جاگ جا اور جس نعمت نے تیرے قدم چومے ہیں اس کی قدر کر اور جتنا رمضان
باقی ہے اسے توبہ و استغفار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرکے رخصت
کر اور اس میں استغفار و عبادت سے جس قدر بھی فائدہ اٹھایا جاسکے فائدہ
اٹھا شاید تو ان سعادت مندوں کی جماعت میں شامل ہو جائے جن کی قسمت
میں رحمت و رأفت ہے اور رمضان کو موٹے موٹے آنسو بہا کر رخصت کر اور اپنی
بدنصیبی پر جتنا بھی رویا جاسکے رو چیخ چیخ کر آہیں بھر کر اور کف افسوس مل کر
ذرا غور تو کر کہ بہت سے ایسے روزے دار ہیں کہ اس رمضان کے بعد انہیں پھر کبھی
روزے نصیب نہ ہونگے اور بہت سے ایسے شب بیدار ہیں کہ اس رمضان
کے بعد انہیں جاگنے کی راتیں نہ ملیں گی اور مزدور کو کام سے فارغ ہو کر
مزدوری دی جاتی ہے ہم کام سے فارغ ہو چکے کاش ہمیں معلوم ہو جاتا کہ
ہمارے دن کے روزے اور رات کی عبادت درجہ قبولیت حاصل کر چکے یا
ہمارے مونہوں پر مار دیے گئے کاش ہم جانتے کہ حق تعالیٰ کی نگاہ میں کونسے بندے
مقبول ہیں کہ ہم انہیں مبارکباد دیں اور کونسے مردود ہیں کہ ہم ان سے اظہار ہمدردی کریں
ہمارے پیارے پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بہت سے روزے داروں
کو بجز بھوکا اور پیاسا رہنے کے کچھ نہیں اور بہت سے شب بیداروں کو بجز جاگنے کے
شب بیداری سے کچھ حاصل نہیں ہوتا اے روزوں کے مہینے تجھ پر سلامتی ہو اور
شب بیداری کے مہینے تجھ پر سلام ہو اے ایمان و قرآن کے مہینے تو سلامت رہے
اے انوار و تجلیات کے مہینے ہمارا اسلام قبول کر اے رحمت و بخشش کے مہینے ہم
تجھے سلام کرتے ہیں اے وہ ماہ جس میں مومن کے درجات بلند ہوتے ہیں اور
اسے درکات جہنم سے نجات ملتی ہے ہمارا اسلام عقیدت قبول فرما اے توبہ کرنے
والوں اور عبادت گزاروں کے مہینے تیرے لئے سلامتی کی دعائیں ہیں اے عارفوں
کے مہینے کاش تو ہمیشہ رہتا اے مجتہدوں کے مہینے تو ہم سے کبھی جدا نہ ہوتا اے امن کے

المنورۃ والعبرات المنسکبۃ المتفطرۃ والانفاس الصاعدۃ من القلوب المحترقۃ اللھم اجعلنا ممن قبلت صیامھم وصلاتھم وبدلت سیٔاتہ بحسناتہ وادخلتہ برحمتك فی جناتك ورفعت درجاتہ یا ارحم الراحمین۔

فصل: فی ذکر الفطر قال اللہ تعالیٰ قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی قولہ قد افلح فالفلاح علی وجھین احدھما الفوز بالجنۃ والنجاۃ من النیران فی العقبی ومن الآفات والبلیات فی الدنیا والثانی الیمن والسعادۃ بالتوفیق للطاعۃ فی الدنیا والخلود فی الجنان فی الاخری قال اللہ عزوجل قد افلح المومنون یعنی سعدوا ونظیرہ قد افلح من تزکی ای وفق للزکاۃ وتطھیرہ ایمانہ وتقواہ من الآثام واما من لم یزك فلا فلاح لہ قال اللہ عزوجل لا یفلح المجرمون ای لا یفوزون ولا یسعدون واما قولہ من تزکی فقد اختلف فی ذلك فقال ابن عباس رضی اللہ عنھما یعنی من تطھر من الشرك بالایمان وقال الحسن رحمہ اللہ من تزکی یعنی من کان صالحا و عملہ زاکیا نامیا وقال ابو الاحوص اعنی بہ زکاۃ الاموال کلھا وقال قتادۃ وعطاء رحمھما اللہ اراد بہ زکاۃ الفطر لاغیرہ وقولہ وذکر اسم ربہ فصلی قد اختلف فی

مہینے جو غداروں کیلئے جس ہے اور فرمانبرداروں کیلئے انیس ہے تجھ پر بیشمار سلامتیاں ہوں اے قندیلوں اور روشن چراغوں کے بیدار آنکھوں اور گرنے والے آنسوؤں کے روشن مسجدوں کے آنکھوں سے بہنے اور ٹپکنے والے گرم گرم آنسوؤں کے اور دلوں سے اُٹھنے والی جلتی ہوئی آہوں کے مہینے خدا حافظ، اے اللہ ہمیں بھی اس حمایت میں شامل فرما لیجئے جن کے آپ نے روزے اور نمازیں قبول فرمالی ہیں جنکی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے اور جن خوش نصیبوں کو آپ نے اپنی رحمت سے اپنی جنتوں سے نواز دیا ہے اور درجات بلند عطا فرمادئے ہیں اے سب سے زیادہ مہربان معبود ہماری یہ دعا قبول فرما آمین ثم آمین۔

عید الفطر حق تعالیٰ جل مجدہ فرماتے ہیں اسے کامرانی مل گئی جو پاک ہوا اور اس نے اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کیا (نماز عید تکبیر زوائد جو بارہ ہیں کہیں اور دوگانہ ادا کیا۔ فلاح (کامرانی) کی دو صورتیں ہیں ایک صورت تو یہ ہے کہ انسان آخرت میں جہنم سے نجات پا جائے اور اسے جنت مل جائے اور دنیا میں آفات وحوادث سے محفوظ رہے دوسری صورت یہ ہے کہ انسان کو حق تعالیٰ دنیا میں عبادتوں کی توفیق عطا فرمادے اور اس طرح اسے دنیا میں خوش نصیبی اور سعادت مل جائے اور آخرت میں وہ نعمتوں سے بھرپور جنت مل جائے جس کے لئے دنیا میں عمر بھر دوڑ دھوپ کرتا رہا فرمایا مومن کامرانی حاصل کر چکے یعنی مومن ہر طرح کی سعادت لوٹ چکے اسی آیت کے ہم معنیٰ (قد افلح من تزکی) ہے یعنی جن کو ایمان کے تزکیہ وتطہیر کی اور گناہوں سے بچنے کی توفیق نہیں دی گئی ان کے لئے بدبختی ہی بدبختی ہے اور فلاح نہیں فرمایا: مجرم فلاح نہیں پاتے یعنی مجرم کامیاب نہیں ہوتے۔ اور سعادتیں ان کے قدم نہیں چومتی۔ تزکّی میں اختلاف ہے حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں یعنی جو ایمان لاکر شرک سے پاک ہوا۔ حسنؒ: یعنی جو صالح ہوا اور اس کا عمل پاکیزہ اور بڑھنے والا ہوا۔ ابو الاحوص: یعنی جس نے اپنے ہر قسم کے مال کی زکوٰۃ نکالی، قتادہؒ، عطاؒ: یہاں صرف فطرہ مراد ہے کچھ اور مراد نہیں۔

و ذکر اسم ربہ فصلیٰ میں بھی اختلاف ہے، ابن عباس رضؓ: یعنی توحید کا قائل ہوا

ذلك ايضا فقال ابن عباس رضى الله عنهما معناه
وحد الله تعالىٰ وصلى الصلوات الخمس وقال ابوسعيد
الخدرى رضى الله عنه ذكر اسم ربه بالتكبير
وصلى يعنى خرج الى العيد فصلى وقال وكيع بن الجراح
رحمه الله زكاة الفطر لرمضان كسجدة السهو
للصلاة وفرض رسول الله صلى الله عليه وسلم
زكاة الفطر طهرة للصائم من الرفث فكانها
جبران للصائم لما دخله من النقصان بالآثام
من اللغو والرفث والكذب والغيبة والنميمة
واكل الشبهات والنظر الى المستحسنات فجعلت
الفطرة مكفرة لها متممة للصيام جابرة
لها كالتوبة للذنوب والاستغفار لها والسجود
للسهو فكأنما السجود للسهو شرع ترغيما
للشيطان اذا كان هو السبب فى ذلك فكذلك
التوبة من المعاصى والفطرة لرمضان شرعتا
ترغيما له لان المعاصى الرفث الحاصل فى الصيام
سببه الشيطان اعاذنا الله وجميع المومنين
من مكايده ومصايده وغوائله رسلمنا
من آفات الدنيا وبلائها وأخرجنا منها برحمته
ومنه آمين۔

فصل: وانما سمى العيد عيدا لانه يعيد الله
الى عباده الفرح والسرور فى يوم عيدهم وقيل
انما سمى عيدا لانه فيه عوائد الاحسان من
الله وفوائد الامتنان منه للعبد وقيل
لانه يعود العبد فيه الى التضرع والبكاء ويعو

اور پنجگانہ نمازیں ادا کرتا رہا۔ ابوسعید خدری رضؓ: یعنی تکبیریں کہتا ہوا
عیدگاہ گیا اور دوگانہ ادا کیا۔

وکیع بن جراحؒ: رمضان کا فطرہ نماز کے سجدہ سہو کی طرح ہے۔
سرور عالم صلعم نے فطرہ روزے داروں کو گناہوں سے پاک کرنے
کے لئے فرض فرمایا ہے، روزوں میں گناہوں (لغو، فحش، جھوٹ،
غیبت، چغلی، شبہ والے کھانا کھانے اور خوبصورتی کی طرف دیکھنے)
سے جو کمی آئی ہے اس کی تلافی کے لئے فطرہ ہے تاکہ روزوں کا ثواب
پورا پورا ملے اور فطرہ نقصانات کا کفارہ ہو جائے جیسے استغفار کر
کے گناہوں سے توبہ کی جاتی ہے اور سہو کا سجدہ کیا جاتا ہے اور یہ توبہ
اور سجدہ سہو گناہوں کا اور نماز میں کمی بیشی کا کفارہ بن جاتا ہے پھر
جیسے سجدۂ سہو شیطان کو ذلیل کرنے کے لئے ہے کیونکہ شیطان ہی
نماز میں بھول کا سبب ہے اسی طرح گناہوں سے توبہ اور رمضان کے
روزوں کا فطرہ ہے کہ شیطان ان سے ذلیل و خوار ہوتا ہے کیونکہ گناہوں
سے توبہ اور رمضان کے روزوں کا فطرہ ہے کہ شیطان ان سے
ذلیل و خوار ہوتا ہے کیونکہ گناہوں کا اور فحش کلامی کا سبب شیطان
ہی ہے حق تعالیٰ جل مجدہٗ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو شیطان کی
مکاریوں، پھندوں اور ہلاکتوں سے بچائے اور ہمیں دنیوی آفات
و حوادث سے محفوظ فرمائے، اور اپنے احسان و کرم اور نوازش
و مہربانی سے ہمیں صحیح و سالم دنیا سے نکال کر لے جائے آمین
ثم آمین۔

عید کی وجہ تسمیہ عید کو عید اس لئے کہا جاتا ہے کہ حق تعالےٰ عید کے
دن اپنے بندوں پر فرحت و سرور سال کے سال لوٹا کر لاتا ہے یا اس لئے
کہ عید کے دن بندوں پر حق تعالیٰ کے احسانات و فوائد بار بار لوٹ کر
آتے ہیں یا اس لئے کہ بندے عید کے دن ہر سال اپنے اللہ کے سامنے روتے
اور گڑگڑاتے ہیں اور حق تعالیٰ انہیں بار بار ھبات و عطیات سے نوازتا

الرب عزوجل فیہ الی الھبۃ و العطاء وقیل انھم عادوا الی مثل ما کانوا علیہ من الطھارۃ وقیل معناہ عادوا من طاعۃ اللہ الی طاعۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ومن الفریضۃ الی السنۃ ومن صوم رمضان الی صوم ستۃ ایام من شوال وقیل انما سمی عید الانہ یقال للمومنین فیہ عودوا الی منازلکم مغفورا لکم وقیل انما سمی العید عید الان فیہ ذکر الوعد و الوعید ویوم الجزاء والمزید ویوم عتق الاماء و العبید و اقبال الحق الی القریب من خلقہ و البعید ووجود الانابۃ والاوبۃ من العبد الضعیف الی الغفور الودود وقال وھب بن منبہ رحمہ اللہ خلق اللہ الجنۃ یوم الفطر وغرس شجرۃ طوبی یوم الفطر واصطفی جبریل علیہ السلام للوحی یوم الفطر والسحرۃ وجدوا المغفرۃ یوم الفطر روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اذا کان یوم الفطر وخرج الناس الی الجبانۃ اطلع اللہ تعالیٰ علیھم فیقول عبادی لی صمتم ولی صلیتم انصرفوا مغفورا لکم وروی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیلۃ الفطر توفی اللہ تعالیٰ فیھا اجر من صام شھر رمضان فیامر اللہ تعالیٰ غداۃ الفطر ملائکتہ فیھبطون الی الارض ویقومون علی افواہ السکک ومجامع الطرق فینادون بصوت یسمعہ جمیع الخلائق الا الانس و الجن یا امۃ محمد اخرجوا الی ربکم عزوجل تقبل

رہتا ہے یا اس لئے کہ عید کے دن اللہ کے بندے اپنی حسب سابق پاکی کی طرف لوٹ جاتے ہیں یا حق تعالیٰ شانہ کی اطاعت سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی طرف فرض روزوں سے سنت کی طرف اور ماہ رمضان کے روزوں سے شوال کے چھ روزوں کی طرف لوٹ آتے ہیں یا اس لئے کہ اس دن ایمان والوں سے کہا جاتا ہے کہ اپنے اپنے گھر بخشے بخشائے لوٹ جاؤ۔ یا اس لئے کہ یہ وعدوں اور وعیدوں کا دن ہے اور صلہ دئے جانے کا اور مزید بخشش کا دن ہے اور کنیزوں اور غلاموں کی آزادی کا دن ہے اور اس دن حق تعالیٰ شانہ اپنے قریب و بعید بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور کمزور بندے اپنے بخشنے والے اور محبت کرنے والے معبود کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس سے بھاگے ہوئے اس کے پاس لوٹ آتے ہیں۔

وہب بن منبہ: حق تعالیٰ نے جنت عید کے دن پیدا کی، درخت طوبیٰ عید کے دن لگایا، حضرت جبرئیل کو وحی کے لئے عید کے دن چنا اور عید ہی کے دن فرعون کے جادوگر بخشے گئے۔

رحمت عالم صلعم نے فرمایا کہ عید کے دن جب لوگ عیدگاہ کی طرف روانہ ہوتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ انہیں جھانک کر فرماتا ہے کہ اے میرے بندو تم نے میرے ہی لئے روزے رکھے اور میرے ہی لئے نمازیں پڑھیں جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا۔ حضرت انسؓ بن مالک کا بیان ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عید رات کو حق تعالیٰ شانہ رمضان میں روزے رکھنے والوں کو پورا پورا اجر عطا فرماتا ہے اور عید کی صبح کو فرشتوں کو حکم فرماتا ہے کہ زمین پر اتر کر جاؤ چنانچہ فرشتے زمین پر اتر آتے ہیں اور ہر گلی اور آبادراستے کے نکڑ پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور بلند آواز سے جسے انسان و جن کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سنتی ہے اعلان کرتے ہیں اے امت محمد! اپنے عزت و جلال والے رب کی طرف نکل کر آؤ جو عمل قلیل قبول فرما کر اجر جزیل عطا فرماتا ہے اور بڑے

القلیل ویعطی الجزیل ویغفر الذنب العظیم فاذا
برزوا الی مصلاھم وصلوا ودعوا المرید ع لھم
الرب تبارک وتعالیٰ حاجۃ الاقضاھا ولاسؤالا
الااجابہ ولا ذنبا الاغفرہ فینصرفون مغفورا لھم
وفی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما فاذا کانت
لیلۃ الفطر سمیت تلک اللیلۃ لیلۃ الجائزۃ،
واذا کان غداۃ الفطر بث اللہ ملائکتہ
فی کل البلاد فیھبطون الی الارض فیقومون
علی افواہ السکک وینادون بصوت یسمعہ
کل من خلق اللہ تعالیٰ الا الجن والانس فیقولون
یا امۃ محمد اخرجوا الی رب کریم یعطی الجزیل
ویغفر الذنب العظیم فاذا برزوا الی مصلاھم
یقول اللہ تعالیٰ لملائکتہ یا ملائکتی فیقولون
لبیک وسعدیک فیقول لھم ما جزاء الاجیر
اذا عمل عملہ فیقولون الٰھنا وسیدنا ومولانا
توفیۃ اجرہ قال فیقول الجلیل جل جلالہ اشھد
کم یا ملائکتی انی قد جعلت ثواب صیامھم
من شھر رمضان وقیامھم رضائی ومغفرتی ثم
یقول یا عبادی سلونی فوعزتی وجلالی لا تسألونی
الیوم فی جمعکم ھذا شیئا لآخرتکم الا اعطیتکم
ولا لدنیاکم الا نظرت لکم وعزتی وجلالی لاسترن
علیکم عثراتکم ما راقبتمونی ولا اخزیکم
ولا افضحکم بین اصحاب الحدود انصرفوا
مغفورا لکم قد ارضیتمونی ورضیت عنکم
قال فتفرح الملائکۃ وتستبشر بما یعطی اللہ عزوجل

سے بڑا گناہ بخش دیتا ہے پھر جب مسلمان عیدگاہ پہنچ کر نماز پڑھ لیتے
ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں تو حق تعالیٰ سے جو مراد مانگتے ہیں حق تعالیٰ ان کی
وہی مراد بر لاتا ہے اور جو مانگتے ہیں وہی دیتا ہے اور جس گناہ سے توبہ
کرتے ہیں وہی معاف فرما دیتا ہے پھر وہ گھر اس حال میں لوٹتے ہیں
کہ ان کے تمام گناہ معاف ہوتے ہیں اور بخشے ہوئے ہوتے ہیں حضرت
ابن عباس والی حدیث میں ہے کہ عید الفطر کی رات کو لیلۃ الجائزہ کہا جاتا ہے
اور عید الفطر کی صبح کو حق تعالیٰ شانہ تمام شہروں میں فرشتے پھیلا دیتا ہے
فرشتے زمین پر اتر کر ہر گلی اور ہر راستے کے نکڑ پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور
بلند آواز سے جسے بجز انسانوں اور جنوں کے اللہ کی ساری مخلوق سنتی
ہے یہ اعلان کرتے ہیں کہ اے امت محمد! اپنے عزت والے رب کی طرف
نکل کر آؤ جو اجر جزیل عطا فرماتا ہے اور عظیم گناہ بھی بخش دیتا ہے
پھر جب مسلمان عیدگاہ میں جمع ہو جاتے ہیں تو حق تعالیٰ فرشتوں کو
آواز دیتا ہے کہ اے میرے فرشتو! فرشتے کہتے ہیں کہ ہم حاضر ہیں،
فرماتا ہے جب مزدور اپنا کام کر چکے تو اس کی کیا جزا ہے؟ فرشتے عرض
کرتے ہیں کہ اے ہمارے معبود ہمارے سردار اور ہمارے آقا آپ اسے
اس کی پوری پوری مزدوری دیں، فرماتا ہے: فرشتو! میں تم کو گواہ
بناتا ہوں کہ میں نے اپنے بندوں کے لئے ماہ رمضان کے روزوں اور
شب بیداری کے صلہ میں اپنی رضا اور مغفرت مقرر کر دی پھر حق تعالیٰ
شانہ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو مجھے اپنی عزت وجلال
کی قسم تم آج اس اجتماع میں اپنی آخرت کے سلسلہ میں جو کچھ مانگو گے وہ
میں تم کو ضرور دونگا اور دنیا کے بارے میں جو کچھ مانگو گے اسے میں تم
کو حسب مصلحت دوں گا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں تمہاری
لغزشوں پر پردہ ڈال دوں گا جب تک تم میری شریعت کے
پابند رہو گے۔ اور گنہ گاروں میں تم کو ذلیل ورسوا نہیں کروں گا لہٰذا
اس حال میں گھروں کی طرف لوٹ جاؤ کہ تم بخش دئے گئے ہو تم نے مجھے

هذه الامة اذا افطروا من شهر رمضان۔

فصل: واربعة اعياد لاربعة اقوام آخرها عيد قوم ابراهيم قوله عزوجل فنظر نظرة فی النجوم فقال انی سقيم وذلك ان قومه خرجوا الی عيد لهم فتخلف ابراهيم عليه السلام عنهم واعتل بعلة ولم يخرج معهم لانه لم يكن علی دينهم فلما خرجوا اخذ فأسا وكسر اصنامهم وجاء بالفأس فوضعه فی عنق الصنم الكبير فلما رجعوا قالوا من فعل هذا بآلهتنا القصة الی آخرها فغار خليل الرحمن عليه السلام لربه فأتعب يده بكسر الاصنام وخاطر بنفسه فی ولاية رب الانام فاكرمه ربه بالخلة واحيا علی يده الطيور الميتة واخرج من ظهره اهل الرسالة والنبوة وجعله ابا المصطفیٰ خير البرية صلی الله عليه وسلم واما العيد الثانی فهو عيد قوم موسیٰ كليم الرحمن عليه السلام قوله عزوجل موعدكم يوم الزينة قيل سمی يوم الزينة لانه عزوجل زين موسیٰ وقومه باهلاك عدوهم فرعون وقومه فخرج مع فرعون وقومه اثنان وسبعون ساحرا وقيل ثلاثة وسبعون ومعهم سبعمائة عصا وحبل وجعلوا فی وسط العصا الملتفة بالحبال الزئبق والخلائق قيام علی الرمضاء واشتد حر الشمس فسال الزئبق فسعت العصی الملتفة بالحبال فتخيل للناس انها حيات تسعی وهی لا تتحرك

راضی کر لیا اور میں تم سے راضی ہو گیا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ عید کے دن حق تعالیٰ اس امت کو جو کچھ عطا فرماتا ہے اس سے فرشتے خوش ہوتے ہیں اور کھل اُٹھتے ہیں

چار قوموں کی چار عیدیں

چار قوموں کی چار عیدیں ہیں ایک عید حضرت ابراہیمؑ کی قوم کی ہے فرمایا: پھر آپ نے تاروں پر ایک نگاہ ڈالی اور فرمایا کہ میں بیمار ہوں اس کی تفصیل یہ ہے کہ خلیل اللہؑ کی قوم اپنی عید کے لئے میدان میں نکلی لیکن خلیل اللہؑ نہیں نکلے اور بیماری کا عذر پیش کیا کیونکہ آپ قوم کے دین پر نہ تھے جب سب لوگ چلے گئے اور سناٹا ہو گیا تو آپ نے کلہاڑی لیکر تمام بت توڑ ڈالے اور سب سے بڑے بت کے کندھے پر کلہاڑی رکھ دی جب لوگ واپس آئے تو پوچھنے لگے کہ اے ابراہیم یہ فعل ہمارے بتوں کے ساتھ کس نے کیا ہے؟ خلیل اللہ کو اپنے رب کی وجہ سے غیرت آئی اور آپ نے بت توڑنے کی زحمت گوارا کی اور رب العالمین کی محبت کی خاطر اپنی جان خطرے میں ڈال دی بالآخر آپ کے رب نے آپ کو خُلّت (دوستی) کی عزت سے سرفراز فرمایا اور آپ کے ہاتھوں پر مرے ہوئے پرندوں کو زندہ فرما دیا اور آپکی پشت سے ارباب رسالت و نبوت پیدا فرمائے اور آپ کو تمام مخلوق میں بہترین انسان یعنی پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا والد بنایا۔

دوسری عید حضرت موسےٰ علیہ السلام کی قوم کی ہے فرمایا تمہارے وعدے کا وقت زینت کا دن ہے اس دن کو زینت کا دن اس لئے کہا گیا کہ حق تعالےٰ نے اس دن فرعون کو اور اس کی قوم کو تباہ کر کے حضرت موسےٰؑ کو اور آپ کی قوم کو زینت بخشی اور اس دن کو ان کے لئے عید کا دن مقرر فرمایا۔ بالآخر فرعون کے اور اس کی قوم کے ساتھ ۷۲ یا ۷۳ جادوگر حاضر ہوئے جن کے ساتھ سات سو عصا اور رسیاں تھیں جن کے وسط میں پارہ بھرا ہوا تھا لوگ دھوپ اور گرمی میں مقابلہ دیکھنے کے لئے کھڑے تھے، سورج کی گرمی زور پکڑ گئی تھی جس سے پارہ پگھل گیا تھا اور لکڑیاں جن پر رسیاں لپٹی ہوئی تھیں دوڑنے لگی تھیں لوگوں کو وہم ہوا کہ یہ سانپ

فاوجس فی نفسہ خیفۃ موسی علی قومہ قال ربما
یتوھمون ان الذی نعلوہ حق فینقص ایمانھم او
یرتدون فقال اللہ تعالیٰ لموسیٰ علیہ السلام والق
عصاک فالقاھا فاذا ھی حیۃ کاعظم جمل یکون
ولھا عینان تتقدان نارا ودمدمۃ وھیبۃ فاقبلت
علی ماصنعوا من السحر والحبال والعصی فتلقفتھا
یعنی تلقمتھا باسرھا ولم تتغیر بانتفاخ بطن ونقصان
حرکۃ ولازاد فی طولھا ولا فی عرضھا فالقی السحرۃ
ساجدین لہ عزوجل وکان اکبرھم اسمہ شمعون
فقالوا آمنا یعنی صدقنا برب ھارون وموسیٰ ثم
اقبلت الحیۃ علی عسکر فرعون وقومہ فانھزموا
وقیل مات منھم خمسون الفا القصۃ بطولھا و
اما الثالث فھو عید عیسیٰ علیہ السلام وقومہ
قولہ تعالیٰ اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء
تکون لنا عیدا لاولنا وآخرنا وآیۃ منک الآیۃ
وذلک ان الحواریین قالوا یاعیسیٰ ھل یستطیع
ربک ان یعطیک ان سالتہ ان ینزل علینا مائدۃ
من السماء قال لھم عیسیٰ علیہ السلام اتقوا اللہ
فلا تسألوہ البلاء ان کنتم مومنین فانھا ان انزلت
ثم کذبتم بھا عوقبتم قالوا نرید ان ناکل منھا
فنقل جعنا وتطمئن قلوبنا یعنی تسکن قلوبنا الی ما
تدعونا الیہ من الایمان والتصدیق ونعلم ان قد
صدقتنا بانک نبی ورسول ونکون علیھا یعنی
علی المائدۃ من الشاھدین عند بنی اسرائیل
اذا رجعنا الیھم والحواریون ھم الذین اجابوا

دوڑ رہے ہیں حالانکہ وہ اصل میں متحرک نہ تھیں حضرت موسیٰ بھی دل ہی
دل میں ڈرنے لگے جس کی آپ نے اپنی قوم کو خبر نہیں ہونے دی فرمایا
کہ جو لوگ یہ وہم کرتے ہیں کہ وہ اصلی سانپ تھے یا تو ان کے ایمان میں
نقص ہے یا مرتد ہیں حق تعالیٰ شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا
کہ اپنا عصا زمین پر ڈال دیجئے پھر یکایک وہ ان جھوٹے سانپوں کو نگل
جائے گا جو جادوگروں نے بنائے ہیں بالآخر حضرت موسیٰؑ نے اپنا عصا
ڈال دیا پھر اچانک وہ ایک بڑے اونٹ کے برابر اژدھا بن گیا اس کی
دونوں آنکھیں آگ کے انگاروں کی طرح روشن تھیں اور وہ پھنکار
مار رہا تھا پھر وہ جادو کے سانپوں کی طرف بڑھا اور ان سب کو نوالہ
بنالیا اور اس کا پیٹ نہیں بھرا اور نہ اس کی تیزی میں کمی آئی اور نہ وہ عرض
وطول میں بڑھا آخر کار جادوگروں نے اپنی ہار تسلیم کرلی اور رب العالمین
کے آگے سجدے میں گرگئے سب سے بڑے جادوگر کا نام شمعون تھا تمام
جادوگروں نے اقرار کرلیا کہ ہم ہارونؑ اور حضرت موسیٰؑ کے رب پر ایمان لے
آئے پھر یہ اژدھا فرعون کی اور فرعونیوں کی طرف بڑھا جس کے ڈر سے
تمام لوگ بدحواس ہوکر بری طرح سے بھاگے کہتے ہیں اس دن بھیڑ میں
کچل کر پچاس ہزار فوت ہوئے تھے۔ تیسری عید حضرت عیسیٰؑ کی اور عیسائیوں
کی ہے فرمایا کہ اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے خوان اتار تاکہ
ہمارے اگلے پچھلوں کے لئے وہ دن عید کا ہو اور تیری نشانی ہو اس
کی تفصیل یہ ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰؑ سے کہا کہ اے عیسیٰؑ کیا آپ کا
رب اس پر قادر ہے کہ اگر آپ اس سے دعا کریں تو وہ آپ پر آسمان سے
خوان اتار دے حضرت عیسیٰؑ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم مومن ہو تو اللہ سے
ڈر جاؤ اور اس سے اپنی آزمائش کا سوال نہ کرو کیونکہ اگر تمہارے سوال
پر حق تعالیٰ خوان اتار دے پھر تم اسے جھٹلاؤ تو تم پکڑے جاؤ گے انہوں نے
کہا ہم اس میں سے کھانا چاہتے ہیں کیونکہ ہم بھوکے ہیں اور آپ کی نبوت
و دعوتِ ایمان پر بھی اس معجزے کو دیکھ کر ہمارے دل مطمئن ہوجائیں گے

عیسیٰ علیہ السلام حین مر بہم وہم ببیت المقدس
یقصرون الثیاب. وبالنبطیۃ الحواریون المبیضون
للثیاب وہم اثنا عشر رجلا لما قال لہم عیسیٰ
علیہ السلام من انصاری الی اللہ یعنی من
ینصرنی مع اللہ علی اہل الکفر والطغیان
فادعوہم الی طاعۃ اللہ تعالیٰ وتوحیدہ
فقال الحواریون نحن انصار اللہ فترکوا معیشتہم
واتبعوا عیسیٰ علیہ السلام یسبحون معہ اینما
توجہ من الارض فیرون العجائب والمعجزات
التی تجری علی یدہ علیہ السلام فای وقت جاعوا
واحتاجوا الی الطعام اخرج عیسیٰؑ یدہ فاخرج
من الارض لکل واحد منہم رغیفین ولنفسہ
کذلک وکان جبریل علیہ السلام یمشی
معہ ویریہ العجائب ویؤیدہ وینصرہ بالاشیاء
فما زال عیسیٰ علیہ السلام یری بنی اسرائیل
العجائب ولم یزدہم ذلک الا بعدا من تصدیقہ
واتباعہ حتی خرج معہ یوما خمسۃ آلاف بطریق
من بنی اسرائیل وسألوہ المائدۃ مع الحواریین
فقال عیسیٰ بن مریم علیہ السلام عند ذلک
اللہم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون
لنا عیدا لاولنا وآخرنا یقول تکون عیدا لمن
کان فی زماننا عند نزول المائدۃ وتکون عیدا
لمن بعدنا تکون المائدۃ آیۃ منک وارزقنا
یعنی المائدۃ وانت خیر الرازقین من غیرک
فانک خیر من یرزق قال اللہ تعالیٰ انی منزلہا

اور ہم اسرائیلیوں کے سامنے اس خوان کی گواہی بھی دے سکیں گے جب ان کے پاس جائیں گے، حواری وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کی دعوت قبول کر لی تھی جب آپ بیت المقدس میں ان کے پاس سے گزرے تھے اور وہ کپڑے دھو رہے تھے نبطی زبان میں حواری کپڑے دھونے والے کو کہتے ہیں یہ بارہ آدمی تھے جب حضرت عیسیٰ نے ان سے کہا کہ اللہ کی رضا کے لئے کون میری مدد کریگا؟ اور آپ نے انہیں اللہ کی اطاعت کی اور توحید کی دعوت دی، اس پر حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے دین کے بلند کرنے کے لئے آپکی مدد کے لئے تیار ہیں پھر انہوں نے کپڑے دھونے چھوڑ دئے اور حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ ہو گئے جہاں آپ جاتے تھے وہیں یہ حواری آپ کے ساتھ ہوتے تھے اور جو جو عجائبات و معجزات آپ سے سرزد ہوتے تھے حواری انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے اور جب انہیں بھوک لگتی تھی اور کھانے کی ضرورت پڑتی تھی تو حضرت عیسیٰؑ اپنا دست مبارک نکال کر زمین سے اٹھا کر ہر ایک کو دو دو روٹیاں دیدیا کرتے تھے اور اپنے لئے بھی دو روٹیاں اٹھا لیا کرتے تھے اور حضرت جبرئیل آپ کے ساتھ ساتھ رہتے تھے اور آپ کو عجائبات دکھاتے رہتے تھے اور ضرورت کی چیزوں سے آپکی تائید و مدد کرتے رہتے تھے، حضرت عیسیٰؑ اسرائیلیوں کو برابر معجزے دکھاتے رہے اور وہ آپکی تصدیق و پیروی سے دور ہی ہٹتے رہے حتیٰ کہ ایک دن آپ کے ساتھ پانچ ہزار پادری تھے ان سب نے معہ حواریوں کے حضرت عیسیٰؑ سے خوان کی درخواست کی ان کی درخواست پر حضرت عیسیٰؑ نے حق تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے خوان اتار کہ وہ خوان اترنے کا دن ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے عید کا دن ہو اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو یعنی جو لوگ خوان نعمت کے اترنے کے وقت موجود ہیں ان کے لئے بھی اور بعد میں آنیوالوں کے لئے بھی خوان نعمت کے اترنے کا دن عید کا دن مقرر ہو اور ہمیں یہ خوان بطور رزق کے دے اور تو بہترین رزق دینے والا ہے حق تعالیٰ نے

یعنی المائدۃ علیکم فمن یکفر بعد منکم ای بعد
نزولها منکم فانی اعذبه عذابا لا اعذبه احدا
من العالمین فانزلها اللہ علیهم یوم الاحد من
السماء سمکا طریا وخبزا رقاقا وتمرا وقیل کانت
سفرۃ فیها سمکۃ مشویۃ وعند رأسها ملح
وعند ذنبها خل وفیها خمسۃ ارغفۃ علی کل
رغیف زیتونۃ وخمس رمانات وتمرات
قد نضد حولها من البقول ما خلا الکراث و
قیل ان عیسیٰ علیه السلام قال لاصحابه وهم
جلوس فی روضۃ هل مع احد منکم شیء فجاء
شمعون بسمکتین صغیرتین وخمسۃ ارغفۃ
وجاء آخر بشیء من السویق فعمد عیسیٰ علیه السلام
فقطعهما صغارا وکسر الخبز فوضعه فلقا و
وضع السویق وتوضأ صلی رکعتین ودعا ربه فالقی
اللہ سبحانه وتعالیٰ علی اصحابه شبه
السنات ففتح القوم اعینهم وزاد الطعام حتیٰ
بلغ الرکب فقال عیسیٰ علیه السلام للقوم کلوا
وسموا اللہ ولا ترفعوا وامرهم ان یجلسوا
حلقا حلقا فجلسوا واکلوا وسموا اللہ تعالیٰ
حتیٰ شبعوا وهم خمسۃ آلاف رجل وقیل
انهم کانوا الف رجل وثمانمائۃ رجل وامرأۃ
من بین فقیر وجائع وبین من له فاقۃ الی
رغیف واحد او اکثر فصدروا کلهم شباعا
یحمدون ربهم واذا ماعلیها کهیئته
ورفعت السفرۃ الی السماء وهم ینظرون قال

فرمایا کہ تم پر خوان اتار دونگا لیکن خوان کے اترنے کے بعد تم میں سے جو
شخص اس کی ناشکری کریگا تو میں اسے ایسے عذاب میں مبتلا کر دوں گا
جس عذاب میں میں نے دنیا میں کسی کو آج تک مبتلا نہ کیا ہوگا، چنانچہ
اتوار کے دن حق تعالیٰ نے ان پر تازہ مچھلی اور چپاتیاں اور کھجوریں اتاریں
کہتے ہیں کہ خوان اترا جس میں بھنی ہوئی مچھلی تھی اور مچھلی کے سر کے پاس
نمک تھا اور دُم کے پاس سرکہ تھا اور پانچ روٹیاں تھیں اور ہر روٹی
پر روغن زیتون تھا اور پانچ انار تھے اور کھجوریں تھیں اور ان کے چاروں
طرف گندنا کے علاوہ ساگ تھے کہتے ہیں یہ سب حضرات ایک باغ میں
تشریف فرما تھے کہ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: کیا کسی کے پاس کچھ ہے یہ سُن کر
شمعون دو چھوٹی چھوٹی مچھلیاں اور پانچ روٹیاں لائے اور ایک اور شخص
ستو لایا حضرت عیسیٰؑ نے ان دونوں مچھلیوں کی چھوٹی چھوٹی بوٹیاں
بنائیں اور روٹیوں کے ٹکڑے کر کے انہیں علیحدہ علیحدہ رکھا اور ستو بھی
رکھ لیا اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور اپنے رب سے دعا مانگی پھر
حق تعالیٰ نے آپ کے تمام ساتھیوں پر غنودگی طاری فرما دی پھر جب
لوگوں نے آنکھیں کھولیں تو کھانا اس قدر بڑھ گیا تھا کہ تمام قافلہ والوں
کو کافی ہوگیا حضرت عیسیٰ نے فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اور اس میں
سے خبردار اٹھانا نہیں اور آپ نے حکم فرمایا کہ حلقے باندھ کر بیٹھیں اور
کھائیں چنانچہ یہ حلقے باندھ کر بیٹھ گئے اور بسم اللہ کر کے سب کھانے
لگے حتیٰ کہ سب سیر ہو گئے یہ سب پانچ ہزار تھے یا ۱۸سو عورت مرد تھے
جن میں فقیر بھی تھے، بھوکے بھی تھے اور ایک روٹی کے بھوکے بھی تھے
پھر سب پیٹ بھر کر حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے اٹھے اور خوان
پر کھانا جوں کا توں موجود رہا اور خوان ان کی نگاہوں کے سامنے آسمان
پر اٹھا لیا گیا۔ فرماتے ہیں کہ جس فقیر نے اس دن خوان سے کھانا کھا لیا
وہ مالدار ہو گیا اور مرتے وقت تک مالدار ہی رہا اور اسے کھا کر
اپاہج درست ہو گئے اور بیمار تندرست ہو گئے۔

فاستغنى كل فقير اكل منها ليومئذ ولم يزل غنيا
حتى مات وبرئ كل زمن وشفى كل مريض وقال
مقاتل فنادى عيسى عليه السلام للقوم اكلتم
فقالوا نعم قال فلا ترفعوا قالوا لا نرفع ورفعوا
فبلغ كل ما رفعوا من الفضل اربعة وعشرين
مكتلا فآمنوا عند ذلك بعيسى عليه السلام
وصدقوا به ثم رجعوا الى قومهم اليهود يعنى
بنى اسرائيل ومعهم فضل المائدة فلم يزل بهم
قومهم حتى ردوهم عن الاسلام وكفروا بالله
تعالى وجحدوا بنزول المائدة فمسخهم الله
عزوجل وهم نيام خنازير وهم ذكور وليس فيهم
صبى ولا امرأة وقيل فى ذلك مائدة وضع عليها
طعام محدود صدر عنها الجم الغفير والجمع
الكثير وهى بحالها فكيف بمائدة الرضا وبساط
الرحمة التى لاحد لها ولا نهاية ففى الخبر
ان لله عزوجل مائة رحمة واحدة انزلها
الى خلقه فبها يتراحمون وبها يتعاطفون
واخر تسعة وتسعين عنده يرحم بها عباده
يوم القيامة وفى خبر آخر ان يوم القيامة يبسط
الجليل جل جلاله بساط المجد يدخل ذنوب
الاولين والآخرين فى حواشيه ويبقى البساط
فارغا حتى يتطاول اليه ابليس رجاء ان نصيبه
ومع ذلك لا ينبغى لكل عاقل لبيب ان يتكل
على ذلك ويغتر به ولا يغلبه الرجاء فيهلك
بل يبذل مجهوده ويستفرغ وسعه فى اداء الاوامر

مقاتل ؒ: حضرت عیسیٰؑ نے لوگوں سے بلند آواز سے پوچھا کیا تم سب
کا پیٹ بھر گیا؟ سب نے کہا جی ہاں فرمایا اس میں سے اٹھانا مت
لوگ بولے نہیں ایسا نہ ہوگا لیکن لوگوں نے کچھ چھپا کر اٹھا بھی لیا اور
انہوں نے اس سے ۲۴ ٹوکریاں بھر لیں یہ معجزہ دیکھ کر سب لوگ
حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لے آئے اور سب نے آپ کی نبوت کی تصدیق فرما
دی پھر یہ لوگ اپنی قوم (اسرائیلیوں) کے پاس گئے اور ان کے پاس
خوان کی چرائی ہوئی چیزیں موجود تھیں یہ اپنی قوم میں رہے سہے
حتیٰ کہ قوم نے انہیں اسلام سے مرتد کر دیا انہوں نے اللہ کے ساتھ کفر کیا اور
خوان کے اترنے کا انکار کر دیا پھر حق تعالیٰ نے انہیں سوتے سوتے سور
بنا دیا سب مرد مسخ کر دیئے گئے بچے اور عورتیں مسخ نہیں ہوئیں، کہتے
ہیں اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خوان پر تھوڑا سا محدود
کھانا تھا جس سے ایک بہت بڑی جماعت نے شکم سیر ہو کر کھایا
اور کھانا جوں کا توں باقی رہا پھر حق تعالیٰ کی رضا کے خوان کا کیا
ٹھکانہ اور اس کے رحمت کے فرش کی کیا حد و غایت ایک صحیح حدیث میں
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے کئے ان میں سے ایک حصہ اپنی
مخلوق کی طرف اتار دیا جس کی وجہ سے تمام مخلوق آپس میں ایک دوسرے
سے محبت کرتی ہے اور ایک دوسرے کی طرف مائل ہوتی ہے اور ۹۹ حصے
اپنے پاس محفوظ رکھے جن کے ذریعہ حق تعالیٰ قیامت کے دن اپنے
بندوں پر رحم فرمائیگا ایک حدیث میں ہے کہ جلیل جل جلالہ اس قدر وسیع
عزت و مجد کا فرش بچھائے گا جس کے کناروں پر تمام اگلوں اور پچھلوں
کے گناہ سما جائیں گے اور درمیانی حصہ خالی رہیگا حتیٰ کہ ابلیس بھی اس
امید پر اس کی طرف سر اٹھا کر دیکھے گا کہ شاید اسے بھی اس میں سے کچھ
مل جائے۔ اس وسیع رحمت کے باوجود ہوشیار و عاقل شخص کے لئے
لازم ہے کہ حق تعالیٰ کی رحمت پر بھروسہ کرکے اور اسے آڑ بنا کر عمل کرنا
نہ چھوڑے اور انتہائی تیزی سے سرگرم عمل رہے اور اس پر امید غالب

وانتهاء النواهي وتسليم الامور الى الله عزوجل ويكثر من الاستغفار والتوبة ويكون دائما على حذر لا خوف مؤيس من رحمة الله ولا رجاء يوقع في ارتكاب المحارم واهمال الاوامر بل يبتغي بين ذلك سبيلا كما قيل لو وزن خوف المؤمن ورجاؤه لاعتدلا فليكن خوفه ورجاؤه كجناحي الطائر والطائر لا يطير بجناح واحد واما العيد الرابع فهو عيد امة محمد صلى الله عليه وسلم وقد ذكرنا ما يتعلق به اول المجلس

فصل : يشترك المومن والكافر في العيد فكل له عيد فالمومن عيده لرضا الرحمن والكافر عيده لرضا الشيطان المؤمن يذهب الى عيده وعلى راسه تاج الهداية وعلى عينيه علامة فكرة العبرة وعلى اذنيه استماع الحق وعلى لسانه الشهادة بالتوحيد وفي قلبه المعرفة واليقين وعلى عنقه رداء الاسلام وفي وسطه منطقة العبودية ومعدنه المحاريب والجوامع والمساجد ومعبوده رب العباد والبرية ثم التضرع منه والسؤال ويقابله الرب بالاجابة والنوال ثم يحله دار الكرامة والجنان والكافر يذهب الى عيده وعلى رأسه تاج الخسران والضلال وعلى اذنيه ختم الغفلة والحجاب وعلى عينيه علامة السهو والشهوات وعلى لسانه ختم الشقاوة والابعاد وعلى قلبه ظلمة النكرة والجحود وعلى وسطه زنار

نہ آنے پائے ورنہ ہلاک ہو جائیگا بلکہ مقدور بھر اوامر پر عمل پیرا ہے اور ممنوعات سے باز رہے اور تمام کام اللہ تعالیٰ کو سونپ دے اور کثرت سے استغفار و توبہ کرتا رہے اور ہمیشہ احتیاط پیش نظر رکھے اور اللہ سے ڈرتا رہے اور اتنا ڈرے بھی نہیں کہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہو جائے اور اتنی امید باندھے جو ممنوعات میں جھونکدے اور نیک عمل چھڑا دے بلکہ ایک درمیانی راہ اختیار کی جائے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ اگر مومن کے خوف و رجاء کا وزن کیا جائے تو دونوں تے برابر نکلیں اسلئے خوف و رجاء کو ایک پرندے کے دونوں طرف کے بازوؤں کے قائم مقام سمجھنا چاہیئے ظاہر ہے کہ پرندہ ایک بازو سے نہیں اڑا کرتا۔ چوتھا عید ہم مسلمانوں کی عید ہے ہم اس عید کے متعلقات اس مجلس کے آغاز میں بیان کر آئے ہیں۔

مسلمانوں کی عید عید ہر قوم مناتی ہے لیکن مومنوں کی عید رحمٰن کے راضی ہونے کی خوشی میں منائی جاتی ہے اور کافروں کی عید شیطان کو خوش کرنے کے لئے ہوتی ہے ایک مسلمان جب عید گاہ کی طرف روانہ ہوتا ہے تو اس کے سر پر ہدایت کا تاج، آنکھوں میں عبرت پر غور و فکر کی علامت اور کانوں پر حق بات سننے کے آثار، زبان پر توحید کا اقرار، دل میں یقین و معرفت کندھوں پر اسلام کی چادر اور کمر میں عبودیت و غلامی کا پٹکا ہوتا ہے، اس کی قرار گاہ محراب و مسجد اور میدان عید گاہ ہے اور اس کا معبود رب العالمین ہے پھر وہ اپنے رب کے قدموں پر گر کر گڑگڑا کر اور بلک بلک کر دعائیں مانگتا ہے اور رب سے اپنی مرادیں طلب کرتا ہے اور حق تعالیٰ جل مجدہٗ بھی اس کی دعائیں قبول فرماتے ہیں اور عطیات و تحائف سے نوازتے ہیں پھر آپ قیامت کے دن انہیں عزت والے گھروں میں اور جنتوں میں جگہ عطا فرمائیں گے۔

کافر اس حال میں عید مناتے ہیں کہ ان کے سروں پر گھاٹوں اور گمراہیوں کا تاج ہوتا ہے، کانوں پر غفلت و حجاب کی مہریں ہوتی ہیں، آنکھوں پر غفلت اور شہوتوں کے پردے پڑے ہوئے ہیں، زبان پر بدبختی اور

الفرقۃ والشقاوۃ والشقاق وموضعہ البیعۃ والکنائس اوبیت النار ومعبودہ الوثن والاصنام ومصیرہ آخرا الی جہنم والنیران۔

دوری کی مہر ثبت ہے، دلوں پر انکار و تردد کی سیاہی چھائی ہوئی ہے اور کر یں اختلاف وشقاوت کا پٹکا بندھا ہوا ہے اور اس کی قرار گاہ بتکدہ یا گرجا یا آتش کدہ ہے اور اس کے معبود مورتیاں اور بت ہیں اور آخر کار وہ لوٹ کر جہنم کا اور آگوں کا نوالہ بن جاتا ہے۔

فصل: لیس العید لبس الناعمات واکل الطیبات ومعانقۃ المستحسنات والتمتع باللذات والشہوات لکن العید بظہور علامۃ القبول للطاعات وتکفیر الذنوب والخطیئات وتبدیل السیئات بالحسنات والبشارۃ بارتفاع الدرجات والخلع والطرف والہبات والکرامات وانشراح الصدر بنور الایمان وسکون القلب بقوۃ الیقین وما ظہر علیہ من العلامات وانفجار بحور العلوم من القلب علی الالسنۃ وانواع الحکم والفصاحۃ والبلاغۃ کما قیل ان رجلا دخل علی علی رضی اللّٰہ عنہ وکرم اللّٰہ وجہہ فی یوم عید وھو یاکل الخبز الخشکار فقال لہ الیوم یوم العید وانت تاکل الخبز الخشکار فقال الیوم عید لمن قبل صومہ وشکر سعیہ وغفر ذنبہ الیوم لنا عید وغدا لنا عید وکل یوم لا نعصی اللّٰہ فیہ فھو لنا عید فینبغی لکل عاقل ان یترک النظر الی الظاہر ولا یتقید بہ بل یکون نظرہ فی یوم العید نظر التفکر والاعتبار فیشبہ العید بیوم القیامۃ فلیذکر نفخ الصور یوم القیامۃ عند سماع صوت بوق السلطان لیلۃ

عید کیا ہے؟ یہ عید نہیں کہ انسان نرم و نازک اور عمدہ پوشاک پہن لے عمدہ سے عمدہ اور لذیذ ترین کھانے کھالے، احباب و اقارب کو گلے لگالے، طرح طرح کی لذتوں سے فائدہ اٹھالے اور دل کے تمام ارمان پورے کرلے، مسلمانوں کی عید یہ ہے کہ عبادتوں کے مقبول ہونے کی، گناہوں اور قصوروں کے مٹنے کی اور برائیوں کی نیکیوں میں بدل جانے کی نشانیاں ظاہر ہوں اور درجات بلند ہونے کی اور فاخرانہ خلعت نوادرات، عطیات اور اعزازات کی بشارت ہو اور نور ایمان سے اور ایمان و یقین کی علامتوں سے دل چمک اٹھے اور قوت یقین سے اور اس کے متعلقات سے دل کو سکون حاصل ہو اور دلوں سے زبانوں پر علوم کے سمندر موج مارنے لگیں اور رنگ برنگ کی حکمتوں کے اور فصاحت و بلاغت کے موتی زبانوں سے جھڑنے لگیں جیسا کہ منقول ہے کہ عید کے دن ایک شخص حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ خشک روٹی کھارہے تھے وہ حیرت میں رہ گیا اور بولا کہ آج تو عید ہے اور آپ خشک روٹی کھارہے ہیں آپ نے فرمایا (میرے عزیز بھائی)، آج ان کی عید ہے جن کے حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے روزے قبول فرمالئے اور ان کے عملوں کی قدر و منزلت کی اور ان کے گناہ معاف فرمادئے ہمارے لئے آج بھی عید ہے اور کل بھی عید ہوگی بلکہ ہمارے لئے تو ہر وہ دن عید کا دن ہے جس دن ہم اللہ کی نافرمانی سے بچ جائیں بنا بریں ہر ذی ہوش انسان کا فرض ہے کہ ظاہر کی قید میں پھنس کر نہ رہ جائے بلکہ وہ عید غور و فکر اور عبرت و نصیحت کے ساتھ منائے اور عید کو قیامت کا دن سمجھ لے اور عید گاہ روانہ ہونے سے کچھ پہلے

العيد واذا بات الناس ليلة العيد ورقدوا
منتظرين عيدهم متاهبين له فيذكر الرقود
بين النفختين واذا رأى الناس صبيحة يوم
العيد وقد خرجوا من قصورهم وبيوتهم
مختلفي الاحوال متفاوتي اللباس والالوان كل
ذي زي وحلية واحد منهم مسرور وواحد
مغموم وواحد راكب وآخر ماش
وواحد غني وآخر فقير وواحد في فرحة
وآخر في ترحة فليذكر تفاوت اهل
القيامة اهل الطاعة مسرور واهل المعصية
مغموم المتقي راكب والمجرم المشرك متعثر
مكبوب على وجهه مسحوب او ماش كما
قال عز من قائل يوم نحشر المتقين الى الرحمٰن
وفدا اي ركبانا على النجائب ونسوق المجرمين
الى جهنم وردا أي عطاشا والزاهد و
العارف والبدل كل واحد في راحة وغنى
عند مليكهم ومحبوبهم تحت ظل العرش
عليهم الحلي والحلل وانوار الطاعات والمعارف
على وجوههم ظاهرة وهي نضرة ومشرقة
وبين ايديهم موائد عليها انواع الاطعمة
والاشربة والفواكه حتى ينقضي حساب
الخلائق ثم يسيرون الى الجنة الى منازلهم
التي اعد الله تعالى لهم وفيها ما تشتهيه
الانفس وتلذ الاعين مما لا عين رأت ولا
أذن سمعت ولا خطر على قلب بشر قال الله تعالى

پہلے شاہی بگل کی آواز سنے تو اسے قیامت کے دن والا صور تصور کرلے
اور جب لوگ شب عید میں سو جائیں اور علی الصبح عید کی تیاری
کرنے کے لئے اٹھیں تو وہ دو صوروں کے درمیان والی نیند کو یاد
کرلیں اور جب عید کی صبح کو لوگوں کو بن سنور کر عید گاہ کی طرف جاتے ہوئے
دیکھیں کہ وہ اچھے اچھے لباسوں میں اپنے اپنے محلوں اور گھروں سے نکل رہے
ہیں اور ان کے احوال، رنگ اور لباس مختلف ہیں اور طرح طرح کے بناؤ
سنگھار کرکے اور آراستہ ہو ہو کر گھروں سے باہر آرہے ہیں اور ہر شخص خرم
وخنداں اور ہشاش بشاش ہے جب کہ اللہ کا باغی کافر و مشرک بجد
مغموم ہیں جیسے ان پر اوس پڑ گئی ہو، اللہ کے وفادار بندے سواریوں
پر سوار ہیں اور غدار و مشرکوں سے چلا بھی نہیں جاتا اور قدم قدم پر
ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور مونہوں کے بل گرے پڑے ہیں، ورانہیں
گھسیٹا جا رہا ہے یا وہ پیدل گھسٹ رہے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا
وہ دن یاد کرلو جس دن ہم پرہیزگاروں کو اٹھا کر بطور مہمان کے رحمٰن کی
طرف لے جائیں گے یعنی وہ انتہائی نفیس اونٹوں پر سوار ہوں گے اور
مجرموں کو پیاسے جہنم کی طرف ہانک کرلے جائیں گے تو خیال کرے کہ وفادار
وغدار کے حالات میں کتنا عظیم تفاوت ہے۔ دنیا میں رہ کر دنیا کو ٹھکرانے
والے اور اپنے اللہ سے لو لگانے والے اور اللہ کی رضا کو دل وجان سے
چاہنے والے سب اپنے شہنشاہ اور محبوب کے پاس چین و آرام کے ساتھ
شان استغناء سے عرش بریں کے سایہ میں آرام فرما ہیں اور ان پر
زیورات، جوڑے اور اطاعتوں کے انوار ہیں اور ان کے چہروں سے
معارف وانوار ٹپک رہے ہیں چہرے شگفتہ اور شاداب ہیں اور
ان کے سامنے دسترخوان بچھے ہوئے ہیں جن پر طرح طرح کے کھانے
مشروب اور میوے چنے ہوئے ہیں جب تک ان کا یہی حال ہے جب تک
لوگوں کا حساب وکتاب نہ ہو جائے پھر وہ اپنی اپنی منزلوں میں جو
اللہ نے ان کے لئے تیار کی ہیں چلے جائیں گے جہاں ہر وہ چیز ملے گی جو

فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون و اما الراغب فی الدنیا فھو فی نیاحۃ وبکاء وعناء ممنوع عما فیہ القوم من النعم بدنیاہ وتناولہ الحرام والشبھات وتخلیطہ فی طاعۃ ربہ وھو یری مکانہ فی الجنۃ فلا یصل الیہ حتیٰ یخرج مما علیہ من الحقوق والکافر ینادی بالویل والثبور لما قد عاین وانکشف لہ من انواع العذاب والنکال والھوان والھلاک والخلود فی النیران واذا رأی الاعلام قد نشرت والالویۃ قد ضربت فلیذکر اھل الاسلام اصحاب الاعلام حین ینادی منادی الرحمٰن بالتوجہ الی زیارۃ رب الانام الی دار السلام بامر السلام واذا رأی الصفوف قد استکملت والخلائق قد اجتمعت فلیذکر وقوف الخلائق بین یدی الجبار وصفوف الفجار والابرار یوم النشر الذی فیہ تظھر الاسرار واذا رأی الناس قد انصرفوا من الجبانۃ فکل یرجع الی ما قد قسم لہ من دار او مسجد او خان فلیذکر منصرف الخلائق من بین یدی الملک المنان الدیان الی الجنۃ او الی النار کما قال ذو العظمۃ والامتنان ویوم تقوم الساعۃ یومئذ یتفرقون فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر۔

دلوں کو بھائے اور آنکھوں میں ٹھنڈک پیدا کرے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل میں کھٹکی، فرمایا وہ نعمتیں کسی کو معلوم نہیں جو اہل جنت کے لئے چھپا کر رکھی گئی ہیں اور ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی ہیں اور انہیں ان کے عملوں کے صلہ میں ملنے والی ہیں اس کے برعکس دنیا دار آہ و بکا میں اور شدت و تکلیف میں مبتلا ہیں اور ان پر تمام نعمتوں کے دروازے بند ہیں کیونکہ انہوں نے دنیا میں نعمتوں سے فائدہ اٹھا لیا تھا اور حرام و شبہ والی چیزیں استعمال کرتے رہتے تھے اور رب کی اطاعت میں دوسروں کی اطاعت بھی ملا لی تھی - یہ بدبخت جنت میں اپنے گھر دیکھیں گے لیکن ان تک پہنچنے والے نہیں جب تک کہ ان حقوق سے سبکدوش نہ ہو جوان کے ذمہ دار ہیں اور کافر اپنی ہلاکت و بربادی کے نعرے لگائیں گے کیونکہ ان کے سامنے طرح طرح کے عذاب ہونگے اور وہ قسم قسم کی ذلتیں اور رسوائیاں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہوں گے اور دائمی آگ میں انہیں رہنا ہوگا اور جب مسلمان دیکھیں کہ جھنڈے گاڑ دئے گئے اور پھریرے اڑ رہے ہیں تو انہیں حشر کے دن کے جھنڈے والے یاد آجانے چاہئیں جبکہ رحمٰن کا منادی اعلان کریگا کہ رب العالمین کی زیارت کے لئے دار السلام میں رب سلام کے حکم سے پہنچ جاؤ اور جب عیدگاہ میں عظیم اجتماع میں صف بندی دیکھو تو یاد کرو کہ ایک دن جبار قہار کے آگے تمام اگلوں اور پچھلوں کو جمع ہونا ہے اور اس کے آگے کھڑا ہونا ہے گویا عیدگاہ کا اجتماع موقف کے اجتماع کو یاد دلاتا ہے موقف میں غداروں، نابنجاروں کی اور وفاداروں کی اور فرمانبرداروں، سب ہی کی قطاریں ہونگی یعنی اسدن جس دن لوگ قبروں سے اٹھ اٹھ کر میدان محشر میں جمع ہونگے اور لوگوں کے تمام راز طشت ازبام ہو جائینگے (اے اللہ راقم الحروف کو مع تمام توحید پرستوں کے اس دن کی رسوائی سے بچانا آمین) اور جب دوگانہ سے فارغ ہو کر لوگ عیدگاہ سے اپنے اپنے گھر یا مسجد یا سرائے کی طرف واپس جانے لگیں تو یاد کرو کہ ایک دن اللہ کی تمام مخلوق اسی طرح محسن اعظم شہنشاہ حقیقی اور عادل معبود کی حضوری سے جنت یا جہنم کی طرف واپس جائیگی جیسا کہ محسن اعظم و عظیم معبود نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ متفرق ہوں گے ایک گروہ جنت میں

جائے گا اور ایک جہنم میں اے اللہ اپنی مہربانی سے ہمیں بھی جنتی بنا اور جہنم سے پناہ دے آمین۔

ساتویں مجلس

فی فضائل ایام العشر قوله عزوجل والفجر
ولیال عشر والشفع والوتر واللیل اذا یسر هل فی
ذلك قسم لذی حجر قوله والفجر اختلف الناس
فی ذلك فقال ابن عباس رضی الله عنهما عنی بالفجر
صلاة الصبح ولیال عشر هی عشر ذی الحجة والشفع
الخلق والوتر هو الله واللیل اذا یسر یعنی اذا ذهب
هل فی ذلك قسم لذی حجر ای ان ذلك قسم
لذی لب وعقل وجواب القسم قوله تعالیٰ ان
ربك لبالمرصاد وقال مقاتل رحمه الله والفجر
عنی به غداة جمع یوم النحر ولیال عشر وهی
عشر لیال قبل الاضحی وانما سماها عزوجل لیال
عشر لانها تسعة ایام وعشر لیال والشفع والوتر
اما الشفع فآدم وحواء علیهما السلام والوتر فهو
الله عزوجل واللیل اذا یسر اذا اقبل وهی
لیلة الاضحی فاقسم عزوجل بیوم النحر والعشر
وبآدم وحواء واقسم بنفسه تبارك وتعالیٰ
وبلیلة الاضحی فلما فرغ منها قال هل فی
ذلك قسم لذی حجر یعنی هل فی ذلك قسم
لذی حجر یعنی هل فی ذلك القسم کفایة لذی
لب یعنی ذی عقل، فیعرف عظم هذا القسم
ان ربك لبالمرصاد وقیل المراد بالفجر فجر النهار

ذی الحجہ کے پہلے عشرے کی فضیلت

حق تعالیٰ جل مجدہٗ فرماتے ہیں
صبح کی قسم، دس راتوں کی قسم اور جفت وطاق کی قسم اور جانیوالی رات
کی قسم بلاشبہ ان میں عقل والوں کے لئے قسم ہے۔ والفجر (صبح کی قسم) میں
علماء کا اختلاف ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ فجر سے صبح کی نماز
مراد ہے اور دس راتوں سے ذی الحج کا پہلا عشرہ مراد ہے اور جفت مخلوق
اور طاق اللہ تعالیٰ ہے اور یسر یعنی جب رات چلی جائے پھر فرمایا کہ دماغ
وعقل والوں کے لئے قسمیں ہیں جواب قسم ان ربک لبالمرصاد ہے یعنی آپکا
پروردگار تاک میں ہے۔ مقاتلؒ: فجر سے مزدلفہ کی صبح یعنی ذی الحج کی
دسویں تاریخ کی صبح مراد ہے اور دس راتوں سے عیدالضحیٰ سے قبل کی
دس راتیں مراد ہیں یہ نو دن اور دس راتیں ہوتی ہیں اور جفت آدم
وحوا ہیں اور طاق اللہ ہے اور یسر یعنی جب بقرعید کی رات آئے حق
تعالیٰ نے بقرعید کی، ذی الحج کے پہلے عشرے کی آدم وحوا کی، اپنی ذات
اقدس کی اور بقرعید کی رات کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ ان قسموں میں عقل
وہوش والوں کے لئے قناعت ہے اور انہیں ان قسموں کی عظمت کی پہچان
ہے الغرض یہ قسمیں کھا کر یقین دلایا گیا ہے کہ رب گھات میں ہے بعض کے نزدیک
فجر سے عام صبح مراد ہے اور بعض کے نزدیک فجر سے دن مراد ہے اور فجر سے
دن کو اس لئے تعبیر فرمایا کہ فجر دن کا پہلا حصہ ہے مجاہدؒ: یہاں خاص
طور سے بقر عید کی صبح مراد ہے۔ عکرمہؒ: حق تعالےٰ نے چشموں سے پانی
جاری ہونے کی اور نباتات وپھلوں کی قسم کھائی کہتے ہیں نبیؐ کی انگلیوں
سے پانی اُبلنے کی قسم کھائی گئی ہے بعض کے نزدیک حضرت صالح کی
اونٹنی جو چٹان پھٹ کر نکلی تھی اس چٹان کے پھٹنے کی قسم کھائی گئی ہے

وقيل هو النهار فعبر عنه بالفجر لانه اوله
وقال مجاهد رحمه الله هو فجر يوم النحر خاصة
وقال عكرمة رحمه الله اقسم الله تعالى بانفجار
المياه من العيون والنبات من الارض والثمار
من الشجر وقيل اقسم الله بانفجار الماء من
اصابع النبي صلى الله عليه وسلم وقيل اقسم الله
بانفجار الناقة من الصخرة لصالح عليه السلام
وقيل اقسم الله تعالى بانفجار الماء من الحجر
بعصا موسى عليه السلام وقيل اقسم الله تعالى
بانفجار الماء من عيون العصاة وقيل اقسم الله
تعالى بانفجار المعرفة من القلب كما قال
الله تعالى اومن كان ميتا فاحييناه يعني بالايمان
والمعرفة وايضا قوله تعالى وليال عشر روى
جابر بن عبد الله رضي الله عنهما عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه قال والفجر
وليال عشر هي عشر الاضحى وقال ابن الزبير و
ابن عباس رضي الله عنه انها عشر ذي الحجة
وعن ابن عباس رضي الله عنهما في رواية اخرى
انه العشر الاواخر من شهر رمضان وقال
مجاهد رحمه الله انها عشر موسى عليه السلام
وقال محمد بن جرير الطبري رحمه الله انها
عشر اول المحرم قوله تعالى والشفع والوتر
قال قتادة والسدي رحمهم الله الشفع كل
اثنين والوتر هو الله تعالى وقيل هما آدم وحوا
وهو قول مقاتل وهو ان آدم كان وترا نشفع

بعض کے نزدیک عصائے موسیٰؑ کی ضرب سے پتھر سے پانی نکلنے کی قسم
کھائی ہے بعض کے نزدیک نافرمانوں کی آنکھوں سے ندامت والے
جاری ہونے والے قطروں کی قسم کھائی ہے بعض کے نزدیک عارفوں
کے دلوں سے معرفت کے اُبلنے کی قسم کھائی ہے جیسا کہ حق تعالیٰ جل مجدہٗ
نے فرمایا: کیا جو شخص مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ فرما دیا یعنی اس کے
دل میں ایمان و معرفت پیدا کر کے اسے زندہ فرما دیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلعم نے
فرمایا کہ دس راتوں سے بقر عید کا عشرہ مراد ہے حضرت ابن عباسؓ
اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی ذی الحج کا پہلا عشرہ ہی
بتایا ہے ایک روایت میں ابن عباسؓ سے رمضان کا اخیر عشرہ بھی
منقول ہے۔

مجاہدؒ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عشرہ مراد ہے، محمد بن
جریر طبریؒ: محرم کا پہلا عشرہ مراد ہے۔ قتادہ اور سدی: جفت
سے ہر جوڑا اور طاق سے اللہ مراد ہے: مقاتلؒ: جفت و طاق سے
آدم و حوا، کا جوڑا مراد ہے، شروع میں آدم علیہ السلام طاق تھے
پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی بیوی حواء سے جفت بنا دیا۔
بعض کے نزدیک نماز مراد ہے کیونکہ بعض نماز جوڑا ہے اور
بعض طاق ہے۔ ربیع بن انس و ابو العالیہ: مغرب کی نماز
مراد ہے کیونکہ اس میں تین رکعتیں ہیں یعنی جفت بھی ہے اور طاق
بھی۔ بعض کے نزدیک بقر عید اور عرفہ کا دن مراد ہے کیونکہ
بقر عید جوڑا ہے اور عرفہ کا دن طاق ہے بعض کے نزدیک
جفت سے بقر عید کے بعد والے دو دن مراد ہیں اور طاق
سے تیرھویں تاریخ مراد ہے۔ یسر یعنی جب رات چلی جائے یا جب
رات میں اندھیرا ہو جائے یا اس رات سے خاص طور سے
مزدلفہ والی رات مراد ہے یا اس رات کی قسم کھائی گئی ہے

بزوجته حواء وقيل الصلاة منها شفع ومنها وتر
قال الربيع بن انس وابو العالية رحمهم الله هي صلاة
المغرب الشفع فيها ركعتان والوتر الثالثة وقيل هو يوم
النحر لانه العاشر والوتر هو يوم عرفة لانه التاسع
وقيل الشفع يومان بعد النحر والوتر اليوم الثالث
قوله تعالى والليل اذا يسر يعني اذا ذهب وقيل اذا اظلم وقيل
انه ليلة المزدلفة خاصة وقيل يعني اذا اسرى فيه
اهله لان السرى هو سرى الليل وقوله تعالى هل
فى ذلك قسم لذى حجر يعني لذى عقل هو قول
ابن عباس رضي الله عنهما وقال الحسن وابو رجاء
رحمهما الله لذى علم وقال محمد بن كعب رحمه الله
لذى دين معناه ان فى ذلك قسم لذى حجر و
هل ههنا فى موضع ان ومعنى قوله عز وجل
والفجر وليال عشر وحق رب الفجر وحق رب ليال
عشر الى آخر القسم وكذلك فيما شاكل ذلك كقوله
تعالى والشمس وضحاها والسماء والطارق والسماء
ذات البروج وغيرها۔

فصل: فيما ورد فى عشر ذى الحجة من كرامات
الانبياء وما نقل فى ذلك من الاخبار والآثار وفضائل
الاعمال اخبرنا الشيخ ابو البركات قال انبانا الشيخ
الحافظ ابو بكر احمد بن على الثابت الخطيب
قال انبانا احمد بن احمد بن زرقونه قال انبانا
محمد بن عبد الله الشافعي رحمه الله قال انبانا
محمد بن عبد الله بن عبد الرحمن بجلب قال
انبانا عمرو بن عثمان قال انبانا الوليد عن ابن المبارك

جس میں چلنے والے چلتے ہیں کیونکہ سری کے معنی رات میں چلنے
کے ہیں، ذی حجر سے بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ ذی عقل
مراد ہے، اور بقول حسن بصریؒ اور ابو رجاءؒ کے ذی علم مراد
ہے اور بقول محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ کے ذی دین یعنی
دیندار مراد ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قسم میں
خاص طور سے دینداروں کی طرف اشارہ ہے۔ یہاں
ھل اِنّ کی جگہ استعمال کیا گیا ہے اور تاکید کے لئے ہے
اب پوری قسموں کا یہ مطلب نکلا کہ صبح کے رب کے حق کی
قسم اور دس راتوں کے رب کے حق کی قسم اور جفت وطاق
کے رب کے حق کی قسم اور جانے والی رات کے رب کے
حق کی قسم۔ قرآن حکیم میں جہاں جہاں قسمیں آتی ہیں ان
کا یہی مطلب ہوتا ہے جیسے سورج اور اس کی روشنی
کی قسم یعنی سورج کے اور اس کی روشنی کے رب کے حق کی
قسم اسی آسمان کی اور رات میں ٹوٹنے والے تارے کی قسم
یعنی ان کے رب کے حق کی قسم اور برجوں والے آسمان کی
قسم یعنی اس کے رب کے حق کی قسم۔ علیٰ ھٰذا القیاس۔

★

عشرۂ ذی الحجہ میں انبیائے کرام کے معجزے اور اس سلسلہ
میں اخبار و آثار اور فضائل اعمال کا بیان ہمیں شیخ ابو البرکات نے
خبر دی کہ انہیں شیخ حافظ ابو بکر احمد بن علی ثابت خطیب نے خبر دی
انہیں احمد بن زرقونہ نے خبر دی انہیں محمد بن عبد اللہ شافعی نے خبر
دی، انہیں حلب بن محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمنؒ نے خبر دی انہیں
عمرو بن عثمان نے خبر دی انہیں ولید نے خبر دی وہ ابن مبارکؒ سے وہ
خالد حذاء سے وہ عکرمہؓ سے اور وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت
کرتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے عشرۂ ذالحجہ کے بارے میں فرمایا کہ اس عشرے

عن خالد الحذاء عن عكرمة عن ابن عباس رضی الله عنهما انه قال فی عشر ذی الحجة قبل الله توبة آدم وتاب عليه بعرفة لانه اعترف بذنبه وفيه وجد ابراهيم الخليل عليه السلام الخلة فبذل ماله للضيفان ونفسه للنيران وولده للقربان وقلبه للرحمٰن ولم يصح لاحد التوكل الا لابراهيم خليل الرحمٰن وفيه بنى ابراهيم عليه السلام الكعبة الشريفة قال الله تعالى واذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت واسماعيل الآية وفيه اكرم الله موسى عليه السلام بالمناجاة وفيه نزلت على داؤد المغفرة وفيه كانت ليلة المباهاة وقيل ان فيه افتتاح نزول القرآن بكرة يوم الاضحى والنبی صلی الله عليه وسلم متوجه الى المصلی وفيه كانت بيعة الرضوان فانزل الله تعالى اذ يبايعونك تحت الشجرة وهی سمرة وكان ذلك يوم الحديبية واصحاب رسول الله صلی الله عليه وسلم الف واربعمائة رجل وقيل الف وخمسمائة رجل واوّل من المبتدرين للمبايعة ابو سنان الاسدی عليه وعلى جميع الصحابة رحمة الله تعالى وبركاته وتحياته والتابعين لهم باحسان وفيه يوم التروية ويوم عرفة ويوم النحر هو يوم الحج الاكبر واخبرنا الشيخ ابو البركات عن الفضل بن محمد عن احمد بن على الحافظ باسناده عن ابی سعيد الخدری رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم انه قال سيد

ہیں حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی توبہ عرفہ کے دن قبول فرمائی کیونکہ آپ نے اپنے قصور کا اعتراف کرلیا تھا اور اسی میں خلیل اللہ کو خلعت خلت (دوستی) ملی بالآخر آپ نے اپنا مال مہمانوں پر خرچ کیا اور اپنا نفس آگ پر پیش کر دیا اور اپنے اکلوتے فرزند کی قربانی کی اور اپنا دل اللہ کے حوالہ کیا اصل توکل کا مظاہرہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہی نے کیا اسی عشرے میں حضرت ابراہیمؑ نے کعبہ شریف بنایا حق تعالےٰ نے فرمایا: اور وہ وقت یاد کرو جب ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اسی میں حق تعالےٰ نے حضرت موسیٰ کو مناجاۃ کی توفیق عطا فرمائی، اس میں حضرت داؤدؑ پر مغفرت اتری اور اسی میں شب فخر ومباہات واقع ہوئی کہتے ہیں کہ اسی میں بقر عید کی صبح کو قرآن حکیم اترنے کا آغاز ہوا جب رحمت عالم صلعم عید گاہ جانے کے لئے تیار بیٹھے تھے۔ اسی میں بیعت رضوان کا واقعہ پیش آیا اور حق تعالےٰ نے یہ آیت اتار دی کہ جب لوگ آپ سے ایک درخت (ببول) کے نیچے بیعت کر رہے تھے یہ حدیبیہ کا دن تھا اور صحابہ کرامؓ چودہ سو یا پندرہ سو تھے سب سے پہلے ابو سنانؓ اسدی نے اپنا ہاتھ بیعت کے لئے بڑھایا تھا اسی عشرے میں یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ) یوم النحر (۱۰ ذالحجہ) عرفہ کے دن عرفات میں قیام کرکے حج ہوتا ہے اور دوسری تاریخ کو قربانی کے بعد سر منڈوا کر احرام کھول دیا جاتا ہے اور منیٰ سے مکہ میں طواف افاضہ کے لئے لوگ آتے ہیں۔

ہمیں شیخ ابو البرکات نے فضل بن محمد سے انھوں نے حافظ احمد بن علی سے انھوں نے ابو سعید خدریؓ سے اور انھوں نے نبی صلعم سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا: مہینوں کا سردار رمضان ہے اور بہت بڑی حرمت والا ذوالحجہ ہے۔

ہمیں شیخ ابو البرکات نے فضل بن محمد قصار اصفہانی سے خبر دی انہیں

الشهور شهر رمضان و اعظمها حرمة ذو الحجة
واخبرنا الشيخ ابو البركات عن الفضل بن محمد
القصار الاصفهانی قال انبانا ابو سعید الحسن بن
علی بن سهدان قال اخبرنا عبد الله بن محمد
الورّاق قال اخبرنا ابو بکر البزار قال اخبرنا
ابو کامل الفضل بن الحسین الجحدری قال
انبانا ابو عاصم بن هلال عن ایوب عن ابن الزبیر
عن جابر رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه
وسلم انه قال افضل ایام الدنیا ایام عشر ذی الحجة
قیل ولا مثلها فی سبیل الله قال ولا مثلها فی
سبیل الله الا رجل عفر وجهه فی التراب واخبرنا
الشیخ ابو البرکات عن القاضی ابی مظفر هناد بن
ابراهیم البخاری النسفی باسناده عن عطاء بن
ابی رباح قال سمعت عائشة رضی الله عنها قالت
کان علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم
رجل یحب السماع یعنی الغناء وکان اذا اهلّ
هلال ذی الحجة اصبح صائما فاتصل الحدیث
برسول الله صلی الله علیه وسلم قالت فاحضروا
الرجل فقال له ما حملك علی صیام هذه الایام
فقال یا رسول الله انها ایام مشاعر و ایام الحج
فاحببت ان یشرکنی الله تعالی فی دعائهم
فقال له النبی صلی الله علیه وسلم لك بعدد کل
یوم تصومه عتق مئة رقبة و مئة بدنة تهدیها
و مئة فرس تحمل علیها فی سبیل الله فاذا کان
یوم الترویة فلك عتق الف رقبة والف بدنة

ابوسعید حسن بن علی بن سهدان نے خبر دی انہیں عبد اللہ بن محمد ورّاق
نے خبر دی انہیں ابوبکر بزار نے خبر دی انہیں ابو کامل فضل بن حسین
خدری نے خبر دی انہیں ابوعاصم بن ہلال نے ابو ایوب سے خبر دی
ایوب ابو زبیر سے اور وہ جابرؓ سے اور وہ نبی صلعم سے روایت کرتے
ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ دنیا کے دنوں میں افضل دن ذی الحجہ کے پہلے
عشرے کے دن ہیں کہا گیا: کیا جہاد کے ایام بھی ان کے مثل نہیں؟
فرمایا جہاد کے ایام بھی ان کے ہم مثل نہیں ہاں جو مجاہد جہاد میں کام
آجائے اس کے جہاد کے ایام ان ایام کے ہم مثل ہیں۔

ہمیں شیخ ابو البرکات نے قاضی ابو المظفر ہناد بن ابراہیم
بخاری نسفی سے خبر دی وہ عطاء بن رباح سے روایت کرتے
ہیں عطاء کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سُنا
فرماتی تھیں کہ عہد رسالت میں ایک شخص کو گیت سُننے کا شوق تھا
اور جب ذی الحجہ کا ہلال نظر آتا تو وہ روزے رکھا کرتا تھا۔
سرور عالم صلعم کے پاس بھی اس کا ذکر آیا آپ نے اسے بلوا کر پوچھا
کہ تم ان دنوں کے روزے کیوں رکھتے ہو؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ
یہ مشاعر (احکام حج کے) اور حج کے دن ہیں میں نے یہ بات پسند
کی کہ اللہ تعالیٰ حاجیوں کی دعاؤں میں مجھے شریک فرمالے رحمت
عالم صلعم نے فرمایا: تمہارے لئے ہر روزے کے عوض سو غلاموں
کو آزاد کرنے کا، سو اونٹوں کی قربانی کا اور سو گھوڑوں کو مجاہدوں
کو دینے کا ثواب ہے اور ترویہ (۸ ذی الحجہ) کے روزے کا ثواب
ایک ہزار غلاموں کو آزاد کرنے کا ایک ہزار اونٹ قربان کرنے کا
اور ایک ہزار گھوڑوں کے دینے کا ثواب ہے اور عرفہ کے روزے
کا ثواب اس سے دگنا ہے اور پہلے اور پچھلے ایک ایک سال کے
روزوں کا بھی۔

ہمیں شیخ ابو البرکات نے اپنی اسناد سے سعیدؒ بن جبیر سے اور

والف فرس تحمل عليها فى سبيل الله فاذا كان
يوم عرفة فلك عتق الفى رقبة والفى بدنة تهديها
والفى فرس تحمل عليها فى سبيل الله وصيام سنة
قبلها وسنة بعدها واخبرنا الشيخ ابو البركات
باسناده عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضى الله
عنهما قال ما من ايام العمل الصالح فيها احب
الى الله عزوجل من رجل فى هذه الايام يعنى
ايام العشر قالوا يارسول الله ولا الجهاد فى
سبيل الله قال ولا الجهاد فى سبيل الله الا رجل خرج بنفسه
وماله فلم يرجع من ذلك بشيء واخبرنا الشيخ
ابو البركات عن ابى بكر بن احمد بن على بن ثابت
الحافظ باسناده عن جبيرة بن خالد الخزاعى عن
حفصة رضى الله عنها انها قالت اربع لم
يكن النبى صلى الله عليه وسلم يتركهن صوم
عشر ذى الحجة وعاشوراء وثلاثة ايام
من كل شهر وركعتان قبل الغداة واخبرنا
الشيخ ابو البركات عن حمزة بن عيسى بن الحسن
الورّاق باسناده عن سعيد بن المسيب عن ابى
هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه
وسلم انه قال ما من ايام احب الى الله تعالى
ان يتعبد له فيهن من ايام عشر ذى الحجة
وان صيام يوم فيها يعدل صيام سنة وقيام
ليلة فيهن كقيام سنة واخبرنا الشيخ ابو
البركات عن الحسن بن احمد المقرى باسناده
عن محمد بن المنكدر عن جابر رضى الله عنه

انہوں نے ابن عباس رضؓ سے خبر دی کہ سرور عالم صلعم نے فرمایا نیک اعمال
اللہ تعالیٰ کو اور دنوں میں اتنے پیارے نہیں جتنے ان دنوں (ایام تشریق)
میں ہیں: صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ جہاد بھی ؟ فرمایا: ہاں جہاد بھی
ہاں جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے اپنی جان و مال کو لیکر گیا اور
اس میں کچھ بھی لیکر واپس نہیں لوٹا اس کا عمل ان دنوں کے عملوں کے برابر ہے
ہمیں شیخ ابو البرکات حافظ ابو بکر بن احمد بن علی بن ثابت اور
انہوں نے جبیرہ بن خالد خزاعی سے اور انہوں نے ام المومنین
حضرت حفصہ رضؓ سے خبر دی کہ انہوں نے فرمایا: نبی صلعم چار چیزیں
نہیں چھوڑا کرتے تھے، عشرہ ذی الحجہ کے روزے (عرفہ تک)
عاشوراء (دس محرم) کا روزہ، ہر ماہ کے تین روزے اور فجر کی
نماز سے پہلے کی دو سنتیں۔

ہمیں شیخ ابو البرکات نے حمزہ بن عیسےٰ بن حسن وراق سے اپنی
اسناد سے انہوں نے سعید بن مسیّب سے انہوں نے ابو ہریرہ رضؓ
سے اور انہوں نے نبی صلعم سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا کہ ذی الحجہ کے
پہلے دس دن میں دوسرے دنوں کی بہ نسبت اللہ تعالےٰ کو اپنی عبادت
زیادہ محبوب ہے اور اس عشرے کے ایک دن کا روزہ ایک سال
کے روزوں کی برابر ہے اور ایک رات کی عبادت ایک سال کی راتوں
کی عبادت کے برابر ہے۔

ہمیں شیخ ابو البرکات نے حسن بن احمد مقری سے خبر دی اور وہ
محمد بن منکدر سے، وہ جابر رضؓ سے اور وہ سرور عالم صلعم سے روایت
کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو اس عشرے کے روزے رکھ لے تو
حق تعالےٰ ہر روزے کے عوض اس کے لئے سال بھر کے روزوں کا
ثواب لکھ لے گا۔ سعیدؒ بن جبیر فرمایا کرتے تھے کہ اس عشرے
کی راتوں میں چراغ نہ بجھاؤ اور خدام کو جاگنے کا حکم فرمایا کرتے
تھے اور اس میں آپ کو عبادت میں بڑا لطف آتا تھا۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من صام ایام العشر کتب اللہ لہ بکل یوم صوم سنۃ وعن سعید ابن جبیر رحمہ اللہ انہ کان یقول لا تطفئوا سرجکم لیال العشر ویامر بایقاظ الخدم وتعجبہ فیہ العبادۃ

فصل : فی الصلاۃ الواردۃ فی ایام العشر

اخبرنا الشیخ ابو البرکات عن الشریف ابی عبد اللہ محمد بن علی بن محمد بن یحییٰ المھدی باسنادہ عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ رضی اللہ عنھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من احیا لیلۃ من لیالی عشر ذی الحجۃ فکانما عبد اللہ عبادۃ من حج واعتمر طول سنتہ ومن صام فیھا یوما فکانما عبد اللہ تعالیٰ سائر سنتہ

اخبرنا الشیخ ابو البرکات عن محمد بن محمد بن عبد العزیز الشاھد باسنادہ عن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین عن ابیہ محمد بن علی عن ابیہ علی بن الحسین زین العابدین عن ابیہ الحسین بن علی عن ابیہ علی رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اذا دخل عشر ذی الحجۃ فجدّوا فی الطاعۃ فانھا ایام فضلھا اللہ تعالیٰ وجعل حرمۃ لیلھا کحرمۃ نھارھا فمن صلی فی لیلۃ من لیالی العشر فی الثلث الاخیر اربع رکعات یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ والمعوذتین ویکرر سورۃ الاخلاص ثلاثا ویقرأ آیۃ الکرسی ویکرر ذلک ثلاثا فی کل رکعۃ فاذا فرغ من صلاتہ رفع یدیہ

عشرۂ ذی الحجہ کے نماز کے آداب

ہمیں شیخ ابو البرکات نے شریف ابو عبد اللہ محمد بن علی بن محمد بن یحییٰ مہدی سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے عروہ سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضہ سے اور انہوں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے ذی الحجہ کے عشرے کی راتوں میں سے کسی ایک رات میں جاگ کر عبادت کی گویا اس نے اس شخص کی سی عبادت کی جس نے پورے سال حج اور عمرے ادا کئے اور جس نے اس عشرے میں ایک روزہ رکھ لیا گویا اس نے پورے سال اللہ تعالےٰ کی عبادت کی۔

ہمیں شیخ ابو البرکات نے محمد بن محمد بن عبد العزیز شاہد سے انہوں نے جعفر بن محمد بن علی بن حسین سے انہوں نے اپنے والد محمد بن علی سے انہوں نے اپنے والد علی بن حسین زین العابدین سے انہوں نے اپنے والد حسین بن علی سے انہوں نے اپنے والد حضرت علی رضہ سے اور انھوں نے نبی اکرم صلعم سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا کہ جب ذی الحجہ کا عشرہ آجائے تو عبادت میں سرگرم و تیز ہو جاؤ کیونکہ یہ وہ ایام ہیں جن کو حق تعالےٰ شانہ نے فضیلت بخشی ہے اور ان کی راتوں کا احترام دنوں کے احترام کی مانند قرار دیا ہے اگر کوئی اس عشرے کی کسی رات کے پچھلے تہائی حصہ میں چار رکعت نماز پڑھ لے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار معوذتین ایک بار اور سورہ اخلاص تین تین بار اور آیۃ الکرسی تین تین بار اور نماز سے فارغ ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگے عزت وجبروت والا معبود پاک ہے وہ معبود پاک ہے جو ہمیشہ زندہ ہے اور جسے کبھی فنا نہیں، اللہ پاک ہے جو تمام بندوں کا اور تمام شہروں کا مربی ہے اور ہر حال میں اللہ ہی کے لئے بہت بہت پاکیزہ اور برکت والی بڑائیاں ہیں اللہ بہت

وقال سبحان ذی العزۃ والجبروت سبحان
ذی القدرۃ والملکوت سبحان الحی الذی لا
یموت لا الٰہ الا ھو یحیی ویمیت وھو حیّ لا یموت
سبحان اللہ رب العباد والبلاد والحمد للہ کثیرا
طیبا مبارکا علی کل حال اللہ اکبر کبیرا ربنا جلّ
جلالہ وقدرتہ بکل مکان قال الشیخ یعنی
علمہ بکل مکان ثم یدعو بما شاء فان لہ من
الاجر کمن حج بیت اللہ الحرام وزار قبر
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجاھد فی سبیل اللہ
ولم یسال اللہ شیئا الا اعطاہ ایاہ وان صلاھا
فی کل لیلۃ من لیالی العشر احلہ اللہ تعالی
الفردوس الاعلی ومحا عنہ کل سیئۃ وقیل لہ
استانف العمل فاذا کان یوم عرفۃ وصام
نہارھا وصلی لیلہا ودعا بھذا الدعاء
واکثر التضرع بین یدی اللہ تعالیٰ یقول اللہ
یا ملائکتی اشھدوا انی قد غفرت لہ
واشرکتہ بالحاج الی بیت اللہ قال فتستبشر
الملائکۃ بما یعطی اللہ تعالیٰ ذلک العبد
المومن بصلاتہ ودعائہ۔

فصل : والعشر لخمسۃ انبیاء علیھم
السلام الاول عشر آدم علیہ السلام وھو
انہ لما خلق اللہ حواء من ضلعہ الایسر
القصیر وھو نائم فاستیقظ من سنتہ فرای
حواء جالسۃ عندہ فقال لھا من انت
قالت لک فاراد ان یمسھا فقیل لہ لا تمسھا

ہی بڑا ہے ہمارا رب، اس کا جلال اور اس کی قدرت ہر جگہ
ہے (شیخ فرماتے ہیں کہ رب کے ہر جگہ ہونے سے اس کا علم مراد
ہے) پھر جو چاہے دعا مانگے تو اس کے لئے اس شخص کی برابر ثواب
ہے جس نے بیت اللہ کا حج کیا ہو اور روضہ اطہر کی زیارت
کی ہو اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہو یہ بندہ جو کچھ حق تعالیٰ
جل مجدہٗ سے جو کبھی سوال کرے گا حق تعالیٰ اس کا سوال ضرور
پورا فرمائے گا اور اگر وہ یہی چار رکعتیں اس عشرے کی ہر
پچھلی تہائی رات میں پڑھ لے حق تعالیٰ شانہ اسے فردوس
اعلیٰ میں داخل فرما دیں گے اور اس کی ہر برائی مٹا دیں گے
اور اس سے کہا جائے گا آج سے تمہارے عملوں کا نیا دور ہے
پھر جب عرفہ کا دن آتا ہے اور وہ عرفہ کا روزہ
رکھتا ہے اور عرفہ کی رات میں عبادت کرتا ہے اور
نماز پڑھتا ہے اور مذکورہ بالا دعا مانگتا ہے اور حق تعالیٰ
کے سامنے کثرت سے روتا اور گڑگڑاتا ہے تو حق تعالیٰ
فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! گواہ رہو میں نے اسے
بخش دیا اور میں نے اسے حاجیوں کے ثواب میں شریک کر لیا
فرماتے ہیں کہ اس مومن بندے کو اس کی نماز و دعا کی
وجہ سے جو کچھ حق تعالیٰ عطا فرماتا ہے اس سے فرشتے
بہت خوش ہوتے ہیں۔

پانچ پیغمبروں کے الگ الگ عشرے ایک عشرہ حضرت
آدم علیہ السلام کا ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ حضرت آدم سو رہے
تھے کہ حق تعالیٰ شانہ نے آپ کی بائیں طرف کی سب سے چھوٹی
پسلی سے حضرت حواء کو پیدا فرما دیا پھر جب آپ جاگے تو
آپ کے پاس حواء بیٹھی تھیں، پوچھا: آپ کس کے لئے ہیں؟
بولیں: آپ کے لئے بالآخر آپ نے انہیں چھونا چاہا تو آپ سے

حتی تعطی مهرها قال النبی وما مهرها قال الله
تعالی هو ان تصلی علی نبی آخر الزمان عشر فذلك
مهرها۔

والثانی: عشر ابراهیم خلیل الرحمن علیه
السلام قال الله تعالی واذا ابتلی ابراهیم ربه
بکلمات فاتمهن وهی عشر خصال خمس منها فی
الرأس الفرق وقص الشارب والسواك والمضمضة
والاستنشاق وخمس فی البدن وهی تقلیم الاظفار
ونتف الابطین والختان وحلق العانة وتخلیل
الاصابع فلما اتم ابراهیم علیه السلام هذه الخصال
العشرة اکرمه الله تعالی بالخلة قوله تعالی و
اتخذ الله ابراهیم خلیلا۔

والثالث عشر شعیب النبی علیه السلام
قوله عزوجل فان اتممت عشرا فمن عندك و
هو انه اجره موسی علیه السلام نفسه عشر سنین
فکان اجرته مهرا بنة شعیب النبی علیه السلام
وقیل ان شعیبا علیه السلام بکی عشر سنین حتی
ذهب بصره فرد الله بصره علیه فاوحی الله
تعالی الیه یا شعیب ان کنت تخاف النیران فقد
امنتك منها وان کنت ترید الجنان فقد
وهبت لك وان کنت تطلب الرضوان فقد
اعطیتك فقال یا جبریل لیس بکائی حبا للجنان
ولا خوفا من النیران ولکن شوقا الی لقاء الرحمن
فقال الله عزوجل الآن حق لك فابك ثم ابك
ثم عوض بکائه ان اجعل الله نبیه موسی علیه السلام

کہا گیا کہ خبردار مہر ادا کئے بغیر ہاتھ مت لگانا بولے اے میرے معبود
ان کا مہر کیا ہے ؟ فرمایا پیغمبر آخر الزمان پر دس بار درود بھیجو
یہی ان کا مہر ہے۔

ایک عشرہ حضرت ابراہیمؑ کا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ وقت
یاد کرو جب حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو چند باتوں سے آزمایا
پھر آپ ان باتوں میں پورے اُترے یہ دس باتیں ہیں جن میں سے
پانچ کا تو سر سے تعلق ہے مانگ نکالنا، مونچھیں کاٹنا، مسواک
کرنا، غرغرہ کرنا اور ناک میں پانی چڑھا کر اسے سنکنا اور پانچ کا
تعلق بدن سے ہے ناخن کاٹنا بغلوں کے بال اکھاڑنا، ختنے کرانا
زیر ناف کے بال مونڈنا اور انگلیوں میں خلال کرنا پھر جب حضرت
ابراہیم ان دس باتوں میں پکے ثابت ہوئے تو حق تعالیٰ نے آپکو خلت
(دوستی) کا اعزاز بخشا فرمایا: اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ خلیل بنا لیا۔

اور ایک عشرہ حضرت شعیب کا ہے فرمایا: اور اگر آپ دس سال
پورے کرلیں تو آپ کی خوشی ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ حضرت
شعیب نے حضرت موسےؑ کو دس سال کے لئے مزدوری پر مقرر کر لیا
تھا آپ کی مزدوری ہی حضرت شعیبؑ کی بیٹی کا مہر تھا کہتے ہیں
حضرت شعیب دس سال تک روتے رہے اور روتے روتے
آپکی بینائی جاتی رہی پھر حق تعالیٰ نے آپ کو آپ کی بینائی لوٹا دی
اور وحی بھیجی کہ اے شعیب اگر تم کو آگوں کا خوف ہے تو میں نے ان
سے تم کو مامون بنا دیا اور اگر تمہیں جنت کی طلب ہے تو میں نے
تمہیں جنت ہبہ کر دی اور اگر تم میری رضا کے امیدوار ہو
تو میں نے تم کو اپنی رضا عطا فرما دی، بولے اے جبرئیل میں جہنم کے
کے ڈر سے یا جنت کی طلب کے لئے نہیں رو رہا ہوں تو اپنے مہربان
معبود کی ملاقات کے شوق میں (فراق میں) روتا ہوں حق تعالیٰ
نے فرمایا ہاں اب تمہیں حق ہے کہ تم سے جس قدر بھی رویا جا سکے

خادما له عشر سنين جزاء لما كان من بكائه على
محبته سوى ما قد ادّخر له عنده من الكرامات
والمنازل العاليات والقرب منه تبارك وتعالى
والنظر الى وجهه الكريم وغير ذلك مما لا عين
رأت ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر۔

والرابع: عشر موسى عليه السلام قوله
عزوجل وواعدنا موسى ثلاثين ليلة واتممناها
بعشر وذلك ان الله عزوجل وعد موسى عليه
السلام المناجاة واعطاه التوراة فصام موسى
عليه السلام ثلاثين يوما وكان شهر ذى الحجة
وقيل انه شهر ذى القعدة فلما قصد المناجاة
وضع قطعة زيتون فى فيه لما شاهد من تغير
رائحة فمه فقال عزوجل يا موسى اما علمت ان
خلوف فم الصائم عندى اطيب من ريح المسك
ثم امره ان يصوم عشرا من المحرم آخرها
يوم عاشوراء وعلى قول من قال الشهر كان
ذا القعدة فيكون عشر ذى الحجة ثم قربه
واكرمه بالمناجاة والقربة قوله عزوجل
ولما جاء موسى لميقاتنا الآية۔

والخامس: عشر نبينا المصطفى صلى الله
عليه وسلم قوله تعالى والفجر وليال عشر
يعنى عشر ذى الحجة وقد ذكرناه۔

فصل: وقيل من اكرم هذه الايام
العشرة اكرمه الله تعالى بعشر كرامات
البركة فى عمره والزيادة فى ماله والحفظ

دو۔ پھر آپ کو حق تعالیٰ نے رونے کا یہ صلہ دیا کہ اپنے نبی حضرت
موسیٰؑ کو دس سال تک کے لئے آپ کا خادم بنادیا یہ حق تعالیٰ
شانہ کی محبت میں رونے کا بدلہ تھا اور جو عزتیں، اونچے منازل،
تقرب اور دیدار باری تعالیٰ آخرت کے لئے جمع کر کے رکھا گیا
وہ اس کے علاوہ ہے اور ان کے علاوہ اور بھی ایسی ایسی نعمتیں ہیں جو
نہ آنکھوں نے دیکھیں، نہ کانوں نے سنیں اور نہ ان کا تصور کسی انسان
کے دل میں آیا اور چوتھا عشرہ حضرت موسیٰؑ کا ہے فرمایا کہ ہم نے
موسیٰ سے تیس دن کا وعدہ کیا اور اسے دس دن مزید ملا کر پورا کیا
اس کی وضاحت یہ ہے کہ حق تعالیٰ سبحانہ نے حضرت موسیٰؑ سے باتیں
کرنے کے لئے اور تورات دینے کے لئے تیس دن کا وعدہ فرمایا
حضرت موسیٰؑ نے لگاتار ذی الحجہ کے یا ذی قعدہ کے روزے
رکھے پھر جب آپ نے حق تعالیٰ سے باتیں کرنے کا ارادہ کیا تو
قدرے روغن زیتون اپنے منہ میں رکھ لیا تاکہ منہ کی بو میں جو تغیر آ
گیا ہے وہ جاتا رہے حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! کیا تم کو معلوم
نہیں کہ مجھے روزے دار کی منہ کی بھبھک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ
پیاری ہے پھر فرمایا کہ محرم کے دس روزے اور رکھو اور دسواں روزہ
عاشوراء کا ہوگا اور ذی قعدہ والے قول کی رو سے ذی الحجہ کے پہلے عشرے
کے دس روزے ہونگے پھر جب چلہ پورا ہو گیا تو حضرت موسیٰؑ کو اپنے
قریب بلایا اور باتیں کیں اور تقرب و مناجات کا اعزاز بخشا فرمایا اور جب موسیٰ
ہمارے مقرر کردہ وقت پر آئے اور ان سے انکے پروردگار نے کلام فرمایا اور
پانچواں عشرہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشرہ ہے فرمایا فجر کی قسم اور دس
راتوں کی قسم اس سے ذی الحجہ کا پہلا عشرہ مراد ہے جیسا کہ ہم روشنی ڈال آئے ہیں

عشرۂ ذی الحجہ کی تعظیم کی فضیلت | کہا جاتا ہے کہ جو ان دس دنوں
کا احترام و اکرام کریگا حق تعالیٰ جل مجدہٗ اسے دس اعزاز عطا
فرمائیں گے عمر میں برکت ہوگی، مال میں زیادتی ہوگی اہل و عیال کی حفاظت

لعياله والتكفير لسيئاته والتضعيف لحسناته والتسهيل لسكراته والضياء لظلماته والتثقيل لميزانه والنجاة من دركاته والصعود على درجاته ومن تصدق في هذه الايام العشر بصدقة على مسكين فكانما تصدق على انبيائه ورسله ومن عاد فيها مريضا فكانما عاد اولياء الله وبدلائه ومن شيع جنازة فكانما شيع جنازة شهدائه ومن كسا مومنا كساه الله تعالىٰ من حللة ومن لطف فيها بيتيم لطف الله تعالىٰ به في القيامة تحت ظل عرشه ومن حضر مجلسا من مجالس العلم فكانما حضر مجالس انبياء الله ورسله وقال وهب بن منبه رحمه الله ان آدم عليه السلام لما اهبط الى الارض بكى على ذنبه ستة ايام ثم اوحى الله اليه في اليوم السابع وهو محزون كظيم منكس راسه يا آدم ما هذا الجهد الذي بك فقال الٰهي عظمت مصيبتي واحاطت بي خطيئتي وصرت في دار الهوان بعد الكرامة وفي دار الشقاوة بعد السعادة وفي دار الموت والفناء بعد الخلد والبقاء فكيف لا ابكي على خطيئتي فاوحى الله تعالىٰ اليه يا آدم اما اصطنعتك لنفسي ثم اصطفيتك على خلقي وخصصتك بكرامتي والقيت عليك محبتي اما خلقتك بيدي واسجدت لك ملائكتي الم تكن في بحبوحة كرامتي ومنتهى رحمتي فعصيت امري ونسيت

ہو گی، برائیاں مٹا دی جائیں گی، نیکیوں میں غیر معمولی حد تک اضافہ کر دیا جائے گا سکرات موت آسان کر دی جائے گی، تاریکیوں کے اوقات میں روشنی ملے گی۔ میزان میں تولیں بھاری ہونگی۔ طبقات جہنم سے نجات ملے گی اور درجات بلند ہوں گے اور جو ان دس دنوں میں کسی مسکین پر صدقہ کریگا گویا اس نے نبیوں اور رسولوں پہ صدقہ کیا اور جو ان دنوں میں کسی بیمار کی بیمار پرسی کریگا گویا اس نے ابدال و اولیاء کی بیمار پرسی کی اور جو جنازے کے ساتھ جائے گا گویا وہ شہداء کے جنازوں کے ساتھ گیا اور جو کسی مومن کو کپڑے پہنائے گا حق تعالیٰ اسے اپنے جوڑے پہنائے گا اور جو کسی یتیم کے سر پر ان دنوں میں دست شفقت پھیرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عرش کے سایہ کے نیچے اس پر مہربان ہوگا اور جو کسی علمی مجلس میں حاضر ہوگا گویا وہ نبیوں اور رسولوں کی مجلسوں میں حاضر ہوا۔ وھب بن منبہ: جب حضرت آدمؑ زمین پر اتارے گئے تو چھ دن تک اپنے گناہ پر روتے رہے ساتویں دن آپ غمگین و محزون اور نگاہ نیچی کئے بیٹھے اور گناہ کا رہ رہ کے خیال کر کے گھٹ گھٹ کے رو رہے تھے کہ حق تعالیٰ نے آپ کے پاس وحی بھیجی کہ اے آدم آپ کس تکلیف و مشقت میں مبتلا ہیں؟ بولے اے اللہ میری مصیبت انتہا کو پہنچ گئی اور مجھے میرے گناہ نے چاروں طرف سے گھیر لیا اور میں عزت والے گھر سے ذلت والے گھر میں بھیج دیا گیا اور مجھے سعادت والے گھر کے بعد شقاوت والا گھر نصیب ہوا اور خلد و بقا والے گھر کے عوض مجھے موت و فنا کا گھر مل گیا تو بھلا میں اپنے گناہ پر کیوں نہ روؤں؟ پھر اللہ نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ اے آدم! کیا میں نے آپ کو اپنے نفس کے لئے نہیں پیدا کیا (یعنی کیا میں نے آپ کو اپنی عبادت کے لئے نہیں پیدا کیا؟) پھر میں نے آپ کو اپنی مخلوق پہ برگزیدہ بنایا

عهدي فكيف نسيت رحمتي ونعمتي فوعزتي وجلالي
لو ملأت الارض رجالا كلهم مثلك يعبدوني
ويسبحوني الليل والنهار لا يفترون عن عبادتي
طرفة عين ثم انهم عصوني لانزلتهم منازل
العاصين قال فبكى عند ذلك ثلاث مئة عام على
جبل الهند تجري دموعه في اودية جبالها
فنبتت من تلك الدموع اشجار طيبة فقال له
جبريل عليه السلام اذهب الى بيت الله الحرام
واصبر حتى تدخل ايام العشر ثم تب الى الله
لعله يرحم ضعفك فمضى فكان يخطو خطوة وكان
موضع قدميه عمرانا وما بينهما مفاوز وقيل
كان بين قدميه ثلاثة فراسخ حتى اتى البيت
فطاف بالبيت اسبوعا كاملا وبكى حتى خاض
في دموعه الى ركبتيه وجرى على الارض فقال
لا اله الا انت سبحانك اللهم وبحمدك عملت
سوءا وظلمت نفسي فاغفرلي وانت خير الغافرين
وارحمني وانت خير الراحمين فاوحى الله اليه
يا آدم قد رحمت ضعفك وغفرت ذنبك و
قبلت توبتك فذلك قوله عزوجل فتلقى آدم
من ربه كلمات فتاب عليه فوجد آدم من بركات
ايام العشر التوبة وكذلك المؤمن الذي عصى
ربه واتبع هواه في معصية مولاه اذا تاب
واناب وانقاد لطاعة الله في هذه الايام
تيفضل عليه بالرحمة والغفران وابدال
السيئات بالحسنات برحمة منه۔

اور میں نے آپکو خاص طور سے عزت نہیں بخشی؟ اور میں نے آپکے دل میں اپنی محبت
نہیں پیدا کی؟ کیا میں نے آپ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے نہیں پیدا کیا؟ اور آپکو
اپنے فرشتوں سے سجدہ نہیں کرایا کیا آپ میری عطا کردہ عزت کے اور میری انتہائی
رحمت کے عین وسط میں عیش کے جھولے نہیں جھولتے تھے؟ لیکن آپ نے میرے حکم
کی نافرمانی کی اور آپ میرے عہد کو بھول گئے آپ نے میری نعمت و رحمت کو کیوں
فراموش کیا؟ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم اگر روئے زمین آپ جیسوں سے بھر
جائے اور سب دن رات میری عبادت و تسبیح میں لگے رہیں اور ایک منٹ
کے لئے بھی سست نہ پڑیں لیکن ایک زمانہ کے بعد وہ میری نافرمانی کرنے لگیں تو
تو میں ان سب کو نافرمانوں کے مقامات پر اتار دونگا کہتے ہیں یہ سن کر حضرت
آدمؑ ایک ہندی پہاڑ پر تین سو سال تک روتے رہے جسکی وادی میں آپکے
آنسو جاری ہو گئے اور ان آنسوؤں سے عمدہ اور پاکیزہ درخت پیدا ہو
گئے پھر آپ سے حضرت جبرئیل نے کہا کہ بیت الحرام تشریف لیجائیے اور وہاں
عشرہ ذی الحجہ کا انتظار کیجئے اور ان دنوں میں توبہ کیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ آپکی
کمزوری پر رحم فرمائے یہ مژدہ سن کر آپ چل پڑے پھر جہاں جہاں آپکے
قدم پڑتے ہیں آبادی ہو گئی اور قدموں کا درمیان حصہ غیر آباد رہا کہتے
ہیں آپ کے دونوں قدموں کا درمیانی فاصلہ تین تین فرسخ (۹ میل) کا
ہوتا تھا بالآخر آپ بیت اللہ پہنچے اور اس کا طواف ایک ہفتہ تک کرتے
رہے اور روتے رہے حتیٰ کہ آپکے آنسوؤں کا پانی آپکے گھٹنوں تک آ گیا
اور زمین پر بہنے لگا آپ رو رو کر عرض کرتے جاتے تھے کہ اے اللہ آپ کے
سوا کوئی حق دار عبادت نہیں آپ پاک ہیں اور آپ ہی کے لئے بڑائیاں
ہیں میں نے برائی کی اور اپنے اوپر ظلم کیا اے اللہ مجھے معاف فرما دیجئے
آپ بہترین معاف فرمانیوالے ہیں اور مجھ پر رحم فرمائیے آپ تو انتہائی
مشفق و مہربان ہیں۔ آخر کار حق تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے آدم میں نے
تیری کمزوری پر رحم کیا، تیرا گناہ معاف کر دیا اور تیری توبہ قبول کی
فرمایا پھر آدم نے اپنے رب سے چند کلمے سیکھے پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کی

فرمائی، حضرت آدم نے اس عشرے کی برکت بیہ پائی کہ آپ کی توبہ قبول کر لی گئی اس طرح جو مومن اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہو اور اپنی ہوئی وہوس کا شکار ہو کر رب کی نافرمانی کر بیٹھے اگر وہ پرخلوص توبہ کرلے ورا اللہ تعالیٰ کی طرف صدق خلوص سے آجائے اور ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی پوری سرگرمی سے عبادت کرے اور اس کا مطیع ومنقاد بن کر رہے تو حق تعالیٰ اپنی مہربانی اور بخشش کیساتھ اس پر احسان فرماتاہے اور اپنی مہربانی سے اس کی

فصل: وقد اقسم اللہ تعالیٰ بالفجر ولیال عشر والشفع والوتر واللیل اذا یسر الی قولہ ان ربك لبالمرصاد وھی ثمان قناطر علی جسر جھنم فیسئل العبد فی اوّل موقف منھا عن الایمان باللہ فان کان مؤمنا نجا والا تردی فی النار ثم جاز الی الثانی فیسئل عن الوضوء والصلاۃ فان قصر فیھما تردی فی النار وان اکمل رکوعھا وسجودھا نجا ثم جاز الی الثالث فیسئل عن الزکاۃ فان کان قد اداھا نجا ثم جاز الی الرابع فیسئل عن الصیام فان کمل صیامہ نجا ثم جاز الی الخامس فیسئل عن الحج والعمرۃ فاذا کان اداھما نجا ثم جاز الی السادس فیسئل عن الامانۃ فان لم یخن فیھا نجا ثم جاز الی السابع فیسئل عن الغیبۃ والنمیمۃ والبھتان فان لم یکن اغتاب نجا ثم جاز الی الثامن فیسئل عن اکل الحرام فان لم یکن اکل نجا والا تردی فی النار۔

حق تعالیٰ کی فجر وغیرہ کی قسموں کے بارے میں حق تعالیٰ شانہ نے فجر کی دس راتوں کی، جفت وطاق اور جاتے والی رات کی قسم کھائی اور عادیوں، ثمودیوں اور فرعونیوں کا عذاب بیان کرکے فرمایا کہ آپ کا رب گھات میں رہتا ہے، دیکھئے جہنم کے پل پر چڑھنے کے لئے آٹھ سیڑھیاں ہیں پہلی سیڑھی پر انسان سے ایمان کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر مومن ہوگا تو نجات پا جائے گا ورنہ جہنم کے گڑھے میں گر جائے گا دوسری سیڑھی پر وضو اور نماز کے بارے میں سوال ہوگا اگر ان دونوں میں کوتاہی ہوگی تو جہنم رسید ہو جائے گا اور اگر صحیح صحیح نماز پڑھی ہوگی تو نجات پا جائے گا تیسری سیڑھی پر زکوٰۃ کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر زکوٰۃ ادا کی ہوگی تو نجات پا جائے گا چوتھی سیڑھی پر روزوں کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر روزے کامل ہوں گے تو نجات پا جائے گا پانچویں سیڑھی پر حج اور عمرے کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر ان دونوں کو ادا کیا ہوگا تو نجات حاصل ہوگی چھٹی سیڑھی پر امانت کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر امانت میں خیانت نہ کی ہوگی تو نجات پا جائے گا ساتویں سیڑھی پر غیبت، چغلی اور بہتان کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر ان سے بری ہوگا تو نجات پائے گا آٹھویں سیڑھی پر حرام خوری کے بارے میں پوچھا جائیگا اگر حرام نہ کھایا ہوگا تو نجات پا جائے گا ورنہ جہنم میں گر جائے گا۔

فصل: فی ذکر یوم الترویۃ قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ واذن فی الناس بالحج یاتوك رجالا الآیۃ وھذہ الآیۃ فی سورۃ الحج وھی من اعاجیب سور القرآن العظیم فان فیھا مکیا ومدنیا وحضریا وسفریا ولیلیا ونھاریا وفیھا ناسخ

یوم الترویہ حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا آپ لوگوں میں حج کا اعلان کر دیں لوگ آپ کے پاس پیدل اور دبلی سواری پر ہر دور کے مقام سے آئیں گے۔ یہ آیت سورہ حج کی ہے سورہ حج قرآن عظیم کی سورتوں

* برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے

ومنسوخ فاما المکی فمن رأس ثلاثین آیۃ منھا الی آخرھا واما الآیات المدنیۃ فمن رأس خمسۃ عشر الی رأس الثلاثین واما اللیلی منھا فمن فمن اولھا الی رأس خمس آیات واما النھاری منھا فمن رأس خمس الی رأس تسع واما الحضری فالی رأس العشرین ونسب ذلک الی المدینۃ لقربھا منھا واما الناسخ فقولہ تعالیٰ اذن للذین یقاتلون الآیاتہ واما المنسوخ فثلاث آیات وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی نسخت بقولہ تعالیٰ سنقرئک فلا تنسیٰ والثانیۃ قولہ تعالیٰ اللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ فیما کنتم فیہ تختلفون فنسخت بآیۃ السیف والثالثۃ وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ فنسخت بقولہ تعالیٰ فاتقوا اللہ ما استطعتم قولہ تعالیٰ و اذن فی الناس بالحج أی نادیا ابراھیم ذرّیتک وغیرھم من بنی آدم من المومنین بالحج یاتوک رجالا أی یجیبون الیک رجالا علی ارجلھم وعلی کل ضامر یعنی رکبانا علی الابل یاتین من کل فجّ عمیق یعنی من کل ارض بعیدۃ وطریق بعید قال اللہ تعالیٰ ذلک لابراھیم علیہ السلام حین فرغ من عمارۃ البیت الحرام وقال الٰھی من یقصد ھذا البیت فامرہ ان یؤذّن فی الناس بالحج فصعد ابا قبیس وھو الجبل الذی الصفا فی اصلہ فنادی باعلیٰ صوتہ یاایھا الناس اجیبوا ربکم ان اللہ یامرکم ان

ہیں ایک حیرت انگیز سورت ہے کیونکہ اس ہیں مکی، مدنی، حضر والی، سفر والی رات والی اور دن والی اور ناسخ اور منسوخ ہر طرح کی آیتیں ہیں مکی آیتیں ۲۹ آیتوں کے بعد سے آخر سورت تک ہیں اور مدنی آیتیں ۱۵ سے ۲۹ تک ہیں اور آغاز سورت سے ۵ تک رات والی آیتیں ہیں اور ۶ سے ۹ تک دن والی ہیں اور حضری ۲۰ تک ہیں اور یہ سورت مدینہ کی طرف مدینہ کے قرب کی وجہ سے منسوب ہے اور اذن للذین یقاتلون الخ ناسخ ہے اور منسوخ تین آیتیں ہیں وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الخ سنقرئک فلا تنسیٰ سے منسوخ ہے فاللہ یحکم بینھم یوم القیامۃ فیما کانو فیہ تختلفون آیۃ سیف سے منسوخ ہے وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ فاتقوا اللہ ما استطعتم سے منسوخ ہے اب واذن فی الناس الخ کی تفسیر پڑھیے یعنی اے ابراہیم آپ اپنی اولاد کو اور تمام دنیا کے مومن مردوں کو اور عورتوں کو آواز دیں اور ان سے فرمائیں کہ حج کو آؤ لوگ آپکی طرف بغیر سواری کے چل کر آئیں گے اور اونٹوں پر سوار ہو کر بھی ہر دور کے علاقہ سے لمبی مسافت طے کر کے آئیں گے حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو اس وقت یہ حکم فرمایا تھا جب آپ بیت اللہ بنا کر فارغ ہو گئے تھے اور حق تعالیٰ سے پوچھا تھا کہ اے معبود کون اس گھر کا قصد کر کے اس کی زیارت کے لئے آئیگا؟ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ لوگوں میں حج کا اعلان کر دیں پھر آپ نے ابو قبیس (یہ وہ پہاڑ ہے جس کی جڑ میں کوہ صفا ہے) پر چڑھ کر بلند آواز سے یہ اعلان کیا لوگو اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہو دیکھو حق تعالیٰ تم کو حکم فرماتا ہے کہ تم اس کے گھر کا حج کرو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ آواز ہر مومن مرد و عورت نے جو اس وقت زندہ تھے اور انھوں نے بھی جو باپوں کی پشتوں میں اور ماؤں کے پیٹوں میں تھے سنی آج جو حاجی لبیک کہتے ہیں یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پکار ہی کا جواب ہے جو رب کے حکم سے

تجوا بتلبية فسمع نداء ابراهيم كل مومن و مومنة على
وجه الارض ومن فى اصلاب الرجال وارحام النساء
فالتلبية اليوم هى جواب نداء ابراهيم عليه السلام
عن امر ربه فاجابوا كلهم لبيك فمن اجاب ذلك
اليوم فلا يخرج من الدنيا حتى يزور هذا البيت۔

فصل : فى فضائل من احرم بالحج ولبى وقصد
البيت واليه دنا روى مجاهد عن ابن عباس
رضى الله عنهما قال كنا مع رسول الله صلى الله
عليه وسلم اذ اقبلت طائفة من اليمن قالوا
فداك الامهات والآباء اخبرنا بفضائل الحج
قال نعم اى رجل خرج من منزله حاجا او
معتمرا فكلما رفع قدما ووضع قدما تناثرت
الذنوب من قدميه كما يتناثر الورق من الشجر
فاذا ورد المدينة وصافحنى بالسلام صافحته
الملائكة بالسلام فاذا ورد ذا الحليفة واغتسل
طهره الله من الذنوب واذا لبس ثوبين جديدين
جدد الله له الحسنات واذا قال لبيك اللهم لبيك
اجابه الله تعالى بلبيك وسعديك اسمع كلامك
وانظر اليك واذا دخل مكة فطاف وسعى بين
الصفا والمروة اوصل الله له الخيرات واذا
وقف بعرفات وضجت له الاصوات بالحاجات
باهى الله تعالى بهم ملائكة سبع سموات
فيقول ملائكتى وسكان سمواتى اما ترون
الى عبادى اتونى من كل فج عميق شعثا غبرا و
قد انفقوا الاموال واتعبوا الابدان فوعزتى و

معرضِ وجود میں آئی تھی اور سب نے لبیک کہہ کر جواب دیا تھا
لہٰذا جس نے اس روز لبیک کہہ دیا وہ حج کئے بغیر دنیا سے
نہیں جائے گا۔

★

حج، احرام اور تلبیہ کے فضائل

مجاہدؒ از ابن عباس رضؓ:- ایک دفعہ ہم سرکار رسالت صلعم کی خدمت میں حاضر تھے کہ
اتنے میں یمن سے ایک جماعت آئی اور انہوں نے حضرت رسالت
مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ
ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہمیں حج کے فضائل بتا دیجئے
فرمایا اچھا سنو، جو شخص اپنے گھر سے حج یا عمرے کے ارادے
سے نکلتا ہے تو جب وہ کوئی قدم اٹھاتا ہے اور کوئی قدم زمین پر
رکھتا ہے تو اس کے دونوں قدموں سے گناہ اس طرح جھڑ جاتے
جاتے ہیں جیسے (موسم خزاں میں) درختوں سے پتے جھڑ جاتے
ہیں اور جب وہ مدینہ میں آتا ہے اور سلام کر کے مجھ سے مصافحہ
کرتا ہے تو فرشتے اسے سلام کر کے اس سے مصافحہ کرتے ہیں
اور جب ذوالحلیفہ (مدینہ والوں کا میقات ہے جسے بئر علی کہا جاتا ہے)
کے چشمہ پر پہنچتا ہے اور نہاتا ہے تو اسے حق تعالیٰ گناہوں سے پاک فرما
دیتا ہے اور جب دو (احرام کے) نئے کپڑے پہن لیتا ہے تو حق
تعالیٰ اس کے لئے نیکیوں کی تجدید فرماتا ہے اور جب لبیک اللھم
لبیک کہتا ہے تو حق تعالیٰ بھی لبیک وسعدیک فرماتا ہے اور فرماتا
ہے کہ میں تیرا کلام سن رہا ہوں اور تجھے دیکھ رہا ہوں اور جب مکہ
میں پہنچ کر بیت اللہ کا طواف کرتا ہے اور صفا اور مروہ کے درمیان
سعی کرتا ہے تو حق تعالیٰ نیکیوں سے اس سے رابطہ قائم فرما لیتا ہے
اور جب عرفات میں قیام کرتا ہے اور بلند آواز سے اپنی مرادیں
مانگتا ہے تو حق تعالیٰ ان حاجیوں پر ساتویں آسمان والے فرشتوں

جلالی وکرمی لاھبن مسیئھم لمحسنھم ولأخرجنھم
من الذنوب کیوم ولدتھم امھاتھم
فاذا رموا الجمار وحلقوا الرؤس وزاروا البیت
نادی مناد من بطنان العرش ارجعوا مغفورا لکم
واستانفوا العمل وروی ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اتاہ اعرابی وقال لہ یا رسول اللہ خرجت ارید
الحج ففاتنی وانا رجل متزر یعنی محرما فمرنی
بما اصنع نابلغ بہ الحج اومثل اجر الحج فالتفت
الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ
انظر الی ابی قبیس فلو ان لک ابا قبیس ذھبا احمر
وجعلتہ فی سبیل اللہ مابلغت مابلغ الحاج
ثم قال علیہ السلام ان الحاج اذا اخذ فی جھازہ
لم یرفع شیئا ولا یضعہ الا کتب اللہ لہ عشر
حسنات ومحا عنہ عشر سیئات ورفع لہ عشر
درجات فاذا رکب بعیرہ لم یرفع البعیر خفا
ولا یضعہ الا کتب اللہ لہ مثل ذلک فاذا طاف
بالبیت خرج من ذنوبہ فاذا سعی بین الصفا
والمروۃ خرج من ذنوبہ فاذا وقف بعرفات خرج
من ذنوبہ ثم قال اذا وقف بالمشعر الحرام
خرج من ذنوبہ فاذا رمی الجمار خرج من ذنوبہ
ثم قال للاعرابی انی لک ان ترید تبلغ مابلغ
الحاج وعن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ
انہ قال کنت طائفا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بالبیت الحرام فقلت لہ یا رسول اللہ فداک
ابی وامی ماھذا البیت فقال یا علی أسس

کے سامنے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو اور اے میرے
آسمانوں پر رہنے والو تم میرے بندوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ ہر دور
کے علاقہ سے آئے ہیں ان کے بال پراگندہ ہیں چہروں پر غبار ہے
اور کافی مال خرچ کرکے اور سفر کی صعوبتیں اٹھا کر مکہ پہنچے ہیں مجھے اپنی
عزت وجلالت اور بزرگی کی قسم میں ان میں سے بروں کو ان کے
نیکوں کو دے دونگا یعنی نیکوں کی وجہ سے بروں کو بخش دوں گا
اور انہیں گناہوں سے اس طرح پاک کر دوں گا جیسے وہ آج ہی
دنیا میں پیدا ہوئے ہیں پھر جب حاجی شیطانوں پر کنکریں مار کر
اور سر منڈوا کر طواف افاضہ کرتے ہیں تو عرش کے نیچے سے
ایک اعلان کرنیوالا اعلان کرتا ہے (حاجیو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں
بخشدیا ہے (بخشے ہوئے اپنے اپنے گھر جاؤ آج سے تم از سر نو
عمل کرو۔ روایت ہے کہ نبی صلعم کے پاس ایک دیہاتی آکر آپ سے
پوچھتا ہے کہ یا رسول اللہ میں حج کے ارادہ سے گھر سے نکلا تھا لیکن میرا
حج فوت ہو گیا اور میں محرم ہوں آپ مجھے کچھ کرنے کا حکم فرمائیں
تاکہ مجھے حج کا ثواب یا حج کے اجر کی مانند ثواب مل جائے آپ نے
اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ کوہ ابوقبیس کو دیکھ اگر تیرے لئے
یہ پہاڑ سرخ سونا بن جائے اور تو اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالے
تو تو حاجی کی برابر ثواب کو نہیں پہنچ سکتا پھر آپ نے فرمایا کہ جب حاجی
حج کی تیاری کرتا ہے تو جو چیز اٹھاتا یا رکھتا ہے اسی کے عوض حق
تعالیٰ شانہ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ لیتا ہے اور اس سے دس
برائیاں مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجے بلند فرما دیتا ہے۔
پھر جب اونٹ پر سوار ہوتا ہے تو اونٹ جو قدم اٹھاتا اور
رکھتا ہے اسی کے بدلہ حق تعالیٰ حسب سابق نیکیاں لکھتا برائیاں
مٹاتا اور درجات بلند فرماتا ہے پھر جب بیت اللہ کا طواف
کرتا ہے تو گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور جب صفا اور مروہ

الله تعالیٰ هذا البیت فی دار الدنیا کفارۃ
لذنوب امتی فقلت فداك ابی وامی یارسول الله
ماهذا الحجر الاسود قال صلی الله علیه وسلم تلك
جوهرۃ کانت فی الجنة فاهبط الله بها الی دار
الدنیا لها شعاع کشعاع الشمس فاشتد سوادها
وتغیر لونها منذ مستها ایدی المشرکین وعن
ابن ابی ملیکة عن عبد الله بن عباس رضی الله
عنهما انه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه
وسلم یقول ینزل علی هذا البیت الحرام فی کل
لیلة ویوم مائة وعشرون رحمة ستون منها
للطائفین بالبیت الحرام واربعون منها للعاکفین
حول البیت الحرام وعشرون منها للناظرین
الیها وعن الزهری عن سعید بن المسیب عن
عمر بن سلمة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه
وسلم انه قال یقول الله تعالی ان عبدا اصححت
له فی جسمه وفسحت له فی عمره وتمضی علیه
ثلاثة اعوام لا یفد والی هذا البیت انه
لمحروم انه لمحروم وعن ابی سعید الخدری
رضی الله عنه قال حججنا مع عمر بن الخطاب
رضی الله عنه فی اوّل خلافته فدخل المسجد
حتی وقف عند الحجر فقال انك حجر لا تضر
ولا تنفع ولولا انی رأیت رسول الله صلی الله
علیه وسلم یقبلك ما قبلتك فقال له علی رضی
الله عنه لا تقل هذا یا امیر المومنین فانه
یضر وینفع باذن الله ولو انك قرأت القرآن

کے درمیان سعی کرتا ہے تو گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور جب عرفات میں قیام
کرتا ہے تو گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے پھر فرمایا کہ جب مشعر الحرام میں ٹھہرتا ہے
تو گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور جب شیطانوں پر کنکریں مارتا ہے تو گناہوں
سے پاک ہو جاتا ہے پھر آپ نے اس دیہاتی سے فرمایا پھر تو کیسے حاجی کے
درجہ کو پہنچنا چاہتا ہے۔ حضرت علی: میں نبی صلعم کے ساتھ بیت اللہ کا طواف
کر رہا تھا طواف کرتے کرتے میں نے آپ سے کہا یارسول اللہ میرے ماں باپ
آپ پر قربان ہوں یہ گھر (بیت اللہ) کیا ہے؟ فرمایا: علی! حق تعالیٰ
نے اس گھر کی بنیاد دنیا میں میری امت کے گناہوں کے کفارے کے لئے رکھی
ہے، میں نے پوچھا: کہ میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں یہ حجر اسود کیا ہے؟
فرمایا یہ جنت کا ایک جوہر ہے جسے حق تعالیٰ نے اس دنیا کے گھر میں
اتار دیا اس کی کرنیں سورج کی کرنوں کی طرح تھیں یعنی سورج کی طرح روشن تھا
پھر جب سے اسے مشرکوں نے چھونا شروع کر دیا تو اس کا نور سلب ہونے
لگا اور اس پر سیاہی چھانے لگی اور سیاہی بڑھتی چلی گئی اور اس کے
رنگ میں تبدیلی آگئی۔ ابن ابی ملیکہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے
ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلعم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ اس
عزت والے گھر پر روزانہ ۱۲۰ رحمتیں اترتی ہیں۔ جن میں ۶۰ رحمتیں اس
گھر کے طواف کرنے والوں کے لئے ہیں اور چالیس اس کے ارد گرد رہنے
والوں کے لئے ہیں اور ۲۰ اس کی طرف دیکھنے والوں کے لئے ہیں۔
زہری از سعید بن مسیب از عمر بن ابی سلمہ از نبی اکرم صلعم: حق تعالیٰ
فرماتا ہے کہ میں نے اپنے جس بندے کو تندرستی دی اور عمر لمبی عطا فرمائی
اگر وہ تین سال تک اس گھر کے حج کے لئے نہیں آتا وہ بدنصیب ہے
وہ بدنصیب ہے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت
عمرؓ کے ساتھ آپکی خلافت کے شروع میں حج کیا آپ مسجد حرام میں داخل
ہوئے اور حجر اسود کے پاس جا کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تو ایک پتھر
ہے جو نفع و نقصان پہنچانے پر قادر نہیں اگر میں رسول اللہ صلعم کو تجھے

وعلمت ما فیه لما انکرت علی فقال له عمر
رضی الله عنه یا ابا الحسن وما تاویله فی کتاب
الله عزوجل فقال قوله تعالیٰ و اذ اخذ ربک من
بنی آدم من ظهورهم ذریتهم و اشهدهم علی
انفسهم الست بربکم فلما اقروا بالعبودیة
کتب اقرارهم فی ورق ثم دعا الحجر فالقمه
ذلک الورق فهو امین الله تعالیٰ علی هذا المکان
لیشهد لمن وافاه یوم القیامة فقال عمر
رضی الله عنه یا ابا الحسن لقد جعل الله بین
ظهرانیک من العلم غیر قلیل وعن ابی صالح
عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله
علیه وسلم انه قال الحجاج والعمار وفد الله
عزوجل ان دعوه اجابهم وان استغفروا
غفر لهم وعن مجاهد رحمه الله ان النبی
صلی الله علیه وسلم قال اللهم اغفر للحاج
ولمن استغفر له الحاج وروی عن الحسن رحمه
الله انه قال فی الخبر ان الملائکة تیلقون
الحاج فیسلمون علی صاحب الجمال ویصافحون
اصحاب البغال والحمیر ویعانقون الرجالة
وروی عن الضحاک رحمه الله عن النبی
صلی الله علیه وسلم مرسلا انه قال ایما
مسلم خرج من بیته قاصد الی سبیل الله
فوقصته الدابة قبل القتال او لدغته هامة
او مات بای حتف فهو شهید وایما مسلم
خرج من بیته الی بیت الله تعالیٰ ثم نزل

چومتا ہوا نہ دیکھتا تو میں تجھے نہ چومتا حضرت علی رضؓ نے آپ سے کہا:۔
امیر المومنین یہ نہ فرمائیے کیونکہ یہ اللہ کے حکم سے نفع و نقصان پہنچاتا ہے
اگر آپ قرآن پڑھتے اور اس کے تمام مسائل آپکو معلوم ہوتے تو آپ اس کا
انکار نہ کرتے حضرت عمر رضؓ نے پوچھا ابو الحسن: اللہ کی کتاب میں اس کی
تفسیر کیا ہے؟ آپ نے آیت واذ اخذ ربک من بنی آدم الخ پڑھ کر سنائی
یعنی وہ وقت یاد کرو جب آپکے پروردگار نے اولاد آدم ان کی پشتوں سے
پیدا کی اور انہیں ان کے نفسوں پر گواہ کر کے ان سے پوچھا: کیا میں تمہارا
رب نہیں ہوں؟ پھر جب سب نے اپنی غلامی کا اقرار کر لیا تو ایک پرچہ پر
حق تعالیٰ نے ان کا اقرار نامہ لکھا پھر حجر اسود کو طلب فرما کر اس کے پیٹ
میں پرچہ محفوظ فرما دیا لہٰذا حجر اسود اس جگہ اللہ تعالیٰ کی امانت کا
امین ہے تاکہ قیامت کے دن ان کی طرف سے گواہی دے جنہوں نے
وہ عہد پورا کیا حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ اے ابو الحسن! حق تعالیٰ نے
آپ کے اندر جو علم ودیعت فرمایا ہے تھوڑا نہیں ہے؟ یعنی آپ
علم کے معدن ہیں۔ ابو صالح حضرت ابو ہریرہؓ سے اور وہ نبی صلعم سے
روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے
مہمان ہوتے ہیں اگر وہ حق تعالیٰ سے دعا کریں تو حق تعالےٰ ان کی دعا
قبول فرماتا ہے اور اگر وہ اس سے گناہوں کی مغفرت چاہیں تو حق تعالیٰ
ان کے گناہ بخشدیتا ہے۔ مجاہدؒ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا
اے اللہ حاجی کو بخشدے اور اسے بھی جس کے لئے حاجی دعائے مغفرت
کردے۔ حسنؒ سے روایت ہے کہ حدیث میں ہے کہ فرشتے حاجیوں کا
استقبال کرتے ہیں اور اونٹ سواروں کو سلام کہتے ہیں اور خچر اور
گدھوں والوں سے مصافحہ کرتے ہیں اور پیدل چلنے والے حاجیوں
کو گلے لگاتے ہیں ضحاکؒ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا
جو مسلمان اللہ کی راہ کا قصد کر کے اپنے گھر سے نکلا پھر اسے قبل از جہاد
اس کی سواری نے کچل دیا یا اسے کسی زہریلے کیڑے نے ڈس لیا یا کسی

به الموت قبل بلوغه الا اوجب الله له الجنة وعن سفيان بن عيينة رحمه الله عن ابى الزناد عن الاعرج عن ابى هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال من حج هذا البيت فلم يرفث ولم يفسق ولم يجهل عاد كما ولدته امه وروى عن سعيد بن المسيب رحمه الله عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال من حج هذا البيت ثم عاد فلم يرفث ولم يفسق ولم يجهل عاد كيوم وضعته امه وقال صلى الله عليه وسلم ليدخل ثلاثة نفر بالحجة الواحدة الجنة الموصى بها والمنفذ لها والحاج عنه والعمرة والجهاد كذلك وعن على بن عبد العزيز رحمه الله قال كنت عديلا لابى عبيد القاسم بن سلام سنة من السنين فلما صرت الى الموقف فصرت الى ركن جبل الرحمة فتطهرت ونسيت نفقتى عنده فلما صرت الى المأزمين قال لى ابو عبيد لو اشتريت لنا زبدا وتمرا فخرجت لابتياع ذلك فتذكرت النفقة ورجعت عودا على بدء الى ان وافيت الموضع فاذا النفقة بحالها فاخذتها ورجعت وكنت قد صادفت الوادى مملوءا قردة وخنازير وغير ذلك فجزعت منهم ثم انى رجعت فاذا هم على حالهم حتى دخلت على ابى عبيد قبيل الصبح فسألنى عن امرى فاخبرته وذكرت له القردة والخنازير فقال تلك ذنوب بنى آدم تركوها وانصرفوا

اور وجہ سے مر گیا تو وہ شہید ہے اور جو مسلم اپنے گھر سے اللہ کے گھر کی زیارت کے لئے نکلا پھر اسے بیت اللہ تک پہنچنے سے پہلے ہی موت آ گئی تو حق تعالیٰ یقیناً اس پر جنت واجب فرما دیتا ہے۔

سفیان بن عیینہ از ابو الزناد از اعرج از ابو ہریرہؓ از نبی صلعم: جس نے اس گھر کا حج کیا اور گناہ نہیں کیا اور نہ فسق میں مبتلا ہوا اور نہ جہالت میں تو اس حال میں لوٹے گا جیسے آج ہی پیدا ہوا ہے۔

سعید بن مسیب رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے اس گھر کا حج کیا پھر گھر کو اس حال میں واپس ہوا کہ گناہ، فسق اور جہالت کی کوئی بات نہیں کی تو اس حال میں واپس ہوا جیسے آج ہی پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ایک حج سے تین آدمی جنت میں جائیں گے حج کی وصیت کرنیوالا، وصیت کو جاری کرنیوالا اور وصیت کے مطابق حج ادا کرنیوالا اور جہاد و عمرہ کا بھی حکم یہی ہے

علی بن عبد العزیز: میں ایک سال ابو عبید قاسم بن سلام کے ہمسفر تھا پھر جب میں عرفات پہنچا تو جبل رحمت پر گیا۔ وہاں میں نے وضو کیا اور اپنا بٹوا وہیں بھول گیا جب مازمین میں آیا تو مجھ سے ابو عبید نے فرمایا کیا اچھا ہو اگر تم ہمارے لئے مکھن اور کھجوریں خرید لاؤ جب میں ان چیزوں کے خریدنے کے لئے چلا تو مجھے اپنا بٹوا یاد آیا اور میں فوراً جبل رحمت پر گیا اور اسی جگہ پہنچا جہاں میں نے وضو کیا تھا بٹوا وہیں رکھا ہوا تھا جہاں میں اسے بھولا تھا میں اسے اٹھا کر واپس آیا میں نے دیکھا کہ وہ وادی بندروں، سوروں اور دوسرے جانوروں سے بھری ہوئی تھی میں ان جانوروں سے خوفزدہ ہوا اور وہاں سے ڈرتے ڈرتے آگے بڑھا لیکن جانور اپنے حال پر رہے اور کوئی جانور میری طرف نہیں آیا بالآخر میں صبح سے کچھ پہلے ابو عبید کے پاس پہنچا انہوں نے دیر لگانے کی وجہ پوچھی میں نے انہیں اپنا سارا قصہ سنا دیا فرمایا یہ اولاد آدم کے گناہ ہیں کہ وہ انہیں اس وادی میں چھوڑ کر چلے گئے۔

فصل: واختلفوا فی تسمیه یوم التروية
والتروية اسم الیوم الثامن من شهر ذی الحجة
وهو الیوم الذی یخرج الناس فیه من مكة الی
منی فسمی تروية لان الناس یرتوون فیه من ماء
زمزم والتروية تفعلة من قولهم ارتوی اذا استقی
الماء وسقی وشرب واغتسل والناس یسقون
من ماء زمزم فی ذلك الیوم مستكثرین وقیل
سمیت التروية لان ابراهیم علیه السلام رأی
فی المنام فی لیلتها انه یذبح ولده فلما اصبح تروی
وتفكر انه من العدو الشیطان ام من الحبیب
الرحمٰن فبقی ذلك الیوم متفكرا فیما رأی فلما
كان یوم عرفة قیل له افعل ما تومر به
نعرف انه من الحبیب فلهذا اسمی یوم عرفة
قوله عزوجل واذن فی الناس بالحج امر خلیله
بدعوة عباده الی بیته والدعوات اربعة دعوة
الله لعباده قال الله عزوجل والله یدعو
الی دار السلام دعاهم من دار الی دار دعاهم
من دار التكلیف الی دار التشریف من دار
الغیبة الی دار المشاهدة ومن دار الزوال
الی دار البقاء ومن دار البلوی الی دار المولی
دعاهم من دار اولها بكاء ووسطها عناء
وآخرها فناء الی دار اولها عطاء ووسطها رضاء
وآخرها لقاء والثانية دعوة النبی صلی الله علیه
وسلم دعا امته الی دین الاسلام قوله عزوجل
ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة

ترویہ کی وجہ تسمیہ

علماء کا یوم الترویہ کے وجہ تسمیہ کے بارے میں
اختلاف ہے ۔ ترویہ ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو کہتے ہیں اسی دن
حاجی حج کا احرام باندھ کر مکہ معظمہ سے منیٰ جاتے ہیں اسے ترویہ
اس لئے کہا جاتا ہے کہ لوگ آج آب زمزم خوب سیراب ہو کر پیتے ہیں
ترویہ باب تفعیل کا مصدر ہے ارتویٰ فلان یعنی پانی خود بھی پیا،
دوسروں کو بھی پلایا اور نہایا بھی لوگ اس دن آب زمزم خوب پیتے ہیں
بعض کے نزدیک اس دن کو ترویہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس دن کی
شب کو حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا تھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر دیں
صبح کو آپ نے اس خواب کے بارے میں غور کیا کہ آیا یہ خواب شیطان
کی طرف سے ہے جو ہمارا دشمن ہے یا محبوب رحمٰن کی طرف سے ؟ اس
دن آپ اپنی خواب کے بارے میں غور و فکر میں رہے پھر آپ نے
عرفہ کی شب کو یہی خواب دیکھا آپ سے کہا گیا جس بات کا آپ کو
حکم ہے اسے کر گزریئے اب آپ پہچان گئے کہ یہ خواب حبیب کی طرف
سے ہے اسی بنا پر عرفہ کو عرفہ کہا گیا ہے یہ جو خلیل اللہ کو حکم دیا گیا کہ لوگوں
میں حج کا اعلان کر دیں اس میں حق تعالیٰ نے اپنے خلیل کو حکم فرمایا ہے کہ
آپ اللہ کے بندوں کو بیت اللہ کی دعوت دیں۔

دعوتیں چار ہیں

یاد رکھیئے دعوتیں چار ہیں، اللہ کی دعوت،
رسول کی دعوت، مؤذن کی دعوت اور حضرت ابراہیمؑ کی دعوت۔ اللہ
کی دعوت یہ ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو دارالسلام کی دعوت دی
فرمایا اور اللہ تعالیٰ دارالسلام کی دعوت دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو
ایک گھر سے دوسرے گھر کی دعوت دی ۔ تکلیف والے گھر سے عزت و
تشریف والے گھر کی طرف غیب والے گھر سے مشاہدہ والے گھر کی طرف
فنا کے گھر سے بقاء کے گھر کی طرف اور آزمائش کے گھر سے مولیٰ کے گھر کی طرف
دعوت دی انہیں ایسے گھر سے دل نہ لگانے کی دعوت دی جس کے آغاز
میں رونا، درمیان میں تکالیف دکھ اور آخر میں فنا ہے اور ایسے

الآیۃ فالدعوۃ الیہ صلی اللہ علیہ وسلم و
الھدایۃ لیست الیہ کما قال علیہ الصلاۃ و
السلام بعثت ھادیا ولیس الی من الھدایۃ
شیء و بعث ابلیس غاویا ولیس الیہ من الضلالۃ
شیء قال اللہ عزوجل انک لاتھدی من احببت
ولکن اللہ یھدی من یشاء سأل النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ھدایۃ عمہ ابی طالب فأبی
ان یھدی و ھدی وحشیا قاتل حمزۃ رضی اللہ
عنھما کانہ عزوجل یقول لنبیہ علیہ السلام
یا محمدؐ علیک الدعوۃ کما قال عزوجل یا
ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک وقال تعالیٰ
انا ارسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا
الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا الآیۃ ولک
الشفاعۃ واما الاجابۃ والھدایۃ فالیٰ
قال اللہ عزوجل یھدی اللہ لنورہ من یشاء
قولہ تعالیٰ ولو شئنا لآتینا کل نفس ھداھا
والثالثۃ المؤذن یدعو الی الصلاۃ والی دار
امر اللہ تعالیٰ قال اللہ تعالیٰ ومن احسن قولا
ممن دعا الی اللہ وعن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ
عنھما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ
قال ان المؤذنین والملبین یوم القیامۃ یخرجون
من قبورھم المؤذن یؤذن والملبی یلبی ویستغفر
للمؤذن مدی صوتہ ویشھد لہ کل رطب و
یابس من شجر ومدر سمع صوتہ و یکتب
للمؤذن بکل انسان صلی فی ذلک المسجد مثل

گھر کی رغبت دلائی جس کے آغاز میں عطا، درمیان میں رضا اور آخیر میں اللہ سے ملاقات ہے۔ دوسری دعوت نبی صلعم کی دعوت ہے آپ نے اپنی اُمت کو اسلام کی دعوت دی فرمایا: آپ حکمت اور اچھی نصیحت کیساتھ لوگوں کو اپنے رب کی راہ کی طرف بلائیں لہٰذا نبی صلعم کا فرض صرف دعوت ہے منزل پر پہنچادینا آپکا فرض نہیں جیساکہ آپ نے فرمایا کہ مجھے ہادی بناکر بھیجا گیا اور منزل پر پہنچانے میں میرا ذرا سا بھی حصّہ نہیں اور ابلیس غادی دگمراہ کرنے والا، بناکر بھیجا گیا لیکن گمراہی میں اس کا ذرا سا بھی حصہ نہیں یعنی ہدایت و ضلالت اللہ ہی کے اختیار میں ہے فرمایا آپ جسے چاہیں ہدایت پر نہیں لاسکتے ہاں اللہ جسے چاہے اسے ہدایت عطا فرما دیتا ہے نبی صلعم نے اپنے چچا ابوطالب کی ہدایت کی دعا کی لیکن حق تعالیٰ نے آپکی دعا قبول نہیں فرمائی اور وحشی قاتل حمزہ کو ہدایت عطا فرما دی گویا حق تعالیٰ اپنے نبی سے فرمارہا ہے کہ اے محمدؐ آپکے ذمہ دعوت ہے فرمایا: اے رسول آپ پر جو کچھ اتارا جائے آپ اسکی تبلیغ کردیں دوسری جگہ فرمایا ہم نے آپکو شاہد، مژدہ سنانے والا، ڈرانے والا، اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بناکر بھیجا آپ کو شفاعت کا حق ہے اور شفاعت کا قبول کرنا اور لوگوں کو ہدایت پہ لانا ہمارا کام ہے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے نور کی جسے چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے اور فرمایا: اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت عطا فرما دیتے۔

تیسری دعوت مؤذن کی ہے جو نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی دعوت دیتا ہے فرمایا اس سے اچھی بات کس کی ہوگی جو اللہ کی طرف بلاتا ہے اور نیک عملوں میں معروف رہتا ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مؤذن اور لبیک کہنے والے قیامت کے دن اپنی قبروں سے اذانیں دیتے ہوئے اور لبیک کہتے ہوئے اٹھیں گے مؤذن کی جہاں تک آواز جاتی ہے اس کے لئے ہر خشک و تر شے جس نے اس کی آواز سنی ہے دعائے مغفرت کرتی ہے اور گواہی بھی دیگی خواہ وہ درخت ہوں یا مٹی

حسناته ويعطيه الله تعالى ما بين الاذان والاقامة
كل شيء ساله اما ان يعجله في الدنيا او يصرف
عنه سوءا او يدخر له في الآخرة وروى ان النبي
صلى الله عليه وسلم جاءه رجل فقال يا رسول
الله اخبرني بعمل واحد ادخل به الجنة فقال
تكون مؤذن قومك يجمعون بك صلاتهم
قال يا رسول الله فان لم اطق قال تكون امام
قومك يقيمون بك صلاتهم قال فان لم اطق
قال فعليك بالصف الاول وعن عائشة
ام المومنين رضي الله عنها قالت نزلت هذه
الآية في المؤذنين ومن احسن قولا ممن دعا
الى الله وعمل صالحا يعني دعا الخلق الى الصلاة
وصلى بين الاذان والاقامة وعن ابي امامة
الباهلي رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم
قال يغفر للمؤذن مدى صوته وله مثل اجر
من صلى معه من غير ان ينقص من اجرهم
شيئا وعن سعد ابن ابي وقاص رضي الله عنه
ان النبي صلى الله عليه وسلم قال المريض
ضيف الله ما دام في مرضه يرفع له كل
يوم عمل سبعين شهيدا فان عافاه الله
من مرضه فيخرج من ذنوبه كيوم وضعته
امه وان قضى عليه بالموت ادخله الجنة
بغير حساب وقال بعضهم المؤذن احاجب
الله تعالى يعطي بكل اذان ثواب الف نبي
والامام وزير الله يعطي بكل صلاة ثواب

ڈھیلے اور مؤذن کو اس کی مسجد میں ہر نمازی کی نیکیوں کی برابر نیکیاں
ملتی ہیں اور حق تعالیٰ اس کی اذان و تکبیر کے درمیان ہر دعا قبول فرماتا
ہے یا تو دنیا ہی میں اس کی مرادیں بر لاتا ہے یا اس سے برائی ہٹا دیتا
ہے یا اس کی آخرت کے لئے ذخیرہ بنا کر رکھ چھوڑتا ہے۔

منقول ہے کہ ایک شخص نے نبی صلعم کے پاس آکر کہا کہ اے اللہ کے
رسول مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جس سے مجھے جنت مل جائے فرمایا
تم اپنی قوم کے لئے مؤذن بن جاؤ تاکہ تمہارے سبب سے لوگ نمازیں
پڑھنے کے لئے آئیں بولا یا رسول اللہ اگر مجھ میں اسکی طاقت نہ ہو
فرمایا تو اپنی قوم کے امام بن جاؤ کہ تمہاری وجہ سے وہ اپنی نمازیں
قائم کریں، بولا اگر مجھ میں اس کی بھی طاقت نہ ہو تو؟ فرمایا تو پھر تم
پہلی صف میں شامل ہونے کا اہتمام کرو۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ
ومن احسن قولا ممن دعا الخ مؤذنوں کے بارے میں اتری یعنی مؤذن
لوگوں کو نماز کے لئے بلاتا ہے اور اذان و تکبیر کے درمیان نماز پڑھتا ہے

حضرت ابو امامہ باہلی: سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ مؤذن کو اس کی
آواز کی دوری تک بخشدیا جاتا ہے اور جتنے نمازی اس کے ساتھ نماز
پڑھیں گے ان سب کے برابر اسے اجر ملتا ہے اور نمازیوں کے اجر نہیں
گھٹائے جاتے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا بیان ہے کہ رحمت عالم صلعم
نے فرمایا کہ مریض جب تک بیمار ہے اللہ کا مہمان ہے
اور اس کے لئے روزانہ ستر شہیدوں کا ثواب بلند کیا جاتا
ہے پھر اگر اللہ تعالےٰ اسے اٹھا دیتا ہے اور تندرستی عطا
فرما دیتا ہے تو گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے جیسے آج ہی پیدا
ہوا ہے اور اللہ اسے موت دیدیتا ہے تو بلا حساب کے اس کو جنت میں
داخل فرما دیتا ہے۔ بعض علماء: مؤذن اللہ کا دربان ہے اسے ہر
اذان کے بدلہ ایک ہزار انبیاء کے عملوں کا ثواب دیا جاتا ہے اور امام
اللہ کا وزیر ہے اسے ہر نماز کے عوض ایک ہزار صدیقوں کے عملوں کا

الف صدیق والعالم وکیل اللہ تعالیٰ یعطی بکل حدیث
نورا یوم القیامۃ وکتب لہ عبادۃ الف سنۃ و
المتعلمون من الرجال والنساء ھم خدم اللہ فما
جزاؤھم الا الجنۃ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اطول الناس اعناقا یوم القیامۃ المؤذنون وقال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اذن سبع سنین
اعتقہ اللہ من النار بعد ان یحسن نیتہ وقال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یغفر اللہ تعالیٰ للمؤذن
مدی صوتہ ویصدقہ کل ما سمعہ من رطب
ویابس واما الدعوۃ الرابعۃ فدعوۃ ابراھیم
الخلیل علیہ السلام قولہ عزوجل واذن فی
الناس بالحج الآیۃ وقد ذکرناھا فی اول المجلس۔

ثواب دیا جاتا ہے اور عالم اللہ تعالیٰ کا وکیل ہے اسے ہر
حدیث کے بدلہ قیامت کے دن نور عطا کیا جائے گا اور اس کے
لئے ایک ہزار سال کی عبادت لکھی جائے گی اور طلبہ (خواہ مرد
ہوں یا عورتیں) اللہ کے خدام ہیں ان کی جزا بجز جنت کے اور
کیا ہو سکتی ہے۔

نبی اکرم صلعم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سب سے
زیادہ لمبی گردنوں والے مؤذن ہوں گے، فرمایا: جو سات سال
تک نیک نیتی کے ساتھ اذان دیتا رہا حق تعالیٰ اسے جہنم سے آزاد
فرما دے گا، فرمایا: حق تعالیٰ مؤذن کو جہاں تک اس کی آواز پہنچتی
ہے ثواب عطا فرماتا ہے اور اسکی آواز خشک و تر جو چیز سنتی ہے وہ
اس کے حق میں شہادت دیگی۔ چوتھی دعوت، دعوت خلیل اللہ ہے،
فرمایا: آپ لوگوں کو حج کے لئے پکاریں ہم اس آیت پر آغاز مجلس
میں روشنی ڈال آئے ہیں۔

آٹھویں مجلس

فی فضائل یوم عرفۃ قال اللہ عزوجل الیوم
اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی
ورضیت لکم الاسلام دینا ھذہ الآیۃ نزلت
بعرفات دون سائر آیات ھذہ السورۃ لانھا
نزلت بالمدینۃ وھی سورۃ المائدۃ وقولہ
تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم یعنی شرائع
دینکم من الحلال والحرام واتممت علیکم
نعمتی ای منتی علیکم ای لا یجتمع معکم بعرفات
کافر ولا مشرک ورضیت لکم الاسلام دینا
یعنی اخترت لکم دین الاسلام نزلت ھذہ

عرفہ کی فضیلت حق تعالیٰ نے فرمایا: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا
دین مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور میں تمہارے
لئے دین اسلام سے راضی ہو گیا۔

یہ سورہ مائدہ کی ایک آیت ہے جو عرفات میں اتری باقی تمام سورت
مدینہ میں اتری حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ آج میں نے تم پر تمہارے دین کے
تمام احکام عموماً اور احکام حلت وحرمت خصوصاً مکمل کر دئے اور
نیز تم پر اپنا احسان پورے طور پر ظاہر فرما دیا یعنی عرفات میں اب
کبھی تمہارے ساتھ کافر اور مشرک جمع نہ ہوں گے اور میں نے
تمہارے لئے دین اسلام منتخب کر لیا۔

یہ آیت عرفہ کے دن عرفات میں حجۃ الوداع میں اتری اس کے

الآیة یوم عرفة بعرفات فی حجة الوداع ثم مکث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد نزولها احدی وثمانین یوما ثم قبضه اللہ تعالی الی رحمته ورضوانه مروی ذلک عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنهما عنه وغیره من المفسرین وقال محمد بن کعب القرظی رحمه اللہ نزلت هذه الآیة یوم فتح مکة وقال جعفر الصادق رحمه اللہ الیوم اشارة الی بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویوم رسالته وقیل ان الیوم اشارة الی یوم الازل والاتمام اشارة الی الوقت والرضا اشارة الی الابد وقیل ان کمال الدین فی شیئین فی معرفة اللہ تعالی واتباع سنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقیل کمال الدین فی الامن والفراغ لانک اذا کنت آمنا بما تکفل اللہ تعالی لک صرت فارغا لعبادته وقیل کمال الدین فی التبری من الحول والقوة والرجوع من الکل الی من له الکل وقیل ان کمال الدین حیث ردّ الحج الی یوم عرفة لانهم کانوا یحجون کل سنة فی کل شهر فلما ردّ اللہ وقت الحج الی المیقات وجعله فریضة انزل الیوم اکملت لکم دینکم والدین علی وجوه عدّها اللہ فی القرآن منها بمعنی الدنیا وهو قوله عزوجل ما کان لیاخذ اخاه فی دین الملک یعنی فی دنیاه وعادته وسیرته ومنها الحساب قوله عزوجل ذلک الدین القیم یعنی الحساب المستقیم ومنها الجزاء قوله عزوجل یومئذ یوفیهم اللہ دینهم الحق ای الجزاء الاعدل ومنها بمعنی الحکم

اترنے کے بعد ۸۱ دن زندہ رہے پھر آپ کو حق تعالےٰ جل مجدہٗ نے اپنی رحمت و رضا کی طرف بلا لیا اور آپ اس دنیا سے سدھار گئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ مفسر یہی تفسیر بیان کرتے ہیں۔

محمد بن کعبؓ قرظی: یہ آیت فتح مکہ کے دن اتری۔

جعفر صادق: الیوم سے نبی اکرم صلعم کی بعثت و رسالت کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ الیوم سے ازل کی طرف اور اتمام نعمت سے وقت کی طرف اور رضا سے ابد کی طرف اشارہ ہے۔

کہا جاتا ہے کہ دین کا کمال دو چیزوں میں ہے یعنی حق تعالےٰ کی معرفت میں اور اتباع سنت میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دین کا کمال امن و فراغت میں ہے کیونکہ جب تم اللہ تعالیٰ کی ضمانت کی وجہ سے بے خوف ہو گئے تو اس کی عبادت کے لئے فارغ البال ہو گئے یا کمال دین اپنی طاقت و قوت سے برأت کا اظہار کرنا اور سب کی طرف سے ہٹ کر اس کی طرف آنا ہے جو کائنات کا مالک ہے یا دین میں کمال اس وقت آیا جب حج عرفہ کے دن لوٹ کر آیا کیونکہ مشرک ہر سال ہر مہینہ میں حج کیا کرتے تھے پھر جب حق تعالیٰ نے حج کا وقت مقرر فرما دیا اور حج فرض کر دیا تو یہ آیت اتاری یعنی الیوم اکملت لکم الخ اتاری۔

قرآن حکیم میں دین کا اطلاق کئی معانی پر آیا ہے مثلاً ماکان لیاخذ الخ میں کہ حضرت یوسفؑ کے دین کی رو سے اپنے بھائی کو روک نہیں سکتے تھے یعنی شاہی قانون کے مطابق چور کو روکا نہیں جا سکتا تھا۔ دین کا اطلاق حساب پر بھی آیا ہے فرمایا یہ سیدھا حساب ہے، اور جزا پر بھی فرمایا جس دن حق تعالیٰ انہیں پوری پوری عدل والی جزا دیگا اور حکم پر بھی فرمایا اور بدکار کو

قوله عزوجل ولا تاخذكم بهما رأفة فی دین الله
یعنی فی حکم الله ومنها بمعنی العید قوله تعالیٰ و
ذر الذین اتخذوا دینهم لعبا ولهوا یعنی عیدهم
ومنها الصلاة والزکاة قوله تعالی ذلك دین
القیمة ومنها القیامة قوله تعالیٰ مالك یوم الدین
ومنها الشریعة قوله عزوجل الیوم اکملت لکم
دینکم یعنی شرائع دینکم۔

فصل : قوله الیوم اکملت لکم دینکم
وذلك ان الله تعالیٰ انزل الکتاب جملة واحدة
وانزل الفرقان متفرقا فقیل ایهما احسن نزولا
قیل القرآن احسن لأن الله تعالیٰ لما انزل
التوراة جملة واحدة فقبلها بنو اسرائیل فعملوا
بها قلیلا فثقلت علیهم تلك الاوامر والنواهی
التی فی التوراة فقالوا سمعنا وعصینا واما القرآن
فانزله الله شیئا بعد شیء علی التدریج متفرقا
فاول ما امر الله المومنین بقوله لا اله الا الله
محمد رسول الله وضمن لهم اذا قالوها الجنة
فسمعوا واطاعوا ثم امرهم باقامة صلاتین
رکعتین قبل طلوع الشمس ورکعتین بعد غروبها
ثم امرهم بالصلاة الخمس ثم امرهم بالجمعة
علی الجماعة بعد الهجرة ثم امرهم بالزکاة
ثم امرهم بصوم عاشوراء ثم امرهم بصوم
ثلاثة ایام من کل شهر ثم امرهم بصوم شهر
رمضان ثم امرهم بالجهاد ثم امرهم بالحج
ثم اذ تمت الاوامر والنواهی انزل الله علی

اللہ تعالیٰ کے حکم میں نرمی نہ برتو۔ اور عید پر بھی فرمایا: آپ
انہیں چھوڑ دیں جنہوں نے اپنی عید لہو ولعب بنالی ہے۔
اور نماز وزکوٰۃ پر بھی فرمایا: اور وہ (نماز وزکوٰۃ)
سچا دین ہے یعنی اصل دین نماز وزکوٰۃ ہی ہے۔
اور قیامت پر بھی فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا
مالک ہے اور شریعت پر بھی، فرمایا آج میں نے تمہارا دین یعنی
تمہاری شریعت مکمل کر دی۔

تکمیل دین کی وضاحت تکمیل دین کے سلسلہ میں عرض ہے کہ
حق تعالیٰ شانہ نے قرآن حکیم سے پہلے تمام آسمانی کتابیں ایک ہی بار
اکٹھی اتریں اور قرآن حکیم تھوڑا تھوڑا کر کے ۲۳ سال میں اترا اب
سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کونسا اترنا اچھا ہے اس کا جواب یہی ہے
کہ تھوڑا تھوڑا کر کے اترنا اچھا ہے لہٰذا اس اعتبار سے بھی قرآن
دیگر آسمانی کتابوں سے افضل ہے کیونکہ تورات ایک ہی بار اکٹھی اتری
اور بنی اسرائیل نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اس پر قدرے عمل بھی کیا
لیکن ان پر تورات کے اوامر ونواہی گراں گزرے اور انھوں نے
ڈھیٹ بن کر صاف صاف کہہ دیا کہ ہم نے اللہ کے احکام سن کر اللہ
کی نافرمانی کی کیونکہ اس کے احکام پر عمل کرنا ہمارے بس کی نہیں لیکن
قرآن حکیم بتدریج تھوڑا تھوڑا ۲۳ سال تک اترتا رہا سب سے
پہلے حق تعالیٰ نے مومنوں کو توحید ورسالت کے اقرار وتسلیم کرنے کا
حکم فرمایا اور ان دونوں باتوں کو تسلیم کرنے والوں کو جنت کی ضمانت
دی مسلمانوں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سن کر سر اطاعت جھکا
دیا پھر دو نمازوں کا حکم ہوا کہ سورج نکلنے سے پہلے دوگانہ پڑھو اور سورج ڈوبنے کے بعد بھی
پڑھو۔ پھر پنجگانہ نماز کا حکم ہوا پھر ہجرت کے بعد جمع ہو کر جمعہ کا حکم ہوا پھر زکوٰۃ ادا
کرنے کا حکم ہوا، پھر عاشوراء کے روزے کا حکم ہوا، ہر ماہ کے تین دن کے روزوں کا حکم
ہوا، پھر رمضان المبارک کے روزوں کا حکم ہوا پھر جہاد کا حکم ہوا پھر حج وغیرہ کا

رسوله فی حجة الوداع الیوم اکملت لکم دینکم
الآیة وکان ذلك یوم الجمعة ویوم عرفة کذلك
نقل عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال طارق
بن شهاب رحمه الله جاء رجل من الیهود الی عمر
بن الخطاب رضی الله عنه فقال له آیة تقرءونها
لو کانت نزلت علینا وعلمنا ذلك الیوم لاتخذناه
عیدا فقال له عمر رضی الله عنه ای آیة فقال
الیوم اکملت لکم دینکم الآیة فقال عمر رضی الله
عنه قد علمت فی ای یوم نزلت وفی ای مکان نزلت
انما نزلت یوم عرفة ویوم الجمعة ونحن مع رسول الله صلی الله
علیه وسلم وقوف بعرفات وکلاهما بحمد الله
تعالی لنا عید ولایزال هذا الیوم عیدا للمسلمین
ما بقی واحد وقال رجل من الیهود لابن عباس
رضی الله عنهما لو کان هذا الیوم فینا لاتخذناه
عیدا فقال له ابن عباس رضی الله عنهما وایّ
عید اکمل من یوم عرفة۔

فصل: واختلف العلماء فی المعنی الذی لاجله
قیل للموقف عرفات ولیوم الموقف بها عرفة
قال الضحاك ان آدم علیه السلام لما اهبط
الی الارض وقع بالهند وحواء بجدة فجعل آدم
یطلب حواء وهی تطلبه فاجتمعا بعرفات یوم عرفة
وتعارفا فسمی هذا الیوم عرفة والموضع عرفات
وقال السدی انما سمیت عرفات لان هاجر
حملت اسماعیل علیه السلام فاخرجته من
عند سارة وکان ابراهیم علیه السلام غائبا

کا حکم ہوا پھر جب یہ تمام اوامر و نواہی پورے ہو گئے تو حق تعالیٰ نے
حجۃ الوداع میں اپنے رسول پر الیوم اکملت لکم دینکم الخ جمعہ کے دن
عرفات میں عرفہ کے دن اتاری اسی طرح حضرت عمرؓ سے منقول ہے
طارق بن شہاب: حضرت عمرؓ کے پاس ایک یہودی نے
آ کر کہا کہ ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو اگر وہ آیت ہم پر اترتی اور
اس کے اترنے کا دن ہمیں معلوم ہوتا تو ہم اس دن کو عید کا دن
مقرر کر لیتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: کونسی آیت؟
اس نے کہا الیوم اکملت لکم الخ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
فرمایا مجھے معلوم ہے کہ یہ آیت کس دن اور کس جگہ اتری یہ آیت عرفہ
کے دن جو جمعہ کا بھی دن تھا اتری جب کہ ہم رسول اللہ صلعم کے ساتھ
عرفات میں کھڑے ہوئے تھے اور یہ دونوں دن بحمد اللہ ہمارے لئے
عید کے دن ہیں اور یہ دن مسلمانوں کے لئے برابر عید ہی کا دن رہے
گا جب تک ایک مسلمان بھی باقی رہے گا۔

ایک یہودی نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا اگر یہ دن ہم میں ہوتا
تو ہم اس میں عید منایا کرتے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا عرفہ کے
دن سے بڑھ کر کونسی عید ہو سکتی ہے؟

موقف کو عرفات اور روز موقف کو عرفہ کہنے کی وجہ اس میں
علماء کا اختلاف ہے۔

ضحاکؒ: جب حضرت آدمؑ زمین پر اتارے گئے تو آپ ہند میں
اور حواء جدہ میں اتریں اور حضرت آدمؑ حواء کو اور حواء حضرت
آدمؑ کو ڈھونڈھنے لگیں پھر دونوں عرفہ کے دن عرفات میں جمع
ہو گئے اور ہر ایک نے دوسرے کو پہچان لیا لہٰذا اس دن کا نام
عرفہ اور جگہ کا نام عرفات پڑ گیا۔

سُدی: عرفات کو عرفات اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضرت ہاجرہؑ
اسماعیلؑ کو لے کر حضرت سارہ کے پاس سے نکل گئیں حضرت ابراہیمؑ

فلما قدم لم یر اسماعیل علیہ السلام وحدثتہ سارۃ بالذی صنعت ھاجر فانطلق فی طلب اسماعیل فوجدہ مع ھاجر بعرفات فعرفہ فسمیت عرفات وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان ابراھیم علیہ السلام غدا من فلسطین فحلفتہ سارۃ ان لاینزل عن ظہر دابتہ حتی یرجع الیہا من الغیرۃ فاتی اسماعیل ثم رجع فحبستہ سارۃ سنۃ ثم استاذنہا فاذنت لہ فخرج حتی بلغ مکۃ وجبالہا فکان لیلہ یسیر ویسعی حتی اذن اللہ عزوجل لہ فی ثلث اللیل الاخیر عند سند جبل عرفات فلما اصبح عرف البلاد والطریق فجعل اللہ عزوجل عرفۃ حیث عرف فقال اللہم بیتک فی احب بلادک الیک حیث تہوی الیہ قلوب المسلمین من کل فج عمیق وقال عطاء رحمہ اللہ انما سمیت عرفات لان جبریل علیہ السلام کان یری ابراھیم علیہ السلام المناسک فیقول لہ عرفت ثم یریہ فیقول عرفت فسمیت عرفات وروی سعید بن المسیب عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ انہ قال بعث اللہ عزوجل جبریل الی ابراھیم علیہما السلام فحج بہ حتی اذا اتی عرفات قال لہ قد عرفت قال وکان قد اتاھا مرۃ من قبل ذلک فسمیت عرفات وروی ابو الطفیل رحمہ اللہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال انما سمیت عرفۃ لأن جبریل علیہ السلام أتی ابراھیم علیہ السلام

موجود نہ تھے جب آپ تشریف لائے تو حضرت اسماعیلؑ کو نہیں پایا اور سارہؓ نے بتایا کہ ہاجرہ بچہ کو لے کر چلی گیئں آپ اسماعیلؑ کو ڈھونڈنے نکلے اور انہیں ہاجرہ کے پاس عرفات میں پایا اور اسماعیلؑ کو پہچان لیا اس لئے اس جگہ کا نام ہی عرفات ہوگیا۔

رحمت عالم صلعم نے فرمایا: حضرت ابراہیمؑ فلسطین سے روانہ ہوئے تو حضرت سارہ نے ازراہ غیرت قسم دلادی کہ آپ جب تک ہمارے پاس واپس نہ آئیں سواری سے نیچے نہ اتریں بالآخر آپ اسماعیلؑ کے پاس آئے اور (سواری سے اُترے بغیر ہی) واپس لوٹ گئے پھر حضرت سارہؓ نے آپ کو ایک سال تک روکے رکھا پھر آپ نے سارہؓ سے مکہ جانے کی اجازت مانگی آپ نے اجازت دیدی آخر کار حضرت ابراہیمؑ رات میں مکہ معظمہ کے پہاڑوں میں پہنچے آپ رات بھر بھاگے چلے جارہے تھے حتیٰ کہ حق کی مشیت سے آپ پچھلی تہائی رات میں کوہ عرفات کے دامن میں پہنچ گئے صبح ہوئی تو آپ نے شہروں کو اور راستوں کو پہچان لیا تو حق تعالیٰ نے اس دن کا نام عرفۃ رکھا کیونکہ اسی دن آپ نے شہر کو اور راہ کو پہچانا تھا پھر آپ نے دُعا مانگی کہ اے اللہ! اپنا گھر اس شہر میں بنا جو تجھے سب سے زیادہ پیارا ہو اور جدھر دُور دُور سے آنے والے مسلمانوں کے دل مائل ہوں

عطاءؒ: عرفات کو عرفات اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضرت جبرئیلؑ حضرت ابراہیمؑ کو عبادت کا ایک ایک مقام دکھا کہ ان سے پوچھتے تھے: پہچان گئے؟ پہچان گئے؟ لہٰذا اس مقام کا نام ہی عرفات پڑ گیا

سعیدؒ بن مسیب از علیؓ بن ابی طالب: حق تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کو حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں بھیجا آپ نے حضرت ابراہیمؑ کو حج کرایا پھر جب عرفات آئے تو آپ نے حضرت خلیلؑ سے پوچھا: پہچان گئے؟ فرماتے ہیں اس سے قبل حضرت ابراہیمؑ ایک دفعہ عرفات میں پہلے بھی آئے تھے بنابریں اس جگہ کا نام عرفات رکھ دیا گیا۔

فاراه بقاع مكة ومشاهدها فكان يقول يا ابراهيم هذا موضع كذا وهذا موضع كذا فيقول قد عرفت قد عرفت وروى اسباط عن السدي رحمهما الله قال لما اذن ابراهيم عليه السلام للناس بالحج اجابوه بالتلبية واتاه من اتاه فامره الله عزوجل ان يخرج الى عرفات ونعتها له فخرج فلما بلغ الشجرة استقبله الشيطان على الجمرة الثالثة التي هي جمرة العقبة فرماه بسبع حصيات وكبر مع كل حصاة فطار فوقع على الجمرة الثانية فرماه وكبر فطار فوقع على الجمرة الاولى فرماه فكبر فلما رأى انه لا يطيقه ذهب فانطلق ابراهيم حتى اتى ذا المجاز فلما نظر اليه لم يعرفه فجاز فلذلك سمى ذا المجاز ثم انطلق حتى وقف بعرفات فلما نظر اليها بالنعت عرفها فقال عرفت فسميت عرفات بذلك وسمى ذلك اليوم يوم عرفة حتى اذا امسى ازدلف الى جمع فسميت مزدلفة وانما سمى جمعا لانه يجمع فيه بين الصلاتين المغرب والعشاء وانما سمى المشعر الحرام لأن الله اشعر الناس واعلمهم بانه حرم كسائر بقاع الحرم كيلا ياتوا فيه بمحرم وعن ابي صالح عن ابن عباس رضى الله عنهما قال انما سميت تروية وعرفة لأن ابراهيم عليه السلام رأى ليلة التروية في منامه انه يؤمر بذبح ابنه فلما اصبح روى يومه اجمع اى تفكر امن الله هذا الحلم ام من الشيطان

ابو الطفیلؒ از ابن عباسؓ: اسے عرفات اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ نے حضرت ابراہیمؑ کے پاس آکر آپ کو مکہ کے مقامات و مشاہد بتائے فرماتے تھے: ابراہیمؑ یہ فلاں جگہ ہے اور یہ فلاں جگہ ہے اور پوچھتے تھے کہ پہچان گئے نا؟ پہچان گئے یا نہیں لہٰذا عرفات نام پڑ گیا۔

اسباط از سدیؒ: جب حضرت ابراہیمؑ نے لوگوں کو حج کے لئے بلایا تو لوگوں نے آپکی دعوت لبیک کہہ کر قبول کی اور آنیوالے حج کو آئے پھر حق تعالیٰ نے آپ کو عرفات جانے کا حکم فرمایا اور عرفات کے نشان بتا دئیے پھر جب آپ درخت کے پاس پہنچے تو آپ کے سامنے تیسرے جمرے کے پاس جسے جمرۃ العقبۃ کہتے ہیں شیطان نمودار ہوا آپ نے اس کے سات کنکریں ماریں اور ہر کنکر اللہ اکبر کہہ کر ماری شیطان اڑ کر دوسرے جمرہ کے پاس پہنچ گیا آپ نے اس کے پاس بھی آکر شیطان کے اللہ اکبر کے ساتھ ساتھ سات کنکریں ماریں پھر وہ اڑ کر پہلے جمرہ کے پاس آیا آپ نے پھر حسب سابق اس کے سات کنکریں ماریں جب شیطان نے دیکھا کہ مجھ میں ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں تو چلا گیا پھر حضرت ابراہیمؑ آگے بڑھے اور ذوالمجاز پہنچے لیکن آپ اسے پہچانے نہیں اور آگے بڑھ گئے اسی لئے اسے ذوالمجاز کہا گیا پھر آپ عرفات پہنچ کر ٹھہر گئے اور نشانات دیکھ کر آپ عرفات کو پہچان گئے اور آپ نے فرمایا میں نے بتایا ہوا مقام پہچان لیا اس لئے اس مقام کا نام ہی عرفات پڑ گیا اور اس دن (نویں ذی الحجہ) کا نام عرفہ ہو گیا۔ حتےٰ کہ آپ شام کے بعد جمع کے قریب پہنچ گئے اس لئے اس کا نام مزدلفہ پڑ گیا۔

مزدلفہ کو جمع اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہاں دو نمازیں (مغرب و عشاء) جمع کر کے پڑھی جاتی ہیں اور مشعر الحرام اس لئے کہا جاتا ہے کہ حق تعالیٰ نے لوگوں کو خبردار و آگاہ کیا اور ان کے خیال میں یہ بات ڈالی کہ یہ بھی حرم میں شامل ہے تاکہ اس میں کسی حرام فعل کے مرتکب نہ ہوں۔

ابن صالحؒ از ابن عباسؓ: آٹھویں ذی الحجہ کو ترویہ اور نویں کو

فسمی الیوم من فکرته ترویة ثم رأی لیلة عرفة
ذلك ثانیا فلما اصبح عرف ان ذلك من الله
سبحانه وتعالی فسمی ذلك الیوم یوم عرفة وقال
بعضهم سمیت بذلك لان الناس یعترفون
فی هذا الیوم علی الموقف بذنوبهم والاصل
فیه أن آدم علیه السلام لما امر بالحج فوقف
بعرفات یوم عرفة فقال ربنا ظلمنا انفسنا
الآیة وقیل هی مأخوذة من العرف وهو الطیب
قال الله عزوجل عرفها لهم ای طیبها وقیل
هی ضد منی لان منی موضع یمنی فیه الدم ای
یصب ولذلك سمیت منی ففیه تكون الفروث
والدماء فهی لیست بطیبة وعرفات لیست
فیها تلك الاقذار فهی طیبة فلذلك سمیت
عرفات ویوم الوقوف بها یوم عرفة و
قیل لأن الناس یتعارفون بها وقیل اصل
هذین الاسمین من الصبر یقال رجل عارف
اذا كان صابرا خاضعا خاشعا ویقال فی المثل
النفس عروف وما حملتها تتحمل وقال ذوالرمة

عروف لما خطت علیه المقادیر

أی صبور علی قضاء الله فسمی بهذا الاسم
لخضوع الحجاج وتذللهم وصبرهم الدعاء
وانواع البلاء واحتمال الشدائد والمشقات
لاقامة هذه العبادة -

فصل : فی شرف یوم عرفة ولیلة اخبرنا
هبة الله بن المبارك قال انبانا ابوعلی الحسن بن

عرفہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے آٹھویں تاریخ کی شب کو
خواب میں دیکھا کہ آپکو اپنے فرزند کو ذبح کرنے کا حکم کیا جا رہا ہے،
آپ آٹھویں تاریخ کو دن بھر اسی مسئلہ پہ غور کرتے رہے کہ آیا یہ حکم
اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے اس لئے آپ کے
ترویہ (فکر) کی وجہ سے اس دن کو یوم الترویہ کہنے لگے پھر عرفہ کی شب کو
بھی یہی خواب دیکھا عرفہ کی صبح کو آپ پہچان گئے کہ یہ حکم اللہ ہی کا ہے
اس لئے اس دن کا نام عرفہ پڑ گیا۔

بعض علماء : عرفات اس لئے نام رکھا گیا کہ لوگ اس جگہ پہنچ کر اپنے گناہوں
کا اعتراف کرتے ہیں۔ اسکی حقیقت یہ ہے کہ جب حضرت آدمؑ کو حج کا حکم
ہوا تو آپ نے عرفہ کے دن عرفات میں قیام فرما کر دعا مانگی کہ اے ہمارے
پروردگار! ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اگر آپ ہمیں معاف نہیں فرمائیں گے
اور ہم پر رحم نہیں فرمائیں گے تو یقیناً ہم گھاٹا پانیوالے ہونگے۔ بعض کے نزدیک
یہ لفظ عَرْف (خوشبو) سے بنا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے بہشت کو مسلمانوں
کے لئے خوشبودار بنایا۔ بعض کے نزدیک یہ منیٰ کی ضد ہے کیونکہ منیٰ ایک مقام
ہے جہاں قربانیاں کرکے جانوروں کا خون بہایا جاتا ہے اسی لئے اس کا
نام منیٰ پڑا۔ چونکہ منیٰ میں گوبر اور خون کی کثرت ہوتی ہے اس لئے یہ جگہ
خوشبودار نہیں اور عرفات میں یہ چیزیں نہیں ہوتیں اسی لئے وہ پاک
وصاف اور خوشبودار ہے بنابریں اس کا نام عرفات ہوا اور عرفات میں
قیام کا دن عرفہ والا دن ہے۔ یا اس لئے عرفات کو عرفات کہتے ہیں کہ اس جگہ
لوگ ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں یا ان دونوں اسموں کی اصل صبر سے ہے
رجل عارف یعنی آدمی صبر والا اور خشوع وخضوع والا ہے ایک مثل ہے
النفس عَرُوف یعنی نفس بڑا صابر ہے تمہارے ہر بوجھ کو برداشت کرلیتا ہے ذوالرمہ
کہتا ہے ۔ عروف لما خطت علیہ المقادیر یعنی ہم اللہ تعالیٰ کی قضا پہ صبر کرنیوالے
ہیں بنابریں یہ انکساری والا نام حاجیوں کو انکی عاجزی کی وجہ سے اور دعاؤں
پر اور قسم قسم کے مصائب پر اور حج ادا کرنے کے لئے سفر کی صعوبتیں برداشت

احمد أنبانا علی بن محمد بن عبد اللہ المعدل أنبانا ابو علی بن الصوّاف انبانا عبد اللہ بن محمد بن ناجیۃ انبانا عمر بن حفص ابو عمرو انبانا محمد بن مروان انبانا هشام الدستوائیُ عن ابی الزبیر عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنهما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من یوم افضل من یوم عرفۃ یباهی اللہ تعالیٰ باهل الارض اهل السماء یقول انظروا الی عبادی شعثا غبرا جاؤنی من کل فج عمیق یرجون رحمتی ویخافون عذابی فلم یر یوم اکثر عتقا من النار من یوم عرفۃ واخبرنا هبۃ اللہ عن ابی محمد الحسن بن محمد بن احمد الفارسی باسنادہ عن الحسن العرنی عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الناس یوم عرفۃ فقال ایها الناس انہ لیس البر فی ایجاف الابل ولا فی ایضاع الخیل ولکن سیرا جمیلا تواصلوا ضعیفا ولا توذوا مسلما وعن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنهما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ تعالیٰ ینظر الی عبادہ یوم عرفۃ فلا یدع احدا فی قلبہ مثقال ذرۃ من الایمان الا غفر لہ فقلت لابن عمر للناس جمیعا ام لاهل عرفۃ فقال بل للناس جمیعا واخبرنا هبۃ اللہ قال انبانا مکابر بن الجحش المازنی بالبصرۃ باسنادہ عن ابی الزبیر عن جابر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اذا کان یوم عرفۃ ینزل اللہ تعالیٰ الی سماء الدنیا

کرنے پر دیدیا گیا۔

عرفہ کی رات کی اور دن کی فضیلت

ہمیں ہبۃ اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں ابو علی حسن بن احمد نے خبر دی، انہیں علی بن محمد بن عبد اللہ معدل نے خبر دی، انہیں ابو علی بن صواف نے خبر دی انہیں عبد اللہ بن محمد بن ناجیہ نے خبر دی انہیں ابو عمرو عمر بن حفص نے اور محمد بن مروان نے خبر دی، انہیں ہشام دستوائی نے خبر دی اور وہ ابو الزبیرؒ سے اور وہ جابر بن عبد اللہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ عرفہ کے دن سے افضل کوئی دن نہیں (اس دن) حق تعالیٰ آسمان والوں میں زمین والوں پر فخر فرماتا ہے، فرماتا ہے: میرے بندوں کو دیکھو انکے بکھرے ہوئے بال ہیں اور گرد آلود چہرے ہیں اور دُور دُور سے میرے پاس آئے ہیں یہ میری رحمت کے امیدوار ہیں اور میرے عذاب سے ڈر رہے ہیں لہٰذا کوئی دن ایسا نہیں پایا جاتا جس میں لوگ آگ سے اس قدر آزاد ہوں جس قدر عرفہ کے دن آزاد ہوتے ہیں۔ ہمیں ہبۃ اللہ نے ابو محمد حسن بن محمد بن احمد فارسی اپنی اسناد سے، انہوں نے حسن مغربی سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضؓ سے خبر دی کہ نبی اکرم صلعم نے عرفہ کے دن خطبہ میں فرمایا: لوگو! دیکھو اونٹ گھوڑے دوڑانے میں، جس سے اونٹ لاغر ہوں اور گھوڑوں کو تکلیف پہنچے، نیکی نہیں، ہاں اسمیں نیکی ہے کہ جانوروں کو درمیانی چال سے لے چلو، کمزوروں کا خیال رکھو اور کسی مسلمان کو ایذا نہ پہنچاؤ۔

نافعؓ ابن عمر رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ عرفہ کے دن اپنے بندوں کو دیکھتا ہے پھر اگر کسی کے دل میں رائی کے دانہ کی برابر بھی ایمان ہوتا ہے تو اسے بخشے بغیر نہیں رہتا۔ میں نے حضرت ابن عمر رضؓ سے پوچھا کیا یہ بخشش عام لوگوں کے لئے ہے یا خاص عرفات والوں کے لئے؟ فرمایا تمام لوگوں کے لئے ہے۔ ہمیں ہبۃ اللہ نے خبر دی انہیں مکابر بن جحش مازنی نے بصرہ میں اپنی اسناد سے ابو الزبیرؒ سے انہوں نے جابرؓ سے اور انہوں نے نبی اکرم صلعم

فيباهي بالحاج الملائكة فيقول لهم عزوجل يا ملائكتي
انظروا الى عبادي كيف جاءوني من كل فج عميق
شعثا غبرا يرجون رحمتي ويخافون عذابي فحق
على المزور ان يكرم زائره وحق على المضيف
ان يكرم ضيفه اشهدوا اني قد غفرت لهم
وجعلت قراهم دخول الجنة قال فتقول الملائكة
يارب ان فيهم فلانا يزهو وفلانة تزهو
فيقول الله عزوجل قد غفرت لهم فما من
يوم اكثر عتقا من النار من يوم عرفة واخبرنا
هبة الله باسناده عن طلحة بن عبد الله رضي الله
عنه ان رسول صلى الله عليه وسلم قال
ما رأى ابليس يوما هو فيه اصغر ولا احقر ولا
ادحض ولا أغيظ من يوم عرفة و ذلك
لما يرى من تنزيل الرحمة والعفو من الذنوب
الا ما رأى يوم بدر قالوا يا رسول الله وما
رأى يوم بدر قال اما انه رأى جبريل يدعو
الملائكة وعن عكرمة عن ابن عباس
رضي الله عنهما انه كان يقول ان يوم الحج
الاكبر يوم عرفة وهو يوم المباهاة ينزل الله
تعالى الى سماء الدنيا فيقول لملائكته انظروا
الى عبادي في ارضي صدقوا بي فليس من يوم اكثر
عتقا من النار من يوم عرفة وعن ابي هريرة
رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم اليوم الموعود يوم القيامة والشاهد
يوم الجمعة والمشهود يوم عرفة وعن عطاء

سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا عرفہ کے دن حق تعالیٰ دنیوی آسمان پر اتر آتا ہے
اور حاجیوں سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ اے میرے فرشتو
میرے بندوں کو تو دیکھو کہ وہ کس طرح دُور دُور سے آئے ہیں جن کے بال
پراگندہ ہیں اور جسم غبار سے اٹا ہوا ہے اور میری رحمت کی آس باندھ کر آئے
ہیں اور میرے عذاب سے خوفزدہ ہیں میزبان کا فرض ہے کہ اپنے مہمان کی عزت
کرے گواہ رہو کہ میں نے انہیں بخشدیا اور میں نے جنت میں داخل کر کے ان کی
مہمان نوازی کی (رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں) پھر فرشتے کہتے ہیں اے پروردگار
ان میں فلاں فلاں مرد اور فلاں فلاں عورت متکبر بھی ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے
کہ میں نے ان سب کو بخشدیا لہٰذا آگ سے آزادی دلانے والا عرفہ کے
دن سے زیادہ کوئی اور دن نہیں۔ ہمیں ہبۃ اللہ نے اپنی اسناد سے طلحہؓ
بن عبداللہ سے خبر دی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ شیطان نے عرفہ کے
دن سے زیادہ خود کو انتہائی ذلیل وحقیر و شرمسار اور انگاروں پر لوٹتا ہوا
کسی اور دن نہیں دیکھا کیونکہ اس دن وہ دیکھتا ہے کہ رحمت برس رہی اور
گناہ دھل رہے ہیں ہاں اس نے اسی قدر ذلیل بدر کے دن اپنے کو دیکھا تھا
کیونکہ اس نے ایک چیز دیکھی تھی لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ! شیطان نے
بدر کے دن کیا دیکھا تھا؟ فرمایا: اس نے دیکھا کہ حضرت جبرئیل فرشتوں
کو (جنگ کے لئے) بلا رہے ہیں۔ عکرمہؒ از ابن عباسؓ: حج اکبر کا دن
عرفہ کا دن ہے اسے فخر ومباہات کا دن بھی کہا جاتا ہے اس دن حق تعالیٰ
پہلے آسمان پر اتر آتا ہے اور اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ ذرا زمین پر میرے
بندوں کو تو دیکھو کہ انہوں نے میری تصدیق کی لہٰذا عرفہ کے دن سے
زیادہ آگ سے آزاد ہونے کے اعتبار سے کوئی اور دن نہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: یوم موعود
قیامت کا دن ہے شاہد جمعہ کا دن ہے اور مشہود عرفہ کا دن ہے۔

عطاءؒ از ابن عباسؓ از نبی اکرم صلعم: حق تعالیٰ نے عرفہ کے دن
عام مسلمانوں پر عموماً اور حضرت عمرؓ پر خصوصاً فخر کیا۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان اللہ تعالیٰ باھی بالناس یوم عرفۃ عامۃ و باھی بعمر بن خطاب خاصۃ وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان اعظم الناس جرما من انصرف من عرفات ویری ان اللہ عزوجل لم یغفر لہ وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ انہ قال ان اللہ تعالیٰ یغفر عشیۃ یوم عرفۃ لاھل الجمع جمیعا الا اھل الکبائر فاذا کان غداۃ المزدلفۃ غفر لاھل الکبائر والتبعات اخبرنا ھبۃ اللہ ابن المبارک قال اخبرنا ابو الفتح محمد بن احمد المطری یعرف بالباھر قال اخبرنا علی ابن احمد بن الرفاء السامری انبانا ابراھیم بن عبد الصمد الھاشمی انبانا ابو مصعب عن مالک ابن انس عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال وقف بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشیۃ یوم عرفۃ فلما قام عند الدفعۃ استنصت الناس فانصتوا فقال یا ایھا الناس ان ربکم عزّوجل قد تطول علیکم فی یومکم ھذا فوھب مسیئکم لمحسنکم واعطی لمحسنکم ما سألہ وغفر ذنوبکم الا التبعات ادفعوا بسم اللہ فلما صرنا بالمزدلفۃ وقف بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما کان عند الدفعۃ استوقف الناس واستنصتھم فانصتوا ثم قال یا ایھا الناس ان ربکم قد تطول علیکم فی یومکم ھذا۔

ابن عمرؓ۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا دیکھو وہ انتہائی سنگین مجرم ہے جو عرفات سے واپس ہو۔ اور سمجھ رہا ہو کہ حق تعالیٰ نے اسے بخشا نہیں۔

ابوہریرہؓ: حق تعالیٰ شانہ عرفہ کے دن کی شام کو بجز اہل کبائر کے تمام جمع والوں پر رحم فرماتا ہے اور مزدلفہ کی صبح کو تمام ارباب کبائر کو اور حق تلفیاں کرنے والوں کو بھی بخش دیتا ہے۔

ہمیں ہبۃ اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں ابو الفتح محمد بن احمد بن مُطری نے جو باہر کے لقب سے مشہور ہیں، خبر دی، انہیں ابن علی بن احمد بن رفا سامری نے خبر دی، انہیں ابراہیم بن عبد الصمد ہاشمی نے خبر دی، انہیں ابو مصعب نے مالک بن انسؓ سے، انہوں نے نافعؒ سے اور انہوں نے حضرت عمرؓ سے خبر دی کہ رسول اللہ صلعم نے ہمارے ساتھ عرفہ کے دن عرفات میں زوال کے بعد قیام فرمایا پھر جب آپ چلنے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے لوگوں کو خاموش کرایا جب لوگ خاموش ہو گئے تو آپ نے فرمایا: لوگو! آج کے اس دن تمہارے عزت و جلال والے پروردگار نے تم پر اپنا فضل فرمایا کہ اس نے تمہارے نیکوں کے لئے تمہارے بُروں کو ہبہ کر دیا اور تمہارے نیکوں کو جو کچھ انہوں نے مانگا وہی انہیں دیا اور بجز حقوق العباد کے تمہارے گناہ معاف فرما دئیے اچھا اب اللہ تعالےٰ کا نام لے کر چلو پھر جب ہم مزدلفہ پہنچے تو رسول اللہ صلعم ہمارے ساتھ صبح تک قیام فرما رہے پھر وہاں سے چلتے وقت لوگوں کو ٹھہرایا اور خاموش کرایا پھر جب لوگ خاموش ہو گئے تو آپ نے فرمایا لوگو! تمہارے رب نے آج کے دن تم پر اپنا فضل فرمایا ہے اور تمہارے بروں کو تمہارے نیکوں کو ہبہ کر دیا اور تمہارے نیکوں کی مرادیں پوری فرمائیں اور تمہارے گناہ بخشدئے اور حقوق العباد بھی بخشدئے اور اہل حقوق کے لئے ثواب کی ضمانت دی اچھا اب بسم اللہ کر کے آگے بڑھو اس پر ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر اونٹنی کی نکیل پکڑ کر کہا کہ یا رسول اللہ اس کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا

مسیئکم لمحسنکم واعطی محسنکم ما سأله و
غفر ذنوبکم وغفر التبعات وضمن لاهلها الثواب
ادفعوا بسم الله فقام اعرابی واخذ بزمام الناقة
فقال یارسول الله والذی بعثك بالحق ما بقی من
عمل الاوقد عملته وانی لاحلف علی الیمین
الفاجرة فهل دخلت فیمن وصفت فقال یا
اعرابی انك ان تحسن فیما تستأنف یغفر لك فیما
مضی خل زمام الناقة واخبرنا هبة الله عن ابی
علی الحسن بن الحباب المقری باسناده عن ابن عباس
بن مرداس رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله
علیه وسلم عشیة عرفة لامته بالمغفرة
والرحمة فاجابه الله تعالیٰ انی قد فعلت الا
ظلم بعضهم بعضا فاما ذنوبهم فیما بینی
وبینهم فقد غفرتها فقال یارب انك قادر
ان تثیب هذا المظلوم خیرا من مظلمته
وتغفر لهذا الظالم قال فلم یجبه تلك العشیة
فلما کان غداة المزدلفة اعاد الحدیث فاجابه
الله تعالیٰ انی قد غفرت لهم قال ثم تبسم رسول
الله صلی الله علیه وسلم فقال له بعض اصحابه
یارسول الله تبسمت فی ساعة لم تکن تتبسم
فیها فقال تبسمت من عدو الله ابلیس لانه
لما علم ان الله قد استجاب لی فی امتی ما اهوی
یدعو بالویل والثبور ویحثو التراب علی رأسه
وعن سعید بن جبیر رحمه الله قال بینما رسول الله
صلی الله علیه وسلم یوم عرفة بعرفات فی الموضع

میں نے کوئی برا عمل نہیں چھوڑا ہر گناہ کیا اور جھوٹی قسمیں بھی کھاتا رہا تو
کیا میں بھی اسی زمرہ میں شامل ہوں جس کا آپ نے بیان فرمایا ہے؟ فرمایا
اے دیہاتی! اگر تو آئندہ نیک عملوں میں مصروف رہا تو تیرے ماضی کے
تمام گناہ معاف کر دئیے جائیں گے اونٹنی کی مہار چھوڑ دے۔

ہمیں ہبۃ اللہ نے ابو علی حسن بن حباب مقری سے اس کی اسناد سے
اور انہوں نے عباس بن مرداس سے خبر دی کہ رسول اللہ صلعم نے
عرفہ کے دن زوال کے بعد اپنی امت کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا
مانگی حق تعالیٰ نے آپ کو جواب دیا کہ میں نے آپ کی دعا قبول کی لیکن
باہمی مظالم کے سلسلہ میں نہیں ہاں میں نے ان کے وہ گناہ بخش دئیے
جو میرے اور ان کے درمیان ہیں یعنی حقوق اللہ معاف کر دئیے گئے
حقوق العباد نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے میرے رب آپ مظلوم کو ظالم
کے ظلم سے زیادہ ثواب عطا فرمانے پر قادر ہیں (آپ نے فرمایا) لیکن
عرفہ کے دن زوال کے بعد اس کا حق تعالیٰ نے کوئی جواب نہیں دیا پھر جب
مزدلفہ کی صبح ہوئی تو پھر آپ نے وہی الفاظ دہرائے حق تعالیٰ نے
آپ کو جواب دیا میں نے انہیں بخش دیا (فرماتے ہیں) پھر رسول اللہ صلعم
مسکرائے تو آپ سے آپ کے بعض صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم!
آپ ایک ایسے وقت میں مسکرائے جس وقت میں مسکرایا نہیں کرتے تھے فرمایا
میں اللہ کے دشمن ابلیس پر ہنسا کیونکہ جب اس نے دیکھا کہ حق تعالیٰ
نے میری امت کے بارے میں میری دعا منظور فرما لی اور میری مراد پوری
کر دی تو وہ واویلا اور فریاد اور شور و غل کرنے لگا اور اپنے
سر پر مٹی ڈالنے لگا۔

سعید بن جبیرؒ: اس حال میں کہ رسول اللہ صلعم عرفہ کے دن عرفات
میں اس جگہ تھے جہاں حاجی اللہ کی طرف اپنے ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگا
کرتے ہیں کہ اچانک آپ پر حضرت جبرئیلؑ اترے اور بولے محمدؐ! اونچا
اور سب سے اونچا آپ کو سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ حاجی میرے

الذی ترفع العباد فیه ایدیهم الی الله تعالیٰ و
یعجون بالدعاء اذ هبط علیه جبریل علیه السلام
وقال یا محمد ان العلی الاعلی یقرأ علیك السلام
ویقول لك هولاء حجاج بیتی و زواری وحق علی المزور
ان یکرم الزائر اشهدك و اشهد ملائکتی أنی
قد غفرت لهم جمیعا و هکذا افعل بزوار یوم
الجمعة وعن علی رضی الله عنه انه لما کان عشیة
یوم عرفة و رسول الله صلی الله علیه و سلم
واقف اقبل علی الناس بوجهه فقال مرحبا
بوفد الله ثلاث مرات الذین اذا سألوا اعطوا
وتخلف علیهم نفقاتهم فی الدنیا وتجعل لهم
عند الله فی الآخرة مکان کل درهم الف الا
ابشرکم قالوا بلی یا رسول الله قال فانه اذا
کان فی هذه العشیة ینزل الله الی سماء الدنیا
ثم یامر ملائکته فیهبطون الی الارض فلو
طرحت ابرة لم تسقط الا علی رأس ملك فیقول
الله عزوجل یا ملائکتی انظروا الی عبادی جاؤونی
شعثا غبرا من اطراف البلاد هل تسمعون ما
سألونی قالوا یا ربنا یسألونك المغفرة فیقول
سبحانه و تعالی اشهدکم انی قد غفرت لهم
ثلاث مرات فافیضوا من موقفکم مغفورا لکم۔

فصل : فی تفضیل صیامه وما ورد فیه من
الصلوات وما امر به من صنوف الدعوات اخبرنا
هبة الله بن المبارك قال انبانا احمد بن محمد
باسناده عن عبد الرحمن بن زید بن اسلم عن

گھر کے حج کے لئے اور میری زیارت کے لئے آئے ہیں اور میزبان کا فرض
ہے کہ اپنے مہمانوں کی خاطر تواضع کرے میں آپ کو اور اپنے فرشتوں کو اس
پر گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب حاجیوں کو بخشدیا اور میں یہی سلوک جمعہ
کے دن زیارت کرنے والوں کے ساتھ کروں گا۔

حضرت علی رضؓ : جب عرفہ کے دن نبی صلعم عرفات میں زوال کے بعد قیام
فرما تھے تو آپ نے لوگوں کی طرف رخ کر کے تین بار فرمایا اللہ کے وفد
کے لئے مرحبا ہو یعنی ان پر کہ اگر وہ مانگیں تو ان کو دیا جائے اور دنیا میں
بھی ان کے خرچ کا عوض دیا اور اللہ کے پاس آخرت میں ہر درہم کے
بدلہ ایک ہزار درہم ملیں گے کیا میں تم کو مژدہ نہ سناؤں ؟ لوگ بولے کہ
ضرور سنایئے فرمایا جب اس دن کا زوال ہوتا ہے تو حق تعالیٰ دنیوی
آسمان پر اترتا ہے پھر فرشتوں کو زمین پر اترنے کا حکم فرماتا ہے تو
زمین پر بے شمار فرشتے اتر آتے ہیں اور اس قدر ہوتے ہیں کہ اگر سوئی
پھینکی جائے تو کسی نہ کسی فرشتے کے سر پر ہی گرے گی حق تعالیٰ فرماتا
ہے کہ اے میرے فرشتو ! میرے بندوں کو دیکھو یہ شہروں کے اطراف سے
میرے پاس اس حال میں آئے ہیں کہ ان کے بال پراگندہ ہیں اور خود غبار
آلودہ ہیں کیا تم نے سنا کہ یہ مجھ سے کیا مانگ رہے ہیں ؟ فرشتے
عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب یہ آپ سے بخشش مانگ
رہے ہیں ؟ حق تعالیٰ تین بار فرماتا ہے کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں
کہ میں نے انہیں بخش دیا لہٰذا اپنے اس موقف سے بخشے ہوئے
واپس ہو جاؤ۔

★

عرفہ کے روزے کی فضیلت اور عرفہ کے دن جن نمازوں اور
دعاؤں کا حکم ہے ان کا بیان۔

ہمیں ہبتہ اللہ بن مبارک نے خبر دی انہیں احمد بن محمد نے اپنی اسناد
سے عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے اور انہوں نے زید بن اسلم سے خبر دی

ابیہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
من صام یوم عرفۃ غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ
وما تاخر لسنۃ واخبرنا ھبۃ اللہ باسنادہ
عن ابی قتادۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم انہ قال صیام یوم عرفۃ کفارۃ سنتین
سنۃ ماضیۃ وسنۃ مستقبلۃ واما الصلاۃ
فما اخبرنا بہ ھبۃ اللہ قال انبانا الشیخ ابو علی
الحسن بن احمد عبد اللہ المقری قال انبانا
ابو الفتح ھلال بن محمد بن جعفر الحفار قال
انبانا ابو الحسن علی بن احمد الحلوانی انبانا موسی
بن عمران البلخی انبانا ابو یوسف بن موسی القطان
انبانا عمر بن نافع انبانا مسعود ابن واصل انبانا
النھاس بن فھم عن قتادۃ عن سعید بن المسیب
عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من صلی یوم عرفۃ بین الظھر
والعصر اربع رکعات یقراء فی کل رکعۃ فاتحۃ
الکتاب مرۃ وقل ھو اللہ احد خمسین مرۃ
کتب لہ الف الف حسنۃ ورفع لہ بکل حرف
فی القرآن درجۃ فی الجنۃ ما بین کل درجۃ مسیرۃ
خمسمائۃ عام ویزوجہ اللہ بکل حرف فی
القرآن سبعین حوراء مع کل حوراء سبعون
الف مائدۃ من الدر والیاقوت
علی کل مائدۃ سبعون الف
لون بین لحم طیر خضر بردہ برد الثلج وحلاوتہ
حلاوۃ العسل وریحہ ریح المسک لم تمسسہ

کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو عرفہ کا روزہ رکھے اس کے ایک سال قبل کے
تمام گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

ہمیں ہبۃ اللہؒ نے اپنی اسناد سے ابو قتادہؓ سے اور انھوں نے نبی صلعم
سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا کہ عرفہ کا روزہ اگلے پچھلے دو سالوں کے گناہوں
کا کفارہ بن جاتا ہے۔

ہمیں ہبۃ اللہ نے خبر دی انہیں شیخ ابو علی بن حسن بن احمد بن عبد اللہ مقری
نے خبر دی انہیں ابو الفتح ہلال بن محمد بن جعفر حفار نے خبر دی انہیں ابو الحسن
علی بن احمد حلوائی نے خبر دی انہیں موسےٰ ابن عمران بلخی نے خبر دی انہیں
ابو یوسف بن موسیٰ بن قطان بن عمر بن نافع نے خبر دی، انہیں مسعود بن
واصل نے خبر دی، اور انہیں نہاس بن فہم نے قتادہ سے خبر دی، وہ
سعید بن مسیب سے اور وہ ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس نے عرفہ کے دن ظہر و عصر کے درمیان چار رکعت
نماز پڑھی اور ہر رکعت میں ایک بار فاتحہ اور ۵۰ بار سورہ اخلاص
پڑھی تو اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھی گیئں اور اس کے لئے قرآن
کے ہر حرف کے عوض جنت میں ایک ایک درجہ بلند کر دیا گیا اور ہر دو
درجوں کے درمیان پانچسو برس کی مسافت کا فاصلہ ہوگا اور قرآن
پاک کے ہر حرف کے عوض حق تعالےٰ اس کا نکاح ستر حوروں سے
کرائے گا اور ہر حور کے پاس مروارید و یاقوت کے ستر ہزار خوان
ہونگے اور ہر خوان پہ ستر ہزار قسم کے کھانے ہوں گے جن میں سبز
پرندوں کا گوشت بھی ہوگا جو برف کی مانند ٹھنڈا، شہد کی طرح
میٹھا اور مشک کی طرح خوشبو دار ہوگا اور نہ وہ آگ میں پکایا گیا
ہوگا اور نہ چھری سے کٹا ہوا ہوگا اور اوّل و آخر کھانے ہم ذائقہ
ہونگے پھر اس کے پاس دو پرندے آئیں گے جن کے دونوں بازو
سرخ یاقوت کے ہونگے اور چونچ سونے کی ہوگی اور ہر پرندے
کے ستر ہزار پر ہونگے پھر وہ انتہائی کیف انگیز آواز سے جیسے آج

نار ولا احد يد لا يجد لآخره طعما كما يجد لاوله
ثم ياتيهم طائر جناحاه من ياقوتتين حمراوين
ومنقاره من ذهب له سبعون الف جناح فينادى
بصوت لذيذ لم يسمع السامعون بمثله ويقول
مرحبا باهل عرفة وقال يسقط ذلك الطير
فى صحفة الرجل منهم فيخرج من تحت كل
جناح من اجنحته سبعون لونا من الطعام
فياكل منها ثم ينتفض فيطير فاذا وضع فى
قبره اضاء له بكل حرف فى القرآن نور حتى
يرى الطائفين حول البيت ويفتح له باب من
ابواب الجنة ثم يقول عند ذلك رب اقم الساعة
رب اقم الساعة مما يرى من الثواب والكرامة

واخبرنا هبة الله بن المبارك قال انبانا الحسن
باسناده عن على بن ابى طالب رضى الله عنه
وعبد الله بن مسعود رضى الله عنه قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى يوم
عرفة ركعتين يقرأ فى كل ركعة فاتحة الكتاب
ثلاث مرات فى كل مرة يبدأ ببسم الله الرحمن
الرحيم ويختمها بآمين ثم يقرأ قل يا ايها الكافرون
ثلاث مرات وقل هو الله احد مرة يبدأ
فى كل مرة ببسم الله الرحمن الرحيم الا قال الله
تعالى اشهدوا انى قد غفرت له ذنوبه۔

واما الدعوات فما اخبرنا هبة الله بن المبارك
عن القاضى الشريف ابى الحسن محمد بن على
المهتدى بالله عن ابى الفتح يوسف بن عمر بن مسرور

تک کسی نے نہیں سنا اعلان کرتے ہیں اور کہتے ہیں عرفہ والوں کے لئے
خوش آمدید ہو پھر یہ پرندہ ہر شخص کی رکابی میں گر جائے گا اور
اس کے ہر پر کے نیچے سے ستر ہزار قسم کے کھانے برآمد ہوں گے اور
وہ ان میں سے کھائے گا پھر وہ اپنے پر جھاڑ کر اُڑ جائیں گے اور
جب وہ شخص اپنی قبر میں اتارا جاتا ہے تو قرآن کے ہر حرف کے
عوض اس کے لئے نور روشن ہو جاتا ہے حتیٰ کہ وہ کعبہ اقدس کے
طواف کرنے والوں کو دیکھتا ہے اور اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ
کھول دیا جاتا ہے پھر وہ اس وقت کہتا ہے کہ اے پروردگار قیامت
لے آ، اے رب قیامت قائم فرما کیونکہ اپنے اوپر اللہ تعالےٰ کی
مہربانیاں اور ثواب دیکھتا ہے۔

ہمیں ہبۃ اللہ بن مبارک نے خبر دی انہیں اپنی اسناد سے حسنؓ
نے علی رضا اور ابن مسعودؓ سے خبر دی کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ
جو عرفہ کے دن دوگانہ ادا کرے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ معہ
بسم اللہ کے تین تین بار پڑھے تو حق تعالےٰ اس کے لئے یہ ضرور فرماتا
ہے کہ فرشتو گواہ رہو میں نے اس کے گناہ بخش دئے۔

ہمیں ابن مبارک نے قاضی شریف ابوالحسن محمد بن علی بن مہتدی
باللہ سے انہوں نے ابوالفتح یوسف بن عمر سے اور انھوں نے مسروق
فراس سے خبر دی انہیں عبداللہ بن احمد بن ثابت بزاز نے خبر دی
انہیں ایوب یعنی ابن ولید ضریر نے خبر دی، انہیں ابوالنصر یعنی
ہاشم بن قاسم نے محمد بن فضل عطیہ سے خبر دی اور وہ اپنے والد
عطیہ سے اور وہ عبداللہ بن عمر لیثی سے اور وہ ابن عمر لیثی سے
روایت کرتے ہیں کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ حق تعالےٰ شانہ نے حضرت
عیسےٰ کو بطور ہدیہ کے حضرت جبرئیل کے ذریعہ پانچ دعائیں بھیجیں
اور حضرت عیسےٰ سے فرمایا کہ ان پانچ دعاؤں کو پڑھتے رہا کرو کیونکہ
دس دن کی عبادتوں سے بہتر اور زیادہ محبوب اللہ کو کسی اور دن کی

القواس قال انبانا عبد الله بن احمد بن ثابت البزاز انبانا ايوب يعني ابن الوليد الضرير انبانا ابو النضر يعني الهاشم بن القاسم عن محمد بن الفضل بن عطية عن ابيه عن عبد الله بن عمر الليثي عن ابيه رضي الله عنه قال بلغنا ان الله تعالى اهدى الى عيسى عليه السلام خمس دعوات جاء بهن جبريل عليه السلام وقال لعيسى عليه السلام ادع بهولاء الخمس دعوات فانه ليس عبادة احب الى الله تعالى من عبادة ايام العشر اولهن لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد يحيي ويميت بيده الخير وهو على كل شيء قدير والثانية اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له الها واحدا صمدا لم يتخذ صاحبة ولا ولدا والثالثة اشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد يحيي ويميت وهو حي لا يموت بيده الخير وهو على كل شيء قدير والرابعة حسبي الله وكفى سمع الله لمن دعا ليس وراء الله منتهى والخامسة اللهم لك الحمد كما تقول وخيرا مما تقول اللهم لك صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي ولك يارب تراثي اللهم اني اعوذبك من عذاب القبر ومن شتات الامر اللهم اني أسألك من خير ما تجري به الريح فسأل الحواريون عيسى ابن مريم عليه السلام وقالوا ما ثواب من دعا بهذه الدعوات فقال اما من قال

عبادت نہیں۔ پہلی دُعا یہ ہے: اللہ کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے تعریفیں ہیں، وہی حیات و موت پر قادر ہے، اسی کے ہاتھ میں تمام بھلائیاں ہیں اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ دوسری دعا یہ ہے: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حق تعالیٰ شانہ کے علاوہ کوئی حق دار عبادت نہیں، وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں وہ یکتا معبود ہے بے نیاز ہے اور بیوی اور بچوں والا نہیں، تیسری دعا یہ ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کی بادشاہت ہے اور اسی کی تعریفیں ہیں وہی حیات و موت کا مالک ہے، وہی زندہ ہے اس پر فنا نہیں، اسی کے ہاتھ میں ہر طرح کی بھلائیاں ہیں اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے، چوتھی دعا یہ ہے: مجھے حق تعالیٰ کافی ہے اور بس ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی جس نے اس سے دُعا کی اور اس کے پیش نظر اللہ ہی ہے پانچویں دعا یہ ہے کہ اے اللہ تیرے ہی لئے وہ تعریفیں ہیں جو تو بیان فرماتا ہے اور جو ہمارے بیان سے بہتر ہیں، اے اللہ! تیرے ہی لئے میری نماز اور میری قربانی ہے اور میری زندگی اور میری موت ہے اور اے رب میری میراث تیرے ہی لئے ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے قبر کے عذاب سے اور اپنے کاموں کی پراگندگی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ سے اس چیز کی پناہ مانگتا ہوں جسے ہوا لے کر چلتی ہے۔

حواریوں نے حضرت عیسیٰؑ سے کہا کہ انہیں کیا ثواب ملے گا جو ان پانچوں دعاؤں کو پڑھ کر حق تعالیٰ سے دعائیں مانگیں فرمایا جو شخص سو بار پہلی دُعا پڑھ لے تو اس جیسے دن میں اس جیسا عمل روئے زمین پر کسی کا نہ ہوگا اور قیامت کے دن اس کے پاس

الاولیٰ مائۃ مرۃ فانہ لا یکون لاحد من اھل
الارض عمل مثل ذلک العمل فی ذلک الیوم
وکان اکثر العباد حسنات یوم القیامۃ و
من قال الثانیۃ مائۃ مرۃ کتب اللہ لہ
ألف ألف حسنۃ ومحا عنہ مثلھا سیئات۔
ورفع لہ عشرۃ آلاف درجۃ فی الجنۃ ومن قال
الثالثۃ مائۃ مرۃ نزل سبعون الف ملک
من سماء الدنیا رافعی اید یھم یصلون علی
من قالھا ومن قال الرابعۃ مائۃ مرۃ
تلقاھا ملک ویضعھا بین یدی الرحمٰن
عزوجل فینظر الی من قالھا ومن نظر اللہ
تعالیٰ الیہ لم یشق وقالوا یا عیسیٰ فما ثواب
من قال الخامسۃ قال ھی دعوتی ولم یؤذن
لی فی تفسیرھا۔

واخبرنا ھبۃ اللہ بن المبارک عن الحسن
بن احمد بن عبد اللہ المقری باسنادہ عن خلیفۃ
ابن الحسین عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
انہ قال کان اکثر ما یدعو بہ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم عشیۃ عرفۃ یقول اللھم لک الحمد
کما تقول وخیرا مما تقول اللھم لک صلاتی
ونسکی ومحیای ومماتی ولک یارب تراثی اللھم
انی اعوذبک من عذاب القبر وفتنۃ الصدر
وشتات الامر اللھم انی اسألک من خیر ما
تجری بہ الریح واخبرنا ھبۃ اللہ بن المبارک
باسنادہ عن موسیٰ بن عبیدۃ عن علی بن ابی طالب

سب سے زیادہ نیکیاں ہونگی اور جو دوسری دُعا سو بار پڑھ لے اللہ تعالےٰ
اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھ لے گا اور اس کی اتنی ہی برائیاں مٹا
دے گا اور جنت میں دس ہزار درجے بڑھا دیگا اور جو تیسری دُعا
سو بار پڑھ لے تو ستر ہزار فرشتے دنیوی آسمان سے اپنے ہاتھ اٹھائے
ہوئے اور اس کے حق میں دعا کرتے ہوئے اتریں گے اور جو چوتھی دُعا
سو بار پڑھ لے تو ایک فرشتہ اس دعا کو لے کر عزت وجلال والے
مہربان اللہ کے آگے جا رکھے گا اور حق تعالےٰ اس دُعا کے پڑھنے
والے پر نگاہِ رحمت ڈالے گا اور جس کی طرف حق تعالےٰ نگاہِ رحمت
سے دیکھ لیتا ہے وہ اللہ کی رحمت سے محروم نہیں رہتا۔

لوگوں نے کہا کہ اے حضرت عیسےٰ (علیہ السلام) اگر کوئی
پانچویں دعا پڑھ لے تو اسے کیا ملے گا؟ فرمایا وہ میری دعا ہے
اور اس کا ثواب بیان کرنے کی مجھے اجازت نہیں۔

ہمیں ہبۃ اللہ بن مبارک نے حسن بن احمد بن عبد اللہ مقری
سے ان کی اسناد سے خبر دی اور وہ خلیفہ بن حسین سے اور وہ
حضرت علی رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضہ نے فرمایا کہ
عرفہ کے زوال کے بعد نبی صلعم کثرت سے جو دعا مانگا کرتے تھے وہ
یہ ہے کہ اے اللہ تیرے ہی لئے تیرے بیان کے مطابق بڑائیاں ہیں
اور ہماری ذکر کردہ تعریفوں تو بہت بہتر ہے اے اللہ! میری نماز
میری قربانی میری زندگی اور میری موت تیرے ہی لئے ہے اور اے میرے
پروردگار میری میراث بھی تیرے ہی لئے ہے اے اللہ میں تجھ سے
عذاب قبر سے، دل کے فتنوں سے اور پراگندہ خیالات سے پناہ مانگتا
ہوں اے اللہ میں تجھ سے وہ خیر مانگتا ہوں جسے ہوا لے کر چلتی ہے

ہمیں ہبۃ اللہ بن مبارک نے اپنی اسناد سے موسیٰ بن عبیدہ سے
اور انہوں نے حضرت علی رضہ سے خبر دی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا
کہ عرفہ میں میری اور مجھ سے پہلے تمام نبیوں کی کثرت سے یہ دُعا ہے

رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اکثر دعائی ودعاء الانبیاء من قبلی بعرفة لا الہ
الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد
وھو علی کل شیء قدیر اللھم اجعل فی قلبی
نورا وفی سمعی نورا وفی بصری نورا اللھم اشرح
لی صدری ویسر لی امری اللھم انی اعوذبک
من وساوس الصدر وفتنة القبر وشتات
الامر اللھم انی اعوذبک من شر مایلج فی اللیل
ومن شر مایلج فی النھار ومن شر ماتھب بہ
الریاح ومن شر بوائق الدھر وروی الضحاک
رحمہ اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ
قال فی حجة الوداع حین اجتمعوا بعرفة ھذا
یوم الحج الاکبر ولا حج لمن لم یواف عرفة الیوم
واللیلة فالیوم دعاء وسؤال الرب عزوجل
وھو یوم تھلیل وتکبیر وتلبیة انہ من وافی
ھذا الیوم فی ھذا المکان وحرم سؤال ربہ
عزوجل فھو المحروم وانکم تدعون جوادا لا
یبخل وحلیما لا یجھل وعالما لا ینسی انہ
من صام یوم عرفة مقیما فی اھلہ فقد صام
عاما امامہ وعاما خلفہ۔

فصل : واما ما اختص بہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من الدعاء فی عشیة عرفة
فھو ما اخبرنا بہ ھبة اللہ بن المبارک قال
انبانا القاضی ابو القاسم عبد الرحمن بن الحسن
بن عبد الکریم العسکری قال حدثنا علی بن

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں
اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کی تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز
پر خوب قادر ہے اے اللہ میرے دل میں میرے کانوں میں اور میری
آنکھوں میں نور پیدا فرما اے اللہ میرے لئے میرا دل کھول دے اور
اور میرے لئے میرا کام آسان فرما دے اے اللہ دل کے وسوسوں
سے، قبر کے فتنوں سے اور کام کی پراگندگی سے مجھے تیری پناہ اے
اللہ میں تجھ سے اس چیز کی برائی سے جو رات میں داخل ہوتی ہے
اور اس چیز کی برائی سے جو دن میں داخل ہوتی ہے۔ اور اس
چیز کی برائی سے جسے ہوائیں لے کر چلتی ہیں اور حوادث زمانہ
کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

ضحاکؒ از نبی اکرم صلعم: حجۃ الوداع میں جب حاجی عرفہ
کے دن زوال کے بعد عرفات میں جمع ہوگئے تو آپ نے ان سے فرمایا
یہ حج اکبر کا دن ہے اور اس کا حج نہ ہوگا جو آج کے دن اور رات
میں عرفات میں نہیں پہنچا آج کا دن حق تعالیٰ سے دعا وسوال کا
ہے اور لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر اور لبیک لبیک اللھم لبیک لا شریک لک
لبیک ان الحمد والنعم: لک والملک لا شریک لک پڑھنے کا ہے دیکھو
جس نے یہ دن اس جگہ پایا اور اپنے عزت وجلال والے رب سے سوال سے محروم
رہا وہی محروم ہے اور تم ایسے سخی سے مانگتے ہو جو بخیل نہیں اور ایسے حلیم سے جو
جاہل نہیں اور ایسے علم والے سے جو بھولتا نہیں دیکھو جس نے اپنے گھر رہ کر عرفہ
کا روزہ رکھا تو اس نے ماضی اور مستقبل دو سال کے روزے رکھے۔

عرفات میں رسول اللہ صلعم کی خاص دعا

ہمیں ہبۃ اللہ بن
مبارک نے خبر دی انہیں قاضی ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد الکریم عسکری
نے خبر دی، ان سے علی بن محمد بن عبد اللہ نے، ان سے محمد بن عبد اللہ بن
ابراہیم نے، ان سے ابو شیبہ محمد بن احمد نے ان سے علی نے، ان سے
مسلم نے حدیث بیان کی، انہیں ابن ابی فدیک نے خبر دی ان سے

محمد بن عبید اللہ المعدل قال حدثنا محمد
بن عبد اللہ بن ابراهیم حدثنا محمد بن احمد
ابو شیبۃ حدثنا علی حدثنا مسلم انبانا ابن ابی
فدیك قال حدثنی ابراهیم بن فضل المخزومی
عن سلیمان بن زید عن هرم بن حیان عن علی
بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس فی الموقف بعرفۃ
قول ولا عمل افضل من هذا الدعاء واول
من ینظر اللہ الیہ صاحبہ وهو انہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان اذا وقف بعرفۃ استقبل
القبلۃ بوجهہ وبسط یدیہ کهیئۃ الداعی
ثم یلبی ثلاثا ویقول لا الہ الا اللہ وحدہ
لا شریك لہ لہ الملك ولہ الحمد یحیی ویمیت
بیدہ الخیر وهو علی کل شیء قدیر مائۃ
مرۃ ثم یقول لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی
العظیم اشهد ان اللہ علی کل شیء قدیر وأن
اللہ قد احاط بکل شیٔ علما یقول ذلك مأۃ مرۃ ثم یتعوذ
باللہ من الشیطان الرجیم ویقول ان اللہ هو السمیع العلیم یقولها
ثلاث مرات ثم یقرأ فاتحۃ الکتاب ثلاث مرات ویبدأ
فی کل مرۃ ببسم اللہ الرحمن الرحیم ویختمها بآمین ویقرأ قل هو اللہ
احد مائۃ مرۃ ثم یقول بسم اللہ الرحمن الرحیم اللهم صل علی
النبی الامی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مائۃ مرۃ
ثم یدعو اللہ عز وجل بما شاء فیقول اللہ تعالیٰ
لملائکتہ انظروا الی عبدی توجہ الی بیتی
وکبرنی ولبانی وسبحنی ووحدنی وهللنی وقرأ

ابراہیم بن فضل مخزومی نے حدیث بیان کی، وہ سلیمان بن زید سے، وہ ہرم بن حیان سے اور وہ حضرت علی بن ابی طالب رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا عرفہ کے دن موقف میں کوئی قول اور عمل اس دعا سے افضل نہیں اور سب سے پہلے حق تعالیٰ شانہ جس کی طرف نگاہ رحمت فرماتا ہے وہ اسی دعا کا پڑھنے والا ہے وہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلعم جب عرفہ کے دن موقف میں قیام فرماتے تو قبلہ رخ کھڑے ہو جاتے اور دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کرنے والے کی ہیئت بنا کر تین بار تلبیہ فرماتے پھر یہ دعا فرماتے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے برائیاں ہیں وہی حیات و موت کا مالک ہے اسی کے ہاتھ میں ہر طرح کی بھلائیاں ہیں اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے (سو بار) پھر فرماتے طاقت و قوت اللہ ہی کے ساتھ ہے جو بلند و عظیم ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے اور اللہ کے علم نے ہر چیز گھیر لی ہے (سو بار) پھر فرماتے ہیں شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں پھر تین بار فرماتے اللہ ہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے پھر تین بار معہ بسم اللہ اور آمین کے سورہ فاتحہ پڑھتے اور سو بار سورۂ اخلاص تلاوت فرماتے پھر سو بار فرماتے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اے اللہ امی نبی پر صلوٰۃ اور اپنی رحمتیں اور برکتیں بھیج پھر حق تعالیٰ سے حسب مرضی دعائیں مانگتے رہتے تھے پھر حق تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہتا ہے میرے بندے کو دیکھو کہ وہ میرے گھر کی طرف متوجہ ہے اور میری بڑائی بیان کر رہا ہے اور میرے لئے لبیک لبیک کہہ رہا ہے اور میری پاکی بیان کر رہا ہے اور میری توحید تسلیم کر کے اس کا اظہار کر رہا ہے اور لا الٰہ الا اللہ کے ذکر میں مصروف ہے اور قرآن پاک کی جو سورتیں مجھے انتہائی پیاری ہیں ان کی تلاوت میں لگا ہوا ہے اور میرے رسول پر درود بھیج رہا ہے (فرشتو!) میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے

باحب السور الی وصلی علی رسولی اشھد کم انی قد قبلت عملہ واوجبت لہ اجرہ وغفرت لہ ذنوبہ وشفعتہ فیما سألنی۔

فصل : فی دعاء جبریل ومیکائیل والخضر علیہم السلام عشیۃ عرفۃ اخبرناھبۃ اللہ ابن المبارک قال انبانا الحسن بن احمد بن عبد اللہ المقری قال اخبرنا الحسین بن عمران المؤذن قال حدثنا ابو القاسم الفامی قال حدثنا ابو علی الحسن بن علی قال حدثنا احمد بن عمار انبانا محمد بن مھدی قال حدثنی ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتمع البری والبحری یعنی الیاس والخضر علیہما السلام کل عام بمکۃ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما وبلغنا انہ یحلق احدھما رأس صاحبہ فیقول احدھما للآخر قل بسم اللہ ماشاء اللہ لایأتی بالخیر الا اللہ بسم اللہ ماشاء اللہ لایصرف السوء الا اللہ بسم اللہ ماشاء اللہ ومابکم من نعمۃ فمن اللہ بسم اللہ ماشاء اللہ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قالھا کل یوم أمن من الغرق والحرق والسرق ومن کل شیء یکرھہ حتی یمسی ومن قالھا حین یمسی کان فی حرز اللہ حتی یصبح واخبرناھبۃ اللہ بن المبارک قال أنبانا الحسن بن احمد الازھری قال أنبانا

اس کا عمل قبول کر لیا اور اس کا اجر اس کے لئے واجب کر دیا اور اس کے تمام گناہ بخش دئے اور میں نے اس کی تمام مرادیں پوری کیں۔

جبرئیلؑ، میکائیلؑ اور خضرؑ کی عرفہ کی دعا

ہمیں ہبۃ اللہ بن مبارک نے خبر دی انہیں حسن بن احمد بن عبد اللہ مقری نے خبر دی، انہیں حسین بن عمران مؤذن نے خبر دی ان سے ابو القاسم فامی نے حدیث بیان کی ان سے ابو علی حسن بن علی نے بیان کیا، ان سے احمد بن عمار نے بیان کیا، انہیں محمد بن مھدی نے خبر دی، ان سے ابن جریج نے بیان کیا اور وہ عطاءؒ سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خشکی اور تری والے یعنی حضرت الیاسؑ وخضر علیہما السلام ہر سال مکہ میں جمع ہوتے ہیں، ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا سر مونڈتا ہے اور ان میں سے ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ کہو بسم اللہ، ماشاء اللہ خیر کو اللہ ہی لاتا ہے بسم اللہ ماشاء اللہ برائی اللہ ہی ہٹاتا ہے بسم اللہ ماشاء اللہ تمہارے پاس جو نعمت ہے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے بسم اللہ ماشاء اللہ اور قوت وطاقت اللہ ہی کے ذریعہ ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا جس نے یہ دعا روزانہ صبح کو پڑھ لی وہ ڈوبنے سے جلنے سے، چوری سے اور ہر ناگوار خاطر چیز سے شام تک محفوظ رہے گا اور جس نے شام کو پڑھ لی وہ صبح تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔

ہمیں ہبۃ اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں حسن بن احمد ازہری کا نے خبر دی، انہیں ابو طالب بن حمدان بکری نے خبر دی، انہیں اسماعیل نے خبر دی ان سے عباس دوری نے بیان کیا۔ انہیں عبید اللہ بن اسحٰق عطار بن محمد بن بشر قیس نے خبر دی، وہ عبد اللہ حسن سے، وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ علیؓ نے

ابوطالب بن محمد ان البکری قال انبانا اسماعیل قال حدثنا عباس الدوری قال انبانا عبید اللّٰہ بن اسحاق العطار قال انبانا محمد بن المبشر القیسی عن عبد اللّٰہ الحسن عن ابیہ عن جدہ عن علی رضی اللّٰہ عنہ قال یجتمع فی کل یوم عرفۃ لعرفات جبریل ومیکائیل واسرافیل والخضر علیہم السلام فیقول جبریل ماشاء اللّٰہ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ فیرد علیہ میکائیل فیقول ماشاء اللّٰہ کل نعمۃ من اللّٰہ فیرد علیہ اسرافیل فیقول ماشاء اللّٰہ الخیر کلہ بید اللّٰہ فیرد علیہم الخضر فیقول لا یدفع السوء الا اللّٰہ ثم یتفرقون ولا یجتمعون الی قابل ذلک الیوم واللّٰہ اعلم۔

فصل : قال ابن جریج بلغنی انہ کان یؤمر ان یکون اکثر دعاء المسلم فی الموقف ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار وروی مجاھد عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال عند الرکن الیمانی ملک قائم منذ خلق اللّٰہ تعالیٰ السمٰوات والارض یقول آمین لمن یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار عن حماد بن ثابت قال انہم قالوا لانس بن مالک رضی اللّٰہ عنہ ادع لنا فقال اللّٰھم ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار قالوا زدنا فاعادھا قالوا زدنا قال ما تریدون قد سالت اللّٰہ لکم خیر الدنیا والآخرۃ وقال انس رضی اللّٰہ عنہ کان

فرمایا کہ ہر عرفہ کے دن عرفات میں جبرئیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، اسرافیل علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام جمع ہوتے ہیں۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں ماشاء اللّٰہ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ یعنی حق تعالیٰ کا چاہا ہوا ہوتا ہے اور طاقت و قوت اللّٰہ تعالیٰ ہی کے ذریعہ ہے۔ اس کا جواب حضرت میکائیل علیہ السلام ان الفاظ میں دیتے ہیں اللّٰہ کا چاہا ہوا ہوتا ہے اور ہر نعمت اللّٰہ ہی کی طرف سے ہے ان کو حضرت اسرافیل علیہ السلام یہ جواب دیتے ہیں جو کچھ اللّٰہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور ہر طرح کی بھلائی اللّٰہ کے ہاتھ میں ہے اس کا حضرت خضر علیہ السلام یہ جواب دیتے ہیں اللّٰہ کا چاہا ہوا ہوتا ہے اور برائی کو اللّٰہ ہی دفع کرتا ہے پھر یہ سب الگ الگ ہو جاتے ہیں اور آنے والے سال کے اس دن تک جمع نہیں ہوتے واللّٰہ اعلم۔

عرفات کی دعائیں

ابن جریج : مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ موقف میں مسلمانوں کی کثرت سے یہ دُعا ہو ربنا آتنا فی الدنیا الخ یعنی اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی نیکی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

مجاہدؒ از ابن عباسؓ : رکن یمانی کے پاس ایک فرشتہ اس وقت سے کھڑا ہے جب سے کائنات عالم کی پیدائش ہوئی اور وہ دعاؤں پر آمین کہتا ہے لہٰذا یہاں ربنا آتنا فی الدنیا الخ پڑھا کرو۔

حمادؒ بن ثابت : لوگوں نے اپنے لئے انسؓ بن مالک سے دُعا کرنے کی درخواست کی آپ نے یہی دُعا پڑھی، لوگوں نے کہا اور دُعا کیجئے آپ نے پھر یہی دعا لوٹا دی لوگوں نے کہا اور اضافہ کیجئے فرمایا اب اور کیا چاہتے ہو؟ میں نے تمہارے لئے حق تعالیٰ جل مجدہٗ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی مانگ لی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صلعم کثرت سے یہی دُعا مانگا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکثران یدعوبھا یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ وقنا عذاب النار وقد ذکر اللہ تعالیٰ من دعا بھذا الدعاء جعل لہ نصیبا وحظا من فضلہ ورحمتہ قال اللہ عزوجل فمن الناس من یقول ربنا آتنا فی الدنیا ای اعطنا ابلا وغنما وبقرا وعبیدا واماء وذھبا وفضۃ ینوی الدنیا فی کل شیء ولھا ینفق ولھا یعمل ولھا ینصب فھی ھمہ وسؤلہ وطلبتہ فقال اللہ عزوجل ومالہ فی الاخرۃ من خلاق یعنی حظا ولا نصیبا ومنھم من یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار وھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنون۔

واختلف العلماء فی معنی الحسنتین فقال علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ قولہ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ امراۃ صالحۃ وفی الاخرۃ حسنۃ الحور العین وقنا عذاب النار وھی المراۃ السوء وقال الحسن رحمہ اللہ فی الدنیا حسنۃ العلم والعبادۃ وفی الآخرۃ حسنۃ الجنۃ وقال السدی وابن حبان فی الدنیا حسنۃ ای رزقا حلالا واسعا وعملا صالحا وفی الآخرۃ حسنۃ ھی المغفرۃ والثواب وقال ابن عطیۃ رحمہ اللہ فی الدنیا حسنۃ العلم والعمل بہ وفی الآخرۃ حسنۃ تیسیر الحساب ودخول الجنۃ وقیل فی الدنیا حسنۃ التوفیق والعصمۃ وفی الآخرۃ حسنۃ النجاۃ والرحمۃ وقیل فی الدنیا حسنۃ اولادا ابرارا

کرتے تھے فرماتے تھے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ حق تعالیٰ شانہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو یہ دُعا مانگے گا تو حق تعالیٰ اس کے لئے اپنے فضل وکرم اور اپنی رحمت کا ایک حصّہ مقرر فرما دیگا فرمایا بعض لوگ دنیا ہی دنیا مانگتے ہیں یعنی اے اللہ ہمیں اونٹ، بکریاں، بیل، لونڈیاں، غلام، سونا اور چاندی وغیرہ عطا فرما اور ان کی ہر دُعا دنیا ہی کے لئے ہوتی ہے یہ دنیا ہی کے لئے خرچ کرتے ہیں، دنیا ہی کے لئے کام کرتے ہیں اور دنیا ہی کے لئے تکلیفیں اٹھاتے ہیں اور دنیا ہی ان کا سب سے بڑا مقصد ہوتا ہے اور ان کے سوالات وطلب کا مرکزی نقطہ دنیا ہی ہوتی ہے لیکن حق تعالیٰ ان کے حق میں فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور کچھ لوگ دنیا اور آخرت دونوں مانگتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں دنیوی سعادت بھی عطا فرما اور آخری سعادت بھی اور ہمیں جہنم کی آگ کے عذاب سے بچا یہ لوگ نبی اکرم صلعم اور تمام مومن ہیں دنیا اور آخرت کی نیکی کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت علیؓ: دنیوی نیکی سے نیک عورت مراد ہے اور اخروی نیکی سے بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں مراد ہیں اور آگ کے عذاب سے بری عورت مراد ہے۔ حسنؒ: دنیوی نیکی علم وعبادت ہے اور اخروی نیکی جنت ہے سُدّی ابن حبان: دنیوی نیکی فراخ وحلال روزی اور نیک عمل ہیں اور اخروی نیکی ثواب ومغفرت ہے۔

عطیہؒ: دنیوی نیکی عمل کے ساتھ علم ہے اور اخروی نیکی آسان حساب اور جنت کا ملنا ہے۔ بعض: دنیوی نیکی نیک عمل کرنے کی اور گناہوں سے بچنے کی توفیق ہے اور اخروی نیکی نجات ورحمت ہے۔

بعض: دنیوی نیکی سے نیک اولاد اور اخروی نیکی سے انبیائے کرام کی رفاقت مراد ہے۔ بعض: دنیوی نیکی مال وعیش ہے اور اخروی نیکی جہنم سے بچ جانا اور جنت کا مل جانا ہے۔

وفی الآخرۃ حسنۃ مرافقۃ الانبیاء وقیل فی الدنیا حسنۃ المال والنعمۃ وفی الاخرۃ حسنۃ تمام النعمۃ وھو الفوز من النار ودخول الجنۃ و قیل فی الدنیا حسنۃ الاخلاص وفی الاخرۃ حسنۃ الخلاص وقیل فی الدنیا حسنۃ الثبات علی الایمان وفی الآخرۃ حسنۃ السلام والرضوان وقیل فی الدنیا حسنۃ حلاوۃ الطاعۃ وفی الآخرۃ حسنۃ لذۃ الرؤیۃ وقال قتادۃ رحمہ اللہ فی الدنیا عافیۃ وفی الآخرۃ عافیۃ والذی یؤید ھذا التاویل ماروی ثابت البنانی عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاد رجلا قد صار مثل الفرخ المنتوف فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل کنت تدعو اللہ بشیء او تسالہ شیئا فقال کنت اقول اللھم ماکنت معاقبی بہ فی الآخرۃ نعجلہ لی فی الدنیا فقال صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ اذن لا تستطیعہ ولا تطیقہ ھلا قلت اللھم ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار قال فدعا اللہ عزوجل بھا نشفاہ وقال سھل ابن عبد اللہ رحمہ اللہ فی الدنیا السنۃ وفی الآخرۃ الجنۃ وعن المسیب عن عوف رحمہ اللہ انہ قال فی ھذہ الآیۃ من اتاہ اللہ عزوجل الاسلام والقرآن واھلا ومالا فقد اوتی فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ وعن عبد الاعلی بن وھب

بعض :- دنیوی نیکی سے اخلاص اور اخروی نیکی سے خلاص مراد ہے۔

بعض :- دنیوی نیکی سے ایمان پر ثابت قدمی اور اخروی نیکی سے سلامتی و رضا مراد ہے۔

بعض :- دنیوی نیکی سے عبادت کی حلاوت اور اخروی نیکی سے دیدار کی لذت مراد ہے۔

قتادہ رضؓ :- اس سے دنیا میں عافیت اور آخرت میں عافیت مراد ہے اس تفسیر کی تائید حضرت انس والی روایت سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک ایسے بیمار کی عیادت کی جو سوکھ کر کانٹا ہوگیا تھا، اور پر نوچے ہوئے چوزے کی مانند معلوم ہوتا تھا آپ نے پوچھا: کیا تم اللہ سے کچھ مانگا کرتے تھے؟ بولا میں یہ دعا مانگا کرتا تھا:-

کہ اے اللہ! اگر تو مجھے آخرت میں عذاب دینے والا ہے تو وہ دنیا ہی میں دے دے۔ فرمایا سبحان اللہ تب تو تم کو اس کے عذاب کی طاقت نہیں، تم نے یہ دعا اللھم ربنا آتنا فی الدنیا الخ کیوں نہیں مانگی؟ فرماتے ہیں پھر اس نے حق تعالےٰ شانہ سے یہی دعا مانگی اور حق تعالےٰ جل مجدہٗ نے اسے شفا بخشی۔

سہل بن عبد اللہ رحؒ :- دنیوی نیکی سنت پر چلنا اور اخروی نیکی جنت کا مل جانا ہے۔

مسیبؒ از عوف :- (اس آیت کی تفسیر میں) جسے حق تعالےٰ شانہ نے اسلام، قرآن، اور اہل و مال سے نوازا اسے دنیا میں نیکی دی گئی اور آخرت میں بھی نیکی عطا کی گئی۔

قال : سمعت سفیان الثوری رحمہ اللہ یحدث فی ھذہ الآیۃ قال فی الدنیا حسنۃ الرزق الطیب وفی الآخرۃ حسنۃ الجنۃ۔

عبد العلی از ابن وھب :۔ میں نے سفیان ثوریؒ سے اس آیت کے بارے میں سنا فرماتے تھے کہ دنیوی نیکی پاکیزہ روزی ہے اور اخروی نیکی جنت ہے۔

نویں مجلس

فی فضائل یوم الاضحی ویوم النحر قول اللہ عزوجل انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحران شانئک ھو الابتر قال عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما الکوثر ھو الخیر الکثیر، منہ القرآن والنبوۃ والنھر الذی فی الجنۃ وھو نھر یجری من بطنان الجنۃ باطنہ الدر المجوف وعلی حافتیہ قباب من الیاقوت الاخضر ماؤہ احلی من العسل والین من الزبد حمأتہ المسک الاذفر وترابہ الکافور الابیض وحصاؔ الدر والیاقوت یطرد مثل السھام اعطاہ اللہ تعالیٰ لنبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقال مقاتل رحمہ اللہ انا اعطیناک الکوثر ھو نھر فی بطنان الجنۃ وانما سمی الکوثر لانہ اکثر انھار الجنۃ خیرا وذلک النھر عجاج یطرد مثل السھم طینتہ المسک الاذفر ورضراضہ الیاقوت والزبرجد واللؤلؤ اشد بیاضا من الثلج و الین من الزبد واحلی من العسل حافتاہ قباب الدر المجوف کل قبۃ طولھا فرسخ فی فرسخ علیھا اربعۃ آلاف مصراع من ذھب فی

عید الضحیٰ اور یوم النحر کی فضیلت

حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا بلاشبہ ہم نے آپ کو (حوض) کوثر دیا لہٰذا آپ اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی کریں دیکھئے آپ کی برائی کرنے والا ہی مقطوع النسل ہے۔

حضرت ابن عباسؓ : کوثر بمعنی خیر کثیر ہے جس میں قرآن و نبوت بھی شامل ہیں اور وہ نہر بھی جو جنت میں ہے کوثر اس نہر کا بھی نام ہے جو وسط جنت میں جاری ہے اور خولدار موتیوں پر بہتی ہے اس کے دونوں ساحلوں پر سبز یاقوت کے گنبد ہیں اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور مکھن سے زیادہ نرم ہے اس کی کیچڑ خالص مشک ہے اور مٹی سفید کافور ہے اور اس کے سنگریزے موتی اور یاقوت ہیں اور اتنی تیز بہتی ہے جیسے تیر کمان سے نکل کر تیز جاتا ہے یہ نہر حق تعالیٰ نے اپنے نبی محمد رسول اللہ صلعم کو عطا فرمائی ہے۔

مقاتلؒ : کوثر وسط جنت کی نہر ہے اور اسے کوثر اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ جنت کی تمام نہروں میں خیر کے اعتبار سے افضل ہے یہ نہر موجیں مارتی ہوئی تیر کی طرح تیز بہتی ہے اس کی کیچڑ خالص مشک ہے اور سنگریزے یاقوت زبرجد اور مروارید ہیں۔ اس کا پانی برف سے زیادہ صاف وشفاف اور سفید ہے اور مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ شیریں ہے اس کے دونوں ساحلوں پر خولدار موتیوں کے گنبد ہیں اور ہر گنبد کا طول وعرض تین مربع میل ہے

كل قبة زوجة من الحور العين لها سبعون خادما
فقال النبي صلى الله عليه وسلم ليلة الاسراء قلت
لجبريل ما هذه الخيام فقال جبريل عليه السلام
هذه مساكن لازواجك في الجنة ويتفجر من
الكوثر اربعة انهار لاهل الجنان التي ذكرها
الله عزوجل في سورة محمد صلى الله عليه وسلم
احدها الماء والثاني اللبن والثالث الخمر والرابع
العسل قوله عزوجل فصل لربك وانحر قال
مقاتل رحمه الله يعني صل لربك الصلوات
الخمس وانحر البدن يوم النحر وقيل فصل لربك
يعني صلاة العيد وانحر يعني انحر البدن بمنى
وقيل ارفع يدك بالتكبير الى نحرك قيل وانحر
يعني استقبل القبلة بنحرك وقوله عزوجل
ان شانئك هو الابتر وذلك ان النبي صلى الله
عليه وسلم دخل المسجد الحرام من باب بني
سهم بن عمرو بن حصيص والناس من قريش
جلوس في المسجد فمضى النبي صلى الله عليه وسلم
ولم يجلس حتى خرج من باب الصفا فنظروا اليه
حين خرج ولم يروه حين دخل فلم يعرفوه
فتلقاه العاص بن وائل ابن هشام بن سعيد
بن سعد بن سهم على باب الصفا وهو يدخل
والنبي صلى الله عليه وسلم يخرج وكان النبي
صلى الله عليه وسلم توفى ابنه عبد الله بن
محمد وكان الرجل اذا مات ولم يكن له
منه من بعده ابن يورثه فيسمونه ابتر فلما

جس میں چار ہزار سونے کے چوکھٹے ہیں ہر گنبد میں ایک حور ہے جس کے ستر
خادم ہیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں نے شب معراج میں حضرت
جبرئیل سے پوچھا کہ یہ خیمے کیا ہیں؟ فرمایا یہ جنت میں آپ کی بیویوں کے
گھر ہیں، کوثر سے جنت والوں کے لئے چار نہریں نکلتی ہیں حق تعالیٰ شانہٗ
نے ان نہروں کا ذکر سورہ محمد میں فرمایا ہے یعنی پانی کی، دودھ کی،
شراب کی اور خالص شہد کی نہریں۔ مقاتلؒ فرماتے ہیں دوسری آیت
میں نماز سے پنجگانہ نمازیں مراد ہیں اور نحر سے ذی الحجہ کی دسویں
تاریخ کو اونٹوں کی قربانی مراد ہے۔

بعض علماء: نماز سے عید کی نماز اور نحر سے منیٰ میں اونٹوں کی
قربانی مراد ہے۔

بعض علماء: نماز سے سینہ تک ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہنا مراد ہے
یعنی قبلہ رخ کھڑے ہو کر تکبیر کہو۔ تیسری آیت کی تفصیل یہ ہے کہ ایک
دفعہ نبی اکرم صلعم باب بنی سہم بن عمرو بن حصیص سے بیت اللہ میں
تشریف لے گئے قریشی مسجد کے پاس بیٹھے ہوئے تھے نبی صلعم مسجد میں
بیٹھے نہیں اور باب صفا سے نکل گئے جب آپ تشریف لائے تھے
تو آپ کو ان لوگوں نے نہیں دیکھا تھا لیکن جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا
مگر پہچان نہ سکے کہ کون ہیں پھر صفا سے نکلتے ہوئے آپکی عاص بن وائل
سے مڈبھیڑ ہو گئی آپ مسجد سے جا رہے تھے اور عاص آرہا تھا۔
نبی اکرم صلعم کے فرزند عبداللہ فوت ہو گئے تھے اگر کسی کا بیٹا
مرجاتا اور اس کے کوئی اور بیٹا نہ ہوتا جو اس کا وارث ہو
تو عرب ایسے شخص کو ابتر (مقطوع النسل) کہا کرتے تھے پھر
جب عاص لوگوں میں پہنچتا ہے تو قریش اس سے پوچھتے ہیں
کہ تمہارے سامنے آنے والے کون تھے؟ عاص جواب دیتا ہے
کہ وہ ابتر تھے، اس پر آیت ان شانئک ہو الابتر اتری یعنی آپ
کا دشمن اور آپ سے بغض رکھنے والا ہی ابتر ہے یعنی ہر خیر و سعادت

انتھی العاص بن وائل الی القوم سالوہ فقالوا لہ من
ذا الذی تلقاك فقال لھم الابتر فنزل قولہ عزوجل
ان شانئك یعنی عدوك و مبغضك ھو الابتر یعنی
مقطوع من الخیر الذی ھو العاص بن وائل و اما
انت یا محمد فستذکر معی اذا ذکرت فرفع اللہ
عزوجل ذکرہ علیہ السلام فی الناس عامۃ قال
اللہ تعالی الم نشرح لك صدرك و وضعنا عنك و
زرك الذی انقض ظھرك ورفعنا لك ذکرك فتذکر
صلی اللہ علیہ وسلم فی کل عید وجمعۃ علی المنابر
والمساجد والاذان والاقامۃ والصلاۃ وکل
المواطن حتی فی خطبۃ النکاح وخطبۃ الکلام و
فی الحاجات صلی اللہ علیہ وسلم وجعل ماواہ
الفردوس الاعلی وما ضرہ قول شانئہ وعدوہ
وجعل ماوی العاص بن وائل النار وانواع العذاب
والنکال لقولہ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ذلك و
کفرہ باللہ عزوجل فھکذا یجازی اللہ عزوجل
کل محب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المومنین
من امتہ بالجنۃ ومبغضہ علیہ السلام من
المنافقین والکفار بالنار۔

فصل: قولہ عزوجل فصل لربك وانحر
اعلم ان اللہ عزوجل امر نبیہ علیہ الصلاۃ
والسلام وامتہ بالصلاۃ ثم امرھم ثانیا
باشیاء لبعد الصلاۃ منھا الذکر ومنھا الدعاء
ومنھا النحر۔

فصل: واما الذکر فقولہ عزوجل یا ایھا

سے کٹا ہوا ہے اور محروم ہے اور وہ عاص بن وائل ہے اور اے محمدؐ!
آپ کا ذکر میرے ذکر کے ساتھ ساتھ رہے گا چنانچہ حق تعالیٰ شانہ
نے آپ کا ذکر عوام میں بلند فرمایا چنانچہ فرمایا کیا ہم نے آپ کا سینہ
نہیں کھولا اور آپ سے آپ کا بوجھ ہلکا نہیں کیا جس نے آپ کی کمر
جھکا دی تھی اور ہم نے آپ کا ذکر بلند نہیں فرمایا چنانچہ نبی صلعم کا
ذکر ہر عید اور ہر جمعہ کو منبروں پر کیا جاتا ہے اور مسجدوں میں،
اذانوں میں، تکبیروں میں نمازوں میں اور ہر مقام پر حتےٰ کہ
خطبۂ نکاح میں، خطبۂ تقریر میں اثنائے گفتگو میں اور تمام ضرورتوں
کے وقت کیا جاتا ہے حق تعالےٰ آپ پر اپنی بے شمار رحمتیں بھیجے
اور فردوس اعلےٰ میں آپ کا راحت کدہ بنائے آمین اور آپ
کے دشمن اور برا کہنے والے کے قول نے آپ کے مرتبہ کو نہیں گھٹایا
اور آپ کے دشمن عاص بن وائل کا ٹھکانہ جہنم کی آگ میں ہے
اور اسے گوناگوں عذاب اور سزائیں گھیرے ہوئے ہیں کہ اس نے
رحمۃ للعالمین کی شان اطہر میں گستاخی کی تھی اور عزت وجلال والے
اللہ کے ساتھ کفر کیا تھا۔ یہی جزا عزت وجلال والا
اللہ ہر محب رحمۃ للعالمین کو دیتا ہے کہ اسے جنت اور اس
کے آرام عطا فرماتا ہے اور ان کے دشمنوں کو جو منافق و
کافر ہوتے ہیں۔ جہنم کے خوف ناک گڑھوں میں ڈال
دیتا ہے۔

نماز و قربانی دیکھئے حق تعالےٰ شانہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کو اور آپ کی امت کو نماز کا حکم فرمایا ہے پھر نماز کے بعد چند
عبادتوں کے بجالانے کا حکم ہے جن میں ذکر اللہ، اللہ تعالےٰ سے
دعائیں مانگنا اور اس کی رضا کے لئے اس کے نام پر قربانی کرنا
بھی شامل ہے۔

ذکر اللہ ذکر اللہ کے سلسلہ میں عزت وجلال والے اللہ تعالیٰ کا

الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا وقولہ عزوجل فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرونہ اختلف العلماء فی ذلک فقال ابن عباس رضی اللہ عنهما اذکرونی بطاعتی اذکرکم بمعونتی کما قال اللہ تعالیٰ والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا وقال سعید بن جبیر رحمہ اللہ اذکرونی بطاعتی اذکرکم بمغفرتی کما قال اللہ تعالیٰ واطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون وقال فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فاذکرونی بطاعتی اذکرکم بثوابی کما قال اللہ عزوجل ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات انا لا نضیع اجر من احسن عملا اولئک لهم جنات عدن الآیة وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اطاع اللہ فقد ذکر اللہ وان قلت صلاتہ وصیامہ وتلاوتہ القرآن ومن عصی اللہ فقد نسی اللہ وان کثرت صلاتہ وصیامہ وتلاوتہ القرآن وقال ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کفی بالتوحید عبادة وکفی بالجنة ثوابا وقال ابن کیسان رحمہ اللہ فاذکرونی بالشکر اذکرکم بالزیادة لقولہ تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنکم وقیل اذکرونی بالتوحید والایمان اذکرکم بالدرجات والجنان لقولہ عزوجل وبشر الذین آمنوا وعملوا الصالحات ان لهم جنات تجری من تحتها الانهار الآیة وقیل اذکرونی علی ظهر الارض اذکرکم فی بطنها اذا نسیکم

فرمان ہے کہ اے ایمان والو! کثرت سے اللہ تعالےٰ کا ذکر کرو فرمایا: تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شکر ادا کرو ناشکری نہ کرو اس آیت کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے۔ ابن عباسؓ: تم میری اطاعت کر کے مجھے یاد رکھو میں تمہاری مدد کر کے تم کو یاد رکھوں گا جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ جنہوں نے ہمارے دین کی راہوں میں مجاہدہ کیا یقیناً ہم انہیں راہیں دکھا دیں گے۔ سعید بن جبیرؒ: تم مجھے میری اطاعت کر کے یاد رکھو میں تمہیں تمہاری مغفرت کر کے یاد رکھوں گا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ فضیل بن عیاض: تم مجھے میری اطاعت کر کے یاد رکھو میں ثواب عطا فرما کر تمہیں یاد رکھوں گا جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا کہ جو ایمان لا کر نیک عملوں میں لگے رہتے ہیں تو دیکھو ہم ان کا اجر ضائع کرنیوالے نہیں جو حسن اہتمام سے عمل کرتے ہیں انہیں کے لئے عدن کے باغات ہیں۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا جس نے اللہ کی اطاعت کی اس نے اللہ کا ذکر کیا اگرچہ اس کی نمازیں، روزے اور قرآن پاک کی تلاوتیں تھوڑی ہوں اور جس نے اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کی وہ اللہ تعالیٰ کو بھول گیا اگرچہ اس کی نمازیں، روزے اور قرآن پاک کی تلاوتیں بہت ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ:۔ عبادت میں توحید کافی ہے اور ثواب میں جنت کافی ہے۔ ابن کیسانؒ: تم مجھے شکر سے یاد رکھو میں تمہیں نعمتوں میں زیادتی سے یاد رکھوں گا جیسا کہ دوسری جگہ فرما دیا اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تمہاری نعمتوں میں اضافہ کروں گا۔ بعض علماء: تم مجھے توحید و ایمان کے ساتھ یاد رکھو میں تم کو جنت عطا فرما کر اور تمہارے درجے بڑھا کر یاد رکھوں گا، فرمایا، آپ ایمان لا کر نیک عمل کرنیوالوں کو بشارت سنا دیں کہ ان کے لئے ایسے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ بعض دیگر علماء: تم مجھے زمین پر یاد رکھو میں تم کو زمین کے

اهلها كما قال الاصمعی رأيت اعرابيا واقفا يوم
عرفة بعرفات وهو يقول الهی عجت اليك
الاصوات بضروب اللغات يسألونك الحاجات
وحاجتی اليك ان تذكرنی عند البلاء اذا نسينی
اهلی وقيل اذكرونی فی الدنيا اذكركم فی الآخرة
وقيل اذكرونی بالطاعات اذكركم بالمعافات
دليله قوله تعالیٰ من عمل صالحا من ذكر او انثی
وهو مومن فلنحيينه حياة طيبة وقيل اذكرونی
بالخلاء والملاء اذكركم بالخلاء والملاء كما روی
ان الله تعالیٰ قال فی بعض الكتب انا عند ظن
عبدی بی فليظن بی ماشاء وانا معه اذا ذكرنی
فمن ذكرنی فی نفسه ذكرته فی نفسی ومن ذكرنی
فی ملأ ذكرته فی ملأ خير منهم ومن تقرب
الی شبرا تقربت اليه ذراعا ومن تقرب الی
ذراعا تقربت اليه باعا ومن اتانی ماشيا
اتيته هرولة ومن اتانی بقراب الارض خطيئة
اتيته بمثلها مغفرة بعد أن لا يشرك بی شيئا
وقيل اذكرونی فی النعمة والرخاء اذكركم
فی الشدة والبلاء كما قال الله عزوجل فلولا
انه كان من المسبحين للبث فی بطنه الی يوم
يبعثون وقال سلمان الفارسی رضی الله عنه
ان العبد اذا كان دعا فی السراء فينزل به
البلاء فتقول الملائكة يا ربنا عبدك قد نزل
به البلاء فيشفعون له فيجيبهم الله تعالیٰ و
اذا لم يكن دعاه قالوا الآن فلا يشفعون له

نیچے یاد رکھوں گا جب زمین والے تم کو بھول جائیں گے جیسا کہ اصمعی
بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرفہ کے دن عرفات میں ایک دیہاتی کو کھڑا ہوا
دیکھا وہ یہ دعائیں مانگ رہا تھا کہ اے میرے معبود! مختلف زبانوں میں
تیری طرف آوازیں گونج رہی ہیں اور بلند ہیں لوگ تجھ سے اپنی اپنی مرادیں
مانگ رہے ہیں میری مراد یہ ہے کہ تو مصیبت کے وقت مجھے یاد رکھنا کہ
میرے آدمی مجھ کو بھول جائیں۔ بعض دیگر علماء: تم مجھے دنیا میں یاد
رکھو میں تم کو آخرت میں یاد رکھوں گا۔ بعض دیگر علماء: تم مجھے
طاعتوں سے یاد رکھو میں تمہیں معافی سے یاد رکھوں گا فرمایا: جو مرد
یا عورت ایمان کی حالت میں نیک عمل کرتا رہا بلاشبہ ہم اسے پاکیزہ
زندگی عطا فرمائیں گے۔ بعض دیگر علماء: تم مجھے خلوت و جلوت میں
یاد رکھو میں بھی تم کو ظاہر و باطن میں یاد رکھوں گا جیسا کہ منقول ہے
کہ حق تعالیٰ نے کسی کتاب میں فرمایا میں اپنے بارے میں اپنے بندے
کے گمان کے نزدیک ہوں لہٰذا اسے اختیار ہے کہ میرے بارے میں
جو گمان کرے کر لے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے
پاس ہوتا ہوں جو مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے میں بھی اسے اپنے دل
میں یاد کرتا ہوں اور جو مجھے اجتماع میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اسکی
محفل سے بہتر محفل میں یاد کرتا ہوں اور جو مجھ سے ایک بالشت
قریب ہوتا ہے میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو مجھ سے
ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اس سے ایک بوں قریب ہو جاتا ہوں۔
اور جو میرے پاس چل کر آتا ہے میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔
اور جو میرے پاس زمین کی سینی بھر کر گناہ لاتا ہے تو میں اس کے
پاس زمین کی سینی بھر کر بخشش لاتا ہوں بشرطیکہ وہ میرے ساتھ
شرک نہ کرتا ہو بعض دیگر علماء: تم مجھے آسائش و تکلیف میں یاد رکھو
میں تم کو شدائد و مصائب میں یاد رکھونگا جیسا کہ فرمایا کہ اگر وہ
(حضرت یونسؑ) تسبیح پڑھنے والے نہ ہوتے تو لوگوں کے زندہ کئے

بيانه قصة فرعون آلآن وقد عصيت قبل
الآية وقيل اذكروني بالتسليم والتفويض اذكركم
باصلح الاختيار بيانه قوله عزوجل ومن يتوكل
على الله فهو حسبه وقيل اذكروني بالشوق
والمحبة اذكركم بالوصل والقربة وقيل اذكروني
بالمجد والثناء اذكركم بالعطاء والجزاء وقيل
اذكروني بالتوبة اذكركم بغفران الحوبة
اذكروني بالدعاء اذكركم بالعطاء اذكروني
بالسؤال اذكركم بالنوال اذكروني بلا غفلة
اذكركم بلا مهلة اذكروني بالندم اذكركم
بالكرم اذكروني بالمعذرة اذكركم بالمغفرة
اذكروني بالارادة اذكركم بالافادة اذكروني
بالتنصل اذكركم بالتفضل اذكروني بالاخلاص
اذكركم بالخلاص اذكروني بالقلوب اذكركم
بكشف الكروب اذكروني بلا نسيان اذكركم
بالايمان اذكروني بالافتقار اذكركم بالاقتدار
اذكروني بالاعتذار والاستغفار اذكركم
بالرحمة والاغتفار اذكروني بالايمان اذكركم
بالجنان اذكروني بالاسلام اذكركم بالاكرام
اذكروني بالقلب اذكركم بكشف الحجب
اذكروني ذكرا فانيا اذكركم ذكرا باقيا اذكروني
بالابتهال اذكركم بالافضال اذكروني بالتذلل
اذكركم بمغفرة الزلل اذكروني بالاعتراف
اذكركم بمحو الاقتراف اذكروني بصفاء
السر اذكركم بخالص البر اذكروني بالصدق

جانے تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ سلمان فارسی رضؓ :۔ اگر حالت آسائش
میں بندہ حق تعالےٰ سے دعائیں مانگتا رہتا ہے پھر وہ کسی مصیبت میں
گھر جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب تیرا بندہ مصیبت میں
گھر گیا ہے اور فرشتے حق تعالیٰ سے اس کے حق میں سفارش کرتے ہیں اور حق تعالیٰ
انکی سفارش قبول فرماتا ہے اور اگر کوئی حالت آسائش میں حق تعالیٰ سے دُعائیں
نہیں مانگتا تو فرشتے کہتے ہیں اب (حالت کرب میں) دعائیں مانگتا ہے اور اس کے
حق میں دعائیں نہیں کرتے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرعون کے بارے میں فرمایا
اب ؟ (ایمان لاتا ہے) حالانکہ اس سے پہلے تو باغی رہا۔ بعض دیگر علماء:
تم مجھے تسلیم و رضا کے ساتھ یاد کرو میں تم کو بہترین پسندیدگی کے ساتھ یاد
کرونگا۔ اسکی وضاحت قرآن حکیم کی اس آیت میں ہے اور جو اللہ پر توکل
کرتا ہے اللہ اسے کافی ہوتا ہے۔ بعض دیگر علماء : تم مجھے شوق و محبت
کے ساتھ یاد کرو میں تم کو قرب و نزدیکی کے ساتھ یاد کرونگا۔ بعض دیگر
علماء :۔ تم مجھے مجد و ثناء کے ساتھ یاد کرو میں تم کو جزاء و عطاء کے ساتھ یاد
کرونگا یا تم مجھے سوال کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں عطیات کے ساتھ یاد
رکھوں گا یا تم مجھے بلا غفلت کے یاد رکھو میں تم کو بلا مہلت کے یاد رکھوں گا
یا تم مجھے ندامت کے ساتھ یاد رکھو میں تم کو منفعت کے ساتھ یاد رکھوں گا
یا تم مجھے عذر کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں بخشش کے ساتھ یاد رکھوں گا
یا تم مجھے ارادے کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں فائدہ پہنچانے کیساتھ یاد رکھونگا
یا تم مجھے گناہ چھوڑنے کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں فضل و کرم کے ساتھ یاد
رکھوں گا یا تم مجھے اخلاص کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں رہائی کے ساتھ
یاد رکھوں گا یا تم مجھے دلوں سے یاد رکھو میں تمہیں تمہاری بے چینیاں
کھونے کے ساتھ یاد رکھونگا یا تم مجھے بلا بھولے یاد رکھو میں تمہیں
ایمان پر ثابت قدمی کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم مجھے احتیاج کے ساتھ یاد
رکھو میں تمہیں اقتدار کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم مجھے عذر و استغفار کے
ساتھ یاد رکھو میں تمہیں رحمت و مغفرت کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم

اذکرکم بالرفق اذکرونی بالصفو اذکرکم بالعفو
اذکرونی بالتعظیم اذکرکم بالتکریم اذکرونی
بالتکبیر اذکرکم بالنجاۃ من السعیر اذکرونی
بترک الجفاء اذکرکم بحفظ الوفاء اذکرونی
بترک الخطاء اذکرکم بانواع العطا اذکرونی
بالجھد فی الخدمۃ اذکرکم باتمام النعمۃ
اذکرونی من حیث انتم اذکرکم من حیث انا
ولذکر اللہ اکبر قال الربیع رحمہ اللہ فی ھذہ
الآیۃ ان اللہ تعالیٰ ذاکر من یذکرہ وزائد
لمن یشکرہ ومعذب لمن یکفرہ وقال السدی
رحمہ اللہ فیھا لیس من عبد یذکر اللہ
تعالیٰ الا ذکرہ لا یذکرہ مومن الا ذکرہ
بالرحمۃ ولا یذکرہ کافر الا ذکرہ بالعذاب۔
وقال سفیان بن عیینۃ رحمہ اللہ بلغنا
ان اللہ عزوجل قال اعطیت عبادی مالو
اعطیتہ جبریلؑ ومیکائیلؑ کنت قد اجزلت
لھما فقلت لھم اذکرونی اذکرکم وقلت لموسی
قل للظلمۃ لا یذکرونی فانی اذکر من ذکرنی
وان ذکری ایاھم ان العنھم وقال ابو عثمان
النھدی رحمہ اللہ انی اعلم حین یذکرنی
ربی قیل لہ وکیف ذلک؟ فقال ان اللہ عزوجل
قال اذکرونی اذکرکم فاذا ذکرت اللہ
ذکرنی وقیل اوحی اللہ عزوجل الی داود
علیہ السلام یا داود بی فافرحوا وبذکری
فتنعموا وقال الثوری رحمہ اللہ لکل شیء

مجھے ایمان کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں جنتوں کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم
مجھے اسلام کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں احترام و اکرام کے ساتھ یاد
رکھوں گا یا تم مجھے دلوں سے یاد رکھو میں پردے اٹھا کر تمہیں یاد
رکھوں گا یا تم مجھے فانی ذکر سے یاد رکھو میں تمہیں باقی ذکر سے یاد رکھوں
گا یا تم مجھے انکساری اور عاجزی کے ساتھ یاد رکھو میں تمہاری لغزشوں سے
درگزر کر کے یاد رکھوں گا یا تم مجھے اعتراف گناہ کے ساتھ یاد رکھو
میں تم کو تمہارے گناہ مٹانے کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم مجھے دل کی
صفائی سے یاد رکھو میں تم کو خالص نیکی کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم
مجھے صدق کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں نرمی کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم مجھے صفائی
کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں معافی کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم مجھے تعظیم کے ساتھ
یاد رکھو میں تمہیں عزت دے کر یاد رکھونگا یا تم مجھے اللہ اکبر کے ساتھ یاد رکھو
میں تمہیں بھڑکتی ہوئی آگ سے نجات دینے کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم مجھے
ترک جفا کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں حفظ وفا کے ساتھ یاد رکھوں گا یا تم
مجھے ترک خطا کے ساتھ یاد رکھو میں تمہیں گوناگوں عطا کے ساتھ یاد رکھوں
گا یا تم مجھے اسلام میں پوری پوری سرگرمی سے یاد رکھو میں تمہیں تم پر
نعمتیں پوری کر کے یاد رکھوں گا یا تم مجھے جہاں بھی یاد رکھو میں تمہیں جہاں
میں ہوں یاد رکھوں گا اور دیکھو اللہ کا ذکر ایک عظیم ترین شے ہے۔ ربیع
(اس آیت کی تفسیر میں) اللہ تعالیٰ اسے یاد رکھتا ہے جو اسے یاد رکھتا ہے
اور اس کی نعمتوں میں اضافہ فرماتا ہے جو اس کا شکر ادا کرتا ہے اور ناشکروں
کو عذاب دیتا ہے۔ سدی :۔ جو بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ذکر
فرماتا ہے اگر مومن اسے یاد کرتا ہے تو حق تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے یاد کرتا
ہے اور اگر کافر اس کا ذکر کرتا ہے تو حق تعالیٰ اسے عذاب سے یاد کرتا ہے۔
سفیان بن عیینۃ : ہمیں خبر ملی ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بندوں کو
وہ نعمتیں دیں کہ اگر میں وہ نعمتیں جبرئیل ومیکائیل کو دیتا تو بہت بڑی نعمتوں
سے انہیں نواز تا یعنی میں نے اپنے بندوں سے کہا تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد

عقوبۃ وعقوبۃ العارف انقطاعہ عن ذکر اللہ
وقیل اذا تمکن الذکر من القلب فاذا دنا منہ
الشیطان صرع کما یصرع الانسان اذا دنا منہ
الشیطان فیقولون ما لھذا فیقال قد مسہ
الانس وقال سہل بن عبد اللہ رحمہ اللہ
ما اعرف معصیۃ اقبح من نسیان ھذا
الرب الکریم وقیل الذکر الخفی لا یرفعہ
الملک لانہ لا اطلاع لہ علیہ فھو سرّ
بین العبد وبین اللہ تعالیٰ وقال بعضھم
وصف لی ذاکر فی الاجمۃ فاتیتہ فبینما
نحن جلوس واذا سبع عظیم اقبل فضربہ
ضربۃ ونھش منہ قطعۃ فغشی علیہ
وعلی فلما افقت قلت لہ ما ھذا فقال
قیض اللہ علی ھذا السبع کلما دخلتنی
فترۃ عن ذکری جاءنی فعضنی کما رأیت۔

فصل : واما الدعاء فقولہ عزوجل
وقال ربکم ادعونی استجب لکم وقولہ
تعالیٰ فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب
ای اذا فرغت من صلاتک فانصب للدعاء
لہ تبارک وتعالیٰ وقولہ عزوجل واذا سألک
عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع
اذا دعان الآیۃ اختلف المفسرون فی نزول
ھذہ الآیۃ فروی الکلبی عن ابی صالح
عن ابن عباس رضی اللہ عنھما انہ قال
سألت یھود اھل المدینۃ النبی صلی اللہ علیہ

رکھوں گا اور میں نے موسیٰؑ سے کہا آپ ظالموں سے کہہ دیں کہ وہ میرا ذکر نہ کریں کیونکہ ذکر کرنیوالوں کا ذکر میں بھی کرتا ہوں اور میرا ذکر ظالموں کے لئے ان پر لعنت ہے۔ ابو عثمان نہدیؒ :۔ جب مجھے میرا رب یاد کرتا ہے تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے پوچھا گیا، کس طرح ؟ فرمایا حق تعالیٰ نے فرمایا تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا لہٰذا جب میں اللہ کا ذکر کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ میرا ذکر فرماتا ہے یعنی ذکر اللہ اس بات کی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یاد کیا۔ کہتے ہیں حق تعالیٰ نے حضرت داؤد کی طرف وحی بھیجی کہ اے داؤد! مجھ سے خوش رہ اور میرے ذکر سے لذت حاصل کر۔ ثوریؒ :۔ ہر شے کی ایک سزا ہے اور عارف کی یہ سزا ہے کہ وہ ذکر اللہ چھوڑ دے : کہتے ہیں جب ذکر دل میں جڑ پکڑ جاتا ہے تو جب شیطان اس دل کے قریب آتا ہے تو اس طرح بیہوش ہو کر گر جاتا ہے جیسے انسان شیطان کے قریب آنے سے بیہوش ہو کر گر جاتا ہے شیاطین پوچھتے ہیں کہ اسے (شیطان) کو کیا ہو گیا ہے ؟ دوسرے شیطان جواب دیتے ہیں کہ کسی انسان کی جھپٹ میں آ گیا ہے۔ سہل بن عبد اللہ تستریؒ :۔ میں کوئی ایسا گناہ نہیں پہچانتا جو عزت والے رب کی بھول سے زیادہ بڑا ہو۔ کہتے ہیں پوشیدہ ذکر کو فرشتہ آسمان پر نہیں چڑھاتا کیونکہ فرشتہ اس سے آگاہ نہیں ہوتا لہٰذا وہ اللہ کے اور بندے کے درمیان ایک راز ہی رہتا ہے بعض اللہ والے فرماتے ہیں : ہم سے کسی نے بیان کیا کہ ایک ذاکر بن میں رہتے ہیں میں انہیں تلاش کرتے کرتے انکے پاس پہنچ گیا ہم دونوں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک بہت بڑا درندہ نکلتا ہے اور اس ذاکر کے گوشت کا بچہ اتار کر لیجاتا ہے اس سے ہم دونوں بیہوش ہو جاتے ہیں وہ تو تکلیف کی وجہ سے اور میں دہشت سے بیہوش ہو جاتا ہوں پھر جب ہمیں ہوش آتا ہے تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ کیا معاملہ ہے ؟ فرماتے ہیں کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ نے یہ درندہ اس لئے مسلط فرمایا ہے کہ جب مجھے سے ذکر میں سستی ہو تو یہ میرے پاس آ کر مجھے اسی طرح نوچے جس طرح تم نے دیکھا تاکہ میں سستی چھوڑ دوں۔

دعا دعا کے بارے میں قرآن حکیم نے فرمایا : اور تمہارے پروردگار نے فرمایا

وسلم كيف يسمع ربنا دعاءنا وانت تزعم ان بيننا
وبين السماء مسيرة خمسمائة عام وان غلظ كل
سماء مثل ذلك ؟ فنزلت هذه الآية واذا سالك
عبادى عنى فانى قريب وقال الحسن رحمه الله سأل
اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اين
ربنا ؟ فانزل الله هذه الآية وقال عطاء و
قتادة رحمهما الله لما نزلت هذه الآية وقال
ربكم ادعونى استجب لكم قال رجل يارسول
الله كيف ندعو ربنا ومتى ندعوه فانزل الله
هذه الآية واذا سألك عبادى عنى فانى قريب
وقال الضحاك رحمه الله سأل بعض الصحابة
رسول الله صلى الله عليه وسلم اقريب ربنا
فنناجيه ام بعيد فنناديه فانزل الله هذه
الآية واذا سألك عبادى عنى فأنى قريب قال
اهل المعانى فيه اضمار كانه قال فقل لهم
اوفاعلمهم أنى قريب منهم بالعلم وقال اهل
الاشارة رفع الواسطة اظهار للقدرة قوله
اجيب دعوة الداع اذا دعان فليستجيبوالى
اى فليستجيبوالى بالطاعة يقال اجاب
واستجاب بمعنى واحد وقال ابورجاء الخراسانى
رحمه الله يعنى فليدعونى والاجابة فى اللغة
الطاعة واعطاء ماسئل يقال اجابت السماء
بالمطر واجابت الارض بالنبات اى سئلت
السماء المطر فاعطت وسئلت الارض النبات
فاعطت والاجابة من الله عزوجل هو الاعطاء

مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول فرماؤں گا دوسری جگہ فرمایا: پھر جب
آپ فارغ ہو جائیں تو تکلیف گوارا کر کے اپنے رب ہی کی طرف راغب
ہو جائیں یعنی جب آپ نماز سے فارغ ہو جائیں تو حق تعالیٰ جل مجدہٗ
سے دُعا کے لئے زحمت اٹھائیں، ایک آیت میں ہے اے پیغمبر! جب
آپ سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو آپ انہیں بتا دیں
کہ میں قریب ہوں میں دعا کرنیوالے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ
مجھ سے دُعا مانگتا ہے۔ اس آیت کریمہ کے شان نزول میں مفسرین کا اختلاف
ہے۔ کلبی از ابو صالح از ابن عباسؓ: مدینہ کے یہودیوں نے نبی صلعم سے
پوچھا کہ جب آپ یہ فرماتے ہیں کہ زمین سے لیکر آسمان تک پانچسو برس
کی مسافت ہے اور ہر آسمان کے عمق میں بھی پانچسو برس کی مسافت ہے
تو ہمارا پروردگار ہماری دعا کس طرح سنتا ہے؟ اس پر یہ آیت اتری
حسنؒ: صحابہ کرام نے سرور عالم صلعم سے پوچھا کہ ہمارا رب کہاں
ہے؟ اس پر یہ آیت اتری۔ عطاء قتادہؒ: جب وقال ربکم ادعونی
استجب لکم اتری تو ایک شخص نے کہا یارسول اللہ کہ ہم اپنے رب سے کس
طرح دعا کریں اور کب دعا کریں؟ تو حق تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت اتاری
ضحاکؒ: ۔کسی صحابی نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ آیا ہمارا پروردگار
قریب ہے کہ ہم اس سے سرگوشی کریں یا دور ہے کہ ہم اسے پکاریں؟ تو حق تعالیٰ
نے یہ آیت (واذا سالک عبادی الخ) اتاری۔

اہل معانی: اس آیت میں عنّی کے بعد ایک جملہ پوشیدہ ہے یعنی
آپ ان سے کہہ دیں یا آپ انہیں بتا دیں کہ میں (علم کے ذریعہ) ان
سے قریب ہوں۔ اہل اشارہ: (اللہ کے اور بندے کے درمیان سے)
واسطہ کا اٹھا دینا قدرت کے ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ پھر فرمایا کہ
جب دعا کرنیوالا مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اسکی دعا قبول کرتا ہوں
تو لوگوں کو چاہیئے کہ مجھ سے قبولیت طلب کریں یعنی اطاعت و عبادت
کے ساتھ میری قبولیت طلب کریں اجابۃ اور استجابۃ مترادف الفاظ ہیں

ومن العبد الطاعة قوله وليؤمنوا بي لعلهم يرشدون
اي لكي يهتدوا فان سأل سائل عن قوله اجيب
دعوة الداع اذا دعان وقوله ادعوني استجب
لكم وقال قد نرى كثيرا من خلق الله تعالىٰ
يدعون فلا يجاب لهم قيل : اختلف اهل العلم
في وجه الآيتين وتاويلهما فقال بعضهم معنى
الدعاء ههنا الطاعة ومعنى الاجابة الثواب
كانه قال عز وجل اجيب دعوة الداع بالثواب
اذا اطاعني وقال بعضهم معنى الآيتين خاص وان
كان لفظهما عاما تقديرهما اجيب دعوة الداع
ان شئت اجيب دعوة الداع اذا وافق القضاء
اجيب دعوة الداع اذا لم يسأل محالا اجيب
دعوة الداع اذا كانت الاجابة له خيرا يدل
على ذلك ما روى عن علي بن ابي المتوكل عن ابي
سعيد رضي الله عنه قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم ما من مسلم دعا الله عز وجل
بدعوة ليس فيها قطيعة رحم ولا اثم الا اعطى
الله تعالىٰ بها صاحبها احدى ثلاث خصال
اما أن يعجل دعوته واما ان يدخرها له
في الآخرة واما أن يدفع عنه من السوء مثلها
قالوا يا رسول الله فاذن نكثر من الدعاء قال
صلى الله عليه وسلم الله اكثر وقال بعضهم
ان الآية عامة ليس فيها اكثر من اجابة الدعوة
فاما اعطاء المنية وقضاء الحاجة فليس بمذكور
في الآية وقد يجيب السيد عبده والوالد ولده

ابو الرجاء خراسانی :۔ یعنی دعا مانگنے والوں کو مجھ سے دعا مانگنی چاہیئے
اجابۃ بمعنی اطاعت اور بمعنی قبول کرنا بھی ہے محاورہ ہے اجابت السماء
بالمطر یعنی آسمان سے بارش مانگی گئی تو اس نے بارش دی اجابت الارض
بالنبات اور زمین سے نباتات مانگی گئی تو اس نے نباتات دی۔ اجابۃ
اللہ کی طرف سے دینے کے معنی میں ہے اور بندے کی طرف سے اطاعت
کرنے کے معنیٰ میں ہے۔ پھر فرمایا کہ انہیں مجھ پر ایمان لانا چاہیئے تاکہ وہ
صحیح راہ پالیں۔ اگر کوئی کہے کہ مذکورہ بالا آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ
دعائیں قبول کی جاتی ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ان میں دعائیں قبول کرنے کا
وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں فرماتا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ
بہت سے لوگوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے
کہ ان دونوں آیتوں کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک
یہاں دعا بمعنی عبادت ہے اور اجابت بمعنی ثواب ہے گویا حق تعالیٰ فرماتا
ہے کہ میں عبادت کرنیوالوں کی عبادت انہیں ثواب عطا فرما کر قبول
کرتا ہوں اور بعض علماء کے نزدیک اگرچہ ان دونوں آیتوں کے
الفاظ عام ہیں مگر معنی خاص ہیں یعنی معنی یہ ہیں کہ اگر میں چاہتا ہوں تو
دُعا کرنیوالوں کی دعائیں قبول کر لیتا ہوں یا اگر دعا میری مصلحت کے
اور قضاء و قدر کے موافق ہوتی ہے تو قبول کر لیتا ہوں یا اگر ناممکن شے
کا سوال نہ ہو تو قبول کر لیتا ہوں یا اگر دعا کرنیوالے کے حق میں بہتری ہوتی
ہے تو دُعا قبول کر لیتا ہوں اس معنی پر حدیث ابو سعید دلالت کرتی ہے
کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ جو مسلمان اللہ سے ایسی دعا کرتا ہے جس میں
قطع رحمی نہ ہو اور نہ گناہ ہو تو حق تعالیٰ اسے اس دعا کے عوض تین باتوں
میں سے ایک بات یقیناً عطا فرماتا ہے یا تو اس کی دعا فوراً قبول کر
لی جاتی ہے یا آخرت کے ثواب کے لئے جمع کر دی جاتی ہے یا اس سے
اسکے ہم مثل برائی دُور کر دی جاتی ہے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ پھر تو
ہم کثرت سے دعائیں مانگیں گے فرمایا اللہ بہت بڑا ہے اور کثرت سے دینے والا ہے

ولا يعطه سؤاله فالاجابة كائنة لا محالة عند
حصول الدعوة لان قوله اجيب وأستجيب خبر
والخبر لا يعترض عليه النسخ لانه اذا انسخ صار
المخبر كاذبا وتعالى الله عن ذلك علوا كبيرا وخبر
الله تعالى لا يقع بخلاف مخبره و
الذى يؤيد هذا التاويل
ما روى نافع عن ابن عمر رضى الله
عنهما عن النبى صلى الله عليه
وسلم انه قال من فتح له باب فى الدعاء فتحت
له ابواب الاجابة واوحى الله تعالى الى داود عليه
السلام قل للظلمة لا يدعونى فانى اوجبت على
نفسى ان اجيب وانى اذا اجبت الظالمين لعنتهم
وقيل ان الله تعالى يجيب دعوة المؤمن فى الوقت
الا انه يؤخر اعطاء مراده ليدعوه فيسمع صوته
يدل عليه ما روى عن محمد بن المنكدر عن جابر
ابن عبد الله رضى الله عنهما قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم ان العبد ليدعو الله عزوجل
وهو يحبه فيقول الله تعالى يا جبريل اقض لعبدى
هذا حاجته واخرها فانى احب ان لا ازال
اسمع صوته وان العبد ليدعو الله عزوجل
وهو يبغضه فيقول يا جبريل اقض لعبدى هذا
حاجته باخلاصه وعجلها فانى اكره ان اسمع
صوته وقيل ان يحيى بن سعيد رحمه الله قال
رايت رب العزة فى المنام فقلت يا رب كم ادعوك
فلا تستجيب لى قال يا يحيى انى احب صوتك

بعض علماء کے نزدیک آیتیں عام ہیں اور ان میں محض دعاؤں کی قبولیت
کا وعدہ ہے لیکن یہ وعدہ نہیں کہ حاجت برلائی جائے گی اور ارمان پورے
کر دئے جائیں گے کبھی مالک اپنے غلاموں سے اور والد اپنی اولاد سے
وعدہ کر لیتا ہے کہ میں تمہاری خواہش پوری کر دونگا مگر فوراً کچھ نہیں دیتا۔
ہمارے اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ دعاؤں کے بعد دعائیں ضرور
قبول ہوتی ہیں کیونکہ اجابت و استجابت خبریں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خبروں
پر نسخ کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کیونکہ اگر یہ منسوخ ہو جائیں تو حق تعالے
کا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے حالانکہ حق تعالیٰ کذب و افتراء سے پاک و
بلند ہے اور حق تعالیٰ شانہ کی خبر کبھی غلط نہیں ہوتی۔ اس معنی کی تائید
حضرت ابن عمرؓ والی حدیث کرتی ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جس کے
لئے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا اس کے لئے قبولیت کے دروازے
کھول دئے گئے۔ حق تعالےٰ نے حضرت داؤد پر وحی فرمائی کہ آپ ظالموں
سے فرما دیں کہ مجھ سے دعا نہ کریں کیونکہ میں نے دعا کی قبولیت اپنے
اوپر واجب کر لی ہے اور جب میں ظالموں کی دعائیں قبول کرتا ہوں
تو ان پر لعنت کرتا ہوں۔ بعض علماء: حق تعالیٰ مومنوں کی دعائیں
فوراً قبول فرماتا ہے لیکن مرادیں دیر سے برلاتا ہے تاکہ وہ بار بار
دعا کریں اور اللہ تعالیٰ ان کے گڑگڑانے کی آواز سنے۔ اس کی تائید
جابر بن عبد اللہ والی روایت سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اکرم صلعم نے
فرمایا کہ بندہ حق تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا
ہے تو حق تعالیٰ فرماتا ہے: جبرئیل! میرے اس بندے کی حاجت پوری
کر اور دیر کر کے پوری کر کیونکہ اس کی دعا کی آواز مجھے محبوب ہے اور
میں چاہتا ہوں کہ اسے سنتا رہوں اور ایک بندہ اللہ سے دعا مانگتا ہے
اور اللہ سے بغض رکھتا ہے تو فرماتا ہے: جبرئیل! اس کی مراد پوری کر
کیونکہ یہ خلوص سے دعا مانگ رہا ہے اور اس کی مراد پوری کرنے میں
جلدی کر کیونکہ میں اس کی آواز کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

وقال بعضهم ان للدعاء آدابا وشرائطهی اسباب الاجابة ونيل المنى فمن راعاها واستكملها كان من اهل الاجابة ومن اغفلها او اخل بها فهو من اهل الاعتداء فی الدعاء وقيل انه سئل ابراهيم بن ادهم رحمه الله فقيل له ما بالنا ندعو الله فلا يستجيب لنا فقال لانكم عرفتم الرسول فلم تتبعوا سنته وعرفتم القرآن فلم تعملوا به و اكلتم نعمة الله فلم تودوا شكرها وعرفتم الجنة فلم تطلبوها وعرفتم النار فلم ترهبوا منها وعرفتم الشيطان فلم تحاربوه ووافقتموه وعرفتم الموت فلم تستعدوا له ودفنتم الاموات فلم تعتبروا بهم وتركتم عيوبكم واشتغلتم لعيوب الناس۔

فصل : واما النحر فقوله عزوجل وانحر والاصل فی النحر امر الله تعالیٰ لخليله ابراهيم عليه السلام لما انجاه الله تعالیٰ من نار نمرود الجبار وسلمه من كيده وعذابه قال انی ذاهب الی ربی يعنی مهاجرا الی ربی يعنی الی رضا ربی بالارض المقدسة سيهدين لدينه وهو عليه السلام اوّل من هاجر من خلق الله فی دين الله عزوجل فهاجر ومعه لوط وسارة اخت لوط وهو ابن خال ابراهيم عليه السلام فلما قدم الارض المقدسة سال ربه الولد قال رب هب لی من الصالحين يقول هب لی ولدا صالحا فاستجاب الله له فبشره بغلام حليم يعنی عليم وهو العالم

کہتے ہیں : یحییٰ بن سعید نے حق تعالیٰ جل مجدہ کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں میں نے کہا: اے رب میں کب سے دعائیں مانگ رہا ہوں لیکن آپ نے میری دعائیں قبول نہیں فرمائیں فرمایا: اے یحییٰ مجھے تیری آواز محبوب ہے۔ بعض علماء: دعا کے آداب و شروط ہیں اور وہی آداب و شروط قبولیت کے اور امید برآری کے اسباب ہیں جو ان کی رعایت رکھے گا اسی کی دعائیں قبول کی جائیں گی اور جو انہیں ترک کر دیگا یا ان میں خلل پیدا کر دیگا وہ ان لوگوں میں سے ہے جو دعاؤں میں حد سے آگے پھلانگتے ہیں۔ ابراہیم بن ادھمؒ سے اس سلسلہ میں پوچھا گیا اور کہا گیا کہ کیا بات ہے ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں فرمایا اسلئے کہ تم نے رسول کو پہچان لیا لیکن آپکی سنت کے پیروکار نہ بنے اور تم نے قرآن پاک کو پہچان لیا لیکن تم اس پر عمل پیرا نہیں اور تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتے ہو لیکن ان کا شکر ادا نہیں کرتے اور تم نے جنت پہچان لی لیکن اسے طلب نہیں کرتے اور جہنم پہچان لی مگر اس سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے اور تم نے شیطان پہچان لیا مگر افسوس تم اس سے لڑتے نہیں اور اسکی موافقت کرتے ہو اور تم نے موت پہچان لی لیکن اس کے لئے تیاری نہیں کرتے اور تم نے اپنے ہاتھوں سے مردے دفن کئے مگر تم نے ان سے عبرت حاصل نہیں کی اور تم نے اپنے عیب نظر انداز کر دئے اور دوسروں میں عیب نکالنے میں مصروف رہتے ہو

قربانی حق تعالیٰ نے فرمایا وانحر یعنی قربانی کر۔ قربانی کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیمؑ کو قربانی کا حکم دیا تھا اسکی تفصیل یہ ہے کہ جب آپکو اللہ تعالیٰ نے سرکش اور سرپھرے ایک بادشاہ (نمرود) کی آگ سے نجات بخشی اور اس کے مکروہ عذاب سے آپکو محفوظ رکھا تو آپ نے ہجرت کا عزم کر لیا اور فرمایا کہ میں اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کے لئے ارض پاک (فلسطین) کی طرف ہجرت کر جاؤنگا مجھے یقین ہے کہ حق تعالیٰ مجھے اپنے دین کی ہدایت عطا فرمائیگا آپ سب سے پہلے مہاجر ہیں جنہوں نے اللہ کے دین کے لئے اپنا وطن مالوف چھوڑا آپ نے حضرت لوطؑ کے ساتھ اور حضرت لوطؑ کی ہمشیرہ حضرت سارہ کے ساتھ ہجرت کی

وهو اسحاق بن سارة فلما بلغ معه السعي يعني المشي
الى الجبل قال يا بني انی اری فی المنام انی اذبحك يعني
امرت فی المنام بذبحك وذلك لنذر كان عليه
نبيه عليه السلام فانظر ماذا تری فرد عليه السلام
بقوله يا ابت افعل ما تؤمر واطع ربك فمن ثم
لم يقل اسحاق لابراهيم افعل ما رأيت فی المنام
ورأی ذلك ابراهيم عليه السلام ثلاث ليال
متتابعات وكان ابراهيم صام وصلی قبل الذبح
فقال ستجدنی ان شاء الله من الصابرين علی الذبح
فلما اسلما يقول اسلما لامر الله تعالیٰ وطاعته
وتله للجبين يقول كبه علی جبهته فلما اخذ
بناصيته ليذبحه لله علم الله منهما الصدق
وقال الله عزوجل وناديناه ان يا ابراهيم قد
صدقت الرؤيا فی ذبح ابنك فخذ الكبش
واذبحه فداء ابنك قال الله عزوجل وفديناه
بذبح عظيم واسم الكبش زرير كان من الوعول
يرعی فی الجنة اربعين سنة قبل ان يذبح وقيل
انه هو الكبش الذی قربه هابيل بن آدم
المقتول شهيدا عليه السلام وكان يرعی فی
الجنة فقد فدی به اسحاق النبی عليه السلام
من الذبح قال الله عزوجل انا كذلك نجزی
المحسنين يعني هكذا نجزی كل محب فجزاه
الله خيرا باحسانه بطاعته لامر الله تعالیٰ
فی الذبح لابنه اسحاق وقيل ان المامور
بذبحه انما هو اسماعيل عليه السلام ثم

حضرت لوطؑ آپ کے ماموں کے بیٹے تھے پھر جب آپ ارض پاک میں تشریف
لے آئے اور یہاں بس گئے تو آپ نے اپنے پروردگار سے اولاد مانگی اور
فرمایا کہ اے میرے رب مجھے ایک نیک بیٹا ہبہ فرما۔ حق تعالیٰ نے آپ کی
دعا کو شرف قبولیت بخشا اور آپ کو ایک سنجیدہ بیٹے کی بشارت دی
حلیم بمعنی علیم ہے کیونکہ علم ہی سنجیدگی کا سبب ہے علیم عالم کو کہتے ہیں
اور یہ بیٹا حضرت اسحاق ہیں جو حضرت سارہ کے فرزند ہیں پھر جب
یہ بچہ آپکے ساتھ پہاڑوں پر دوڑنے اور چلنے کے قابل ہوگیا تو آپ نے
فرمایا بیٹا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں یعنی
مجھے خواب میں حکم ملا ہے کہ میں تم کو اللہ کی رضا کے لئے قربان کردوں
(یہ حکم ایک منت کے پورا کرنے کے لئے تھا جو حضرت ابراہیمؑ نے
مان لی تھی) اب تم غور کرکے مجھے جواب دو کہ اس سلسلہ میں تمہاری کیا
رائے ہے حضرت اسحاقؑ نے جواب دیا کہ ابا جان آپ کو جو حکم ہے
اسے بجا لائیے اور اپنے رب کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیجئے آپ نے یہ
نہیں فرمایا کہ جو کچھ آپ نے خواب میں دیکھا ہے اس پر عمل کیجئے
بلکہ یہ کہا کہ اپنے رب کے آگے سر جھکا دیجئے اور رب کے حکم کی تعمیل
کیجئے یہ خواب حضرت ابراہیمؑ نے لگاتار تین رات دیکھا پھر حضرت
ابراہیمؑ نے آپکو ذبح کرنے سے پہلے روزہ رکھا اور نماز پڑھی فرزند
نے کہا ابا جان انشاء اللہ اس موقعہ پر آپ مجھے صابر ہی دیکھیں گے یعنی
میں صبر کے ساتھ ذبح ہو جاؤنگا پھر جب دونوں اللہ کے حکم کی تعمیل
واطاعت کے لئے تیار ہوگئے اور باپ نے پیشانی کے بل (اوندھا)
بیٹے کو لٹا دیا اور آپ نے انہیں ذبح کرنے کے لئے ان کی پیشانی پکڑی
تو حق تعالیٰ نے دونوں کے صدق و اخلاص کو دیکھا اور فرمایا: اور
ہم نے آواز دیکر ان سے کہا کہ اے ابراہیمؑ کہ آپ نے اپنے بیٹے کو
ذبح کرنے کے سلسلہ میں اپنا خواب سچا کرکے دکھا دیا آپ اپنے بیٹے
کے فدیہ میں مینڈھا لاکر ذبح کر دیں فرمایا اور ہم نے انہیں ان کے

قال عزوجل ان ھذا لھو البلاء المبین یعنی
النعیم المبین حین عفا عنہ وفداہ بالکبش وقیل
انہ لما وضع الخلیل علیہ السلام السکین علی حلق
ولدہ نودی ان یا ابراھیم خل ولدک فان مرادنا لم
یکن قربانا للولد وانما کان مرادنا خلو القلب من
محبۃ الولد ولھذا قیل انہ ذکر فی بعض الکتب
ان ابراھیم علیہ السلام لما اراد ان یذبح ولدہ
قال فی سرہ یارب الیش لو کان ھذا الذبح علی ید
غیری لکان خیرا قال اللہ تعالیٰ لا یکون الا علی
یدک فقالت الملائکۃ یاربنا لم فعلت ھکذا
قال حتی یزید بلاء علی بلاء فقالت الملائکۃ
لم ذلک قال حتی لا یحب احدا غیری فانی لا اقبل
الشریک فی الحب فابراھیم علیہ السلام احب
ولدہ فابتلی بذبحہ ویعقوب احب یوسف فغاب
عنہ اربعین سنۃ وابتلی بفراقہ ونبینا محمد
صلی اللہ علیہ وسلم احب الحسن والحسین
رضی اللہ عنھما وعلقا بقلبہ فجاء جبریل علیہ
السلام واخبرہ بان احدھما یسم والآخر
یقتل حتی لا یحب مع الحبیب سواہ۔

بیٹے کے فدیہ میں ایک عظیم ذبیحہ دیا اس مینڈھے کا نام زریر تھا یہ ان
پہاڑی مینڈھوں میں سے تھا جو چالیس برس سے جنت میں چرتے تھے
اور بعض کے نزدیک وہ مینڈھا تھا جو ہابیل بن آدمؑ نے اللہ کی راہ
میں قربانی کے لئے پیش کیا تھا اور آپ کو قابیل نے قتل کر دیا تھا جس سے
آپ کو شہادت نصیب ہوئی (اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ ذبیح
حضرت اسماعیلؑ تھے یا حضرت اسحٰقؑ زیادہ تر علماء حضرت اسماعیل ہی
کو ذبیح مانتے ہیں اور دلائل و قرائن سے اسی قول کو ترجیح ہے) الغرض
یہ مینڈھا جنت میں چرتا تھا اور اسے حضرت اسحاقؑ کے فدیہ میں جنت
سے بھیجا گیا تھا حق تعالیٰ نے فرمایا: ہم اسی طرح حسن اہتمام سے نیک عمل
کرنیوالوں کو بدلہ دیتے ہیں یعنی ہم ہر محسن کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں
لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپکو حسن الطاعت کے بدلہ بہترین بدلہ عطا فرمایا۔
بعض کے نزدیک ذبیح حضرت اسماعیل تھے (یہی قول راجح ہے)
پھر حق تعالیٰ نے فرمایا: دیکھو یہ ایک کھلی آزمائش ہے یعنی ایک کھلی
نعمت ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے آپ کو یہ فعل معاف فرما دیا اور ایک
مینڈھا فدیہ میں دیکر آپکے بیٹے کو بچالیا۔ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت
خلیل اللہ نے اپنے اکلوتے کے گردن پر چھری رکھ دی تو ایک غیبی
آواز آئی کہ اے ابراہیمؑ اپنے بیٹے کو چھوڑ دو کیونکہ ہماری مراد یہ نہ تھی
کہ تم اپنے بیٹے کی قربانی کرو بلکہ ہماری مراد یہ تھی کہ بیٹے کی محبت سے
اپنا دل خالی کر دو اسی لئے کہا جاتا ہے کہ کسی کتاب میں ذکر ہے کہ جب
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا بچہ ذبح کرنا چاہا تو اپنے دل میں سوچا کہ اے پروردگار یہ کیا؟ اگر یہ ذبیحہ کسی اور کے ہاتھ سے ہوتا تو بہتر تھا تو حق تعالیٰ نے فرمایا
کہ یہ کام آپ ہی کو کرنا ہے فرشتوں نے پوچھا کہ اے رب ابراہیمؑ کے ہاتھ سے ذبحہ کرنیکی وجہ کیا ہے؟ فرمایا تاکہ آزمائش پر آزمائش ہو جائے فرشتوں نے
پوچھا: کیوں؟ فرمایا تاکہ ابراہیمؑ کو میرے سوا کسی اور سے محبت نہ رہے کیونکہ میں محبت میں شریک کو قبول نہیں کرتا۔ غرضیکہ حضرت ابراہیمؑ نے بیٹے سے
محبت کی تو آپکو بیٹے کو ذبح کرنیکا حکم دیکر آزمایا گیا اور حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ سے محبت کی تو حضرت یوسفؑ کو چالیس سال تک آپ سے
غائب رکھا گیا اور انکی جدائی سے آپکو آزمایا گیا اور سرور عالم صلعم نے حسنؓ اور حسینؓ سے محبت کی اور دل سے انہیں چاہا تو آپکے پاس حضرت جبرئیلؑ آئے اور
آپ کو بتایا کہ ایک کو زہر دیدیا جائیگا اور دوسرے کو قتل کر دیا جائیگا تاکہ آپ اپنے حبیب کے سوا کسی اور سے محبت نہ رکھیں۔

فصل: ویستحب اذا خرج المومن الی صلاۃ العید فی طریق ان یرجع من طریق اخری لما روی ابن عمر رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ یوم العید فی طریق و رجع فی طریق اخری و فی حدیث آخر انہ کان یخرج فی طریق فاختلف الناس فی ذلک فقال اکثرھم انما اراد بذلک اختلاف حرز المشرکین لعسکرہ فخالف بین الطریقین لیختلف الحرز وقال آخرون انما قصد بذلک الاختصار فی الرجوع کانہ سلک الطریق الاطول فی الممر لکثر الحسنات و رجع فی الاقصر وقال آخرون لما مضی فی طریق شہدت لہ الارض ثم رجع فی طریق اخری لتشھد لہ الارض الثانیۃ وقیل انہ علیہ السلام مضی علی حی من الاحیاء ثم رجع علی غیرھم لیساوی بینھم فی الاکرام لان رویتہ علیہ السلام کانت رحمۃ قال اللہ تعالی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین وقیل ان الارض تفتخر لوطء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ من الانبیاء والاولیاء وسعیھم علیھا فاراد صلی اللہ علیہ وسلم ان یساوی بین البقعتین لکی لا تفتخر بعضھا علی بعض وقیل انہ علیہ السلام کان قد سلک الی المصلی فی طریق وقصدہ الحقیقۃ الی اللہ تعالی ثم اراد الرجوع الی الاھل والوطن والطین والماء المعروف المعھود فکرہ ان یسلک الی اللہ تعالی طریقا ثم یسلکہ الی غیرہ فرجع فی طریق آخر وقیل

عید کی نماز جب مومن عید کی نماز کے لئے جائے تو راستہ بدل کر آنا مستحب ہے کیونکہ حضرت ابن عمر رضی سے روایت ہے کہ نبی صلعم عید کی نماز کو ایک راستہ سے تشریف لے گئے اور دوسرے راستہ سے واپس لوٹے۔ اس کی علت میں علماء میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح اسلامی لشکر کی مشرکوں سے حفاظت پیش نظر ہے لہٰذا آپ نے راستہ اس لئے بدلا تاکہ حفاظت دہری ہو جائے اور بعض کے نزدیک آپ نے راستہ اس لئے بدلا تاکہ واپس آتے وقت راستہ مختصر رہے گویا آپ نیکیوں کو بڑھانے کی وجہ سے لمبے راستے سے تشریف لے گئے اور مختصر راستہ سے واپس آئے اور بعض کے نزدیک راستہ اس لئے بدلا کہ دو راستے گواہ بن جائیں اور بعض کے نزدیک یہ وجہ ہے کہ آپ جاتے وقت ایک قبیلہ سے گزرے اور آتے وقت دوسرے قبیلہ سے تاکہ احترام میں دونوں قبیلوں میں مساوات باقی رہے کیونکہ نبی صلعم کو دیکھنا بھی صحابہ کے لئے موجب رحمت تھا۔ فرمایا: ہم نے آپ کو دنیا والوں کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔

بعض کے نزدیک یہ علت ہے کہ زمین انبیاء اور اولیاء کے پیروں کے نیچے روندے جانے پر فخر کرتی ہے لہٰذا آپ نے راستہ بدلا تاکہ دونوں راستوں میں برابری ہو جائے اور ایک راستہ دوسرے راستہ پر فخر نہ کرے۔

بعض کے نزدیک یہ علت ہے کہ آپ اللہ کے لئے اللہ کی طرف قصد کر کے عید گاہ تشریف لے گئے تھے پھر لوٹتے وقت اپنے اہل و عیال اور گھر کا قصد کر کے لوٹے تھے تو آپ کو یہ بات اچھی معلوم نہیں ہوئی کہ جس راستے سے اللہ کی طرف قصد کر کے تشریف لے گئے اسی راستہ سے غیر اللہ کی طرف قصد کر کے تشریف لائیں لہٰذا آپ نے راستہ بدل دیا۔

بعض کے نزدیک یہ علت ہے کہ اگر آپ ایک ہی راستہ سے آتے جاتے تو مسلمانوں پر آپ کی پیروی واجب ہو جاتی جس سے سخت دشواری پیش آتی اور عید کی نماز پڑھ کر لوگوں کو اپنے اپنے گھر جانا دشوار ہو جاتا، اس لئے آپ نے راستہ بدل کر امت کو یہ تعلیم دی کہ جدھر سے

انه علیه السلام لو لم یرجع فی طریق آخر لوجب
علی الناس الاستنان به علیه السلام و تعذر
علیهم التفرق بعد صلاة العید الی منازلهم
فاراد أن یبین التوسعة علیهم فی الرجوع
فی ای طریق شاءوا وقیل انه صلی الله علیه وسلم
فزع من مکیدة الکفار والمنافقین و
قیل انه کان یتصدق علی من کان معه
فکان یرجع فی طریق آخر حتی تتوفر الصدقة
علی الفقراء وقیل انه کان یفعل ذلک لاجل
ازدحام الناس علیه صلی الله علیه وسلم۔

فصل: فی فضیلة یوم النحر والاضحیة۔

روی عبد الله بن قرط رضی الله عنه قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم اعظم الایام
عند الله یوم النحر وروی ان النبی صلی الله
علیه وسلم قال لفاطمة رضی الله عنها قومی
الی اضحیتک فاشهدیها فانه یغفر لک بأول
قطرة تقطر من دمها کل ذنب عملت وقولی
ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب
العالمین وروی عن النبی صلی الله علیه وسلم
قال ان داؤد علیه السلام قال الهی ما ثواب
من ضحی من امة محمد صلی الله علیه وسلم
قال الله عزوجل ثوابه ان یعطی بکل شعرة
منها عشر حسنات ویمحی عنه عشر سیئات
ویرفع له عشر درجات فقال الهی فما ثوابه
اذا شق بطنها قال اذا انشق القبر عنه اخرجه

چاہیں جا سکتے ہیں اس میں اس کے لئے گنجائش ہے۔
بعض کے نزدیک نبی اکرم صلعم کو کافروں اور منافقوں کی عیاریوں
سے خطرہ تھا اس لئے آپ نے راستہ بدل لیا تھا۔ بعض کے نزدیک
آپ صدقہ کرتے ہوئے آتے جاتے تھے اس لئے راستہ
تبدیل کر لیا تاکہ زیادہ سے زیادہ فقراء صدقہ سے فائدہ حاصل
کر سکیں۔ اور بعض کے نزدیک آپ نے اس لئے راستہ تبدیل کیا تھا
کہ ایک راستہ سے بھیڑ زیادہ ہو جاتی تھی کیونکہ چاروں طرف
سے لوگ آ آ کر میدان میں جمع ہو جایا کرتے تھے اب
اگر ایک ہی راستہ سے جاتے تو لوگوں کی بھیڑ ہو
جاتی۔

بقر عید کی اور قربانی کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن قرط کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے
بڑا دن یوم النحر (بقرہ عید کا دن) ہے۔ منقول ہے کہ نبی اکرم صلعم
نے حضرت فاطمہ رضہ سے فرمایا کہ قربانی کے جانور کے پاس (ذبح کرتے
وقت) جا کر موجود رہو اور کھڑی رہو کیونکہ قربانی کے جانور کے پہلے
قطرے کے گرتے ہی تمہارے سارے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں اور
یہ دعا پڑھو ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا
شریک لہ۔ یعنی میری نماز، میری قربانی میری زندگی اور میری موت
اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔
نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت
داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ اے معبود اگر کوئی امت محمدیہ میں سے
قربانی کرے تو اسے کیا ثواب ہے؟ حق تعالیٰ نے جواب دیا اسے جانور
کے ہر بال کے بدلہ دس نیکیاں دی جائینگی، دس برائیاں مٹا دی جائینگی
اور دس درجے بلند کر دئے جائیں گے۔ پوچھا کہ اے معبود جب وہ
قربانی کے جانور کا پیٹ پھاڑے تو کیا ثواب ہے فرمایا جب وہ اپنی

الله تعالیٰ آمنا من الجوع والعطش ومن اهوال
القیامة یا داؤد له بکل بضعة من لحمها الطیر
فی الجنة کامثال البخت وبکل ذراع منها مرکب
من مراکب الجنة وبکل شعرة علی جسدها
قصر فی الجنة وبکل شعرة علی رأسها جاریة
من الحور العین اما علمت یا داؤد ان الضحایا
هی المطایا وان الضحایا تمحو الخطایا وتدفع
البلایا مر بالضحایا فانها فداء المومن کفداء
اسحاق من الذبح وقال النبی صلی الله علیه وسلم
احسنوا ضحایاکم فانها مطایاکم یوم القیامة
وروی ان علیا رضی الله عنه قرا یوم نحشر المتقین
الی الرحمن وفدا ثم قال وهل یکون الوفد
الا رکبانا علی نجائبهم ونجائبهم ضحایاهم
یؤتون بنوق لم یر الخلائق مثلها علیها ارحلة
من الذهب وازمتها الزبرجد ثم تنطلق بهم
الی الجنة حتی تقرعوا بابها وروی عن النبی
صلی الله علیه وسلم انه قال ضحوا وطیبوا بها
نفسا فانه من اخذ اضحیته فاستقبل بها القبلة
کان دمها وشعرها محصورین له الی یوم القیامة
فان الدم اذا وقع فی التراب فانما یقع فی حرز
الله انفقوا یسیرا توجروا کثیرا وروی ان النبی
صلی الله علیه وسلم دعا بکبشین املحین اقرنین
عظیمین فاضجع احدهما وقال بسم الله الرحمٰن
الرحیم، بسم الله والله اکبر اللهم هذا عن محمد
وعن اهل بیته ثم بالآخر ثنی وقال بسم الله والله

قبر سے اُٹھے گا تو حق تعالیٰ اسے بھوک، پیاس اور قیامت کے ہولوں سے
محفوظ فرمائے گا اے داؤدؑ: اس کے لئے قربانی کے جانور کی ہر بوٹی کے
بدلہ بختی اونٹ جیسا ایک پرندہ ملے گا اور اس کے ہر پیر کے بدلے جنت
کی سواریوں میں سے ایک سواری ملے گی اور اس کے جسم کے ہر بال کے بدلے
جنت میں ایک ایک محل ملے گا اور اس کے سر کے ہر بال کے بدلے ایک
ایک دوشیزہ حور ملے گی جس کا جسم سفید اور آنکھیں بڑی بڑی ہوں گی۔
داؤدؑ! کیا تم کو معلوم نہیں کہ قربانیاں سواریاں ہی ہیں اور قربانیاں
گناہ مٹا دیتی ہیں اور مصائب و آفات کو ٹال دیتی ہیں قربانیوں کا حکم
کرو کیونکہ یہ مومن کے لئے فدیہ ہیں جیسے اسحٰقؑ (صحیح اسماعیلؑ) کے
لئے قربانی فدیہ بن گئی تھی۔ رحمت عالم صلعم نے فرمایا کہ قربانیاں عمدہ کرو
کیونکہ قربانیاں قیامت کے دن تمہاری سواریاں ہونگی۔ منقول ہے کہ حضرت
علیؓ نے یوم نحشر المتقین الخ پڑھ کر فرمایا وفد عمدہ عمدہ سواریوں پر
سواروں ہی کو کہتے ہیں اور ان کی عمدہ اونٹنیاں ان کے قربانی کے جانور
ہونگے پھر ان کے پاس ایسی عمدہ اور عجیب و غریب اونٹنیاں لائی جائیں
گی جن کی مانند کسی نے آج تک دیکھی نہ ہونگی ان پر سونے کے کجاوے
کسے ہوئے ہونگے اور ان کی نکیلیں زبرجد کی ہونگی یہی اونٹنیاں انہیں
جنت تک لے جائیں گی حتّٰے کہ یہ جنت کا دروازہ جا کھٹکھٹائیں گے
نبی صلعم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "قربانیاں خوشی خوشی اور
شوق کے ساتھ کرو کیونکہ جس نے اپنی قربانی کا جانور پکڑ کر اسے قبلہ رخ
کیا تو جانور کا خون اور بال دونوں قربانی کرنے والے کے لئے قیامت
تک کے لئے محفوظ کر لئے جاتے ہیں کیونکہ خون جب زمین پر گرتا ہے
تو وہ حق تعالیٰ کی حفاظت میں گرتا ہے تھوڑا سا خرچ کرو اور کثرت
سے اس کا ثواب لوٹو۔ روایت ہے کہ سرور عالم صلعم نے دو چتکبرے
سینگوں والے اور بڑے بڑے مینڈھے منگائے پھر ایک کو پہلو کے بل
لٹا کر بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ واللہ اکبر اللّٰھم ھذا عن محمد و

اکبر اللھم ھذا عن محمد و عن امتہ وعن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنھما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ ضحی بکبشین یوم النحر واخبرنا ھبۃ اللہ عن محمد بن احمد بن الحرث المعدل الکوفی قال انبانا القاضی محمد بن محمد عبد اللہ الجعفی انبانا محمد بن جعفر الاشجعی انبانا علی بن المنذر الطرنی انبانا ابن فضیل عن ھشام عن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ رضی اللہ عنھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من قرب اضحیتہ یوم النحر لمنحرھا قربہ اللہ تعالیٰ الی الجنۃ فاذا نحرھا غفر اللہ لہ باول قطرۃ تقطر من دمھا وجعلھا اللہ تعالیٰ لہ مرکبا یوم القیامۃ الی المحشر ویعطی بعدد شعرھا وصوفھا حسنات وروی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضحی بکبشین اقرنین املحین فکان یذبح ویسمی و یضع رجلہ علی صفحتھا قال ابو عبیدۃ الاملح ما فیہ بیاض وسواد والسواد اغلبہ وینظر فی سواد ویبرک فی سواد وروت عائشۃ رضی اللہ عنھما امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بکبش اقرن یطأ فی سواد وینظر فی سواد ویبرک فی سواد فاتی بہ فضحی بہ فاضجعہ وذبحہ فقال بسم اللہ اللھم تقبل من محمد وآل محمد و من امۃ محمد وقال اصحاب الحدیث قولہ ویطأ فی سواد وینظر فی سواد معناہ لکثرۃ شحمہ ولحمہ ما یظل الا فی ظل نفسہ وینظر

عن اہل بیتہ، پڑھ کر ذبح کیا پھر دوسرے کو عن محمد و عن امتہ کہہ کر ذبح کیا۔

حضرت جابر رضہ کا بیان ہے کہ نبی صلعم نے یوم النحر (ذی الحجہ کی دسویں تاریخ) کو دو مینڈھوں کی قربانی کی۔

ہمیں ہبۃ اللہ نے محمد بن احمد بن حارث معدل کوفی سے خبر دی، انہیں قاضی محمد بن محمد بن عبد اللہ جعفی نے خبر دی، انہیں محمد بن جعفر اشجعی نے خبر دی، انہیں علی بن منذر طرنی نے خبر دی، انہیں ابن فضیل نے ہشام سے خبر دی، ہشام نے عروہ سے عروہ نے اپنے والد سے ان کے والد نے حضرت عائشہ رضہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جو بقرہ عید کے دن ذبح کرنے کے لئے اپنی قربانی کے جانور کے قریب جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جنت کے قریب فرما دیتا ہے پھر جب اسے ذبح کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے قربانی کے پہلے قطرے پر جو ٹپکتا ہے بخشدیتا ہے اور حق تعالیٰ اس قربانی کو قیامت کے دن محشر تک اسکے لئے سواری بنا دیگا اور اس کے بالوں اور اون کی تعداد میں اسے نیکیاں دی جاتی ہیں۔ حضرت انس رضہ بن مالک کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلعم نے دو چتکبرے سینگوں والے مینڈھوں کی قربانی کی آپ بسم اللہ پڑھ کر اسے ذبح کرتے تھے اور اس کی گردن پر پاؤں رکھے ہوئے تھے۔ ابو عبیدہ: املح وہ جانور کہلاتا جس میں سفیدی اور سیاہی ہو اور سیاہی کا غلبہ ہو اسکی آنکھیں بھی سیاہ ہوں اور پیٹ بھی سیاہ ہو۔ حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلعم نے حکم دیا کہ سینگوں والا ایک ایسا مینڈھا لایا جائے جس کے ہاتھ پیر سیاہ ہوں۔ آنکھیں سیاہ ہوں اور پیٹ سیاہ ہو یا لآخر اسے آپکے پاس لایا گیا آپ نے اسے لٹا کر اس کی قربانی کی اور اسے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا اور یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ اسے محمدؐ، آل محمدؐ اور امت محمدؐ کی طرف سے قبول فرما۔ اس فرمان کے کہ وہ سیاہی میں چلے وغیرہ وغیرہ محدثین کے یہ معنی ہیں کہ خوب موٹا تازہ ہو اور گوشت چربی کی کثرت کی وجہ سے گویا وہ اپنے سایہ میں چلتا ہے، سایہ میں دیکھتا ہے اور سایہ ہی میں بیٹھتا ہے لیکن

فیہ و یبرک فیہ وقال اھل اللغۃ معنی السواد فی ھذا الموضع انہ کان اسود الیدین والعینین والرکبتین۔

فصل: فی صلاۃ لیلۃ الاضحی وھی ان یصلی رکعتین یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب خمس عشرۃ مرۃ وقل ھو اللہ احد کذلک وقل اعوذ برب الفلق مثل ذلک وقل اعوذ برب الناس کذلک فاذا سلم قرأ آیۃ الکرسی ثلاث مرات واستغفر اللہ خمس عشرۃ مرۃ ثم یدعو بما شاء من خیر الدنیا والاخرۃ۔

فصل: والاضحیۃ سنۃ لا یستحب ترکھا لمن قدر علیھا عند الامام احمد ومالک و الشافعی رحمھم اللہ وعند غیرھم ھی واجبۃ والاصل فی استحبابھا دون وجوبھا ما روی عن ابن عباس رضی اللہ عنھما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال امرت بالنحر وھو لکم سنۃ وفی خبر آخر ثلاث علی فرض ولکم تطوع النحر والوتر ورکعتا الفجر وفی حدیث ام سلمۃ رضی اللہ عنھا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل العشر واراد احدکم ان یضحی فلا یمس من شعرہ ولا بشرہ شیئا نعلق صلی اللہ علیہ وسلم الاضحیۃ بالارادۃ وما کان واجبا بالشرع لا یتعلق بالارادۃ۔

فصل: وافضلھا الابل ثم البقر ثم الغنم ولا یجزی الا الجذع من الضان والثنی من غیرہ اما الجذع فھو ما کمل لہ ستۃ اشھر والثنی

لغویوں کے نزدیک یہ معنی ہیں کہ اس کے ہاتھ پیر، دونوں آنکھیں اور دونوں گھٹنے اور پیٹ سیاہ ہو۔

بقرہ عید کی رات کی نماز بقرہ عید کی رات میں دوگانہ پڑھا جائے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ۱۵ بار، سورہ اخلاص ۱۵ بار، سورہ فلق ۱۵ بار، اور سورہ ناس ۱۵ بار پڑھی جائے۔ پھر سلام پھیر کر آیۃ الکرسی ۳ بار اور استغفار ۱۵ بار پڑھی جائے۔ پھر جو مرضی ہو دُعا مانگی جائے۔ خواہ دنیا کے بارے میں دُعا ہو یا آخرت کے بارے میں۔

قربانی مسنون ہے قربانی سنت ہے اور اس کا چھوڑنا مستحب نہیں۔ خصوصاً اس کے لئے جو قربانی کی استطاعت رکھتا ہو امام احمدؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا یہی قول ہے اور دوسرے ائمہ کے نزدیک قربانی واجب ہے۔

قربانی کے مستحب ہونے کی اور واجب نہ ہونے کی دلیل حضرت ابن عباسؓ والی حدیث ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ مجھے نحر (ذبح) کا حکم دیا گیا ہے اور وہ تمہارے لئے سنت ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ تین چیزیں مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لئے سنت ہیں قربانی، وتر اور صبح کی سنتیں۔ حدیث ام سلمہؓ میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جب ذی الحجہ کا عشرہ شروع ہو جائے اور تم میں سے کوئی قربانی کرنا چاہے تو وہ اپنے بال نہ چھوئے اور نہ اپنی کھال چھوئے یعنی بال ناخن وغیرہ نہ کاٹے اس حدیث میں نبی اکرم صلعم نے قربانی کو ارادے پر موقوف رکھا ہے اور جو چیز شرع میں واجب ہوتی ہے وہ ارادے پر موقوف نہیں ہوا کرتی اس سے معلوم ہوا کہ قربانی واجب نہیں ہے۔

قربانی کے لئے کونسا جانور افضل ہے؟ افضل اونٹ کی قربانی ہے پھر بیل وغیرہ کا درجہ ہے پھر بکری وغیرہ کا درجہ ہے

من المعز ما كمل له سنة ومن البقر ما كمل له سنتان
ومن الابل ما كمل له خمس سنين وتجزىء الشاة
عن واحد والبدنة من الابل والبقر عن سبعة و
افضل الضحايا الشهب ثم الصفر ثم السود والافضل
ان يذبحها بنفسه وان لم يحسن فليشاهد
ذبحها ويأكل ثلثها ويهدى ثلثها ويتصدق
ثلثها ويجتنب فيها المعيبة والعيوب خمسة
فلا يضحي بعضباء القرن والاذن وهي ما ذهب
اكثر اذنها او قرنها وقيل ما ذهب ثلث
اذنها وقرنها وكذلك لا يضحي بالجماء لأنها
كالعضباء في اصح القولين ولا بالعوراء البين
عورها وهي ما انخسفت عينها وذهبت ولا
بالعجفاء التي لا تنقى وهي الهزيلة التي لا
مخ فيها ولا بالعرجاء البين عرجها وهي
التي لا تقدر على المشي مع السرح ولا المشاركة
في العلف لضعفها ولا بالمريضة البين مرضها
ولا بالجرباء لان جربها يفسد اللحم وقد
نهى النبي صلى الله عليه وسلم ان يضحي بالمقابلة
وهي ما قطع شيء من مقدم اذنها وبقي معلقا
ولا بالمدابرة وهي ما قطع شيء من خلف اذنها
ولا بالخرقاء وهي ما ثقب الكي اذنها ولا بالشرقاء
وهي ما شق الكي اذنها وذلك محمول على نهي
تنزيه لا على نهي تحريم والاولى ان يجتنب ذلك
وان ضحى بها جاز وايام النحر ثلاثة يوم العيد
بعد الصلاة او قدرها ويومان بعده وهو

بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ بھی کافی ہے بھیڑ کے علاوہ بکری کا ایک سالہ بچہ جو
دوسرے سال میں لگ گیا ہو کافی ہے یعنی بھیڑ کا جذع اور دوسرے
جانوروں کا ثنی کافی ہے جذع چھ ماہہ بچے کو کہتے ہیں، بکری کا ثنی یکسالہ
بچہ، بیل کا ثنی دو سالہ بچہ اور اونٹ کا ثنی پانچ سال کا بچہ ہوتا ہے۔ بکری
وغیرہ ایک کی طرف سے اور اونٹ اور گائے وغیرہ سات کی طرف سے
کافی ہے افضل جانور سفید، پھر زرد پھر سیاہ ہے۔ افضل یہی ہے کہ
قربانی کرنے والا اپنے ہاتھ سے قربانی کرے اور اگر کوئی اچھی طرح سے
ذبح نہ کر سکتا ہو تو قربانی ذبح کئے جانے کے وقت اسے موجود رہنا چاہیئے
اور گوشت کے تین حصہ کر لئے جائیں ایک حصّہ گھر میں رکھ لیا جائے
ایک حصہ خیرات کر دیا جائے اور ایک حصّہ ہدیوں میں بانٹ دیا جائے
قربانی عیب دار جانوروں کی نہ کی جائے عیب پانچ ہیں اگر کسی جانور
میں ان پانچوں عیبوں میں سے کوئی سا بھی ایک عیب ہو تو قربانی نہ کی جائے
لہٰذا ٹوٹے ہوئے سینگ والے اور کٹے ہوئے کان والے جانور کی قربانی
نہ کی جائے یعنی جس جانور کے کان کا اور سینگ کا زیادہ تر حصہ ٹوٹ
جائے یا کٹ جائے اسے ذبح نہ کیا جائے بعض کے نزدیک جس جانور کا
تہائی کان یا سینگ جاتا رہے اس کی قربانی نہ کی جائے اسی طرح بے سینگ
کے جانور کی قربانی نہ کی جائے کیونکہ صحیح قول کی رو سے ایسا جانور کٹے
ہوئے سینگوں والے جانور کی طرح ہے اور نہ اندھے جانور کی جو ظاہری
طور پر اندھا ہو قربانی کی جائے یعنی جس کی آنکھیں دھنس گئی ہوں
اور بینائی جاتی رہی ہو اور نہ ایسا دبلا جانور ذبح کیا جائے جس کی ہڈیوں
میں گودا نہ ہو اور نہ لنگڑا جانور کیا جائے جو کمزوری کی وجہ سے جنگل
ہی میں چھوڑ دیا گیا ہو اور نہ ایسے بیمار جانور کو کیا جائے جس کی بیماری
ظاہر ہو اور نہ خارشتی جانور کو کیا جائے کیونکہ کھجلی اس کا گوشت خراب
کر دیتی ہے۔ نبی اکرم صلعم نے مقابلہ کی قربانی سے بھی منع فرمایا ہے۔
یعنی جس جانور کے کان کا کچھ اگلا حصہ کٹ گیا ہو اور معلق رہ گیا ہو

مذهب اكثر الفقهاء وقال الشافعي رحمه الله يوم العيد وايام التشريق الثلاثة والذي ذكرناه من انه ثلاثة ايام منقول عن عمر وعلي وابن عباس وابي هريرة رضي الله عنهم ومن ضحى قبل صلاة الامام فهي شاة لحم لا يحصل بذلك ثواب الاضحية لما روى منصور عن الشعبي عن البراء بن عازب رضي الله عنهما قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم النحر بعد الصلاة فقال من صلى صلاتنا ونسك نسكنا فقد اصاب النسك ومن نسك قبل الصلاة فتلك شاة لحم فقام ابو بردة بن نيار رضي الله عنه فقال يا رسول الله لقد نسكت قبل ان اخرج الى الصلاة وعرفت ان اليوم يوم اكل وشرب فتعجلت واكلت واطعمت اهلي وجيراني فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم تلك شاة لحم فقال: ان عندي عناقا جذعة وهي خير من شاتي لحم فهل تجزىء عني فقال صلى الله عليه وسلم نعم ولا تجزئ عن احد بعدك وعن الاسود بن قيس رضي الله عنه قال شهدت النبي صلى الله عليه وسلم يوم النحر مر بقوم ذبحوا قبل الصلاة فقال صلى الله عليه وسلم من ذبح قبل الصلاة فليعد وفي بعض الاخبار من كان ذبح قبل ان يصلي فليعد اخرى مكانها ومن لم يكن ذبح فليذبح۔

فصل: في ذكر ايام التشريق قال الله تعالیٰ

اور نہ مدابرہ کیا جائے یعنی جس کے کان کا پچھلا حصہ قدرے کٹ گیا ہو اور نہ خرقاء کیا جائے یعنی داغ دینے کی وجہ سے جس کے کان میں سوراخ ہو گیا ہو اور نہ شرقاء کیا جائے یعنی جس کا کان داغ دینے کی وجہ سے چر گیا ہو لیکن یہ نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں اولیٰ یہی ہے کہ ان جانوروں سے بچا جائے تاہم اگر قربانی کر دی جائے تو جائز ہے۔ قربانی کرنے کے تین دن ہیں یعنی ذوالحجہ کی دسویں عید کی نماز کے بعد گیارھویں اور بارہویں تاریخ اکثر فقہاء کا یہی قول ہے لیکن شافعیؒ کے نزدیک بقرہ عید کے دن کے علاوہ تین دن ایام تشریق کے ہیں یعنی چار دن قربانی کے ہیں لیکن تین دن عمرؓ علیؓ، ابن عباسؓ، اور ابو ہریرہؓ وغیرہ سے منقول ہیں۔ اگر کوئی امام کی نماز سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کر لے تو وہ جانور گوشت کے لئے ذبح کیا گیا اس قربانی کا ثواب نہیں ملے گا کیونکہ منصور شعبیؒ سے اور وہ براء بن عازبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رحمت عالم صلعم نے بقر عید کے دن نماز کے بعد ہمیں خطبہ دیا اور آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے ہماری جیسی نماز پڑھی اور ہماری جیسی قربانی کی اس نے قربانی والوں کا ثواب حاصل کر لیا اور جس نے نماز سے پہلے جانور ذبح کر لیا تو وہ گوشت کی بکری ہے یہ سن کر ابو بردہؓ بن نیار نے کھڑے ہو کر کہا کہ یا رسول اللہ (صلعم) میں نے نماز سے پہلے اس خیال سے قربانی کر لی کہ یہ دن کھانے پینے کا ہے لہٰذا میں نے قربانی میں جلدی کی اور اس کا گوشت میں نے بھی کھایا اور گھر والوں اور ہمسایوں کو بھی کھلایا آپ نے فرمایا کہ یہ گوشت کی بکری ہے پھر ابو بردہؓ عرض کرتے ہیں کہ میرے پاس بکری کا چھ ماہہ بچہ ہے اور اسمیں گوشت والی دو بکریوں سے بھی زیادہ گوشت ہے کیا وہ مجھ سے کافی ہے فرمایا: ہاں لیکن تمہارے بعد کسی اور کی طرف سے کافی نہیں۔

اسود بن قیس کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں بقرہ عید کے دن رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر تھا آپ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جنہوں نے نماز سے پہلے کچھ جانور ذبح کر لئے تھے آپ نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے قربانیاں کر لی ہیں وہ قربانیاں لوٹائیں، ایک حدیث میں ہے کہ جس نے نماز پڑھنے سے پہلے

واذكروا الله فى ايام معدودات يعنى بالذكر
التكبير ادبار الصلوات وعند الجمرات يكبر
مع كل حصاة وغيرها من الاوقات يستحب
ذلك من اول العشر الى آخر ايام التشريق قوله فى
ايام معدودات يعنى ايام التشريق ايام منى
الثلاث واما المعلومات فهى ايام العشر وعلى
هذا اكثر العلماء ويدل عليه قوله تعالىٰ فمن
تعجّل فى يومين فلا اثم عليه وانما يكون الصدر
فى ايام التشريق فى يومين منها اوجميع الثلاث
قال ابن عباس رضى الله عنهما امر الله تعالىٰ
بذكره فى الايام المعدودات وهى ايام التشريق
ثلاثة ايام بعد النحر وجعلها معدودة لقلتها
فى ايام عمرك كقوله تعالى فى شهر رمضان
اياما معدودات لقلتها من بين الشهور و
كما قال تعالىٰ وشروه بثمن بخس دراهم
معدودة وقيل انما سميت معدودة لانها
تعد من ايام الحج فيفرغ فيها مما عليه من افعال
الحج من البيتوتة بمزدلفة ورمى الجمار بمنى وقال
الزجاج تستعمل المعدودات فى اللغة للشىء
القليل فسميت بذلك لانها ثلاثة ايام
فالايام المعدودات ثلاثة ايام التشريق
والذكر المامور فيها التكبير وعن نافع عن
ابن عمر رضى الله عنهما انه قال الايام المعدودات
ثلاثة ايام يوم النحر ويومان بعده وقال
ابراهيم النخعى رحمه الله الايام المعدودات

قربانی کرلی ہے تو اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے نماز سے قبل
قربانی نہیں کی اسے نماز کے بعد قربانی کرنی چاہیئے۔

ایام تشریق حق تعالےٰ نے فرمایا کہ گنتی کے دنوں میں ذکراللہ کرو
ذکر سے پنجگانہ نمازوں کے بعد تکبیریں مراد ہیں اور جمرات پر بھی ہر کنکر
کے ساتھ تکبیر کہی جائے اور دیگر اوقات میں بھی۔ یہ تکبیریں ذی الحجہ کی دسویں
تاریخ کے آغاز سے لیکر ایام تشریق کے پچھلے دن کے اخیر (عصر) تک مستحب ہیں
گنتی کے دنوں سے ایام تشریق یعنی منیٰ کے تین دن مراد ہیں اور معلوم دنوں
سے ذی الحجہ کے اوّل عشرے کے دن مراد ہیں اکثر علماء کا یہی قول ہے اور قرآن
پاک سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے فرمایا اور جو دو دن کے بعد منیٰ سے نکلنے میں
جلدی کرے اس پر کوئی گناہ نہیں حاجی ایام تشریق میں منیٰ سے دو یا تین دن
کے بعد نکلتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے گنتی کے دنوں
میں اپنے ذکر کا حکم فرمایا اور وہ ایام تشریق ہیں یعنی بقرہ عید کے بعد تین
دن ہیں اور انہیں گنتی کے دن اس لئے کہا کہ تمہاری عمر کے دنوں کے مقابلہ میں
یہ دن تھوڑے سے ہیں اسی طرح سورہ یوسف میں فرمایا کہ انہوں نے
کھوٹی پونجی سے اور گنتی کے درہموں سے یوسف کو خرید لیا۔ ایام تشریق کو
گنتی کے دن اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ایام حج میں گنے جاتے ہیں اور ان دنوں
میں حاجی حج کے افعال سے مزدلفہ میں رات گزار کر اور منیٰ میں شیطانوں
پر کنکریں مار کر فارغ ہوتے ہیں۔ زجاج کہتے ہیں معدودات لغت میں
تھوڑی سی شے کو کہتے ہیں اسی لئے ایام تشریق کو ایام معدودات (گنتی
کے دن) کہا گیا کیونکہ یہ تھوڑے سے ہیں (تین دن ہیں) لہٰذا گنتی کے دن
ایام تشریق کے تین دن ہیں اور ان میں جس ذکر کا حکم ہے وہ تکبیریں ہیں
نافع ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ گنتی کے دن تین دن
ہیں بقرہ عید کا دن اور دو دن اس کے بعد کے۔ ابراہیم نخعیؒ: گنتی کے دن
ذی الحجہ کا پہلا عشرہ ہے اور معلوم دن قربانی کے دن ہیں۔
اس آیت میں اور اس سے پہلے کی آیت میں حق تعالےٰ کا مسلمانوں کو ذکر

ثلاثۃ ایام یوم النحرو یومان بعدہ وقال ابراہیم
النخعی رحمہ اللہ الایام المعدودات ایام العشر
والمعلومات ایام النحروسبب امر اللہ تعالیٰ
المسلمین بالذکر فی ہذہ الآیۃ والتی قبلھا
قولہ عزوجل فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم
علی ماذکر المفسرون ان العرب کانوا اذا
فرغوا من حجھم وقفوا عند البیت و ذکروا مآثر
آبائھم و مفاخرھم وکان الرجل یقول ان
ابی کان یقری الضیف ویطعم الطعام وینحر
الجزور و یفك العانی ویجز النواصی و یفعل
کذا وکذا ویتفاخرون بذلك فامرھم اللہ
عزوجل بذکرہ فانزل اللہ عزوجل فاذکروا
اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا الی قولہ
تعالیٰ واذکروا اللہ فی ایام معدودات وقال
جل وعلا فاذکرونی فانا الذی فعلت ذلك
بکم و بآبائکم واحسنت الیکم والیھم وقال
السدی رحمہ اللہ کانت العرب اذا قضت
مناسکھا واقاموا بمنیٰ یقوم الرجل فیسال اللہ
عزوجل ویقول اللھم ان ابی کان عظیم الجفنۃ
عظیم القبۃ کثیر المال فاعطنی مثل ذلك
ولیس یذکر اللہ عزوجل انما یذکر اباہ ویسال
ان یعطی فی دنیاہ فانزل اللہ تعالیٰ ہذہ الآیۃ
وقال ابن عباس وعطاء والربیع والضحاك معناہ
فاذکروا اللہ تعالیٰ کذکر الصبیان الصغار
الآباء وھو قول الصبی اول ما یفصح و یفقہ کلامہ

کرنے کا حکم فرمایا اور کہا کہ اپنے باپوں کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ ذکر اللہ کرو، اس کا سبب مفسرین کے بیان کے مطابق یہ ہے کہ عرب حج سے فارغ ہو کر بیت اللہ کے پاس کھڑے ہو کر اپنے بزرگوں کے فخریہ کارنامے بیان کیا کرتے تھے کوئی کہتا تھا کہ میرے والد صاحب مہمان نواز تھے لوگوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے اونٹ نحر کیا کرتے تھے، اسیروں کو چھڑایا کرتے تھے اور غلاموں کو آزاد کیا کرتے تھے اور فلاں فلاں رفاہ عام کے کام کیا کرتے تھے (اور کوئی اپنے بزرگوں کے اور کارنامے بتاتا تھا) اور اپنے بزرگوں پہ ایک دوسرے پر فخر کیا کرتے تھے حق تعالیٰ نے حکم دیا کہ اللہ کا ذکر کیا کرو اور یہ آیت اتاری کہ اپنے باپوں کے ذکر کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ اللہ کا ذکر کرو واذکروا اللہ فی ایام معدودات (اور گنتی کے دنوں میں اللہ کا ذکر کرو) پڑھ جائیے اور حق تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا کہ میرا ذکر کرو کیونکہ میں نے ہی الیا تم کو اور تمہارے بزرگوں کو بنایا اور تمہارے اور ان کے ساتھ احسان کیا۔

سُدی: جب عرب احکام حج ادا کر چکتے اور منیٰ میں قیام کرتے تو ایک شخص کھڑا ہوتا اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا اور کہتا کہ اے اللہ میرے والد بڑے بادیہ والے اور بڑی چوکھٹ والے تھے اور بہت مالدار تھے اے اللہ مجھے بھی انہیں جیسا مال دے وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتا تھا اور اس کی طرح دنیا مانگا کرتا تھا پھر حق تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

ابن عباسؓ، عطاءؒ، ربیعؒ، ضحاکؒ: یعنی اللہ کو اس طرح یاد کرو جس طرح چھوٹے چھوٹے بچے اپنے باپوں کو یاد کیا کرتے ہیں بچے جب بولنے لگتے ہیں تو آبی امی کہہ کر اپنے ماں باپ کو پکارتے ہیں پھر فرط محبت سے اپنے ماں باپ کو لپٹ جاتے ہیں۔

عمر بن مالک ابوالجوزاء سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا کہ مجھے فاذکروا اللہ الخ کی تفسیر سمجھائیے کیونکہ

ابیہ و اُمہ ثم یلھج بأبیہ عن عمر ابن مالک عن ابی الجوزاء قال قلت لابن عباس رضی اللہ عنھما اخبرنی عن قول اللہ عزوجل فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا وقد یاتی علی الرجل یوم لا یذکر فیہ اباہ فقال ابن عباس رضی اللہ عنھما لیس کذلک ولکن ان تغضب للہ عزوجل اذا عصی اشد من غضبک لوالدیک اذا شتما وعن محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا یعنی بل اشد کقولہ او یزیدون ای بل یزیدون قال مقاتل رحمہ اللہ او اشد ذکرا یعنی اکثر ذکرا کقولہ او اشد قسوۃ او اشد خشیۃ۔

فصل: وقد سمی اللہ عزوجل اشیاء فی القرآن ذکرا من ذلک انہ سمی التوراۃ ذکرا فقال عزوجل فاسألوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون وسمی القرآن ذکرا قولہ عزوجل وھذا ذکر مبارک انزلناہ وسمی اللوح المحفوظ ذکرا قولہ تعالیٰ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر یعنی من بعد اللوح المحفوظ وسمی الموعظۃ ذکرا قولہ عزوجل فلما نسوا ما ذکروا بہ وسمی الرسول ذکرا قولہ عزوجل قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا والخبر ذکرا قولہ عزوجل ھذا ذکر من معی وذکر من قبلی والشرف ذکرا قولہ عزوجل انہ

کوئی دن ایسا بھی ہوتا ہے جس دن کوئی اپنے والد کو یاد نہیں کرتا۔ اس پر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس آیت کا یہ مطلب نہیں جو تم نے سمجھا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی تمہارے ماں باپ کو گالیاں دیں تو تم کو غصہ آتا ہے اس سے زیادہ غصہ تم کو اس وقت آنا چاہیئے جب کسی کو اللہ کی نافرمانیاں کرتا ہوا دیکھو۔

محمدؒ بن کعب قرظی: اس آیت میں اَو بمعنی بَل (بلکہ) ہے ایک جگہ ہے اویزیدون یعنی ہم نے ایک لاکھ کی طرف بلکہ زیادہ کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔

مقاتلؒ: اور اشد ذکرا یعنی بلکہ ان سے بھی زیادہ ذکر کرو جیسے فرمایا: بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت، بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈر۔

ذکر کے معانی قرآن حکیم میں ذکر کا اطلاق کئی معنی پر کیا گیا ہے جیسے توراۃ[1] پر فرمایا اہل ذکر (تورات) سے پوچھو اگر تم کو علم نہیں، قرآن[2] پر فرمایا: اور یہ برکت والا ذکر ہے جس کو ہم نے اتارا ہے۔ لوح[3] محفوظ پر فرمایا: اور ہم نے لوح محفوظ کے بعد زبور میں لکھا، وعظ[4] ونصیحت پر فرمایا: پھر جب وہ نصیحتوں کو بھول گئے، رسول[5] پر فرمایا اللہ نے تم پر ذکر یعنی رسول اتارا، خبر[6] پر فرمایا: یہ اس کی خبر ہے جو میرے ساتھ ہے اور اس کی خبر بھی جو مجھ سے پہلے ہے، شرف[7] وبزرگی پر فرمایا: بلا شبہ یہ شرف آپ کے لئے ہے اور آپ کی قوم کے لئے بھی توراۃ[8] پر فرمایا: وہ تورات پڑھنے والوں کے لئے ذکر ہے، نماز[9] پر فرمایا پھر تم اللہ کے لئے نماز پڑھو جس طرح اللہ نے تم کو اس کی تعلیم دی ہے عصر[10] کی نماز پر فرمایا: میں اپنے رب کے ذکر (عصر کی نماز) پر مال کی محبت کو ترجیح دی، جمعہ[11] پر فرمایا جمعہ کی نماز کے لئے چل کر جاؤ، شفاعت[12] پر فرمایا اپنے مالک کے پاس میری سفارش کر دینا، اطاعت[13] پر فرمایا تم میری اطاعت کرو میں تم کو بخشدوں گا، ندامت[14] پر فرمایا:

لذكرك ولقومك والتوراة ذكرا قوله عزوجل
ذلك ذكرى للذاكرين والصلاة ذكرا
قوله عزوجل فاذكروا الله كما علمكم و
سمى صلاة العصر ذكرا قوله عزوجل انى
اجببت حب الخير عن ذكر ربي يعنى صلاة
العصر والجمعة ايضا ذكرا قوله عزوجل
فاسعوا الى ذكر الله والشفاعة ذكرا قوله
عزوجل اذكرنى عند ربك اوسمى الطاعة
والمغفرة ذكرا قوله عزوجل فاذكرونى اذكر
كم معناه اذكرونى بالطاعة اذكركم بالمغفرة
وسمى الندامة ذكرا قوله تعالىٰ اذ ظلموا
انفسهم ذكروا الله اى ندموا بالقلب واستغفروا
باللسان وسمى التكبير ذكرا قوله تعالىٰ واذكروا
الله فى ايام معدودات يعنى ايام التشريق۔

فصل : واختلف لم سميت ايام التشريق
فقال قوم ان المشركين كانوا يقولون اشرق
ثبير كيما نغير يعنى ادخل فى الشروق يا ثبير و
هو اسم جبل كيما نغير اى كيما ندفع لانهم
كانوا لا يدفعون ولا يفيضون من المزدلفة
الا بعد أن تشرق الشمس فجاء الاسلام فابطل
ذلك وقيل انما سميت ايام التشريق لانهم
كانوا يشرقون فيها لحوم الاضاحى وتشريق
اللحم ان يشرح ويشرق فى الشمس ويسمى القديد
شرائق اللحم وقيل بل سميت الصلاة يوم
النحر والتشريق صلاة العيد وانما اخذ من

جب وہ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کے سامنے دل میں نادم ہوتے ہیں
اور زبان سے استغفار کرتے ہیں اور تکبیر پر فرمایا[۱۵] : اور گنتی کے دنوں میں
یعنی ایام تشریق میں تکبیریں کہو۔

ایام تشریق کی وجہ تسمیہ اس میں اختلاف ہے کہ ایام
تشریق کی وجہ تسمیہ کیا ہے ؟

بعض علماء : مشرک کہا کرتے تھے کہ اے کوہِ ثبیر دھوپ سے
چمک اُٹھ تاکہ ہم منیٰ کی طرف روانہ ہوں کیونکہ مشرک مزدلفہ
سے اسی وقت منیٰ کی طرف جاتے تھے جب کوہِ ثبیر پہ اچھی خاصی
دھوپ پھیل جایا کرتی تھی، اسلام نے آکر یہ رسم بالکل مٹادی
(اور حکم فرمایا کہ مشرکوں کی مخالفت کرو اور سورج نکلنے سے
پہلے منیٰ کو روانہ ہو جاؤ)

بعض دیگر علماء : چونکہ ان دنوں میں لوگ قربانیوں کا گوشت
سکھا لیا کرتے تھے اس لئے ان دنوں کو ایام تشریق کہا گیا۔ تشریق
یعنی گوشت کی بوٹیوں کو دھوپ میں سکھانا۔ سوکھے ہوئے گوشت
کو قدید کہا جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ بقرہ عید کے دن دوگانہ کو تشریق کہتے ہیں یہ لفظ شروق شمس
سے لیا گیا ہے جب سورج اچھی طرح سے چمکنے لگتا ہے تو بقرہ عید
کی نماز کا وقت ہوتا ہے اور جہاں بقرہ عید کی نماز پڑھی جاتی ہے
اسے مشرق کہتے ہیں کیونکہ لوگ اس جگہ سورج نکلنے کے بعد پہنچتے ہیں
بنابریں بقرہ عید کے دن کو تشریق کا دن کہا جاتا ہے پھر گیارھویں
بارہویں اور تیرھویں تاریخ کو بالتبع ایام تشریق کہنے لگے یعنی اصل
میں تشریق کا دن بقرہ عید کا دن ہے اور بالتبع ایام تشریق ہیں

ذوالنون مصریؒ سے پوچھا گیا کہ موقف کو مشعر کیوں کہتے ہیں ؟
حرام کیوں نہیں کہتے ؟ فرمایا : اس لئے کہ کعبہ اللہ کا گھر ہے اور
حرم اس کا پردہ ہے اور مشعر اس کا دروازہ ہے پھر جب

شروق الشمس لان ذلك وقتها وسمى المصلى المشرق لان الناس يبرزون فيه للشمس فسمى يوم العيد يوم التشريق لهذا المعنى ثم صارت ايام التشريق تبعا للعيد وقيل لذى النون المصرى رحمه الله لم سمى الموقف بالمشعر ولم يسم بالحرم فقال لان الكعبة بيته والحرم حجابه والمشعر بابه فلما قصده الوافدون اوقفهم بالباب الاول يتضرعون اليه ثم اوقفهم بالحجاب الثانى وهو المزدلفة فلما نظر الى تضرعهم امرهم بتقريب قربانهم فلما ان قربوها وتطهروا من الذنوب امرهم بالزيارة على الطهارة فقيل له لم كره الصيام فى ايام التشريق قال لان القوم زوار الله تعالىٰ وهم فى ضيافته ولا ينبغى للضيف ان يصوم عند من اضافه فقيل له يا ابا الفيض ما معنى تعلق الرجل باستار الكعبة قال مثله كمثل رجل بينه وبين صاحبه جناية فهو متعلق بذيل رجال يشفعون له ان يهب له جرمه۔

فصل : واختلف فى قدر التكبير فى هذه الايام قال نافع رحمه الله كان عمر وعبد الله ابنه رضى الله عنهما يكبران بمنى هذه الايام عقيب الصلاة وفى المجلس وعلى الفرش والفسطاط وفى الطريق ويكبر الناس بتكبيرهما ويتلوان هذه الآية فالاتفاق حاصل على كون التكبير سنة وانما الخلاف فى قدره

زیارت کے لئے آئے حق تعالےٰ شانہ کے گھر کا قصد کر کے آتے ہیں تو حق تعالیٰ ان کو پہلے اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا کرتا ہے تاکہ وہ بارگاہِ قدس میں روئیں اور گڑگڑائیں اور بلک بلک کر دعائیں مانگیں پھر دوسرے پردہ (مزدلفہ) میں کھڑا کرتا ہے پھر جب ان کی گڑگڑاہٹ کو دیکھتا ہے تو انہیں حکم فرماتا ہے کہ قربانی کی عبادت پیش کریں پھر جب حاجی قربانیاں کر کے گناہوں سے پاک ہوجاتے ہیں تو اب انہیں کعبۂ اقدس کی زیارت پاکی کی حالت میں حکم ملتا ہے۔

پھر ذوالنون مصریؒ سے پوچھا گیا کہ ایام تشریق میں روزے کیوں مکروہ ہیں ؟ فرمایا اس لئے کہ لوگ اللہ کے گھر کی زیارت کے لئے آئے ہیں اور اللہ کے مہمان ہیں اور مہمان کے لائق یہ بات نہیں کہ میزبان کے گھر آکر روزہ رکھے۔

پوچھا گیا کہ لوگ کعبہ اقدس کے پردے سے کیوں چمٹتے ہیں ؟ فرمایا اس کو اس طرح سمجھو جیسے کوئی شخص اپنے مالک کی نافرمانی کر کے نادم ہو اور ایسے لوگوں کے دامن کو جا پکڑے جو اس کی اس کے مالک سے سفارش کر دیں کہ اس کا قصور معاف کر دیا جائے۔

★

ایام تشریق میں تکبیریں

ایام تشریق کی تکبیروں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ نافعؒ : عمرؓ اور ابن عمرؓ ان دنوں میں نمازوں کے بعد، مجالس میں، بستروں پر، خیموں میں اور راستوں میں تکبیریں کہا کرتے تھے اور ان دونوں کی تکبیریں سن کر لوگ بھی تکبیریں کہا کرتے تھے اور اس آیت (مذکورہ بالا آیت) پر عمل پیرا تھے۔ لہٰذا تکبیروں کے سنت ہونے پر تو سب کا اتفاق ہے لیکن تکبیروں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ حضرت علیؓ عرفہ کی صبح کی نماز سے لیکر ایام تشریق

وكان علی رضی الله عنه يكبر من صلاة الغداة
من يوم عرفة الی صلاة العصر من آخر ايام التشريق
وهو مذهب امامنا احمد بن محمد بن حنبل
رحمه الله تعالى واحد اقوال الشافعی ومذهب
ابی يوسف ومحمد بن الحسن وهو اولی الاقاويل
واجمعها وكان عبد الله بن مسعود رضی الله
عنه يكبر من صلاة الغداة يوم عرفة الی صلاة
العصر من يوم النحر وهو مذهب الامام الاعظم
ابی حنيفة النعمان رحمه الله تعالى وكان ابن عباس
وزيد بن ثابت رضی الله عنهم يكبران من صلاة
الظهر من يوم النحر الی صلاة العصر من آخر
ايام التشريق وهو قول عطاء رحمه الله والاظهر
من مذهب الشافعی رحمه الله ان يبدأ
بالتكبير من صلاة الظهر يوم النحر الی صلاة
الفجر من آخر يوم التشريق اقتداء بالحاج
وهو مذهب الامام مالك وللشافعی قول
ثالث اوله من صلاة المغرب ليلة النحر الی صلاة
الصبح من آخر ايام التشريق واما لفظ التكبير
فكان ابن مسعود رضی الله عنه يكبر اثنين الله
اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر الله
اكبر ولله الحمد وهو مذهب امامنا احمد و
ابی حنيفة رحمهما الله واهل العراق وعن مالك
رحمه الله تعالى انه كان يقول الله اكبر الله
اكبر ثم يقطع فيقول الله اكبر لا اله الا الله
وكان سعيد بن جبير والحسن رحمهما الله

کے پچھلے دن کی عصر کی نماز تک تکبیریں کہا کرتے تھے۔ یہی ہمارے امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب ہے اور شافعیؒ کا بھی ایک قول یہی ہے اور ابو یوسفؒ اور محمد بن حسنؒ کا بھی یہی مذہب ہے اور تمام اقوال میں یہی قول اولیٰ اور جامع تر ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ عرفہ کی نماز فجر سے لے کر بقرہ عید کی نماز عصر تک تکبیریں کہا کرتے تھے یہ امام اعظمؒ ابو حنیفہ کا مذہب ہے۔ ابن عباسؓ اور زیدؓ بن ثابت بقرہ عید کے دن کی نماز ظہر سے لیکر ایام تشریق کے پچھلے دن کی نماز عصر تک تکبیریں کہا کرتے تھے۔ یہ عطاءؒ کا قول ہے اور شافعیؒ کا بھی ظاہر ترین قول یہ ہے کہ بقرہ عید کے دن کی نماز ظہر سے لے کر ایام تشریق کے پچھلے دن کی نماز ظہر تک حاجیوں کی پیروی کرتے ہوئے تکبیریں کہی جائیں یہ امام مالکؒ کا مذہب ہے۔ امام شافعیؒ کا تیسرا قول یہ ہے کہ بقرہ عید کی شب کی نماز مغرب سے لے کر پچھلے یوم تشریق کی صبح کی نماز تک تکبیریں کہی جائیں۔

تکبیر کے صیغے

ابن مسعودؓ کا یہ صیغہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ یہی قول ہمارے امام احمدؒ کا ابو حنیفہؒ کا اور اہل عراق کا ہے امام مالک کا صیغہ یہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر (ٹھہر جاتے پھر کہتے) اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ۔ سعید بن جبیرؒ اور حسینؒ کا یہ صیغہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر (لگاتار کہتے) لا الٰہ الا اللہ۔ یہ امام شافعیؒ اور اہل مدینہ کا قول ہے۔ قتادہؒ اس طرح کہا کرتے تھے اللہ اکبر کبیرا، اللہ اکبر علیٰ ما ھدانا اللہ اکبر وللہ الحمد۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ منیٰ کے دن کھانے پینے کے اور ذکر اللہ کے دن ہیں۔

جعفر بن محمدؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

تعالیٰ یقول الله اکبر الله اکبر ثلاثا نسقا ثم
یسوق التکبیر الی آخرہ علی ما ذکرنا اولا و
ھو مذھب الشافعی رحمہ الله واھل المدینۃ
وعن قتادۃ رحمہ الله انہ کان یقول الله اکبر کبیرا
الله اکبر علی ما ھدانا الله اکبر ولله الحمد و
روی ابو ھریرۃ رضی الله عنہ ان رسول الله صلی الله
علیہ وسلم قال ایام منی ایام اکل وشرب وذکر
الله تعالیٰ وعن جعفر بن محمد رحمہ الله انہ قال
ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم بعث منادیا
ینادی فی ایام التشریق انھا ایام اکل وشرب وبعال۔

فصل: وان کان محرما فمن صلاۃ الظھر
یوم النحر الی آخر ایام التشریق عند امامنا احمد
رحمہ الله تعالیٰ وکذلک فی الصحیح عنہ لا یکبر
الا اذا صلی الفرض فی جماعۃ ولا یکبر اذا
کان وحدہ ولا عقیب النوافل۔

فصل: وھذا التکبیر الذی ذکرناہ فی
عید الاضحی مثلہ فی عید الفطر بل آکد فی الفطر
لیلۃ الفطر لقول الله عزوجل ولتکملوا العدۃ
ولتکبروا الله علی ما ھداکم الآیۃ غیر ان
ابتداءہ من بعد غروب الشمس لیلۃ الفطر
الی ان یفرغ الامام من خطبتی العید یوم العید
ثم ینقطع وقال الامام ابو حنیفۃ رحمہ الله
لیس فی الفطر تکبیر مسنون وقال مالک رحمہ الله
یکبر یوم الفطر دون لیلتہ ویکون وقتہ الی
ان یاتی المصلی ویخرج الامام ویظھر الناس

فرمایا کہ منیٰ کے دن کھانے پینے کے اور ذکر اللہ کے دن
ہیں۔

جعفر بن محمد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ایک منادی سے ایام تشریق میں اعلان کرایا کہ یہ کھانے پینے
کے اور ہمبستری کے دن ہیں۔

حالت احرام میں تکبیریں اگر کوئی محرم ہو تو وہ بقرہ عید کی
ظہر کی نماز سے لے کر پچھلے ایام تشریق تک ہمارے امام کے نزدیک
تکبیریں نہ کہے ہاں جماعت سے فرائض ادا کرنے کے بعد تکبیریں کہے
اگر تنہا فرائض ادا کرے یا نوافل پڑھے تو تکبیریں نہ کہے۔

عید کی تکبیریں بقرہ عید کے دن جس طرح تکبیریں کہی
جاتی ہیں اسی طرح عید کے دن کہی جاتی ہیں بلکہ عید رات
ہی سے تکبیروں کی تاکید ہے قرآن پاک میں ہے اور تاکہ تم تعداد
پوری کرو اور تاکہ تم تکبیریں جس طرح اللہ نے تم کو ہدایت
فرمائی ہے عید کی رات میں تکبیروں کی ابتداء غروب
آفتاب کے بعد سے کی جائے اور اس وقت تک سلسلہ جاری رکھا
جائے جب تک امام عید کے دن عید کے دونوں خطبوں
سے فارغ نہ ہو۔ امام ابو حنیفہ رح کہتے ہیں عید کے دن تکبیریں
مسنون نہیں اور امام مالک رح کہتے ہیں رات میں تکبیریں نہ
کہی جائیں ہاں دن میں کہی جائیں اور تکبیروں کا وقت عیدگاہ
تک پہنچنے تک اور امام کے حاضر ہونے تک ہے۔ امام شافعی رح
کے نزدیک عید رات کو غروب آفتاب کے بعد سے لیکر
امام کے دونوں خطبوں تک ہے۔ امام موصوف کا ایک قول
یہ بھی ہے کہ عید رات کو غروب آفتاب کے بعد سے لے کر
عید کے دن عیدگاہ میں امام کے حاضر ہونے تک ہے اور
ایک قول یہ بھی ہے کہ نیت باندھنے تک ہے اور ایک قول میں

للصلاۃ وقال الشافعی رحمہ اللہ یکبر من غروب
الشمس لیلۃ الفطر الی ان یفرغ الامام من خطبتی
العید یوم العید وقال فی قول یکبر من غروب الشمس
لیلۃ العید الی ان یظہر الامام فی المصلی وقال
فی قول الی ان یحرم بالصلاۃ وفی قول الا ان یفرغ من الصلاۃ

فصل: فی فضائل یوم عاشوراء قال اللہ
تعالی ان عدۃ الشہور عند اللہ اثنا عشر شہرا فی
کتاب اللہ الی قولہ منہا اربعۃ حرم وقد تقدم
ذکر ذلک وان منہا المحرم فہذا الشہر من
الاشہر المحرمۃ عند اللہ تعالی وفیہ یوم عاشوراء
الذی عظم اللہ تعالی اجر من اطاعۃ فیہ من
ذلک ما اخبرنا بہ ابو نصر عن والدہ باسنادہ
عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام
یوما من المحرم فلہ بکل یوم ثلاثون یوما
ومن ذلک ما روی عن میمون ابن مہران
عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من صام عاشوراء من المحرم
اعطی ثواب عشرۃ آلاف ملک ومن صام یوم
عاشوراء من المحرم اعطی ثواب عشرۃ آلاف
شہید وثواب عشرۃ آلاف حاج ومعتمر و
من مسح بیدہ علی رأس یتیم یوم عاشوراء
رفع اللہ تعالی لہ بکل شعرۃ علی رأسہ
درجۃ فی الجنۃ ومن فطر مومنا لیلۃ عاشوراء
فکانما افطر عندہ جمیع امۃ محمد صلی اللہ علیہ

امام کے نماز سے فارغ ہونے تک ہے۔

عاشوراء کی فضیلت حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا دیکھو
اللہ کے نزدیک مہینوں کی گنتی اللہ کی کتاب میں بارہ ہے۔
(آخر تک پھر فرمایا) ان میں سے چار مہینے حرمت والے
ہیں۔ حرمت والے مہینوں کا ذکر اوپر گزر چکا، اور یہ بھی کہ
محرم بھی حرمت والا مہینہ ہے۔ بنابریں محرم اللہ کے
نزدیک حرمت والا مہینہ ہے۔ اسی محرم الحرام کی دسویں
تاریخ کو عاشوراء کہتے ہیں، عاشوراء کے دن کی اطاعت
کا حق تعالیٰ نے اجر عظیم مقرر فرمایا ہے۔ چنانچہ
ابو نصر نے ہمیں اپنے والد سے اپنی اسناد سے مجاہدؒ سے
اور انہوں نے ابن عباسؓ سے خبر دی کہ رسول اللہ صلعم
نے فرمایا کہ جس نے محرم میں عاشوراء کا روزہ رکھا۔
اسے دس ہزار شہداء کا اور دس ہزار حاجیوں کا اور عمرہ
کرنے والوں کا ثواب دیا گیا اور جس نے عاشوراء کے
دن کسی یتیم کے سر پہ ہاتھ پھیرا تو حق تعالیٰ اس یتیم کے سر
کے ہر بال کے بدلے جنت میں ایک درجہ بلند فرمائے گا۔ اور جس نے
عاشوراء کے دن کسی مومن کا روزہ کھلوایا گویا اس نے اپنے
پاس تمام امت محمدیہ کا روزہ کھلوایا اور سب کو پیٹ
بھر کر کھلایا۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ حق تعالیٰ شانہ نے
عاشوراء کے دن کو تمام دنوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے فرمایا
ہاں، حق تعالیٰ نے اس دن آسمان پیدا کئے، اسی دن پہاڑ
بنائے اسی دن سمندر پیدا فرمائے، اسی دن قلم پیدا کیا، اسی
دن لوح پیدا کی، اسی دن آدمؑ کو پیدا کیا، اسی دن انہیں جنت
میں داخل فرمایا۔ اسی دن حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے اسی دن
آپ کے فرزند دلبند کی طرف سے فدیہ دیا گیا، اسی دن فرعون

وسلم واشبع بطونهم قالوا یارسول الله لقد فضل الله تعالیٰ یوم عاشوراء علی سائر الایام قال صلی الله علیه وسلم نعم خلق الله تعالی السموات فی یوم عاشوراء وخلق الجبال یوم عاشوراء وخلق البحار یوم عاشوراء وخلق القلم یوم عاشوراء وخلق اللوح یوم عاشوراء وخلق آدم یوم عاشوراء وادخله الجنة یوم عاشوراء وولد ابراهیم علیه السلام یوم عاشوراء ونجاه الله من النار یوم عاشوراء وفدی ابنه من الذبح یوم عاشوراء واغرق فرعون یوم عاشوراء وکشف الله تعالیٰ البلاء عن ایوب یوم عاشوراء وتاب الله تعالیٰ علی آدم یوم عاشوراء وغفر الله تعالیٰ ذنب داؤد علیه السلام یوم عاشوراء وولد عیسی یوم عاشوراء ویوم القیامة فی یوم عاشوراء وفی لفظ آخر عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صام یوم عاشوراء کتب الله له عبادة ستین سنة بصیامها وقیامها ومن صام یوم عاشوراء اعطی ثواب الف شهید ومن صام یوم عاشوراء کتب الله له اجر اهل سبع سموات ومن فطر مومنا یوم عاشوراء فکانما افطر عنده جمیع امة محمد صلی الله علیه وسلم واشبع بطونهم ومسح رأس یتیم فی یوم عاشوراء رفعت له بکل شعرة علی راسه درجة فی الجنة فقال عمر بن الخطاب رضی الله عنه یارسول الله لقد فضلنا الله تعالیٰ بیوم عاشوراء قال صلی الله

ڈوبا، اسی دن حق تعالٰے شانہ نے حضرت ایوب کو شفا بخشی، اسی دن حضرت آدم کی توبہ قبول فرمائی، اسی دن حضرت داؤد علیہ السلام کا گناہ بخشا، اسی دن حضرت عیسےٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن قیامت آئے گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عاشوراء کا روزہ رکھا تو عاشوراء کے دن کے روزے اور رات کے قیام کے عوض حق تعالٰے ساٹھ سال کی عبادت کا ثواب لکھ لیتا ہے جس نے عاشوراء کا روزہ رکھا اسے ایک ہزار شہداء کا ثواب ملا جس نے عاشوراء کا روزہ رکھا حق تعالٰے نے اس کے لئے ساتوں آسمان والوں کا اجر لکھ لیا اور جس نے کسی مومن کا عاشوراء کا روزہ کھلوایا گویا اس نے تمام امت محمدیہ کا روزہ کھلوایا اور سب کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اور جس نے عاشوراء کے دن کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا تو یتیم کے سر کے ایک ایک بال کے عوض حق تعالٰے جنت میں اس کے درجے بلند فرمائے گا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاشبہ حق تعالٰے شانہ نے ہمیں عاشوراء کا دن عطا فرما کر فضیلت عطا فرمائی ہے رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں حق تعالیٰ نے عاشوراء کے دن سات آسمان بنائے اسی دن ساتوں زمینیں بنائیں اسی دن پہاڑ اور تارے پیدا کئے اسی دن عرش و کرسی پیدا کی اسی دن لوح و قلم پیدا کئے۔ اسی دن حضرت جبرئیل اور تمام فرشتے پیدا کئے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام

عليه وسلم خلق الله تعالیٰ السموات يوم عاشوراء
والارض كمثله وخلق الجبال يوم عاشوراء
والنجوم كمثله وخلق العرش يوم عاشوراء
والكرسی كمثله وخلق اللوح يوم عاشوراء
والقلم كمثله وخلق جبريل يوم عاشوراء
والملائكة كمثله وخلق آدم فی يوم عاشوراء
وولد ابراهيم فی يوم عاشوراء ونجاه الله تعالیٰ
يوم عاشوراء وفدی الله ابنه يوم عاشوراء
واغرق فرعون فی يوم عاشوراء ورفع ادريس
فی يوم عاشوراء وكشف الضرعن ايوب فی
يوم عاشوراء ورفع عيسیٰ فی يوم عاشوراء
وولد عيسیٰ فی يوم عاشوراء وتاب الله علی
آدم فی يوم عاشوراء وغفر ذنب داؤد فی
يوم عاشوراء واعطی الله الملك لسليمان فی
يوم عاشوراء واستوی الرب تبارك وتعالیٰ
علی العرش فی يوم عاشوراء ويوم القيامة فی
يوم عاشوراء واوّل مطر نزل من السماء
يوم عاشوراء واوّل رحمة نزلت فی يوم
عاشوراء ومن اغتسل يوم عاشوراء لم يمرض
مرضا الا مرض الموت ومن اكتحل الاثمد
يوم عاشوراء لم ترمد عينه تلك السنة كلها
ومن عاد مريضا يوم عاشوراء فكانما عاد
ولد آدم ومن سقی شربة من ماء يوم عاشوراء
فكانما لم يعص الله طرفة عين ومن صلی اربع
ركعات يوم عاشوراء يقرأ فی كل ركعة فاتحة

پیدا کئے گئے۔ اسی دن حق تعالےٰ نے آپ کو نارِ نمرود سے
نجات عطا فرمائی۔ اسی دن اللہ تعالےٰ نے آپ کے فرزند
دلبند کے فدیہ کے لئے جنت سے مینڈھا بھیجا، اسی دن
فرعون غرق ہوا۔ اسی دن حضرت ادریس علیہ السلام کو
اٹھایا، اسی دن حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری دفع کی،
اسی دن حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو اٹھایا، اسی دن حضرت
عیسےٰ پیدا ہوئے، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول
ہوئی، اسی دن حضرت داؤد علیہ السلام کا گناہ بخشا گیا، اسی
دن حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک ملا۔ اسی دن حق تعالیٰ
عرش پر بیٹھا، اسی دن قیامت آئے گی، اسی دن سب سے پہلی
بارش ہوئی اور اسی دن پہلی رحمت اتری۔ جو عاشوراء کے
دن نہائے گا اسے بجز مرض الموت کے کوئی بیماری لاحق نہ ہوگی
اور جو عاشوراء کے دن اثمد کا سرمہ لگالے اس سال اس کی
آنکھیں نہیں دکھیں گی اور جو اس دن کسی بیمار کی عیادت کے
لئے جائے گویا اس نے تمام اولادِ آدم کی عیادت کی اور جو
اس دن کسی کو پانی پلادے گویا اس نے پلک جھپکنے کی برابر بھی
اللہ کی نافرمانی نہیں کی۔ جو عاشوراء کے دن چار رکعت نماز
پڑھے اور ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ اور ۵۰ بار سورہ
اخلاص پڑھ لے تو حق تعالےٰ اس کے پچھلے پچاس سالوں
کے اور اگلے پچاس سالوں کے گناہ معاف فرمادے گا۔
اور اس کے لئے ملأ الاعلیٰ میں ایک ہزار محل نور کے تیار
فرمائے گا۔

حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں یہ چار رکعت نماز دو
سلاموں سے آتی ہے کہ ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ، ایک بار
سورہ زلزال، ایک بار سورہ اخلاص پڑھے پھر سلام پھیر کر

الکتاب مرۃ وخمسین مرۃ قل ھو اللہ احد غفر اللہ تعالیٰ لہ ذنوب خمسین عاما ماضیا وخمسین عاما مستقبلا وبنی اللہ تعالیٰ لہ فی الملأ الاعلیٰ الف قصر من نور وقد ورد فی حدیث آخر اربع رکعات بتسلیمتین یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ واحدۃ واذا زلزلت الارض زلزالھا مرۃ وقل یاایھا الکافرون مرۃ ..... وقل ھو اللہ احد مرۃ ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبعین مرۃ اذا فرغ منھا مروی ذلک فی حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افترض علی بنی اسرائیل صوم یوم فی السنۃ وھو یوم عاشوراء العاشر من المحرم فصوموہ ووسعوا فیہ علی عیالکم ومن وسع علی عیالہ من مالہ فی یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ سائر سنتہ ومن صام ھذا الیوم کان لہ کفارۃ اربعین سنۃ ومامن احد احیا لیلۃ عاشوراء واصبح صائما مات ولم یدر بالموت وفی حدیث علی کرم اللہ وجھہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احیا لیلۃ عاشوراء احیاہ اللہ تعالیٰ ماشاء وعن سفیان بن عیینۃ عن جعفر الکوفی عن ابراھیم بن محمد بن المنتشر وکان من افضل ماروی بالکوفۃ علی ماقیل فی زمانہ انہ بلغہ ان من وسع علی عیالہ فی یوم عاشوراء وسع اللہ تعالیٰ

۷ بار نبی اکرم صلعم پر درود شریف پڑھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل پر پورے سال میں ایک دن کا یعنی یوم عاشوراء جو محرم کی دسویں تاریخ ہے روزہ فرض تھا لہٰذا تم بھی عاشوراء کا روزہ رکھو اور اس دن اپنے گھر والوں پر کھانے پینے میں فراخی کرو اور جس نے اپنے مال سے اس دن اپنے گھر والوں پر کھانے پینے میں فراخی کی حق تعالےٰ اس کی روزی میں پورے سال فراخی عطا فرمائے گا۔ اور جس نے اس دن کا روزہ رکھا تو یہ روزہ اس کے چالیس گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔ اور جو شخص شب عاشوراء جاگ کر عبادت میں گزارے اور دن کا روزہ رکھے تو اس حال میں فوت ہوگا کہ اسے موت کا پتہ نہیں چلے گا۔

حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ میں ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عاشوراء کی رات جاگ کر گزاری تو اسے حق تعالےٰ جب تک وہ چاہے گا زندہ رکھے گا۔

سفیان بن عیینہؒ جعفر کوفی سے اور وہ ابراہیم بن محمد بن منتشر سے (آپ اپنے زمانہ میں کوفہ میں سب سے افضل تھے جیساکہ لوگوں میں مشہور تھا) روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم نے فرمایا کہ انہیں خبر ملی ہے کہ جس نے عاشوراء کے دن اپنے گھر میں فراخی کی، اس پر حق تعالےٰ پورے سال فراخی فرمائے گا۔ سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ ہم پچاس سال سے اس کا تجربہ کرتے چلے آرہے ہیں اور ہم فراخی ہی دیکھتے ہیں۔

حضرت عبداللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ

علیه سائر سنته قال سفیان رحمه الله فجربنا
ذلك منذ خمسين سنة فلم نر الا سعة وعن
عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم من وسع على اهله في يوم عاشوراء
وسع الله عليه سائر سنته وقيل عن بعض السلف
انه قال من صام يوم الزينة يعني يوم عاشوراء
ادرك ما فاته من صيام السنة ومن تصدق
فيه يومئذ ادرك ما فاته من صدقة السنة
وقال يحيى بن كثير رحمه الله من اكتحل يوم
عاشوراء بكحل فيه مسك لم يشتك عينه الى
قابل من ذلك اليوم واخبرنا ابو نصر عن والده
باسناده عن ابي غليظ بن امية بن خلف الجمحي
قال رأى النبي صلى الله عليه وسلم على بيتي صردا
فقال هذا اول طائر صام يوم عاشوراء وقال
قيس ابن عبادة كانت الوحش تصوم يوم عاشوراء
وعن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم افضل صيام بعد شهر
رمضان شهر الله الذي يدعونه المحرم و
افضل الصلاة بعد المفروضة وفي جوف الليل
الصلاة يوم عاشوراء وعن علي كرم الله وجهه
قال ان النبي صلى الله عليه وسلم قال في شهر
الله المحرم تاب الله على قوم ويتوب على
آخرين وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صام آخر
يوم من ذي الحجة واول يوم من المحرم فقد

جس نے عاشوراء کے دن گھر والوں پر فراخی کی حق تعالیٰ
اس پر تمام سال فراخی فرمائے گا۔

بعض سلف: جس نے زینت کے (عاشوراء کے) دن
روزہ رکھا تو یہ روزہ ان تمام روزوں کا کفارہ ہو جائے
گا جو روزے اس سے پورے سال میں روزے چھوٹ
گئے ہیں اور جس نے اس دن صدقہ کیا تو یہ صدقہ ان تمام
صدقوں کا کفارہ ہو جائے گا جو صدقہ اس سے پورے سال
میں چھوٹ گیا ہے۔

یحییٰ بن کثیر:- جو عاشوراء کے دن وہ سرمہ لگالے جس میں
مشک بھی شامل ہو اس کی آنکھیں اگلے سال اس دن تک دکھنے
نہیں آئیں گی۔ ابو نصر نے ہمیں اپنے والد سے اپنی اسناد سے ابو غلیظ
بن امیہ بن خلف جمحی سے خبر دی کہ نبی اکرم صلعم نے میرے گھر میں
ایک مولا دیکھا اور فرمایا کہ یہ پہلا پرندہ ہے جس نے عاشوراء
کا روزہ رکھا تھا۔ قیس بن عبادہ: وحشی جانور بھی عاشوراء
کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ رمضان کے بعد افضل روزے اللہ کے مہینے میں جسے
محرم کہا جاتا ہے اور فرض نمازوں اور رات کی نمازوں کے بعد
افضل نماز عاشوراء کے دن کی نماز ہے۔

حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ
نے اللہ کے مہینے، محرم، میں ایک قوم کی توبہ قبول فرمائی اور
دوسروں کی توبہ قبول فرمائے گا۔

حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس نے
ذی الحجہ کے پچھلے دن کا اور محرم کے پہلے دن کا روزہ رکھ لیا اس نے
جانے والے سال کو روزے پر ختم اور آنے والے سال کو روزے سے

ختم السنة الماضية بصوم و استفتح السنة المستقبلة بصوم وجعل الله عزوجل له كفارة خمسين سنة

وعن عروة عن عائشة رضى الله عنها قالت كان عاشوراء يوما تصومه قريش فى الجاهلية وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصومه بمكة فلما قدم المدينة فرض صيام رمضان فمن شاء صام يوم عاشوراء ومن شاء تركه وعن ابن عباس رضى الله عنهما قال قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة فوجد اليهود تصوم يوم عاشوراء فسال عن ذلك فقالوا هذا اليوم الذى اظهر الله فيه عزوجل موسى عليه السلام وبنى اسرائيل على قوم فرعون فنحن نصومه تعظيما له فقال النبى صلى الله عليه وسلم نحن احق بموسى منكم فأمر بصومه۔

فصل : واختلف العلماء رحمهم الله فى تسميته بيوم عاشوراء فقال اكثرهم انما سمى يوم عاشوراء لانه عاشر يوم من ايام المحرم وقال بعضهم انما سمى عاشوراء لانه عاشر الكرامات التى اكرم الله عزوجل هذه الامة بها اولها رجب وهو شهر الله تعالىٰ الاصم وانما جعله كرامة لهذه الامة لفضله على سائر الشهور كفضل هذه الامة على سائر الامم الكرامة الثانية شهر شعبان وفضله على سائر الشهور كفضل النبى صلى الله عليه وسلم على سائر الانبياء والثالثة شهر رمضان وفضله

شروع کیا اور یہ روزے اس کے لئے پچاس سال کا کفارہ ہوں گے۔

عروۃ از عائشہؓ : عاشوراء کا روزہ جاہلیت میں قریش بھی رکھا کرتے تھے اور نبی صلعم بھی مکہ میں یہ روزہ رکھا کرتے تھے پھر جب آپ مدینہ میں تشریف لے آئے تو آپ پر رمضان کے روزے فرض کر دئے گئے اب جو چاہتا تھا عاشوراء کا روزہ رکھ لیتا تھا اور جو چاہتا تھا چھوڑ دیتا تھا۔

حضرت ابن عباسؓ : رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لے آئے آپ نے دیکھا کہ یہودی عاشوراء کا روزہ رکھتے ہیں پوچھا: کیوں رکھتے ہو؟ بولے: اس لئے کہ اس دن حق تعالےٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو اور بنی اسرائیل کو قوم فرعون پر غالب فرمایا تھا اس لئے ہم لوگ تعظیم کے طور پر عاشوراء کا روزہ رکھتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہم تم سے زیادہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے حق دار ہیں لہٰذا آپ نے مسلمانوں کو اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

عاشوراء کی وجہ تسمیہ اس میں اختلاف ہے کہ عاشوراء کو عاشوراء کیوں کہتے ہیں؟ اکثر علماء کی رائے ہے کہ عاشوراء کو عاشوراء اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ محرم کا دسواں دن ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک دس بزرگیوں میں سے یہ دن بھی ایک بزرگی ہے حق تعالےٰ نے اس امت کو دس بزرگیاں عطا فرمائی ہیں ایک بزرگی ماہ رجب سے ملی رجب اللہ کا مہینہ ہے اور بہرا ہے حق تعالےٰ نے اسے اس امت کو فضیلت کے طور پر بخشا ہے جیسے یہ امت تمام امتوں سے افضل ہے اسی طرح رجب تمام مہینوں سے افضل ہے دوسری بزرگی ماہ شعبان سے ملی جیسے نبی اکرم صلعم تمام نبیوں سے افضل ہیں اسی طرح شعبان تمام مہینوں سے افضل ہے تیسری بزرگی رمضان سے ملی جیسے حق تعالےٰ تمام مخلوق سے افضل ہے

علی سائر الشھور کفضل اللہ تعالی علی خلقہ والرابعۃ لیلۃ القدر وھی خیر من الف شھر والخامسۃ یوم الفطر وھو یوم الجزاء والسادسۃ ایام العشر وھی ایام ذکر اللہ تعالیٰ والسابعۃ یوم عرفۃ وصومہ کفارۃ سنتین والثامنۃ یوم النحر وھو یوم القربان والتاسعۃ یوم الجمعۃ وھو سید الایام والعاشرۃ یوم عاشوراء وصومہ کفارۃ سنۃ وکل وقت من ھذہ الایام کرامۃ جعلھا اللہ تعالیٰ لھذہ الامۃ تکفیرا لذنوبھم وتطھیرا لخطایاھم و قال بعضھم انما سمی عاشوراء لان اللہ تعالیٰ اکرم فیہ عشرۃ من الانبیاء علیھم السلام بعشر کرامات احداھا انہ عزوجل تاب علی آدم علیہ السلام فیہ والثانیۃ رفع اللہ عزوجل ادریس علیہ السلام فیہ مکانا علیا والثالثۃ استوت سفینۃ نوح علیہ السلام فیہ الجودی والرابعۃ ولد ابراھیم علیہ السلام فیہ واتخذہ اللہ تعالیٰ خلیلا وانجاہ من نار نمرود فیہ والخامسۃ تاب اللہ عزوجل علی داود علیہ السلام فیہ ورد الملک علی سلیمان علیہ السلام فیہ والسادسۃ کشف اللہ ضر ایوب علیہ السلام فیہ والسابعۃ نجی اللہ عزوجل موسی علیہ السلام من البحر واغرق فرعون فی البحر فیہ والثامنۃ نجی اللہ عزوجل یونس علیہ السلام من بطن الحوت

اسی طرح رمضان تمام مہینوں سے افضل ہے چوتھی بزرگی شب قدر سے ملی شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے پانچویں بزرگی عید سے ملی عید کا دن جزاء کا دن ہے چھٹی بزرگی ذی الحجہ کے پہلے عشرے سے ملی اس عشرے کے دس دن اللہ کے ذکر کے دن ہیں ساتویں بزرگی عرفہ سے ملی اس کے روزے سے دو سال کے گناہ مٹ جاتے ہیں آٹھویں بزرگی بقرہ عید سے ملی جو قربانی کا دن ہے نویں بزرگی جمعہ سے ملی جو ہفتہ کے دنوں کا سردار ہے اور دسویں بزرگی عاشوراء سے ملی جس کے روزے سے ایک سال کے گناہ مٹتے ہیں اور ان دنوں کی ہر گھڑی اہم اور عظیم ہے۔ حق تعالیٰ نے ان دنوں کو امت محمدیہ کے گناہ مٹانے کے لئے اور انہیں گناہوں کی آلائش سے پاک کرنے کے لئے بنایا ہے۔

بعض کے نزدیک عاشوراء کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اس دن دس نبیوں کو دس فضائل سے مخصوص فرمایا حضرت آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی۔ حضرت ادریس علیہ السلام کو اونچے مقام پر اٹھایا، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو جودی پہاڑ پر ٹھہرایا، حضرت ابراہیمؑ کو پیدا کیا اور آپ کو خلیل بنایا اور نمرود کی آگ سے محفوظ فرمایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی، حضرت سلیمانؑ کو دوبارہ ملک عطا فرمایا، حضرت ایوب علیہ السلام کو پرانی بیماری سے شفا بخشی، حضرت موسیٰؑ کو دریا سے نجات دی اور فرعون کو غرق فرمایا، حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات دی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا اور ہمارے محبوب نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔

عاشوراء میں اختلاف اس میں اختلاف ہے کہ عاشوراء محرم کا کون سا دن ہے؟ اکثر علماء کے نزدیک عاشوراء محرم کا

فیه والتاسعة رفع الله عزوجل عیسیٰ علیه السلام الی السماء فیه والعاشرة ولد نبینا محمد صلی الله علیه وسلم۔

فصل: واختلفوا فی ای یوم هو من المحرم فقال اکثرهم الیوم العاشر من المحرم وهو الصحیح لما تقدم وقال بعضهم هو الحادی عشر منه ونقل عن عائشة رضی الله عنها هو التاسع منه وعن الحکیم بن الاعرج انه سأل ابن عباس رضی الله عنهما عن أیّ یوم یصام عاشوراء فقال اذا رأیت هلال المحرم فاعدد ثم اصبح صائماً من تاسعه قلت کذلك کان یصومه محمد صلی الله علیه وسلم قال نعم وفی حدیث آخر عن ابن عباس رضی الله عنهما ایضا انه کان یقول صام رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم عاشوراء وامر بصیامه قالوا یارسول الله تعظمه الیهود والنصاریٰ فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا کان العام المقبل ان شاء الله تعالیٰ صمنا یوم التاسع فلم یأت العام المقبل حتی توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ابن عباس رضی الله عنهما فی لفظ آخر قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لئن عشت الی قابل ان شاء الله تعالیٰ صمت یوم التاسع مخافة ان یفوته یوم عاشوراء۔

فصل: ونذکر من فضائل یوم عاشوراء ان الحسین بن علی رضی الله تعالیٰ عنهما قتل فیه

دسواں دن ہے اور یہی بات صحیح ہے اس سلسلہ میں ہم اوپر کافی روشنی ڈال آئے ہیں۔ بعض نے محرم کا گیارہواں دن بتایا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نواں دن بتایا ہے۔

حکیم بن اعرج سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عاشوراء کا کس دن روزہ رکھا جائے؟ فرمایا کہ جب تم محرم کا ہلال دیکھ لو تو گنو اور نویں تاریخ کو روزہ رکھو میں نے پوچھا: کیا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح روزہ رکھا کرتے تھے؟ فرمایا: ہاں۔

ایک دوسری حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے منقول ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور اس دن کے روزہ رکھنے کا حکم بھی فرمایا صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! یہودی اور عیسائی اس دن کو عظیم سمجھتے ہیں فرمایا اگلے سال انشاء اللہ نویں تاریخ کا روزہ رکھیں گے اور دسویں تاریخ کا بھی تاکہ اہل کتاب کی مخالفت ہو جائے، لیکن ابھی اگلا سال آیا بھی نہ تھا کہ سرور عالم صلعم دنیا سے بسدھار گئے، دوسرے لفظ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اگلے سال زندہ رہا تو انشاء اللہ نویں تاریخ کا اس ڈر سے کہ عاشوراء کا دن فوت نہ ہو جائے، روزہ رکھوں گا۔

★

عاشوراء کے دن کے فضائل

محرم کی دسویں تاریخ شہادت امام حسین کا واقعہ پیش آیا۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ کا بیان ہے

روی عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا انہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی منزلی اذ دخل علیہ الحسین رضی اللہ عنہ فطالعت علیہما من الباب واذا الحسین رضی اللہ عنہ علی صدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلعب وفی ید النبی صلی اللہ علیہ وسلم قطعۃ من طین ودموعہ تجری فلما خرج الحسین رضی اللہ عنہ دخلت فقلت بابی انت وامی یا رسول اللہ طالعت علیک وفی یدک طینۃ وانت تبکی فقال صلی اللہ علیہ وسلم لی لما فرحت بہ وھو علی صدری یلعب اتانی جبرئیل علیہ السلام وناولنی الطینۃ التی یقتل علیہا فلذلک بکیت وروی عن الحسن البصری رحمۃ اللہ انہ قال ان سلیمان بن عبد الملک رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام یبشرہ ویلاطفہ فلما اصبح سأل الحسن رضی اللہ عنہ عن ذلک فقال لہ الحسن رضی اللہ عنہ لعلک فعلت الی اھل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معروفا فقال نعم وجدت رأس الحسین بن علی رضی اللہ عنہ فی خزانۃ یزید بن معاویۃ فکسوتہ خمسۃ من الدیباج وصلیت علیہ مع جماعۃ من اصحابی وقبرتہ فقال لہ الحسن رحمہ اللہ وامر لہ بالجوائز وروی عن حمزۃ بن الزیات قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابراھیم الخلیل علیہ السلام فی المنام یصلیان علی قبر الحسین بن علی رضی اللہ عنہما واخبرنا

کہ سرکار رسالت صلے اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں آپ کے پاس حسینؓ تشریف لے آئے فرماتی ہیں میں دونوں کو دیکھنے لگی حسین نبی صلعم کے سینہ مبارک پر کھیلنے لگے رحمت عالم صلعم کے ہاتھ قدرے مٹی تھی اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر جب حسین چلے گئے تو میں نے آپ کے پاس جا کر کہا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں مٹی تھی اور آپ رو رہے تھے فرمایا وہ میرے سینہ پر کھیل رہے تھے اور میں خوش تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے وہ مٹی دی جس پر انہیں قتل کر دیا جائے گا اس پر میری آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔

حسن بصریؒ: سلیمان بن عبدالملک نے نبی صلعم کو خواب میں دیکھا کہ آپ سلیمان کو خوشخبری دے رہے ہیں اور ان سے محبت بھری باتیں فرما رہے ہیں صبح کو سلیمان نے حسن سے اپنا خواب بیان کیا۔ حسنؒ بولے شاید تم نے اہل بیت سے کچھ سلوک کیا ہے؟ بولا: ہاں، میں نے یزید بن معاویہ کے خزانہ میں امام حسینؓ کا سر دیکھا اور اسے ریشم کے پانچ کپڑوں کا کفن دیا اور اپنے رفقاء کی ایک جماعت کے ساتھ اس پر نماز پڑھی اور قبر میں دفن کر دیا۔ حسنؒ نے کہا: اسی وجہ سے نبی صلعم آپ سے خوش ہیں یہ تعبیر سن کر سلیمان خوش ہوئے اور حسنؒ بصری کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور ان کے لئے تحائف کا حکم صادر فرمایا۔

حمزہ بن زیات: میں نے رحمت عالم صلعم کو اور حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں دیکھا کہ دونوں حسینؓ بن علیؓ کی قبر پر نماز پڑھ رہے ہیں۔

ابونصر عن والدہ باسنادہ عن ابی اسامۃ عن جعفر بن محمد رحمہ اللہ قال ھبط علی قبر الحسین بن علی رضی اللہ عنھما یوم اصیب سبعون الف ملك یبکون علیہ الی یوم القیامۃ۔

فصل: وقد طعن قوم علی من صام ھذا الیوم العظیم وما ورد فیہ من التعظیم وزعموا انہ لا یجوز صیامہ لاجل قتل الحسین بن علی رضی اللہ عنھما فیہ وقالا لا ینبغی ان تکون المصیبۃ فیہ عامۃ لجمیع الناس بفقدہ فیہ وانتم تتخذ ونہ یوم فرح وسرور وتامرون فیہ بالتوسعۃ علی العیال والنفقۃ الکثیرۃ والصدقۃ علی الفقراء والضعفاء والمساکین ولیس ھذا من حق الحسین رضی اللہ عنہ علی جماعۃ المسلمین وھذا القائل مخطیء ومذھبہ قبیح فاسد لان اللہ تعالیٰ اختار بسبط نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم الشھادۃ فی اشرف الایام واعظمھا واجلھا وارفعھا عندہ لیزیدہ بذلك رفعۃ فی درجاتہ وکراماتہ مضافۃ الی کرامتہ وبلغہ منازل الخلفاء الراشدین الشھداء بالشھادۃ ولو جاز ان یتخذ یوم موتہ یوم مصیبۃ لکان یوم الاثنین اولی بذلك اذ قبض اللہ تعالیٰ نبیہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فیہ وکذلك ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ قبض فیہ وھو ما روی ھشام بن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت قال ابوبکر رضی اللہ عنہ ای یوم توفی النبی

ہمیں ابونصر نے اپنے والد سے ان کی اسناد سے ابو السامہ سے انہوں نے جعفر سے انھوں نے محمد سے خبر دی کہ جس دن امام حسین شہید ہوئے ہیں اس دن آپکی قبر پر ستر ہزار فرشتے اترے جو قیامت تک آپ پر روتے رہیں گے۔

عاشوراء کے دن روزے پر اعتراض کچھ لوگ اس عظیم دن کے روزے پر اور اس کی عظمت واہمیت پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس دن روزہ رکھنا جائز نہیں کیونکہ اس دن امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تھا للذا یہ دن عوام کے اظہار حسرت وافسوس کا ہے نہ کہ روزہ رکھ کر خوشی منانے کا، تم کہتے ہو یہ دن مسرت و فرح کا ہے اور اہل وعیال پر فراخی کرنے کا اور خوب خرچ کرنے کا حکم کرتے ہو اور کہتے ہو کہ آج فقراء، مساکین اور کمزوروں پر خوب خرچ کیا جائے اور انہیں زیادہ سے زیادہ صدقہ دیا جائے حالانکہ مسلمانوں پر امام حسین رضی اللہ عنہ کے حق میں سے یہ باتیں نہیں کیونکہ امام حسین معہ اپنے اقارب کے بھوکے پیاسے دنیا سے سدھارے جن لوگوں کا ایسا خیال ہے وہ غلطی پر ہیں اور ان کی رائے قابل مذمت وغلط ہے کیونکہ حق تعالےٰ نے اپنے نبی محمد رسول اللہ صلعم کے نواسہ کو اس مشرف ومعظم اور جلیل القدر ورفیع المرتبت دن میں شہادت کے لئے چنا تاکہ آپ کے درجات و مراتب بلند ترین ہوں اور ان میں اور چار چاند لگ جائیں اور انہیں خلفائے راشدین کے جن کو شہادت کے درجات پر فائز المرام کیا گیا تھا۔ منازل تک پہنچا دیا جائے۔ اگر امام حسین رضی اللہ عنہ کے موت کے دن کو مصیبت و ماتم کا دن مان لیا جائے تو پیر کا دن سب سے بڑا ماتم کا دن ماننا پڑیگا کیونکہ اس دن اللہ کے آخری پیغمبر دنیا سے سدھارے۔ اسی طرح پیر کے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی دنیا سے رخصت ہوئے چنانچہ ہشام بن عروۃ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

صلی اللہ علیہ وسلم فیہ قلت یوم الاثنین قال
رضی اللہ عنہ انی ارجو ان اموت فیہ فمات رضی اللہ
عنہ فیہ وفقد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وفقد ابی بکر رضی اللہ عنہ اعظم من فقد غیر
هما وقد اتفق الناس علی شرف یوم الاثنین
وفضیلۃ صومہ وانہ تعرض فیہ الاعمال وفی
یوم الخمیس ترفع اعمال العباد وکذلک یوم
عاشوراء لا یتخذ یوم مصیبۃ ولان یتخذ یوم
عاشوراء یوم مصیبۃ لیس باولی من ان یتخذ
یوم فرح وسرور لما قدمنا ذکرہ وفضلہ من انہ
نجی اللہ تعالیٰ فیہ انبیاءہ من اعدائہم واهلك
فیہ اعداءهم الکفار من فرعون وقومہ وغیر
هم وانہ تعالیٰ خلق السموات والارض والاشیاء
الشریفۃ فیہ وآدم علیہ السلام وغیر ذلك وما
اعد اللہ تعالیٰ لمن صامہ من الثواب الجزیل
والعطاء الوافر وتکفیر الذنوب وتمحیص السیئات
فصار عاشوراء بمثابۃ بقیۃ الایام الشریفۃ
کالعیدین والجمعۃ وعرفۃ وغیرها ثم لو جاز
ان یتخذ هذا الیوم مصیبۃ لاتخذہ الصحابۃ
والتابعون رضی اللہ عنہم لانہم اقرب الیہ
منا واخص بہ وقد ورد عنہم الحث علی التوسعۃ
علی العیال فیہ والصوم فیہ من ذلك ما روی
عن الحسن رحمہ اللہ انہ قال صوم یوم عاشوراء
فریضۃ وکان علی رضی اللہ عنہ یامر بصیامہ
وقالت لهم عائشۃ رضی اللہ عنہا من یأمرکم

سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتی تھیں کہ ابوبکرؓ نے مجھ سے پوچھا کہ
کس دن رسول اللہ صلعم سدھارے تھے؟ میں نے کہا پیر کے دن،
فرمایا امید ہے کہ میں بھی پیر ہی کے دن داعی اجل کو لبیک کہوں بالآخر
آپ نے پیر ہی کے دن وفات پائی، رسول اللہ صلعم کا اور خلیفہ اول
کا پیر کے دن فوت ہونا اور گم ہونا مسلمانوں کے لئے سب سے
بڑا سانحہ ہے اتنا بڑا المیہ امام حسینؓ کی شہادت بھی نہیں حالانکہ
پیر کے دن روزہ رکھنے پر اور اس کی فضیلت پر علماء کا اختلاف ہے
اور اس پر بھی کہ پیر کے دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور جمعرات کے
دن چڑھائے جاتے ہیں اسی طرح عاشوراء کے دن کو مصیبت کا
دن نہیں مانا جائے گا جب یہ فرحت ومسرت کا دن ہے کہ کسی کی
شہادت کی بنا پر اس دن کی فرح ومسرت پر اور فضیلت پر آنچ
نہیں آتی کیونکہ مصیبت کا دن تسلیم کرنا خوشی کا دن تسلیم کرنے
سے اولیٰ نہیں کیونکہ اوپر ہم اس دن کی فضیلت بیان کر آئے ہیں
کہ اس دن حق تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو ان کے دشمنوں سے نجات دی
اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کیا جیسے فرعون وغیرہ کو اور اس دن
حق تعالیٰ نے آسمان وزمین اور شریف ترین چیزیں پیدا کیں اور
آدم وغیرہ کو بھی پیدا کیا اور اس دن روزہ رکھنے والوں کے لئے
حق تعالیٰ نے عطائے بے عدیل اور ثواب جزیل تیار کر رکھا ہے
اور اس روزے سے حق تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور جرائم کا
قلع قمع کر دیتا ہے۔ بنابریں عاشوراء بمنزلہ دیگر شریف وافضل
ایام کے ہے یعنی عید الفطر عید جمعہ اور عرفہ وغیرہ کے قائم مقام ہے
علاوہ ازیں اگر اس دن کو مصیبت کا دن قرار دینا صحیح ہوتا
تو صحابہ اور تابعین اسے مصیبت کا دن قرار دیتے کیونکہ وہ لوگ
بہ نسبت ہمارے نبی صلعم سے بہت قریب تھے اور آپ کی صحبت
کا فیض یافتہ تھے حالانکہ اس کے برعکس ان سے منقول یہی ہے کہ اس

بصوم یوم عاشوراء قالوا علی رضی اللہ عنہ قالت انہ اعلم من بقی بالسنۃ وروی عن علی رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احیا لیلۃ عاشوراء احیاہ اللہ تعالیٰ ماشاء فدل علی بطلان ماذھب الیہ القائل واللہ تعالیٰ اعلم۔

دن اہل و عیال پر فراخی کی جائے اور روزہ رکھا جائے انہوں نے مسلمانوں کو انہیں باتوں کا شوق دلایا ہے چنانچہ حسن بصریؒ کا قول ہے کہ عاشورا کا روزہ فرض ہے۔ حضرت علیؓ عاشوراء کے دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے حضرت عائشہؓ نے لوگوں سے پوچھا کہ تم کو عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا کون حکم دیتا ہے؟ لوگوں نے کہا علیؓ نے فرمایا جو لوگ زندہ ہیں ان میں علیؓ ہی سنت کو خوب جانتے ہیں۔ حضرت علی رضؓ سے روایت ہے کہ رحمت عالم صلعم نے فرمایا جس نے شب عاشوراء جاگ کر عبادت میں گزاری حق تعالیٰ جب تک چاہے گا اسے زندہ رکھے گا۔ لہٰذا ان لوگوں کا خیال جو اس دن کو مصیبت کا دن بنانا چاہتے ہیں غلط ہے۔

گیارھویں مجلس

مجلس: فی فضائل یوم الجمعۃ قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلاۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون قال عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما یا ایھا الذین آمنوا یعنی اقروا وصدقوا بوحدانیۃ اللہ تعالیٰ اذا نودی للصلاۃ یعنی اذا دعیتم بالاذان یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ یعنی فامشوا الی صلاۃ الجمعۃ وذروا البیع یعنی واترکوا البیع بعد النداء ذلکم یعنی الصلاۃ خیر لکم من الکسب والتجارۃ ان کنتم تعلمون یعنی تصدقون وسبب نزول ھذہ الآیۃ ان الیھود افتخروا علی المسلمین باشیاء ثلاثۃ احدھا قالوا نحن اولیاء اللہ واحباؤہ دونکم والثانی لنا کتاب ولا لکم کتاب والثالث لنا سبت ولا سبت لکم فرد اللہ علیھم وکذبھم

جمعہ کی فضیلت حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو ذکر اللہ کی طرف چل کر آؤ اور کاروبار چھوڑ دو یہ تمہارے حق میں باعث خیر و فلاح ہے بشرطیکہ تم کو اس کے ثواب پر یقین ہو۔ حضرت ابن عباسؓ (اس آیت کی تفسیر میں) : یعنی اے وہ لوگو جنہوں نے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کر لیا ہے اور اسے دل سے مان لیا ہے جب تم کو جمعہ کے دن اذان کے ذریعہ بلایا جائے تو جمعہ کی نماز کے لئے چل کر جاؤ اور اذان کے بعد خرید و فروخت چھوڑ دو کیونکہ تمہارے لئے اس کسب و تجارت سے نماز بہتر ہے اگر تم دل سے اللہ پر یقین لے آئے ہو۔

اس حدیث کا شان نزول یہ ہے کہ یہودیوں نے تین چیزوں سے مسلمانوں پر فخر کیا تھا کہ ۱ ہم اللہ کے دوست اور اس کے پیارے ہیں ۲ ہمارے پاس اللہ کی کتاب ہے تمہارے پاس کوئی کتاب نہیں اور ۳ ہمارے لئے ہفتہ کا دن مقرر ہے، تمہارا کوئی دن نہیں اس آیت میں حق تعالیٰ جل شانہ نے ان کی تردید فرمائی اور اپنے آخری محبوب نبی سے فرمایا کہ آپ ان سے کہہ دیں کہ اے یہودیو

فی هذه الآیة فقال لنبیه صلی الله علیه وسلم
قل یا ایها الذین هادوا ان زعمتم انکم اولیاء
لله من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین
بقولکم نحن اولیاء الله من دونکم وانزل الله عزوجل
لقولهم انتم امیون لا کتاب لکم قوله جل و
علا هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم
وذمهم فقال تعالی مثل الذین حملوا التوراة
ثم لم یحملوها کمثل الحمار یحمل اسفارا
الآیة وانزل تبارك وتعالی لقولهم لنا سبت
ولا سبت لکم یا ایها الذین آمنوا اذا نودی
للصلاة من یوم الجمعة الی قوله تعالیٰ ذلکم
خیر لکم الآیة ثم قال عزوجل واذا رأوا
تجارة ولهوا انفضوا الیها الآیة وذلك ان
العیر اذا قدمت المدینة استقبلوها بالطبل
والتصفیق فیخرج الناس من المسجد فلما کان
ذات یوم جاءت العیر فخرجت الناس من
المسجد غیر اثنی عشر رجلا وامراة ثم جاءت
عیر اخری فخرجوا ایضا الا اثنی عشر رجلا و
امرأة ثم ان دحیة بن خلیفة الکلبی من
بنی عامر بن عوف اقبل بتجارة من الشام قبل
ان یسلم وکان یحمل معه من انواع التجارة
وکان یتلقاه اهل المدینة بالطبل والتصفیق
فوافق قدومه یوم الجمعة والنبی صلی الله علیه
وسلم قائم علی المنبر یخطب فخرج الیه الناس
فقال النبی صلی الله علیه وسلم انظروا کم بقی فی

اگر تمہارا یہ زعم ہے کہ دوسرے لوگوں کے علاوہ تم اللہ کے دوست
ہو تو اگر تم اس دعوے میں سچے ہو تو موت کی خواہش کرو اور اس
قول کی تردید میں کہ تم امی ہو اور تمہارے پاس کوئی کتاب نہیں فرمایا
اللہ ہی نے ان پڑھ لوگوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا اور
یہودیوں کی مذمت فرمائی کہ ان کی مثال جن پر تورات لادی گئی
انھوں نے اسے اٹھایا نہیں گدھے کی سی ہے جو کتابوں کا بوجھ
اٹھائے ہوئے ہے اور اس قول کی تردید میں کہ ہمارے لئے ہفتہ ہے
تمہارے لئے نہیں اس آیت سے تردید کی کہ اے ایمان والو!
جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی
طرف چل کر آؤ اور کاروبار چھوڑ دو یہ ذکر تمہارے لئے بہتر ہے
(آخر آیت تک) آگے حق تعالٰے نے فرمایا کہ جب لوگ تجارت یا
لہو لعب دیکھتے ہیں تو ان کے پاس آکر جمع ہو جاتے ہیں اور آپ کو
کھڑا ہوا چھوڑ آتے ہیں یعنی جب تجارتی قافلہ مدینہ منورہ میں
آتا ہے تو لوگ ڈھول اور تالیاں پیٹ پیٹ کر اس کا استقبال کرتے
ہیں اور مسجد سے باہر نکل جاتے ہیں چنانچہ ایک دن یہی واقعہ پیش آیا
کہ جمعہ کے خطبہ کے دوران ایک تجارتی قافلہ آگیا اور تمام لوگ مسجد
سے نکل کر قافلہ کے خیر مقدم کے لئے چلے گئے اور نبی اکرم صلعم کے پاس
صرف بارہ مرد و عورت رہ گئے پھر دوسری بار یہی واقعہ پیش آیا
اور آپ کے پاس صرف بارہ اشخاص رہ گئے۔

پھر اسلام لانے سے قبل دحیہ بن خلیفہ کلبی عامری شام سے
مال تجارت لے کر آتا ہے یہ ضرورت کی عام چیزوں کا تاجر تھا۔
اور اسکے پاس گوناگوں سامان تجارت تھا مدینہ والے اس کا خیر مقدم ڈھول
اور سیٹیاں بجا بجا کر کیا کرتے تھے اتفاق سے جمعہ کے دن یہ مدینہ میں آیا
اس وقت نبی اکرم صلعم منبر پر کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے
تمام سامعین دحیہ کی طرف چلے گئے آپ نے فرمایا دیکھو کتنے آدمی باقی

المسجد فقالوا اثنا عشر رجلا وامرأة فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لولا ھولاء لقد سومت علیھم الحجارۃ یعنی علم علی الحجارۃ لھم فانزل اللہ عزوجل واذا رأوا تجارۃ اولھوا انفضوا الیھا وترکوک قائما علی المنبر قل ما عند اللہ خیر من اللھو یعنی الطبل والتصفیق ومن التجارۃ التی جاء بھا دحیۃ واللہ خیر الرازقین من غیرہ وقیل من الاثنی عشر رجلا الذین بقوا فی المسجد ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔

فصل: فی فضائل یوم الجمعۃ من طریق الآثار من ذلک ماروی العلاء بن عبد الرحمن عن ابیہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لم تطلع الشمس ولم تغرب علی یوم افضل من یوم الجمعۃ وما من دابۃ الا وھی تفزع من یوم الجمعۃ الا الثقلان الجن والانس وعلی کل باب من ابواب المسجد ملکان یکتبان الناس الاول فالاول کرجل قرب بدنۃ وکرجل قرب بقرۃ وکرجل قرب شاۃ وکرجل قرب دجاجۃ وکرجل قرب بیضۃ فاذا قام الامام طوت الصحف وعن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان خیر یوم طلعت فیہ الشمس یوم الجمعۃ فیہ خلق اللہ تعالیٰ آدم وفیہ ادخلہ الجنۃ وفیہ اھبط منھا وفیہ تقوم الساعۃ وفیہ ساعۃ لا یصادفھا مؤمن

رہ گئے لوگوں نے کہا مرد و عورت سب ملا کر بارہ باقی ہیں آپ نے فرمایا اگر یہ بھی یہاں موجود نہ رہتے تو ان پر ان کے نام زرد پتھر برستے اور ہلاک ہو جاتے پھر آیت واذا راو اتجارۃ الخ اتری اس آیت میں لہو سے مراد ڈھول اور سیٹی ہے اور تجارت سے وہ مال تجارت مراد ہے جسے دحیہ لے کر آیا تھا۔ پھر فرمایا کہ غیر اللہ رزق نہیں دیتا بلکہ روزی رساں اللہ ہی ہے۔ کہتے ہیں ان بارہ باقی رہنے والوں میں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے حق تعالیٰ ان سے راضی ہو۔

★

دوسرے اعتبار سے جمعہ کی فضیلت علاء بن عبدالرحمن اپنے والد عبدالرحمن سے اور وہ حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کوئی دن جس میں سورج طلوع و غروب ہوتا ہے جمعہ کے دن سے افضل نہیں اور بجز انسانوں اور جنوں کے اللہ کی تمام مخلوق جمعہ کے دن دہشت زدہ رہتی ہے اور مسجد کے ہر دروازے پر دو فرشتے کھڑے ہوئے آنیوالوں کے ترتیب سے نام لکھتے رہتے ہیں سب سے پہلے آنیوالوں کو ایک اونٹ کی قربانی کا دوسری ساعت میں آنے والوں کو بیل کی قربانی کا، تیسری ساعت میں آنیوالوں کو بکری کی قربانی کا، چوتھی ساعت میں آنے والوں کو مرغی کا اور پانچویں ساعت میں آنیوالوں کو انڈے کا ثواب ملتا ہے۔ پھر جب امام خطبہ کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے تو فرشتے اپنے اپنے دفتر لپیٹ لیتے ہیں (اور لکھنا بند کر کے خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں) ابوسلمہ ابوہریرہؓ سے اور وہ نبی اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: کہ تمام دنوں میں جن میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن بہتر ہے اللہ تعالیٰ نے اسی دن حضرت آدمؑ کو پیدا کیا، اسی دن آپ کو جنت میں

يسأل الله تعالى فيها شيئا الا اعطاه اياه قال
ابوسلمة قال عبد الله بن سلام رضى الله عنه
قد عرفت تلك الساعة هى آخر ساعة من النهار
وهى الساعة التى خلق فيها آدم عليه السلام
قال الله عزوجل خلق الانسان من عجل وروى
عبد الله بن منذر قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم يوم الجمعة سيد الايام واعظمها عند الله
وهو اعظم عند الله تعالى من يوم الفطر وفيه
خمس خلال فيه خلق الله تعالى آدم عليه السلام
وفيه اهبط الى الارض وفيه توفى وفيه ساعة
لا يسأل العبد ربه فيها شيئا الا اعطاه اياه
مالم يسأل حراما وفيه تقوم الساعة ومامن
ملك مقرب عند ربه عزوجل الا وهو يفزع
من يوم الجمعة والسماء ولا ارض الا وهى
تشفق من يوم الجمعة وعن ابى هريرة رضى الله
عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال
خير يوم طلعت فيه الشمس يوم الجمعة فيه
خلق آدم عليه السلام وفيه ادخل الجنة وفيه
اخرج منها وفيه تقوم الساعة وعن ابى هريرة
رضى الله عنه ايضا عن النبى صلى الله عليه وسلم
انه قال اليوم الشاهد يوم الجمعة والمشهود
يوم عرفة والموعود يوم القيامة ما طلعت شمس
ولا غربت على يوم افضل من يوم الجمعة فيه
ساعة لا يوافقها عبد مومن يسأل الله تعالى فيها
خيرا الا اعطاه او يستعيذه من شر الا يعيذه

داخل کیا، اسی دن آپ کو جنت سے اتارا گیا، اسی دن قیامت
آئے گی اسی دن میں ایک ایسی ساعت کہ اگر اتفاق سے اسے کوئی مومن
پالے اور اس میں اللہ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کو ضرور
دیتا ہے۔ ابوسلمہؓ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام فرمایا کرتے تھے کہ
وہ ساعت مجھے معلوم ہے یہ دن کی سب سے پچھلی ساعت ہے اس ساعت
میں حضرت آدمؑ پیدا ہوئے حق تعالیٰ نے فرمایا: انسان جلدی سے
پیدا کیا گیا۔ عبدالمنذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا
کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار اور اللہ کے نزدیک سب دنوں سے
عظیم ہے اور یہ دن اللہ کے نزدیک عید کے دن سے بھی زیادہ عظیم
ہے اس کی پانچ خصوصیات ہیں اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت
آدمؑ کو پیدا کیا اسی دن آپ زمین پر اتارے گئے، اسی دن آپ
فوت ہوئے، اسمیں ایک ایسی ساعت ہے کہ جو بندہ اس ساعت میں
اپنے رب سے جو کچھ مانگتا ہے اللہ تعالیٰ وہی اسے عطا فرماتا ہے بشرطیکہ
حرام کا سوال نہ ہو، اسی دن قیامت آئیگی اور رب کے پاس کوئی
ایسا مقرب فرشتہ نہیں جو جمعہ کے دن سے دہشت زدہ نہ ہو اور
زمین و آسمان سب جمعہ کے دن سے خوفزدہ رہتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ نبی صلعم سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا
دنوں میں سب سے بہتر دن جن میں سورج نکلتا ہے جمعہ کا دن ہے
اسی دن حضرت آدمؑ پیدا ہوئے اسی دن جنت میں داخل کئے گئے
اسی دن جنت سے نکالے گئے اور اسی دن قیامت آئے گی۔

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ شاہد جمعہ کا،
مشہود عرفہ کا اور موعود قیامت کا دن ہے کسی ایسے دن پر سورج
طلوع و غروب نہیں ہوا جو جمعہ کے دن سے افضل ہو یعنی جب جمعہ کا
دن تمام دنوں سے افضل ہے اس میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر
اسے کوئی مومن بندہ پالے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے کوئی مراد مانگے

اخبرنا ابو نصر عن والدہ باسنادہ عن علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ قال اذا کان یوم الجمعۃ خرجت
الشیاطین یزفون الناس الی اسواقھم و معھم
الرایات وتخرج الملائکۃ علی ابواب المساجد
یکتبون الناس علی قدر منازلھم السابق والمصلی
والذی یلیہ حتی یخرج الامام فمن دنا من الامام
فنصت واستمع ولم یلغ کان لہ کفلان من
الاجر ومن نأی عنہ فاستمع ونصت ولم یلغ کان
لہ کفل من الاجر ومن دنا من الامام فلغا
ولم ینصت ولم یستمع کان لہ کفلان من الوزر
ومن نأی عنہ فلغا ولم ینصت ولم یستمع کان
علیہ کفل من الوزر ومن قال صہ فقد تکلم
ومن تکلم فلا جمعۃ لہ ثم قال علی رضی اللہ
عنہ ھکذا سمعت من نبیکم محمد صلی اللہ علیہ
وسلم وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا قلت
لصاحبک یوم الجمعۃ والامام یخطب انصت
فقد لغوت وعن عمرو بن شعیب عن ابیہ
عن جدہ رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال تقف الملائکۃ علی ابواب
المساجد یوم الجمعۃ یکتبون مجیء الناس حتی
یخرج الامام فاذا خرج الامام طوت الصحف
ورفعت الاقلام قال فتقول الملائکۃ بعضھم
لبعض ماحبس فلانا وماحبس فلانا قال
فتقول الملائکۃ بعضھم لبعض اللھم ان کان

تو حق تعالیٰ اس کی مراد ضرور بر لاتے ہیں یا کسی چیز سے پناہ مانگے تو
حق تعالیٰ اسے ضرور پناہ دے دیتے ہیں۔ ہمیں ابو نصر نے اپنے والد
سے اپنی اسناد سے حضرت علی رضؓ سے خبر دی کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ
جمعہ کے دن شیطان لوگوں کے پاس بازاروں میں نکل کر آتے ہیں
اور جھنڈے لیکر تمام بازاروں میں پھیل جاتے ہیں اور فرشتے مسجدوں کے
دروازوں پر آنے والوں کو ترتیب وار لکھنے کے لئے کھڑے ہو جاتے
ہیں یہاں تک کہ امام منبر پر آئے پھر جو امام کے قریب آکر بیٹھے اور
خاموش رہ کر غور سے خطبہ سنے اور کوئی لغو کام نہ کرے تو اس کے
لئے دہرا ثواب ہے اور جو امام سے دور رہے اور لغو کام نہ کرے
اور خاموش ہو کر خطبہ سنے اس کے لئے اکہرا ثواب ہے اور جو امام
سے دور رہ کر لغو کرے اور نہ خاموش رہے اور نہ خطبہ سنے اس پر
ایک حصہ گناہ ہے اگر کسی نے دوسرے سے کہا خاموش رہ اس نے
کلام کیا لہذا اس کا جمعہ نہیں ہوا یعنی اسے جمعہ کا ثواب نہیں ملا،
پھر حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے نبی محمد رسول اللہ صلعم
سے اسی طرح سنا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ کا بیان ہے کہ میں نے
نبی اکرم صلعم سے سنا آپ فرما رہے تھے اگر تم جمعہ کے دن جب امام
خطبہ دے رہا ہو کسی کو یہ کہو کہ خاموش رہ تو تم لغو کے مرتکب ہو گئے
عمرو بن شعیب از ابیہ از جدہ: رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: جمعہ کے دن فرشتے مسجدوں کے دروازوں پر کھڑے ہو کر
لوگوں کے آنے کو (ترتیب سے) لکھتے ہیں جب تک امام منبر پر
نہیں آتا پھر جب امام منبر پر آجاتا ہے تو فرشتے اپنے دفتر لپیٹ
لیتے ہیں اور قلم اٹھالئے جاتے ہیں۔ فرمایا پھر فرشتے آپس میں ایک
دوسرے سے پوچھتے ہیں فلاں فلاں کو کس چیز نے روک لیا (کہ وہ نماز
میں نہیں آیا) فرمایا پھر فرشتے بعض بعض سے کہتے ہیں اے اللہ
اگر وہ بیمار ہے تو اسے شفا عطا فرما اور اگر بھٹکا ہوا ہے تو صحیح

مريضا فاشفه وان كان ضالا فاهده وان كان
غائبا فاعنه وقال جعفر حدثنا ثابت قال بلغنا
ان الله تعالى ملائكة معهم الواح من فضة
واقلام من ذهب يكتبون من صلى ليلة الجمعة
ويوم الجمعة فى جماعة اخبرنا الشيخ ابو نصر عن
والده باسناده عن ابى الزبير عن جابر بن عبد الله
رضى الله عنهما قال ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال من كان يومن بالله واليوم الآخر
فعليه الجمعة فى يوم الجمعة الا مريضا او مسافرا
او امراة او صبيا او مملوكا ومن استغنى عنها بلهو
او تجارة استغنى الله تعالى عنه والله غنى حميد
وعن ابى الجعد الظهيرى عن النبى صلى الله عليه
وسلم انه قال من ترك الجمعة ثلاثا تهاونا
بها طبع الله تعالى على قلبه واخبرنا الشيخ ابو نصر
عن والده باسناده عن سعيد بن المسيب عن جابر
بن عبد الله رضى الله عنهما قال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول على منبره يا ايها الناس
توبوا الى الله تعالى قبل ان تموتوا وبادروا بالاعمال
الصالحة قبل ان تشغلوا وصلوا الذى بينكم وبين
ربكم بكثرة ذكركم له تسعدوا واكثروا من
الصدقة فى السر والعلانية توجروا وتحمدوا
وترزقوا واعلموا ان الله تعالى قد فرض عليكم
الجمعة فريضة مكتوبة فى مقامى هذا فى شهرى
هذا فى عامى هذا الى يوم القيامة من وجد
اليها سبيلا وتركها فى حياتى او بعدى جحودا

راہ پر لے آ اور اگر غائب ہے تو اس کی اعانت فرما۔ جعفر کہتے ہیں ہم
سے ثابت نے بیان کیا کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ حق تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے
ہیں جن کے پاس چاندی کی تختیاں ہیں اور سونے کے قلم ہیں اور انہیں
لکھ لیتے ہیں جو جمعہ کی شب میں نماز پڑھتے ہیں اور جمعہ کے دن جماعت
سے نماز پڑھتے ہیں۔ ہمیں شیخ ابو نصر نے اپنے والد سے ان کی سند
سے ابو الزبیر سے خبر دی وہ جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس کا اللہ پر اور آخرت پر ایمان ہے
اس پر جمعہ کے دن جمعہ واجب ہے الا یہ کہ وہ بیمار ہو یا مسافر
ہو یا عورت ہو یا بچہ ہو یا غلام ہو اور جو جمعہ کی نماز سے
لہو ولعب یا کاروبار کی وجہ سے غافل رہا حق تعالیٰ کو اس کی
پرواہ نہیں اللہ تو بے نیاز ومحمود ہے۔ ابو الجعد ظہیری کا بیان
ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جس نے سستی سے معمولی سمجھ کر
تین جمعہ چھوڑ دئے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں
ہمیں شیخ ابو نصر نے اپنے والد سے ان کی سند سے سعید بن مسیب
سے خبر دی وہ جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں جابر فرماتے
ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ آپ اپنے منبر پر
فرما رہے تھے لوگو! مرنے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ سے توبہ
کر لو اور مشغول ہونے سے قبل نیک عملوں میں جلدی کرو اور
اپنے اور اپنے رب کے درمیان کثرت ذکر اللہ سے رابطہ قائم
رکھو تم کو سعادت نصیب ہوگی اور ظاہر کرکے اور چھپا کر خوب
صدقہ کرو تم کو ثواب ملے گا لوگ تمہاری تعریف کریں گے اور تم کو
روزی دی جائے گی دیکھو حق تعالیٰ نے تم پر جمعہ فرض فرما دیا
ہے جو اس جگہ اس مہینہ اور اس سال میں قیامت تک ان پر
لکھ دیا گیا ہے جو اس کی طرف راہ پائیں پھر جو جمعہ کی نماز میری
زندگی میں یا میرے بعد اس کا انکار کرکے یا اسے ہلکا سمجھ کر چھوڑ

بعا او استخفافا بها وله امام جائر او عادل فلا
جمع الله له شمله ولا بارك له فی امره الا فلا
صلاة له الا ولا وضوء له الا ولا زكاة له
الا ولا حج له الا ولا بركة له حتی یتوب فان
تاب تاب الله علیه الا ولا تؤمن امرأة رجلا
ولا یؤمن اعرابی مهاجرا الا ولا یؤمن فاجر مؤمنا
الا ان یقهره سلطان یخاف سیفه وسوطه و
اخبرنا ابو نصر عن والده باسناده عن ثابت البنانی
عن طاؤس عن ابی موسیٰ الاشعری رضی الله عنه
قال ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ان الله یبعث
الایام یوم القیامة علی هیئتها ویبعث الجمعة و
هی زاهرة منیرة اهلها یحفون بها کالعروس
تهدی الی کریمها تضیء لهم یمشون فی ضوئها
الوانهم کالثلج وریحهم کالمسك یخوضون فی
جبال الکافور وینظر الیهم الثقلان ما یطرفون
تعجبا حتی یدخلوا الجنة لا یخالطهم احد الا
المؤذنون المحتسبون واخبرنا ابو نصر عن والده
باسناده عن ثابت البنانی عن انس ابن مالك رضی
الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال
ان لله تعالیٰ ستمائة الف عتیق من النار فی کل
یوم ولیلة الجمعة ویوم الجمعة اربع وعشرون
ساعة فی کل ساعة ستمائة الف عتیق من النار
کلهم قد استوجبوا النار وفی لفظ آخر عن ثابت
عن انس رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه
وسلم قال ان لله فی کل ساعة من ساعات

دے اور امام ظالم یا عادل بھی موجود ہو تو اللہ اس کی پریشانیاں
دُور نہ فرمائے اور نہ اس کے کسی کام میں برکت عطا فرمائے کان کھول
کر سُن لو اس کی نماز نہیں نہ اس کا وضوء ہے سُن لو نہ اس کی زکوٰۃ
ہے اور سنو نہ اس کا حج ہے اور سنو نہ اس کے لئے برکت ہے جب
تک وہ توبہ نہ کرلے پھر اگر توبہ کرلے تو حق تعالیٰ اس کی توبہ قبول
فرمالیں گے سنو عورت مردوں کی امام نہ بنے نہ دیہاتی مہاجر کا امام
بنے اور نہ فاجر و فاسق مومن کا امام بنے الا یہ کہ اس پر سلطان
جبر کرے اور وہ اس کی تلوار اور کوڑے سے خوفزدہ ہو۔

ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے ان کی اسناد سے ثابت بنانی سے
خبر دی وہ طاؤس سے اور وہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے
روایت کرتے ہیں ابو موسیٰ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ جل مجدہٗ قیامت کے دن دنوں کو
ان کی موجودہ ہیئت پر اٹھائے گا اور جمعہ کو اس حال میں اٹھائے
گا کہ وہ چمکتا دمکتا ہوگا اور اپنے ماننے والوں کو جگمگا رہا ہوگا
اور اس کے ماننے والے اسے گھیرے ہوئے ہونگے جیسے دولہن بنا
سنوار کر دولہا کے پاس جو اس کا پیارا ہوتا ہے، بھیجی جاتی ہے
جمعہ ان کو روشنی بخشے گا اور وہ اس کی روشنی میں چلیں گے ان کے
رنگ برف کی طرح سفید ہونگے اور ان سے مشک کی لپٹیں پھوٹ
رہی ہونگی جیسے کافور کے پہاڑوں میں سے گزر رہے ہیں اور
انہیں جن اور النساء دیکھیں گے اور حیرت و استعجاب کی وجہ سے
ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی حتیٰ کہ وہ اس شان سے جنت
میں داخل ہوجائیں گے اور ان میں بجز ان موذنوں کے جو ثواب
کی نیت سے اذان دیا کرتے تھے دوسرے حضرات شامل نہ ہونگے

ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے ان کی اسناد سے ثابت البنانی سے
خبر دی وہ انس بن مالکؓ سے اور وہ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ

الدنیا ستمائة الف عتیق من النار یعتقهم کلهم
قد استوجبوا النار یوم القیامة وفی یوم الجمعة
ولیلة الجمعة اربع وعشرون ساعة لیس فیها
ساعة الا ولله عزوجل فیها ستمائة الف عتیق
یعتقهم من النار کلهم قد استوجبوا النار وعن
عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ عن ابی الدرداء رضی الله
عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من
صلی یوم الجمعة فی جماعة کتبت له حجة
متقبلة وان صلی العصر کانت له عمرة وان تمسی
فی مکانه لم یسأل الله تعالیٰ شیئا الا اعطاه و
عن ابی امامة الباهلی رضی الله عنه قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم من صام یوم
الجمعة وصلی مع الامام وشهد جنازة وتصدق
بصدقة وعاد مریضا وشهد نکاحا وجبت
له الجنة واخبرنا ابو نصر عن والده باسناده
عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده رضی الله
عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال
یحضر الجمعة ثلاثة نفر فرجل حضرها بلغو فذاك
حظه ورجل حضرها بدعاء فهو رجل دعا الله
تعالیٰ فان شاء اعطاه وان شاء منعه ورجل
حضرها بانصات وسکوت ولم یتخط رقبة
مسلم ولم یؤذ احدا فهی کفارة الی الجمعة
التی تلیها وزیادة ثلاثة ایام فان الله عزوجل
یقول من جاء بالحسنة فله عشر امثالها وقد
ورد فی الحدیث عنه صلی الله علیه وسلم انه قال

آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ روزانہ ۶ لاکھ انسان آگ سے آزاد فرماتا
ہے اور جمعہ کی ۲۴ ساعتیں ہیں اور اس کی ہر ساعت میں آگ سے
چھ لاکھ وہ لوگ آزاد ہوتے ہیں جن پر آگ واجب تھی۔

اسی حدیث کے ایک لفظ میں ہے کہ حق تعالیٰ دنیا کی ساعتوں
(دنوں) میں سے ہر ساعت میں ۶ لاکھ جہنمیوں کو جن پر قیامت کے
دن آگ واجب ہو چکی تھی آزاد فرماتا ہے لیکن جمعہ کے ۲۴ گھنٹوں میں
سے کوئی ایسا گھنٹہ نہیں جس میں ۶ لاکھ وہ لوگ آزاد نہ ہوتے ہوں
جو آگ کے مستحق قرار پا چکے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ، ابوالدرداءؓ سے روایت کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن جماعت سے
جمعہ کی نماز پڑھی اسے ایک مقبول حج کا ثواب ملے گا اور اگر عصر
کی نماز جماعت سے پڑھی تو عمرے کا ثواب ملے گا اور اگر عصر
کے بعد نماز پڑھ کر اپنی جگہ پر بیٹھا رہا تو حق تعالیٰ سے جو مانگے
گا وہ اسے ضرور ملے گا۔ حضرت ابو امامہ باہلی سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو جمعہ کا روزہ رکھے اور امام کے ساتھ
جمعہ کی نماز پڑھے اور کسی کے جنازے میں شریک ہو اور صدقہ کرے
اور بیمار کی بیمار پرسی کرے اور مجلس نکاح میں شامل ہو اس کے لئے
جنت واجب ہو جاتی ہے۔ ہمیں ابونصر نے اپنے والد سے اپنی
اسناد سے عمرو بن شعیب از ابیہ از جدہ از نبی صلعم سے خبر دی کہ
آپ نے فرمایا کہ جمعہ کی نماز کے لئے تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں ایک
شخص لغو کے لئے آتا ہے لہٰذا لغو ہی اس کا حصہ ہے اور ایک دعا
کے لئے آتا ہے اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہے اگر اللہ چاہے
تو دعا قبول فرمائے اور نہ چاہے تو قبول نہ فرمائے اور ایک شخص
خاموش اور چپ رہنے کے لئے آتا ہے اور کسی مسلمان کی گردن
سے نہیں پھلانگتا اور نہ کسی کو ایذا دیتا ہے اس کے لئے یہ جمعہ متصلہ

ما من دابة الا وهي قائمة على ساق يوم الجمعة مشفقة من قيام الساعة الا الشياطين وشقي بني آدم ويقال ان الطير والهوام تلقى بعضها بعضا في يوم الجمعة فتقول سلام عليكم يوم صالح وفي خبر آخر ان جهنم تسعر في كل يوم قبل الزوال عند استواء الشمس في كبد السماء فلا تصلوا في هذه الساعة الا يوم الجمعة فانها صلاة كلها وان جهنم لا تسعر فيه۔

فصل: روى عن ابي صالح عن ابي هريرة رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من اغتسل يوم الجمعة ثم راح في الساعة الاولى فكانما قرب بدنة ومن راح في الساعة الثانية فكانما قرب بقرة ومن راح في الساعة الثالثة فكأنما قرب كبشا اقرن ومن راح في الساعة الرابعة فكأنما قرب دجاجة ومن راح في الساعة الخامسة فكانما قرب بيضة فاذا خرج الامام حضرت الملائكة يستمعون الذكر فالساعة الاولى تكون بعد صلاة الصبح والساعة الثانية تكون عند ارتفاع الشمس والثالثة عند انبساطها وهي الضحى الاعلى اذا رمضت الاقدام بحر الشمس والساعة الرابعة تكون قبل الزوال والخامسة اذا زالت الشمس او مع استوائها وعن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اغتسل في كل يوم جمعة

جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ ہے اور تین مزید کا بھی کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو ایک نیکی کرے اس کے لئے دس نیکیاں ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ سرورِ کونین صلعم نے فرمایا کہ ہر جانور جمعہ کے دن اپنے پیروں پر کھڑا ہوا قیامت سے خوفزدہ رہتا ہے کہ کہیں اسی جمعہ کو قیامت نہ آجائے، ہاں شیطان اور بدبخت انسان خوفزدہ نہیں ہوتے۔ کہا جاتا ہے کہ پرندے اور کیڑے مکوڑے جمعہ کے دن آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور کہتے ہیں سلام علیکم یہ دن اچھا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ زوال سے قبل جب سورج وسط آسمان میں ٹھہر جاتا ہے تو روزانہ جہنم بھڑکائی جاتی ہے بنا بریں اسوقت نماز پڑھو البتہ جمعہ کا دن سارے کا سارا نماز کا دن ہے اور جمعہ کے دن زوال سے قبل جہنم نہیں بھڑکایا جاتا۔

جمعہ کی نماز کی تیاری

ابو صالح ابوہریرہؓ سے اور وہ نبی اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جو جمعہ کے دن نہائے پھر پہلی ساعت میں نماز کے لئے چلا جائے۔ تو گویا اس نے ایک اونٹ کی قربانی کی اور جو دوسری ساعت میں گیا گویا اس نے ایک گائے کی قربانی کی اور جو تیسری ساعت میں گیا گویا اس نے ایک سینگوں والے مینڈھے کی قربانی کی اور جو چوتھے گھنٹہ میں گیا گویا اس نے اللہ کے تقرب کے ایک مرغی اللہ کی راہ میں دی اور جو پانچویں ساعت میں گیا گویا اس نے ایک انڈا فی سبیل اللہ دیا پھر جب امام منبر پر آجاتا ہے تو فرشتے وعظ سننے کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ پہلی ساعت نماز صبح کے بعد سے شروع ہوجاتی ہے دوسری ساعت سورج کے بلند ہونے پر شروع ہوتی ہے تیسری ساعت کافی دھوپ پھیلنے پر ہوتی جسے اعلیٰ چاشت کہا جاتا ہے جب کہ سورج کی گرمی سے پیر جلنے لگتے ہیں، چوتھی ساعت زوال سے پہلے ہوتی ہے اور پانچویں ساعت سورج کے ٹھہرنے پر یا زوال کے بعد ہوتی ہے۔ نافع از ابن عمر: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو ہر جمعہ کے دن نہائے حق تعالیٰ جل مجدہ اسے گناہوں

اخرجه الله تعالىٰ من ذنوبه ثم قيل له استانف العمل وروى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال من غسل واغتسل وغدا وابتكر ودنا من الامام ولم يلغ كان له بكل خطوة صيام سنة وقيامها و قوله صلى الله عليه وسلم من غسل بالتشديد اى غسل اهله كناية عن الجماع ولهذا يستحب عند اهل العلم اتيان الزوجة فى يوم الجمعة وكان بعض السلف يفعله اتباعا لهذا الحديث وروى بالتخفيف اى غسل راسه ثم غسل جسده وعن الحسن عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابا هريرة اغتسل كل يوم جمعة ولو صار ان تشترى الماء بقوت يومك فغسل الجمعة مستحب عند اكثر الفقهاء وواجب عند داؤد فلا ينبغى ان يتركه من ياتى الجمعة قال ووقته بعد طلوع الفجر الثانى والاولى له ان يعقبه بالرواح الى المسجد ليخرج من الخلاف وان يتحفظ من نقض الطهارة حتى يصلى الجمعة وينوى بالغسل خدمة مولاه فان اصبح جنبا فتوضا واغتسل ناويا بهما الجنابة والجمعة جاز ويتنظف باخذ شعره وظفره وقطع رائحته اى الكريهة ويلبس احسن ثيابه وافضلها البياض ويتعمم ويرتدى فانه جاء فى الحديث ان الملائكة تصلى على اهل العمائم يوم الجمعة ويتطيب باطيب طيبه مما يظهر ريحه ويخفى لونه وليخرج من بيته الى الجامع وعليه السكينة والوقار خاشعا متواضعا مخبتا مفتقرا مكثرا من الدعاء والاستغفار والصلاة على رسول الله

سے پاک وصاف فرما دیگا پھر اس سے کہا جائیگا کہ آج سے از سر نو عمل کر۔

رحمت عالم صلعم نے فرمایا جس نے غسل کرایا، غسل کیا اور صبح سویرے گیا اور امام کے قریب جاکر بیٹھا اور لغویات سے بچا رہا اسے ہر قدم کے عوض سال بھر کے روزوں کا اور ایک سال کی راتوں کی عبادتوں کا ثواب ملے گا۔ جس نے غسل کرایا یعنی جمعہ کی شب کو اپنی بیوی یا لونڈی سے ہمبستری کی تاکہ خود بھی غسل کرے اور اسے بھی غسل کرائے اسی لئے علماء کے نزدیک جمعہ کی شب کو بیوی کے ساتھ ہمبستری مستحب ہے۔ بعض سلف اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے جمعہ کی شب کو ہمبستری کیا کرتے تھے یہ معنی غسّل کی رو سے ہے لیکن اگر غسل تخفیف کے ساتھ ہو تو یہ معنیٰ ہے کہ جس نے اپنا سر دھویا پھر نہایا۔ حسن از ابوہریرہؓ: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ابوہریرہؓ ہر جمعہ کو غسل کیا کر اگرچہ تجھے روزانہ غذا کی قیمت کے عوض پانی خریدنا پڑے بنا بریں اکثر علماء کے نزدیک جمعہ کا غسل مستحب ہے بلکہ داؤد ظاہری کے نزدیک تو واجب ہے اس لئے جمعہ کی نماز کے لئے حاضر ہونیوالوں کو غسل کا چھوڑنا لائق نہیں۔ فرمایا غسل کا وقت صبح صادق کے بعد سے شروع ہوتا ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ مسجد میں جانے سے پہلے غسل کیا جائے پھر بلا تاخیر کے مسجد میں چلا جانا چاہیئے تاکہ اختلاف سے بچ جائے۔ اور پاکی کے تحفظ کا خیال رکھے جب تک جمعہ کی نماز نہ پڑھ لے اور غسل سے اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کا ارادہ کرے اگر ناپاک ہو جائے اور وضو اور غسل دونوں کرے اور جنابت وجمعہ کی نیت کرلے تو جائز ہے اور مونچھوں وغیرہ کے بال اور ناخن کاٹ کر مزید پاک وصاف ہو جائے اور جسم سے مکروہ بو دور کرے اور بہترین کپڑے پہنے، تمام کپڑوں میں افضل کپڑے سفید ہیں اور پگڑی باندھے اور چادر اوڑھے کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ فرشتے جمعہ کے دن پگڑیوں والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں اور بہترین خوشبو لگائے جس کی خوشبو تو تیز ہو مگر رنگ نہ ہو اور پورے سکون و وقار سے نیچی نگاہ کئے ہوئے عاجزانہ، خاموش اللہ تعالٰے کا محتاج بن کر کثرت سے

صلی اللہ علیہ وسلم وینوی بخروجہ زیارۃ مولاہ فی
بیتہ والتقرب الی اللہ تعالیٰ باداء فرائضہ والعکوف
فی المسجد الی حین انقلابہ الی بیتہ وینوی کف
جوارحہ عن اللہو واللغو فی الطریق والجامع
ولیترک راحتہ یوم الجمعۃ وحظوظ دنیاہ ولیواصل
الاوراد والعبادۃ فیہ فیجعل اول نہارہ الی
انقضاء صلاۃ الجمعۃ للخدمۃ ثم یجعل وسط
النہار الی صلاۃ العصر لاستماع العلم ومجالس
الذکر وبعد صلاۃ العصر الی غروب الشمس للتسبیح
والاستغفار وافضل ما یشتغل بہ فی ہذا الوقت و
فی کل یوم ولیلۃ من الاذکار ان یقول لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت
وہو حی لا یموت بیدہ الخیر وہو علی کل شیء قدیر
مائتی مرۃ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ مائۃ مرۃ
لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین مائۃ مرۃ اللہم
صل علی محمد عبدک ورسولک النبی الامی مائۃ
مرۃ واستغفر اللہ الحی القیوم واسألہ التوبۃ مائۃ
مرۃ وما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ مائۃ مرۃ فذلک
سبعمائۃ مرۃ من انواع الاذکار وقد نقل عن بعض
الصحابۃ رضی اللہ عنہم انہ کان یسبح فی کل
یوم اثنی عشر الف تسبیحۃ وعن بعض التابعین انہ
کان یسبح کل یوم ثلاثین الفا کل قد علم صلاتہ و
تسبیحہ فاحذر ان تکون من المحرومین فلا
تذکر ولا تذکر والمؤمن اذ لا یکون ذاکرا للہ
عزوجل ثم مذکورا لہ قال اللہ تعالیٰ فاذکرونی

دعائیں مانگتا ہوا اور نبی اکرم صلعم پر درود پڑھتا ہوا جامع مسجد کی طرف
جائے اور جاتے ہوئے اپنے مالک کی اس کے گھر میں زیارت کی نیت کرلے
اور فرائض سے اور مسجد میں ٹھہرنے سے آقا کا تقرب پیش نظر ہو اور راستہ
میں اور جامع مسجد میں اپنے اعضاء کو لہو ولعب اور لغویات سے بچانے کا
عزم بالجزم کرلے اور جمعہ کے دن اپنے آرام کو اور دنیوی لطف اندوزی
کو چھوڑ دے اور درود وعبادت کا خاص طور سے اہتمام کرے اور صبح سے
لے کر جمعہ کی نماز تک عبادت میں سرگرم رہے پھر جمعہ کی نماز سے لے کر
عصر کی نماز تک وعظ ونصیحت سنتا رہے اور عصر کی نماز کے بعد سے لے کر
غروب آفتاب تک تسبیحات واستغفار میں لگا رہے نہ صرف اس وقت
بلکہ روزانہ ہر وقت افضل ذکر یہ ہے لا الہ الا اللہ الخ یعنی اللہ تعالیٰ
کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی
کا ملک ہے اور اسی کے لئے بڑائیاں ہیں، وہی موت وحیات کا
مالک ہے اور وہ ازلی اور ابدی زندہ ہے جسے فنا نہیں، اسی کے ہاتھ
میں بھلائیاں ہیں اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے (دو سو بار) عظمت
والا اللہ مع اپنی بڑائیوں کے پاک ہے (۱۰۰ بار) اللہ کے سوا کوئی
سچا معبود نہیں وہی بادشاہ ہے وہی برحق ہے اور وہی روشن ہے
اے اللہ! محمد (صلعم) پر اپنی رحمتیں بھیج جو تیرے بندے، تیرے رسول
اور تیرے نبی ہیں (سو بار) میں اللہ سے جو زندہ ہے اور کائنات کو سنبھالنے
والا ہے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اور اس کے آگے توبہ کرتا ہوں
(سو بار) ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ (سو بار) لہٰذا یہ متفرق اذکار
۷ سو بار ہوئے۔ بعض صحابہ کرامؓ سے منقول ہے کہ وہ ان اذکار کی روزانہ
بارہ ہزار تسبیحات کا ورد رکھا کرتے تھے اور بعض تابعینؒ سے منقول ہے کہ
وہ روزانہ تیس ہزار بار پڑھا کرتے تھے الغرض ہر ایک کو اپنی نماز اور
تسبیح معلوم ہے لہٰذا ہوشیار ایسا نہ ہو کہ تم ان اذکار سے محروم رہو اور
اللہ کے ذکر سے اللہ سے رابطہ قائم نہ رکھو جب تم اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کرو گے

اذکرکم واما قبل الصلاۃ فلا یستحب لہ حضور القاص لان القصص بدعۃ وکان ابن عمر وغیرہ من الصحابۃ رضی اللہ عنہم یخرجون القصاص من الجامع اللہم الا ان یکون عالما باللہ تعالی من اہل المعرفۃ والیقین فیکون حضور مجلسہ افضل من صلاتہ لحدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ حضور مجلس العلم افضل من صلاۃ الف رکعۃ واذا اتی الجامع لا یتخطی رقاب الناس الا ان یکون اماما او مؤذنا لما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لرجل رآہ یتخطی رقاب الناس۔ یا فلان ما منعک ان تصلی معنا الجمعۃ فقال اولم ترنی یا رسول اللہ قال صلی اللہ علیہ وسلم رأیتک تلبثت وآذیت ای تأخرت من البکور وآذیت بالحضور وفی حدیث آخر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما منعک الیوم ان تجمع قال یا نبی اللہ قد جمعت قال صلی اللہ علیہ وسلم اولم ارک تتخطی رقاب الناس وقد قیل ان من فعل ذلک جعل جسرا یوم القیامۃ علی ظہر جہنم یتخطاہ الناس ولا تمرن بین یدی المصلی لان فی الخبر لان یقف احدکم اربعین سنۃ خیر لہ من ان یمر بین یدی المصلی وفی لفظ آخر لان یکون الرجل رمادا تذروہ الریاح خیر لہ من ان یمر بین یدی المصلی ولا یقیمن احدا من موضعہ ویجلس مکانہ لما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا یقیمن احدکم اخاہ من مجلسہ ثم یجلس فیہ وکان ابن عمر رضی اللہ عنہما اذا قام لہ الرجل من مجلسہ لم یجلس فیہ حتی یعود الیہ وان

تو اللہ تعالیٰ تم کو کیوں یاد کریگا مومن شروع میں ذاکر بنتا ہے پھر مذکور بھی بن جاتا ہے یعنی حق تعالیٰ بھی اسے یاد کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا مجھے یاد کرو۔ میں تم کو یاد کرونگا۔

نماز جمعہ سے قبل قصہ گو کی مجلس میں بیٹھنا مستحب نہیں کیونکہ قصہ گوئی بدعت ہے ابن عمرؓ اور دیگر صحابہ قصہ گو کو مسجد سے نکال دیا کرتے تھے ہاں اگر واعظ عالم باعمل ہو اور صاحب معرفت ولیقین ہو تو ان کے وعظ میں حاضر ہونا نوافل سے بہتر ہے کیونکہ حدیث ابوذرؓ میں ہے کہ مجلس علم میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز سے بہتر ہے۔ جب جامع مسجد میں داخل ہو جاؤ تو لوگوں کی گردنوں سے پھلانگ کر آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو۔ البتہ امام یا مؤذن کو اجازت ہے کیونکہ منقول ہے کہ نبی اکرم صلعم نے ایک شخص سے جسے آپ نے گردنیں پھلانگ کر آگے جاتا ہوا دیکھا تھا فرمایا کہ اے فلاں تو نے ہمارے ساتھ جمعہ کیوں نہیں پڑھا؟ بولا: یا رسول اللہ کیا آپ نے مجھے دیکھا نہیں فرمایا: ہاں میں نے تجھے دیکھا تھا تو اول وقت نہیں آیا تھا اور جب آیا تو حاضرین جماعت کو ایذ پہنچاتا ہوا آیا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلعم نے پوچھا کہ آج تو نے جمعہ کیوں نہیں پڑھا؟ اس نے کہا اے اللہ کے نبی (صلعم) میں نے تو جمعہ پڑھا ہے فرمایا: کیا میں نے تجھے لوگوں کی گردنوں سے پھلانگتا ہوا نہیں دیکھا تھا؟ کہا جاتا ہے کہ جس نے ایسا کیا وہ قیامت کے دن جہنم کی پشت پر پل بنایا جائے گا جس سے لوگ گزریں گے۔ خبردار نماز پڑھنے والے کے سامنے سے نہ گزرنا کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کا چالیس سال تک ٹھہرا رہنا نمازی کے آگے سے گزرنے سے بہتر ہے۔ دوسرے لفظ میں ہے کہ انسان کا راکھ بن جانا جسے ہوا اڑا اڑائے پھرے نمازی کے آگے سے گزرنے سے بہتر ہے اور نہ کوئی کسی کو اس کی جگہ سے اٹھائے کہ اس کی جگہ پر خود بیٹھ جائے کیونکہ نبی صلعم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے

رأى بين يديه فرجة فهل يجوز له ان يتخطى رقاب
الناس فيجلس فيها على روايتين عند امامنا احمد
رحمه الله تعالى فان قدم صاحباله فجلس في موضعه
فاذا جلس هناك جاز وان لبسط له شيئا فهل
لغيره ان يرفعه ويجلس هناك على وجهين عند
اصحابنا ويجتهد ان يدنو من الامام فينصت الى
الخطبة فلا يتكلم فان تكلم اثم في احدى الروايتين
ولا يحرم الكلام قبل الشروع في الخطبة وبعد
الفراغ منها۔

فصل: اخبرنا الشيخ ابو نصر عن والده قال انبانا
ابو القاسم عبد الله بن عمر الفقيه الشافعي رحمه الله
تعالى قال حدثنا حبيب بن الحسن القزاز قال حدثنا
جعفر بن محمد الخراساني قال حدثنا ابو ايوب سليمان
بن عبد الرحمن الدمشقي قال حدثنا محمد بن شعيب
عن عمر بن عبد الله مولى عفرة عن انس بن مالك
رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال
اتاني جبريل عليه السلام في كفه كمأة بيضاء
فيها نكتة سوداء فقلت ما هذه يا جبريل قال
هذه الجمعة لكم فيها خير كثير قلت وما هذه
النكتة السوداء قال هذه الساعة تقوم يوم
الجمعة وهو سيد الايام ونحن نسميه عندنا يوم
المزيد قلت ولم تسمونه يوم المزيد يا جبريل
قال ذلك لأن ربك عز وجل اتخذ في الجنة واديا
افيح من مسك ابيض فاذا كان يوم الجمعة من
ايام الآخرة هبط الجبار تبارك وتعالى من عرشه

پھر اس جگہ خود بیٹھ جائے اگر حضرت ابن عمر کے لئے کوئی شخص اپنی جگہ سے
اُٹھ کھڑا ہوتا تو صاحب موصوف اس کی جگہ نہیں بیٹھا کرتے تھے حتیٰ کہ
وہ خود ہی اپنی جگہ پر نہ بیٹھ جاتا اگر کوئی اگلی صف میں خالی جگہ دیکھے
تو آیا لوگوں کی گردنوں سے پھلانگ کر آگے بڑھنا اس کے لئے جائز
ہے؟ اس سلسلہ میں ہمارے امام احمد سے دو روایتیں آتی ہیں اگر کوئی
اپنے کسی رفیق کو آگے بڑھا دے اور وہ اسکی جگہ بیٹھ جائے تو اسے وہاں
بیٹھنا جائز ہے اگر کوئی اپنے لئے کچھ بچھا دے تو کیا اسے سمیٹ کر اس
جگہ بیٹھنا جائز ہے؟ ہمارے اصحاب کے نزدیک اس میں بھی دو روایتیں
ہیں جہاں تک ممکن ہو یہی کوشش کی جائے کہ امام کے قریب جگہ ملے اور
خاموش رہ کر خطبہ سنا جائے اور بات نہ کی جائے اگر بات کرے گا تو دو
روایتوں میں سے ایک روایت کی رو سے گنہ گار ہوگا۔ خطبہ شروع کرنے
سے قبل اور خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد بات کرنا حرام نہیں۔

جمعہ کے دن کے فضائل ہمیں شیخ ابو نصر نے اپنے والد سے ان کی
اسناد سے خبر دی، انہیں ابو القاسم عبد اللہ بن عمر فقیہ شافعی نے خبر دی
ان سے حبیب بن حسن قزاز نے بیان کیا، ان سے جعفر بن محمد خراسانی نے
بیان کیا، ان سے ابو ایوب سلیمان بن عبد الرحمٰن دمشقی نے بیان کیا اور
ان سے محمد بن شعیب نے بیان کیا محمد عمر بن عبد اللہ (عفرہ کے غلام ہے
وہ انس بن مالکؓ سے اور وہ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا
کہ میرے پاس حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے آپکے دونوں ہاتھوں میں کوئی
سفید چیز تھی اور اس میں ایک سیاہ نقطہ بھی تھا، میں نے پوچھا:۔
جبرئیل! یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ جمعہ ہے اور اس میں تمہارے لئے بہت خیر
و فلاح ہے، میں نے پوچھا: یہ سیاہ نقطہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ قیامت ہے
جو جمعہ کے دن آئے گی جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے ہم (فرشتے)
اسے آپس میں یوم مزید کہتے ہیں میں نے پوچھا کیوں؟ فرمایا: اس لئے
کہ آپکے پروردگار نے جنت میں سفید مشک کا ایک وسیع میدان بنایا

الی کرسیہ الی ذلك الوادی وقد حف الکرسی بمنابر
من نور یجلس علیھا النبیون وحفت المنابر بکراسی
من ذھب مکللۃ بالجوھر یجلس علیھا الصدیقون
والشھداء ثم جاء اھل الغرف حتی حفوا بالکثیب
فیقول اللہ عزوجل انا الذی صدقتکم وعدی و
اتممت علیکم نعمتی واحللتکم کرامتی ثم یقول
فسلونی فیقولون باجمعھم نسألك الرضا عنا فیقول
رضای عنکم احلکم داری وانیلکم کرامتی ثم
یقول سلونی فیجیدون فیقولون ربنا نسالك الرضا
ثم یقول سلونی فیسالونہ حتی تنتھی امنیۃ کل
عبد منھم ثم یقولون حسبنا ربنا فیفتح لھم لقدر
انصرافھم من یوم الجمعۃ مالاعین رأت ولا
اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر ویرجع اھل
الغرف الی غرفھم وکل غرفۃ من لؤلؤۃ بیضاء
ویاقوتۃ حمراء وزمردۃ خضراء لیس فیھا
فصم ولا وصم مطردۃ فیھا الانھار متدلیۃ
فیھا ثمارھا وفیھا ازواجھا وخدمھا ومساکنھا
فلیسوا الی شیء احوج منھم الی یوم الجمعۃ لیز
دادوا فضلا من ربھم ورضوانا واخبرنا ابونصر
عن والدہ قال حدثنا محمد بن احمد الحافظ
قال حدثنا ابوعلی محمد بن احمد الصواف قال
حدثنا ابوالعباس عبداللہ بن اصغر قال حدثنا
اسحق بن ابراھیم ابوصالح الجزار قال حدثنا
عمرو بن شمس عن سعد بن طریف الاسکاف
عن الاصبغ بن نباتۃ عن علی رضی اللہ عنہ قال قال

ہے پھر جب آخرت کے دنوں میں جمعہ کا دن آتا ہے تو جبار اور بلند و
برکت والا رب عرش و کرسی سے اتر کر اس وادی میں آتا ہے اور جس کرسی
پر اجلاس فرماتا ہے وہ نورانی ممبروں سے گھری ہوئی ہوتی ہے، جن پر
انبیائے کرام رونق افروز ہوتے ہیں اور منبر سونے کی کرسیوں سے گھرے
ہوئے ہوتے ہیں جو جواہرات سے مرصع ہوتی ہیں اور ان پر صدیق و
شہداء جلوہ فرما ہوتے ہیں پھر بالاخانوں والے چاروں طرف ہوتے
ہیں اور ریت کے ٹیلوں سے گھرے ہوئے ہوتے ہیں پھر حق تعالیٰ جل مجدہ
فرماتا ہے کہ میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دیا اور تم پر اپنی
نعمتیں مکمل فرما دیں اور تمہارے لئے اپنی بزرگی حلال کر دی پھر فرماتا
ہے کہ مجھ سے مانگو سب کے سب کہتے ہیں کہ ہماری یہی التجا ہے کہ آپ
ہم سے راضی ہو جائیں فرماتا ہے کہ میری رضا ہی نے تمہیں میرے گھر
میں اتارا ہے اور تمہاری بزرگی کا میں ضامن ہوں پھر فرماتا ہے کہ
مجھ سے مانگو لوگ پھر وہی التجا دہراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے
رب ہم آپکی رضا کے جویاں ہیں پھر فرماتا ہے کہ مجھ سے مانگو بالآخر
لوگ اپنی اپنی مرادیں مانگتے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے ہر بندے کی مراد
ختم ہو جاتی ہے پھر بندے کہتے ہیں بس بس ہمیں اپنا رب کافی ہے
پھر انکے لئے جمعہ کے دن لقدر نماز سے فارغ ہونے کے ایسی ایسی نعمتیں ملتی
ہیں جو نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنیں اور نہ کسی کے دل میں ان کا تصور
آیا اور بالاخانوں والے اپنے اپنے بالاخانہ کی طرف یہ نعمتیں لے کر
لوٹ جاتے ہیں اور ہر بالاخانہ سفید موتی کا، سرخ یاقوت کا اور
سبز زمرد کا ہوتا ہے جسمیں بال تک نہیں ہوتا اور نہ شکست اور ٹوٹ
پھوٹ ہوتی ہے کہ قابل مرمت ہو، ان میں نہریں جاری ہیں اور پھل
لٹکے ہوئے ہیں اور ان میں ان کی بیویاں، خدام اور رہائش گاہیں
ہیں لہٰذا بالاخانوں والے جمعہ سے زیادہ کسی چیز کے مشتاق نہیں ہونگے
تاکہ اپنے پروردگار کے فضل و کرم میں مزید اضافہ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم الجمعۃ
غدا امین اللہ جبریل علیہ السلام الی المسجد
الحرام فرکز لواءہ فیہ وغدا سائر الملائکۃ الی
المساجد التی یجمع فیہا فرکزوا الویتہم ورایاتہم
بابواب المساجد ثم ینشرون قراطیس من فضۃ
واقلاما من ذہب ثم یکتبون الاول فالاول
من بکر الی الجمعۃ فاذا دخل کل مسجد سبعون
ممن بکر الی المسجد طویت القراطیس وکان
اولئک السبعون الذین بکروا الی الجمعۃ کالذین
اختار موسیٰ واختار موسیٰ قومہ سبعین رجلا
والذین اختارہم موسیٰ من قومہ کانوا انبیاء
ثم یتخلل الملائکۃ الصفوف فیتفقدون الرجال
ویقول بعضہم لبعض ما فعل فلان فیقولون مات
فیقولون رحمہ اللہ تعالیٰ فانہ کان صاحب
جمعۃ ویقولون ما فعل فلان فیقولون غائب
فیقولون حفظہ اللہ فانہ کان صاحب جمعۃ
فیقولون ما فعل فلان فیقولون مریض فیقولون
عافاہ اللہ فانہ کان صاحب جمعۃ۔

فصل : وفی یوم الجمعۃ ساعۃ لا یوافقہا
عبد یدعو اللہ تعالیٰ الا استجیبت دعوتہ
اخبرنا ابو نصر عن والدہ باسنادہ عن محمد
بن ابراہیم عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
عنہ قال اتیت الطور فوجدت فیہ کعبا فحدثتہ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحدثنی عن التوراۃ
قال فما اختلفنا فی شیء حتی انتہینا الی حدیث

ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے خبر دی، ان سے حافظ محمد بن احمد نے بیان کیا، ان سے ابو علی محمد بن احمد صواف نے بیان کیا، ان سے ابو العباس عبداللہ بن اصفر نے بیان کیا، ان سے ابو صالح اسحٰق بن ابراہیم جزار نے بیان کیا، ان سے عمر بن شمس نے بیان کیا وہ سعید بن طریق سے وہ اصبغ بن بناتہ سے اور وہ حضرت علی رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جمعہ کے دن حق تعالیٰ کے امین حضرت جبرئیل مسجد حرام میں تشریف لاتے ہیں اور اس میں اپنا جھنڈا گاڑ دیتے ہیں اور باقی تمام فرشتے ان مسجدوں میں چلے جاتے ہیں جن میں جمعہ ہوتا ہے اور مسجدوں کے دروازوں پر اپنے اپنے جھنڈے گاڑ دیتے ہیں پھر چاندی کے کاغذ پھیلا کر سونے کے قلموں سے بالترتیب آنے والوں کو لکھتے ہیں پھر جب ہر مسجد میں صبح صبح آنے والے ستر آدمی لکھ لئے جاتے ہیں تو دفاتر لپیٹ لئے جاتے ہیں اور اول وقت یہ ستر آنیوالے بمنزلہ ان ستر لوگوں کے ہوتے ہیں جن کو حضرت موسیٰ نے اپنی قوم میں سے چن لیا تھا اور حضرت موسیٰ نے جن ستر حضرات کو اپنی قوم سے چنا تھا وہ سب انبیاء تھے پھر فرشتے صفوں میں گھس کر لوگوں کو دیکھتے ہیں (کہ کوئی غیر حاضر تو نہیں) اور کچھ لوگوں کو گم پاتے ہیں اور آپس میں پوچھتے ہیں کہ نہ معلوم فلاں فلاں کیوں نہیں آئے جاننے والے کہتے ہیں فلاں فوت ہو گیا فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا رحم فرمائے وہ صاحب جمعہ تھا یعنی برابر جمعہ میں حاضر رہا کرتا تھا کسی کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ باہر گیا ہوا ہے فرشتے کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ اسکی حفاظت فرمائے کیونکہ وہ جمعہ میں آنیوالوں میں سے تھا کسی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بیمار ہے فرشتے کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ اسے اچھا کر دے وہ جمعہ میں آنیوالوں میں سے ہے۔

جمعہ کی قبولیت والی ساعت جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت آتی ہے کہ اگر اسے کوئی بندہ پالے اور اس میں حق تعالیٰ شانہ سے دعا کرے تو اسکی بالیقین قبول کی جاتی ہے۔ ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے محمد بن ابراہیم سے خبر دی وہ ابو سلمہ سے اور وہ ابو ہریرہ رض سے روایت کرتے

فقلت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجمعۃ
ساعۃ لا یوافقہا مؤمن یصلی فیسأل اللہ تعالیٰ
فیہا خیرا الا اعطاہ ایاہ فقال کعب فی کل سنۃ
قال فقلت بل فی کل جمعۃ کذلک قال صلی اللہ
علیہ وسلم فذہب قلیلا ثم رجع فقال صدقت
واللہ انہا لکما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی کل جمعۃ وانہ لسید الایام واحبہا
الی اللہ تعالیٰ فیہ خلق آدم علیہ السلام وفیہ
اسکن الجنۃ وفیہ اہبط منہا وفیہ تقوم الساعۃ
ما من دابۃ الا وہی مصیخۃ تنتظر ما یکون فی
یوم الجمعۃ الا الثقلین فرجعت فلقیت عبد اللہ
بن سلام رضی اللہ عنہ فحدثتہ بحدیثی وحدیث
کعب قال فقال عبد اللہ رضی اللہ عنہ کذب
کعب ہو کما قال رسول اللہ علیہ وسلم وہو
فی التوراۃ قال فقلت انہ قد رجع فقال عبد اللہ بن
سلام رضی اللہ عنہ انی لاعلم تلک الساعۃ قلت
ای ساعۃ ہی قال آخر ساعۃ من نہار یوم الجمعۃ
قال فقلت وکیف وقد سمعت النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال لا یوافقہا مؤمن یصلی ولات حین
صلاۃ قال اما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول من انتظر صلاۃ فرض فہو فی صلاۃ
قلت بلی قال فہی کذلک وفی لفظ عن محمد بن
سیرین عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجمعۃ ساعۃ لا
یوافقہا عبد مؤمن یسأل اللہ فیہا خیرا الا اعطاہ

ہیں کہ میں طور پر گیا تو میں نے وہاں کعب کو پایا میں نے ان کو نبی صلعم کی حدیثیں
سنائیں اور انہوں نے مجھے تورات کی آیتیں سنائیں - فرماتے ہیں کہ ہم میں ایک
مسئلہ میں بھی اختلاف نہیں پیدا ہوا حتیٰ کہ ہم ایک حدیث پر پہنچے میں نے کہا کہ
رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر اسے کوئی
مومن نماز کی حالت میں پالے اور اللہ تعالیٰ سے اس ساعت میں خیر و فلاح
کی دعا مانگے تو حق تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول فرماتے ہیں کعب بولے کہ یہ
ساعت پورے سال کے کسی ایک جمعہ میں آتی ہے میں نے کہا نہیں بلکہ ہر
جمعہ میں آتی ہے نبی صلعم نے اسی طرح فرمایا ہے، کعب کچھ دیر سوچنے کے بعد کہنے لگے
اللہ کی قسم تم ٹھیک کہتے ہو جس طرح نبی اکرم صلعم نے فرمایا ہے یعنی ہر جمعہ میں ہوتی ہے
واقعی جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کو بہت ہی پیارا ہے حضرت آدمؑ جمعہ ہی کے دن
پیدا کئے گئے، اسی دن جنت میں بسائے گئے اسی دن جنت سے اتارے گئے اور اسی دن
قیامت آئیگی بجز انسانوں اور جنوں کے کوئی جاندار ایسا نہیں جو جمعہ کی شب میں روتا نہ ہو اور جمعہ دن کے ہولناک
حادثہ (قیامت) کا منتظر نہ رہتا ہو پھر میں واپس لوٹ کر عبد اللہ بن سلام
سے ملا اور آپکو اپنی اور کعب کی گفتگو بتائی فرماتے ہیں کہ عبد السلام نے
کہا کہ کعب غلطی پر ہیں تورات میں لکھی یہی ہے کہ وہ ساعت ہر جمعہ میں ہے
جیسا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں نے کہا: کعب نے اپنے قول سے رجوع
کر لیا تھا، عبد اللہ بن سلام بولے کہ مجھے وہ ساعت معلوم ہے میں نے
پوچھا کہ وہ کونسی ساعت ہے؟ فرمایا: وہ جمعہ کے دن کی پچھلی ساعت
ہے فرماتے ہیں میں نے کہا پچھلی ساعت کیسے ہو سکتی ہے حالانکہ میں نے
نبی اکرم صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اگر اسے نماز کی حالت میں کوئی
مومن پالے اور پچھلی ساعت میں تو نماز ہی منع ہے فرمایا کیا تم نے
رسول اللہ صلعم سے یہ نہیں سنا کہ آپ نے فرمایا جو فرض نماز کا انتظار
کرے وہ نماز ہی میں ہے میں نے کہا: کیوں نہیں فرمایا لہٰذا اس حدیث کا
وہی مطلب ہے- ایک لفظ میں محمد بن سیرینؒ ابو ہریرہؓ سے روایت
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دیکھو جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے

اياه وقال بيده يقللها وقد روى عن بعض السلف
انه قال ان لله فضلا من الرزق سوى ارزاق العباد
لا يعطى من ذلك الفضل الا لمن ساله عشية
الخميس ويوم الجمعة واخبرنا ابو نصر عن والده
باسناده عن سعيد ابن راشد عن زيد بن على عن
مرجانة عن فاطمة بنت النبى صلى الله عليه
وسلم رضى الله عنها عن ابيها صلى الله عليه
وسلم قال ان فى الجمعة لساعة لا يوافقها عبد
مسلم يسأل الله فيها خيرا الا اعطاه اياه قلت
يا ابت اية ساعة هى قال صلى الله عليه وسلم اذا
تدلى نصف الشمس للغروب قالت فكانت فاطمة
رضى الله عنها اذا كان يوم الجمعة امرت غلاما
لها يقال له زيد تقول اصعد الى الظراب فاذا تدلى
نصف الشمس للغروب فآذنى واعلمنى فكان
يصعد فاذا كانت تلك الساعة آذنها واعلمها
فتقوم وتدخل المسجد حتى تغرب الشمس وتصلى
وفى حديث كثير بن عبد الله المزنى عن ابيه عن
جده رضى الله عنه قال ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال فى الجمعة ساعة من نهار لا
يسأل الله فيها عبد شيئا الا اعطاه سؤله قيل
له واية ساعة هى يا رسول الله قال صلى الله عليه
وسلم حين تقام الصلاة الى الانصراف منها
قال كثير بن عبد الله المزنى يعنى بذلك رسول الله
صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة۔

واخبرنا ابو نصر عن والده باسناده عن محمد

کہ اگر کوئی مومن بندہ اسے پالے اور اس میں اللہ سے کسی بھلائی کی دعا مانگے
تو حق تعالیٰ ضرور اس کی مراد پوری فرماتے ہیں اور آپ نے اپنے ہاتھ سے
اشارہ کر کے بتایا کہ وہ بہت تھوڑا وقت ہے۔ بعض سلف کا قول ہے
کہ بندوں کے رزق کے علاوہ اللہ کے پاس مزید رزق ہے اور وہ مزید رزق
اسی کو دیا جاتا ہے جو جمعہ کی شب کو اور جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ سے اسے مانگتا ہے

ہمیں ابو النصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے سعید بن راشد سے خبر دی وہ
زید بن علی سے، وہ مرجانہ سے اور وہ حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ سے
روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد صلعم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے
فرمایا: کہ جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر کوئی مسلمان اللہ کا بندہ اسے
پالے اور اللہ تعالیٰ سے اسمیں کسی بھلائی کی دعا مانگے تو حق تعالیٰ اس کی
دعا ضرور قبول فرما کر اس کی مراد پوری کرتے ہیں میں نے پوچھا: ابا جان
وہ کونسی ساعت ہے؟ فرمایا جب سورج آدھا ڈوبنے والا ہوتا ہے
فرماتی ہیں جمعہ کے دن حضرت فاطمہؓ اپنے غلام زیدؓ کو حکم فرمایا کرتی
تھیں کہ ٹیلوں پر چڑھ جا اور جب آدھا سورج ڈوبنے والا ہو تو مجھے
اطلاع دے چنانچہ غلام ٹیلوں پر چڑھ جاتا اور جب سورج ڈوبنے
والا ہوتا تھا تو حضرت فاطمہ کو اطلاع دے دیا کرتا تھا آپ مسجد میں
جاتیں اور اس وقت نماز پڑھتیں۔ کثیر بن عبد اللہ مزنی عبد اللہؓ
اور عبد اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا
کہ جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت آتی ہے کہ اگر اس میں کوئی اللہ کا بندہ اللہ
تعالیٰ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کا سوال ضرور پورا فرماتے ہیں آپ
سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ وہ کونسی ساعت ہے؟ فرمایا جب نماز
کھڑی ہوتی اس وقت سے لے کر نماز سے فارغ ہونے تک۔ کثیر بن عبد اللہ
مزنی فرماتے ہیں کہ اس سے رسول اللہ صلعم کی جمعہ کی نماز مراد ہے۔

ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے محمد بن منکدر سے خبر
دی انہوں نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ سے سنا فرماتے تھے

بن المنکدر قال سمعت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ
عنہما یقول عرض ھذا الدعاء علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال لو دعی بہ علی شیء بین المشرق
والمغرب فی ساعۃ یوم الجمعۃ لاستجیب لصاحبہ
سبحانک لا الہ الا انت یا حنان یا منان یا بدیع
السموات والارض یا ذا الجلال والاکرام وقال
صفوان ابن سلیم بلغنی أن من قال حین یجلس
الامام علی المنبر یوم الجمعۃ لا الہ الا اللہ وحدہ
لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت
وھو علی کل شیء قدیر غفر لہ وقال البراء بن
عازب رضی اللہ عنہما سمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یقول فضل الجمعۃ فی رمضان
علی سائر الایام کفضل رمضان علی سائر
الشھور۔

فصل: فی الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فی یوم الجمعۃ اخبرنا ابو نصر عن والدہ
باسنادہ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا من
الصلاۃ علی یوم الجمعۃ فانہ یوم تضاعف فیہ
الاعمال وسلوا اللہ لی الدرجۃ الوسیلۃ قیل
یا رسول اللہ وما الدرجۃ الوسیلۃ من الجنۃ
قال ھی اعلی درجۃ فی الجنۃ لا ینالھا الا نبی و
ارجوان اکون ھو وعن محمد بن المنکدر عن
جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من قال حین یسمع النداء اللھم

کہ یہ دعا رسول اللہ صلعم پر پیش کی گئی اور فرمایا کہ اگر یہ دعا جمعہ کی
قبولیت والی ساعت میں پڑھ کر مشرق و مغرب کے درمیان والی
جو چیز بھی مانگی جائے تو دعا ضرور قبول کی جائے گی وہ متبرک دعا یہ ہے
سبحانک لا الہ الا انت یا حنان یا منان یا بدیع السموات والارض
یا ذا الجلال والاکرام یعنی اے اللہ تو پاک ہے تیرے سوا کوئی سچا
معبود نہیں اے انتہائی مشفق و مہربان اے بیحد احسان و کرم والے
اے آسمانوں کو اور زمینوں کو ایجاد کرنیوالے اور اے جلال و اکرام والے۔

صفوان بن سُلیم: مجھے خبر ملی ہے کہ اگر کوئی جمعہ کے دن اس
وقت جب امام منبر پر بیٹھے لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک
ولہ الحمد یحیی و یمیت وہو علی کل شیءٍ قدیر پڑھ لے تو اس کے
گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

براءؓ بن عاذب: ۔ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے
تھے کہ رمضان کے جمعہ کی فضیلت تمام دنوں پر اسی طرح ہے جیسے
رمضان کی فضیلت تمام دنوں پر ہے۔

جمعہ کے دن سرکار رسالت پر درود ہمیں ابو نصر نے اپنے
والد سے اپنی اسناد سے حضرت علی رضؓ سے خبر دی کہ رسول اللہ صلعم
نے فرمایا کہ مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ یہ وہ
دن ہے جس میں عملوں کا ثواب دو چند کر دیا جاتا ہے اور میرے
لئے اللہ تعالٰے سے وسیلہ مانگا کرو کہا گیا: یا رسول اللہ! جنت میں
درجۂ وسیلہ کیا ہے؟ فرمایا کہ وسیلہ جنت میں ایک بہت اونچا درجہ
ہے جس کو کوئی نبی ہی حاصل کریگا اور مجھے امید ہے کہ وہ نبی میں ہی ہوں

محمد بن منکدر جابرؓ سے اور وہ رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص اذان سُن کر اللھم رب
ھٰذہ الدعوۃ التامۃ الخ پڑھے تو اس کے لئے قیامت کے دن میری
شفاعت حلال ہو جائے گی (اس دعا کا ترجمہ پڑھئے) اے اللہ

رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلاۃ القائمۃ آت محمد الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ مقاما محمودا الذی وعدتہ حلت لہ الشفاعۃ یوم القیامۃ وعن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اکثروا الصلاۃ علی نبیکم فی اللیلۃ الغراء والیوم الازھر لیلۃ الجمعۃ ویوم الجمعۃ وعن عبد العزیز بن صھیب عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال کنت واقفا بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من صلی علی فی کل جمعۃ ثمانین مرۃ غفر اللہ تعالیٰ لہ ذنوب ثمانین سنۃ قلت یارسول اللہ کیف الصلاۃ علیک قال صلی اللہ علیہ وسلم تقول اللھم صل علی محمد عبدک ورسولک النبی الامی وتعقد واحدۃ وعن مکحول الشامی عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا من الصلاۃ علیّ فی یوم الجمعۃ فان صلاۃ امتی تعرض علیّ فی کل یوم جمعۃ فمن کان اکثرھم علی صلاۃ کان اقربھم منی منزلۃ یوم القیامۃ۔

اے اس مکمل دعوت کے اور قائم رہنے والی نماز کے پروردگار آپ محمد رسول اللہ صلعم کو وسیلہ، فضیلت اور بلند مقام عطا فرمائیں اور آپ انہیں مقام محمود میں بھیجیں جس کا آپ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔ عبد اللہ بن عباسؓ:- میں نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے تم لوگ اپنے نبی پر جگمگاتی رات میں شب جمعہ میں اور شگفتہ دن میں جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو۔ عبد العزیز بن صہیب حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ انسؓ نے کہا: میں رسول اللہ صلعم کے سامنے کھڑا تھا کہ آپ نے فرمایا جو جمعہ کے دن مجھ پر اسّی بار درود بھیجے گا حق تعالیٰ شانہ اس کے ۸۰ سال کے گناہ معاف فرمادیگا میں نے پوچھا: یارسول اللہ آپ پر کن الفاظ میں درود بھیجنا چاہیئے فرمایا اس طرح بھیجو اللھم صل علیٰ محمد عبدک ورسولک النبی الامی۔ یعنی اے اللہ آپ محمدؐ پر جو آپ کے بندے، آپ کے رسول اور امی نبی ہیں اپنی رحمتیں بھیجیں: اور ایک ایک گنتے رہو۔

مکحول شامی ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کیونکہ مجھ پر میری امت کے درود ہر جمعہ کو پیش کیۓ جاتے ہیں بنا بریں مجھ پر کثرت سے درود بھیجنے والے قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب ہوں گے۔

★

فصل: فیما یستحب ان یقرأ فی صلاۃ الصبح یوم الجمعۃ اخبرنا ابو نصر عن والدہ باسنادہ عن ابی الاحوص عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقراء یوم الجمعۃ الم السجدۃ وھل أتی وروی عنہ

جمعہ کے وظائف | جمعہ کے دن صبح کے فرضوں میں مخصوص سورتوں کا پڑھنا مستحب ہے۔ ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے ابو الاحوص سے اور انھوں نے عبد اللہؓ سے خبر دی کہ نبی صلعم جمعہ کے دن صبح کے فرضوں میں (پہلی رکعت میں) آلم السجدہ اور (دوسری میں) ھل اتاک پڑھا کرتے تھے۔ نبی اکرم صلعم سے منقول ہے کہ آپ

صلى الله عليه وسلم انه كان يقرأ في المغرب بقل
يا ايها الكافرون وقل هو الله احد وفي العشاء بسورة
الجمعة والمنافقين وقيل انه صلى الله عليه وسلم
كان يقرأ ذلك في صلاة الجمعة وعن الحسن عن
ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم من قرأ ليلة الجمعة سورة يٰس
وحم الدخان اصبح مغفورا له وقيل ان من
قرأ سورة الكهف في يوم الجمعة كان كمن
تصدق بعشرة آلاف دينار ويستحب أن
يصلي ليلة الجمعة ويوم الجمعة ركعات بأربع
سور سورة الانعام وسورة الكهف و
سورة طه وسورة الملك فان لم يحسن القرآن
قرأ جميع ما يحسن منه فذلك له ختمة فقد
قيل ختمه من حيث علمه وان كان يحسن
القرآن يستحب له ان يختم في يوم الجمعة فان
لم يقدر يشفع اليه ليلة الجمعة فان جعل آخر
ختمته في ركعتي المغرب اوركعتي الفجر كان
احسن وكذلك ان جعل ختمته بين الاذان
والاقامة يوم الجمعة كان فيه فضل كبير وإن
قرأ الف مرة قل هو الله احد يوم الجمعة في
عشر ركعات او عشرين او في غير صلاة كان
افضل من ختمة القرآن ويستحب الصلاة على
النبي صلى الله عليه وسلم الف مرة يوم الجمعة
وكذلك التسبيح الف مرة وهي الكلمات الأربع
التي تقدمت سبحان الله والحمد لله ولا اله الا

مغرب میں قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد اور عشاء میں
سورہ جمعہ اور سورہ منافقین پڑھا کرتے تھے۔

کہا گیا ہے کہ رحمت عالم صلعم یہی سورتیں جمعہ کی نماز میں
پڑھا کرتے تھے۔

حسن ابوہریرہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو جمعہ کی شب کو سورہ یٰسین اور حٰم الدخان
پڑھ لیگا بخش دیا جائے گا۔

کہا جاتا ہے جو جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھ لے گویا اس نے دس ہزار
دینار اللہ کی راہ میں خیرات کئے جمعہ کی رات کو اور دن میں چار
رکعت نماز چار سورتوں (سورہ انعام، سورہ کہف، سورہ طٰہٰ
اور سورہ ملک) کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے لیکن اگر قرآن پاک اچھی
طرح یاد نہ ہو تو جہاں سے قرآن پاک اچھی طرح یاد ہو وہ پڑھ لے
اس طرح گویا اس نے ایک قرآن ختم کر لیا یعنی علم کے اعتبار سے
قرآن ختم کر لیا اور اگر حافظ قرآن ہے اور قرآن پاک اچھی طرح
جانتا ہے تو جمعہ کے دن ایک قرآن کا ختم کرنا مستحب ہے اگر جمعہ کے
دن ختم قرآن پر قادر نہ ہو تو جمعہ کی شب کو بھی ملا لے اگر مغرب کی
یا فجر کی رکعتوں میں ختم قرآن کا پچھلا حصہ پڑھ لے تو بہت ہی اچھا
ہے اسی طرح اگر جمعہ کے دن اذان و تکبیر کے درمیان ختم کیا جائے
تو اس میں زبردست فضیلت ہے اگر دس یا بیس یا زیادہ
رکعتوں میں جمعہ کے دن سورہ اخلاص ایک ہزار بار پڑھ لے
تو یہ ختم قرآن سے بھی افضل ہے۔

جمعہ کے دن نبی اکرم صلعم پر ایک ہزار بار درود بھیجنا
مستحب ہے اسی طرح ایک ہزار بار تسبیح پڑھنا مستحب ہے
تسبیح ان چار کلموں کو کہتے ہیں سبحان اللہ، والحمد للہ،
ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ان کلموں کا بیان اوپر گزر

الله، والله اکبر۔

فصل: فی تسمیته بیوم الجمعة اخبرنا ابو نصر عن والده باسناده عن سلمان رضی الله عنه قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم اتدری لم سمی یوم الجمعة قلت لا قال لان فیه جمع ابوکم آدم ثم قال لا یتطهر رجل یوم الجمعة فیتوضأ ویحسن وضوءه ثم یأتی الجمعة الا کفرله ما بینها وبین الجمعة الأخری ما اجتنب الکبائر وقال بعضهم هو من الاجتماع وهو اجتماع قالب آدم وروحه بعد ان کان ملقی اربعین سنة وقال آخرون لاجتماع آدم وحواء بعد الفرقة الطویلة وقیل انما سمی بذلك لاجتماع اهل البلد والرساتیق فیه وقیل لانه تقوم فیه القیامة وهو یوم الجمع قال الله عزوجل یوم یجمعکم لیوم الجمع

فصل: وجمیع ما ذکرناه من صیام الاشهر والاضحیة والعبادات من الصلاة والاذکار وغیر ذلك وما سنذکر ان شاء الله تعالیٰ لا یقبل الا بعد التوبة وطهارة القلب واخلاص العمل لله تعالیٰ وترك الریاء والسمعة اما التوبة فقد تقدم بیانها ونزید علیه بان الله یحب التوابین ویحب کل قلب طاهر من الذنوب فقال عزوجل ان الله یحب التوابین ویحب المتطهرین قال عطاء ومقاتل والکلبی رحمهم الله ان الله یحب التوابین من الذنوب

چکا ہے۔

جمعہ کو جمعہ کیوں کہا جاتا ہے ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے سلمانؓ سے خبر دی کہ سلمان کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھ سے رحمت عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: جمعہ کی وجہ تسمیہ جانتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، فرمایا لیکن میں کہتا ہوں کہ جو شخص جمعہ کے دن نہاتا ہے پھر اچھی طرح سے پورا پورا وضو کرتا ہے پھر جمعہ کی نماز میں شامل ہوتا ہے تو یقیناً یہ جمعہ اس کے گناہوں کے لئے جو اس جمعہ سے لیکر دوسرے جمعہ کے درمیان سرزد ہو چکے ہیں کفارہ بن جاتا ہے۔ بشرطیکہ بڑے بڑے گناہوں سے بچتا رہے۔ بعض کے نزدیک جمعہ اجتماع سے بنا ہے یعنی اس دن حضرت آدمؑ کے جسم سے جو چالیس سال بلا روح کے پڑا رہا روح کا اجتماع ہوا۔ بعض کے نزدیک جمعہ کو جمعہ اسلئے کہا جاتا ہے کہ اس دن حضرت آدم حضرت حوّا کا ایک لمبی جدائی کے بعد اجتماع ہوا یا اسلئے کہا جاتا ہے کہ جمعہ کی نماز میں شہری اور دیہاتی سب جمع ہوتے ہیں یا اسلئے کہ اس دن قیامت آئیگی اور اگلے پچھلے جمع ہونگے قیامت کا ایک نام یوم الجمع بھی ہے فرمایا وہ دن یاد کرو جب اللہ تعالےٰ تم کو جمع کے دن جمع فرمائے گا۔

توبہ ہم نے اب تک جتنی عبادتیں بیان کی ہیں (جیسے ہر ماہ کے روزے قربانیاں، نماز و روزہ وغیرہ اور اذکار وغیرہ) اور جن کو آئندہ بیان کرنے والے ہیں یہ تمام عبادتیں پر خلوص توبہ کے، تطہیر قلب کے اعمال میں اخلاص کے اور نام و نمود، ریاکاری اور شہر کو چھوڑنے کے بعد ہی درجہ قبولیت حاصل کرتی ہیں۔ توبہ پر ہم اوپر روشنی ڈال آئے ہیں اور اس جگہ بھی قدرے روشنی ڈالے دیتے ہیں دیکھیئے حق تعالیٰ جل مجدہ توبہ کرنیوالوں کو چاہتا ہے اور اسی دل سے محبت کرتا ہے جو گناہوں سے پاک وصاف ہو، چنانچہ فرمایا کہ یقین مانو کہ اللہ کو توبہ کرنیوالوں سے اور پاک دلوں والوں سے محبت ہے۔ عطاء، مقاتل اور کلبی: یعنی اللہ تعالیٰ گناہوں سے توبہ کرنیوالوں کو اور حدث، حیض، جنابت اور

والمتطهرين بالماء من الاحداث والمحيض والجنابات
والنجاسات بيانه قصة اهل قباء حيث ذكرهم الله
عزوجل بقوله تعالىٰ فيه رجال يحبون ان
يتطهروا سألهم النبي صلى الله عليه وسلم عما
يعملون فقالوا نتبع الماء الاحجار في الاستنجاء
وقال مجاهد رحمه الله يحب التوابين من الذنوب
والمتطهرين عن ادبار النساء ان ياتوها من أتى
امرأة في دبرها فليس من المتطهرين فان دبر
المرأة مثله من الرجل وقيل التوابين من الذنوب
والمتطهرين من الشرك روى عن ابي المنهال رحمه الله
انه قال كنت عند ابي العالية نتوضا وضوءا
حسنا فقلت ان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين
فقال الطهور رممه ان الطهور حسن ولكنهم
المتطهرون من الذنوب وعن سعيد بن جبير
رحمه الله قال ان الله تعالىٰ يحب التوابين
من الشرك والمتطهرين من الذنوب وقيل
التوابين من الكفر والمتطهرين بالايمان
وقيل التوابين من الذنوب لا يعودون فيها
والمتطهرين منها لم يصيبوها وقيل التوابين
من الكبائر والمتطهرين من الصغائر وقيل التوابين
من الافعال والمتطهرين من الاقوال وقيل
التوابين من الاقوال والافعال والمتطهرين من
العقود والاضمار وقيل التوابين من الآثام
والمتطهرين من الاجرام وقيل التوابين من
الجرائر والمتطهرين من خبث السرائر وقيل

نجاست سے پانی کے ذریعہ پاک ہونیوالوں کو پسند فرماتا ہے اور ان سے محبت
کرتا ہے قباء والوں کے واقعہ سے اس کی تائید ہوتی ہے حق تعالیٰ نے قباء
والوں کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ اس میں ایسے لوگ ہیں جو انتہائی
پاکی پسند کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلعم نے ان سے پوچھا کہ تم کیا کرتے ہو؟
بولے پتھروں سے استنجاء کرکے پانی سے استنجاء کر لیتے ہیں۔

مجاہدؒ: یعنی وہ گناہوں سے پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے اور انہیں
کبھی جو عورتوں کی دبر سے پاک رہتے ہیں یعنی ان میں نہیں آتے کیونکہ جو
عورت کی دبر میں صحبت کرے وہ پاک رہنے والوں میں سے نہیں کیونکہ
عورت کی دبر مرد کی دبر کی طرح گندی ہے اور گندی جگہ کو گندے ہی
استعمال کرتے ہیں۔ بعض کے نزدیک گناہوں سے توبہ کرنیوالے اور
شرک سے پاک و محفوظ رہنے والے مراد ہیں۔

ابوالمنہال:- میں ابوالعالیہ کے پاس تھا انہوں نے اچھی طرح سے وضو
کیا میں نے یہی آیت پڑھ دی فرمایا وضو کونسی بڑی بات ہے بس اتنا ہی
تو ہے کہ وضو اچھا ہے اس آیت میں گناہوں سے پاک رہنے والے مراد ہیں

سعیدؒ بن جبیر:- حق تعالیٰ شرک سے توبہ کرنیوالوں کو اور گناہوں
سے پاک رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ بعض کے نزدیک کفر سے
توبہ کرنیوالے اور ایمان سے پاکی حاصل کرنیوالے مراد ہیں۔ بعض کے نزدیک
تواب وہ ہیں جو گناہوں سے توبہ کرلیں اور آئندہ گناہ نہ کریں اور متطہر
وہ ہیں جو گناہوں سے پاک رہیں اور ان میں نہ لتھڑیں۔ بعض بڑے گناہوں
سے پاک رہنے والے مراد ہیں بعض کے نزدیک افعال سے توبہ کرنیوالے
اور اقوال سے پاک رہنے والے مراد ہیں بعض کے نزدیک افعالُ اقوال
سے توبہ کرنے والے اور بد عقائد و اوہام سے پاک رہنے والے مراد ہیں
بعض کے نزدیک گناہوں سے توبہ کرنیوالے اور جرائم سے پاک رہنے
والے مراد ہیں بعض کے نزدیک گناہوں سے توبہ کرنیوالے اور دلوں
کی گندگی سے پاک رہنے والے مراد ہیں بعض کے نزدیک گناہوں سے

التوابین من الذنوب والمتطهرین من العیوب و
قیل التواب الذی کلما اذنب تاب قال اللہ عزو
جل فانہ کان للاوابین غفورا وعن محمد بن
المنکدر عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر رجل
ممن کان قبلکم بجمجمۃ فنظر الیہا فقال
ای رب انت انت وانا انا انت العواد بالمغفرۃ
وانا العواد بالذنوب ثم خر ساجدا فقیل لہ
ارفع رأسك فانا العواد بالمغفرۃ وانت العواد
بالذنوب فرفع راسہ فغفر لہ۔

واما الاخلاص فقد قال عز وجل
وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ
الدین وقال جل وعلا الا للہ الدین الخالص
وقال تعالی لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا
ولکن ینالہ التقوی منکم وقال جل جلالہ
لنا اعمالنا ولکم اعمالکم ونحن لہ مخلصون
اختلف الناس فی معنی الاخلاص قال الحسن
رحمہ اللہ سألت حذیفۃ رضی اللہ عنہ
عن الاخلاص ما ہو قال سألت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم عن الاخلاص ما ہو قال صلی اللہ
علیہ وسلم سألت جبریل علیہ السلام عن
الاخلاص ما ہو قال سألت رب العزۃ جل
وعلا عن الاخلاص ما ہو فقال سبحانہ و
تعالی ہو سر من سری استودعہ قلب من احببت
من عبادی وعن ابی ادریس الخولانی رحمہ اللہ

توبہ کرنے والے اور عیبوں سے پاک رہنے والے مراد ہیں۔ بعض کے
نزدیک توّاب وہ ہے کہ جب کبھی گناہ کر بیٹھتا ہے تو توبہ کر لیتا ہے
حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے فرمایا: دیکھو حق تعالےٰ کثرت سے گناہوں
سے توبہ کرنے والوں کو بخش دیتا ہے۔

محمد بن منکدر جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلعم نے فرمایا کہ تم سے پہلوں میں سے ایک شخص ایک کھوپری کے
پاس سے گزرا اور اُس نے اسے دیکھ کر کہا اے رب تو تو ہے اور میں میں
ہوں تو مغفرت کا عادی ہے اور میں گناہوں کا پھر وہ سجدے
میں گر گیا پھر اس سے کہا گیا کہ اپنا سر اٹھا کیونکہ میں مغفرت کا عادی
ہوں اور تو گناہوں کا۔ چنانچہ اس نے اپنا سر اٹھایا اور اسے بخش دیا گیا۔

اخلاص فرمایا انہیں یہی حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ ہی کی عبادت کریں
اور اسی کے لئے عبادت خالص کر لیں۔ فرمایا اللہ کو قربانیوں کا
گوشت اور خون نہیں پہنچتا ہاں اسے تقوےٰ پہنچتا ہے، فرمایا: کان
کھول کر سن لو کہ عبادت اللہ ہی کے لئے ہے، فرمایا ہمارے لئے ہمارے
عمل ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اور ہم اسی کے مخلص بندے ہیں
اخلاص کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے۔ حسنؒ: میں نے حذیفہ سے
اخلاص کے بارے میں پوچھا کہ اخلاص کیا ہے؟ فرمایا کہ میں نے بھی نبی صلعم
سے اخلاص کے بارے میں پوچھا تھا کہ اخلاص کیا ہے؟ آپ نے فرمایا
کہ میں نے بھی حضرت جبرئیل سے اخلاص کے بارے میں پوچھا تھا کہ
اخلاص کیا ہے؟ فرمایا کہ میں نے بھی حق تعالےٰ سے اخلاص کے
بارے میں پوچھا تھا کہ اخلاص کیا ہے؟ فرمایا اخلاص میرا ایک
راز ہے میں اخلاص اپنے ان بندوں کے دلوں میں ودیعت فرما دیتا
ہوں جن سے مجھے محبت ہوتی ہے۔

ابو ادریس خولانیؒ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا: ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے اور کوئی بندہ اخلاص

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لكل
حق حقيقة وما يبلغ عبد حقيقة الاخلاص حتى
لا يحب ان يحمد على شیء من عمل عمله لله عزو
جل وقال سعيد بن جبير رحمه الله الاخلاص
ان يخلص العبد دينه لله وعمله لله تعالىٰ ولا
يشرك به فی دينه ولا يرائی بعمله احدا وقال
الفضيل رحمه الله تعالىٰ ترك العمل من اجل الناس
رياء والعمل من اجل الناس شرك والاخلاص
هو الخوف من ان يعاقبك الله تعالىٰ عليهما وقال
يحيىٰ بن معاذ رحمه الله الاخلاص تميز العمل
من العيوب كتمييز اللبن من الفرث والدم وقال
ابو الحسين البوشنجی رحمه الله هو ما لا يكتبه
الملكان ولا يفسده الشيطان ولا يطلع عليه
الانسان وقال رويم رحمه الله هو ارتفاع
رؤيتك من الفعل وقيل هو ما يراد به الحق و
يقصد به الصدق وقيل هو ما لا تشوبه الآفات
ولا يتبعه رخص التاويلات وقيل هو ما استتر
عن الخلائق واستصفى من العلائق وقال حذيفة
المرعشی هو ان تستوی افعال العبد فی الظاهر
والباطن وقال ابو يعقوب المكفوف هو ان يكتم
حسناته كما يكتم سيئاته وقال سهل بن
عبد الله هو الافلاس عن انس بن مالك رضی الله
عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ثلاث لا يغل عليهن قلب مسلم اخلاص العمل
لله ومناصحة ولاة الامر ولزوم جماعة المسلمين

کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ یہ بات پسند نہ کرے کہ اس کی
اس کے ذاتی عملوں پر تعریف کی جائے جو اس نے اللہ کی رضا کے لئے
کئے ہیں۔

سعید بن جبیرؒ: اخلاص یہ ہے کہ بندہ اپنی عبادت اور عمل خالص
اللہ ہی کے لئے انجام دے اور اللہ کی عبادت میں کسی غیر کو شریک نہ
نہ کرے اور نہ کسی کو دکھانے کے لئے عمل کرے۔

فضیل بن عیاض: لوگوں کی وجہ سے عمل کا چھوڑنا ریا ہے اور لوگوں
کی وجہ سے عمل کرنا شرک ہے اور اخلاص یہ ہے کہ عمل و ترک عمل کے
وقت اللہ کے عذاب کا ڈر پیش نظر رکھا جائے۔

یحییٰ بن معاذ:۔ اخلاص عملوں کو عیبوں سے علیحدہ کرنا ہے
جیسے دودھ گوبر اور خون سے علیحدہ ہوتا ہے۔

ابو الحسین بوشنجی:۔ اخلاص وہ ہے جسے نہ کراماً کاتبین لکھتے ہیں
اور نہ شیطان اسے خراب کر سکتا ہے۔ اور نہ انسان اس سے آگاہ ہوتا ہے

رُدَیم:۔ اخلاص یہ ہے کہ تم اپنے عملوں کی طرف نہ دیکھو۔

بعض علماء:۔ اخلاص وہ عمل ہے جس سے حق و صداقت مقصود ہو

بعض علماء:۔ اخلاص وہ ہے جس میں آفتوں کا گزر نہیں
اور تاویلات کو دخل نہیں۔ بعض علماء:۔ اخلاص مخلوق سے
پوشیدہ رہتا ہے اور آلائشوں سے محفوظ رہتا ہے۔

حذیفہ مرعشی:۔ اخلاص یہ ہے کہ تمہارا ظاہر و باطن ایک ہو۔

ابو یعقوب مکفوف (نابینا) اخلاص یہ ہے کہ انسان نیکیوں کو
اس طرح چھپائے جس طرح برائیوں کو چھپاتا ہے۔

سہل بن عبد اللہ تستری: اخلاص افلاس ہے یعنی انسان اپنے
عمل کالعدم سمجھے۔ انسؓ بن مالک: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تین
چیزیں ایسی ہیں جن پر کسی مسلمان کا دل خیانت نہ کرے: اللہ کے لئے
خالص عمل، امراء اور حکام کی خیر خواہی اور مسلمانوں کی جماعت سے چمٹ جانا

وقيل الاخلاص افراد الحق فى الطاعة بالقصد
وهو ارادة العبد بطاعته القرب الى مولاه
دون احد من خلقه فلا يتصنع للخلق ولا
يكتسب منهم الحمد ولا يستجلب منهم الحب
ولا يدفع بها عن نفسه اللوم والذم وقيل الاخلاص
تصفية الفعل عن ملاحظة المخلوقين قال
ذو النون المصرى رحمه الله الاخلاص لا يتم
الا بالصدق فيه والصبر عليه والصدق لا يتم
الا بالاخلاص فيه والمداومة عليه وقال
ابو يعقوب السوسى متى شهدوا فى اخلاصهم
اخلاصا احتاج اخلاصهم الى اخلاص وقال
ذو النون رحمه الله ثلاث من علامات الاخلاص
استواء المدح والذم من العامة ونسيان
رؤية الاعمال واقتضاء ثواب العمل فى الآخرة
وقال ايضا رحمه الله الاخلاص ما حفظ من
العدو ان يفسده وقال ابو عثمان المغربى رحمه الله
الاخلاص ما لا يكون للنفس فيه حظ بحال
وهو اخلاص العوام واما اخلاص الخواص
فهو ما يجرى عليهم لا بهم فتبدو عنهم
الطاعات وهم عنها بمعزل ولا يقع عليهم
رؤية بها اعتداد فذلك اخلاص الخواص
وقال ابو بكر الدقاق رحمه الله نقصان كل
مخلص فى اخلاصه رؤية اخلاصه فاذا اراد
الله تعالى ان يخلص اخلاصه يسقط عن اخلاصه
رؤية اخلاصه فيكون مخلصا لا مخلصا

بعض علماء: اخلاص یہ ہے کہ قصد و ارادے کے ساتھ فرمانبرداری میں
حق تعالیٰ کو منفرد تسلیم کرنا اور اس کے حکم کے آگے کسی کا حکم نہ ماننا۔ قصد یہ
ہے کہ بندہ اپنی اطاعت سے اپنے آقا کے قرب کا ارادہ کرے مخلوق میں سے
کسی کے قرب کا نہیں لہٰذا غیر اللہ کے لئے عمل نہ کرے اور نہ ان سے
اپنی تعریف کی توقع رکھے اور نہ یہ لالچ رکھے کہ ان کو مجھ سے محبت ہو
جائے اور نہ یہ طمع رکھے کہ اس عبادت کی وجہ سے مجھ سے ملامت و
مذمت دور ہو جائے گی۔ بعض علماء: اخلاص مخلوق کو دکھانے سے
اپنے عملوں کو پاک کرنا ہے۔ ذوالنونؒ مصری: اخلاص اسی وقت
پورا ہوتا ہے جب بندہ اسمیں سچا ہو اور اس پر جما رہے اور اخلاص
پر صبر و صدق کی ہمیشگی چاہتا ہے۔ ابو یعقوب سوسی: جب لوگ
اخلاص کو اخلاص سمجھنے لگیں تو ان کے اخلاص کو اخلاص کی ضرورت
ہے۔ ذوالنونؒ مصری: اخلاص کی تین نشانیاں ہیں مخلص کے نزدیک
عوام کی ستائش و خدمت یکساں ہو، عمل کر کے انہیں بھول جائے اور
آخرت میں اپنے عملوں کے ثواب کی امید رکھے۔ صاحب موصوف نے
فرمایا کہ اخلاص وہی ہے جسے دشمن خراب کرنے پر قادر نہ ہو۔

ابو عثمان مغربی: اخلاص میں نفس کو لذت کسی حال میں نصیب نہیں
ہوتی یہ عوام کا اخلاص ہے اور خواص کا اخلاص یہ ہے کہ وہ عبادتیں
کر کے انہیں نظر انداز کر دیتے ہیں اور ان کی طرف دیکھتے نہیں بلکہ انہیں
ہیچ سمجھتے ہیں۔

ابو بکر دقاق: ہر مخلص کے اخلاص میں کمی اخلاص کی طرف دیکھنے
سے آتی ہے پھر جب حق تعالیٰ کسی کے اخلاص کو خالص کرنا چاہتا ہے
تو اس کی توجہ ذاتی اخلاص کی طرف دیکھنے سے ہٹا دیتا ہے لہٰذا
وہ مخلَص ہو جاتا ہے، اور مخلِص نہیں رہتا۔

سہل: ریا کو مخلص ہی پہچانتا ہے۔ ابو سعید خراز: عرفاء کی
ریا مریدوں کے اخلاص سے افضل ہے۔

وقال سهل رحمه الله لا يعرف الرياء الا مخلص
وقال ابو سعيد الخرّاز رحمه الله رياء العارفين
افضل من اخلاص المريدين وقال ابو عثمان رحمه
الله الاخلاص نسيان رؤية الخلق بدوام النظر
الى الخالق وقيل الاخلاص ما اريد به الحق و
قصد به الصدق وقيل هو الاغماض عن رؤية
الاعمال وقال سرى السقطى رحمه الله من تزين
للناس بما ليس فيه سقط من عين الله تعالیٰ و
قال الجنيد رحمه الله الاخلاص سر بين الله
تعالیٰ وبين العبد لا يعلمه ملك فيكتبه ولا
شيطان فيفسده ولا هوى يميله وقال رويم
رحمه الله الاخلاص فى العمل هو الذى لا يريد
صاحبه عليه عوضا فى الدارين ولا حظا
من الملكين وسئل ابن عبد الله رحمه الله
أىّ شى اشد النفس فقال الاخلاص لانه ليس
لها منه نصيب وقيل هو أن لا يشهد على
عملك احد غير الله عز وجل وقال بعضهم
دخلت على سهل بن عبد الله رحمه الله
يوم جمعة قبل الصلاة فرأيت فى البيت حية
فجعلت اقدم رجلا وأؤخر رجلا اخرى
فقال ادخل لا يبلغ احد حقيقة الايمان
وعلى وجه الارض شىء يخافه ثم قال هل
لك فى صلاة الجمعة فقلت بيننا وبين المسجد
مسيرة يوم وليلة فأخذ بيدى فما كان الا
قليلا حتى رأيت المسجد فدخلنا وصلينا

ابو عثمانؒ: اخلاص یہ ہے کہ مخلوق خالق کی دائمی نگاہِ کرم کی وجہ سے اپنے عملوں کو بھول جائے۔ بعض علماء: اخلاص وہ ہے جس سے حق و صدق مقصود ہو۔ بعض علماء: اخلاص اعمال کی طرف دیکھنے سے چشم پوشی کرنا ہے۔ سری سقطیؒ: جو دکھاوے کی غرض سے کسی ایسی چیز کا اظہار کرے جو اس میں نہیں پائی جاتی وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے گر جاتا ہے۔

جنید:۔ اخلاص اللہ تعالیٰ کے اور بندے کے درمیان ایک ایسا راز ہے جسے نہ فرشتہ جانتا ہے کہ لکھ لے اور نہ شیطان جانتا ہے کہ اس کو بگاڑ دے اور نہ ہوائے نفسانی اسے ہٹا سکتی ہے۔

رُوَیمؒ: عمل میں اخلاص یہ ہے کہ صاحب عمل اپنے عمل پر دنیا اور آخرت میں عوض نہ چاہے اور نہ اس میں کراماً کاتبین کا حصّہ ہے۔ ابن عبداللہ سے پوچھا گیا کہ نفس پر کونسی چیز انتہائی بھاری ہے؟ فرمایا: اخلاص، کیونکہ اس میں نفس کا کچھ حصہ نہیں۔ بعض علماء: اگر کسی کے عملوں کی بجز اللہ کے کسی اور کو خبر نہ ہو تو یہی اخلاص ہے۔ بعض علماء: ایک دفعہ میں جمعہ کے دن نماز سے پہلے سہل بن عبداللہ سے ملاقات کے لئے گیا میں نے آپ کے گھر میں ایک سانپ دیکھا سانپ دیکھ کر میں کبھی قدم آگے بڑھاتا تھا اور کبھی پیچھے ہٹا لیتا تھا آپ نے فرمایا اندر آجاؤ انسان ایمان کی حقیقت کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک روئے زمین کی ہر مخلوق کا ڈر اس کے دل سے نہیں نکل جاتا یعنی حقیقی مومن دنیا کی کسی چیز سے نہیں ڈرا کرتا۔ ڈرتا نہیں دنیا میں مسلمان کسی سے ؛ مل جاتی ہے جب دولت ایمان نبی سے
پھر فرمایا کیا جمعہ کی نماز میں جانے کی خواہش ہے؟ میں نے کہا ہمارے اور مسجد کے درمیان ایک دن رات کی مسافت ہے پھر آپ نے میرے دونوں ہاتھ پکڑ لئے تھوڑی سی دیر کے بعد ہم نے اپنے کو مسجد کے پاس دیکھا ہم نے مسجد میں جا کر جمعہ کی نماز پڑھی پھر ہم باہر آئے آپ کھڑے ہو کر مسجد سے باہر آنیوالے لوگوں کو دیکھنے لگے پھر فرمانے لگے کہ لا الٰہ الا اللہ والے تو بہت ہیں لیکن ان میں اللہ کے مخلص بندے تھوڑے ہیں

الجمعۃ ثم خرجنا فوقف ینظر الی الناس وھم یخرجون فقال اھل لا الٰہ الا اللّٰہ کثیر ولکن المخلصون منھم قلیل کنت مع ابراھیم الخواص رحمہ اللّٰہ فی سفر فجئنا الی موضع فیہ حیات کثیرۃ فوضع رکوتہ وجلس وجلست فلما کان برد اللیل وبرد الھواء خرجت الحیات فصحت بالشیخ فقال اذکر اللّٰہ تعالیٰ فذکرت فرجعت ثم عادت فصحت بہ فقال مثل ذلک فلم ازل الی الصباح فی مثل تلک الحالۃ فلما اصبحنا قام ومشی ومشیت معہ فسقطت من وطائہ حیۃ عظیمۃ قد تطوقت فقلت ما احسست بھا فقال لا منذ زمان ما بت لیلۃ اطیب من البارحۃ وقال ابوعثمان رحمہ اللّٰہ تعالیٰ من لم یذق وحشۃ الغفلۃ لم یجد طعم انس الذکر۔

ہیں، ایک دفعہ میں ایک سفر میں ابراہیم خواص کے ساتھ تھا، ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں کثرت سے سانپ تھے آپ اپنی ڈولچی زمین پر رکھ کر بیٹھ گئے میں بھی بیٹھ گیا پھر جب رات میں ٹھنڈ ہو گئی اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی تو سانپ نکلنے لگے میں نے شیخ کو آواز دی فرمایا ذکر اللہ میں لگے رہو میں نے ذکر اللہ شروع کر دیا سانپ چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد سانپ پھر آنے لگے پھر میں نے شیخ کو آواز دی فرمایا اللہ کے ذکر میں لگے رہو الغرض رات بھر صبح تک یہی حال رہا صبح کو شیخ کھڑے ہو کر چلنے لگے میں بھی ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا کہ اتنے میں آپکے بستر سے ایک طوقدار بڑا سانپ گرا میں نے پوچھا کیا آپ کو بستر میں یہ سانپ معلوم نہیں ہوا؟ فرمایا نہیں، مجھے ایک زمانہ سے ایسی لذیذ نیند نہیں آئی تھی جیسے اس رات میں آئی تھی۔

ابوعثمانؒ: جس نے غفلت کی وحشت کا ذائقہ نہیں چکھا اس نے ذکر کی لذت وانسیت کا مزہ نہیں پایا۔

فصل: وینبغی لکل متعبد وعارف ان یحذر فی جمیع احوالہ من الریاء ورؤیۃ الخلق والعجب فان النفس خبیثۃ وھی منشاء الاھویۃ المضلۃ والشہوات المردیۃ واللذات الحائلۃ بین العبد وبین الحق عزوجل لا طریق الی الامن من غوائلھا مادام الروح فی جسد ابن آدم وان بلغ العبد الی حالۃ البدلیۃ والصدیقیۃ وان کانت ھذہ الحالۃ اسلم من الابتداء وآمن من شرھا ودواھیھا والخیر اغلب والنور اکثر والھدایۃ متحققۃ بسبیل اللّٰہ والتوفیق شامل والحفظ موجود غیر ان العصمۃ لیست لنا انما ذلک

تطہیر قلب ہر عبادت گزار و عارف کے لئے ضروری ہے کہ اپنے تمام احوال میں ریاکاری سے، غرور سے اور دنیا کی طرف دیکھنے سے پرہیز کرے کیونکہ نفس گندا ہے اور گمراہ کن خواہشات کا، ہلاک کر دینے والی شہوتوں کا اور ایسی لذتوں کا جو بندے اور حق تعالیٰ میں حائل ہیں، منشاء ہے اور جب تک جسم میں روح ہے انسان کے پاس نفس کی ہلاکت کر دینے والی آفتوں سے محفوظ رہنے کی کوئی راہ نہیں اگرچہ وہ درجۂ ابدال وصدیقین تک پہنچ جائے اگرچہ یہ حالت نسبت ابتدائی حالت کے سلامتی والی ہے اور نفس کی برائیوں اور مضرات سے محفوظ ہے اور اس حالت میں خیر کا غلبہ ہے، نور کی کثرت ہے، ہدایت موجود ہے، توفیق شامل حال ہے اور حق تعالیٰ کی حفاظت ثابت ہے تاہم ہمارے لئے عصمت کی ضمانت نہیں عصمت تو انبیائے کرام

مختص بالأنبياء عليهم السلام لم يقع الفرق
بين النبوة والولاية وقد توعد الله عزوجل
اهل الرياء والسمعة ونبه على شؤم النفس و
غوائلها ونهى عن اتباعها وأمر بمخالفتها
فى القرآن تارة وفيما نطق به رسول الله صلى الله
عليه وسلم من الاخبار والسنة اخرى من ذلك
قال الله عزوجل فويل للمصلين الذين هم
عن صلاتهم ساهون الذين هم يراءون
ويمنعون الماعون وقال جل وعلا يقولون
بافواههم ماليس فى قلوبهم والله اعلم
بما يكتمون وقال تعالى واذا قاموا الى الصلوٰة
قاموا كسالى يراءون الناس ولا يذكرون
الله الا قليلا مذبذبين بين ذلك لا الى هولاء
ولا الى هولاء وقال تعالى ان كثيرا من الاحبار
والرهبان لياكلون اموال الناس بالباطل
ويصدون عن سبيل الله الاحبار هم العلماء
والرهبان العباد وقال عزوجل يا ايها الذين
آمنوا لم تقولون مالا تفعلون كبر مقتا
عند الله ان تقولوا مالا تفعلون وقال تعالى
واسروا قولكم او اجهروا به انه عليم بذات
الصدور وقال جل وعلا فمن كان يرجو لقاء
ربه فليعمل عملا صالحا ولا يشرك بعبادة
ربه احدا وقال تعالى ان النفس لأمارة
بالسوء الا ما رحم ربي وقال تعالى واحضرت
الأنفس الشح وقال عزوجل لداؤد عليه السلام

علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے مخصوص ہے تاکہ نبوت و ولایت میں فرق
ہو جائے ۔ حق تعالےٰ نے ریاکاروں کو اور شہرت پسندوں کو ڈرایا اور
دھمکایا ہے اور نفس کی نحوست اور مضرتوں سے خبردار کیا ہے اور نفس کی
پیروی سے منع کیا ہے اور نفس کی مخالفت کا حکم فرمایا ہے یہ باتیں قرآن
پاک میں بھی ہیں اور احادیث رسول اللہ صلعم سے بھی ثابت ہیں ایک جگہ
حق تعالےٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ ان نماز پڑھنے والوں کے لئے بڑی
خرابی ہے جو نمازوں میں غفلت برت رہے ہیں اور جو ریاکاری کے طور
پر نمازیں پڑھتے ہیں اور برتنے کی چیزوں کو روک کر رکھتے ہیں ۔ ایک جگہ
فرمایا کہ زبانوں سے وہ کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں اور اللہ ان
باتوں کو خوب جانتا ہے جن کو وہ چھپاتے ہیں ایک جگہ فرمایا کہ جب
نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سست کھڑے ہوتے ہیں لوگوں کو
دکھانے کے لئے نمازیں پڑھتے ہیں اور اللہ کا ذکر شاید کچھ کر لیتے
ہوں بلکہ کرتے ہی نہیں ۔ مذبذب ہیں نہ ادھر ہیں نہ ادھر ہیں بلکہ ادھر میں ہیں ایک
جگہ فرمایا کہ بہت سے عالم و درویش باطل سے لوگوں کا مال کھا جاتے
ہیں اور ان کو اللہ کی راہ سے روک دیتے ہیں ۔ احبار سے علماء اور
رہبان سے عبادت کرنیوالے مراد ہیں ایک جگہ فرمایا کہ اے ایمان والو
تم وہ باتیں زبان سے کیوں نکالتے ہو جن پر تم خود عمل نہیں کرتے یہ فعل
اللہ کے نزدیک اللہ کے زبردست غصہ کا موجب ہے ایک جگہ فرمایا
اپنے قول کو چھپاؤ یا ظاہر کرو بلاشبہ اللہ دل کے بھید خوب جاننے
والا ہے ایک جگہ فرمایا کہ جو اپنے رب سے ملاقات کا امیدوار ہے
اسے نیک عمل کرنے چاہئیں اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک
نہ کرے ایک جگہ فرمایا کہ دیکھو نفس برائی پر کثرت سے ابھارنے والا
ہے الا یہ کہ کسی وقت میرا پروردگار رحم فرمائے ایک جگہ فرمایا کہ نفسوں
میں بخل حاضر کر دیا گیا ہے ایک جگہ حضرت داؤد سے فرمایا کہ اے داؤد
اپنی خواہش کو چھوڑ دے کیونکہ مجھ سے میرے ملک میں بجز ہوائے

یاداود اھجر ھواک فانہ لا منازع ینازعنی فی ملکی غیر الھوی وقال تعالیٰ ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ۔

واما السنۃ فمن ذلک ماروی عن شداد بن اوس رضی اللہ عنہ انہ قال دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرأیت فی وجھہ ماساءنی فقلت ما الذی بک یارسول اللہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم اخاف علی امتی الشرک بعدی فقلت ایشرکون من بعدک یارسول اللہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم اما انھم لایعبدون شمسا ولا قمرا ولا وثنا ولا حجرا ولکنھم یراءون فی اعمالھم والریاء ھو الشرک ثم تلا قولہ تعالیٰ فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا وقال صلی اللہ علیہ وسلم یجاء یوم القیامۃ بصحف مختومۃ فیقول اللہ عزوجل للملائکۃ القوا ھذا واقبلوا ھذا فیقولون وعزتک جلالک ماعلمنا الا خیرا فیقول تعالیٰ نعم ولکن ھذا عمل لغیری ولا اقبل الا ما ابتغی بہ وجھی وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی دعائہ اللھم طھر لسانی من الکذب وقلبی من النفاق وعملی من الریاء وبصری من الخیانۃ فانک تعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور وقال صلی اللہ علیہ وسلم لا تقعدوا الا علی عالم یدعوکم من خمس الی خمس من الرغبۃ الی الزھد من الریاء الی الاخلاص ومن الکبر الی التواضع ومن المداھنۃ الی

نفسانی کے کوئی اور جھگڑنے والا نہیں۔ ایک جگہ فرمایا کہ ہوٰی کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تجھے اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی۔ اب اس سلسلہ میں حدیثیں پڑھیئے۔

شدادؓ بن اوس :۔ میں سرور کائنات صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کے چہرے میں ملال کے آثار دیکھے جن سے مجھے صدمہ ہوا میں نے کہا: یارسول اللہ! صلعم آپ پریشان کیوں ہیں؟ فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ میری امت میرے بعد شرک میں نہ پڑ جائے۔ میں نے کہا یارسول اللہ! کیا آپ کے بعد لوگ شرک بھی کریں گے؟ فرمایا دیکھو وہ سورج کو، چاند کو، مورتی کو اور پتھر کو نہیں پوجیں گے ہاں عمل دکھاوے کے لئے کریں گے اور ریا شرک ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی کہ جو اپنے رب سے ملاقات کا امیدوار ہے اسے نیک عمل کرنے چاہئیں اور وہ رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن مہر شدہ صحیفے لائے جائیں گے پھر حق تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے کہ انہیں پھینک دو اور انہیں قبول کر لو فرشتے عرض کریں گے کہ آپ کی عزت وجلال کی قسم ہمیں تو ان میں خیر ہی معلوم ہے حق تعالےٰ فرمائے گا: ہاں، لیکن یہ عمل غیر کے لئے ہے میں تو وہی عمل قبول کرتا ہوں جس سے میری رضا تلاش کی گئی ہو۔ رحمت عالم صلعم ایک دعا میں یہ فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ میری زبان کو جھوٹ سے، میرے دل کو نفاق سے، میرے عمل کو ریا سے اور میری آنکھ کو خیانت سے پاک رکھ کیونکہ تو خیانت کرنے والی آنکھوں کو اور ان رازوں کو جو دلوں کے اندر مخفی ہیں جانتا ہے۔

سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ تم عالم ہی کے پاس اٹھو بیٹھو وہ تم کو پانچ چیزوں سے ہٹا کر پانچ چیزوں کی طرف لائے گا: دنیا کی رغبت سے اس کی بے رغبتی کی طرف، ریا سے اخلاص کی طرف، غرور سے عاجزی کی طرف سستی سے خیر خواہی کی طرف اور جہالت سے علم کی طرف

المناصحة ومن الجهل الى العلم وقال صلى الله عليه
وسلم ان الله تعالىٰ يقول انا خير شريك من اشرك
معی شريكا فی عمله فهو لشريكی دونی انی لا اقبل الا ما
خلص لی يا ابن آدم انا خير قسيم فانظر عملك
الذی عملت لغيری فانما اجرك على الذی عملت
له وقال صلى الله عليه وسلم بشر هذه الامة
بالسنا والرفعة فی الدين والتمكين فی البلاد
مالم يعملوا عمل الآخرة للدنيا ومن يعمل عمل
الآخرة للدنيا لم يقبل منه وماله فی الآخرة
من نصيب وقال صلى الله عليه وسلم ان الله
يعطی الدنيا على نية الآخرة ولا يعطی الآخرة على
نية الدنيا وعن انس بن مالك رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مررت
ليلة اسری بی بقوم تقرض شفاههم بمقاريض
من نار فقلت لجبريل عليه السلام من هولاء قال
خطباء امتك الذين يقولون الشیء ولا يعملون
به يقولون ما يعرفون ويفعلون ما ينكرون
يامرون الناس بالبر وينسون انفسهم وقال
صلى الله عليه وسلم ان اخوف ما اخاف على
امتی كل منافق عليم اللسان والذی نفسی بيده
لا تقوم الساعة حتى يكون عليكم امراء كذبة
ووزراء فجرة واعوان خونة وعرفاء ظلمة
وقراء فسقة وعباد جهال يفتح الله تعالىٰ
عليهم فتنة غبراء مظلمة فيتهوكون تهوك
اليهود الظلمة فحينئذ ينقض الاسلام عروة

سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں شرکاء میں
بہتر ہوں اگر کوئی کسی عمل میں میرے ساتھ کسی کو شریک کرے گا تو اس
کا عمل اسی شریک کے لئے ہے میرے لئے نہیں ہیں تو وہی عمل قبول کرتا
ہوں جو خالص میرے لئے ہوا اے فرزند آدم میں بہترین تقسیم کرنے
والا ہوں لہٰذا تو اپنے عمل کو دیکھ جو تونے میرے غیر کے لئے کیا ہے
تیرے عمل کا اجر اسی کے ذمہ ہے جس کے لئے تونے عمل کیا ہے۔

رحمت عالم صلعم نے فرمایا کہ اس امت کو عزت و بزرگی کی، دین کی
بلندی کی اور دنیا پر حکومت کی بشارت دی گئی ہے بشرطیکہ یہ آخرت
کے عمل دنیا کے لئے نہ کرے اور جو آخرت کے عمل دنیا کے لئے کرتے ہیں
ان سے وہ عمل قبول نہیں کئے جاتے اور ان کے لئے آخرت میں کوئی
حصہ نہیں ۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حق تعالیٰ آخرت
کی نیت پر دنیا دیتا ہے لیکن دنیا کی نیت پر آخرت نہیں دیتا۔

انس رضؓ بن مالک :- رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ شب معراج میں ایک
قوم کے پاس سے گزرا جس کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے
تھے میں نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں ؟ فرمایا آپکی
اُمت کے خطباء ہیں جو لوگوں کو عملوں کی ترغیب دیا کرتے تھے اور
خود عمل نہیں کیا کرتے تھے لوگوں کو شریعت کے مطابق باتیں بتایا
کرتے تھے اور خود شریعت کے خلاف کیا کرتے تھے لوگوں کو نیکیوں کا
حکم کرتے تھے اور اپنے نفسوں کو بھول جایا کرتے تھے۔

سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خطرہ
اس منافق کا ہے جو زبان کا عالم ہے۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری
جان ہے قیامت نہیں آئیگی جب تک تمہارے امراء جھوٹے، وزراء
فاسق و فاجر، مددگار خائن و غدّار، عرفاء ظالم، علماء فاسق اور
عبادت گزار جاہل نہ ہونگے، حق تعالیٰ ایک ایسا سیاہ فتنہ ان پر نازل
فرمائے گا جسیں پھنس کر ظالم یہودیوں کی طرح متحیر و ششدر رہ

عروۃ حتی لا یقال اللہ وعن عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیؤتی بناس یوم القیامۃ فی اعظم نکال فیقول اللہ تعالیٰ انکم کنتم اذا خلوتم بارزتمونی بالعظائم واذا لقیتم الناس لقیتموھم مخبتین ھبتم الناس ولم تھابونی واجللتم الناس ولم تجلونی وعزتی لا ذیقنکم الیم العذاب وعن اسامۃ بن زید رضی اللہ عنھما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یلقی رجل فی النار فتندلق اقتاب بطنہ فیدور بہ کما تدور الرحی بصاحبھا فیقال لہ الیس کنت تامر بالمعروف وتنھی عن المنکر فیقول کنت آمر بالمعروف ولا آتیہ وانھی عن المنکر و آتیہ ولا اجتنبہ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رب صائم لیس لہ من صیامہ الا الجوع والعطش ورب قائم لیس لہ من قیامہ الا السھر وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اھتز لذلک العرش وغضب لہ الرب تبارک وتعالیٰ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بئس العبد عبد حال بینہ وبین ثواب اللہ عبد من خلق اللہ تعالیٰ یتعبد لہ رجاء ما فی یدیہ فیتعب بدنہ فی مرضاتہ فیخرج دینہ وینفسخ ویقبح مروءتہ حتی یحول بینہ وبین ربہ یرجو اللہ تعالیٰ فی الکبیر ویرجو لعبد فی الصغیر یعطی العبد من خدمتہ ما لا یعطی اللہ تعالیٰ من طاعتہ وعن مجاھد رحمہ اللہ انہ قال جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال

جائیں گے اس وقت اسلام کی بخیہ ادھڑتی چلی جائیگی حتیٰ کہ روئے زمین پر کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہے گا۔ عدی بن حاتمؓ: رسول اللہ صلعم نے فرمایا: قیامت کے دن کچھ لوگوں کو انتہائی سخت وعظیم عذاب میں لایا جائے گا پھر حق تعالےٰ ان سے فرمائیگا کہ جب تم خلوت میں جاتے تھے تو بڑے بڑے گناہ کرکے میرے عذاب کو للکارا کرتے تھے اور جب تم لوگوں سے ملاکرتے تھے تو عاجزی کے ساتھ ملاکرتے تھے تم کو لوگوں کا ڈر تھا میرا ڈر نہ تھا تم لوگوں کو عزت دار سمجھتے تھے مجھے نہیں مجھے اپنی عزت کی قسم میں تم کو دردناک عذاب چکھائے بغیر نہ رہونگا۔

اسامہ بن زیدؓ: میں نے رسول اللہ صلعم سے سُنا آپ فرمارہے تھے کہ ایک شخص جہنم میں ڈالا جائے گا اور اس کے پیٹ کی آنتیں نکل پڑیں گی پھر اسے گھمایا جائے گا جس طرح چکی اپنے گھمانے والے کے ساتھ گھومتی ہے اس سے کہا جائے گا کیا تو اچھی باتوں کا حکم نہیں کیا کرتا تھا اور بری باتوں سے نہیں روکا کرتا تھا وہ جواب دیگا کہ میں لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیا کرتا تھا لیکن خود ان پر عمل نہیں کیا کرتا تھا اور لوگوں کو بُری باتوں سے روکا کرتا تھا اور خود باز نہیں آتا تھا

نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ بہت سے روزہ داروں کے لئے ان روزوں کا اجر بجز بھوک وپیاس کے کچھ نہیں اور بہت سے شب بیداروں کے بجز جاگنے کے کچھ نہیں۔ نبی صلعم نے فرمایا کہ ان کرتوتوں کی وجہ سے عرش حرکت میں آیا اور رب العزت کو غصہ آیا۔ آپ نے فرمایا کہ بدترین وہ بندہ ہے کہ جس کے اور اللہ کے ثواب کے درمیان اللہ کی مخلوق میں سے کوئی بندہ حائل ہوگیا وہ اس امید پر اسکی عبادت کرتا ہے کہ اسے بھی کچھ اختیارات حاصل ہیں (حالانکہ اس کے اختیار میں کچھ بھی نہیں لہذا اس کا پرستار اسکی رضا کے لئے اپنے جسم کو ناحق مشقت میں ڈالتا ہے لہذا اس کا دین نکل جاتا ہے اور وہ فسخ ہوجاتا ہے اور بدمروت ہوجاتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور حق تعالےٰ کے درمیان آڑ ہو

یارسول اللہ انی اتصدق بصدقۃ فالتمس بھا وجہ
اللہ تعالیٰ و احب ان یقال لی خیرا فنزل قولہ سبحانہ
فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا
یشرک بعبادۃ ربہ احدا قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یخرج فی آخر الزمان اقوام یختلون
الدنیا بالدین فیلبسون للناس جلود الضان
من اللین والسنتھم احلی من السکر وقلوبھم
قلوب الذئاب یقول اللہ تعالیٰ ابی یغترون
ام علی یجترؤون بی حلفت لابعثن علی اولئک
فتنۃ تدع الحلیم فیھا حیران وعن ضمرۃ
عن ابی حبیب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان الملائکۃ یرفعون عمل
عبد من عباد اللہ فیستکثرونہ ویزکونہ
حتی ینتھوا بہ الی حیث یشاء اللہ تعالیٰ من
سلطانہ فیوحی اللہ تعالیٰ الیھم انکم حفظۃ
علی عمل عبدی وانا رقیب علی ما فی نفسہ ان
عبدی ھذا لم یخلص عملہ فاکتبوہ فی سجین
ویصعدون بعمل عبد من عبادہ یستقلونہ
ویحقرونہ حتی ینتھوا بہ الی حیث شاء اللہ
من سلطانہ فیوحی اللہ الیھم انکم حفظۃ علی
عمل عبدی وانا رقیب علی ما فی نفسہ ان عبدی
ھذا اخلص لی عملہ فاکتبوہ فی علیین وعن
ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم انہ قال ان اللہ تبارک وتعالیٰ
اذا کان یوم القیامۃ یقضی بین خلقہ وکل

جاتی ہے بڑی باتوں میں اللہ سے امیدوار ہوتا ہے اور چھوٹی باتوں
میں بندے سے اور اس معبود (بندہ) کی ایسی خدمت کرتا ہے کہ اللہ
کی اطاعت بھی ایسی نہیں کرتا۔ مجاہدؒ:۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم
کے پاس آکر آپ سے کہا کہ یارسول اللہ! میں اللہ کی رضا کے لئے خیرات
کرتا ہوں اور میرا دل بھی یہ چاہتا ہے کہ میری تعریف ہو اس پر حق تعالیٰ
نے آیت فمن کان یرجو الخ اتاری۔ یعنی جو اپنے رب سے ملاقات کا
امیدوار ہے اسے نیک عمل کرنے چاہئیں اور وہ اپنے رب کی عبادت
میں کسی کو شریک نہ کرے۔ سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ آخری زمانہ
میں ایسے لوگوں کا ظہور ہوگا جو دین کے حیلہ سے دنیا کمائیں گے اور
لوگوں کو دکھانے کے لئے اور نرمی ظاہر کرنے کے لئے بھیڑ کی کھالیں
پہنیں گے اور ان کی زبانیں شکر سے بھی زیادہ میٹھی ہونگی مگر ان کے
دل بھیڑیوں جیسے ہونگے حق تعالیٰ فرمائے گا کیا وہ میرے عفو وحلم پر
مغرور ہو گئے ہیں یا مجھ پر جرأت وجسارت کر رہے ہیں میں قسم کھا
کر کہتا ہوں کہ میں یقیناً ان میں ایک ایسا فتنہ پیدا کرونگا جس سے
ان سنجیدہ شخص بھی حیران رہ جائیں گے۔ ضمرہ از حبیبؓ:۔ رسول اللہ
صلعم نے فرمایا کہ فرشتے اللہ کے بندوں میں سے کسی بندے کا عمل اسے
کثیر و پاکیزہ سمجھ کر آسمان کی طرف لے کر چڑھتے ہیں اور جہاں تک اللہ
کو منظور ہوتا ہے لے جاتے ہیں پھر حق تعالیٰ ان کے دل میں یہ
بات ڈالتا ہے کہ تم میرے بندے کے عمل کو محفوظ کرنے والے ہو اور
میں اس کی دل کی باتوں پر نگران ہوں میرے اس بندے کے عمل میں
خلوص نہ تھا لہٰذا اسے سجین میں لکھ لو اور فرشتے اللہ کے بندوں میں
سے کسی بندے کا عمل اسے حقیر سمجھ کر اوپر لے کر چڑھتے ہیں اور
جہاں تک اللہ کو منظور ہوتا ہے لے کر چڑھ جاتے ہیں پھر اللہ
تعالیٰ ان کے دل میں یہ بات ڈالتا ہے کہ تم میرے بندے کے
عمل کو محفوظ کرنے والے ہو اور اس کے دل کے کھٹکوں پر بھی نگران

امة جاثية فاول من يدعى به رجل جمع القرآن
ورجل قتل فی سبيل الله ورجل كثير المال
فيقول الله تعالیٰ للقاری ء ماذا عملت فيما
علمت فيقول كنت اقوم به آناء الليل واطراف
النهار فيقول تبارك وتعالیٰ كذبت وتقول الملائكة
كذبت بل اردت ان يقال فلان قاری ء فقد
قيل ذلك ويقال لصاحب المال ماذا عملت
فيما آتيتك فيقول كنت اصل الرحم واتصدق
به فيقول الله تبارك وتعالیٰ كذبت وتقول
الملائكة كذبت بل اردت أن يقال فلان
جواد وقد قيل ذلك ويؤتی بالذی قتل فی سبيل
الله تعالیٰ فيقول الله تعالیٰ لماذا قاتلت فيقول
قاتلت فی سبيلك حتیٰ قتلت فی سبيلك فيقول
الله تبارك وتعالیٰ كذبت وتقول الملائكة
كذبت بل اُردت ان يقال فلان جری ء وقد
قيل ذلك ثم ضرب رسول الله صلی الله عليه
وسلم بيده علی ركبتيه وقال يا ابا هريرة
اولئك الثلاثة اوّل خلق الله عزوجل تسعر
بهم النار يوم القيامة قال فبلغ هذا الخبر
الی معاوية رضی الله عنه فبكی بكاء شديدا
وقال صدق الله تعالیٰ وصدق رسوله صلی الله
عليه وسلم وقرأ هذه الآية من كان يريد
الحياة الدنيا وزينتها نوف اليهم اعمالهم
فيها وهم فيها لايبخسون اولئك الذين ليس
لهم فی الآخرة الا النار وحبط ما صنعوا فيها

ہوں میرے بندے کے اس عمل میں خلوص ہے لہٰذا اس کا یہ عمل علیین میں
لکھ لو۔ حضرت ابوہریرہؓ : رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن
حق تعالیٰ شانہ لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور ہر امت گھٹنوں کے
بل بیٹھی ہوئی ہوگی سب سے پہلے عالم کو اللہ کی راہ میں شہید کو اور مالدار
کو بلایا جائے گا پھر حق تعالیٰ عالم سے پوچھے گا بتا کیا تو نے اپنے علم کے تقاضوں
پر عمل کیا؟ عالم عرض کریگا کہ میں ہر وقت وہر لمحہ علم کے تقاضوں پر عمل
کرتا رہا حق تعالےٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے کہ آپ
جھوٹے ہیں بلکہ تمہاری نیت (ان عملوں سے) یہ تھی کہ (لوگوں میں تمہاری
تعریف ہو کہ) فلاں مولوی صاحب بڑے عالم ہیں چنانچہ لوگوں میں
تمہاری تعریف ہوئی اور مالدار سے کہا جائے گا: میں نے جو کچھ تجھے دیا
تھا تو نے اس میں کیا کیا؟ وہ عرض کریگا کہ میں صلہ رحمی کیا کرتا تھا اور
صدقہ دیا کرتا تھا حق تعالےٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے اور فرشتے کہیں گے
کہ تو غلط کہتا ہے بلکہ تیری نیت یہ تھی کہ تجھے سخی کہا جائے اور لوگوں نے
تجھے سخی کہا پھر اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے کو لایا جائے گا اور حق تعالےٰ
اس سے پوچھے گا کہ تجھے کس لئے قتل کیا گیا وہ عرض کریگا کہ میں نے آپکی
راہ میں (کافروں سے) جنگ کی اور جنگ کرتے کرتے مجھے قتل کر دیا
گیا حق تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے کہ تو جھوٹا
ہے بلکہ تو نے اس ارادے سے جنگ کی تھی کہ تجھے بہادر کہا جائے، چنانچہ
لوگوں نے تجھے بہادر کہا پھر رسول اللہ صلعم نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے
گھٹنوں پر مار کر فرمایا کہ اے ابوہریرہؓ اللہ کی مخلوق میں یہی تین قسم کے
لوگ ہیں جن سے قیامت کے دن سب سے پہلے جہنم بھڑکائی جائے
گی۔ راوی کہتا ہے یہ حدیث حضرت معاویہؓ کو بھی پہنچی اور آپ خوب
پھوٹ پھوٹ کر روئے اور فرمایا کہ اللہ نے سچ فرمایا اور اس کے
رسول صلعم نے سچ فرمایا اور آپ نے یہ آیت من کان یرید الحیاۃ الدنیا
پڑھ کر سنائی (یعنی جو دنیوی زندگی اور اسکی زینت چاہتا ہے ہم اسے دنیا

وباطل ما کانوا یعملون اولئك الذین لھم سوء
العذاب وھم فی الآخرۃ ھم الأخسرون وعن
عدی بن حاتم الطائی رضی اللہ عنه عن رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم قال یؤمر بناس یوم القیامة
من اھل النار الی الجنة حتی اذا دنوا منھا
واستنشقوا رائحتھا ونظروا الی قصورھا و
الی ما اعد اللہ تعالیٰ لاھلھا نودوا أصرفوھم
لا نصیب لھم فیھا فیرجعون بحسرۃ وندامة
ما رجع الأولون والآخرون بمثلھا فیقولون
یا ربنا لو ادخلتنا النار قبل ان ترینا ما اریتنا
من ثواب ما اعددت لاولیائك فیقول اللہ
تعالیٰ ذلك اردت بکم کنتم اذا خلوتم بارز
تمونی بالعظائم واذا لقیتم الناس لقیتموھم
مخبتین متواضعین تراؤون الناس باعمالکم
خلاف ما تنطوی علیه قلوبکم ھبتم الناس
ولم تھابونی واجللتم الناس ولم تجلونی و
ترکتم للناس ولم تترکوا لی فالیوم اذیقکم
الیم عذابی مع ما حرمتم من جزیل ثوابی
وعن ابن عباس رضی اللہ عنھما عن رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم انه قال لما خلق اللہ
تعالیٰ جنة عدن خلق فیھا ما لا عین رأت ولا
اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر ثم قال لھا
تکلمی فقالت قد افلح المؤمنون ثلاثا ثم قالت
انی حرام علی کل بخیل ومراء وسائل رجل رسول
اللہ صلی اللہ علیه وسلم فیم النجاۃ غدا

میں اس کے عملوں کا پورا پورا بدلہ دیں گے اور دنیا میں ان کے اجر میں کمی
نہیں کی جائیگی یہی وہ ہیں جن کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں
اور انھوں نے دنیا میں جس قدر نیک عمل کئے تھے وہ سب برباد ہوگئے
اور ان کے عمل باطل ہیں انہیں لوگوں کے لئے بدترین عذاب ہے اور
یہ آخرت میں بڑے گھاٹے والے ہیں۔ عدیؓ بن حاتم طائی: رسول اللہ
صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن کچھ جہنمیوں کو جنت کی طرف لایا جائیگا
حتے کہ جب وہ جنت کے قریب آجائیں گے اور انہیں جنت کی خوشبو
آنے لگے گی اور اس کے محل دیکھیں گے اور وہ نعمتیں بھی جو اللہ تعالےٰ نے
اہل جنت کے لئے تیار کی ہیں تو پکار کر کہا جائیگا کہ انکے رُخ جنت سے
پھیر دو ان کا جنت میں کوئی حصہ نہیں پھر وہ اس قدر حسرت وندامت
کو لیکر لوٹیں گے جس قدر حسرت وندامت تمام موقف والوں کو ہوگی عرض
کرینگے کہ اے پروردگار کاش اس ثواب کو دکھانے سے پہلے جو تو نے
ہمیں دکھایا اور جو تو نے اپنے اولیاء کے لئے تیار کیا ہے تو ہمیں جہنم میں
داخل فرما دیتا حق تعالےٰ فرمائے گا کہ میں نے یہی ارادہ کیا تھا کہ وہ
تم کو دکھاؤں جب تم تنہا ہوتے تھے تو بڑے بڑے گناہ کرکے میرے
عذاب کو للکارا کرتے تھے اور جب تم لوگوں سے ملا کرتے تھے تو عاجز و
مسکین بن کر ان سے ملا کرتے تھے تم اپنے اعمال لوگوں کو دکھانے کے لئے
انجام دیا کرتے تھے اور تمہارے دلوں میں ان کے خلاف ہوتا تھا تم
لوگوں سے ڈرا کرتے تھے مجھ سے نہیں۔ تم لوگوں کی عزت کیا کرتے تھے
میری نہیں، اور بڑے عمل لوگوں کے ڈر سے چھوڑا کرتے تھے میرے ڈر سے
نہیں آج میں تمہیں اپنا دردناک عذاب چکھاؤں گا اور تم میرے عظیم ثواب
سے بھی محروم رہوگے۔

حضرت ابن عباسؓ:۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: کہ جب حق تعالیٰ
نے جنت عدن پیدا کی تو اس میں ایسی ایسی نعمتیں پیدا کیں جن کو نہ آنکھوں نے
دیکھا نہ کانوں نے ان کے بارے میں کسی سے کچھ سنا اور نہ کسی بشر کے

قال لا تخادع الله تعالیٰ قال وکیف اخادع الله
عزوجل قال ان تعمل بما امرك وترید به غیر
وجه الله تعالیٰ فاتقوا الریاء فانه الشرك بالله
تعالیٰ فان المرائی ینادی یوم القیامة باربعة
اسماء علی رءوس الخلائق یا کافر یا فاجر یا
غادر یا خاسر ضل عملك وبطل اجرك فلا خلاق
لك الیوم فالتمس اجرك ممن کنت تعمل له
یا مخادع فنعوذ بالله من الریاء والسمعة والنفاق
فان ذلك عمل اهل النار قال الله عزوجل
ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار یعنی
فی الهاویة مع فرعون وهامان وقومهما
فان قیل قد جاء فی بعض الاخبار ما یدل علی
ان رؤیة الخلق للعمل لا تضر وهو ما روی
عن وکیع عن سفیان عن حبیب عن ابی
صالح عن ابی هریرة رضی الله عنه قال جاء
رجل الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال
یا رسول الله انی اعمل العمل أسره فیطلع علیه
فیعجبنی الی فیه اجر فقال لك اجران اجر
السرّ وأجر العلانیة قیل هذا محمول علی
أن ذلك الرجل کان یعجبه اقتداء الناس
به فی عمله وعلم ذلك رسول الله صلی الله
علیه وسلم منه فقال له لك اجران اجر
لعملك واجر لاقتداء الناس بك کما قال
صلی الله علیه وسلم من سن سنة حسنة
فله اجرها واجر من عمل بها الی یوم القیامة

دل میں ان کا تصور آیا پھر جنت عدن سے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ کلام
کر تو جنت عدن نے تین بار یہ جملہ کہا کہ مومنوں کو فلاح (ہر طرح کی
کامرانی) حاصل ہوگئی پھر کہا کہ میں ہر کنجوس اور ریاکار پر حرام ہوں۔
ایک شخص نے نبی صلعم سے پوچھا کہ کل کس چیز پر نجات ملے گی؟ فرمایا
اللہ کو دھوکا نہ دے (اس پر نجات ہے) بولا ہم اللہ کو کیسے دھوکہ
دے سکتے ہیں فرمایا اللہ کے حکم کے مطابق عمل کرو اور اس سے اللہ کی
رضا مطلوب نہ ہو۔ لہٰذا ریا سے بچو کیونکہ ریا اللہ کے ساتھ شرک ہے۔
قیامت کے دن لوگوں کے سامنے ریاکار چار ناموں کے ساتھ پکارا
جائیگا، اے کافر، اے فاسق وفاجر، اے غدار ونمک حرام اور اے
گھاٹے والے تیرا عمل گم ہوگیا اور تیرا اجر گرا دیا گیا لہٰذا آج تیرے لئے
کچھ نہیں، اے دھوکہ باز اپنا اجر اسی سے طلب کر جس کے لئے تو عمل
کیا کرتا تھا۔ ہمیں ریا، شہرت اور نفاق سے اللہ کی پناہ کیونکہ یہ جہنمیوں
کے عمل ہیں حق تعالیٰ نے فرمایا یقیناً منافق آگ کے سب سے نیچے
کا طبقہ (ہاویہ) میں فرعون، ہامان کے اور ان دونوں کی قوموں کے ساتھ
ہونگے۔ اگر کوئی کہے کہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کا
عمل کو دیکھنا مضر نہیں مثلاً وکیع از سفیان از حبیب از ابوصالح
از ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ
ایک شخص نے رسول اللہ صلعم کے پاس آکر کہا یا رسول اللہ میں
ایک عمل کرتا ہوں اور اسے چھپاتا ہوں لیکن اس کی کسی طرح سے
لوگوں کو خبر ہوجاتی ہے اور اس سے مجھے خوشی ہوتی ہے کیا اس
عمل میں مجھے اجر ملے گا؟ فرمایا تمہیں دہرا اجر ملے گا چھپانے کا اجر
بھی اور ظاہر ہوجانے کا اجر بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمل کو دیکھنا
مضر نہیں۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ مجھے اس
عمل کے ظاہر ہونے سے اس لئے خوشی ہوتی ہے کہ لوگ میری اس
عمل میں اقتداء کریں گے یعنی عمل کے ظاہر ہونے سے تو رنج ہوا لیکن

الحدیث الی آخرہ و اما اذا تجرد العجب من
الاقتداء بہ فانہ لا اجر لہ لان العجب یسقط
العبد من عین اللہ وقال الحسن البصری رحمہ اللہ
اذا شئت لقیت ابیض فظا ذلیق اللسان حدید
النظر میت القلب تری ابدانا ولا قلوب وتسمع
الصوت ولا انیس اخصب السنۃ واجدب قلوب
حتی لقد حدثنی جماعۃ من اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انہ لا تزال ھذہ الامۃ
تحت ید اللہ فی کنفہ مالم تمل قراؤھا امراءھا
ومالم تزمل صلحاؤھا فجارھا ومالم یأمن
خیارھا شرارھا فاذا ھم فعلوا ذلک رفع اللہ
تعالی عنھم یدہ وضربھم بالفاقۃ والفقر
وملأ قلوبھم رعبا وسلط علیھم جبابرھم
فساموھم سوء العذاب وقال ایضا رحمہ اللہ
بئس العبد عبد یسال المغفرۃ وھو یعمل
بالمعصیۃ یخشع لیحسب عندہ امانۃ وانما
یتصنع بالخیانۃ ینھی ولا ینتھی یامر ولا یفعل
ان اعطی قتر وان منع لم یعذر وان صح امن
وان سقم ندم وان افتقر حزن وان استغنی
فتن یرجو النجاۃ ولا یعمل ویخاف العذاب ولا
یحذر یرید الزیادۃ ولا یشکر ویؤثر الثواب
ولا یصبر یعجل النوم ویؤخر الصوم وقال یوما
لفرقد السبخی وھو جالس فی مجلسہ وعلیہ ثیاب
فاخرۃ وعلی فرقد جبۃ صوف ثیابی ثیاب اھل
الجنۃ وثیابک ثیاب اھل النار وجعلوا ازھدھم

یہ اقتداء کا خیال کر کے خوشی ہوئی اور کسی قرینہ سے اس کا یہ مطلب رسول اللہ
صلعم کو معلوم ہو گیا تھا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ تمہارے لئے دہرا
اجر ہے عمل کا اجر بھی اور لوگوں کی اقتداء کا اجر بھی جیسا کہ رسول اللہ
صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی نیک طریقہ رائج کرے اسے اس کا اجر ملے گا
اور اس پر عمل کرنے والوں کے برابر بھی قیامت تک اجر ملے گا -
لیکن اگر اقتداء کے خیال کے بغیر محض عمل پر مسرت ہو تو عامل کے
لئے کوئی اجر نہیں کیونکہ یہ فخر و مسرت انسان کو اللہ کی نگاہ سے گرا
دیتی ہے - حسن بصری :- اگر تم بڑھاپے کو پہنچے تو تم کو ایسے لوگ ملیں گے جو
سفید، کھرے، چرب زبان، تیز نظر اور مردہ دل ہونگے تم ان کے بدن دیکھو
گے لیکن ان میں دل نہ ہونگے انکی آوازیں سنو گے مگر ان سے مانوس نہ ہو گے
زبانوں سے خوب باتیں بنائیں گے لیکن ان کے دل قحط زدہ ہونگے -
حتی کہ مجھ سے صحابہ کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ یہ امت برابر اللہ تعالیٰ کی
رحمت میں اور اس کے زیر سایہ عاطفت رہیگی جب تک اسکے علماء امراء
کی طرف نہ جھکیں گے اور جب تک اسکے صلحاء بدکاروں کی طرف دوڑ کر
نہ جائیں گے اور جب تک اسکے اچھے لوگ بروں سے خوفزدہ نہ ہونگے لیکن
جب لوگ ایسا کرنے لگیں گے تو حق تعالیٰ ان سے اپنی رحمت اٹھا لے گا
اور ان پر فاقہ و فقر ڈالدیگا اور انکے دل دوسروں کے رعب سے بھر
دیگا اور ان پر جبار و سرکش حکام مسلط فرما دیگا پھر وہ انہیں بدترین
عذاب چکھائیں گے - حسنؒ بصری :- وہ بدترین بندہ ہے جو گناہ کرتا ہے
اور مغفرت مانگتا ہے، عاجزی اس لئے کرتا ہے کہ لوگ اسے امانت دار
سمجھیں وہ تو محض خیانت والا اور مکار ہے لوگوں کو برے کاموں سے
روکتا ہے لیکن خود نہیں رکتا - لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم کرتا ہے لیکن
ان پر خود عمل نہیں کرتا اگر کچھ کسی کو دیتا ہے تو تنگی کر کے دیتا ہے اور
اگر نہیں دیتا تو عذر کا اظہار نہیں کرتا اگر ہٹا کٹا ہے تو اللہ کے عذاب
سے نڈر رہتا ہے اور اگر بیمار پڑتا ہے تو نادم و پشیمان ہوتا ہے فقر کی

فی ثیابھم وکبرھم فی صدورھم واللہ لاحد
اعجب بصوفہ من صاحب المطرف بمطرفہ مالہ
تفاخر الا البسوا ثیاب الملوک وامیتوا قلوبکم
بالخشیۃ وقال عمر رضی اللہ عنہ البس من
الثیاب مالم تستھزئ بہ القراء ولا یزدریک
السفھاء وکان یقال کن صوفی القلب قطنی الثیاب
وفی الجملۃ الناس فی اللباس علی ثلاثۃ اضرب
الاتقیاء والاولیاء والبدلاء فلباس الاتقیاء
ھو الحلال الذی لیس للخلق علیہ تبعۃ ولا
للشرع فیہ مطالبۃ فی کل حال سواء کان
لباسھم قطنا او صوفا ازرق او ابیض ولباس
الاولیاء ماوقع بہ الامر وھو ادنی مایستر
بہ العورۃ والجسد مما لابد منہ وتدعوالیہ
الضرورۃ لیتحقق بذلک کسرا ھویتھم فیبلغوا
درجۃ الابدال ولباس البدلاء ماجاء بہ
القدر مع حفظ الحدود قمیص بقیراط او حلۃ
بمائۃ دینار فلا ارادۃ فسموا الی الاعلی ولا
ھوی یکسر بالادنی بل ماتفضل بہ المولیٰ
من جمیع ما احل واعطی من غیر نصب ولا
عناء ولا بشرف من النفس ولا منی وماسوی
ھذہ الوجوہ فھو من الجاھلیۃ الاولیٰ و
رعونۃ النفس واتباع الھوی۔

حالت میں پریشانیوں کا شکار رہتا ہے اور تونگری کی حالت میں فتنوں میں پھنسا
رہتا ہے نجات کا امیدوار رہتا ہے اور عملوں سے جی چراتا ہے، عذاب سے
خوفزدہ رہتا ہے لیکن احتیاط نہیں برتتا برکت وزیادتی کا جویاں رہتا ہے
لیکن شکر ادا نہیں کرتا، ثواب کو ترجیح دیتا ہے لیکن صبر نہیں کرتا۔ جلدی
سو جاتا ہے اور روزوں میں تاخیر کر دیتا ہے۔ ایک دن حسنؒ نے فرقد سنجی
سے جو آپکی مجلس میں حاضر تھے، فاخرانہ لباس پہنے ہوئے تھے اور ادنیٰ جبہ
میں ملبوس تھے، فرمایا: میرے کپڑے ارباب جنت کے سے کپڑے ہیں اور
تمہارے کپڑے جہنمیوں کے سے ہیں لوگوں نے کپڑوں میں زہد سمجھ لیا ہے
حالانکہ ان کے دلوں میں غرور بھرا ہوا ہے اللہ کی قسم بعض انسان ادنیٰ کپڑوں
پر اتنا فخر وناز کرتے ہیں کہ اتنا فخر چادروں والے اپنی چادروں پر بھی نہیں
کرتے انہیں کیا ہو گیا کیوں فخر کرتے ہیں؟ لوگو! شاہانہ لباس پہنو اور
اپنے دل اللہ کے خوف سے مار دو۔ عمرؓ: ایسے کپڑے پہن کر علماء نہ ہنسیں
اور ناداں حقیر نہ سمجھیں۔ کہا جاتا تھا دل کا صوفی (صاف) بن اور سوتی
کپڑے پہن الغرض لباس کے سلسلہ میں لوگ تین قسم کے ہیں، پارسا، اولیاء
اور ابدال۔ پارساؤں کا لباس حلال ہوتا ہے جس پر نہ کسی کا حق ہے
اور نہ شرع کا کچھ مطالبہ ہے وہ ہر قسم کا لباس استعمال کرتے ہیں خواہ
سوتی لباس یا نیلا یا سفید اونی لباس۔ اولیاء کا لباس حق تعالیٰ کے
حکم کے مطابق ہوتا ہے یعنی معمولی لباس جس سے ستر چھپ جائے اور
جسم کا وہ حصہ بھی چھپ جائے جس کے چھپائے بغیر چارا نہیں اور
ضرورت بھی اسے چاہتی ہو تاکہ اس لباس سے ان کی خواہشوں کی
پائمالی ہو اور ابدال کے مقام تک پہنچ جائیں۔ اور ابدال کا لباس وہ
ہے جو انکے مقدر میں ہے اور اس میں تحفظ حدود کی رعایت بھی ہو خواہ
ایک قیراط کا ایک کرتہ ہو یا سو دینار کا جوڑا ہو نہ انہیں یہ تمنا ہے کہ ہمارا لباس بیش قیمت اور اعلیٰ ہو اور نہ ہوئی ہے کہ ادنیٰ لباس اسے پائمال کرے بلکہ
جیسا حلال لباس حق تعالیٰ انہیں عطا فرماتا ہے وہی پہن لیتے ہیں اور بلا مشقت وتعب کے اور بلا لالچ وتمنا کے جیسا لباس مل جاتا ہے وہی استعمال کر
لیتے ہیں الغرض مذکورہ بالا تین لباسوں کے علاوہ باقی لباس جاہلیت قدیمہ کے نفس کی رعونت کے اور ہوئی کی پیروی کے ہیں۔

بارھواں باب

فضائل ایامِ ہفتہ و ایامِ بیض، ان دنوں کے روزوں کی تخصیص والی روایات اور شب و روز کے اوراد و وظائف

★

باب فی ذکر فضائل ایام الاسبوع و ایام البیض وما ورد فی صیام ذالك من التخصیص و ذکر اوراد اللیل والنهار۔ من ذلك ما اخبرنا ابو نصر عن والده قال انبانا ابو الحسن علی بن احمد المقری قال حدثنا ابو الحسین احمد بن عثمان بن یحییٰ الادمی قال حدثنا عباس بن محمد بن حاتم الدوری قال حدثنا حجاج بن محمد الاعور قال حدثنا ابن جریج قال اخبرنی اسمٰعیل بن امیۃ عن ایوب بن خالد عن عبید اللہ بن رافع مولیٰ ابی سلمۃ عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی فقال خلق اللہ تعالیٰ التربۃ یوم السبت وخلق فیها الجبال یوم الاحد وخلق الشجر یوم الاثنین وخلق المکروہ یوم الثلاثاء وخلق الخیر یوم الاربعاء وبث فیها الدواب یوم الخمیس وخلق آدم علیہ السلام بعد العصر من یوم الجمعۃ آخر الخلق فی آخر ساعۃ من ساعات الجمعۃ فیما بین العصر الی اللیل وعن انس بن مالك رضی اللہ عنہ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الایام فسئل عن یوم السبت فقال یوم مکر وخدیعۃ قالوا وکیف ذاك یا رسول اللہ

فضائل ایامِ ہفتہ ہمیں ابو النصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے خبر دی انہیں ابو الحسن علی بن احمد مقری نے خبر دی ان سے ابو الحسین احمد بن عثمان بن یحییٰ آدمی نے بیان کیا ان سے عباس بن محمد بن حاتم دوری نے بیان کیا ان سے حجاج بن محمد اعور نے بیان کیا ان سے ابو جریج نے بیان کیا انہیں اسمٰعیل بن امیہ نے خبر دی وہ ایوب بن خالد سے، وہ عبید اللہ بن رافع مولیٰ ابو سلمہ سے اور وہ ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے میرے دونوں ہاتھ پکڑ کر فرمایا حق تعالیٰ نے زمین ہفتہ کے دن پیدا کی اور اس پر پہاڑ اتوار کے دن پیدا کئے اور درخت پیر کے دن پیدا کئے اور مکروہات (ناگوار طبع اشیاء) منگل کے دن پیدا کئے اور خیر بدھ کے دن پیدا کی اور زمین پر چار پائے جمعرات کے دن پیدا کئے اور آدمؑ کو جمعہ کے دن عصر کے بعد پیدا فرمایا آدم آخری مخلوق ہیں جو جمعہ کی آخری ساعت میں عصر و مغرب کے درمیان پیدا کئے گئے۔

انسؓ بن مالک:۔ رسول اللہ صلعم سے دنوں کے بارے میں پوچھا گیا چنانچہ آپ سے ہفتہ کے دن کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا یہ مکر و فریب کا دن ہے لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ کس طرح؟ فرمایا اس لئے کہ اس دن قریش نے دار الندوہ میں مجھ سے مکر کیا تھا یعنی میرے قتل کی سازش کیا کرتے تھے۔ پھر آپ سے اتوار کے دن کے بارے

قال صلی اللہ علیہ وسلم لان فیہ مکرت قریش بی فی دار الندوۃ وسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن یوم الاحد فقال صلی اللہ علیہ وسلم یوم غرس وعمارۃ قالوا وکیف ذلک یارسول اللہ قال صلی اللہ علیہ وسلم لأن فیہ ابتداء الدنیا وعمارتھا وسئل صلی اللہ علیہ وسلم عن یوم الاثنین قال صلی اللہ علیہ وسلم یوم سفر و تجارۃ قالوا وکیف ذلک یارسول اللہ قال صلی اللہ علیہ وسلم لأن فیہ سافر شعیب النبی علیہ السلام واتجر وسئل صلی اللہ علیہ وسلم عن یوم الثلاثاء قال صلی اللہ علیہ وسلم یوم دم قالوا وکیف ذلک یارسول اللہ قال صلی اللہ علیہ وسلم لأن فیہ حاضت حواء وقتل ابن آدم اخاہ وسئل صلی اللہ علیہ وسلم عن یوم الاربعاء قال صلی اللہ علیہ وسلم یوم نحس وشؤم قالوا وکیف ذلک یارسول اللہ قال صلی اللہ علیہ وسلم لأن فیہ اغرق اللہ تعالیٰ فرعون وقومہ واھلک عادا وثمود وسئل صلی اللہ علیہ وسلم عن یوم الخمیس فقال صلی اللہ علیہ وسلم فیہ قضاء الحوائج والدخول علی السلاطین قالوا وکیف ذلک یارسول اللہ قال صلی اللہ علیہ وسلم فیہ دخل ابراھیم خلیل الرحمٰن علی نمروذ فقضی حوائجہ واخذ منہ ھاجر وسئل صلی اللہ علیہ وسلم عن یوم الجمعۃ فقال صلی اللہ علیہ وسلم

میں پوچھا گیا، فرمایا یہ روشن دن ہے کیونکہ اس دن دنیا کی ابتداء ہوئی اور آباد ہوئی۔ پھر پیر کے دن کے بارے میں پوچھا گیا، فرمایا: یہ سفر و تجارت کا دن ہے لوگوں نے کہا: کس طرح یارسول اللہ صلعم؟ فرمایا اس لئے کہ اس دن اللہ کے نبی حضرت شعیب نے سفر کیا اور تجارت کی پھر آپ سے منگل کے دن کے بارے میں پوچھا گیا، فرمایا یہ خونی دن ہے لوگوں نے کہا کس طرح یارسول اللہ؟ فرمایا اس لئے کہ اس دن حواء کو حیض کا خون آیا اور اسی دن قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔ اور نبی صلعم سے بدھ کے دن کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا یہ کمی اور بے برکتی کا دن ہے، لوگوں نے کہا یارسول اللہ کس طرح؟ فرمایا اس لئے کہ اس دن حق تعالیٰ نے فرعون کو اور اس کی قوم کو غرق کیا تھا اور عادیوں کو اور ثمودیوں کو ہلاک کیا تھا اور رسول اللہ صلعم سے جمعرات کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا یہ حاجتیں پوری ہونے کا اور سلاطین کے پاس جانے کا دن ہے لوگوں نے کہا یہ کس طرح یارسول اللہ؟ فرمایا اسی دن حضرت ابراہیم خلیل اللہ نمرود کے پاس گئے اور اس نے آپکے کام پورے کئے اور آپ نے اس سے ہاجرہ کو حاصل کیا۔ اور رسول اللہ صلعم سے جمعہ کے دن کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا جمعہ خطبہ و نکاح کا دن ہے لوگوں نے پوچھا کس طرح یارسول اللہ؟ فرمایا اس دن انبیاء نکاح کیا کرتے تھے۔

زہری از عبدالرحمٰن بن کعب از کعب اپنے والد سے:۔ نبی صلعم جمعرات ہی کے دن سفر پر روانہ ہوا کرتے تھے۔

معاویہ بن قرۃ از انس:۔ نبی صلعم نے فرمایا: جو مہینہ کی ۱۷ ارتاریخ کو منگل کے دن سینگیاں لگوائے حق تعالیٰ اس سے پورے سال کی بیماری دور فرماویگا۔

کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ہفتہ کا دن حضرت موسیٰ کو اور

یوم خطبۃ ونکاح قالوا وکیف ذلک یا رسول اللہ قال صلی اللہ علیہ وسلم لأن فیہ کانت الانبیاء تنکح وروی عن الزھری عن عبد الرحمن بن کعب عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہ قال ماکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج فی سفر الا یوم الخمیس وعن معاویۃ بن قرۃ عن انس رضی اللہ عنہ یرفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من احتجم یوم الثلاثاء لسبعۃ عشر من الشھر اخرج اللہ تعالیٰ منہ داء سنۃ وقیل ان اللہ تعالیٰ اعطی یوم السبت لموسیٰ ولخمسین نبیا مرسلا، و اعطی یوم الاحد لعشرین نبیا ولعیسیٰ علیہ السلام واعطی یوم الاثنین لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ولثلاثۃ وستین نبیا مرسلا واعطی یوم الثلاثاء لسلیمان علیہ السلام و لخمسین نبیا مرسلا واعطی یوم الاربعاء لیعقوب علیہ السلام ولخمسین نبیا مرسلا واعطی یوم الخمیس لآدم علیہ السلام ولخمیس نبیا ویوم الجمعۃ للہ عزوجل وتقدس قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الٰھی ماحظ امتی قال تبارک وتعالیٰ یا محمد الجمعۃ لی والجنۃ لی فاعطیت الجمعۃ لامتک والجنۃ معھا وانا مع الجنۃ لامتک وعن انس ابن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام یوم الاربعاء والخمیس والجمعۃ بنی اللہ

پچاس دیگر پیغمبروں کو دیا، اتوار کا دن حضرت عیسٰیؑ کو اور بیس دیگر پیغمبروں کو دیا، پیر کا دن محمد رسول اللہ صلعم کو اور دیگر ۶۳ پیغمبروں کو دیا۔ منگل کا دن حضرت سلیمانؑ کو اور دیگر پچاس پیغمبروں کو دیا بدھ کا دن حضرت یعقوبؑ کو اور دیگر ۵۰ پیغمبروں کو دیا، جمعرات کا دن حضرت آدمؑ کو اور دیگر پچاس پیغمبروں کو دیا اور جمعہ کا دن حق تعالیٰ جل مجدہٗ کے لئے مخصوص ہے۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ اے میرے رب میری امت کا حصہ کیا ہے؟ حق تعالےٰ جل مجدہٗ نے فرمایا: اے محمدؐ! جمعہ میرا ہے اور جنت بھی میری ہے میں نے آپ کی اُمت کو جمعہ معہ جنت کے دے دیا اور میں جنت کے ساتھ آپ کی امت کے لئے ہوں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھے حق تعالےٰ جنت میں اس کے لئے مروارید کا یا یاقوت و زبرجد کا محل بنا دیگا اور آگ سے برأت نامہ لکھ دے گا۔ ایک لفظ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو حرمت والے مہینوں کے تین دن جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کے روزے رکھے حق تعالےٰ اس کے لئے نو سو سال کی عبادت کا ثواب لکھ لیتا ہے۔

نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ ہفتہ اور اتوار کا روزہ رکھا کرو اور یہودیوں اور عیسائیوں کی مخالفت کرو۔

حضرت ابو ہریرہؓ: نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ ہر پیر و جمعرات کو آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور ان دنوں میں حق تعالےٰ ہر اس بندے کو بخش دیتا ہے جو

تعالیٰ لہ قصرا فی الجنۃ من لؤلؤ ویاقوت وزمرد
وکتب اللہ تعالیٰ لہ براءۃ من النار وفی لفظ
آخر عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من صام ثلاثۃ ایام من
کل شہر الخمیس والجمعۃ والسبت کتب اللہ
لہ عبادۃ تسعمائۃ سنۃ وقال صلی اللہ علیہ
وسلم صوموا یوم السبت والاحد وخالفوا
الیہود والنصاری وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ
عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال
تفتح ابواب السماء کل اثنین وخمیس فیغفر
اللہ تعالیٰ فی ذلک الیوم لکل عبد لا یشرک
باللہ تعالیٰ شیئا الا امرأ کان بینہ وبین
اخیہ شحناء یقول تعالیٰ انظروا ھذین حتی
یصطلحا وروی انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم
یدع صومھما حضرا ولا سفرا ویقول انھما
یومان تعرض فیھما الاعمال۔

فصل: واما صیام الایام البیض ففیھا
فضل کثیر من ذلک ما اخبرنا ابو نصر عن والدہ
قال انبانا ھلال بن محمد قال حدثنا النقاش
قال حدثنا الحسین بن سفیان قال حدثنا سلیمان
ابن یزید مولی بنی ھاشم قال حدثنا علی بن یزید
عن عبد الملک بن ھرون عن سعید ابن عثمان
عن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ
عنہ قال صوم یوم الثالث عشر یعدل صیام
ثلاثۃ آلاف سنۃ وصوم الرابع عشر یعدل

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا ہاں وہ نہیں بخشا جاتا جس کی
اپنے بھائی سے دشمنی ہو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان دونوں
کو ڈھیل دے دو، حتیٰ کہ یہ دونوں صلح کر لیں۔

منقول ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں
دنوں کے روزے نہیں چھوڑے نہ حالت قیام میں اور
نہ سفر میں، آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ یہ وہ دن ہیں جن میں
اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔

ایام بیض کے روزے

ایام بیض یعنی ہر ماہ کی تیرھویں
چودھویں اور پندرھویں تاریخوں کے روزوں کے فضائل بہت
ہیں۔

ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے خبر دی، انہیں ہلال بن محمد نے
خبر دی ان سے نقاش نے بیان کیا، ان سے حسین بن سفیان نے
بیان کیا، ان سے سلیمان بن یزید مولیٰ ابو ہاشم نے بیان کیا، انہی
سے علی بن زید نے بیان کیا وہ عبد الملک بن ہارون سے وہ
سعید بن عثمان سے اور وہ علی بن حسین بن علی بن ابی طالب
سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا تیرہ تاریخ کا روزہ
تین ہزار سال کے روزوں کی برابر ہے، چودھویں کا روزہ
دس ہزار سال کے روزوں کی برابر ہے اور پندرھویں کا
روزہ ایک لاکھ سال کے روزوں کی برابر ہے۔

ابو اسحٰق جریر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ ہر ماہ کے تین دن (تیرھویں چودھویں اور پندرھویں)
کے روزے تمام عمر کے روزوں کی برابر ہیں۔

حذیفہ رضؓ:۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو ہر ماہ کے تین دن
کے روزے رکھ لے اس نے عمر بھر روزے رکھے۔ اس کی
تصدیق حق تعالیٰ نے اپنی معزز کتاب میں بھی فرما دی ہے چنانچہ

صوم عشرة آلاف سنة وصوم يوم الخامس
عشر يعدل صوم مائة الف سنة وثلاثة عشر
الف سنة وعن ابی اسحاق عن جرير رضي الله عنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صيام
ثلاثة ايام من كل شهر ثالث عشر ورابع
عشر وخامس عشر يعدل صوم الدهر كله
وعن حذيفة رضي الله عنه قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم من صام ثلاثة ايام
من الشهر صام الدهر وقد صدقه الله
في كتابه العزيز بقوله عزوجل من جاء بالحسنة
فله عشر امثالها وعن ابن عباس رضي الله
عنهما قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
لايدع صيام الايام البيض في سفر ولا حضر
وعن الشعبي رحمه الله قال سمعت ابن عمر
رضي الله عنهما قال سمعت النبي صلى الله عليه
وسلم يقول من صام ثلاثة ايام من كل شهر
وصلى ركعتي الفجر ولم يترك الوتر في سفر ولا
حضر كتب له اجر شهيد وعن سعيد بن ابي
هند عن ابي هريرة رضي الله عنه قال اوصاني
حبيبي رسول الله صلى الله عليه وسلم بثلاث
لا ادعهن حتى القاه صيام ثلاثة ايام من كل
شهر والوتر قبل النوم وصلاة الضحى وعن
عبد الملك بن هارون بن عنترة عن ابيه عن
جده قال سمعت علي بن ابي طالب رضي الله
عنه يقول اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم

فرمایا کہ جو ایک نیکی لائے اس کے لئے دس نیکیاں ہیں۔

حضرت ابن عباس رضؓ :۔ رسول اللہ صلعم ایام بیض کے روزے سفر و حضر میں کسی حال میں کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔

شعبیؒ : میں نے حضرت ابن عمرؓ سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے نبی اکرم صلعم سے سُنا فرماتے تھے کہ جو ہر ماہ کے تین دن کے روزے رکھ لے اور فجر کی سنتوں کو پڑھتا رہے اور سفر و حضر میں وتر نہ چھوڑے اس کے لئے ایک شہید کا اجر لکھا جائے گا۔

سعید بن ابی ہند از ابوہریرہؓ : مجھے میرے محبوب رسول اللہ صلعم نے وصیت فرمائی کہ مجھ سے ملنے تک تین باتیں نہ چھوڑنا : ہر ماہ کے تین دن کے روزے، سونے سے پہلے وتر اور چاشت کی نماز۔

عبدالملک بن مروان اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب سے سنا فرماتے تھے کہ ایک دن میں نصف دن کے قریب سرکار رسالتؐ کی خدمت میں آپ کے حجرے میں حاضر ہوا اور میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے مجھے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا کہ اے علیؓ یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں اور تم کو سلام کر رہے ہیں، میں نے کہا: آپ پر اور ان پر سلام ہو یا رسول اللہ! فرمایا: میرے قریب آجاؤ میں آپ کے قریب ہوگیا فرمایا: علی! حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ سے فرماتے ہیں کہ ہر ماہ کے تین دن کے روزے رکھ لیا کرو پہلے دن کے روزے کے عوض تمہارے لئے دس ہزار روزوں کا، دوسرے دن کے عوض تیس ہزار روزوں کا اور تیسرے دن کے عوض ایک لاکھ روزوں کا ثواب لکھا جائے گا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ کیا یہ ثواب میرے ہی لئے خاص ہے یا تمام لوگوں کے لئے ہے؟ فرمایا: علی! یہ ثواب حق تعالیٰ تم کو

ذات یوم عند انتصاف النهار وهو فی الحجرة فسلمت علیه فرد النبی صلی الله علیه وسلم علی ثم قال ادن منی یا علی هذا جبریل یقرئك السلام فقلت علیك و علیه السلام یا رسول الله فقال ادن منی فدنوت منه فقال یا علی یقول لك جبریل علیه السلام صم من کل شهر ثلاثة ایام یکتب لك باول یوم ثلاث عشرة آلاف سنة وبالیوم الثانی ثلاثین الف سنة وبالیوم الثالث مائة الف سنة فقلت یارسول الله هذا الثواب لی خاصة ام للناس عامة قال صلی الله علیه وسلم یا علی یعطیك الله هذا الثواب ولمن یعمل مثل عملك بعدك قلت یارسول الله وما هی قال صلی الله علیه وسلم الایام البیض ثالث عشر ورابع عشر وخامس عشر قال عنترة قلت لعلی رضی الله عنه لأی شیء سمیت هذه الایام البیض فقال علی بن ابی طالب رضی الله عنه لما اهبط الله آدم علیه السلام من الجنة الی الارض احرقته الشمس فاسود جسده فاتاه جبریل علیه السلام فقال یا آدم اتحب ان یبیض جسدك قال نعم قال فصم من الشهر ثالث عشر ورابع عشر وخامس عشر فصام آدم علیه السلام اول یوم فابیض ثلث جسده ثم صام الیوم الثانی فابیض ثلثا جسده ثم صام الیوم الثالث فابیض جسده کله فسمیت الایام البیض وعن ذر بن جیش رحمه الله قال سألت ابن مسعود

عطا فرمائے گا اور انہیں بھی جو تمہارے بعد تمہارے جیسے عمل کریں گے میں نے کہا یارسول اللہ وہ کیا ہیں؟ فرمایا وہ ایام بیض ۱۳/۱۴ اور ۱۵ تاریخیں ہیں۔

عنترۃ :۔ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ ایام سفید کیوں کہلاتے؟ فرمایا جب اللہ تعالٰی نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا تو زمین کی دھوپ نے آپ کو جلا کر آپ کا جسم سیاہ کر دیا پھر آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ اے آدم! کیا آپ کو یہ بات محبوب ہے کہ آپ کا جسم سفید ہو جائے بولے ہاں، فرمایا: اچھا تو تم ہر ماہ کے تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کے روزے رکھا کرو۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے پہلے دن روزہ رکھا تو آپ کا ایک تہائی جسم گورا ہو گیا۔ پھر دوسرا روزہ رکھا تو دو تہائی جسم گورا ہو گیا پھر تیسرا روزہ رکھا تو سارا جسم گورا ہو گیا اسی لئے ان تاریخوں کا نام ایام بیض (سفید دن) رکھ دیا گیا۔

زر بن جیش :۔ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایام بیض کے بارے میں پوچھا فرمایا: میں نے بھی ان کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے نافرمانی کی اور درخت میں سے کھالیا تو اللہ تعالٰی نے آپ پر وحی بھیجی کہ اے آدم میرے پڑوس سے اتر جا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میرا نافرمان میرے پڑوس میں نہیں رہے گا بالآخر آپ جب زمین پر اترے تو آپ کا رنگ سیاہ ہو گیا تھا فرماتے ہیں کہ فرشتے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور انہوں نے دعا مانگی کہ اے رب یہ تیری وہ مخلوق ہے جسے تو نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی جنت میں بسایا اور اسے فرشتوں سے سجدہ کرایا اور ایک گناہ سے تو نے اس کی سفیدی کو سیاہی سے بدل دیا پھر اللہ تعالٰی نے

رضی اللہ عنہ عن الایام البیض قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنھا فقال ان آدم علیہ السلام لما عصی واکل من الشجرۃ اوحی اللہ تعالیٰ الیہ یا آدم اھبط من جواری وعزتی وجلالی لا یجاورنی من عصانی قال فھبط الی الارض مسودا قال فبکت الملائکۃ وضجت وقالت یارب خلقتہ خلقتہ بیدک واسکنتہ جنتک واسجدت لہ ملائکتک فی ذنب واحد حولت بیاضہ سوادا فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ یا آدم صم لی ھذا الیوم یوم ثالث عشر فصامہ فاصبح ثلثاہ ابیض ثم اوحی اللہ تعالیٰ الیہ یا آدم صم ھذا الیوم الیوم رابع عشر فصامہ فاصبح ثلثاہ ابیض ثم اوحی اللہ تعالی الیہ یا آدم ثم ھذا یوم خامس عشر فصامہ فاصبح کلہ ابیض فسمیت الایام البیض وقال القتبی فی ادب الکاتب العرب تسمیھا الایام البیض لان لیالیھا تبیض بطلوع القمر من اولھا الی آخرھا۔

باب فی صیام الدھر وما لمن صامہ من الثواب والاجر، اخبرنا ابو نصر عن والدہ قال حدثنا ابو الحسن علی بن احمد المقری قال حدثنا ابراھیم ابن احمد القرمیسینی قال حدثنا الحسن بن سھیل قال حدثنا یحییٰ قال حدثنا ابراھیم بن ابی نجا عن صفوان بن سلیم عن علقمۃ بن ابی علقمۃ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الصیام صیام داؤد ومن صام الدھر کلہ فقد وھب نفسہ للہ تعالیٰ وعن ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ

آدم علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اے آدمؑ میرے لئے اس دن کا یعنی تیرھویں کا روزہ رکھ آپ نے روزہ رکھا تو آپ کا تہائی جسم سفید ہو گیا پھر آپ نے بحکم وحی چودھویں کا روزہ رکھا تو دو تہائی جسم سفید ہو گیا۔ پھر بموجب وحی آپ نے روزہ رکھا تو پورا جسم گورا ہو گیا۔ لہٰذا ان دونوں کا نام سفید دن پڑ گیا۔

قتبی نے ادب الکاتب میں لکھا ہے کہ عرب ان تاریخوں کو ایام بیض اس لئے کہتے ہیں کیونکہ ان دنوں میں ساری رات چاندنی رہتی ہے۔

عمر بھر کے روزے اور ان کا ثواب ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے خبر دی، ان سے ابو الحسن علی بن احمد مقری نے بیان کیا، ان سے ابراہیم ابن احمد قرمیسینی نے بیان کیا، ان سے حسن بن سہیل نے بیان کیا ان سے یحییٰ نے بیان کیا ان سے ابراہیم بن ابی نجا نے بیان کیا وہ صفوان بن سلیم سے وہ علقمہ بن ابی علقمہ سے اور وہ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ افضل روزے حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں اور جو تمام عمر روزے رکھے اس نے اپنے آپ کو اللہ کے لئے ہبہ کر دیا۔

حضرت ابو موسےٰ اشعری رضی اللہ عنہ:۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو تمام عمر روزے رکھے اس پر جہنم اس طرح تنگ کر دی جاتی ہے اور آپ نے انگشت شہادت کو انگوٹھے کی جڑ میں رکھ کر حلقہ بنا کر دکھایا۔

شعیب از سعد بن ابراہیم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تمام عمر روزے رکھتی رہیں۔

یعقوب:۔ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ سعد نے موت سے چالیس سال پہلے سے لگاتار روزے رکھنے شروع کر دئے تھے۔

عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صام
الدھر ضیقت علیہ جہنم ھکذا وعقد تسعین
وعن شعیب عن سعد بن ابراھیم قال کانت عائشۃ
رضی اللہ عنہما تصوم الدھر وعن یعقوب قال
حدثنا ابی قال سرد سعد رضی اللہ عنہ الصوم
قبل ان یموت اربعین سنۃ وعن ابی ادریس عائذ
اللہ قال صام ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ
حتی صار کانہ خلال قال فقلت یا ابا موسیٰ
لو اجممت نفسک فقال اجماما ارید انی رأیت
السابق من الخیل المضمرۃ وعن ابی اسحاق
ابن ابراھیم قال حدثنی عمار الراھب قال
رأیت سکینۃ الطفاریۃ فی مناحی وکانت تحضر
معنا مجلس عیسیٰ بن زاذان بالابلۃ تنحدر من
البصرۃ حتی تاتیہ قاصدۃ قال عمار فقلت
لھا یا سکینۃ ما فعل عیسیٰ فضحکت ثم قالت
قد کسی حلۃ البھاء وطافت بالباریق حولہ
الخدم ثم حلی وقیل یا قاری ارق فلعمری لقد
براک الصیام وکان عیسیٰ قد صام حتی انحنی
وانقطع صوتہ وعن انس رضی اللہ عنہ قال
کان ابو طلحۃ رضی اللہ عنہ لا یصوم علی
عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اجل
الغزو فلما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لم ارہ مفطرا الا یوم الفطر ویوم النحر وعن ابی
بکر بن عبد الرحمن بن الحرث بن ھشام قال
حدثنی من رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابو ادریس عابد :- حضرت ابوموسیٰ اس قدر روزے رکھا کرتے
تھے کہ ہلال کی مانند ہو گئے تھے، میں نے کہا ابوموسےٰ! کاش
تم اپنے نفس کو آرام پہنچاتے، فرمایا روزہ ہی میں راحت ہے
میں نے دیکھا ہے کہ گھڑ دوڑ میں سب سے آگے وہی گھوڑے
رہتے ہیں جو دُبلے ہوتے ہیں۔

ابو اسحٰق بن ابراہیم :- مجھ سے عمار راہب نے بیان کیا کہ میں
نے خواب میں سکینہ طفاریہ کو دیکھا اور وہ عیسےٰ بن زاذان کی
مجلس میں ہمارے ساتھ شہر اُبلہ میں بصرہ سے آیا کرتی تھیں۔
تاکہ عیسےٰ سے شرف ملاقات حاصل کریں، میں نے ان سے پوچھا
سکینہ! عیسےٰؒ کا کیا حال ہے؟ ہنس کر بولیں انہیں رونق و
نعمات کا جوڑا پہنا دیا گیا ہے اور خدام ان کے چاروں طرف
لوٹے لے کر گھومتے رہتے ہیں اور وہ زیورات سے آراستہ کر
دئے گئے ہیں اور ان سے کہہ دیا گیا ہے کہ اے قاری چڑھ جا میری
دوام کی قسم تجھے روزوں نے بری کر دیا ہے۔ عیسےٰ روزے رکھتے
رکھتے لاغر ہو گئے تھے اور ان کی آواز بھی نہیں نکلتی تھی۔

انسؓ :- عہد رسالتؐ میں ابو طلحہؓ جنگ کی وجہ سے روزے
نہیں رکھا کرتے تھے پھر جب رسول اللہ صلعم فوت ہو گئے تو میں
نے آپ کو عید و بقر عید کے علاوہ بے روزہ نہیں دیکھا۔

ابوبکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام : مجھ سے اس نے بیان
کیا جس نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ آپ گرمی کے موسم میں
روزے کی حالت میں فرط حرارت و پیاس کی وجہ سے سر
پر پانی بہایا کرتے تھے۔

سفیان از ابو اسحاق از حارث از علیؓ :- رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے اور ایک دن
چھوڑ دیا کرتے تھے۔

فی یوم صائف یصب علی راسه الماء من شدة
الحر والعطش وهو صائم وعن سفیان بن ابی
اسحٰق عن الحرث عن علی رضی الله عنه قال
کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصوم
یوما ویفطر یوما وما نقل فی حدیث جابر
رضی الله عنه قال ان النبی صلی الله علیه وسلم
قال لما سأله عمر رضی الله عنه یا نبی الله اخبرنی
عن رجل یصوم الدهر کله قال صلی الله علیه
وسلم لا صام ذلك ولا افطر فمحمول علی
رجل صام الدهر ولم یفطر یومی العیدین
وایام التشریق وکذا قال الامام احمد بن
حنبل رحمه الله واما اذا افطر هذه الایام
وصام بقیة السنة فلا نهی فی حقه بل له
ما ذکرنا من الفضائل۔

فصل : فی فضل الصیام علی الجملة من
ذلك ما اخبرنا ابو نصر عن والده باسناده
عن عمرو بن ربیعة عن سلام بن قیس رضی الله
عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
من صام یوما ابتغاء وجه الله تعالٰی بعده
الله من جهنم کبعد غراب طار وهو فرخ حتی
مات هرما وقیل ان الغراب یعیش مقدار
خمسمائة سنة وعن ابی الدرداء رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من
صام یوما فی سبیل الله جعل الله بینه وبین
النار خندقا عرضه کما بین السماء والارض

جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث میں یہ جو رسول اللہ صلعم سے منقول ہے
کہ جب رسول اللہ صلعم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ
آپ مجھے اس کے بارے میں خبر دیں جو برابر روزے رکھتا ہے کبھی چھوڑتا
ہی نہیں ؟ فرمایا اس نے روزے نہیں رکھے اور نہ روزے چھوڑے
یہ حکم اس پر محمول ہے کہ اس نے عید، بقرہ عید اور ایام تشریق میں بھی
روزے رکھے جیسا کہ امام احمدؒ نے فرمایا ہے لیکن اگر ان ایام میں
روزے چھوڑ دئے جائیں اور سال کے باقی تمام دنوں رکھے جائیں
تو منع نہیں بلکہ فضائل سے بھرپور ہیں۔

روزے کی اجمالی فضیلت ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے
اپنی اسناد سے عمرو بن ربیعہ سے خبر دی اور وہ سلام بن قیس سے
روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالٰی کی
رضا کے لئے ایک دن کا روزہ رکھ لے حق تعالٰی اسے جہنم سے
اتنی دور فرمادے گا جتنی کوے کی عمر ہوتی ہے کہتے ہیں کوے کی عمر
پانچسو سال کی ہوتی ہے۔

ابو الدرداءؓ :۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو
ایک دن اللہ کی راہ میں روزہ رکھ لے حق تعالٰی شانہ اس کے اور
آگ کے درمیان ایک خندق حائل فرمادیگا جس کا عرض آسمان وزمین
کی درمیانی مسافت کی برابر ہوگا۔

ابو سعید خدریؓ :۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا (روزہ رکھ لے"
کے بعد) تو اللہ تعالٰی اس روزے کی وجہ سے اس کی ذات کو
بقدر ستر سال کی مسافت کے آگ سے دور فرمادے گا۔

صدیقہ رضؓ :۔ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے
تھے کہ جو بندہ روزے کی حالت میں صبح کرتا ہے اس کے لئے
یقیناً آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور اس کے اعضاء
تسبیح خوان بن جاتے ہیں اور دنیوی آسمان کے فرشتے اس کے لئے

وعن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام یوما فی سبیل اللہ باعد اللہ بذلک وجہہ عن النار سبعین خریفا وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من عبد اصبح صائما الا فتحت لہ ابواب السماء وسبحت اعضاؤہ واستغفر لہ اھل سماء الدنیا الی أن توارت بالحجاب وان صلی رکعۃ او رکعتین تطوعا اضاءت لہ السماء نورا وقالت ازواجہ من الحور العین اللھم اقبضہ الینا فقد اشتقنا الی رؤیتہ وان ھلل او سبح تلقاھا سبعون اُلف ملک یکتبونہا الی ان توارت بالحجاب

وعن ابی صالح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کل حسنۃ یعملہا ابن آدم فھی بعشر حسنات الی مئۃ او سبعمائۃ حسنۃ الا الصوم فان اللہ تعالیٰ قال فی بعض کتبہ الصوم لی وانا اجزی بہ وخلوف فم الصائم أطیب عند اللہ من ریح المسک

وعن علی رضی اللہ عنہ انہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من منعہ الصیام من الطعام والشراب الذی یشتھیہ اطعمہ اللہ من ثمار الجنۃ وسقاہ من شرابہا وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل اھل عمل باب من ابواب الجنۃ یدعون منہ بذلک العمل ولاھل

سورج کے ڈوبنے تک دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ ایک یا دو رکعت نفل پڑھ لے تو اس کے لئے آسمان نور سے جگمگا اٹھتے ہیں اور اس کی حوریں کہتی ہیں کہ اے اللہ ان کو سمیٹ کر ہمارے پاس لا ہم ان کے دیدار کے مشتاق ہیں اور اگر لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ کہے تو اس کلمہ کو ستر ہزار فرشتے لکھنے کے لئے ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں حتے کہ سورج ڈوب جائے۔

ابو صالح از ابوہریرہؓ :۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جو نیکی فرزند آدم کرتا ہے اسے دس سے لے کر سو تک یا سات سو تک نیکیاں ملتی ہیں علاوہ روزے کے کیونکہ حق تعالےٰ نے اپنی کسی کتاب میں فرمایا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دونگا اور روزہ دار کی منہ کی بھبھک اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی کہیں زیادہ پیاری ہے۔

علیؓ :۔ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جسے روزے حسب خواہش طعام و شراب سے روک دیں اللہ تعالےٰ اسے جنت کے پھلوں سے اور اس کے مشروب سے کھلائے پلائے گا۔

ابوہریرہؓ :۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہر عمل کے لئے جنت کے دروازوں میں سے ایک مخصوص دروازہ ہے کہ اہل عمل اسی دروازے سے اس عمل کی وجہ سے بلائے جائیں گے اور روزے داروں کے لئے بھی ایک دروازہ ہے جس سے وہ بلائے جائیں گے اسے ریّان کہا جاتا ہے ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا کوئی مسلمان ایسا بھی ہے جو جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائے؟ فرمایا: ہاں ہے اور مجھے امید ہے کہ اے ابوبکرؓ ان میں سے تم بھی ہو۔

رحمت عالم صلعم نے فرمایا کہ ہر چیز کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور عبادت کا دروازہ روزے ہیں۔

الصیام باب یدعون منہ یقال لہ الریان قال ابوبکر رضی اللہ عنہ یارسول اللہ ھل احد یدعی من ھذہ الابواب کلھا قال صلی اللہ علیہ وسلم نعم وانا ارجو ان تکون منھم یا ابا بکر وقال صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل شیء بابا وان باب العبادۃ الصیام وقال انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالصوم تصفو قلوبکم وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصوم نصف الصبر ولکل شیء زکاۃ وزکاۃ الجسد الصوم وعن ابی اوفی رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نوم الصائم عبادۃ وسکوتہ تسبیح وعملہ متقبل وعن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوضع للصائمین یوم القیامۃ مائدۃ من ذھب علیھا سمك فیاکلون منھا والناس ینظرون وعن احمد بن ابی الحواری قال حدثنی ابوسلیمان قال جاءنی ابوعلی الاصم باحسن حدیث سمعتہ فی الدنیا قال یوضع للصوام مائدۃ یاکلون علیھا والناس فی الحساب قال فیقولون یارب نحن نحاسب وھولاء یاکلون قال فیقول انھم طالما صاموا وافطرتم وقاموا ونمتم وعن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الصائمون اذا خرجوا من قبورھم تنفح

انس بن مالکؓ :- رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ روزے سے تمہارے دل صاف ہو جاتے ہیں۔

ابوہریرہؓ :- رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ روزہ آدھا صبر ہے ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزے ہیں۔

ابو عوفیؓ :- نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ روزے دار کی نیند عبادت ہے۔ اس کی خاموشی تسبیح ہے اور اس کے درجہ قبولیت حاصل کر چکے ہیں۔

ابن عباسؓ : رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن روزہ داروں کے لئے سونے کا دستر خوان بچھایا جائے گا جس پر شہد ہوگا وہ اس شہد سے کھائیں گے اور لوگ انہیں دیکھ رہے ہوں گے

احمد بن ابی الجواری سے روایت ہے کہ مجھ سے ابوسلیمان نے بیان کیا کہ مجھے ابو علی اصم نے ایک بہترین حدیث سنائی، ایسی دل خوش کن حدیث میں نے کبھی نہیں سُنی تھی فرمایا کہ روزہ داروں کے لئے خوان رکھا جائے گا جس سے وہ کھاتے ہوں گے اور لوگ حساب میں مصروف ہوں گے لوگ کہیں گے کہ اے پروردگار ہم سے تو حساب لیا جا رہا ہے اور یہ لوگ کھانے میں مصروف ہیں حق تعالےٰ فرمائے گا کہ یہ ایک طویل مدت تک روزے رکھتے رہے اور تم روزے نہیں رکھتے تھے یہ راتوں میں بیدار رہتے تھے اور تم آرام سے سو جاتے تھے۔

ابن عباسؓ :- رسول اللہ صلعم نے فرمایا :- جب روزہ دار اپنی قبروں سے اُٹھیں گے تو ان کے مونہوں سے مُشک جیسی خوشبو پھوٹتی ہوگی۔ ان کے پاس جنت کا خوان لایا جائے گا اور وہ اس میں سے عرش کے سایہ میں کھائیں گے۔

سفیان بن عیینہ :- مجھے خبر ملی ہے کہ روزہ داروں کا افطار کرنا بر حساب نہ ہوگا۔

من افواههم ريح المسك ويؤتون بمائدة من الجنة
فيأكلون منها وهم فی ظل العرش وقال سفيان
بن عيينة بلغنی ان الصائم لا يحاسب علی ما
يفطر عليه وعن ابی صالح عن ابی هريرة رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول الله
عزوجل الصوم لی وانا اجزی به يدع شهوته
واكله وشربه من اجلی والصوم جنة وللصائم
فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء
ربه ولخلوف فمه اُطيب عند الله من رائحة
المسك وعن جابر بن عبد الله رضی الله عنهما قال
ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال الصوم
جنة يجتن بها العبد من النار وعن سعيد بن جبير
عن ابن عمر رضی الله عنهما عن عمر بن الخطاب
رضی الله عنه قال ما آسی علی شیء من الدنيا
اتركه خلفی الا الصيام فی الهاجرة والمشی الی
الصلاة وعن مجاهد عن ابی هريرة رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لو ان
رجلا صام لله تطوعا ثم اعطی ملء الارض ذهبا
لم يستوف ثوابه دون الحساب۔

فصل : واما اوراد الليل والحث علی قيامه
مما اتفق فی الصحيحين وما ذكر فی غيرهما من
الكتب فمن ذلك ما روی عن شقيق عن عبد الله
رضی الله عنه قال ذكر عند النبی صلی الله عليه
وسلم رجل فقيل يارسول الله ان فلانا نام الليلة
حتی اصبح ما صلی فقال النبی صلی الله عليه وسلم

ابوصالح از ابوہریرہؓ : رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا
ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا روزہ دار
میری وجہ سے اپنی شہوت اور طعام وشراب چھوڑتا ہے اور
روزہ ڈھال ہے روزہ دار کو دو مسرتیں حاصل ہوتی ہیں ایک
مسرت تو روزہ کھولنے کے وقت ہوتی ہے اور دوسری مسرت
پروردگار سے ملاقات کے وقت ہوگی یاد رکھو کہ اس کے منہ
کی بھبھک اللہ تعالیٰ کو بڑی پیاری ہے۔

جابر بن عبداللہ :۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ روزہ ایک ڈھال
ہے جس کو بندہ جہنم کی آگ سے ڈھال بناتا ہے۔

سعید بن جبیر از ابن عمرؓ از عمرؓ بن خطاب :۔ مجھے دنیا میں اپنے
پیچھے کسی چیز کے چھوڑ جانے پر رنج نہیں ہوتا البتہ موسم گرما میں
روزے نہ رکھنے کا اور مسجد میں چل کر نماز کے لئے نہ جانے کا صدمہ
ضرور ہوتا ہے (کہ مرنے کے بعد یہ دونوں عظیم عبادتیں چھوٹ
جائیں گی۔)

مجاہد از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ :۔ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اللہ کے لئے نفلی روزہ
رکھے اور حساب کے دن اسے اس کے عوض دنیا بھر کر سونا دیا
جائے تو بھی اس کے روزے کے ثواب سے کم ہی رہے گا۔

★

وظائف شب اور شب بیداری

شقیق از عبداللہ :۔ رسول اللہ صلعم کے پاس ایک شخص کا ذکر کیا گیا اور کہا گیا کہ یا رسولؐ
(صلعم) فلاں شخص رات بھر صبح تک سوتا رہا اور نماز نہیں
پڑھی فرمایا اس کے کان میں شیطان نے موت دیا تھا۔

ایک حدیث میں ہے کہ جب انسان سو جاتا ہے تو شیطان اس
کے سر پر تین گرہیں لگا دیتا ہے پھر اگر وہ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا

ذلك رجل بال الشيطان في اذنه وفي الخبر اذا نام
الرجل عقد الشيطان على راسه ثلاث عقد فان
قعد وذكر الله تعالى انحلت عقدة وان توضأ
انحلت عقدة وان صلى ركعتين انحلت العقد
كلها واصبح نشيطا طيب النفس والا اصبح كسلان
خبيث النفس وفي خبر آخران للشيطان سعوطا
ولعوقا وذرورا فاذا سعط العبد ساء خلقه
واذا العقه لعقه ذرب لسانه بالشر واذا ذره
نام بالليل حتى الصبح وليسن طول القيام في
صلاة الليل وهي مثنى مثنى وكثرة الركوع
والسجود في صلاة النهار وان اراد ان يصليها
اربعا بتسليمة جاز وصلاة الليل في حق النبي
صلى الله عليه وسلم نافلة وفريضة وقربة
وكرامة وفي حق امته مكملة ومتممة للفرائض
وعن سالم عن ابن عمر رضي الله عنهما قال
كان الرجل في حياة رسول الله صلى الله عليه
وسلم اذا رأى رويا قصها على رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال فتمنيت ان ارى رؤيا
اقصها على رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال وكنت غلاما شابا عزبا وكنت انام في
المسجد على عهد رسول الله صلى الله عليه
وسلم فرأيت في النوم كان ملكين اخذاني
فذهبا بي الى النار واذا هي مطوية كطي البئر
واذا لها قرنان كقرني البئر فرأيت ناسا
قد عرفتهم فجعلت اقول اعوذ بالله من النار

ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی
ہے اور اگر دوگانہ پڑھ لے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور صبح کو
خوش وخرم اور ہشاش بشاش ہوتا ہے ورنہ سست وبدمزاج ہوتا ہے
ایک حدیث میں ہے کہ شیطان کے پاس بلاس، لعوق اور چھڑکنے
کی دوا رہتی ہے جب کوئی اس کی بلاس لے لیتا ہے تو بدخلق ہو جاتا
ہے اور جب اس کا لعوق چاٹ لیتا ہے تو شرارتوں میں چرب زبان ہو
جاتا ہے اور جب اس پر شیطان دوا چھڑک دیتا ہے تو رات بھر
صبح تک سوتا رہتا ہے۔ رات کی نماز لمبے قیام کے ساتھ دو دو رکعت
پڑھو اور دن کی نماز میں کثرت سے سجدے اور رکوع ہیں اگر کوئی دن
کی نماز ایک سلام سے چار رکعت پڑھنا چاہے تو جائز ہے۔ رات
کی نماز رحمت عالم صلعم کے حق میں نفل بھی ہے اور فرض بھی اور موجب
تقرب وبزرگی بھی ہے اور امت کے حق میں فرائض کو مکمل کرنیوالی ہے
سالم از ابن عمرؓ:- عہد رسالت میں جب کوئی شخص خواب دیکھتا
تھا تو اس کا ذکر نبی صلعم سے کر دیا کرتا تھا فرماتے ہیں مجھے بھی شوق
ہوا کہ میں خواب دیکھتا اور نبی صلعم سے بیان کرتا میں ایک غیر شادی
شدہ اور نوجوان لڑکا تھا اور عہد رسالت میں مسجد میں سویا کرتا
تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے مجھے پکڑ کر آگ کی طرف
لے گئے میں نے دیکھا کہ کنوئیں کے من کی طرح آگ کے گڑھے کی من
بنی ہوئی تھی اور جیسے کنوئیں پر دو چرخیاں لگی ہوئی ہوتی ہیں اس
پر بھی دو چرخیاں لگی ہوئی تھیں میں نے اس میں اپنی جان پہچان کے
بھی کچھ لوگ دیکھے میں آگ کو دیکھ کر بار بار اس سے اللہ کی پناہ
مانگنے لگا پھر ہمیں ایک اور فرشتہ مل گیا اور اس نے مجھ سے کہا آگ
سے بالکل نہ ڈرو فرماتے ہیں پھر میں نے یہ خواب حضرت حفصہؓ
سے بیان کیا اور انہوں نے رسول اللہ صلعم سے بیان کیا فرمایا: عبداللہ
بہت اچھا آدمی ہے کاش رات میں نماز پڑھا کرتا راوی کہتا ہے

اعوذ باللہ من النار فلقینا ملك آخر فقال لی لن تراع
قال فقصصتھا علی حفصة رضی اللہ عنھا علی النبی
صلی اللہ علیه وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه
وسلم نعم الرجل عبد اللہ لو کان یصلی من اللیل
قال فکان رضی اللہ عنه لا ینام من اللیل الا
قلیلا وعن ابی سلمة عن عبد اللہ بن عمرو بن
العاص رضی اللہ عنھما قال قال لی رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم لا تکن مثل فلان کان
یقوم اللیل فترك قیام اللیل وعن ابی صالح عن
ابن شھاب قال اخبرنی علی بن حسین ان اباہ
الحسین بن علی رضی اللہ عنھما اخبرہ ان علی بن ابی
طالب رضی اللہ عنه اخبرہ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیه وسلم طرقه ھو وفاطمة ابنته رضی اللہ
عنھما فوجدھما نیاما فقال الا تصلیان فقلت
یا رسول اللہ ان انفسنا بید اللہ تعالیٰ فاذا
شاء ان یبعثنا بعثنا فانصرف رسول اللہ صلی اللہ
علیه وسلم حین قلت ذلك له فلم یرجع شیئا
فسمعته وھو یضرب فخذہ ویقول صلی اللہ
علیه وسلم وکان الانسان اکثر شیء جدلا
وحدثنا ابو نصر عن والدہ باسنادہ عن سفیان
الثوری عن ابی الزبیر عن جابر بن عبد اللہ رضی
اللہ عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه
وسلم رکعتان یصلیھما العبد فی جوف اللیل
خیر من الدنیا وما فیھا ولولا ان اشق علی
امتی لفرضتھا علیھم وحدثنا ابو نصر عن والدہ

اس کے بعد عبد اللہ رات کو برائے نام ہی سویا کرتے تھے۔

ابو سلمہ از عبد اللہ بن عمرو بن العاص :- مجھ سے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ فلاں کی طرح مت ہو جانا کہ وہ تہجد پڑھا کرتا تھا پھر تہجد چھوڑ بیٹھا۔

ابو صالح از ابن شہاب :- مجھے علی بن حسین نے خبر دی انہیں ان کے والد حسین نے خبر دی اور انہیں حضرت علی نے خبر دی کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلعم رات کو میرے اور اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے اور آپ نے ہم دونوں کو سوتا ہوا پایا پوچھا کیا تم نماز نہیں پڑھتے؟ میں بولا: یا رسول اللہ ہمارے نفس اللہ کے ہاتھ میں ہیں پھر جب وہ ہمیں اٹھانا چاہتا ہے اٹھا دیتا ہے۔ جب میں نے آپ سے یہ بات کہی تو آپ نے کوئی جواب نہیں دیا اور آپ واپس لوٹ گئے میں نے سنا کہ آپ اپنی ران پر ہاتھ مار کر فرما رہے تھے کہ انسان بڑا جھگڑنے والا ہے۔

ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے سفیانؒ ثوری سے انہوں نے ابو الزبیرؒ سے اور انھوں نے جابرؓ بن عبد اللہ سے خبر دی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دوگانہ جو انسان رات میں پڑھتا ہے دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے اگر مجھے اپنی امت کو تکلیف میں ڈالنے کا خیال نہ ہوتا تو میں اسے ان پر فرض کر دیتا۔

ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے ابو العالیہ سے خبر دی۔ ان سے ابو مسلم نے بیان کیا کہ میں نے ابو ذرؓ سے پوچھا: کونسی نماز افضل ہے؟ فرمایا میں نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا تھا کہ کونسی نماز افضل ہے؟ آپ نے وسط شب کی نماز یا فرمایا آدھی رات کی نماز اور اس پر عمل کرنے والے کم ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے سوال کیا کہ اے میرے معبود میرے دل میں تیری عبادت

باسناده عن ابی العالیۃ قال حدثنی ابو مسلم انه
سال اباذر رضی اللہ عنه ای صلاۃ اللیل افضل
فقال ابوذر رضی اللہ عنه سالت عنها رسول
اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقال جوف اللیل او قال
نصف اللیل وقلیل فاعله وفی بعض الاخبار
سأل داؤد النبی علیه السلام ربه عزوجل وقال
الٰهی انی احب ان اتعبد لك فای وقت افضل
فاوحی اللہ تعالیٰ الیه یا داؤد لا تقم اول اللیل
ولا آخره فانه من قام اوله نام آخره ومن
قام آخره لم یقم اوله ولکن قم وسط اللیل
حتی تخلو بی واخلو بك وارفع الی حوائجك
وعن یحیی بن المختار عن الحسن رحمه اللہ انه
قال ما عمل عبد عملا اقر لعین ولا اخف
لظهر ولا اطیب لنفس من قیام من جوف اللیل
یدیما وانفاق مال فی حق وکان ابو الدرداء
رضی اللہ عنه یقول یا ایها الناس انی لکم
ناصح انی علیکم شفیق صلوا فی ظلمۃ اللیل
لوحشۃ القبور وصوموا فی الدنیا لحر یوم
النشور وتصدقوا لمخافۃ یوم عسیر یا ایها
الناس انی لکم ناصح انی علیکم شفیق وحدثنا
ابو نصر عن والده باسناده عن یحیی بن
ابی کثیر عن ابی جعفر انه سمع ابا هریرۃ
رضی اللہ عنه یقول قال رسول اللہ صلی اللہ
علیه وسلم اذا بقی ثلث اللیل ینزل اللہ تعالیٰ
الی السماء الدنیا فیقول من الذی یدعونی

کرنے کی تڑپ ہے تو عبادت کرنے کے لئے کونسا وقت افضل ہے؟
حق تعالےٰ نے وحی بھیج کر آپ سے فرمایا کہ اے داؤد شروع رات
میں اور اخیر رات میں مت اٹھ کیونکہ جو اوّل شب میں اُٹھ کر
عبادت میں لگ جاتے ہیں وہ پچھلی شب میں سو جاتے ہیں اور جو
پچھلی شب میں اُٹھ جاتے ہیں وہ اوّل شب میں سو جاتے ہیں،
ہاں درمیانی رات میں اُٹھ تاکہ تو مجھ سے خلوت کرے اور میں تجھ سے
خلوت کروں اور اپنی ضرورتیں مجھ سے مانگ۔

یحییٰ بن مختار از حسن:۔ بندہ نے کوئی ایسا عمل جو آنکھ میں
ٹھنڈک پیدا کرے، پشت کا بار ہلکا کر دے اور دل کو خوش کر
دے وسط شب میں دائمی قیام سے اور حق میں مال خرچ کرنے
سے اچھا نہیں کیا۔

ابو الدرداءؓ:۔ لوگو! میں تمہارا خیر خواہ ہوں، میں تمہارے
حق میں مشفق ہوں قبروں کی وحشت سے بچنے کے لئے رات کے
اندھیرے میں نماز پڑھا کرو اور موقف کی حرارت سے بچنے کے
لئے دن میں روزے رکھا کرو اور سخت دن کے خوف سے بچنے
کے لئے خیرات کیا کرو لوگو میں تمہارا خیر خواہ و مشفق ہوں۔

ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے یحییٰ بن ابی
کثیر سے خبر دی وہ ابو جعفر سے روایت کرتے ہیں ابو جعفر نے ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
جب تہائی رات باقی رہتی ہے تو حق تعالےٰ دنیوی آسمان پر
اتر آتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہے کوئی جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اسے
قبول کروں؟ ہے کوئی جو مجھ سے روزی مانگے اور میں اسے روزی
دوں؟ ہے کوئی جو مجھ سے ضرر دُور کرنے کی درخواست کرے اور
میں اس کا ضرر دُور کر دوں؟ صبح صادق تک یہی اعلان ہوتا
رہتا ہے۔

فأستجیب لہ من الذی یستغفرنی فأستغفر لہ من الذی یسترزقنی فارزقہ من الذی یستکشف الضر فاکشفہ عنہ حتی ینفجر الفجر وحدثنا ابو نصر عن والدہ باسنادہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ینزل ربنا عزوجل کل لیلۃ الی سماء الدنیا ثلث اللیل الآخر فیقول ہل من مستغفر فاغفر لہ ہل من داع فیستجاب لہ ہل من سائل فیعطی سؤلہ فمن ثم کانوا یستحبون الصلاۃ من آخر اللیل وعن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ قال قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أی اللیل اسمع قال جوف اللیل الآخر وادبار الصلوات المکتوبات وعن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان خیر الصیام صیام داؤد علیہ السلام کان یصوم نصف الدھر وخیر الصلاۃ صلاۃ داؤد علیہ السلام کان یرقد نصف اللیل ویصلی آخر اللیل حتی اذا بقی سدس اللیل وفی لفظ آخر عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الصلاۃ الی اللہ صلاۃ داود علیہ السلام کان یرقد شطر اللیل ثم یقوم ثم یرقد آخرہ ثم یقوم ثلث اللیل بعد شطرہ وقال ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ انی اجعل اللیل اثلاثا فثلثا انام وثلثا اصلی وثلثا استذکر فیہ حدیث

ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے حضرت ابو ہریرہؓ سے خبر دی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: کہ ہمارا عزت و جلال والا پروردگار ہر رات کو پچھلی تہائی رات میں دنیوی آسمان پر اتر آتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہے کوئی جو گناہوں کی معافی مانگے اور میں اس کے گناہ معاف کر دوں؟ ہے کوئی دعا مانگنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے ہے کوئی سوال کرنے والا کہ اس کی مراد پوری کی جائے؟ اسی لئے اللہ والے آخری رات میں نماز کو پسند فرماتے تھے۔

ابو امامہؓ:۔ رسول اللہ صلعم سے کہا گیا رات کے کون سے حصہ میں دُعا قبول کی جاتی ہے فرمایا رات کے پچھلے حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد۔

عبد اللہ بن عمرؓ:۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بہترین روزے حضرت داؤدؑ کے روزے ہیں آپ ایک دن ناغہ کر کے برابر روزے رکھا کرتے تھے اور بہترین نماز حضرت داؤدؑ کی نماز ہے آپ نصف شب تک سوتے رہتے تھے اور نصف آخر میں نماز پڑھا کرتے حتےٰ کہ جب تہائی رات باقی رہ جاتی تو سو جاتے تھے

ابن عمرؓ:۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا:۔ اللہ تعالےٰ کو حضرت داؤدؑ کی نماز بڑی پیاری ہے آپ آدھی رات تک سوتے تھے پھر کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے پھر سو جاتے پھر نصف شب کے بعد والی تہائی رات میں نماز پڑھتے۔

ابو ہریرہؓ:۔ میں رات کے تین حصہ کر لیتا ہوں ایک تہائی میں سو جاتا ہوں ⅓ میں نماز پڑھتا ہوں اور ⅓ میں رسول اللہ صلعم کی حدیثیں پڑھتا ہوں۔

ابن مسعودؓ:۔ رات کی نماز کو دن کی نماز پر اسی طرح فضیلت ہے جیسے چھپے ہوئے صدقہ کو ظاہری صدقہ پر فضیلت ہے۔

عمرو بن العاصؓ:۔ رات کی ایک رکعت دن کی دس رکعتوں سے بہتر ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابن مسعود رضی اللہ عنہ فضل صلاۃ اللیل علی صلاۃ النہار کفضل صدقۃ السر علی صدقۃ العلانیۃ وقال عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ رکعۃ باللیل خیر من عشر بالنہار وسأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام ای اللیل اسمع فقال ان العرش یہتز من السحر وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بقیام اللیل فانہ دأب الصالحین قبلکم ان قیام اللیل قربۃ الی اللہ تعالی وتکفیر للسیئات ومنہاۃ عن الاثم ومطردۃ للداء عن الجسد حدثنا ابو نصر عن والدہ باسنادہ عن الاعمش عن ابی سفیان عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی اللیل ساعۃ لا یوافقہا عبد یسأل اللہ تعالی فیہا شیئا الا اعطاہ ایاہ وہی فی کل لیلۃ قالوا وہذا عام مثل الساعۃ فی یوم الجمعۃ ومثل لیلۃ القدر فی العشر الاخیر من شہر رمضان ویقال ان فی اللیل وقتا لا بد ان ینام فیہ ویغفل کل ذی عین الا الحی القیوم الذی لا یموت ولعلہا ہذہ الساعۃ وفی حدیث عمرو بن عتبۃ رضی اللہ عنہ علیک بصلاۃ آخر اللیل فانہا مشہودۃ محضورۃ تحضرہا ملائکۃ اللیل وملائکۃ النہار۔

فصل : واما صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المذکورۃ فی المتفق علیہ فما روی عن ابی

رسول اللہ صلعم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا رات کے کس حصہ میں دعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ فرمایا عرش سحر کے وقت جھومتا ہے۔

نبی صلعم نے فرمایا: تہجد لازم پکڑ لو کیونکہ تم سے پہلے صلحاء کا یہی طریقہ رہا ہے رات کا قیام اللہ سے قریب کر دیتا ہے، برائیاں مٹا دیتا ہے، گناہوں سے باز رکھتا ہے اور جسمانی بیماریوں کو ہٹا دیتا ہے۔

ہم کو ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے اعمش سے انھوں نے ابو سفیان سے اور انھوں نے جابرؓ سے خبر دی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ رات میں ایک ایسی ساعت آتی ہے کہ اگر کوئی بندہ اسے پالے اور اس میں اللہ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالےٰ اس کی مراد ضرور پوری فرماتا ہے یہ ساعت پوری رات کے کسی حصہ میں ہے

علماء کہتے ہیں جیسے جمعہ کے دن قبولیت کی ساعت چھپی ہوئی ہے اور جیسے رمضان کے اخیر عشرے کی طاق راتوں میں شب قدر چھپی ہوئی ہے اسی طرح ہر رات میں یہ قبولیت کی ساعت چھپی ہوئی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ رات میں ایک ایسا وقت آتا ہے کہ اس وقت سوائے حی وقیوم کے کوئی نہیں جاگتا سب سو جاتے ہیں شاید وہی وقت قبولیت کا وقت ہو۔

حدیث عمرو بن عتبہ میں ہے: پچھلی رات کی نماز لازم پکڑ لے کیونکہ وہ شہادت دی جانے والی اور حاضر کی جانے والی ہے، اس وقت دن کے اور رات کے فرشتے موجود رہتے ہیں۔

*

رحمت عالم کا تہجد رحمت عالم صلعم کی رات کی نماز جو بخاری ومسلم میں مذکور ہے درج ذیل ہے۔

اسحاق قال اتیت الاسود بن یزید وکان لی
اخا وصدیقا فقلت له یا ابا عمرو حدثنی ما
حدثتک عائشۃ رضی اللہ عنہا عن صلاۃ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قالت رضی اللہ
عنہا کان صلی اللہ علیہ وسلم ینام فی اول
اللیل ویحیی آخرہ ثم ان کانت له حاجۃ الی
اھله قضی حاجته ثم لم یمس ماء حتی ینام
فاذا سمع النداء الاول قالت وثب لا واللہ
ما قالت قام فافاض علیه الماء ولا واللہ
ما قالت اغتسل وانا اعلم ما ترید وان لم
یکن جنبا توضأ وضوءہ للصلاۃ ثم صلی وعن
کریب مولی ابن عباس عن ابن عباس رضی اللہ
عنہما انه بات لیلۃ عند میمونۃ ام المؤمنین
رضی اللہ عنہا قال فاضطجعت فی عرض
الوسادۃ واضطجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم واھله فی طولہا ونام رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا انتصف اللیل
او قبله بقلیل او بعدہ بقلیل استیقظ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فجلس فمسح النوم عن وجھه
بیدہ ثم قرأ العشر الآیات الخواتم من سورۃ
آل عمران ثم قام الی شن معلقۃ فتوضأ منھا
فاحسن وضوءہ ثم قام فصلی قال ابن عباس رضی
اللہ عنه فقمت فصنعت مثل ما صنع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ثم ذھبت فقمت الی
جنبه فوضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابو اسحاق :- میں اسود بن یزید کے پاس گیا آپ میرے بھائی اور
دوست تھے میں نے آپ سے کہا ابو عمرو ! رسول اللہ صلعم کی نماز
کے بارے میں آپ سے حضرت عائشہؓ نے جو کچھ بیان کیا اُسے آپ
بیان کریں فرمایا کہ آپ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلعم اوّل شب میں
سو جایا کرتے تھے اور پچھلی شب کو بیدار رہتے تھے پھر اگر آپ کو بیوی
کی طرف ضرورت ہوتی تو اپنی ضرورت پوری فرماتے پھر پانی نہیں چھوتے
تھے حتےٰ کہ سو جاتے پھر جب پہلی اذان سنتے تو آپ ایکدم اُٹھ کھڑے ہوتے
اللہ کی قسم حضرت عائشہ رضؓ نے یہ نہیں فرمایا کہ کھڑے ہو جاتے بلکہ
فرمایا کہ کود کر اُٹھتے اور اپنے اوپر پانی ڈالتے (یہ نہیں فرمایا کہ نہاتے)
حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ اس سے آپ کی کیا مراد تھی اور اگر آپ جنبی
نہ ہوتے تو آپ وضو کرتے پھر نماز پڑھتے۔

کریب مولی ابن عباس از ابن عباسؓ ۔ آپ نے ایک رات ام المومنین
حضرت میمونہ کے گھر میں گزاری فرماتے ہیں کہ میں بستر پر آڑا آڑا
لیٹ گیا اور رسول اللہ صلعم اور آپ کی زوجہ مطہرہ بستر پر لمبے لمبے
لیٹ گئے حتےٰ کہ جب کم وبیش آدھی رات ہوگئی تو رسول اللہ صلعم
بیدار ہوئے اور اُٹھ کر بیٹھ گئے اور نیند کو ہاتھ سے اپنے منہ سے
پونچھنے لگے (یعنی نیند ہٹانے کے لئے آنکھیں ملنے لگے) پھر آپ نے
آل عمران کی پچھلی دس آیتیں پڑھیں پھر آپ ایک لٹکے ہوئے مشکیزہ
کی طرف بڑھے اور اس سے آپ نے کامل وضو کیا پھر آپ کھڑے
ہو کر نماز پڑھنے لگے (فرماتے ہیں) میں بھی کھڑا ہوا اور جو کچھ
رسول اللہ صلعم نے کیا وہی میں نے بھی کیا پھر میں جا کر آپ کے
پاس (بائیں طرف) کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ صلعم نے اپنا سیدھا
ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا داہنا کان پکڑا اور لے امیٹھا اور
مجھے اپنے داہنی جانب کر لیا) پھر آپ نے ہلکا دوگانہ پڑھا پھر باہر
تشریف لا کر صبح کی نماز پڑھی۔

بیدہ الیمنی علی رأسی فاخذ باذنی الیمنی ففتلہا فصلی رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم اوتر ثم اضطجع حتی جاء المؤذن ثم قام فصلی رکعتین خفیفتین ثم خرج فصلی الصبح وعن ابی سلمۃ عن عائشۃ رضی قالت ماکنت الفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من آخر السحر الا وھو نائم عندی تعنی بعد الوتر وعن مسروق عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعجبہ الدائم من العمل فقلت ای اللیل کان یقوم قالت اذا سمع الصارخ وعن الحسن رحمہ اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا من اللیل ولو اربعا صلوا ولو رکعتین ما من اھل بیت یعرف لھم صلاۃ باللیل الا ناداھم منادیا اھل البیت قوموا لصلاتکم وعن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء مثل ما اذن لنبی حسن الصوت یتغنی بالقرآن وعن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سمع رجلا یقرأ فی سورۃ من اللیل فقال صلی اللہ علیہ وسلم رحمہ اللہ لقد اذکرنی کذا و کذا آیۃ کنت اسقطتہا من سورۃ کذا وکذا۔

واما قدر صلاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیل فما اخبرنا بہ الشیخ ابو نصر عن والدہ قال حدثنا محمد بن احمد بن ابی الفوارس قال حدثنا احمد بن یوسف قال حدثنا احمد

ابو سلمہ از عائشہ رضؓ: میں ہمیشہ رحمت عالم صلعم کو سحر کے پچھلے حصہ میں اپنے پاس سویا ہوا ہی دیکھا کرتی تھی (اس سے آپ کی یہ مراد کہ آپ تہجد اور وتر پڑھ کر سو جایا کرتے تھے۔)

مسروق از عائشہ رضؓ: نبی اکرم صلعم کو دائمی عمل محبوب تھا میں نے پوچھا: آپ رات میں کس وقت اٹھا کرتے تھے فرمایا: مرغ کی بانگ سُن کر اُٹھ جایا کرتے تھے۔

حسنؒ :۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ رات میں نماز ضرور پڑھو گو چار یا دو رکعت ہی پڑھو جس گھر میں رات کو نماز پڑھی جاتی ہے تو انہیں ضرور ایک اعلان کرنے والا پکار کر کہتا ہے کہ اے گھر والو اپنی نماز کے لئے اٹھو۔

ابو سلمہ از ابو ہریرہؓ: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے کسی کا قرآن اس طرح کان لگا کر نہیں سنا جس طرح اپنے محبوب نبی کی پیاری آواز سے قرآن کو سُنا آپ قرآن کو اچھی آواز کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

عروہ از عائشہ رضؓ: سرور عالم صلعم نے سُنا کہ ایک شخص رات میں قرآن پاک کی کوئی سورت پڑھ رہا ہے فرمایا حق تعالیٰ اس پہ رحم فرمائے اس نے مجھے فلاں فلاں سورت کی فلاں فلاں آیت یاد دلا دی جو میں بھول گیا تھا۔

نبی صلعم کی رات کی نماز

ہمیں شیخ ابو نصر نے اپنے والد سے خبر دی ان سے محمد بن ابی الفوارس نے بیان کیا ان سے احمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے احمد بن ابراہیم بن ملحان نے بیان کیا ان سے ابو بکر نے بیان کیا ان سے لیث نے بیان کیا وہ ابو حبیب سے، وہ عراک سے، وہ عروہ سے روایت کرتے ہیں عروہ کو عائشہ رضؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلعم رات کو تیرہ رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور (دہر) فجر کی دو رکعتیں۔ آپ سے یہ بھی منقول ہے کہ

ابن ابراهيم بن ملحان قال حدثني ابوبكر قال حدثني
الليث عن ابن ابي حبيب عن عراك عن عروة رحمه الله
قال ان عائشة رضي الله عنها اخبرته ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي بالليل
ثلاث عشرة ركعة وركعتي الفجر وروي انه
صلى الله عليه وسلم كان يصلي من الليل اثنتي
عشرة ركعة ثم يوتر بواحدة وقيل عشر ركعات
ثم يوتر بواحدة۔

فصل : في صلاة الليل وقد ذكر الله تعالى
القائمين بالليل في كتابه العزيز فقال عز وجل
كانوا قليلا من الليل ما يهجعون وبالاسحار
هم يستغفرون وقال جل وعلا تتجافى جنوبهم
عن المضاجع يدعون ربهم خوفا وطمعا وقال
تعالى امن هو قانت آناء الليل ساجدا وقائما
يحذر الآخرة ويرجو رحمة ربه وقال تبارك و
تعالى والذين يبيتون لربهم سجدا وقياما وقال
جل وعلا ومن الليل فتهجد به نافلة لك عسى
ان يبعثك ربك مقاما محمودا وقال النبي صلى الله
عليه وسلم اذا جمع الله الاولين والآخرين
يوم القيامة نادى مناد ليقم الذين كانت
تتجافى جنوبهم عن المضاجع يدعون ربهم
خوفا وطمعا فيقومون وهم قليل ثم يرجع فينادي
ليقم الذين كانت لا تلهيهم تجارة ولا بيع
عن ذكر الله فيقومون وهم قليل ثم يرجع
فينادي ليقم الذين كانوا يحمدون الله عز وجل

آپ رات میں بارہ رکعت پڑھا کرتے تھے پھر ایک رکعت وتر پڑھ
لیا کرتے تھے اور بعض کے نزدیک دس رکعت پڑھ کر ایک رکعت وتر
پڑھ لیا کرتے تھے۔

تہجد کی فضیلت حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے شب بیداری کا ذکر خیر
قرآن حکیم میں فرمایا ہے فرمایا کہ وہ رات کو برائے نام سوتے ہیں اور
سحر کو وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں دوسری جگہ فرمایا کہ ان کی کروٹیں
خواب گاہوں سے دُور ہو جاتی ہیں اور وہ اپنے رب کو خوف و لالچ سے
پکارتے رہتے ہیں۔ فرمایا: یا وہ جو رات کی ساعتوں میں سجدوں کی
اور قیام کی حالت میں عبادت میں لگے رہتے ہیں اور آخرت کے ہولوں
سے خوفزدہ رہتے ہیں اور اپنے پروردگار کی رحمت کے امیدوار بھی
رہتے ہیں۔ فرمایا:۔ اور جو اپنے رب کے لئے سجدوں اور قیاموں کی
حالت میں راتیں گزار دیتے ہیں، فرمایا اور آپ رات میں تہجد پڑھیں
جو آپ کے لئے مزید ہے اُمید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں
اٹھائے اور نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب حق تعالیٰ
تمام اگلوں اور پچھلوں کو جمع فرمائے گا تو ایک منادی اعلان کرے گا
ان کو کھڑا ہو جانا چاہیئے جن کی کروٹیں خواب گاہوں سے دُور
ہو جایا کرتی تھیں اور اپنے پروردگار سے خوف و طمع کے ساتھ
دعائیں مانگا کرتے تھے یہ سُن کر تھوڑے سے آدمی کھڑے ہوں گے
پھر منادی اعلان کرے گا انہیں کھڑا ہو جانا چاہیئے جن کو تجارت
اور کاروبار اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتا تھا یہ سُن کر گنتی کے آدمی
کھڑے ہوں گے پھر منادی اعلان کرے گا کہ انہیں کھڑا ہو جانا
چاہیئے جو فراخی و تنگی اور عافیت و مصائب میں ہر حال میں اللہ کی
نعمتوں کا شکر ادا کیا کرتے تھے یہ سُن کر معدودے چند حضرات
کھڑے ہوں گے پھر ان کے بعد تمام لوگوں کا حساب لیا جائے گا۔
رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دن کے روزے پر سحری سے مدد لو

فی السراء والضراء فیقومون وھم قلیل ثم یجاسب سائر الناس من بعدھم وقال صلی اللہ علیہ وسلم استعینوا بطعام السحر علی صوم النھار وبقیلولۃ النھار علی قیام اللیل ان صاحب النوم یجیء مفلسا ومانام احد طول لیلہ الا بال الشیطان فی اذنہ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ربما ردد آیۃ حتی یصبح وقالت عائشۃ رضی اللہ عنھا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ حتی الصق جلدہ بجلدی ثم قال یا عائشۃ اتأذنین لی ان اتعبد لربی اللیلۃ قلت واللہ انی لاحب قربک ولکنی اوثرھواک ثم قام صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ القرآن ویبکی حتی بل بالدموع منکبیہ ثم جلس یقرأ حتی بل بالدموع جنبیہ وحقویہ ثم اضطجع یبکی ویقرأ حتی بل بالدموع مایلی الارض فاتاہ بلال رضی اللہ عنہ فقال بابی وامی المریغفر اللہ لک قال صلی اللہ علیہ وسلم یا بلال افلا اکون عبدا شکورا انہ انزل علی فی ھذہ اللیلۃ ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنھار لآیات لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ماخلقت ھذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار وقالت عائشۃ رضی اللہ عنھا مارأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی شیء من صلاۃ اللیل جالسا حتی دخل فی السن

اور قیام شب بیداری پر دوپہر کو سونے سے۔ صاحب خواب صبح کو دلیوالیہ ہوکر اٹھتا ہے اور جورات بھر سوتا رہتا ہے شیطان نے یقیناً اس کے کان میں موت دیا ہے رسول اللہ صلعم رات بھر ایک آیت کو دہراتے رہتے تھے حتےٰ کہ صبح ہوجایا کرتی تھی۔

حضرت صدیقہ رضؓ :۔ ایک رات رسول اللہ صلعم سوئے کہ آپ کا جسم میرے جسم سے متصل ہوگیا پھر آپ نے فرمایا عائشہ! کیا تم اس رات میں مجھے اپنے رب کی عبادت کرنے کی اجازت دیتی ہو؟ میں بولی: اللہ کی قسم مجھے آپ کی نزدیکی محبوب ہے تاہم میں آپ کی خواہش ورغبت کو ترجیح دیتی ہوں پھر آپ کھڑے ہوکر رو رو کر قرآن پاک پڑھنے لگے اور اس قدر روئے کہ آپ کے کندھوں کو بھگو دیا پھر آپ بیٹھ کر قرأت فرمانے لگے اور اس قدر روئے کہ آپ کے دونوں پہلو معہ کمر کے آنسوؤں سے شرابور ہوگئے پھر لیٹے لیٹے رو رو کر قرآن پڑھتے رہے اور ایسا روئے کہ زمین آنسوؤں سے بھیگ گئی پھر آپ کے پاس بلال رضؓ نے آکر کہا یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا اللہ تعالےٰ نے آپ کے گناہ معاف نہیں فرمادئے فرمایا بلال! کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں حق تعالےٰ نے مجھ پر اس رات میں ان فی خلق السموٰت الخ اتاری ہے یعنی یاد رکھو کہ آسمان وزمین کی پیدائش میں اور دن رات کے آنے جانے میں اہل عقل کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں جو اللہ تعالےٰ کو کھڑے بیٹھے اور کروٹوں پر یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمان وزمین کی پیدائش میں غور کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تونے یہ (کائنات) بے فائدہ پیدا نہیں فرمائی تو پاک ہے لہٰذا ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

حضرت صدیقہ رضؓ :۔ میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلعم نے کبھی تہجد بیٹھ کر پڑھا ہو حتےٰ کہ جب آپ معمر ہوگئے تو بیٹھ کر پڑھا

فجعل يصلي وهو جالس فاذا بقي عليه من السورة ثلاثون آية او اربعون آية قام فقرأبها ثم ركع صلى الله عليه وسلم وقال يعمر بن بشر اتيت باب عبد الله بن المبارك بعد العشاء الاخرة فوجدته يصلي وهو يقرأ اذا السماء انفطرت حتى اذا بلغ يا ايها الانسان ما غرك بربك الكريم وقف يرددها الى ان ذهب هوى من الليل فرجعت حين طلع الفجر وهو يرددها فلما رأى الفجر قد طلع قطع ثم قال حلمك وجهلي حلمك وجهلي فانصرفت وتركته وقال النبي صلى الله عليه وسلم الشتاء ربيع المؤمن قصر نهاره فصامه وطال ليله فقامه وقال ابن مسعود رضي الله عنه ينبغي لقارىء القرآن ان يعرف بليله اذا الناس ينامون وبنهاره اذا الناس يفطرون وببكائه اذا الناس يضحكون وبورعه اذا الناس يخلطون وبخشوعه اذا الناس يختالون وبحزنه اذا الناس يفرحون وبصمته اذا الناس يخوضون۔

فصل: في فضل الصلاة بين العشاءين حدثنا ابو نصر عن والده قال حدثنا ابو الفتح محمد بن احمد بن ابي الفوارس الحافظ املاء قال حدثنا بشر قال حدثنا محمد بن سليمان المصيصي قال حدثنا زيد بن الحباب عن عمر بن عبد الله بن خثعم عن يحيى بن ابي كثير عن ابي سلمة عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى ست ركعات بعد المغرب

لیا کرتے تھے پھر جب سورت کی ۳۰ یا ۴۰ آیتیں باقی رہ جاتی تھیں تو آپ انہیں کھڑے ہو کر پڑھتے تھے پھر رکوع میں جاتے تھے۔

یعمر بن بشر:۔ میں عشاء کے بعد ابن مبارک کے گھر کے دروازے پر آیا میں نے آپ کو نماز کی حالت میں پایا آپ سورہ انفطار پڑھ رہے تھے حتیٰ کہ جب آپ یا ایہا الانسان ما غرک بربک الکریم پر پہنچے تو آپ اسی آیت کو پڑھتے رہے ابھی تھوڑی سی رات ہی گزری تھی صبح صادق ہونے پر میں واپس آیا اور آپ یہی آیت پڑھ رہے تھے پھر جب آپ نے خیال فرمایا کہ صبح صادق ہو گئی ہے تو آپ نے قرأت موقوف کر کے فرمایا تیرے حلم نے اور میری جہالت نے دھوکا میں رکھا میری واپسی پر آپ یہی فرما رہے تھے۔ رحمت عالم صلعم نے فرمایا: جاڑا مومن کی فصل بہار ہے جاڑے کے دن چھوٹے ہوتے ہیں اور مومن روزہ رکھتا ہے اور راتیں بڑی ہوتی ہیں اور مومن شب بیدار رہتا ہے۔

ابن مسعودؓ:۔ قرآن کے قاری کو مناسب ہے کہ جب لوگ سو جائیں تو رات قرآن کی تلاوت کے لئے کوئی حصہ مقرر کرے اور دن کو روزہ رکھے جب کہ لوگ کھاتے پیتے ہیں اور اللہ کے ڈر سے گناہوں پر روتا رہے جب کہ لوگ ہنستے ہیں اور پارسائی کو چمٹا رہے جب کہ لوگ حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے اور عاجزی کا اظہار کرتا رہے جب کہ لوگ مغرور ہوتے ہیں اور گناہوں پر حسرت و افسوس کرتا رہے جب کہ لوگ خوش ہوتے ہیں اور خاموش رہے جبکہ لوگ واہی تباہی باتوں میں لگے رہتے ہیں۔

عشاء و مغرب کے درمیان نماز کی فضیلت ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے بیان کیا، ان کو حافظ ابو الفتح محمد بن احمد بن ابو الفوارس نے لکھوایا، ان سے بشر نے بیان کیا، ان سے محمد بن سلیمان مصیصی نے بیان کیا اور ان سے زید بن حباب نے عمر بن عبد اللہ بن خثعم سے بیان کیا وہ یحییٰ بن ابی کثیر سے وہ ابو سلمہ سے اور وہ ابو ہریرہؓ سے روایت

لم یتکلم بینھن عدلن بعبادۃ ثنتی عشرۃ سنۃ
وفی حدیث زید ابن الحباب و لم یتکلم بینھن
بسوء وقیل یستحب ان یقرأ فی الرکعتین الاولین
بقل یا ایھا الکافرون وقل ھو اللہ احد ،
لیسرع بھما لانہ قیل انھما یرفعان مع صلاۃ
المغرب ثم یصلی باقیھا ویطول فیھا ان شاء
وفی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنھما ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی اربع رکعات
بعد المغرب قبل ان یکلم احدا رفعت لہ فی
علیین وکان کمن ادرک لیلۃ القدر فی المسجد
الاقصی وھو خیر من قیام نصف لیلۃ وحدثنا
ابو نصر عن والدہ باسنادہ عن طارق بن شھاب
عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال سمعت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من صلی المغرب
وصلی من بعدھا اربعا کان کمن حج بعد حجۃ
قلت فان صلی بعدھا ستا قال یغفر لہ ذنوب
خمسین سنۃ وعن سعید بن جبیر عن ثوبان
رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من عکف نفسہ ما بین المغرب
والعشاء فی مسجد جماعۃ لم یتکلم الا بصلاۃ
او قرآن کان حقا علی اللہ ان یبنی لہ قصرین
فی الجنۃ مسیرۃ کل قصر منھما مائۃ عام و
یغرس لہ بینھما غراسا لو طافہ اھل الدنیا
لوسعھم وحدثنا ابو نصر عن والدہ باسنادہ
عن ھشام بن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنھا

کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھ
لے اور ان میں کوئی بات نہ کرے ان کا ثواب بارہ سال کی عبادت کی
برابر ملے گا۔ زید بن ابی الحباب کی ایک حدیث میں ہے کہ ان کے درمیان
کوئی بُرا کلمہ زبان سے نہ نکالے۔ کہا جاتا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ پہلی دو
رکعتوں میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص پڑھے تاکہ انہیں جلدی
سے پڑھ لے کیونکہ کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں رکعتیں مغرب کی نماز کے ساتھ
اٹھالی جاتی ہیں پھر باقی نماز اگر چاہے تو طویل پڑھ لے۔

حضرت ابن عباسؓ :- نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جو کسی سے بات کرنے
سے پہلے مغرب کے بعد چار رکعتیں پڑھ لے تو وہ رکعتیں اس کے لئے
علیین میں اٹھا کر لے جائی جاتی ہیں اور ان کا اتنا ثواب ہے جیسے کسی
نے مسجد اقصیٰ میں شب قدر پالی اور آدھی رات کی شب بیداری سے بہتر ہیں

ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے بیان کیا وہ طارق بن
شہاب سے اور وہ حضرت ابوبکر رضؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر رضؓ نے فرمایا
کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو مغرب کی نماز
پڑھنے کے بعد چار رکعتیں پڑھ لے اس کا ثواب ایسا ہے جیسے کسی
نے حج پر حج کیا میں نے کہا اگر چھ رکعت پڑھ لے تو؟ فرمایا اس کے
پچاس سال کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ سعید بن جبیر از ثوبان:
رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو مغرب کے بعد عشاء تک جماعت والی
مسجد میں ٹھہرا رہا اور اس نے بجز نماز کے اور قرآن پڑھنے کے زبان سے
کچھ نہیں نکالا تو اللہ پر اس کا یہ حق ہے کہ اللہ اس کے لئے جنت میں
دو محل بنا دے جن میں سے محل کی مسافت سو سال کی ہو اور ان کے
درمیان ایسا باغ لگا دے کہ اگر دنیا والے اس کے گرد گھومنا چاہیں
تو اس میں سب کے لئے گنجائش ہو۔

ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد بیان کیا وہ ہشام بن
عروہ سے اور حضرت عائشہ رضؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم

قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من صلوٰۃ
احب الی اللہ تعالیٰ من صلاۃ المغرب بہا یفتح العبد
لیلتہ ویختم بہا نہارہ ولم یحط عن مسافر ولا
عن مقیم من صلاہا وصلی بعدہا اربعا من غیر
ان یکلم جلیسا بنی اللہ لہ قصرین مکللین بالدر
والیاقوت بینہما من الجنان ما لا یعلم علمہ
الا اللہ تعالیٰ وان صلاہا وصلی بعدہا ستا من
غیر ان یکلم جلیسا غفر لہ اربعین عاما وکان
ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ یصلی بین العشائین ثنتی
عشرۃ رکعۃ وعن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن
عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من صلی بین المغرب والعشاء
عشرین رکعۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ وروی أن
انس بن مالک رضی اللہ عنہ کان یصلی ما بین المغرب
والعشاء ویقول ہی ناشئۃ اللیل وعن عبد الرحمن
بن الاسود عن عمہ انہ قال ما اتیت. ساعۃ عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ الا وجدتہ یصلی ما
بین المغرب والعشاء وکان یقول ہی ساعۃ
غفلۃ وقیل فیہا نزلت تتجافی جنوبہم عن
المضاجع وعن عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ
عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال
من قرأ بعد المغرب الم تنزیل السجدۃ وتبارک
الذی بیدہ الملک جاء یوم القیامۃ ووجہہ
مثل القمر لیلۃ البدر وقد أدی حق تلک اللیلۃ
وہذہ الرکعات التی وردت بہا الاخبار

فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کو مغرب کی نماز سے زیادہ پیاری کوئی نماز نہیں اس
کے ذریعے انسان رات کا آغاز اور دن کا اختتام کرتا ہے مغرب کی نماز
میں سفر و حضر میں مساوات ہے جو مغرب کی نماز پڑھے اور اس کے بعد
اپنے کسی ساتھی سے بات کئے بغیر چار رکعت نماز پڑھ لے حق تعالیٰ
اس کے لئے موتیوں اور یاقوت سے مرصع دو محل جنت میں بنا دے گا
اور ان کے درمیان ایسے نفیس باغ ہوں گے جن کی خوبیوں کا علم اللہ ہی
کو ہے اور اگر مغرب کے بعد اپنے رفقاء سے بات کئے بغیر چھ رکعت پڑھ
لے اس کے گناہ چالیس سال کے معاف کر دئے جائیں گے ابوہریرہؓ
مغرب و عشاء کے درمیان رکعت پڑھا کرتے تھے۔

ہشام بن عروہ از عروہ از عائشہ رضؓ:۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا
کہ جو مغرب و عشاء کے درمیان بیس رکعت نماز پڑھ لے حق تعالیٰ
اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیتا ہے۔

حضرت انسؓ بن مالک مغرب و عشاء کے درمیان نماز پڑھا کرتے
تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ رات کا قیام (شب بیداری) ہے۔

عبد الرحمن بن اسود اپنے چچا سے:۔ جب کبھی میں اس ساعت
(مغرب و عشاء کی درمیان والی ساعت) میں ابن مسعودؓ کے پاس
آیا میں نے آپ کو نماز ہی میں مصروف پایا فرمایا کرتے تھے کہ یہ غفلت کی
ساعت ہے۔ کہتے ہیں اسی میں یہ آیت تتجافی جنوبہم الخ اتری یعنی ان کی
کروٹیں خوابگاہوں سے دور رہتی ہیں (آخر تک)

عبد اللہ بن اوفیٰ: نبی صلعم نے فرمایا کہ جو مغرب کے بعد الم تنزیل
السجدہ اور سورہ ملک پڑھ لے تو قیامت کے دن اس کا چہرہ چودھویں
رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا اور وہ اس رات کا حق ادا کر دیگا۔
ان رکعتوں میں مغرب کی دو رکعتوں کے شمار کرنے کا بھی احتمال ہے
اور ان سنتوں سے علیحدہ ہونے کا بھی احتمال ہے۔

مغرب کی نماز سے قبل سنتیں ان کے بارے میں امام احمدؒ سے

يحتمل ان تكون منفردة عن الركعتين السنة
ويحتمل ان تكون معها۔

فصل : واما الركعتان قبل صلاة المغرب
فقد سئل احمد بن حنبل رحمه الله فقال اما
انا فلا افعلهما وان فعلهما رجل لم يكن به
بأس وسئل ابن عمر رضي الله عنهما عن صلاتهما
فقال ما رأيت احدا على عهد رسول الله صلى الله
عليه وسلم يصليهما ولم ينه ابن عمر رضي الله
عنهما وروى عن انس بن مالك رضي الله عنه
قال كنا نصلي على عهد رسول الله صلى الله
عليه وسلم بعد غروب الشمس قبل صلاة المغرب
ركعتين فقلت له هل كان رسول الله صلى الله
عليه وسلم بعد غروب الشمس قبل صلاة
المغرب ركعتين فقلت له هل كان رسول
الله صلى الله عليه وسلم صلاهما فقال قد
كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرانا نصليهما
فلا يامرنا ولا نيهانا قال ابراهيم النخعي
رحمه الله قد كان بالكوفة خيار اصحاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم علي بن ابي طالب
وابن مسعود وحذيفة بن اليمان وعمار بن
ياسر وابو مسعود الانصاري وغيرهم رضي الله
عنهم فما رأيت احدا منهم يصلي قبل المغرب
وما صلى هاتين الركعتين ابو بكر ولا عمر ولا
عثمان رضي الله عنهم۔

فصل : في ذكر ما ورد فعله بين العشائين

پوچھا گیا فرمایا: میں تو یہ سنتیں نہیں پڑھتا اور اگر کوئی پڑھ
لے تو حرج بھی نہیں۔

ابن عمرؓ سے ان کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا کہ میں نے
عہد رسالتؐ میں کسی کو انہیں پڑھتا ہوا نہیں دیکھا اور حضرت
ابن عمرؓ نے ان سے منع بھی نہیں کیا۔

انس بن مالکؓ :۔ ہم عہد رسالت میں سورج ڈوبنے کے بعد
مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے میں نے
آپ سے پوچھا کیا انہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی
پڑھا کرتے تھے ؟ فرمایا رسول اللہ صلعم ہم کو دیکھتے تھے کہ ہم ان
کو پڑھ رہے ہیں اور آپ نہ ہمیں پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے اور
نہ روکا کرتے تھے۔

ابراہیم نخعی : کوفہ میں اکابر صحابہ، جیسے علی رضؓ، ابن مسعودؓ
حذیفہ رضؓ، عمار رضؓ، اور ابو مسعودؓ انصاری وغیرہ تھے میں نے
ان میں سے کسی کو بھی مغرب سے قبل نماز پڑھتا ہوا نہیں
دیکھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اور نہ عمرؓ و عثمانؓ نے
یہ دو رکعتیں پڑھیں۔

مغرب و عشاء کے درمیان نیک عملوں کی فضیلت

مغرب و عشاء کے درمیان نیک عملوں کی برکت سے خواب میں
رحمۃ للعالمین مقبول رب العالمین کا دیدار بھی نصیب ہوتا ہے۔

عبد الرحمن بن حبیب حارثی بصری از سعید بن سعد از ابو
طیبہ کرز بن وبرہ حارثی (آپ ابدال میں سے تھے)

میرے پاس میرا ایک بھائی شامی آیا اس نے مجھے ایک ہدیہ
دے کر التجا کی کہ براہ کرم یہ ہدیہ قبول فرمالیجئے کیونکہ یہ
ایک بہترین ہدیہ ہے میں بولا بھائی صاحب آپ کو یہ تحفہ کس نے
دیا ہے ؟ فرمایا مجھے یہ تحفہ ابراہیمؒ تیمی نے دیا ہے۔ میں نے پوچھا

ورؤية فاعله للنبي صلى الله عليه وسلم ببركة
فعله ذلك في المنام وغير ذلك من الثواب عن
عبد الرحمن بن حبيب الحارثي البصري عن سعيد
بن سعد عن ابي طيبة كرز بن وبرة الحارثي
رحمه الله وكان من الابدال قال اتاني اخ
لي من اهل الشام فاهدى لي هدية وقال لي
اقبل مني هذه الهدية يا كرز فانها نعم
الهدية قال فقلت يا اخي ومن اهدى اليك
هذه الهدية قال اعطانيها ابراهيم التيمي
رحمه الله تعالى قال فقلت فهل سألت ابراهيم
من اعطاه هذه العطية قال بلى قال لي كنت
جالسا في قبالة الكعبة وانا في التهليل والتسبيح
والتحميد فجاءني رجل فسلم علي وجلس عن
يميني فلم أر في زماني احسن منه وجها ولا
احسن منه ثيابا ولا اطيب منه ريحا ولا اشد
منه بياضا فقلت يا عبد الله من انت ومن
اين جئت وما انت فقال أنا الخضر جئت للسلام
عليك وحبالك في الله وعندي هدية اريد
ان اهديها اليك فقلت له فاعلمني هديتك
هذه ما هي فقال الخضر عليه السلام تقرأ قبل
ان تطلع الشمس وتنبسط على الارض وقبل ان
تغرب سورة الحمد سبع مرات وقل اعوذ
برب الناس سبع مرات وقل اعوذ برب الفلق
سبع مرات وقل هو الله احد سبع مرات وقل
يا ايها الكافرون سبع مرات وآية الكرسي

کیا آپ نے ابراہیم سے پوچھا تھا کہ انہیں یہ تحفہ کس نے دیا تھا فرمایا:
ہاں انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ میں کعبہ اقدس کے سامنے بیٹھا
ہوا تھا اور لا الہ الا اللہ، سبحان اللہ اور الحمد للہ (یعنی ذکر اللہ)
میں مصروف تھا کہ میرے پاس ایک شخص آتا ہے اور مجھے سلام
کرتا ہے اور میری دائیں جانب بیٹھ جاتا ہے میں نے اپنے زمانہ
میں اس سے زیادہ حسین وجمیل، اچھے لباس والا، بہترین خوشبو
والا اور انتہائی گورا کسی شخص کو نہیں دیکھا میں نے کہا کہ اے اللہ کے
بندے تو کون ہے؟ اور کہاں سے آیا ہے؟ اور کیا ہے؟ بولا:
میں خضر ہوں میں سلام کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں
حاضر ہوا ہوں مجھے آپ سے محض اللہ کے لئے محبت ہے اور
میرے پاس ایک تحفہ ہے اسے آپ کی خدمت میں پیش کرنے
کے لئے آیا ہوں۔ میں نے کہا آپ وہ تحفہ مجھے دکھائیں آخر وہ
کیا چیز ہے؟ خضر علیہ السلام نے فرمایا وہ تحفہ یہ ہے کہ آپ سورج
نکلنے سے اور دھوپ پھیلنے سے قبل اور سورج ڈوبنے کے بعد سورہ
فاتحہ ۷ بار، سورہ ناس ۷ بار، سورہ فلق ۷ بار، سورہ اخلاص ۷
بار، سورہ کافرون ۷ بار، آیۃ الکرسی ۷ بار پڑھیں پھر سبحان اللہ
والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ۷ بار پڑھیں اور ۷ بار نبی اکرم
صلعم پر درود بھیجیں اور اپنے لئے والدین کے لئے اور تمام مومن
مردوں اور عورتوں کے ۷ بار مغفرت کی دعا مانگیں اور ہر استغفار کے
بعد ۷ بار یہ دعا پڑھیں اللھم افعل بی وبہم عاجلا وآجلا فی الدین و
الدنیا والآخرۃ ما انت لہ اھل ولا تفعل بنا یا مولنا ما نحن لہ اھل انک
غفور حلیم، جواد کریم برّ رؤف رحیم اور احتیاط رکھئے کہ روزانہ صبح و
شام اسے پابندی سے پڑھتے رہیئے۔ جس نے یہ تحفہ مجھے دیا تھا
اس نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اسے اپنی عمر میں ایک دفعہ تو ضرور
پڑھ لیجئے میں نے کہا میری خواہش ہے کہ آپ مجھے وہ شخص بتادیں

سبع مرات وتقول سبحان الله والحمد لله ولا اله
الا الله والله اکبر سبع مرات وتصلی علی النبی صلی الله
علیه وسلم سبع مرات وتستغفر لنفسك ولو
الدیك وللمومنین والمومنات سبع مرات وعقیب
الاستغفار اللهم رب افعل بی وبهم عاجلا و
آجلا فی الدین والدنیا والآخرة ما انت له اهل
ولا تفعل بنا یا مولانا ما نحن له اهل انك غفور
حلیم جواد کریم بر رؤف رحیم سبع مرات وانظر
ان لا تدع ذلك غدوة وعشیة فان الذی اعطا
نیها قال لی قلها مرة واحدة فی دهرك فقلت
احب ان تعرفنی من اعطاك هذه الهدیة قال
اعطانیها محمد صلی الله علیه وسلم قال
فقلت للخضر علیه السلام علمنی شیئا ان قلته
رأیت النبی صلی الله علیه وسلم فی منامی فاساله
اهو اعطاك هذه العطیة فقال لی امتهم انت
لی قلت لا والله ولکنی احب ان اسمع ذلك من
رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال لی ان کنت
ترید ان تری النبی صلی الله علیه وسلم فی منامك
فاعلم انك اذا صلیت المغرب تقوم تصلی الی
العشاء الآخرة من غیر ان تکلم احدا من
الآدمیین واقبل علی صلاتك التی انت فیها
وتسلم فی کل رکعتین واقرأ فی کل رکعة
سورة الحمد مرة وقل هو الله احد سبع مرات
ثم تصلی صلاة العتمة فی الجماعة ولا تکلمن
احدا حتی تاتی منزلك وتصلی الوتر وتصلی عند

جس نے آپ کو یہ تحفہ دیا تھا فرمایا: مجھے یہ تحفہ محمد رسول اللہ صلعم
نے عطا فرمایا تھا۔ فرماتے ہیں پھر میں نے حضرت خضرؑ سے
کہا کہ مجھے کوئی ایسی دعا بتا دیجئے جسے پڑھ کر میں سو جاؤں اور
سرکار رسالت صلعم کو خواب میں دیکھ لوں اور آپ سے پوچھوں
کہ یا رسول اللہ کیا یہ تحفہ آپ ہی نے خضر علیہ السلام کو دیا تھا
فرمایا: کیا تم مجھ پر اتہام لگاتے ہو؟ میں نے کہا اللہ کی قسم اتہام
نہیں لگاتا لیکن میں یہ بات سرور عالم صلعم کی زبان مبارک سے
بھی سننا چاہتا ہوں فرمایا اگر تم خواب میں نبی اکرم صلعم کو
دیکھنا چاہتے ہو تو یاد رکھو جب تم مغرب کی نماز سے فارغ
ہو جاؤ تو عشاء تک نوافل پڑھتے رہو اور کسی سے بات نہ کرو
اور اپنی نماز میں مشغول رہو اور ہر دوگانہ پر سلام پھیر دو اور
ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص ۷ بار پڑھو
پھر جماعت سے عشاء کی نماز پڑھو اور کسی سے بات نہ کرو حتیٰ
کہ اپنے گھر آ جاؤ اور وتر پڑھو اور سوتے وقت دو رکعت نماز
پڑھو اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص ۷ بار
پڑھو پھر سلام پھیر کر سجدے میں جاؤ اور سجدے میں ۷ بار استغفر اللہ
ربی من کل ذنب واتوب الیہ اور ۷ بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ
الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھو
پھر سجدے سے سر اٹھا کر بیٹھو اور دونوں ہاتھ اٹھا کر پڑھو
یا حی یا قیوم یا ذا الجلال والاکرام یا الٰہ الاولین والآخرین و
یا رحمٰن الدنیا والآخرۃ ورحیمہما یا رب یا رب یا رب یا اللہ یا اللہ
یا اللہ پھر کھڑے ہو جاؤ اور کھڑے ہو کر یہی دعا پڑھو پھر سجدے میں
جا کر یہی دعا پڑھو پھر قبلہ رخ لیٹ کر جہاں چاہو سو جاؤ لیکن درود
پڑھتے پڑھتے سو جاؤ۔

میں نے کہا براہ کرم مجھے یہ بھی بتا دیجئے کہ آپ نے یہ دعا کس سے

نومك ركعتين تقرأ فی كل ركعة سورة الحمد و
قل هو الله احد سبع مرات ثم اسجد بعد الصلاة
واستغفر الله تعالٰى فی سجودك سبع مرات وقل
سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر
ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظيم سبع مرات
ثم ارفع رأسك من السجود واستوجالسا فارفع
يديك وقل يا حیّ يا قيوم يا ذا الجلال والاكرام
يا اله الاولين والآخرين ويا رحمن الدنيا والآخرة
ورحيمهما يا رب يا رب يا رب يا الله يا الله يا الله
ثم قم فادع بمثل ما دعوت فی قيامك ثم اسجد
وادع فی سجودك مثل ما دعوت ثم ارفع رأسك
ونم حيث شئت مستقبل القبلة وانت تصلی
على النبی صلى الله عليه وسلم وادم ذلك حتى
يغلبك النوم فقلت احب ان تعلمنی ممن سمعت
هذا الدعاء فقال اتتهمنی انت لی فقلت والذی
بعث محمدا صلى الله عليه وسلم بالحق نبيا ما
انا بمتهم لك فقال عليه السلام انی حضرت محمدا
صلى الله عليه وسلم حيث علم هذا الدعاء
واوصى اليه به وكنت عنده فتعلمته ممن علمه
اياه قال ابراهيم فقلت له اخبرنی بثواب هذا
الدعاء فقال لی الخضر عليه السلام اذا لقيت محمدا
صلى الله عليه وسلم فاساله عن ثوابه قال ابراهيم
ففعلت ما قال لی الخضر عليه السلام ولم ازل
اصلی على النبی صلى الله عليه وسلم وانا فی فراشی
فذهب عنی النوم من شدة الفرح بما علمنی

سُنی ؟ میں چاہتا ہوں کہ اس کا نام بھی مجھے معلوم ہو جائے
فرمایا کیا تم مجھے جھوٹا سمجھتے ہو ؟ میں نے کہا اس کی قسم جس نے
سرورِ عالم صلعم کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے میں آپ کو جھوٹا نہیں
سمجھتا پھر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ سرکارِ رسالت
صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس جگہ حاضر ہوا تھا جہاں آپ کو
یہ دعا سکھائی گئی تھی اور آپ پر اس دعا کی وحی کی گئی تھی میں نے
اسی شخص سے یہ دعا سیکھی جس نے آپ کو یہ دُعا سکھائی تھی۔
ابراہیم فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ مجھے اس
دعا کا ثواب بتائیے، یہ سُن کر مجھ سے حضرت خضر
علیہ السلام نے کہا کہ جب تم خواب میں سرکارِ رسالت
صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرو تو آپ سے اس
کے ثواب کے بارے میں پوچھنا ابراہیم فرماتے ہیں کہ میں نے
حضرت خضر کی ہدایات پر عمل کیا اور میں بستر پر جا کر برابر
درود پڑھتا رہا لیکن اس دعا کو سیکھ کر فرطِ مسرت کی وجہ سے
مجھے رات بھر نیند نہیں اور یہ بھی مسرت تھی کہ خواب میں
سرکارِ رسالت سے ملاقات ہو جائے گی مگر غلبہ مسرت کی
وجہ سے نیند اُڑ گئی اور درود پڑھتے پڑھتے صبح ہو گئی۔
آخر کار میں نے اُٹھ کر صبح کی نماز پڑھی اور میں مسجد کی
محراب میں دن چڑھے تک بیٹھا رہا اور میں نے چاشت
کی نماز پڑھی لیکن دل میں سوچ رہا تھا کہ اگر میں زندہ رہا تو
آج رات بھی وہی عمل کروں گا جو گزشتہ رات کیا تھا آج درود
پڑھتے پڑھتے مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ میں نے دیکھا
فرشتے میرے پاس آئے اور مجھے اٹھا کر لے گئے، اور
جنت میں داخل کر دیا میں نے جنت میں سرخ یاقوت کے
سبز زمرد کے اور سفید موتی کے محل دیکھے اور شہد،

الخضر علیہ السلام وبما رجوتہ من لقاء النبی صلی
اللہ علیہ وسلم واصبحت علی تلک الحال الی ان
صلیت الفجر وجلست فی محرابی الی ان ارتفع
النہار فصلیت الضحی وانا احدث نفسی ان
عشت اللیلۃ فعلت ھذا کما فعلت فی اللیلۃ
الماضیۃ فغلبنی النوم فجاءتنی الملائکۃ فحملونی
فادخلونی الجنۃ فرأیت قصورا من الیاقوت الاحمر
وقصورا من زمرد اخضر وقصورا من لؤلؤ ابیض
ورأیت انہارا من عسل ولبن وخمر ورأیت فی
قصر منہا جاریۃ اشرفت علی فرأیت نور وجہہا
اشد من نور الشمس الضاحیۃ واذا ذوائبہا
قد سقطت علی الارض من اعلی القصر فسألت
الملائکۃ الذین ادخلونی لمن ھذا القصر ولمن
ھذہ الجاریۃ فقالوا للذی یعمل مثل عملک
فلم یخرجونی من تلک الجنان حتی اطعمونی من ثمرہا
وسقونی من ذلک الشراب ثم اخرجونی وردونی
الی الموضع الذی کنت فیہ فأتانی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ومعہ سبعون نبیا وسبعون
صفا من الملائکۃ کل صف ما بین المشرق
والمغرب فسلم علی واخذ بیدی فقلت یا
رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ان الخضر اخبرنی
انہ سمع منک ھذا الحدیث فقال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم صدق الخضر وکل ما یحکیہ فہو
حق وھو عالم اھل الارض وھو رئیس الابدال
وھو من جنود اللہ فی الارض فقلت یا رسول اللہ

دودھ اور شراب کی نہریں دیکھیں میں نے جنت کے ایک محل
میں ایک خاتون دیکھی جو مجھے جھانک جھانک کر دیکھ رہی ہے میں نے
دیکھا اس کا چہرہ سورج سے بھی کہیں زیادہ جگمگا رہا تھا اور
اس کی زلفیں محل کے بالائی حصہ سے ٹنک کر زمین پر گری
ہوئی تھیں میں نے ان فرشتوں سے پوچھا جو مجھے جنت میں
لے گئے تھے کہ یہ (عالی شان) محل کس کا ہے؟ تو انھوں نے
کہا: یہ اس کا ہے جو تم جیسا عمل کرے پھر فرشتے مجھے جنتوں
سے باہر نہیں لائے جب تک مجھے اس کے پھل نہیں کھلائے
اور ان نہروں کا مشروب نہیں پلایا پھر مجھے جنتوں سے باہر لے
آئے اور اسی جگہ پہنچا دیا جہاں میں تھا پھر میرے پاس
رحمۃ للعالمین معہ ستر انبیائے کرام کے تشریف لے آئے آپ
کے ساتھ فرشتوں کی ستر قطاریں تھیں اور ہر قطار مشرق ومغرب
کی درمیانی مسافت کی برابر طویل تھی آپ نے مجھے سلام کیا اور
میرے دونوں ہاتھ تھام لئے میں نے کہا یا رسول اللہ خضر
علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ انھوں نے آپ سے یہ
حدیث سُنی ہے آپ نے فرمایا خضر علیہ السلام نے سچ کہا
اور ہر وہ شخص جو اسے نقل کرتا ہے وہ بھی سچا ہے اور زمین والوں
میں عالم ہے اور ابدال کا سردار ہے اور زمین والوں پر اللہ
کے لشکروں کا رئیس ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! (صلعم)
اس عمل کے کرنے والے کو بجز اس کے جو میں نے دیکھا اور
کیا ثواب ہے؟ فرمایا: اس ثواب سے جو تم نے دیکھا اور
تم کو دیا گیا اور کون سا ثواب افضل ہو سکتا ہے تم نے جنت
میں اپنی جگہ دیکھ لی ہے جنت کے پھل کھائے اور جنت کا
مشروب پی لیا اور تم نے فرشتے اور انبیائے کرام میرے ساتھ
دیکھے اور تم نے بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں دیکھ لیں۔ میں نے

ما لمن يعمل هذا العمل من الثواب سوى ما رأيت
فقال صلى الله عليه وسلم لى واى ثواب يكون افضل
من هذا الذى رأيت واعطيت لقد رأيت موضعك
من الجنة واكلت من ثمارها وشربت من شرابها
ورأيت الملائكة والانبياء معى ورأيت الحور
العين فقلت يارسول الله فمن يعمل مثل ماعملت
ولم ير مثل الذى رأيت فى مناحى هل يعطى شيئا
مما اعطيته فقال النبى صلى الله عليه وسلم والذى
بعثنى بالحق نبيا انه ليغفر له جميع الكبائر التى
عملها ويرفع الله عنه غضبه ومقته والذى
بعثنى بالحق نبيا انه ليعطى العامل لهذا وان
لم ير الجنة فى منامه مثل ما اعطيت وان مناديا
ينادى من السماء ان الله قد غفر لعامله ولجميع
امته صلى الله عليه وسلم من المومنين و
المومنات من المشرق الى المغرب ويومر صاحب
الشمال ان لا يكتب على احد منهم شيئا من
السيئات الى السنة المقبلة قال فقلت له بابى
انت وامى يارسول الله بالذى ارانى جمالك وارانى
الجنة اله هذا الثواب قال صلى الله عليه وسلم
نعم يعطى ذلك جميعا فقلت يارسول الله انه ينبغى
لجميع المومنين والمومنات ان يتعلموه لما فيه
من الثواب والفضل فقال النبى صلى الله عليه وسلم
والذى بعثنى بالحق نبيا ما يعمل بهذا الا من
خلقه الله سعيدا ولا يتركه الا من خلقه الله
شقيا فقلت يارسول الله فهل يعطى عامل هذا

کہا یارسول اللہ! اگر کوئی یہی عمل کرے جو میں نے کیا تھا اور جو کچھ
میں نے خواب میں دیکھا وہ اسے دکھائی نہ دے تو کیا اسے وہ چیزیں
دی جائیں گی جو مجھے دی گئی ہیں فرمایا اس کی قسم جس نے مجھے برحق نبی
بنا کر بھیجا اس کے تمام بڑے گناہ جن سے اس نے ارتکاب کیا ہے
بخش دئے جاتے ہیں اور حق تعالےٰ اس سے اپنا قہر و غضب
اٹھالیتا ہے اس کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا ہے
اس کے عامل کو وہی سب کچھ دیا جاتا ہے جو تم کو دیا گیا اگرچہ
وہ خواب میں جنت کو نہ دیکھے اور ایک اعلان کرنے والا آسمان
سے اعلان کرتا ہے کہ حق تعالےٰ نے اس کے عامل کو بخش دیا اور
رحمت عالم صلعم کی تمام امت کو بھی خواہ مرد ہوں یا عورتیں اور
مشرق میں ہوں یا مغرب میں اور بائیں کندھے والے فرشتہ کو
حکم دے دیا جاتا ہے کہ اگلے سال تک ان میں سے کسی کی کوئی
برائی نہ لکھے فرماتے ہیں: پھر میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر
قربان ہوں، یارسول اللہ! اس کی قسم جس نے مجھے آپ کے دیدار
سے نوازا اور مجھے جنت دکھائی کیا اس عمل کے عامل کو بھی یہی ثواب
ہے؟ فرمایا: ہاں، اسے بھی یہی سب کچھ ملے گا۔ میں نے کہا یارسول اللہ
تمام مردوں اور عورتوں کو لائق ہے کہ یہ عمل سیکھیں اور دوسروں کو
بھی سکھائیں کیونکہ اس میں بہت کچھ فضیلت و ثواب ہے فرمایا
اس کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا اس کا عامل وہی ہوتا ہے
جسے اللہ سعادت نصیب فرما کر پیدا کرتا ہے اور اسے وہی
چھوڑتا ہے جسے اللہ شقاوت دے کر پیدا کرتا ہے میں
نے کہا یارسول اللہ کیا اس عمل کے عامل کو اس ثواب کے
علاوہ کچھ اور بھی ملتا ہے؟ فرمایا اس کی قسم جس نے
مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا اگر کوئی یہ عمل ایک رات کر لے تو اسے
ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک جس قدر آسمان

شیئاً غیر هذا فقال النبی صلی الله علیه وسلم والذی
بعثنی بالحق نبیاً ان من عمل هذا العمل لیلة واحدة
کتبت له بعدد کل قطرة نزلت من السماء
منذ خلق الله الدنیا الی یوم ینفخ فی الصور حسنات و
یمحی عنه بعدد کل حبة تنبت من الارض سیئات
له ولمن عمل به من المومنین والمومنات من الاولین
والآخرین وعن الاعرج عن ابی هریرة رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صلی
لیلة الجمعة رکعتین یقرأ فی کل رکعة فاتحة
الکتاب وآیة الکرسی مرة وخمسة عشر مرة
قل هو الله احد ویقول فی آخر صلاته الف مرة
اللهم صل علی محمد النبی الامی فانه یرانی فی
المنام ولا تتم له الجمعة الاخری الا وقد رآنی
ومن رآنی فله الجنة وغفر له ما تقدم من ذنبه
وما تاخر ذکرها فی الحدیث۔

فصل: فی ذکر الصلاة بعد العشاء الآخرة
من ذلک ما حدثنا به ابونصر عن والده باسناده
عن ابن عباس رضی الله عنهما انه قال من صلی
اربعا بعد العشاء الآخرة کان کمن ادرک لیلة
القدر فی المسجد الحرام وکذلک عن کعب الاحبار
من صلی بعد العشاء الآخرة اربع رکعات بقراءة
حسنة کان له من الاجر مثل لیلة القدر یعنی کانما
صلاها فی لیلة القدر واخبرنا ابونصر عن والده
باسناده عن ثابت البنانی عن انس بن مالک
رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

سے مینہ کے قطرے گریں گے ہر قطرے کے بدلے نیکیاں ملیں
گی اور تمام ان دانوں کی تعداد میں جو زمین سے اُگتے
ہیں برائیاں مٹا دی جائیں گی یہی اجر اگلوں اور پچھلوں
میں سے ہر مومن مرد و عورت کے لئے ہے جو اس پر عامل ہو
اعرج از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ :۔ رسول اللہ صلعم
نے فرمایا اگر کوئی جمعہ کی شب میں دوگانہ ادا کرے اور ہر
رکعت میں سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی ایک ایک بار اور سورہ
اخلاص ۱۵ بار پڑھ لے اور نماز سے فارغ ہو کر ایک ہزار بار
اللہم صلے علی محمد النبی الامی پڑھ لے تو وہ مجھے خواب میں
دیکھ لے گا اور اگلا جمعہ آنے نہیں پائے گا کہ وہ مجھے دیکھ لے گا
اور جو مجھے دیکھ لے اس کے لئے جنت ہے اور اس کے اگلے
پچھلے سارے گناہ بخش دئے جاتے ہیں ۔ یہ معنی ایک حدیث
میں بھی مذکور ہے۔

عشاء کے بعد نماز ہم سے ابونصر نے اپنی اسناد سے
عبداللہ بن عباس رض سے بیان کیا کہ ابن عباس رض نے فرمایا اگر
کوئی عشاء کے بعد چار رکعت نماز پڑھے گویا اس نے مسجد حرام
میں شب قدر پالی۔

اسی طرح کعب احبار سے روایت ہے کہ جو عشاء کے بعد
اچھی قرأت سے چار رکعت نماز پڑھ لے اسے شب قدر کی برابر
ثواب ملے گا ایک لفظ میں ہے گویا اس نے شب قدر میں نماز
پڑھی۔

ہمیں ابونصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے ثابت بنانی سے
اور انھوں نے حضرت انس بن مالک رض سے خبر دی کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عشاء کے بعد دوگانہ پڑھے
اور ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ اور ۲۰ بار سورہ اخلاص

من صلی رکعتین بعد العشاء الآخرۃ یقرأ بفاتحۃ الکتاب
مرۃ وعشرین مرۃ قل ھو اللہ احد بنی اللہ قصرین فی الجنۃ
یتراٰھما اھل الجنۃ۔

فصل: واما الوتر فالافضل فیہ آخر اللیل لما
تقدم من فضل قیام آخر اللیل وما روی عن نافع
عن ابن عمر رضی اللہ عنھما عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال ان رجلا سألہ عن قیام اللیل فقال
مثنی مثنی فاذا خشیت الصبح فواحدۃ توتر لك ما
قبلھا وکان عمر الفاروق رضی اللہ عنہ
یوتر فی آخر اللیل وابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ
یوتر فی اول اللیل فسالھما النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال لابی بکر رضی اللہ عنہ متی توتر فقال اول
اللیل قبل ان أنام وقال لعمر رضی اللہ عنہ
متی توتر فقال من آخر اللیل فقال صلی اللہ علیہ
وسلم عن ابی بکر رضی اللہ عنہ حذر ھذا وقال
عن عمر رضی اللہ عنہ قوی ھذا وقد روی عنہ
رضی اللہ عنہ انہ قال ان الاکیاس یوترون
اول اللیل وان الاقویاء یوترون آخر اللیل و
ھو افضل وقیل بل اول اللیل افضل لفعل ابی بکر
رضی اللہ عنہ وما روی عن عثمان رضی اللہ
عنہ انہ قال اما انا فاوتر اول اللیل فاذا
استیقظت صلیت رکعۃ شفعت بھا وتری
فما شبھتھا الا بالغریبۃ من الابل ضممتھا
الی اخواتھا ثم اوترت فی آخر صلاتی والمشھور
عنہ رضی اللہ عنہ من فعلہ انہ کان یحیی اللیل

پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں دو محل تیار فرما
دے گا جن کو جنت والے دیکھتے ہیں۔

★

وتر | وتر پچھلی شب میں پڑھنا افضل ہے کیونکہ پچھلی شب میں
تہجد کی فضیلت اوپر گزر چکی ہے۔

نافع از ابن عمر رضؓ: نبی اکرم صلعم نے ایک سائل سے جس نے
آپ سے تہجد کے بارے میں پوچھا تھا فرمایا کہ رات کی نماز دو دو
رکعت ہے پھر جب تم کو صبح کا ڈر ہو تو ایک رکعت نماز پڑھ
لو یہ ماقبل کی رکعتوں کا وتر بن جائے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پچھلی شب میں وتر پڑھا کرتے
تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اول شب میں دونوں سے
رحمت عالم صلعم نے اس سلسلہ میں پوچھا اور ابوبکر رضؓ سے
فرمایا تم کس وقت وتر پڑھتے ہو؟ بولے سونے سے قبل اول
شب میں وتر پڑھ لیتا ہوں حضرت عمر رضؓ سے پوچھا تم کس
وقت وتر پڑھتے ہو؟ بولے آخر شب میں، پھر ابوبکر رضؓ کے
بارے میں آپ نے فرمایا کہ یہ محتاط ہیں اور عمر رضؓ کے بارے میں
فرمایا کہ یہ قوی ہیں۔ منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ ارباب عقل اول شب ہی میں وتر پڑھ لیتے ہیں اور
طاقت ور حضرات آخر شب میں وتر پڑھتے ہیں اور آخر شب
ہی میں وتر افضل ہے۔

یہ بھی کہا گیا کہ وتر اول شب ہی میں افضل ہے کیونکہ حضرت
ابوبکر صدیق رضؓ نے اول شب ہی میں وتر پڑھا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ
میرے بارے میں پوچھتے ہو تو، تو اول رات ہی میں وتر پڑھ
لیتا ہوں پھر اگر پچھلی رات میں میری آنکھ کھل جاتی ہے تو ایک رکعت

کلہ فی رکعۃ واحدۃ یختم فیہا القرآن وھی وترہ وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ انہ قال اوصانی خلیلی ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم بثلاث الوتر قبل النوم وصوم ثلاثۃ ایام من کل شھر ورکعتی الضحی ولا سیما فی حق من یخاف ان لا یستیقظ الا بعد طلوع الفجر فان الاولی ان ینام علی وتر وقد قال علی رضی اللہ عنہ الوتر علی ثلاثۃ انحاء ان شئت اوترت اول اللیل ثم صلیت رکعتین رکعتین وان شئت اوترت برکعۃ فاذا استیقظت شفعت الیھا اخری ثم اوترت من آخر اللیل وان شئت آخرت الوتر حتی یکون آخر صلاتک وعن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنھما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من خاف ان لا یستیقظ من آخر اللیل فلیوتر من اول اللیل ثم لیرقد ومن طمع ان یقوم من آخر اللیل فلیؤخر فان قیام آخر اللیل محظور و ذلک افضل وعن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اوتر من آخر اللیل فان کانت لہ حاجۃ الی اھلہ دنا منھن والا اضطجع فی مصلاہ حتی یاتیہ بلال رضی اللہ عنہ فیوذنہ بالصلاۃ وقالت عائشۃ رضی اللہ عنھا من کل اللیل قد اوتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اولہ واوسطہ وانتھاء وترہ الی السحر وفی الخبر کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر عند الاذان

پڑھ کر اسے جوڑا بنا دیتا ہوں اور وتر کو کھوئے ہوئے اونٹ سے تشبیہ دیتا ہوں اور ایک رکعت کو جوڑا بنا کر ہم جنس جوڑوں سے ملا دیتا ہوں پھر اخیر میں وتر پڑھ لیتا ہوں۔ یہ بات مشہور ہے کہ حضرت عثمان کی عادت تھی کہ رات بھر جاگ کر ایک رکعت میں تمام قرآن پاک ختم کر دیا کرتے تھے اور وہی رکعت آپ کا وتر ہوا کرتا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضؓ:۔ مجھے میرے دوست ابو القاسم صلعم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی سونے سے قبل وتر کی، ہر مہینہ کے تین روزوں کی اور چاشت کے دوگانہ کی خصوصاً اس کے حق میں جس کو صبح صادق کے بعد جاگنے کا ڈر ہو اس کے لئے وتر پڑھ کر ہی سونا اولیٰ ہے۔

علی رضؓ:۔ وتر کی تین صورتیں ہیں اگر چاہو تو اول رات ہی میں وتر پڑھ لو پھر دو دو رکعتیں پڑھتے رہو اور اگر چاہو تو ایک رکعت وتر پڑھ کر سو جاؤ پھر اگر فجر سے پہلے آنکھ کھل جائے تو ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیر دو تاکہ وتر جوڑا بن جائے پھر اخیر رات میں وتر پڑھ لو اور اگر چاہو تو وتر کو رات میں سب سے پچھلی نماز بنا دو۔

جابر بن عبد اللہ رضؓ:۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جسے یہ ڈر ہو کہیں پچھلی رات میں اُٹھ نہ سکوں گا وہ شروع رات میں وتر پڑھ کر سو جائے اور جسے پچھلی رات میں بیدار ہونے پر اعتماد ہے وہ پچھلی رات میں وتر پڑھے کیونکہ پچھلی رات کے قیام میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اسی پچھلی رات میں نماز وتر افضل ہے۔

عائشہ رضؓ:۔ رسول اللہ صلعم کو پچھلی رات میں وتر پڑھنے کے بعد اگر آپ کو بیویوں کے پاس جانا ہوتا تو ان کے پاس جاتے ورنہ اپنے جانماز ہی پر لیٹ جاتے حتیٰ کہ آپ کے پاس بلال آتے اور آپ کو نماز کی اطلاع دیتے۔

حضرت صدیقہ رضؓ:۔ رسول اللہ صلعم نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھا ہے اوّل رات میں بھی اور درمیانی رات میں بھی اور آپ کا

ویصلی الرکعتین عند الاقامة وکان اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلون العشاء
ثم یصلون رکعتین ثم اربعا فمن بدالہ ان یوتر
اوتر ومن اراد أن ینام نام۔

فصل: ومن اوتر اول اللیل ثم قام الی التھجد
فھل یفسخ وترہ ام یصلی ما یشاء من غیر ان یفسخہ
علی روایتین عن احمد رحمہ اللہ احدھما لا
یفسخہ وقال فی روایة الفضل بن زیاد الوتر آخر
اللیل افضل فان خاف رجل ان ینام فلیوتر اول
اللیل فان قام آخر اللیل صلی رکعتین رکعتین و
لم یوتر والروایة الاخری ینقضہ قال الفضل بن
زیاد قلت لاحمد افتراہ ینقض الوتر قال لا و
ان نقضہ فلا بأس قد فعل ذلك عمر وعلی و
اسامة وابن عمر وابن عباس وابو ھریرة
رضی اللہ عنھم وصفة نقض الوتر وفسخہ انہ
اذا اوتر اول اللیل بواحدة ونام ثم قام فی اثناء
اللیل لیصلی صلی رکعة واحدة ینوی بھا نقض
وترہ واشفاعہ وسلم منھا فیصیر کل ما صلی
من قبل شفعا ثم یصلی ما شاء مثنی مثنی ثم یوتر
برکعة واحدة قبل طلوع الفجر ویکشف ذلك
فعل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ الذی قدمنا
ذکرہ ولا یترك الوتر علی حالہ ثم یوتر مرة
اخری لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا وتران
فی لیلة وان لم ینقضہ وصلی ما اراد فقد بینا
جواز ذلك۔

وتر صبح صادق سے پہلے پہلے ختم ہو جاتا تھا۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ
صلعم اذان کے وقت وتر پڑھا کرتے تھے اور تکبیر کے وقت دوگانہ ادا
کیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام عشاء کی نماز پڑھ کر دوگانہ ادا کر کے پھر
چار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے پھر اگر کسی کو وتر پڑھنا ہوتا وتر
پڑھ لیا کرتا تھا اور جو سونا چاہتا سو جایا کرتا تھا۔

اگر کوئی عشاء کے بعد وتر پڑھ لے پھر اخیر شب میں جاگ جائے تو کیا کرے؟

اگر کوئی اول رات میں وتر پڑھ لے
پھر پچھلی رات میں تہجد کے لئے اٹھ جائے تو کیا وتر کو فسخ کر دے
یا فسخ کئے بغیر ہی جس قدر چاہے نماز پڑھ لے؟ اس سلسلہ میں
امام احمدؒ سے دو روایتیں ہیں ایک روایت کی رو سے وتر کو فسخ
نہ کیا جائے اور فضل بن زیاد کی روایت کی رو سے پچھلی شب ہی کا
وتر افضل ہے۔ اگر کسی کو یہ ڈر ہو کہ رات میں اس کی آنکھ نہیں کھلے
گی اور سوتا ہی رہے گا اسے اول رات میں وتر پڑھ لینا چاہیئے پھر
اگر پچھلی رات میں جاگ جائے تو دو دو رکعت نماز پڑھ لے وتر
نہ پڑھے اور دوسری روایت میں ہے کہ وتر فسخ کر دے چنانچہ فضل
بن زیاد کہتے ہیں میں نے امام احمدؒ سے پوچھا کیا آپ کی رائے میں
وہ شخص وتر توڑ دے؟ فرمایا نہیں اور اگر توڑ بھی دے گا تو کوئی
حرج نہیں ایسا عمرؓ، علیؓ، اسامہؓ، ابن عمرؓ، ابن عباسؓ
اور ابو ہریرہؓ وغیرہ صحابہ کرام نے کیا ہے۔ نقض یا فسخ وتر کی یہ
صورت ہے کہ فسخ وتر کی اور اسے جوڑا بنانے کی نیت کر کے ایک رکعت
پڑھ کر سلام پھیر دے تو وہ اور یہ رکعت دونوں مل کر جوڑا بن جائینگی
پھر جس قدر چاہے دو دو کر کے رکعتیں پڑھتا رہے پھر طلوع صبح صادق
سے پہلے ایک رکعت وتر پڑھ لے ایسا حضرت عثمانؓ سے ثابت ہے
جیسے ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ایسا نہ کیا جائے کہ وتر کو فسخ کئے بغیر ہی
دوبارا وتر پڑھ لیا جائے کیونکہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ ایک رات میں

فصل : فی دعاء الوتر وهو ان یقول اذا رفع
رأسه من الرکوع فی الرکعة الاخیرة من الوتر
اللهم انا نستعینك ونستهدیك ونستغفرك ونؤمن
بك ونتوکل علیك ونثنی علیك الخیر کله نشکرك
ولا نکفرك ونخلع ونترك من یفجرك اللهم ایاك
نعبد ولك نصلی ونسجد والیك نسعی ونحفد نرجو
رحمتك ونخشی عذابك ان عذابك الجد بالکفار
ملحق اللهم اهدنی فیمن هدیت وعافنی فیمن
عافیت وتولنی فیمن تولیت وبارك لی فیما اعطیت
وقنی شر ما قضیت انك تقضی ولا یقضی علیك
انه لا یذل من والیت ولا یعز من عادیت تبارکت
ربنا وتعالیت اللهم انی اعوذ برضاك من سخطك
وبعفوك من عقوبتك واعوذ بك منك لا احصی
ثناء علیك انت کما اثنیت علی نفسك وان زاد
علی ذلك جاز ثم یمر یده علی وجهه فی احدی
الروایتین والاخری یمرها علی صدره فان کان
اماما فی شهر رمضان قال فی جمیعها بالنون
والالف اهدنا وعافنا الی آخر الدعاء۔

فصل : واذا کان ممن یصلی اللیل وغلبه
النعاس فالاولی له ان ینام لما روی فی الصحیحین
عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم اذا نعس احدکم وهو
فی الصلاة فلیرقد حتی یذهب عنه النوم فانه
اذا صلی وهو ینعس لعله یذهب لیستغفر فیسب
نفسه وعن عبد العزیز بن صهیب عن انس رضی الله

دو وتر نہیں اور اگر وتر فسخ نہ کرے اور دو دو رکعت پڑھ لے اور دوبارہ
وتر نہ پڑھے تو یہ بھی جائز ہے۔

قنوت وتر جب نمازی وتر کی آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھائے تو
یہ دعا پڑھے اللھم انا نستعینك ونستغفرك الخ یعنی اے اللہ ہم تجھ سے مدد
مانگتے ہیں اور تجھ کو گواہ کرتے ہیں اور گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور تجھ پر
ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں اور تمام نعمتوں پر تیری تعریف
کرتے ہیں ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں تیری ناشکری نہیں کرتے اور اس سے
قطع تعلق کر لیتے ہیں اور اسے چھوڑ دیتے ہیں جو تیری حرمتوں کو پھاڑتا ہے
اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور تجھ ہی کو
سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑ کر آتے ہیں اور تیری خدمت ہی کے
لئے تیار رہتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار رہتے ہیں اور تیرے عذاب
سے ڈرتے رہتے ہیں بلاشبہ تیرا عذاب کافروں کو چمٹ جانیوالا ہے اے
اللہ ان میں جن کو تونے ہدایت فرمائی مجھے بھی ہدایت فرما اور ان میں جن کو
تونے عافیت بخشی مجھے بھی عافیت بخش اور ان میں جن سے تونے محبت
کی مجھ سے بھی محبت فرما اور مجھے ان چیزوں میں جو تونے مجھے دیں، برکت
عطا فرما اور مجھے تقدیر کے شر سے بچا کیونکہ تو ہی تقدیر مقرر فرماتا ہے اور
تجھ پر کوئی فیصلہ نہیں کیا جاتا اور جس سے تو محبت کرتا ہے وہ ذلیل نہیں ہوتا
اور جس کا تو دشمن ہوتا ہے وہ عزت نہیں پاتا اے ہمارے رب تو برکت والا
بلندی والا ہے اے اللہ میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی اور تیری سزا سے
تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں اور تیرے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں
میں تیری پوری پوری تعریف کرنے سے قاصر ہوں جیسی تونے خود اپنی
تعریف فرمائی ہے اگر اس دعا پر کچھ اضافہ کر دے تو جائز ہے پھر ایک روایت
کی رو سے منہ پر ہاتھ پھیر لے اور دوسری روایت کی رو سے سینہ پر ہاتھ پھیر لے
امام کو ماہ رمضان میں تمام صیغوں میں واحد متکلم کے بجائے جمع متکلم کے
صیغے استعمال کرنے چاہئیں جیسے اللھم اھدنا وعافنا الخ۔

عنہ قال دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسجد وحبل ممدود بین الساریتین فقال ما ھذا فقالوا ھو لزینب تصلی فاذا کسلت او فترت امسکت یدھا بہ فقال حلوہ ثم قال صلی اللہ علیہ وسلم لیصلی احدکم نشاطہ فاذا کسل او فتر فلیقعد وعن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنھا انھا کانت عندھا امرأۃ من بنی اسد فدخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال من ھذہ قالت ھذہ فلانۃ لا تنام اللیل فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالذی تطیقون من العمل فواللہ لا یمل اللہ عزوجل حتی تملوا قالت و احب العمل الی اللہ تعالیٰ الذی یدوم علیہ صاحبہ وان قل فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا امرھم بما یطیقون من العمل یقولون یارسول اللہ انا لسنا کھیئتک ان اللہ عزوجل قد غفرلک ما تقدم من ذنبک وما تأخر فیغضب حتی یعرف فی وجھہ فالسنۃ فی حق من غلبہ النوم حتی شغلہ عن الصلاۃ و الذکر ان ینام حتی یذھب عنہ ثقل النوم وینبسط للعبادۃ ویعقل ما یقول وروی عن ابن عباس رضی اللہ عنھما انہ کان یکرہ النوم قاعدا وفی الخبر لا تکابدوا اللیل وقد کان من الصالحین من یتعمد لنفسہ النوم لیتقوی بذلک علی اوسط اللیل ومنھم من کرہ التعمد للنوم وکان لا ینام حتی یغلبہ النوم ویقال ان وھب بن منبہ

اگر کسی پر نیند کا غلبہ ہو تو کیا وہ تہجد چھوڑ کر سو جائے؟

اگر کوئی رات میں نماز پڑھ رہا ہو اور اس پر نیند کا غلبہ ہو جائے تو کیا اسکے لئے سو جانا بہتر ہے؟ ہاں، کیونکہ بخاری مسلم میں حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں اونگھنے لگے تو اسے سو جانا چاہیئے حتیٰ کہ اس کی نیند جاتی رہے کیونکہ اگر اونگھنے کی حالت میں نماز پڑھتا رہے گا تو شاید بجائے استغفار کے اپنے آپ کو برا کہہ بیٹھے۔

عبدالعزیز بن صہیب از انس:۔ رسول اللہؐ صلعم ایک دفعہ مسجد میں تشریف لے گئے دیکھا کہ دو ستونوں کے درمیان ایک رسی کھچی ہوئی ہے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ زینبؓ رضؓ کی رسی ہے آپ نماز پڑھتی رہتی ہیں پھر جب طبیعت میں سستی آتی ہے یا اونگھ آنے لگتی ہے تو اس رسی سے اپنا ہاتھ باندھ لیتی ہیں فرمایا اسے کھول دو پھر آپ نے فرمایا کہ چستی کی حالت میں نماز پڑھو لیکن اگر کوئی سست ہو جائے یا اسے نیند آنے لگے تو اسے بیٹھ جانا چاہیئے۔ عروہ از عائشہ رضؓ: ایک اسدی خاتون نبی اکرم صلعم کے پاس آئی آپ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا فلاں خاتون ہیں رات بھر جاگتی رہتی ہیں اور عبادت کرتی ہیں فرمایا وہ عمل کرو جس کے کرنے کی تم میں طاقت ہو اللہ کی قسم حق تعالیٰ ثواب دینے سے نہیں اکتاتا جب تک تم عمل سے نہ اکتا جاؤ فرمایا اللہؐ تعالیٰ کو وہی عمل پیارا ہے جس پر عامل ہمیشگی کرے اگرچہ وہ تھوڑا عمل ہو کیونکہ جب رحمت عالم صلعم صحابہ کو ایسے عمل کا حکم فرماتے تھے جو انکی طاقت کے اندر ہوتا تھا تو وہ کہتے تھے یا رسول اللہ ہم آپکی طرح نہیں حق تعالیٰ نے آپکے تمام اگلے اور پچھلے گناہ بخش دئے ہیں یہ سن کر آپ کو غصہ آجاتا تھا حتیٰ کہ آپ کے چہرے سے غصہ پہچان لیا جاتا تھا لہٰذا جس پر نیند کا اس قدر غلبہ ہو کہ نماز سے اسے روک دے اس کے حق میں سو جانا ہی سنت ہے تاکہ نیند کا بوجھ اس سے ہٹ جائے اور طبیعت میں عبادت کے لئے نشاط

اليمانی رحمه الله ما وضع جنبه الی الارض ثلاثين
سنة كانت له مسورة من أدم اذا غلبه النوم
وضع صدره عليها وخفق خفقات ثم يفزع الی
القيام وكان يقول لان اری فی بيتی شيطانا احب
الی من ان اری فيه وسادة يعنی لانها تدعو الی
النوم وسئل بعضهم عن وصف الابدال فقال
اكلهم فاقة ونومهم غلبة وكلامهم ضرورة
وصمتهم حكمة وعلمهم قدرة وسئل
بعضهم عن صفة الخائفين فقال اكلهم اكل
المرضی ونومهم نوم الغرقی ولا ينظر الی احوال
الصالحين وافعالهم بل الی ما روی عن الرسول
صلی الله عليه وسلم فان الاعتماد عليه حتی
يدخل العبد فی حالة ينفرد بها عن غيره
وعن ام سلمة عن عائشة رضی الله عنها قالت
سئل رسول الله صلی الله عليه وسلم ای العمل
افضل قال ادومه وان قل وعن علقمة عن
عائشة رضی الله عنها قالت كانت صلاة
رسول الله صلی الله عليه وسلم دائمة و
لهذا كان رسول الله صلی الله عليه وسلم
يقوم ليلة نصف الليل وليلة ثلثه وليلة
نصف الليل مع نصف سدسه ويقوم ليلة ربعه
فقط ويقوم سدس الليل فحسب وكل ذلك
مذكور فی سورة المزمل وروی عنه صلی الله
عليه وسلم انه قال صل من الليل ولو قدر
حلب شاة وقد يكون ذلك قدر اربع ركعات

پیدا ہو جائے اور اپنے الفاظ کو سمجھنے لگے۔ حضرت ابن عباسؓ سے منقول
ہے کہ آپ بیٹھ کر سونے کو مکروہ سمجھتے تھے ایک حدیث میں ہے کہ
تکلیف سے رات نہ گزارو بعض صلحاء قصد کرکے سو جایا کرتے تھے تاکہ
وسط شب میں نیند کی وجہ سے عبادت میں خلل نہ آئے اور بعض صلحاء
قصد کرکے سونے کو مکروہ قرار دیتے تھے اور جب تک نیند کا غلبہ
نہیں ہو جاتا تھا سویا نہیں کرتے تھے کہا جاتا ہے کہ وہبؒ بن منبہ
یمانی نے تیس سال تک اپنی کروٹ زمین پر نہیں رکھی آپ کے پاس
چمڑے کا ایک تسمہ تھا جب آپ پر نیند کا غلبہ ہوتا تھا تو اس پر اپنا
سینہ رکھ کر دو چار بار سر ہلاتے پھر تازہ دم ہو کر نماز کے لئے
کھڑے ہو جاتے فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنے گھر میں گدا دیکھنے کی بہ نسبت
شیطان کا دیکھنا محبوب ہے کیونکہ گدا نیند کی طرف بلاتا ہے کسی سے
ابدال کے اوصاف کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا ان کا کھانا فاقہ کرنا
ہے ان کی نیند خواب کا غلبہ ہے ان کی بات بقدر ضرورت ہے ان کی
خاموشی حکمت ہے اور ان کا علم قدرت ہے۔ کسی سے اللہ سے
ڈرنے والوں کے بارے میں پوچھا گیا، فرمایا: ان کا کھانا بیماروں
کی طرح ہے ان کی نیند ڈوبنے والوں کی طرح ہے غرضیکہ صلحاء کے
احوال و افعال کو دیکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ رسول اللہ صلعم کی روایات
کو دیکھنے کی ضرورت ہے اور انہیں پر اعتماد کیا جانا چاہیئے تاکہ بندہ ایک
ایسی حالت پیدا کرلے کہ آپ کے رنگ میں رنگ جائے اور غیریت
باقی ہی نہ رہے۔ ام سلمہؓ از عائشہ رضؓ: رسول اللہ صلعم سے پوچھا گیا کہ
کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا ہمیشگی والا اگرچہ تھوڑا ہو۔ علقمہ از عائشہؓ:
نبی اکرم صلعم کی نماز دائمی ہوا کرتی تھی۔ اسی لئے نبی اکرم صلعم کسی
رات میں تو آدھی رات ہی کو اُٹھ کھڑے ہوتے تھے، کسی رات
میں تہائی رات میں اُٹھ جاتے تھے اور کسی رات میں آدھی رات میں
پھر رات کے چھٹے حصہ میں اور کسی رات میں فقط چوتھائی رات میں

وقد يكون قدر ركعتين وقال صلى الله عليه وسلم ركعتان يصليهما العبد فى جوف الليل خير من الدنيا وما فيها ولولا ان اشق على امتى لفرضتهما عليهم كل ذلك ليسهل على امته قيام الليل والعبادة ولا يثقل عليهم وتبغض العبادة اليهم فيساموا بل ارشدهم صلى الله عليه وسلم لقيام الليل وذكر فضله وثوابه لئلا يقتصروا على الفرائض والسنن خاصة ويستحب من قيام الليل ثلثه واقل الاستحباب من القيام سدسه لان النبى صلى الله عليه وسلم لم يقم ليلة قط حتى اصبح بل كان ينام فيها ولم ينم ليلة حتى يصبح بل كان يقوم فيها على ما بيناه وقيل ان صلاة اول الليل للمتهجدين وقيام اوسطه للقانتين وقيام آخره للمصلين والقيام من الفجر للغافلين وعن يوسف ابن مهران انه قال بلغنى ان تحت العرش ملكا فى صورة ديك براثنه من لؤلؤ وصيصته من زبرجد اخضر فاذا مضى ثلث الليل ضرب بجناحيه وزقا وقال ليقم المصلون فاذا مضى نصف الليل ضرب بجناحيه وزقا وقال ليقم المتهجدون فاذا مضى ثلثا الليل ضرب بجناحيه وزقا وقال ليقم القانتون فاذا طلع الفجر ضرب بجناحيه وزقا وقال ليقم الغافلون وعليهم اوزارهم وقال لبعض العارفين ان الله تعالىٰ

اٹھ جایا کرتے تھے اور فقط ۱/۲ حصہ میں نماز پڑھ لیتے تھے یہ تمام صورتیں سورہ مزمل میں مذکور ہیں۔ رحمت عالم صلعم نے فرمایا: اول شب میں نماز پڑھو اگرچہ تھوڑی سی دیر ہی پڑھو (یعنی اتنی دیر ہی سہی جتنی دیر میں بکری کا دودھ دوہا جاتا ہے) اس تھوڑے سے وقت میں چار یا دو رکعتیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ فرمایا: وہ دوگانہ جو کوئی شخص وسط شب میں پڑھے دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتا ہے اگر مجھے اپنی امت کی مشقت کا خیال نہ ہوتا تو اس دوگانہ کو بھی ان پر فرض کر دیتا۔ شب بیداری کی جو یہ صورتیں بیان کی گئی ہیں محض اس لئے بیان کی گئی ہیں کہ رات میں تہجد اور عبادت میں امت کے لئے آسانی ہو عبادت ان پر گراں نہ گزرے اور انہیں عبادت سے نفرت نہ ہو اور وہ اکتا نہ جائیں اسی لئے نبی اکرم صلعم نے شب بیداری کی ہدایت فرمائی اور اسکی نفیلت اور ثواب بیان فرمایا تاکہ لوگ فرائض وسنن پر خاص طور سے قناعت نہ کریں۔ تہائی رات عبادت کے لئے مخصوص کر لینا مستحب ہے ورنہ کم از کم ۱/۶ حصہ میں تو ضرور ہی عبادت کی جائے کیونکہ نبی صلعم نے کبھی پوری رات صبح تک قیام نہیں فرمایا بلکہ رات میں سو جایا بھی کرتے تھے اور نہ کبھی آپ پوری رات صبح تک سوئے بلکہ اسمیں عبادت بھی کیا کرتے تھے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اوّل رات تہجد والوں کے لئے ہے درمیانی رات قیام والوں کے لئے ہے اور پچھلی رات نمازیوں کے لئے ہے اور صبح صادق کے بعد قیام غافلوں کے لئے ہے۔ یوسف بن مہران: ۔ مجھے خبر ملی ہے کہ عرش کے نیچے مرغ کی صورت میں ایک فرشتہ ہے جس کے پنجے مروارید جیسے ہیں اور خار سبز زبرجد جیسا ہے جب تہائی رات گزر جاتی ہے تو وہ اپنے بازو پھڑپھڑا کر بانگ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ نمازیوں کو اٹھ جانا چاہیئے اور جب ۱/۲ رات گزر جاتی ہے تو وہ اپنے بازو پھڑپھڑا کر یہ بانگ دیتا ہے کہ تہجد گزاروں کو اٹھ جانا چاہیئے اور جب تہائی رات رہ جاتی ہے تو پر پھڑپھڑا کر بانگ دیتا ہے کہ عبادت کرنیوالوں کو اٹھ جانا

ینظر بالاسحار الی قلوب المتیقظین فیملؤھا انوارا فترد الفوائد علی قلوبھم فتستنیر ثم تنتشر من قلوبھم العوافی الی قلوب الغافلین وروی ان اللہ تعالیٰ اوحی الی بعض الصدیقین ان لی عبادا من عبادی یحبوننی و احبھم و یشتاقون الی واشتاق الیھم ویذکروننی واذکرھم وینظرون الی وانظر الیھم فان حذوت طریقھم احببتک و ان عدلت عنھم مقتک فقال یارب وما علامتھم قال یراعون الظلال بالنھار کما یراعی الراعی الشفیق غنمہ ویحنون الی غروب الشمس کما تحن الطیر الی اوکارھا عند الغروب فاذا جنھم و اختلط الظلام وفرشت الفرش ونصبت الاسرۃ وخلا کل حبیب بحبیبہ نصبوا الی اقدامھم وافترشوا الی وجوھھم فناجونی بکلامی وتملقوا الیّ بانعامی فبین صارخ وباک وبین متأوہ وشاک وبین قائم وقاعد وبین راکع وساجد بعینی ما یتحملون من أجلی وبسمعی ما یشکون من حبی اوّل ما اعطیھم أقذف من نوری فی قلوبھم فیخبرون عنی کما اخبر عنھم والثانیۃ لوکانت السموات السبع وما فیھا فی موازینھم لاستقللتھا لھم والثالثۃ اقبل بوجھی الکریم علیھم فتری من اقبلت بوجھی الکریم علیہ یعلم احد ما ارید أن

چاہیے پھر جب صبح صادق ہو جاتی ہے تو پر پھڑپھڑا کر بانگ دیتا ہے کہ غافلوں کو اُٹھ جانا چاہیئے کیونکہ ان پر ان کے گناہ ہیں۔ بعض عارف :۔ حق تعالیٰ شانہ سحر کے وقت جاگنے والوں کے دلوں پر نگاہ ڈالتا ہے اور انہیں انوار سے بھر دیتا ہے اور انکے دلوں پر فوائد وارد ہوتے ہیں اور انکے دل روشن ہو جاتے ہیں پھر انکے روشن دلوں سے غافلوں کے دل روشن ہو جاتے ہیں۔ منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے بعض صدیقین کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ میرے کچھ بندے ایسے ہیں جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں اور وہ میرے مشتاق ہیں اور میں ان کا مشتاق ہوں اور وہ مجھے یاد کرتے ہیں اور میں انہیں یاد کرتا ہوں اور وہ مجھے دیکھتے ہیں اور میں انہیں دیکھتا ہوں لہٰذا اگر تم انکی راہ پر انکے قدم بہ قدم چلو گے تو میں تم سے محبت کرونگا اور اگر انکی راہ سے ہٹ جاؤ گے تو میرا قہر تم پر اتر آئیگا، پوچھا کہ اے رب انکی نشانی کیا ہے ؟ فرمایا وہ دن میں (نمازوں کے اوقات کے لئے) سایوں کی نگہداشت کرتے ہیں جیسے شفیق چرواہا اپنی بکریوں کی حفاظت کرتا ہے اور سورج ڈوبنے کے وقت پرندے اپنے گھونسلوں کے مشتاق رہتے ہیں پھر جب رات انہیں چھپا لیتی ہے اور خوب اندھیرا ہو جاتا ہے اور لبستر بچھا لئے جاتے ہیں اور تخت رکھ دئے جاتے ہیں اور ہر محبوب اپنے محبوب کے پاس خلوت میں چلا جاتا ہے تو وہ میری طرف اپنے قدم کھڑے کر لیتے ہیں اور اپنے منہ میری طرف کر کے دعائیں مانگتے ہیں اور میرے کلام سے مجھ سے سرگوشیاں کرتے ہیں اور میرے انعام حاصل کرنے کے لئے میری خوشامد کرتے ہیں کبھی چیخ چیخ اور کبھی گھٹ گھٹ کر روتے ہیں کبھی آہیں بھرتے ہیں کبھی نالے کرتے ہیں کبھی شکوے اور گلے کرتے ہیں کبھی کھڑے ہوتے ہیں کبھی بیٹھتے ہیں کبھی رکوع کرتے ہیں اور کبھی سجدوں میں گر جاتے ہیں یعنی جو کچھ تکلیفیں اٹھاتے ہیں میری وجہ سے اٹھاتے ہیں میرے کان میں انکی محبت بھری شکایتیں ہیں سب سے اول میں انکے دلوں میں اپنا نور ڈالتا ہوں لہٰذا وہ لوگوں کو میری خبر دیتے ہیں اور میں فرشتوں کو انکی خبر دیتا ہوں دوسری یہ چیز دیتا ہوں کہ اگر ساتوں آسمان اور ان کی تمام چیزیں ان کی تولوں میں ہوں وہ بھی میں

اعطیہ۔

فصل: واما قیام جمیع اللیل ففعل الاقویاء الذین سبقت لهم منه العنایة وادیمت لهم الرعایة واحیط علی قلوبهم بالتوفیق ونور الجلال ثم الجمال فجعل القیام باللیل لهم موهبة وخلعة فلم یسلبه منهم مولاهم عزوجل حتی اللقاء وقد روی عن عثمان بن عفان رضی الله عنه انه کان یحیی اللیل برکعة واحدة یختم فیها القرآن وقد مناذکره وذکر عن اربعین رجلا من التابعین أنهم کانوا یحیون اللیل کله ویصلون صلاة الغداة بوضوء العشاء الآخرة اربعین سنة صح النقل عنهم واشهر منهم سعید بن جبیر وصفوان بن سلیم وابو حازم ومحمد ابن المنکدر من اهل المدینة وفضیل بن عیاض ووهب بن الورد من اهل مکة وطاوس ووهب بن منبه من اهل الیمن والربیع بن خیثم والحکم من اهل الکوفة وابو سلیمان الدارانی وعلی بن بکار من اهل الشام وابو عبد الله الخوّاص وابو عاصم من اهل عبادان وحبیب ابو محمد وابو جائز السلیمانی من اهل فارس ومالک بن دینار وسلیمان التیمی ویزید الرقاشی و حبیب بن ابی ثابت ویحیی البکاء من اهل البصرة وغیرهم ممن یطول ذکرهم رحمة الله علیهم ورضوانه۔

فصل: ومن استکملت غفلته

ان کے لئے کم سمجھتا ہوں تیسری چیز یہ ہے کہ میں اپنے معزز چہرے سے ان کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور جس کی طرف میں اپنے معزز چہرے سے متوجہ ہوتا ہوں جانتے ہو میں کیا دینا چاہتا ہوں؟

تمام رات کا قیام

تمام رات کا قیام طاقتور حضرات کا کام ہے جن کے لئے حق تعالیٰ کی مہربانی سبقت کر گئی ہے اور ان پر ہمیشہ باری تعالیٰ کی مہربانی چھائی رہتی ہے اور ان کے دلوں کو نور توفیق اور نور جلال پھر نور جمال گھیرے رہتا ہے اور حق تعالیٰ نے رات بھر کا قیام ان کو ہبہ کے اور خلعت کے طور پر عطا فرمایا ہے اور اسے ان سے ان کے آقا نے وقت ملاقات تک سلب نہیں کیا۔

حضرت عثمان بن عفان سے منقول ہے کہ آپ رات بھر جاگتے تھے اور ایک رکعت میں پورا قرآن پاک ختم کیا کرتے تھے ہم آپ کا ذکر اوپر بھی بیان کر آئے ہیں مذکور ہے کہ چالیس تابعی تمام رات بیدار رہتے تھے اور انہوں نے عشاء کے وضو سے صبح کی نماز چالیس سال تک پڑھی اس روایت کی سند صحیح ہے ان اکابر تابعین میں سے مدینہ کے مشہور سعید ابن جبیر، صفوان بن سلیم، ابو حازم اور محمد بن منکدر، مکہ کے فضیل بن عیاض، وہب بن ورد، یمن کے طاؤس، وہب بن منبہ، کوفہ کے ربیع بن خُثیم، حکم، شام کے ابو سلیمان رازی اور علی بن بکار، عبّادان کے ابو عبد اللہ خواص، ابو عاصم، فارس کے ابو محمد حبیب، ابو جائز سلیمانی، بصرہ کے مالک بن دینار، سلمان تیمی، یزید رقاشی، حبیب بن ابی ثابت اور یحییٰ بکاء وغیرہ جن کا ذکر موجب طوالت ہے حق تعالےٰ کی ان سب پر رحمت و رضا ہو۔

★

رات میں وقت پر اٹھنے کا عمل

اگر کسی پر غفلت کا دور دورہ ہے اور اسے اس کے گناہوں نے گھیر رکھا ہے اور

واحاطت بہ خطیئاتہ وقیدتہ وثبطتہ عن
قیام اللیل زلتہ ذنوبہ واحب قیامہ والدخول
فی زمرۃ القانتین المستغفرین بالاسحار
فلیستغفر اللہ تعالیٰ ثلاثا عند نومہ و
اضطجاعہ ثم یقرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ثم یقرأ عشر آیات من اوّل سورۃ الکھف
وعشرا من آخرھا ویقرأ آمن الرسول وقل
یا ایھا الکافرون فان اللہ تعالیٰ یوقظہ
ویؤھلہ لقیام اللیل بنعمتہ الواسعۃ ومغفرتہ
الشاملۃ ورعایتہ العامۃ للمومنین من عبادہ
ولیقل ایضا اللھم ایقظنی فی احب الساعات
الیک واستعملنی باحب الاعمال لدیک
التی تقربنی الیک زلفی وتبعدنی من سخطک
لعدا اسألک فتعطینی واستغفرک فتغفرلی و
ادعوک فتستجیب لی اللھم لاتومنی مکرک
ولا تولنی غیرک ولا ترفع عنی سترک ولاتنسنی
ذکرک ولاتجعلنی من الغافلین فانہ قیل من
قال ھذہ الکلمات عند نومہ اھبط اللہ
عزوجل لہ ثلاثۃ املاک یوقظونہ للصلاۃ
فان صلی ودعا امنوا علی دعائہ وان لم یقم
تعبد الاملاک فی الھواء وکتب لہ ثواب
عبادتھم ولیقل ایضا ما نقل عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم انہ قال من سرہ ان یستیقظ
باللیل فلیقل عند اضطجاعہ اللھم ابعثنی
من مضجعی لذکرک وشکرک وصلاتک و

مقیّد کرلیا ہے اور اس کی لغزشیں اسے رات میں اُٹھنے سے مانع ہیں اور وہ چاہتا ہے کہ میں رات میں جاگ کر عبادت کروں اور ان لوگوں کے گروہ میں داخل ہو جاؤں جو سحر کے وقت رو رو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہتے ہیں تو اسے سوتے وقت تین بار استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ پڑھ لینا چاہیئے پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر سورہ کہف کی ابتدائی دس اور آخری دس آیتیں پڑھنی چاہئیں اور آمن الرسول آخر لبقرہ تک اور سورہ کافرون پڑھے حق تعالےٰ اسے وقت پر جگا دے گا اور اپنی وسیع نعمت سے، ہمہ گیر مغفرت سے اور اپنی عام مہربانی سے شب بیداری کا اہل بنا دے گا ساتھ ساتھ یہ دعا بھی پڑھ لے کہ اے اللہ مجھے اپنے نزدیک محبوب ترین ساعت میں اٹھا دے اور مجھے اپنے نزدیک محبوب ترین عمل کا عامل بنا دے جو مجھے تجھ سے بہت قریب کر دے اور تیری ناراضگی سے بہت دُور کر دے میں تجھ سے مانگوں اور تو مجھے دے اور تجھ سے گناہوں کی معافی مانگوں اور تو مجھے بخشدے اور میں تجھ سے دعائیں مانگوں اور تو میری دعائیں قبول فرمائے اے اللہ مجھے تو اپنے عذاب سے غافل نہ کر اور مجھ پر اپنے سوا کسی غیر کو مسلط نہ فرما اور مجھ سے اپنا پردہ مت اٹھا اور مجھے اپنا ذکر نہ بھلا اور مجھے غافل نہ بنا کہا جاتا ہے کہ جس نے مذکورہ بالا کلمے سوتے وقت پڑھ لئے حق تعالیٰ اس کے لئے تین فرشتے مقرر فرماتا ہے جو اسے نماز کے لئے جگا دیتے ہیں پھر اگر وہ کھڑا ہو گیا اور نماز پڑھ کر دعائیں مانگیں تو وہ فرشتے اس کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں اور اگر کھڑا نہیں ہوا تو فضا میں وہ فرشتے عبادت کرتے ہیں اور ان کی عبادتوں کا ثواب اسے ملتا ہے۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ اگر کوئی رات میں کسی مخصوص وقت پر اُٹھنا چاہے تو بستر پر لیٹ کر یہ دُعا پڑھ لے اے اللہ اپنے ذکر، شکر، نماز، استغفار، تلاوت قرآن اور حسن نماز کے لئے مجھے

استغفارك وتلاوة كتابك وحسن عبادتك ثم
ليسبح ثلاثا وثلاثين مرة وليحمد ثلاثا وثلاثين
مرة وليكبر اربعا وثلاثين مرة وان احب ان
يقول خمسا وعشرين مرة سبحان الله والحمد لله
ولا اله الا الله والله اكبر فهو اخف عليه و
مجموعها مائة جزء من الاول وروى عن
عائشة رضي الله عنها انها قالت كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم آخر ما يقول
حين ينام وهو واضع خده على يده اليمنى
وهو يرى انه ميت في ليلته تلك اللهم رب
السموات السبع ورب العرش العظيم ربنا ورب
كل شيء منزل التوراة والانجيل والفرقان
فالق الحب والنوى اعوذبك من شر كل ذي شر
ومن شر كل دابة انت آخذ بناصيتها اللهم
انت الاول فليس قبلك شيء وانت الآخر فليس
بعدك شيء وانت الظاهر فليس فوقك شيء
وانت الباطن فليس دونك شيء اقض عني الدين
واغنني من الفقر۔

فصل : ومن انعم عليه بقيام الليل وفعل
شيء من النوافل فليجتهد في المداومة عليه
مع القدرة وعدم العذر لما روى عن عائشة
رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم
انه قال من عبد الله سبحانه من عبادة ثم
تركها ملالة مقته الله تعالى وقالت عائشة
رضي الله عنها كان رسول الله صلى الله

(فلاں وقت) میری خواب گاہ سے اُٹھا دے پھر ۳۳ بار سبحان اللہ
۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لے اور اگر چاہے تو
۲۵ بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھ لے
اس میں آسانی ہے اور اس کا مجموعہ بھی سو ہی بنتا ہے۔

صدیقہ رضی اللہ عنہا :۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سوتے وقت اخیر میں اپنے سیدھے ہاتھ پر اپنا رخسارہ
رکھ کر لیٹ جاتے تھے اور یہ خیال فرماتے تھے کہ آج کی رات
میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا اور یہ دُعا پڑھا کرتے تھے
اے اللہ ، اے ساتوں آسمانوں کے پروردگار اے عرش
عظیم کے مالک ، اے ہمارے اور ہر چیز کے پروردگار اے تورات
انجیل اور فرقان کو اتارنے والے اور اے دانوں اور گٹھلیوں
کو پھاڑنے والے میں ہر شریر کے شر سے اور ہر چوپائے کے
شر سے جس کی پیشانی کے بال تیرے ہاتھ میں ہیں تیری پناہ مانگتا
ہوں ، اے اللہ تو سب سے پہلے ہے تجھ سے پہلے کوئی چیز
نہیں ، تو سب سے پیچھے ہے تیرے بعد کوئی چیز نہیں ، تو سب سے
اوپر ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں اور تو سب سے قریب ہے
تجھ سے قریب کوئی چیز نہیں اے اللہ مجھ سے میرا قرض ادا کرے
اور میری فقیری دُور کر کے مجھے غنی بنا دے۔

تہجد کی نماز | اگر کسی کو تہجد سے اور نوافل سے نوازا جائے تو
وہ اگر اس پر قادر ہے اور کوئی عذر نہیں تو مقدور بھر ہمیشگی کرے
کیونکہ حضرت عائشہ رض کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ جو حق تعالیٰ کی رضا کے لئے کوئی عبادت کرے
پھر اس عبادت کو اکتا کر چھوڑ دے حق تعالیٰ کا اس پر
غصہ اتر آتا ہے۔

صدیقہ رضی اللہ عنہا :۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علیہ وسلم اذا غلبہ نوم او مرض فلم یقم تلک اللیلۃ صلی من النھار اثنتی عشرۃ رکعۃ وفی الخبر ان احب الاعمال الی اللہ تعالیٰ ادومھا وإن قلّ۔

فصل: ویستحب لمن قام من اللیل للتھجد ان یقول الحمد للہ الذی احیانی بعد ما اماتنی والیہ النشور ویقرأ العشر الآیات من آخر آل عمران ثم یستاک ویتوضا ثم یقول سبحانک وبحمدک لا الہ الا انت استغفرک واسألک التوبۃ فاغفرلی وتب علی انک انت التواب رحیم اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین واجعلنی صبورا شکورا واجعلنی ممن یذکرک ذکرا کثیرا ویسبحک بکرۃ واصیلا ثم یرفع رأسہ الی السماء ویقول اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اعوذ بعفوک من عقابک واعوذ برضاک من سخطک واعوذ بک منک لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک انا عبدک وابن عبدک ناصیتی بیدک جار فی حکمک عدل فی قضاؤک ھذہ یدای بما کسبت وھذہ نفسی بما اجترحت لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین عملت سوءا وظلمت نفسی فاغفرلی ذنبی العظیم انک انت ربی انہ لا یغفر الذنوب الا انت فاذا قام الی الصلاۃ متوجھا فلیقل اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا ثم لیسبح

نیند کا یا بیماری کا غلبہ ہوتا اور اس رات آپ اُٹھتے نہیں تو دن میں بارہ رکعتیں پڑھ لیا کرتے تھے ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کو وہ عمل پیارا ہے جس میں ہمیشگی ہو اگرچہ عمل تھوڑا ہو۔

تہجد کے وظائف وغیرہ جو تہجد کے لئے رات میں جاگ جائے اس کے لئے مستحب ہے کہ جاگتے ہی یہ دعا پڑھے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے مار کر زندہ فرما دیا اور اسی کے پاس دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے اور سورہ آل عمران کی پچھلی دس آیتیں پڑھے پھر مسواک کر کے وضو کرے پھر یہ دُعا پڑھے اے اللہ تو معہ اپنی بڑائیوں کے پاک ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اور توبہ کا سوال کرتا ہوں لہٰذا مجھے بخشدے اور مجھ پر رجوع فرما بلاشبہ تو خوب توبہ قبول کرنے والا اور انتہائی مہربان ہے اے اللہ مجھے خوب توبہ کرنے والا اور انتہائی پاک فرما اور مجھے صابر وشاکر بنا اور مجھے ان میں شامل فرما جو تیرا کثرت سے ذکر کرتے رہتے ہیں اور صبح وشام تیری پاکی بیان کرتے رہتے ہیں پھر آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ دعا پڑھے میں گواہی دیتا ہوں کہ حق تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اے اللہ میں تیرے عذاب سے تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں، اور تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ مانگتا ہوں میں تیری پوری پوری تعریف کرنے سے قاصر ہوں جیسی تو نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں میری پیشانی تیرے ہاتھوں میں ہے، مجھ میں تیرا حکم جاری ہے، میرے بارے میں تیری تقدیر عین انصاف ہے یہ میرے دونوں ہاتھ معہ اپنے عملوں کے ہیں اور یہ میرا نفس معہ اپنے گناہوں کے ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک

عشرا و ليحمد عشرا وليهلل عشرا
وليكبر عشرا وليقل الله اكبر ذو الملكوت
والجبروت والكبرياء والعظمة والجلال والقدرة
وان شاء ان يقول هذه الكلمات فانها
ماثورة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
فى قيامه للتهجد وهى اللهم لك الحمد
انت نور السموات والارض ولك الحمد انت
بهاء السموات والارض ولك الحمد أنت
زين السموات والارض ولك الحمد انت قيوم
السموات والارض ومن فيهن ومن عليهن
انت الحق ومنك الحق ولقاؤك حق والجنة
حق والنار حق والنبيون حق ومحمد
صلى الله عليه وسلم حق اللهم لك
لك اسلمت وبك آمنت وعليك توكلت
وبك خاصمت واليك حكمت فاغفر لى
ماقدمت وما أخرت وما اسررت
وما اعلنت انت المقدم وانت المؤخر
لا اله الا أنت اللهم آت نفسي تقواها
وزكها أنت خير من زكاها انت وليها و
مولاها اللهم اهدنى لاحسن الاعمال
فانه لا يهدى لاحسنها الا أنت واصرف
عنى سيئها فانه لا يصرف سيئها الا انت
اسالك مسألة البائس المسكين وادعوك
دعاء المفتقر الذليل فلا تجعلنى بدعائك
رب شقيا وكن بى رءوفا رحيما يا خير المسئولين

ہے بلاشبہ میں ہی ظالم ہوں میں نے برُے عمل کئے اور اپنے اوپر ظلم کیا لہٰذا میرے
بڑے گناہ بخشدے بیشک تو میرا پروردگار ہے اور بات بھی یہی ہے کہ تیرے سوا کوئی
گناہ معاف کرنیوالا نہیں اور تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں پھر جب قبلہ رُخ
کھڑا ہو تو نیت باندھ یہ دعا پڑھے : اللہ سب سے بڑا ہے اور بہت ہی بڑا
ہے اور کثرت سے اللہ کی بڑائیاں ہیں اور صبح و شام اللہ ہی کی پاکیاں ہیں
پھر ۱۰ بار سبحان اللہ، ۱۰ بار الحمد للہ، ۱۰ بار لا الہ الا اللہ اور دس بار اللہ اکبر
کے پھر یہ پڑھے اللہ سب سے بڑا ہے وہ عالم بالا کا بادشاہ ہے وہ قہر
و کبریائی والا اور عظمت و بزرگی والا ہے یا اگر چاہے تو یہ دُعا پڑھے
کیونکہ تہجد کے قیام میں نبی اکرم صلعم سے یہ دعا بھی ثابت ہے اے اللہ
تیرے ہی لئے بڑائیاں ہیں تو آسمان و زمین کا نور ہے تیرے ہی لئے تعریفیں
ہیں تو آسمان و زمین کی رونق ہے، تیرے ہی لئے شکر ہیں تو آسمان
و زمین کی زینت ہے تیرے ہی لئے عبادتیں ہیں تو آسمان و زمین کو اور
جو ان میں اور ان پر ہیں ان سب کو سنبھالنے والا ہے تو برحق ہے اور
تیری ہی طرف سے حق ہے تجھ سے ملاقات برحق ہے، جنت برحق ہے
جہنم برحق ہے انبیاء برحق ہیں نبی اکرم صلعم برحق ہیں اے اللہ میں تیرا
ہی مطیع و منقاد ہوں اور میرا تجھی پر ایمان ہے اور تجھی پر بھروسہ ہے اور
تیرے ساتھ ہی میں جھگڑتا ہوں اور تیری طرف ہی اپنے جھگڑے لاتا ہوں
لہٰذا میرے اگلے پچھلے، چھپے، کھلے تمام گناہ بخشدے تو ہی آگے بڑھانیوالا
ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے، تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں اے
اللہ میرے نفس کو اس کا تقوےٰ عطا فرما اور اسے پاک فرما تو ہی اسے
بہترین پاک کرنے والا ہے تو ہی اس کا دوست اور آقا ہے اے اللہ
مجھے انتہائی خوبصورت عملوں کی ہدایت فرما کیونکہ تیرے سوا کوئی ایسا نہیں
کہ مجھے انتہائی خوبصورت عملوں کی ہدایت کرے اے اللہ مجھ سے برُے
عمل ہٹادے کیونکہ برُے عمل ہٹانے والا تیرے سوا کوئی نہیں اے اللہ
میں تجھ سے محتاج و فقیر کی طرح سوال کرتا ہوں اور حاجت مند و ذلیل

واکرم المعطین واخبرنا ابونصر عن والدہ باسنادہ عن یحیی بن ابی کثیر قال حدثنی ابو سلمۃ بن عبد الرحمٰن قال سالت عائشۃ رضی اللہ عنہا بای شیء کان یکبر ویفتح النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلاتہ اذا قام من اللیل قالت کان یکبر ویفتح فیقول اللھم رب جبریل ومیکائیل واسرافیل فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون اھدنی لما اختلفوا فیہ من الحق باذنک انک تھدی من تشاء الی صراط مستقیم۔

فصل : یستحب اذا قام لصلاۃ اللیل ان یفتح صلاتہ برکعتین خفیفتین ولا یتناول شیئا من الطعام والشراب حتی یفرغ مما انعم اللہ علیہ من فعل الصلاۃ والتسبیح لانہ اذا استیقظ من نومہ یکون حامی القلب فارغ الھم فاذا اکل اوشرب تغیر قلبہ عن ھیئتہ واظلم فالاولی لہ ان یؤخر ذلک الا ان یکون جائعا او فرطہ الجوع او یخاف من جوع النھار فی شھر رمضان ویخاف طلوع الفجر فان المستحب تقدیم الاکل۔

فصل : ویستحب ان لا ینام حتی یقرأ ثلثمائۃ آیۃ لیدخل فی زمرۃ العابدین ولم یکتب من الغافلین فلیقرأ سورۃ الفرقان والشعراء فان فیہما ثلثمائۃ آیۃ وان لم یحسنھما قرأ سورۃ الواقعۃ ونون والحاقۃ وسورۃ

کی طرح دعا مانگتا ہوں اے میرے پروردگار مجھے میری دعا سے محروم نہ فرمانا اور میرے لئے انتہائی شفیق و مہربان بن جانا اے بہترین سوال کئے جانیوالے اور اے بزرگ ترین دینے والے۔ ہمیں ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے یحییٰ بن ابی کثیر سے خبر دی یحییٰ فرماتے ہیں مجھ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رض سے پوچھا کہ نبی اکرم صلعم رات کے قیام میں کس چیز سے تکبیر کہا کرتے تھے اور نماز شروع کیا کرتے تھے؟ فرمایا اللہ اکبر پڑھ کر یہ دعائے افتتاح پڑھا کرتے تھے اے اللہ، اے جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل کے پروردگار اے آسمان و زمین کے پیدا کرنیوالے اور اے چھپی کھلی باتوں کو جاننے والے تو ہی اختلافات میں اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرماتا ہے اے اللہ اختلافات میں مجھے اپنے حکم سے حق کی ہدایت فرما بلاشبہ تو جسے چاہتا ہے اسے سیدھی راہ کی ہدایت فرما دیتا ہے

مستحبات تہجد | تہجد میں مستحب یہ ہے کہ پہلا دوگانہ ہلکا پڑھے اور فارغ ہونے طعام و شراب سے پرہیز کرے کیونکہ حق تعالےٰ نے نماز و تسبیح کی توفیق عطا فرما کر اپنے عظیم انعام سے نوازا ہے بات یہ ہے کہ جب انسان خواب سے بیدار ہوتا ہے تو اس کا دل پاک و صاف ہوتا ہے اور تفکرات سے خالی ہوتا ہے اور کھانے پینے سے دل میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے اور سابق حالت پر باقی نہیں رہتا اور تاریکی آجاتی ہے لہٰذا اولیٰ یہی ہے کہ کھانا پینا موقوف رکھے ہاں اگر انتہائی بھوکا ہو یا رمضان المبارک میں دن میں بھوک سے نڈھال ہونے کا یا سحری کے وقت کے فوت ہو جانے کا ڈر ہو تو نماز سے قبل بقدر سد رمق کھا لینا مستحب ہے

★

سونے سے قبل کی دعائیں | تین سو آیتیں پڑھنے سے پہلے نہ سونا مستحب ہے تاکہ عبادت گزاروں کے زمرہ میں داخل ہو جائے اور غافلوں میں نہ لکھا جائے لہٰذا سورہ فرقان اور سورہ شعراء پڑھ لی جائے کیونکہ ان دونوں میں تین سو آیتیں ہیں اگر یہ سورتیں نہ آتی ہوں تو سورہ واقعہ سورہ نون سورہ حاقہ اور سورہ معارج اور سورہ مدثر پڑھ لے اگر

الواقع ای سائل والمدثر فان لم یحسنهن فلیقرأ
سورة الطارق الی خاتمة القرآن فانها ثلثمائة
آیة فان قرأ مقدار ألف آیة کان احسن و
واکمل للفضل وکتب له قنطار من الاجر
وکتب من القانتین وذلک من سورة تبارک الذی
بیده الملک الی خاتمة القرآن فان لم یحسنها
فلیقرأ مائتین وخمسین مرة قل هو الله احد
فان مجموعها الف آیة وینبغی له ان لایدع
قراءة اربع سور فی کل لیلة الم تنزیل السجدة
وسورة یس وحم الدخان وتبارک و ان
قرأ معها سورة المزمل والواقعة کان احسن
وکان النبی صلی الله علیه وسلم لاینام حتی یقرأ
السجدة وتبارک الملک وفی خبر آخر سورة
بنی اسرائیل والزمر وفی خبر آخر المسبحات
ویقال فیها آیة أفضل من مائة الف آیة۔

فصل: والذی یستعان به علی قیام اللیل
اشیاء منها اکل الحلال والاستقامة علی
التوبة رغم خوف الوعید وشوق رجاء الموعود
ومنها انه یجتنب اکل الشبهات والاصرار
علی الذنوب ویدفع غلبة هم الدنیا وحبها
عن القلب بذکر الموت والفکر فی المعاد
وما یلقی بعد الموت وقال رجل للحسن رحمه
الله یا اباسعید انی ابیت معافی واحب قیام
اللیل واعد طهوری فمابالی لا اقوم فقال
ذنوبک قیدتک وقال الثوری رحمه الله حرمت

یہ بھی نہ آتی ہوں تو سورہ طارق سے والناس تک پڑھ لے کیونکہ
اس میں بھی تین سو آیتیں ہیں اگر ہزار آیتیں پڑھ لے تو بہت ہی
اچھا ہے ان سے فضیلت کی تکمیل ہوتی ہے اور ڈھیر اجر لکھا جاتا ہے
اور ایسا شخص عبادت گزاروں میں لکھ لیا جاتا ہے سورہ ملک سے
ختم قرآن تک ایک ہزار آیتیں ہیں اگر یہ نہ آتی ہوں تو ۲۵۰ بار سورہ
اخلاص پڑھ لی جائے اس کا مجموعہ ایک ہزار آیتیں ہیں۔ اور
مندرجہ ذیل چار سو سورتیں روزانہ رات میں پڑھ لینا مناسب
ہے سورہ آلم السجدہ، سورہ یٰسین، سورہ حٰم الدخان اور سورہ
ملک اور اگر ان کے ساتھ سورہ واقعہ اور سورہ زمر
بھی پڑھ لی جائیں تو نور علیٰ نور۔

نبی اکرم صلعم جب تک سورہ سجدہ اور سورہ ملک پڑھ
نہ لیتے تھے سوتے نہ تھے ایک حدیث میں سورہ بنی اسرائیل اور
سورہ زمر کا ذکر ہے اور ایک حدیث میں مسبحات کا ذکر
ہے کہا جاتا ہے کہ اس میں ایک ایسی آیت ہے جو ایک ہزار
آیتوں سے افضل ہے۔

تہجد کے لئے امدادی عمل تہجد میں مدد دینے والی چند چیزیں ہیں
کھانا پینا اور لباس حلال ہو۔ حق تعالےٰ توبہ پر، غم وخوف
عذاب پر اور شوق امید ثواب پر استقامت عطا فرمائے، شبہ
کی چیزوں کو کھانے سے پرہیز کیا جائے، گناہوں پر اصرار نہ کیا
جائے اور موت و آخرت کو اور آخرت میں پیش آنے والی گھاٹیوں کو یاد
کرکے دل سے دنیا کی محبت وفکر کو دور رکھا جائے۔

ایک شخص حسنؒ سے:- ابوسعید! میں رات بھر آرام سے سوتا رہتا
ہوں اور دل چاہتا ہے کہ رات میں اٹھ کر تہجد پڑھوں اور اپنے پاس
وضو کے لئے پانی بھی تیار رکھتا ہوں پھر کیا بات ہے کہ میں اپنا یہ شوق
پورا نہیں کر پاتا فرمایا: تیرے گناہوں نے تجھے مقید کر رکھا ہے رگنہ ہو

قیام اللیل خمسۃ اشھر بذنب اذنبتہ قیل وما ھو قال رأیت رجلا یبکی فقلت فی نفسی ھذا مراء وکان الحسن رحمہ اللہ یقول ان العبد لیذنب الذنب فیحرم بہ قیام اللیل و صیام النھار وقیل کم من اکلۃ منعت قیام لیلۃ وکم من نظرۃ حرمت قراءۃ سورۃ وان العبد لیاکل الاکلۃ او یفعل فعلۃ فیحرم بھا قیام السنۃ فبحسن التفقد یعرف المزید من النقصان وبقلۃ الذنوب یوقف علی التفقد وقال ابو سلیمان رحمہ اللہ تعالی لا یفوت احد اصلاۃ جماعۃ الا بذنب وکان یقول الاحتلام باللیل عقوبۃ والجنابۃ البعد ومنھا قلۃ الطعام والشراب وخلو المعدۃ منھا لما روی عون بن عبد اللہ رحمہ اللہ انہ قال کان فی بنی اسرائیل ناس یتعبدون فکان اذا حضر فطرھم قام علیھم قائم فقال لا تاکلوا کثیرا فانکم اذا اکلتم کثیرا نمتم کثیرا واذا نمتم کثیرا صلیتم قلیلا وقیل ان کثرۃ النوم من کثرۃ شرب الماء وقیل انہ اتفق رأی سبعین صدیقا ھم یقولون ان کثرۃ النوم من کثرۃ شرب الماء ومنھا انہ یلزم قلبہ الھم والغم والحزن ویقظۃ دائمۃ فیحیی بھا القلب ویدیم الفکر فی الملکوت ویقیل فی النھار ولا یکثر تعب جوارحہ فی امور الدنیا فان اختار ان یقوم اول اللیل حتی یغلبہ النوم ثم ینام ثم یقوم

سے سچے دل سے توبہ کر حق تعالےٰ تہجد کی توفیق عطا فرمادیگا)

ثوریؒ :- میں پانچ ماہ تک ایک گناہ کی وجہ سے تہجد سے محروم رہا پوچھا گیا کہ وہ گناہ کیا تھا؟ فرمایا میں نے دیکھا کہ ایک شخص رو رہا ہے، میں نے اپنے دل میں کہا یہ ریاکار ہے۔

حسنؒ :- انسان گناہ کر بیٹھتا ہے اور تہجد سے اور دن میں روزہ رکھنے سے محروم ہو جاتا ہے کہا جاتا ہے بہت سے کھانے تہجد سے روک دیتے ہیں اور بہت سی نگاہیں تلاوت قرآن سے محروم کر دیتی ہیں۔ یاد رکھو انسان کچھ چیزیں کھا لیتا ہے یا کچھ گناہ کر بیٹھتا ہے اور سال بھر تک تہجد سے محروم ہو جاتا ہے اگر انسان اپنے حالات کا اچھی طرح سے غور و فکر کے ساتھ جائزہ لے تو گناہوں کی کمی بیشی سے واقف ہو جاتا ہے اور جائزہ لینے کی توفیق بھی گناہوں میں کمی کرنے سے ملتی ہے۔

ابو سلیمان :- جماعت سے نماز کسی گناہ ہی کی وجہ سے فوت ہوتی ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ رات میں احتلام بھی ایک سزا ہے جس سے رب العالمین سے دُوری ہو جاتی ہے۔ کم کھانا پینا اور معدہ کا خالی رہنا بھی تہجد پر مددگار ہے کیونکہ عون بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں کچھ عبادت گزار بندے تھے جب روزہ کھولنے کے لئے ان کے پاس کھانا چنا جاتا اور ایک شخص انہیں بیدار کرنے کے لئے کہا کرتا تھا کہ زیادہ نہ کھانا ورنہ نیند آجائے گی اور اس صورت میں رات کی نماز سے محروم رہ جاؤ گے کہا جاتا ہے کہ زیادہ پانی پینے سے نیند زیادہ آتی ہے کہتے ہیں کہ ستر صدیقین کا اس پر اتفاق ہے کہ زیادہ پانی پینے سے زیادہ نیند آتی ہے اور تہجد کے لئے ایک یہ بھی معاون ہے کہ ہمیشہ آخرت کا فکر و غم اور خیال پیش نظر رکھا جائے اور زیادہ تر بیدار رہ کر دل کو زندہ رکھا جائے اور عالم ملکوت میں غور و فکر کیا جائے اور دن میں دوپہر کو سو جائے اور دنیا کے کاموں میں اپنے اعضاء زیادہ نہ تھکائے اگر چاہو تو شروع رات میں تہجد پڑھ لو پھر جب نیند کا غلبہ ہو تو

متى استيقظ ثم ينام متى غلبه النوم ثم يقوم
آخر الليل فيكون له في الليل قومتان ونومتان
فيكابد الليل فهو من اشد الاعمال وهي
حالة اهل الحضور واليقظة والفكر والتذكر
وقيل انها من اخلاق رسول الله صلى الله عليه
وسلم وقد يكون للعابد في الليل قومات ونومات
في تضاعيف ذلك واما ان يكون للقيام والنوم
موزونا عدلا فلا يكون ذلك الا للنبي صلى الله
عليه وسلم فيكون قلبه دائم اليقظة ووحي
من الله سبحانه يؤمر به وينهى ويوقظ وينوم
ويقلب ويحرك خاص له ذلك دون بقية
الخلق۔

فصل: ويستحب لمن قام الليل أن ينام
آخره لوجهين احدهما انه يذهب النعاس
بالغداة والنوم بالغداة مكروه ولهذا كانوا
يأمرون الناعس بالنوم بعد صلاة الصبح
ويمنعون قبلها وقد ورد ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم كانت له هجعة بعد صلاة الفجر
والوجه الثاني ان نوم آخر الليل يذهب صفرة
الوجه واذا كابد نومه ولم ينم بقيت
الصفرة بحالها وينبغي ان يتقي ذلك لانه باب
غامض وهو من الشهوة الخفيفة والشرك
الخفي لانه يشار اليه بالاصابع ويتوهم فيه
الصلاح والسهر والصوم والخوف من الله
عزوجل لاجل تلك الصفرة التي في وجهه

سو جاؤ پھر جب آنکھ کھلے تہجد کے لئے کھڑے ہو جاؤ پھر جب
نیند کا غلبہ ہو تو سو جاؤ پھر اخیر رات میں کھڑے ہو جاؤ اس
صورت میں آپ پوری رات میں دو بار کھڑے ہوں گے اور دو
بار سوئیں گے اور رات میں مشقت اٹھانی پڑے گی اور یہ بڑا
کٹھن کام ہے یہ حال اللہ کے سامنے حاضر ہونیوالوں کا، بیدار لوگوں
کا اور اہل فکر و ذکر کا ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا کبھی عابد ایک رات میں کئی کئی بار
اٹھتا ہے اور کئی کئی بار سوتا ہے پھر یا تو قیام و خواب برابر ہوتے
ہیں لیکن یہ نبی صلعم ہی کی خصوصیت ہے کیونکہ آپ کا دل وحی کے لئے ہمیشہ
بیدار رہا کرتا تھا آپ کو خواب میں کسی بات کا حکم ملتا تھا کسی بات سے
روکا جاتا تھا، کبھی بیدار کیا جاتا تھا، کبھی سُلا دیا جاتا تھا، کبھی
کروٹ دلا دی جاتی تھی اور کبھی ہلا دیا جاتا تھا۔

تہجد گزار کو کس وقت سونا مستحب ہے

تہجد گزار کو آخر رات میں دو وجہ سے سونا مستحب ہے ایک وجہ تو یہ ہے کہ پچھلی شب میں
سونے سے صبح کے وقت نیند نہیں آتی اور صبح کو سونا مکروہ ہے
اسی لئے اونگھنے والے کو صبح کی نماز پڑھ کر سونے کا حکم دیا جاتا
تھا اور قبل از نماز سونے سے روکا جاتا تھا ایک حدیث سے ثابت
ہے کہ رسول اللہ صلعم نماز کے بعد (کبھی کبھی) قدرے آرام فرمالیا کرتے
تھے دوسری وجہ یہ ہے کہ پچھلی رات میں سونے سے چہرے پر زردی نہیں
آتی اگر انسان رات بھر جاگے اور محنت کرے اور سوئے نہیں تو زردی
چھا جاتی ہے اور اس سے بچنا ضروری ہے کیونکہ یہ ایک پیچیدہ امر ہے
اور یہ پوشیدہ نفسانی شہوت اور چھپا ہوا شرک ہے کیونکہ اس کی
وجہ سے انگلیوں سے اشارہ کیا جاتا ہے اور اس کی وجہ سے نیکی،
بیداری، روزہ اور اللہ کا خوف پہچان لیا جاتا ہے شرک و ریا سے
اللہ کی پناہ۔ اور ہر اس نشانی سے بھی جو شرک و ریا پر دلالت کرے

نعوذ باللہ من الشرک والریاء وکل امارۃ تدل علیھما وینبغی ان یقلل شرب الماء باللیل لما قدمنا من انہ یجلب النوم ولانہ تکون منہ صفرۃ الوجہ سیما فی آخر اللیل وعند الانتباہ من النوم وفی الخبر کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اوتر من آخر اللیل اضطجع علی شقہ الایمن ضجعۃ حتی یاتیہ بلال رضی اللہ عنہ فیخرج معہ الی الصلاۃ وقد کان السلف یستحبون ھذہ الضجعۃ بعد الوتر وقبل صلاۃ الصبح حتی جعلھا بعضھم سنۃ وھو ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ ومن تابعہ فی ذلک وانما استحبوا ذلک لانہ مزید لاھل المشاھدۃ والحضور لانھم یکشف لھم عن الملکوت وتضیء لھم انواع العلوم من الجبروت ویلقنون غرائب الحکم والعلوم ویطلعون علی ما غاب عنھم من الاقسام والحظوظ مما اعدھا لھم رب الخلیقۃ علام الغیوب وفی حق العمال واھل المجاھدۃ راحۃ وسکون ولذلک نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصلاۃ بعد طلوع الفجر الی طلوع الشمس وبعد صلاۃ العصر الی غروب الشمس لیستریح فیھا اھل اوراد اللیل والنھار وکذلک یستحب ان یفصل فی تضاعیف صلاۃ اللیل بجلوس یسبح فیہ مائۃ تسبیحۃ لیکون عونا علی الصلاۃ ولتسکن الجوارح وتزول سآمۃ النفس للقیام

رات میں پانی نہ پینا مناسب ہے کیونکہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ پانی نیند لاتا ہے اور اس لئے بھی کہ اس سے خصوصاً پچھلی شب میں پانی پینے سے چہرے پر زردی آتی ہے اور نیند سے بیدار ہوتے ہی پانی پینے سے بھی چہرہ زرد ہو جاتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پچھلی شب میں وتر پڑھ لیتے تو آپ ذرا سی دیر کے لئے دائیں کروٹ پر لیٹ جایا کرتے تھے حتے کہ آپ کے پاس بلالؓ آتے اور آپ ان کے ساتھ نماز کے لئے نکل جاتے۔

سلف وتر کے بعد اور صبح کی نماز سے قبل اس لیٹنے کو مستحب سمجھتے ہیں حتے کہ بعض سلف نے اسے سنت قرار دے دیا ہے یعنی حضرت ابوہریرہؓ اور ان کے عقیدت مندوں نے یہ لوگ اس لیٹنے کو اس لئے مستحب سمجھتے ہیں کہ یہ اہل مشاہدہ اور اہل حضور کے لئے حضور قلب میں اضافہ کرتی ہے۔ اور ان پر عالم ملکوت کے راز کھولتی ہے اور عالم جبروت کے قسم قسم کے علوم کا دروازہ کھولتی ہے اور ان حضرات پر حکمتوں کے اور علوم کے عجائب وغرائب منکشف ہو جاتے ہیں اور اس سے وہ ان طرح طرح کی نعمتوں پر مطلع ہو جاتے ہیں جو علام الغیوب رب العالمین نے ان کے لئے تیار کر رکھی ہیں اور یہ نیند عاملوں کے اور ریاضت کرنے والوں کے حق میں موجب راحت وسکون بھی ہے اسی لئے نبی اکرم صلعم نے صبح صادق کے بعد سورج کے نکلنے تک اور عصر کے بعد سورج کے ڈوبنے تک نماز سے منع فرمایا ہے تاکہ ان ساعتوں میں دن میں اور رات میں وظائف پڑھنے والے سستالیں۔

اسی طرح رات کی نماز کے دوگانوں میں بقدر سو تسبیحات کے بیٹھنا مستحب ہے تاکہ دوگانوں میں فاصلہ ہو جائے اور نماز میں بھی مدد ملے اور اعضاء کو سکون نصیب ہو اور نماز کے لئے نفس کی اکتاہٹ دور ہو جائے

ويحبب اليها التهجد والصلاة وهو داخل تحت قوله عزوجل ومن الليل فسبحه وادبار النجوم وقوله تعالى وادبار السجود اى اعقاب الصلاة۔

فصل : فان فاته قيام الليل بنوم او شغل فان قضاه ما بين طلوع الشمس الى زوالها كان كمن صلاه فى وقته من الليل لما حدثنا به ابو نصر عن والده باسناده عن عبد الله بن غنم قال حدثنى عمر بن الخطاب رضى الله عنه انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اربع ركعات قبل الظهر بعد الزوال يحسبن بمثلهن من السحر وفى لفظ آخر عن عمر رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال من نام عن حزبه من الليل او نسيه فقرأه من صلاة الفجر الى صلاة الظهر فكانما قرأه فى ليله وعن بعض السلف انه قال اجتمع رأى آل محمد صلى الله عليه وسلم انه من صلى ورده الذى فاته من الليل قبل الزوال كان كمن صلاه فى الليل وان لم يقدر على ذلك فيقضيه ما بين الظهر والعصر قال الله تعالى وهو الذى جعل الليل والنهار خلفة لمن اراد ان يذكر او اراد شكورا اى جعلهما خلفين يتعاقبان فى الفضل فيخلف احدهما الآخر۔

فصل : فقد تحصل من هذه الجملة ان اوراد الليل خمسة احدها ما بين العشاءين والثانى ما بعد العشاء الاخيرة الى وقت منامه والثالث

اور نفس کو تہجد و نماز کی رغبت ہو یہ معنی اس آیت کے مفہوم میں داخل ہے کہ رات میں اللہ کی پاکی بیان کیجئے اور تاروں کے غائب ہونے کے بعد بھی دوسری آیت میں ہے اور سجدوں کے بعد بھی یعنی نماز کے بعد بھی۔

فوت شدہ تہجد دن میں کب پڑھا جائے؟ اگر غلبۂ نیند کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے کسی کا تہجد فوت ہو جائے تو اگر اسے سورج نکلنے کے بعد زوال تک پڑھ لے تو گویا اس نے رات ہی میں تہجد پڑھ لیا کیونکہ ہم سے ابو نصر نے اپنی اسناد سے اپنے والد سے بیان کیا وہ عبداللہ بن غنم سے روایت کرتے ہیں عبداللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ زوال کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعتیں سحر کی نماز کی طرح شمار کی جاتی ہیں ایک لفظ میں حضرت عمرؓ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو اپنے رات کے وظیفہ سے سو تا رہا یا اسے بھول گیا اگر وہ اسے صبح کی نماز سے لے کر ظہر کی نماز تک پڑھ لے گویا اس نے اسے رات ہی میں پڑھ لیا۔

بعض سلف :۔ آل محمد کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی اپنا رات میں چھوٹا ہوا ورد زوال سے پہلے پہلے پڑھ لے تو گویا اس نے اسے رات ہی میں پڑھ لیا۔ اگر اس پر قادر نہ ہو تو ظہر وعصر کے درمیان پڑھ لے حق تعالے نے فرمایا: اللہ ہی نے رات اور دن کو ان لوگوں کے لئے جو ذکر کرنا یا شکر ادا کرنا چاہیں ایک دوسرے کے قائم مقام بنایا ہے یعنی دن کو رات کا اور رات کو دن کا بدل بنا دیا ہے، دن رات کے بعد اور رات دن کے بعد آجاتی ہے اور ہر ایک میں دوسرے کے کام انجام دے دئے جاتے ہیں۔

اوراد شب کے اوقات اوپر کے بیان سے ظاہر ہے رات کے اوراد کے اوقات پانچ ہیں (۱) مغرب وعشاء کے درمیان (۲) عشاء کے اور سونے کے درمیان (۳) آدھی رات (۴) پچھلی تہائی

جوف اللیل والرابع الثلث الاخیر والخامس و
ھو السحر الاخیر قبل طلوع الفجر الثانی وھو
القراءۃ والاستغفار وللتفکر والاعتبار دون
الصلاۃ لانہ لایؤمن ان تصادف صلاتہ
طلوع الفجر وھو الوقت المنھی عن الصلاۃ فیہ
ولذا قال صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ اللیل
مثنی مثنی فاذا خشیت الفجر فاوتر برکعۃ
توتر لک ما قبلھا اللھم الا ان یکون قد نام
عن وترہ ووردہ فانہ یصلیھا ھذہ الساعۃ
علی ما تقدم بیانہ فی فصل فعل الوتر۔

(فصول اوراد النھار)

فصل: واما اوراد النھار فخمسۃ ایضا
احدھا من وقت طلوع الفجر الثانی الی طلوع
الشمس والثانی صلاۃ الضحی وما کان فی
معناھا الی الزوال والثالث اربع رکعات بعد
الزوال بقراءۃ حسنۃ وسلام واحد وقیل
ان ابواب السماء تفتح لھا والرابع ما بین
الظھر والعصر والخامس بعد العصر الی الغروب۔

فصل: واما الورد الاول من النھار
فیستحب الجلوس من بعد صلاۃ الفجر الی
طلوع الشمس بذکر اللہ تعالیٰ فیہ اما تلاوۃ
القرآن او تسبیح او تفکر او تذکر او تعلیم او
جلوس الی عالم وکذلک بعد صلاۃ العصر
الی غروب الشمس لانھما وقتان نھی عن
التنفل بالصلاۃ فیھما لما اخبرنا الشیخ ابو نصر

رات (۵) سحر کا پچھلا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے
پہلے پہلے۔ یہ وقت تلاوت قرآن، استغفار اور غور وفکر کے
لئے بجائے نماز کے زیادہ موزوں ہے کیونکہ اس وقت نماز پڑھے
گا تو ممکن ہے کہ درمیان ہی میں صبح صادق ہو جائے حالانکہ اس
وقت نماز پڑھنا منع ہے اسی لئے نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ
رات کی نماز دو دو رکعت ہے پھر جب تجھے صبح کا ڈر ہو تو ایک
رکعت وتر پڑھ لے ہاں اگر کوئی سوتا رہا اور اس کا وتر و ورد
چھوٹ گیا تو وہ اس وقت وتر پڑھ لے جیسا کہ وتر کے عنوان
میں اس کی تفصیل گزر چکی۔

★

اورادِ دن کے اوقات دن کے وردوں کے اوقات
بھی پانچ ہی ہیں (۱) صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک
(۲) طلوع آفتاب سے لے کر زوال تک جس میں چاشت و
اشراق وغیرہ کی نمازیں ہیں (۳) اچھی قرأت سے اور ایک سلام
سے زوال کے بعد چار رکعتیں، کہا جاتا ہے کہ ان رکعتوں کے آسمان
کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں (۴) ظہر وعصر کے درمیان (۵)
عصر سے لے کر غروب آفتاب تک۔

دن کا پہلا ورد صبح کی نماز پڑھ کر طلوع آفتاب تک ذکر اللہ
میں مصروف رہنا مستحب ہے خواہ قرآن حکیم کی تلاوت کی جائے یا
تسبیحوں میں مصروف رہا جائے یا مراقبہ کیا جائے یا وعظ سنایا جائے
یا علم سیکھا جائے یا کسی عالم کے پاس بیٹھ کر دینی معلومات میں اضافہ
کیا جائے۔ اسی طرح عصر کے بعد غروب آفتاب تک مصروف رہا
جائے کیونکہ ان دونوں وقتوں میں نماز سے روک دیا گیا ہے۔
ہمیں شیخ ابو نصر نے اپنے والد سے خبر دی انہیں ابو علی اسماعیل

عن والدہ قال اخبرنا ابو علی اسماعیل بن محمد بن اسماعیل الخطی قال حدثنا محمد بن یعقوب قال حدثنا ھدبیۃ بن خالد القیسی قال حدثنا احمد بن سلمۃ عن علی بن زید عن الشعبی عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لأن اقعد مع قوما ذکر اللہ تعالیٰ من بعد صلاۃ الفجر حتی تطلع الشمس اکبر و اھلل احب الی من أن اعتق رقبتین و لأن اذکر اللہ عزوجل من بعد صلاۃ العصر حتی تغرب الشمس احب الی من أن اعتق اربع رقاب من ولد اسماعیل وعن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتناموا عن طلب ارزاقکم قیل یا انس ما معنی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتناموا عن طلب ارزاقکم قال فاذا صلیتم الفجر فقولوا ثلاثا وثلاثین مرۃ الحمد للہ وسبحان اللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر وفی حدیث آخر یسبح ثلاثا وثلاثین مرۃ ویحمد ثلاثا وثلاثین مرۃ ویکبر اربعا وثلاثین مرۃ ویختمھا بلا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی و یمیت وھو حی لایموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر ھکذا یفعل بعد العصر وعند النوم وحدثنا ابو نصر عن والدہ باسنادہ عن عروۃ بن الزبیر عن ابیہ رضی اللہ

بن محمد بن اسماعیل خطی نے خبر دی ان سے محمد بن یعقوب نے بیان کیا ان سے ہدبیہ بن خالد قیسی نے بیان کیا ان سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا حماد، علی بن زید سے، وہ شعبی سے اور وہ ابو امامہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا صبح کی نماز کے بعد سے سورج کے نکلنے تک لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر ذکر اللہ کرنا اور تکبیر وتہلیل میں مشغول رہنا مجھے دو غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ پیارا ہے اور میرا عصر کی نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک اللہ کا ذکر کرنا مجھے اولادِ اسماعیل کے چار غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ پیارا ہے۔

انسؓ بن مالک:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی روزیاں طلب کرنے سے نہ سوؤ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس جملہ کا کیا مطلب ہے کہ روزیاں طلب کرنے سے نہ سوؤ؟ فرمایا: جب تم صبح کی نماز پڑھ چکو تو ۳۳ بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھ لو۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ کر اس وظیفہ کو لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لایموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر پر ختم کردو یعنی اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی تعریفیں ہیں وہی حیات وموت کا مالک ہے، وہ زندہ ہے جسے فنا نہیں اسی کے ہاتھ میں بھلائیاں ہیں اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے اسی طرح عصر کے بعد اور سونے سے قبل روزیاں طلب کی جائیں۔

ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے بیان کیا کہ عروہ بن زبیر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سُنا آپ فرما رہے تھے کہ

عنه انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم
یقول غدوة او روحة فی سبیل الله خیر من الدنیا
وما فیها فقال رجل یارسول الله فمن لا یستطیع
غزوا قال من جلس حین یصلی المغرب یذکر الله
تعالی حتی یصلی العشاء کان مجلسه ذلك روحة
فی سبیل الله ومن جلس حین یصلی الغداة یذکر
الله تعالی حتی تطلع الشمس کانت مثل غدوة
فی سبیل الله وحدثنا ابو نصر عن والده باسناده
عن ابی امامة رضی الله عنه قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم مامن عبد یقول فی دبر
صلاة الغداة لا اله الا الله وحده لا شریك له
له الملك وله الحمد یحیی ویمیت بیده الخیر
وهو علی کل شیء قدیر عشر مرات الا کتب
الله له بهن عشر حسنات ومحا عنه بهن عشر
سیئات ورفع له بهن عشر درجات وکن عدل
عشر رقاب ولا یضره یومئذ ذنب یصیبه الا
ان یکون شرکا ومامن عبد احسن الوضوء
فغسل وجهه کما امر الله تعالی الا حط الله
عنه کل ذنب نظرت الیه عیناه او تکلم
به لسانه ومامن عبد غسل یدیه کما امر
الله عزوجل الا حط الله عنه کل ذنب بطشت
به یداه ثم مسح رأسه واذنیه الا حط الله
عنه کل ذنب استمعت الیه أذناه ثم غسل
رجلیه کما امره الله تعالی الا حط الله عنه
کل ذنب مشت به رجلاه حتی یقوم الی صلاته

اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے ایک
شخص نے کہا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو جہاد کی
طاقت نہ رکھتا ہو وہ کیا کرے؟ فرمایا جو مغرب کی نماز پڑھ کر
عشاء تک ذکر اللہ کرتا رہے حتےٰ کہ عشاء کی نماز پڑھ لے تو اس
کی یہ مجلس اللہ کی راہ میں ایک شام کی برابر ہے اور جو صبح کی نماز
پڑھ کر طلوع آفتاب تک ذکر اللہ کرتا رہے تو یہ مجلس اللہ کی
راہ میں غزوہ کی مانند ہے۔

ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے ابوامامہ رضی اللہ
عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو
بندہ صبح کی نماز کے بعد لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ الملک
ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر دس بار
پڑھ لے تو حق تعالےٰ یقیناً ان کلموں کے بدلہ اسے دس نیکیاں عطا
فرمائے گا اور اس سے دس برائیاں مٹا دے گا اور اس کے لئے دس
درجے بلند فرما دے گا۔ اور یہ کلمے دس غلام آزاد کرنے کے ثواب
کی برابر ہیں اور اس دن اس کے لئے کوئی تازہ گناہ مضر ثابت نہ
ہوگا الا یہ کہ وہ گناہ شرک ہو اور جو بندہ خوبصورتی کے ساتھ
وضو کرتا ہے اور حق تعالےٰ کے حکم کے مطابق اپنا منہ دھوتا ہے
تو بلاشبہ اللہ تعالےٰ اس سے ہر گناہ گرا دیتا ہے خواہ وہ
آنکھوں کے دیکھنے سے صادر ہوا ہو یا زبان کی گفتگو سے اور
جو بندہ حق تعالےٰ کے حکم کے بموجب اپنے دونوں ہاتھ دھوتا
ہے تو یقیناً اللہ تعالےٰ اس سے ہر وہ گناہ گرا دیتا ہے جسے اس
کے دونوں ہاتھوں نے پکڑا ہو پھر اپنے سر کا اور کانوں کا مسح
کرتا ہے تو یقیناً اس سے ہر وہ گناہ گرا دیا جاتا ہے جسے اس کے
دونوں کانوں نے سنا ہو پھر حق تعالےٰ کے حکم کے بموجب دونوں
پیر دھوتا ہے تو بلاشبہ اللہ اس سے ہر وہ گناہ گرا دیتا ہے جسے

فتكون تلك الصلاة فضيلة وما من عبد نام
على ذكر طاهرا فاول ما ينتبه يدعو بدعوة
الا كانت دعوته مستجابة وما من عبد رمى
بسهم فى سبيل الله عزوجل فاصاب او اخطاء
الا اعطى به تحرير رقبة وما من عبد شاب
شيبة فى سبيل الله الا اعطى بها نورا يوم القيامة
ومن اعتق رقبة كانت له فداء من نار جهنم
كل عضو بعضوه وحدثنا ابو نصر عن والده باسناده
عن الحسن بن على رضى الله عنهما انه قال سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من صلى
الغداة فى مسجده ثم جلس يذكر الله تعالىٰ
الى أن تطلع الشمس فاذا طلعت حمد الله تعالىٰ
وقام يصلى ركعتين اعطاه الله بكل ركعة الف
الف قصر فى الجنة فى كل قصر الف الف حوراء
مع كل حوراء الف الف خادم وكان عند الله
من الاوابين وعن نافع عن ابن عمر رضى الله عنهما
قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا
صلى الفجر لم يقم من مجلسه حتى تمكنه الصلاة
وقال صلى الله عليه وسلم من صلى الصبح و
جلس فى مجلسه حتى تمكنه الصلاة كانت بمنزلة
حجة وعمرة متقبلتين فكان ابن عمر رضى الله
عنهما اذا صلى الغداة جلس حتى تطلع الشمس
فقيل له لم تفعل هذا فقال اريد به السنة
وحدثنا ابو نصر عن والده باسناده عن عكرمة
عن ابن عباس رضى الله عنهما قال قال رسول الله

لے کر اس کے دونوں پیر چلے تھے حتےٰ کہ بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے
تو اس کی نماز موجب فضیلت ہوتی ہے اور جو بندہ وضو کے بعد
اللہ کے ذکر پر سو گیا تو جاگنے کے بعد سب سے پہلے جو دعا مانگے
گا اس کی وہ دعا ضرور قبول کر لی جائے گی اور جو بندہ اللہ کی
راہ میں ایک تیر پھینکتا ہے خواہ وہ تیر دشمن کے لگے یا نہ لگے اسے
ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ضرور ملتا ہے اور جو بندہ اللہ کی
راہ میں بوڑھا ہو جائے حق تعالےٰ اسے قیامت کے دن اس کے
بڑھاپے کے بدلہ ضرور نور عطا فرمائے گا اور جو غلام آزاد کرے
تو وہ غلام اس کے لئے جہنم کی آگ سے ضرور فدیہ بنے گا اس کے
ہر عضو کے بدلہ آزاد کرنے والے کا ہر عضو آگ سے بچ جائے گا
ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے حسن بن علیؓ سے
سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ
جو صبح کی نماز پڑھ کر اپنی مسجد میں بیٹھ کر آفتاب کے نکلنے تک
اللہ کا ذکر کرتا رہے پھر جب سورج نکل آئے تو اللہ تعالےٰ کا
شکر ادا کرے اور کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھ لے حق تعالےٰ
اسے ہر رکعت کے بدلہ جنت میں دس لاکھ محل عطا فرمائے گا۔
ہر محل میں دس لاکھ حوریں ہوں گی اور ہر حور کے ساتھ دس لاکھ
خادم ہوں گے اور اس کا اللہ کے نزدیک اوابین (کثرت سے
گڑگڑانے والے) میں شمار ہو گا۔

نافع از ابن عمرؓ:- رسول اللہ صلعم فجر کی نماز پڑھنے کے بعد اپنی جگہ
سے سورج کے نکلنے تک نہیں اٹھا کرتے تھے۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ
جو صبح کی نماز پڑھ کر اپنی جگہ پر بیٹھا رہے حتےٰ کہ نماز کا وقت آ
جائے (یعنی سورج نکل آئے) تو اسے مقبول حج اور عمرے کا ثواب
ملے گا ابن عمرؓ صبح کی نماز پڑھ کر سورج کے نکلنے تک بیٹھے رہا کرتے
تھے آپ سے پوچھا گیا کہ کیوں بیٹھے رہتے ہیں؟ فرمایا سنت پر عمل

صلی اللہ علیہ وسلم من صلی الفجر فی جماعۃ ثم
اعتکف الی طلوع الشمس فصلی اربع رکعات متوالیات
یقرأ فی اول رکعۃ بفاتحۃ الکتاب وآیۃ الکرسی
ثلاث مرات وقل ھو اللہ احد سبع مرات وفی
الرکعۃ الثانیۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ والشمس
وضحاھا وفی الرکعۃ الثالثۃ فاتحۃ الکتاب
والسماء والطارق وفی الرکعۃ الرابعۃ فاتحۃ
الکتاب وآیۃ الکرسی مرۃ وقل ھو اللہ أحد
ثلاث مرات بعث اللہ تعالی الیہ سبعین ملکا
من کل سماء عشرۃ أملاک معھم اطباق
من اطباق الجنۃ ومنادیل من منادیل الجنۃ
فیحملون تلک الصلاۃ علی تلک الاطباق
ثم یصعدون بھا فلا یمرون بقوم من الملائکۃ
الا استغفروا لصاحبھا فاذا وضعت بین یدی
الجبار قال اللہ تعالیٰ عبدی لی صلیت وایای
عبدت فاستانف العمل قد غفرت لک وھذہ
الصلاۃ ھی تفسیر ما روی عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم عن ربہ عزوجل قال یا ابن آدم
صل لی اربع رکعات من اوّل النھار اکفک
آخرہ وقد حملہ بعضھم علی صلاۃ الفجر
فرضھا ومسنونھا والصحیح ماذکرنا۔

فصل: واما الورد الثانی فصلاۃ الضحی
وھی صلاۃ الاوابین وھل یستحب المداومۃ
علیھا ام لا علی وجھین عند اصحابنا والاصل
فی ذلک ما حدثنا بہ ابو نصر عن والدہ باسنادہ

کرتا ہوں۔ ہم سے ابونصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے عکرمہ سے اور انہوں
نے ابن عباسؓ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو جماعت سے
صبح کی نماز پڑھے پھر سورج کے نکلنے تک بیٹھا رہے پھر (سورج نکلنے
کے بعد) لگاتار چار رکعت پڑھے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ۳ بار
آیۃ الکرسی اور ۷ بار سورہ اخلاص پڑھے دوسری رکعت میں فاتحہ کے
بعد سورہ شمس پڑھے تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ طارق پڑھے
اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی اور ۳ بار
سورہ اخلاص پڑھے تو حق تعالٰے اس کے پاس ستر فرشتے بھیجتا
ہے یعنی ہر آسمان سے دس فرشتے آتے ہیں جن کے ساتھ جنت کے طباق
اور جنت کے رومال ہوتے ہیں اور وہ اس کی نماز ان طباقوں میں
چن کر اور لگا کر لے جاتے ہیں اور اسے اٹھا کر آسمان پر چڑھتے ہیں اور
فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں وہی جماعت اس نماز والے
کے لئے دعائے مغفرت مانگتی ہے پھر جب یہ نماز جبار اللہ کے آگے رکھ
دی جاتی ہے تو حق تعالٰے فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تو نے میرے
ہی لئے نماز پڑھی اور تو نے میری ہی عبادت کی اب از سر نو عمل کر
میں نے تیرے تمام گناہ بخش دئے۔ یہ نماز اس روایت کی تفسیر ہے جو
نبی اکرم صلعم سے روایت کی گئی ہے اور آپ اپنے عزت وجلال والے پروردگار
سے روایت کرتے ہیں کہ حق تعالٰے نے فرمایا کہ اے فرزند آدم تو میرے لئے
شروع دن میں چار رکعت نماز پڑھ لے میں دن بھر تیرے لئے کافی
رہوں گا۔ بعض علماء نے اس حدیث قدسی کو صبح کی سنتوں اور
فرضوں پر چسپاں کیا ہے لیکن صحیح ہماری رائے ہے۔

چاشت کی نماز (صلوٰۃ الاوابین) دوسرا ورد چاشت
کی نماز ہے جسے صلوٰۃ الاوابین بھی کہتے ہیں کیا چاشت کی نماز میں
ہمیشگی مستحب ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں ہمارے علماء کے نزدیک
دونوں صورتیں ہیں۔ ہم سے ابونصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے

عن یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ
رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال صلاۃ الضحی صلاۃ الاوابین وبھذا الاسناد
قال صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ الضحی اکثر
صلاۃ داؤد علیہ السلام وحدثنا ابو نصر
عن والدہ باسنادہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ
عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال
ان بابا من ابواب الجنۃ یقال لہ الضحی
فاذا کان یوم القیامۃ نادی مناد این الذین
کانوا یصلون صلاۃ الضحی دائمین علیھا
ادخلوھم الجنۃ برحمۃ اللہ وکان الناس
علی عھد امیر المومنین عمر بن الخطاب
وعلی رضی اللہ عنھما یصلون صلاۃ الصبح
ثم ینتظرون الوقت الذی یصلی فیہ صلاۃ
الضحی فیصلونھا فی المسجد وعن الضحاک بن
قیس عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال لقد
أتی علینا زمان لا ندری ما وجہ ھذہ الآیۃ
یسبحن بالعشی والاشراق حتی رأینا الناس
یصلون الضحی وقال ابن ابی ملیکۃ رحمہ
اللہ سئل ابن عباس رضی اللہ عنھما عن
صلاۃ الضحی فقال انھا لفی کتاب اللہ تعالی
ثم قرأ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر
فیھا اسمہ یسبح لہ فیھا بالغدو والآصال
وکان ابن عباس رضی اللہ عنھما یصلی
رکعتی الضحی ولکن لا یدیم علیھا ولھذا

یحییٰ بن کثیر سے انھوں نے ابوسلمہؓ سے انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ چاشت کی نماز صلوٰۃ الاوابین
ہے یعنی مقرب حضرات کی نماز ہے اسی سند سے نبی اکرم صلعم نے فرمایا
کہ چاشت کی نماز حضرت داؤد کی زیادہ تر نماز ہے۔

ہم سے ابونصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلعم نے بیان فرمایا کہ جنت
کے ایک دروازے کا نام ضحیٰ ہے قیامت کے دن ایک منادی اعلان
کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے اور
اس پر ہمیشگی کیا کرتے تھے اللہ تعالےٰ کی رحمت سے انہیں جنت
میں داخل کر دو۔ لوگ عہد فاروقی اور عہد حیدری میں صبح کی
نماز پڑھ کر چاشت کی نماز کے وقت کا انتظار کیا کرتے تھے اور
مسجد ہی میں چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے۔

ضحاک بن قیس از ابن عباسؓ :۔ ایک وقت ایسا بھی تھا کہ
لوگ اس آیت (لیسبحن بالعشی والاشراق) کا شان نزول
نہیں جانتے تھے حتےٰ کہ ہم نے لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتا
ہوا دیکھ لیا۔

ابن ملیکہ :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے چاشت
کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا یہ نماز اللہ تعالےٰ کی کتاب
آتی ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ان گھروں میں جن کے احترام
کئے جانے کا اور ان میں اللہ کا نام لئے جانے کا اللہ کا حکم ہے
اور جن میں صبح وشام ایسے لوگ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جن
کو تجارت اور کاروبار اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے
سے آڑے نہیں آتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ چاشت
کا دوگانہ پڑھا کرتے تھے لیکن اس پر ہمیشگی نہیں کیا کرتے تھے
اسی لئے جب عکرمہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی چاشت

لما سئل عکرمۃ عن صلاۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما الضحی قال کان یصلیہا الیوم ویدعہا العشرۃ و قال النخعی رحمہ اللہ کانوا یکرھون ان یدیموا صلاۃ الضحی فیصلون ویدعون لئلا تکون کالمکتوبۃ۔

فصل: واما عدد رکعات صلاۃ الضحی فاقلہا رکعتان واعدلہا ثمان رکعات واکثرھا اثنتا عشرۃ رکعۃ فاما الرکعتان فی اخبرنا بہ الشیخ ابو النصر عن والدہ باسنادہ عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الانسان ثلثمائۃ وستون مفصلا فعلیہ ان یتصدق عن کل مفصل کل یوم بصدقۃ قالوا ومن یطیق ذلک یا رسول اللہ قال صلی اللہ علیہ وسلم النخامۃ یراھا فی المسجد فیدفنھا او الشیء ینحیہ عن الطریق فان لم یقدر فرکعتا الضحی تجزیہ وحدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ اوصانی خلیلی ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم بثلاث الوتر قبل النوم وصوم ثلاثۃ ایام من کل شھر ورکعتی الضحی وروی اربع رکعات وھو ما تقدم فی الفصل الذی قبلہ من حدیث عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث وروت معاذۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلاۃ الضحی اربعا ثم ست رکعات وعن حمید الطویل عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یصلی الضحی ست

کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا ایک دن پڑھا کرتے اور دس دن چھوڑ دیا کرتے تھے۔

ابراہیم نخعیؒ:۔ چاشت کی نماز پر ہمیشگی مکروہ سمجھی جاتی تھی لوگ کبھی پڑھتے تھے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے تاکہ فرض نماز کی طرح نہ ہو۔

چاشت کی نماز کی رکعتوں کی تعداد

چاشت کی نماز کم از کم دوگانہ ہے اوسط آٹھ رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ دو رکعتوں کی دلیل بریدہ والی حدیث ہے: ہمیں شیخ ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے عبد اللہ بن بریدہ سے خبر دی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا انسان میں ۳۶۰ جوڑ ہیں اور روزانہ ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ ادا کرنا لازم ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اس صدقہ کی کس میں طاقت ہے؟ فرمایا اگر مسجد میں رینٹھ دیکھے تو اسے دفن کر دے یا راستہ میں کوئی چیز پڑی ہوئی دیکھے اسے راستہ سے ہٹا دے اگر کسی بات پر بھی قادر نہ ہو تو چاشت کا دوگانہ کافی ہے یعنی اس دوگانہ سے تمام جوڑوں کی طرف سے صدقہ ہو جاتا ہے۔

حدیث ابو ہریرہؓ میں ہے کہ مجھے میرے دوست ابو القاسم صلعم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی، ہر ماہ کے تین روزے رکھنے کی اور چاشت کے دوگانہ کی، چاشت کی چار رکعتیں بھی ثابت ہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

عکرمہؒ از ابن عباسؓ:۔ آپ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ چاشت کی نماز چار رکعتیں ہیں پھر چھ ہیں پھر آٹھ ہیں۔

حمید طویل از انس از نبی اکرم صلعم:۔ نبی صلعم چاشت کی چھ پھر آٹھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

عکرمہ بن خالد از ام ہانی بنت ابی طالب:۔ فتح مکہ کے دن جب نبی اکرم صلعم مکہ میں تشریف لائے تو آپ مکہ کے اونچے حصہ پر ٹھہرے اور آپ نے آٹھ رکعتیں پڑھیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کونسی

رکعات ثم ثمان رکعات وعن عکرمۃ بن خالد عن ام ھانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنھا قالت لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الفتح فتح مکۃ نزل باعلی مکۃ فصلی ثمان رکعات فقلت یا رسول اللہ ما ھذہ الصلاۃ قال صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ الضحی قال احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی ھو ثبت والاختیار عند اھل العلم رحمھم اللہ ثمان رکعات وکذلک روی ابو سعید رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن عائشۃ رضی اللہ عنھا ایضا انھا صلت الضحی ثمان رکعات وقال القاسم بن محمد رحمہ اللہ کانت عائشۃ رضی اللہ عنھا تصلی الضحی ثمان رکعات وتطیل ذلک وکانت اذا صلتھا اغلقت الباب علیھا ثم عشر رکعات ان اختارت ثم ثنتا عشرۃ رکعۃ وھو افضلھا لما حدثنا بہ ابو النصر عن والدہ باسنادہ عن حمزۃ بن موسی بن انس بن مالک الانصاری عن عمہ ثمامۃ بن انس عن جدہ انس ابن مالک رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من صلی الضحی اثنتی عشرۃ رکعۃ بنی اللہ تعالیٰ لہ قصرا من ذھب فی الجنۃ وحدثنا ابو النصر عن والدہ باسنادہ عن ام حبیبۃ رضی اللہ عنھا قالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی اثنتی عشرۃ رکعۃ من النھار بنی اللہ تعالیٰ لہ بیتا فی

نماز ہے ؟ فرمایا : یہ چاشت کی نماز ہے - امام احمدؒ بن حنبل نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی ہے اور علماء کے نزدیک چاشت کی آٹھ رکعتیں ہی پسندیدہ ہیں -

اسی طرح ابو سعید نبی اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی چاشت کی آٹھ رکعتیں ہی پڑھی ہیں -

قاسم بن محمد :- حضرت عائشہ رضؓ چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتی تھیں اور طول دیا کرتی تھیں - اور جب چاشت کی نماز پڑھنے کھڑی ہوا کرتی تھیں تو دروازہ بند کر لیا کرتی تھیں - علاوہ ازیں اگر کوئی چاہے تو دس رکعتیں بھی پڑھ سکتا ہے اور بارہ بھی بارہ زیادہ سے زیادہ ہیں کیونکہ ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے حمزہ بن موسےٰ بن انس بن مالک انصاری سے بیان کیا وہ اپنے چچا ثمامۃ بن انسؓ سے اور وہ اپنے دادا انسؓ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ جو چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ ان کے عوض اس کے لئے جنت میں سونے کا محل بنائے گا اور ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے ام حبیبہؓ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دن میں بارہ رکعت نماز پڑھ لی اللہ تعالےٰ نے اس کے لئے جنت میں گھر بنادیا -

نیز ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے ابراہیم تیمی سے بیان کیا وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ابوذر ! دیکھو دن میں بارہ گھنٹے ہوتے ہیں لہٰذا دس دن کے ہر گھنٹہ میں ایک رکعت اور دو سجدے

الجنة وحدثنا ابو نصر عن والده باسناده عن
ابراهيم التيمى عن ابيه عن ابى ذر رضـ عنه قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم يا ابا ذر ان النهار اثنتا عشرة ساعة
فاعل لكل ساعة منها ركعة وسجدتين يدرأ عنك ما فيها
من ذنب يا ابا ذر من صلى ركعتين لم يكن من الغافلين
ومن صلى اربعا كتب من الذاكرين ومن صلى ستا لم
يلحقه فى يومه حنث الا الشرك بالله تعالى ومن صلى
اثنتى عشرة ركعة بنى له بيت فى الجنة قلت يا رسول الله
اجمعا ام شتى قال صلى الله عليه وسلم لا عليك۔

فصل : واما وقتها فلها وقتان جائز
وهو بعد طلوع الشمس الى صلاة الظهر و
مستحب وهو حين ترمض الفصال عند قرب
الزوال والدليل على استحبابها فى هذا الوقت
ما روى أن زيد بن ارقم رضى الله عنه رأى
قوما يصلون الضحى فى مسجد قباء فقال لقد
علموا أن الصلاة فى غير هذه الساعة افضل
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال صلاة
الاوابين حين ترمض الفصال ويجوز فعلها
ايضا بعد الزوال لما روى عوف بن مالك رضى الله
عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ساعة السبحة حين تزول الشمس من كبد
السماء وهى صلاة المخبتين وافضلها فى شدة
الحر وان هو لم يصلها الى ان صلى الظهر قضاها
على وجه الاستحباب۔

فصل : واما الذى يقرأ فيها فما روى عن

لوٹا یا کرو یہ رکعت تمہارے ہر گھنٹہ کے گناہوں کی دفع کرتی رہے گی۔ اے ابوذر جو دوگانہ پڑھ لیتا ہے وہ غافلوں میں نہیں لکھا جاتا اور جو چار رکعتیں پڑھ لیتا ہے وہ ذکر کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے اور جو چھ رکعتیں پڑھ لیتا ہے اس سے بجز شرک کے کسی گناہ کی بازپرس نہ ہوگی اور جو بارہ رکعتیں پڑھ لے اس کے لئے جنت میں گھر تیار کر دیا جاتا ہے میں نے پوچھا یا رسول اللہ اکٹھی پڑھی جائیں یا الگ الگ فرمایا جس طرح چاہو پڑھو کوئی حرج نہیں۔

★

چاشت کی نماز کا وقت

نماز چاشت کے دو وقت ہیں ایک وقت تو جائز ہے یہ وقت طلوع آفتاب سے لے کر ظہر کی نماز تک ہے اور ایک وقت مستحب ہے اور یہ زوال سے پہلے کا وقت ہے جب اونٹ کے بچوں کے پیر ریت سے جلنے لگتے ہیں۔ اس وقت کے استحباب کی دلیل زید بن ارقم والی روایت ہے کہ زید نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ مسجد قبا میں چاشت کی نماز پڑھ رہے ہیں فرمایا انھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ دوسرے وقت میں چاشت کی نماز افضل ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا نماز اوابین (چاشت کی نماز) اس وقت ہے جب اونٹ کے بچوں کے پیر جلنے لگیں۔ چاشت کی نماز زوال کے بعد بھی جائز ہے کیونکہ عوف بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ چاشت کی نماز اس وقت ہے جب سورج بیچ آسمان سے ڈھل جائے۔ یہ مخبتین (عاجزی کرنے والوں) کی نماز کہلاتی ہے افضل یہ ہے کہ سخت گرمی میں پڑھی جائے اگر کسی نے ظہر کی نماز پڑھنے تک چاشت کی نماز نہیں پڑھی تو قضا کرے قضا پڑھنا مستحب ہے۔

★

چاشت کی نماز میں کن سورتوں کو پڑھنا چاہیئے؟

اس سلسلہ میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال صلاۃ الضحی بسورۃ والشمس وضحاھا والضحی وعن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی اثنتی عشرۃ رکعۃ صلاۃ الضحی فقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ وآیۃ الکرسی مرۃ وثلاث مرات قل ھو اللہ احد نزل من کل سماء سبعون الف ملك معھم قراطیس واقلام من نور یکتبون لہ الحسنات الی ان ینفخ فی الصور فاذا کان یوم القیامۃ اتتہ الملائکۃ مع کل ملك حلۃ وھدیۃ فیقومون علی قبرہ ویقولون یا صاحب القبر قم باذن اللہ عزوجل فانك من الآمنین

فصل: وقد ورد عن بعض الصحابۃ رضی اللہ عنھم انکار صلاۃ الضحی من ذلك ما روی ابن المنادی من اصحابنا باسنادہ عن ابن عمر رضی اللہ عنھما انہ قال ما صلیت الضحی منذ اسلمت الا ان اطوف بالبیت وانھا لبدعۃ ولنعمت البدعۃ وانھا لمن احسن ما احدثہ الناس وکان ابن مسعود رضی اللہ عنہ یقول فی صلاۃ الضحی یا عباد اللہ لا تحملوا الناس ما لم یحملھم اللہ ایاہ فان کنتم لا بد فاعلیھا فصلوھا فی بیوتکم وکل ھذا الدلیل علی رد ما قد مناذکرہ من الفضائل الواردۃ فی فعلھا وانما ارادوا بذلك ان لا تشبہ بصلاۃ الفرض فیعتقد الناس وجوبھا ولیس کل الناس سواء فی نشاط العبادۃ فطلبوا الخفۃ عنھم وتسھیل

فرمایا کہ چاشت کی نماز سورہ والشمس اور سورہ والضحیٰ کے ساتھ ہے۔

عمرو بن شعیب از ابیہ از جدہ:۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو چاشت کی نماز کی بارہ رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ، ایک بار آیۃ الکرسی اور تین بار سورہ اخلاص پڑھے تو ہر آسمان سے ستّر ہزار فرشتے اترتے ہیں جن کے ہاتھوں میں سفید کاغذ اور نورانی قلم ہوتے ہیں اور اس کے لئے نیکیاں قیامت کے صور پھینکنے تک لکھتے رہتے ہیں پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو اس کے پاس فرشتے آئیں گے اور ہر فرشتے کے پاس ایک جوڑا اور ہدیہ ہوگا اور وہ اس کی قبر پر کھڑے ہو کر کہیں گے کہ اے قبر والے اللہ کے حکم سے اٹھ کر کھڑا ہو کیونکہ تو امن والوں میں سے ہے۔

کیا چاشت کی نماز منع ہے؟ بعض صحابہ سے چاشت کی نماز کا انکار ثابت ہے چنانچہ ہمارے علماء میں سے ابن مبارک اپنی اسناد سے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں میں نے کبھی چاشت کی نماز نہیں پڑھی ہاں جب (چاشت کے وقت) کعبہ اقدس کا طواف کرتا ہوں تو (دوگانہ) پڑھتا ہوں بلاشبہ چاشت کی نماز بدعت ہے لیکن بہترین بدعت ہے اور یہ نماز لوگوں کی بہترین ایجاد ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ چاشت کی نماز کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ کے بندو! لوگوں پر وہ بوجھ نہ لادو جو بوجھ اللہ تعالیٰ نے ان پر نہیں لادا ہے اگر تم کو چاشت کی نماز پڑھے بغیر چارہ ہی نہ ہو تو اسے اپنے گھروں میں پڑھ لیا کرو۔ غرضیکہ یہ انکار چاشت کی نماز کے فضائل کی تردید پر جن کو ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں دلالت نہیں کرتا بلکہ اس سے صحابہ کرام کی یہ مراد ہے کہ ایسا نہ ہو یہ نماز فرض نماز کے مشابہ ہو جائے اور لوگ اس کے وجوب کے

الطاعۃ علیھم ولھذا المعنی روی عن عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی فی بیتہ سبحۃ الضحی فقاموا وراءہ فصلوا وکانت عائشۃ رضی اللہ عنھا اذا ارادت أن تصلیھا اغلقت الباب وابن عباس رضی اللہ عنھما کان یصلیھا یوما ویترکھا عشرا۔

فصل: واما الورد الثالث فالصلاۃ قبل الظھر وبعدھا حدثنا ابونصر عن والدہ باسنادہٖ عن ام حبیبۃ رضی اللہ عنھا انھا قالت من صلی اربع رکعات قبل الظھر واربعا بعدھا حرم اللہ تعالیٰ لحمہ علی النار وقیل ان ابواب السماء والجنۃ تفتح من بعد الزوال الیٰ أن تصلی الظھر ولھذا قیل ان الدعوات تستجاب فی ھذہ الساعۃ ولھذا یستحب ملازمۃ العبادۃ والدعاء والذکر فیھا وفی ذلک حدیث مروی عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یواظب علی اربع رکعات قبل الظھر فسئل فقال صلی اللہ علیہ وسلم ان ابواب الجنۃ تفتح عند زوال الشمس فلا ترتج حتی تقام الصلاۃ فاحب أن اقدم وسئلت عائشۃ رضی اللہ عنھا ای صلاۃ کانت احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یواظب علیھا فقالت رضی اللہ عنھا کان صلی اللہ علیہ وسلم یصلی اربعا قبل الظھر یطیل فیھن القیام ویحسن فیھن الرکوع والسجود۔

فصل: واما الورد الرابع ففیما بین الظھر

قائل ہو جائیں اور لذت عبادت میں تمام لوگ یکساں نہیں ہوا کرتے لہٰذا ان بزرگوں نے ان کے لئے تخفیف کی صورت بتائی ہے تاکہ عبادت ان کے لئے آسان ہو جائے اسی بنا پر عتبان بن مالک سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے گھر میں چاشت کی نماز پڑھی صحابہ کرام آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور انھوں نے بھی پڑھی۔ حضرت عائشہ رضؓ جب چاشت کی نماز کا ارادہ کرتی تھیں تو دروازہ بند کرکے نماز پڑھا کرتی تھیں اور حضرت ابن عباسؓ ایک دن پڑھتے اور دس دن تک چھوڑ دیا کرتے تھے۔

قبل و بعد از ظہر اوراد تیسرا ورد قبل و بعد از ظہر نماز ہے۔ ہم سے ابونصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے حضرت ام حبیبہؓ سے بیان کیا کہ جو قبل و بعد از ظہر چار چار رکعتیں پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا گوشت آگ پر حرام فرما دیتا ہے کہا جاتا ہے کہ آسمان وجنت کے دروازے زوال کے ظہر کی نماز پڑھنے تک کھول دئے جاتے ہیں اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس ساعت میں دعا قبول ہوتی ہے اسی بناء پر اس ساعت میں عبادت، دعا اور ذکر مستحب ہے اس سلسلہ میں ابوایوب انصاری سے ایک روایت آتی ہے کہ نبی اکرم صلعم ظہر سے قبل چار رکعت نماز پر ہمیشگی کیا کرتے تھے آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ جنت کے دروازے زوال آفتاب کے وقت کھول دئے جاتے ہیں اور ظہر کی نماز کے کھڑے ہونے تک بند نہیں کئے جاتے لہٰذا اس ساعت میں مجھے اپنی عبادت آگے بھیجنا محبوب ہے۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نماز پر ہمیشگی محبوب تھی؟ فرمایا کہ رسول اللہ صلعم ظہر سے قبل چار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے جن میں قیام لمبا کیا کرتے تھے اور اچھی طرح سے رکوع اور سجدے کیا کرتے تھے۔

ظہر و عصر کے درمیان کا ورد ہم سے صالح بن مالک نے بیان

والعصر حدثنا ابونصر عن والدہ قال انبانا عمر ابن احمد قال انبانا عبد اللہ بن محمد قال حدثنا صالح بن مالک قال حدثنا جعفر بن عمر قال حدثنا یونس ابن ابی عمرۃ عن عطاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احیا ما بین الظھر والعصر احیا اللہ قلبہ یوم تموت القلوب وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما انہ کان یحیی ما بین الظھر والعصر وعن ابراھیم النخعی رحمہ اللہ انہ قال کانوا یشبھون الصلاۃ بین العشاءین وفیما بین الظھر والعصر بصلاۃ اللیل کان ذلک دأب کثیر من العباد فیصلون اورادھم بین الظھر والعصر ینفردون عن الخلق وینقطعون الی الحق فی ھذہ الساعۃ وھی ساعۃ شریفۃ للخلوۃ بالرب عزوجل وذکرہ وھی صلاۃ الغفلۃ ویستحب الاعتکاف فی المسجد بین الظھر والعصر للصلاۃ والذکر لیجمع بین الاعتکاف والانتظار للصلاۃ وقد کان دأب السلف الا أن یکون قد فاتہ النوم قبل الزوال فلینم فی ھذہ الساعۃ لیتقوی بہ علی قیام اللیل فان نومہ قبل الظھر لیلۃ الماضیۃ وبعد الظھر لیلۃ المستقبلۃ ولا یستحب ان یزید فی النوم علی ثمان ساعات وقیل ان نقص فی النوم عن ھذا المقدار اضطرب بدنہ لان النوم قوت البدن وراحتہ وحدثنا ابونصر عن والدہ باسنادہ عن سھل عن ابیہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ

کیا، ان سے جعفر بن عمر نے بیان کیا، ان سے یونس بن ابی عمرہ نے بیان کیا وہ عطاء سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ظہر و عصر کے درمیانی حصہ کو زندہ رکھے حق تعالےٰ اس دن اس کا دل زندہ رکھے گا جس دن مر جائیں گے۔ حضرت ابن عمر ظہر و عصر کے درمیانی حصہ کو زندہ رکھا کرتے تھے۔

ابراہیم نخعیؒ :۔ سلف مغرب و عشاء کے درمیان کی نماز کو اور ظہر و عصر کے درمیان کی نماز کو رات کی نماز کے مشابہ سمجھا کرتے تھے اور یہ بہت سے عبادت گزاروں کا طریقہ تھا اور وہ اپنے ورد ظہر و عصر کے درمیان پڑھا کرتے تھے اور لوگوں سے علیحدہ ہو کر خلوت میں اس ساعت میں اپنے رب سے سرگوشی کیا کرتے تھے خلوت میں رب کے ذکر کے لئے یہ ایک شریف ساعت ہے اور اس وقت کی نماز غفلت دور کر دیتی ہے نماز و ذکر کے لئے عصر و ظہر کے درمیان مسجد میں اعتکاف مستحب ہے تاکہ اعتکاف اور عصر کی نماز کا انتظار دونوں عبادتیں جمع ہو جائیں سلف کی یہی عادت تھی البتہ جو زوال سے پہلے سویا نہ ہو وہ ظہر کی نماز پڑھ کر سو جائے تاکہ رات کی نماز کے لئے تازہ دم اور قوی رہے کیونکہ ظہر سے پہلے کی نیند گزشتہ شب کے لئے ہوتی ہے اور بعد کی نیند آنے والی شب کے لئے ہوتی ہے تین گھنٹے سے زیادہ سونا مستحب نہیں کہتے ہیں اگر کوئی تین گھنٹے سے کم سوئے گا تو اس کے بدن میں بے چینی پیدا ہو جائے گی کیونکہ نیند بدن کے لئے موجب قوت و راحت ہے۔

ہم سے ابونصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے سہیل سے بیان کیا وہ اپنے والد سے، وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے روزانہ بارہ رکعت نماز پڑھی اللہ تعالےٰ اس کے لئے

عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال من صلی اثنتی
عشرۃ رکعۃ کل یوم بنی اللہ له بیتا فی الجنۃ اثنتین
قبل الفجر واربعا قبل الظهر واثنتین بعد الظهر و
اثنتین قبل العصر واثنتین بعد المغرب وعن سعید
بن المسیب عن عائشۃ رضی اللہ عنها قالت قال
رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لایزال المصلون
لاربع قبل العصر حتی یغفر اللہ لهم مغفرۃ حتما۔
فصل : وقد ورد حدیث جامع للنوافل فی
هذه الاوقات وهو ما حدثنا به ابو نصر عن
والده قال حدثنا محمد بن احمد الحافظ قال
حدثنا محمد بن بدر الحماری قال حدثنا حماد
ابن مدرك قال حدثنا عثمان بن عبد اللہ الشامی
قال حدثنا محمد بن ابراهیم عن عبد اللہ بن
ابی سعید عن طاوس عن عبد اللہ بن عباس رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم
من صلی بعد المغرب اربع رکعات قبل ان یکلم
احدا رفعت له فی علیین وکان کمن ادرك
لیلۃ القدر فی المسجد الاقصی یعنی مسجد
بیت المقدس وهی خیر من قیام نصف لیلۃ
وهی قول اللہ تبارك وتعالی کانوا قلیلا من اللیل
ما یهجعون وهی قول اللہ تعالی تتجافی جنوبهم
عن المضاجع وهی قول اللہ تعالی ودخل المدینۃ
علی حین غفلۃ من اهلها ومن صلی اربعا بعد
العشاء الآخرۃ کان کمن ادرك لیلۃ القدر فی
المسجد الحرام ومن صلی اربعا قبل الظهر واربعا

جنت میں ایک گھر بنائے گا دو قبل از فجر، چار قبل از ظہر، دو بعد از ظہر،
دو قبل از عصر، اور دو بعد از مغرب۔

سعید بن مسیب از عائشہ رضی اللہ عنہا :۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : کہ لوگ قبل از عصر چار رکعت نماز
برابر پڑھتے رہیں گے حتےٰ کہ اللہ تعالےٰ انھیں لازمی طور پر
بخش دے گا۔

★

اوقات مذکورہ میں نوافل کا ثبوت ان اوقات میں نوافل
کے ثبوت میں ایک جامع حدیث آئی ہے اور وہ یہ ہے ہم سے ابو نصر نے
اپنے والد سے اپنی اسناد سے بیان کیا ان سے حافظ محمد بن احمد نے
بیان کیا، ان سے محمد بن بدر حماری نے بیان کیا، ان سے حماد بن مدرک
نے بیان کیا، ان سے عثمان بن عبد اللہ شامی نے بیان کیا اور
ان سے محمد بن ابراہیم نے بیان کیا وہ عبد اللہ بن ابی سعید
سے، وہ طاؤس سے اور وہ حضرت عبد اللہ بن عباس رض سے
روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ جو مغرب کے بعد بات کئے بغیر چار رکعت نماز پڑھ لے
تو یہ نماز اس کے لئے علیین میں اٹھالی جاتی ہے اور گویا اس
نے مسجد اقصےٰ میں شب قدر پالی اور یہ نماز آدھی رات کے
قیام سے بہتر ہے حق تعالےٰ نے فرمایا کہ وہ رات میں قدرے سو
جاتے ہیں فرمایا کہ ان کی خوابگاہوں سے ان کی کروٹیں دور ہوجاتی
ہیں فرمایا کہ وہ (حضرت موسیٰ) شہر میں اس وقت داخل ہوئے
جب شہر کے باشندے غفلت میں تھے اور جو عشاء کے بعد چار
رکعت پڑھ لے گویا اس نے مسجد حرام میں شب قدر پالی اور جو
ظہر سے قبل اور ظہر کے بعد چار چار رکعت پڑھ لے تو اللہ تعالےٰ
ہمیشہ کے لئے آگ پر اس کے جسم کا کھانا حرام فرما دے گا اور

بعدھا حرم اللہ تعالٰی جسدہ علی النار ان تاکلہ ابدا ومن صلی اربعا قبل العصر کتب اللہ لہ براءۃ من النار وعن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکعتا الفجر احب الی من الدنیا وما فیہا وحدثنا ابو نصر عن والدہ باسنادہ عن علی کرم اللہ وجہہ انہ سئل عن تطوع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ومن یطیق ذلک کان یمہل حتی اذا کانت الشمس عن یسارہ مقدارھا عن یمینہ فی العصر صلی رکعتین فاذا کانت عن یسارہ مقدارھا عن یمینہ فی الظہر صلی اربعا فاذا زالت الشمس صلی اربعا فیصلی بعد الظہر رکعتین وقبل العصر اربعا وفی الجملۃ یغتنم العبد الصلاۃ بعد الاذان والاقامۃ والدعاء والتضرع فانہا ساعۃ مرجو اجابۃ الداعی فیہا علی ما تقدم۔

فصل: واما الورد الخامس بعد صلاۃ العصر الی غروب الشمس فہو الذکر من التسبیح والتہلیل والاستغفار والتفکر فی الملکوت وقراءۃ القرآن لان صلاۃ النافلۃ منہی عنہا فیہ ویقرأ قبل غروب الشمس والشمس وضحاھا واللیل اذا یغشی ثم المعوذتین یختم نہارہ ویستفتح لیلہ بالقرآن والاستعاذۃ وروی عن الحسن رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال فیما یذکر من رحمۃ ربہ عزوجل ان اللہ تعالٰی قال یا ابن آدم اذکرنی من بعد صلاۃ

جو عصر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھ لے حق تعالٰے جل مجدہ اس کے لئے آگ سے برأت نامہ لکھ دیتا ہے۔

نافع از ابن عمرؓ:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صبح کی سنتیں مجھے دنیا و ما فیہا سے زیادہ پیاری ہیں۔

ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے حضرت علی رضؓ سے بیان کیا کہ آپ سے نبی صلعم کے نوافل کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا ان کی کس میں طاقت ہے؟ آپ ٹھہرے رہتے پھر جب آفتاب اتنا اونچا ہو جاتا جس قدر عصر کے وقت اونچا رہتا ہے تو آپ دوگانہ ادا کیا کرتے تھے اور زوال کے قبل چار رکعت پڑھا کرتے تھے اور زوال کے بعد چار رکعت پڑھا کرتے تھے اور ظہر کے بعد دو رکعت پڑھا کرتے اور عصر سے قبل چار رکعت پڑھا کرتے تھے۔

الغرض انسان اذان و تکبیر کے درمیان نماز، دعا اور گڑگڑانے کو غنیمت سمجھے کیونکہ اس ساعت میں دعاؤں کی قبولیت کی توقع کی جاتی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

★

عصر و غروب آفتاب کے درمیان کا ورد | پانچواں ورد

عصر کی نماز کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک ہے۔ یہ ساعت ذکر اللہ کے لئے ہے اس میں سبحان اللہ لا الہ الا اللہ اور استغفار پڑھا جائے۔ قرآن کی تلاوت کی جائے اور عالم بالا پر غور و فکر کیا جائے۔ اس ساعت میں نوافل کا پڑھنا منع ہے آفتاب ڈوبنے سے پہلے والشمس، واللیل اور معوذتین پڑھو اور دن ختم کرو اور رات کا افتتاح اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم سے اور قرآن کی تلاوت سے کرو۔

حسن از نبی اکرم صلعم:۔ آپ نے فرمایا جب کہ آپ رب العالمین کی رحمت کا ذکر فرما رہے تھے کہ حق تعالٰے نے فرمایا کہ اے فرزند آدمؑ

الفجر ساعۃ وبعد صلاۃ العصر ساعۃ اکفک ما بینھما۔

صبح کی نماز کے بعد ایک گھنٹہ میرا ذکر کر اور عصر کی نماز کے بعد ایک گھنٹہ ذکر کر میں ان دونوں گھنٹوں کے درمیان والے گھنٹوں میں تجھے کافی ہو جاؤں گا۔

پندرھواں باب

پنجگانہ نمازیں، نمازوں کے اوقات وسنن، نمازوں کے فضائل

★

فصل : الصلوات المکتوبۃ خمس، الفجر وھی رکعتان والظھر وھی اربع رکعات والعصر وھی اربع رکعات والمغرب وھی ثلاث رکعات والعشاء الآخرۃ وھی اربع رکعات فذلک سبع عشرۃ رکعۃ وقد کانت فرضت خمسین صلاۃ لیلۃ اسری بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج ثم اعیدت الی خمس حکمۃ من اللہ عزوجل لیتبین بذلک التخفیف وسھولۃ ما بقی مما اسقط عن عبادہ المومنین کما اسقط عنھم ثبوت واحد لعشرۃ من المشرکین فی القتال الی ثبوت واحد لاثنین منھم وکما اسقط تحریم الاکل والشرب والجماع بعد النوم فی لیالی الصیامؓ بقولہ وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود بعد ان کان ذلک محرما علیھم۔

پانچ نمازیں پانچ نمازیں فرض ہیں (۱) فجر کی نماز یہ دوگانہ ہے (۲) ظہر کی نماز۔ اس کی چار رکعتیں ہیں (۳) عصر کی نماز۔ اس کی بھی چار رکعتیں ہیں (۴) مغرب کی نماز۔ اس کی تین رکعتیں ہیں (۵) عشاء کی نماز، اس کی چار رکعتیں ہیں لہٰذا پنجگانہ فرائض کی مجموعی رکعتیں ۱۷ ہیں۔

شب معراج پچاس نمازیں فرض کی گئی تھیں پھر حق تعالیٰ کی مخصوص حکمت کی بناء پر پانچ رہ گیئں تاکہ مومن بندوں کے لئے باقی نمازوں میں تخفیف وسہولت ہو جیسے جنگ میں شروع میں دس مشرکوں کے مقابلہ میں ایک مسلمان کو مقابلہ کا حکم تھا پھر ازراہ تخفیف وسہولت دو مشرکوں کے مقابلہ ایک مسلمان کو مقابلہ کا حکم اُتر آیا یا جیسے شروع میں رمضان کی راتوں میں سونے کے بعد کھانا پینا اور ہمبستری حرام تھی مگر پھر ازراہ تخفیف وسہولت جائز کر دی گئی اور آیت فکلوا واشربوا الخ اتر آئی۔ یعنی کھاتے پیتے رہو جب تک سفید ڈورا سیاہ ڈورے سے ظاہر نہ ہو جائے۔

فصل : والاصل فی وجوبھا قولہ عزوجل

وجوب نماز حق تعالےٰ نے فرمایا نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو

واقیموا الصلاۃ وآتوا الزکاۃ وارکعوا مع الراکعین والاصل فی بیان اوقاتھا آیات و اخبار اما الآیات فقولہ عزوجل فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون ولہ الحمد فی السمٰوات والارض وعشیا وحین تظھرون فسبحان اللہ ای صلوا اللہ حین تمسون صلاۃ المغرب والعشاء وحین تصبحون صلاۃ الفجر وعشیا صلاۃ العصر وحین تظھرون صلاۃ الظھر وقال عزوجل ان الصلاۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا وقال تعالیٰ واقم الصلاۃ طرفی النھار و زلفا من اللیل وقال تعالیٰ اقم الصلاۃ لدلوک الشمس ای عند غروبھا وقیل عند زوالھا وقال جلت عظمتہ فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا ومن آناء اللیل فسبح واطراف النھار لعلک ترضی قال قتادۃ رحمہ اللہ قبل طلوع الشمس ھی صلاۃ الفجر وقبل غروبھا صلاۃ العصر ومن آناء اللیل صلاۃ المغرب والعشاء واطراف النھار صلاۃ الظھر واما الاخبار فما روی عن ابن عباس رضی اللہ عنھما انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امنی جبریل علیہ السلام عند البیت فصلی بی الظھر حین زالت الشمس وکانت بقدر الشراک ثم صلی بی العصر حین صار ظل کل شیء مثلہ ثم صلی بی المغرب حین افطر الصائم ثم صلی بی العشاء حین

اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو اس آیت سے نماز کی فرضیت ثابت ہوئی۔ اور اوقات نماز نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے ثابت ہیں فرمایا اللہ کی پاکی بیان کرو جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو اور اسی کے لئے آسمان وزمین میں حمد ہے اور رات میں اور جب تم دوپہر کرو۔ فسبحان اللہ یعنی اللہ کے لئے نماز پڑھو، جب تم شام کرتے ہو اس میں مغرب وعشاء کی نماز شامل ہے، اور جب تم صبح کرتے ہو اس میں فجر کی نماز شامل ہے وعشیا میں عصر کی نماز شامل اور جب تم دوپہر کرو میں ظہر کی نماز شامل ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا بلاشبہ نماز مومنوں پر مقررہ وقت پر لکھ دی گئی ہے فرمایا: آپ نماز سورج کے ڈوبنے کے وقت یا زوال کے وقت قائم کریں فرمایا آپ نماز دن کے دونوں کناروں میں اور کچھ رات کے گزر جانے پر قائم کریں۔ فرمایا: آپ اپنے رب کی پاکی مع حمد کے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے پاکی بیان کریں اور رات کی ساعتوں میں پاکی بیان کریں اور دن کے کناروں میں بھی تاکہ آپ خوش ہوجائیں۔

قتادہؒ:۔ سورج نکلنے سے قبل فجر کی نماز ہے سورج ڈوبنے سے قبل عصر کی نماز ہے رات کی ساعتوں میں مغرب وعشاء کی نمازیں ہیں اور دن کے اطراف میں ظہر کی نماز ہے۔

حضرت ابن عباسؓ:۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا:۔ بیت اللہ کے پاس حضرت جبریل نے مجھے نماز پڑھائی آپ نے ظہر کی نماز زوال کے بعد اس وقت پڑھائی جب سایہ تسمہ کی برابر تھا اور عصر کی اس وقت پڑھائی جب سایہ ہم شل ہوگیا۔ مغرب اس وقت پڑھائی جب روزہ دار روزہ کھولتا ہے اور شفق غائب ہوجانے پر عشاء کی نماز پڑھائی پھر صبح کی نماز اس وقت پڑھائی جب روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہوجاتا ہے پھر دوسرے دن آپ نے ظہر اس وقت پڑھائی جب سایہ ہم شل ہوگیا، عصر اس وقت پڑھائی جب سایہ

غاب الشفق ثم صلى بى الفجر حين حرم الطعام والشراب على الصائم ثم صلى بى الظهر حين صار ظل كل شىء مثله ثم صلى بى العصر حين صار ظل كل شىء مثليه ثم صلى بى المغرب حين افطر الصائم ثم صلى بى العشاء الى ثلث الليل الاول ثم صلى بى الفجر حين اسفر ثم التفت الى فقال يا محمدؐ هذا وقت الانبياء من قبلك والوقت فيما بين هذين الوقتين وهذا الخبر هو اصل فى المواقيت وفى هذا الباب احاديث وردت كلها ترجع الى معناه فلم نذكرها۔

فصل : فى ذكر من صلى هذه الصلوات اولا قبل نبينا صلى الله عليه وسلم روى فى بعض الاخبار ان رجلا من الانصار سأل النبى صلى الله عليه وسلم عن صلاة الفجر من صلاها اولا فاخبره أن من صلاها اولا آدم عليه السلام والظهر صلاها ابراهيم عليه السلام حين نجاه الله تعالى من نار نمروذ والعصر صلاها يعقوب عليه السلام حين اخبره جبريل بيوسف عليهما السلام والمغرب صلاها داود عليه السلام حين تاب الله عليه وصلاة العتمة صلاها يونس ابن متى عليه السلام حين اخرجه الله من بطن الحوت كالفرخ الذى لاريش له فجاء جبريل عليه السلام فقال ان الله تعالى يقرئك السلام ويقول لك انى مستحى منك كيف عذبتك فى دار الدنيا فهل انت راض عنى فقام فصلى

دو مثل ہو گیا، مغرب روزہ کھلنے کے وقت پڑھائی، عشاء پہلی تہائی رات تک پڑھائی اور روشنی ہو جانے پر صبح کی نماز پڑھائی پھر آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے محمدؐ! یہی آپ سے پہلے تمام انبیائے کرام (کی نمازوں) کا وقت ہے اور ان دونوں وقتوں کے درمیان وقت ہے۔ یہی حدیث تمام ارباب مذاہب کی دلیل و اصل ہے اس مسئلہ میں کئی حدیثیں آتی ہیں سب کا مرجع اسی حدیث کا مفہوم ہے ہم نے طوالت کے خوف سے تمام حدیثیں بیان نہیں کیں۔

*

رحمت عالم سے قبل کس کس نے یہ نمازیں پڑھیں؟

ایک حدیث میں ہے کہ ایک انصاری نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فجر کی نماز کے بارے میں پوچھا کہ اسے آپ سے پہلے کس نے پڑھا؟ آپ نے اسے بتایا کہ فجر کی نماز سب سے پہلے حضرت آدمؑ نے پڑھی، ظہر کی نماز سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ نے پڑھی جب حق تعالےٰ نے آپ کو نمرود کی آگ سے نجات بخشی اور عصر کی نماز سب سے پہلے حضرت یعقوبؑ نے پڑھی جب آپ کو حضرت جبرئیل نے حضرت یوسف کی خبر دی اور مغرب سب سے پہلے حضرت داؤدؑ نے پڑھی جب حق تعالےٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی اور عشاء کی نماز سب سے پہلے حضرت یونسؑ بن متی نے پڑھی جب اللہ تعالےٰ نے آپ کو بے پروں کے چوزے کی طرح کرکے مچھلی کے پیٹ سے نکالا پھر حضرت یونس علیہ السلام کے پاس حضرت جبرئیلؑ نے آکر کہا کہ حق تعالےٰ شانہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ میں آپ سے شرمندہ ہوں کہ میں نے دنیا میں آپ کو کس طرح سزا دی کیا آپ مجھ سے راضی ہیں چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام نے چار رکعت نماز پڑھی پھر فرمایا کہ میں اپنے رب سے

اربع رکعات ثم قال انی عن ربی راض انی عن ربی راض۔

فصل: واول ما وجب من الصلوات علی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وامر بفعلھا صلاۃ الفجر والمغرب فکان صلی اللہ علیہ وسلم یصلی رکعتین بالغداۃ ورکعتین بالعشی و ھو قولہ عزوجل وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار الی ان أسری بہ صلی اللہ علیہ وسلم الی السماء لیلۃ المعراج ففرض علیہ خمس صلوات وصلاۃ الفجر ھی اول صلاۃ النھار ثم الظھر وانما بدأ العلماء فی بیان صفۃ الصلوات بالظھر اتباعا للسنۃ وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنھما أمنی جبریل عند البیت فصلی بی الظھر الی آخر الحدیث فبدأ ببیان وقتھا فجعل اول المواقیت وقتھا لانھا فرضت اولا وقد بینا ان الفجر ھی التی صلاھا آدم علیہ السلام وھو اول نبی ارسل فی الارض من الانس فعلم انھا اول صلاۃ فرضت فی الجملۃ۔

فصل: فی بیان وقت صلاۃ الفجر فاول وقتھا انصداع الفجر الثانی المعترض بالضیاء فی اقصی المشرق ذاھبا من القبلۃ الی دبرھا حتی یرتفع فیعم الافق وینتشر علی رؤس الجبال والقصور المشیدۃ وآخر وقتھا الاسفار النیر الذی اذا سلم منھا بدا حاجب الشمس وما بین

راضی ہوں، میں اپنے آقا سے خوش ہوں۔

شروع میں کس کس وقت کی نماز فرض ہوئی؟ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے پہلے جو نماز فرض ہوئی اور آپ کو جس نماز کے پڑھنے کا حکم ہوا وہ صبح کی اور مغرب کی نماز تھی چنانچہ آپ دو رکعت صبح کو اور دو رکعت شام کو پڑھا کرتے تھے حق تعالیٰ نے فرمایا آپ شام کو اور صبح کو اپنے رب کی پاکی مع اس کی حمد کے بیان کیجئے۔ پھر آپ کے ساتھ معراج کا واقعہ پیش آیا اور حق تعالیٰ نے آپ پر پانچ نمازیں فرض فرمادیں۔ صبح کی نماز دن کی نمازوں میں پہلی نماز ہے پھر ظہر ہے۔

علماء نے سب سے پہلے نمازوں کے سلسلہ میں ظہر سے ابتداء سنت کی اتباع کرتے ہوئے کی (حالانکہ ابتداء صبح کی نماز سے کی جاتی) کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ والی حدیث میں ہے کہ رحمت عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبرئیلؑ نے نماز پڑھائی اور ظہر فلاں وقت پڑھائی (آخر حدیث تک) آپ نے ظہر کے وقت سے ابتداء کی اور اوقات میں سب سے پہلے ظہر کا وقت بتایا یہ بات نہیں کہ ظہر کی نماز سب سے پہلے فرض ہوئی ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ صبح کی نماز وہ پہلی نماز ہے جو حضرت آدمؑ نے پڑھی اور آپ سب سے پہلے نبی ہیں جو دنیا کی طرف بھیجے گئے تھے معلوم ہوا کہ فجر کی نماز مطلقاً سب سے پہلے فرض کی گئی۔

نماز فجر کا وقت فجر کی نماز کا اول وقت صبح صادق کے ہوتے ہی ہو جاتا ہے یعنی صبح صادق کی روشنی آسمان کے مشرقی کنارے میں عرض میں پھیل جاتی ہے اور تمام کنارے کو گھیر لیتی ہے اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور اونچی عمارتوں پر پھیل جاتی ہے اور آخری وقت اسفار ہے یعنی روشنی خوب پھیل جائے اور آفتاب کی کرنیں عنقریب پہاڑوں اور عمارتوں کی چوٹیوں پر نمودار ہو جانے والی ہوتی ہیں اور دونوں

هذين وقت واسع والمستحب ان تسمى هذه الصلاة
صلاة الصبح او الفجر ولا تسمى صلاة الغداة
لان الله تعالى قال وقرآن الفجر ان قرآن الفجر
كان مشهودا يعنى صلاة الفجر تشهدها
ملائكة الليل وملائكة النهار فتحصل فى آخر
صحيفة ملائكة الليل واول صحيفة ملائكة
النهار عليهم السلام والافضل التغليس بها
خلاف ما قال الامام ابوحنيفة من أن الاسفار
بها افضل وانما قلنا ذلك لما روى عن عائشة
رضى الله عنها انها قالت كن النساء يخرجن
على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلين
الفجر معه ثم يرجعن متلفعات بمروطهن لا
يعرفهن احد من الغلس وعن امامنا احمد
رحمه الله رواية اخرى ان المعتبر بحال المامومين
فان اسفروا فالافضل الاسفار لتكثير الجمع
والثواب واما الفجر الاول فلا عبرة به لانه
لا يحرم شيئا ولا يوجب شيئا لما روى عن
ابن عباس رضى الله عنهما انه قال الفجر
فجران فالذى تحل به الصلاة ويحرم فيه
الاكل والشرب الذى ينتشر على رءوس الجبال
وهو الذى يحرم وقد وصف بعض العلماء
بالله عزوجل الفجرين وحدهما بحدين فقال
الفجر الاول وهو بدو سلطان شعاع الشمس
اذا ظهرت من وراء الارض الخامسة ليسطع
ضوءها فى وسط السماء حتى تقطعها بمقدار

اوقات کے درمیان اس وقت ہے مستحب یہی ہے کہ اس نماز کو صبح
کی یا فجر کی نماز کہا جائے صلوٰۃ الغداۃ نہ کہا جائے کیونکہ حق تعالیٰ
نے بھی نماز فجر ہی سے پکارا ہے فرمایا کہ آپ فجر کی نماز قائم رکھیں کیونکہ
فجر کی نماز میں فرشتے بھی موجود ہوتے ہیں قرآن فجر سے صبح کی نماز
مراد ہے جس میں اعمالنامہ لکھنے والے دن رات کے فرشتے موجود
ہوتے ہیں صبح کی نماز رات کے فرشتوں کے دفتروں میں سب سے
پیچھے لکھی ہوئی ہوتی ہے اور دن کے فرشتوں کے دفتروں میں سب سے
پہلے لکھی ہوئی ہوتی ہے۔ صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھنا افضل ہے
لیکن ابوحنیفہؒ کے نزدیک خوب روشنی کرکے پڑھنا افضل ہے۔
ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ عہد رسالتؐ
میں خواتین نبی اکرم صلعم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھتی تھیں پھر
اپنی اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی مسجد سے نکلتی تھیں اور اندھیرے کی
وجہ سے انہیں کوئی پہچانتا نہ تھا۔ ہمارے امام احمدؒ سے ایک روایت
اور بھی منقول ہے کہ نمازیوں کا انتظار کرنے کا اعتبار ہے اگر وہ
روشنی میں جمع ہوں تو افضل روشنی ہے کیونکہ اس صورت میں جماعت
اور ثواب بڑھ جائے گا۔ صبح کاذب کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ
صبح کاذب کسی چیز کو حرام نہیں کرتی اور نہ کسی چیز کو واجب کرتی
ہے کیونکہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ دو قسم کی فجریں ہیں
تو جس فجر سے نماز حلال ہوتی ہے اور روزہ دار کے لئے کھانا
پینا حرام ہو جاتا ہے۔ وہ وہ فجر ہے جس کی روشنی پہاڑوں کی چوٹیوں
پر پھیل جاتی ہے بعض علماء نے دونوں فجروں کو اللہ کے نور کے مشابہ
بیان کیا ہے اور دو حدوں سے دونوں کو محدود کر دیا ہے چنانچہ
وہ فرماتے ہیں کہ پہلی فجر میں پانچویں زمین کے ماوراء سے سورج
کی کرنوں کے غلبہ کی ابتداء ہوتی ہے اور اس کی روشنی منتشر ہو کر
آسمان کے بیچوں بیچ پھیل جاتی ہے اور جب تک یہ فجر باقی رہتی ہے

بقاء الفجر الاول فذلك الضياء الذى يظهر فى السماء
فى الثلث الاخير من الليل هو الفجر الاول ثم يعود
سواد الليل كما كان لان الشمس تغرق فى الفلك
الاسفل المتجانف وتحجبها الارض السادسة
فيذهب ذلك الضوء الذى ظهر فى السماء واما
الفجر الثانى فهو انشقاق شفق الشمس وهو
بدو بياضها الذى تحته الحمرة وهو الشفق
الثانى وهو اول سلطانها من آخر الليل
وبعده طلوع قرص الشمس وذلك ان الشمس
اذا ظهرت على وجه ارض الدنيا التى هى السابعة
والفجر شعاعها من الفلك الاسفل وهو ذيل
السماء سترت عينها الجبال والبحار والاقاليم
العالية وظهر شعاعها منتشرا الى وسط السماء
عرضا مستطيرا والاول يسمى مستطيلا لانه
يظهر فى وسط السماء طولا ثم يذهب والثانى
يظهر عرضا يستطير فيعم الأفق وارجاء السماء
كلها وللشمس شفقان عند الغروب وشفقان
عند الطلوع -

فصل : واما الظهر فاول وقتها اذا زالت
الشمس وآخره اذا صار ظل كل شىء مثله
والافضل تعجيلها الا فى شدة الحر ومع الغيم
فى حق من اراد الخروج الى الجماعة لقول النبى
صلى الله عليه وسلم أبردوا بالظهر فان شدة
الحر من فيح جهنم ولما روى عن بلال رضى الله
عنه قال آذنت رسول الله صلى الله عليه وسلم

یہ روشنی کبھی قائم رہتی ہے یہی روشنی جب رات کے اخیر تہائی حصہ میں
آسمان پر ظاہر ہوتی ہے فجر اول ہے پھر رات کی سیاہی حسب سابق
لوٹ آتی ہے کیونکہ سورج سب سے نیچے کے آسمان میں جو سب سے
دور ہے ڈوب جاتا ہے اور چھٹی زمین اسے چھپا لیتی ہے اس لئے
وہ روشنی ختم ہو جاتی ہے جو آسمان پر پھیل گئی تھی اور دوسری
فجر (صبح صادق) میں سورج کی شفق پھولتی ہے یعنی ایک ایسی
سفیدی پھیلتی ہے جس کے نیچے سرخی ہوتی ہے یہ دوسرا شفق
ہے یہ شفق رات کے ختم ہونے کی نشانی ہے اور قرص سورج کے
طلوع ہونے کے بعد نمودار ہوا کرتا ہے کیونکہ جب سورج دنیوی
زمین (ساتویں زمین) پر ظاہر ہوتا ہے اور نیچے کے آسمان سے
جو اس کا دامن ہے اس کی کرنیں پھوٹتی ہیں تو سورج پہاڑوں سمندروں
اور بلند اقلیموں پر چھا جاتا ہے اور سورج کی کرنیں منتشر ہو کر عرض
میں افق میں وسط آسمان تک پہنچتی ہیں اسی کو صبح صادق کہا جاتا
ہے اور صبح کاذب طول آسمان میں روشنی کے انتشار کا نام ہے کیونکہ
یہ طول میں وسط آسمان میں پھیلتی ہے پھر ختم ہو جاتی ہے لیکن صبح صادق
کی روشنی عرض میں اور افق میں پھیلتی ہے اور تمام افق میں پھیلی ہوتی ہے
اور آسمان کے تمام کناروں میں ہوتی ہے یاد رکھو سورج کے لئے ڈوبنے
کے وقت بھی دو شفق ہوتے ہیں اور نکلنے کے وقت بھی دو ہوتے ہیں۔

نماز ظہر کا وقت ظہر کا اول وقت زوال ہوتے ہی ہو جاتا ہے
اور اخیری وقت ہم مثل سایہ کے ہونے تک ہے اول وقت میں
ظہر کی نماز پڑھنا افضل ہے ہاں سخت گرمی میں اور ابر والے دن
اس شخص کے حق میں جو جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہے ذرا دیر
کر کے پڑھنی چاہیئے کیونکہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ ظہر کی نماز ٹھنڈے
وقت میں پڑھو کیونکہ سخت گرمی جہنم کے شعلہ کی وجہ سے ہوتی
ہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں نے

ابردوا بالظهر فان شدة الحر من فيح جهنم ولما روی عن بلال رضی اللہ عنہ قال آذنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصلاۃ الظهر فقال ابرد ثم آذنته ثانية فقال ابرد ثم آذنته ثالثة فقال ابرد حتی رأیت فیء التلول ثم قال ان شدة الحر من فيح جهنم فاذا اشتد الحر فابردوا وبیان معرفة الزوال ان الشمس اذا وقفت فهو قبل الزوال فاذا زالت ادنی القلیل فذلك وقت الظهر وجاء فی الحدیث ان الشمس اذا زالت بمقدار شراك فذلك اول وقت الظهر فاذا صار ظل کل شیء مثله فهو آخر وقت الظهر واول وقت العصر فاذا اردت ان تعرف ذلك فقس الظل بان تنصب عمودا او تقوم قائما فی موضع من الارض مستویا معتدلا ثم علم علی منتهی الظل بان تخط خطا ثم انظر اینقص او یزید فان رأیته ینقص علمت ان الشمس لم تزل بعد وان رأیته قائما لا یزید ولا ینقص فذلك قیامها وهو نصف النهار لا تجوز الصلاۃ حینئذ فاذا اخذ الظل فی الزیادة فذلك زوال الشمس فقس من حد الزیادة الی ظل ذلك الشیء الذی قست به طول الظل فاذا بلغ الی آخر طوله فهو آخر وقت الظهر فاذا زاد شیئا یسیرا فقد دخل وقت العصر حتی یزید الظل طول ذلك الشیء مرة اخری فذلك آخر وقت العصر ثم یبقی وقت الضرورة

رسول اللہ صلعم کو ظہر کی نماز کی اطلاع دی فرمایا ٹھنڈ ہونے دو پھر دوسری بار میں نے اطلاع دی فرمایا ٹھنڈ ہونے دو پھر میں نے تیسری بار اطلاع دی فرمایا ٹھنڈ ہونے دو حتے کہ میں نے ٹیلوں کے سائے لمبے دیکھے پھر آپ نے فرمایا: دیکھو سخت گرمی جہنم کے جوش کی وجہ سے پڑتی ہے پھر جب سخت گرمی ہو تو ٹھنڈ ہونے پر نماز پڑھو۔

زوال کی پہچان جب سورج وسط آسمان میں ٹھہر جائے تو زوال سے پہلے کا وقت ہوتا ہے اور جب ذرا سا ڈھل جائے تو ظہر کا اول وقت ہو جاتا ہے ایک حدیث میں کہ جب سورج جوتے کے تسمہ کی برابر ڈھل جائے تو ظہر کا اول وقت ہو جاتا ہے پھر جب سایہ ہم شل ہو جائے تو ظہر کا اخیر وقت ہوتا ہے اور عصر کے اول وقت کا آغاز ہو جاتا ہے اگر تم وقت کو پہچاننا چاہو تو سایہ کے اندازے سے پہچانو جس کی یہ صورت ہے کہ کسی ہموار زمین خط مستقیم میں ایک لکڑی گاڑ دو یا تم خود کھڑے ہو جاؤ پھر جہاں تک سایہ پڑ رہا ہو وہاں تک ایک خط کھینچ کر نشان کر دو پھر دیکھو سایہ گھٹ رہا ہے یا بڑھ رہا ہے اگر گھٹ رہا ہو تو زوال نہیں ہوا اور اگر نہ گھٹ رہا ہو اور نہ بڑھ رہا ہو تو سورج ٹھہرا ہوا ہے اور عین دوپہر ہے اس وقت نماز پڑھنا منع ہے اور اگر سایہ بڑھ رہا ہو تو زوال ہو چکا ہے اور ظہر کا اول وقت ہو گیا ہے پھر جب سایہ طول میں اس لکڑی کی برابر ہو جائے تو ظہر کا آخری وقت سمجھ لیا جائے پھر اگر ایک شل سے تدرے سایہ بڑھ جائے تو سمجھ لو کہ عصر کا اول وقت ہو گیا پھر اگر سایہ طول میں لکڑی کے دو شل ہو جائے تو سمجھ لو کہ عصر کا اخیر وقت ہے پھر عصر کا وقت ضرورت غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے اسی طرح

الی قبل غروب الشمس وکذلك تفعل بقیامك فتعلم علی موضع ظلك فان نقص علمت انه لم تزل الشمس وان وقف فهو حال القیام وان زاد فهو المزوال واما معرفتك المثل بقیامك وطولك فان طولك سبع اقدام بقدمك سوی قدمك التی تقوم علیها فانك تقوم مستقبل الشمس بوجهك ثم تامر انسانا یعلم طرف ظلك بعلامة ثم تقیس من عقبك الی تلك العلامة فان كان بینهما اقل من سبعة اقدام سوی ما زالت الشمس علیه من الظل فتعلم انك فی وقت الظهر وان وقت العصر لم یدخل بعد فاذا زاد الظل علی سبعة اقدام علمت دخول وقت العصر۔

فصل: وهذا الذی ذكرنا من الاقدام ونصب العمود یختلف فی الشتاء والصیف فیزید الظل وینقص فالزیادة تكون فی الشتاء لان الشمس تكون فی مسامتة الشخص لانها تسیر فی ذیل السماء ولا ترتفع فی الجو ونقصانه یكون فی الصیف لان الشمس ترتفع الی الجو فتشرف علی الاشخاص لانها اول ما تصعد تكون من جانب السماء فیمتد ظلها المقابلة قرصها فكلما صعدت قصر الظل الی ان تنتهی فی الارتفاع فتصیر فی كبد السماء وهو حالة قیامها فاذا اخذت فی السیران وهو النزول نحو ما یلی مغربها فیأخذ الظل فی الطول وهو الزوال وكذلك یختلف فی البلدان فما كان

اگر تم رو بہ قبلہ کھڑے ہوئے ہو تو اپنے سائے پر خط کھینچ دو۔ اگر تمہارا سایہ تمہاری پشت کے پیچھے قدرے بڑھا ہوا یا گھٹا ہوا ہے تو ہنوز زوال نہیں ہوا، اور اگر سایہ کھڑا ہے یعنی محض تمہارے جسم پر ہے ادھر ادھر نہیں ہے تو نصف النہار ہے اور اگر تمہارے آگے کچھ سایہ بڑھ گیا ہے تو زوال ہو گیا اور اگر تم سات قدموں کی برابر ہو تو سامنے والے سایہ کو ماپ لو اور وہ قدم شمار نہ کرو جہاں تم کھڑے ہو اگر سایہ سات ہی قدم ہے تو ظہر کا اخیر وقت ہے اور اگر قدرے بڑھا ہوا ہے تو عصر کا اول وقت ہے۔

★

مزید وضاحت یہاں ہم نے قدموں کا اور عمود کے گاڑنے کا جو ذکر کیا ہے اس کا اندازہ جاڑوں اور گرمیوں میں مختلف ہوا کرتا ہے کہ کبھی سایہ بڑھ جایا کرتا ہے اور کبھی گھٹ جایا کرتا ہے جاڑوں میں سایہ بڑھ جایا کرتا ہے کیونکہ سورج انسان کے سر پر ہوتا ہے کیونکہ سورج آسمان کے دامن میں چلتا ہے اور فضا میں پوری طرح بلند نہیں ہوتا اور گرمیوں میں گھٹ جایا کرتا ہے کیونکہ اس موسم میں سورج فضا میں پورا پورا بلند ہوتا ہے اور لوگوں پر جھانکتا ہے کیونکہ جب سورج نکلتا ہے تو آسمان کے کنارے میں ہوتا ہے اور اس کا سایہ اس کے مقابل کھڑے ہونے والے شخص کے اعتبار سے لمبا ہوتا ہے اور جوں جوں سورج چڑھتا ہے سایہ گھٹتا جاتا ہے حتیٰ کہ وسط آسمان میں پہنچ کر سایہ کھڑا ہو جاتا ہے یہ سورج کے ٹھہرنے کی حالت میں ہوتا ہے پھر جب سورج ٹھہرنے کے بعد اترنے لگتا ہے تو پھر سایہ طول میں بڑھنے لگتا ہے یہی زوال ہے اس طرح سایہ مختلف شہروں میں مختلف ہوا کرتا ہے جو شہر وسط آسمان کے نیچے آباد ہیں جیسے مکہ اور مکہ کے ارد گرد کے

منها تحت وسط الفلك كمكة وما حواليها من
البلدان قصر ظل الشمس فيه حتى لا يبقى للشمس
ظل اصلا وما كان بعيدا من وسط الفلك كخراسان
وما والاها من النواحي فان ظل الشمس
يطول صيفا وشتاء فيكون صيفها كشتاء غيرها
في طول الظل فقد يزول في تلك البلاد على
قدر واحدة۔

فصل : في معرفة الاقدام اعلم ان أقل
ما تزول عليه الشمس على ما ذكره القدماء
من اهل هذا العلم في حزيران على قدمين و
اكثر ما تزول عليه في كانون على ثمانية
اقدام وتزول في ايلول على خمسة اقدام وفي
تشرين الاول على ستة اقدام وفي تشرين الآخر على
سبعة اقدام وفي كانون الاول على ثمانية اقدام
وذلك منتهى قصر النهار وطول الليل وهو اكثر
ما تزول عليه الشمس ثم ينقص الظل ويزيد النهار
فتزول الشمس في كانون الآخر على سبعة اقدام
وتزول في شباط على ستة اقدام وتزول في اذار
على خمسة اقدام وذلك استواء الليل والنهار
وتزول في نيسان على اربعة اقدام وفي ايار على
ثلاثة اقدام وفي حزيران على قدمين فذلك
منتهى طول النهار وقصر الليل وهو اقل ما تزول
الشمس عليه فيكون النهار خمس عشرة
ساعة والليل تسع ساعات وتزول في تموز
على ثلاثة اقدام وفي آب على اربعة اقدام

شہر، ان میں سایہ کوتاہ ہوتا ہے اور جو شہر وسط آسمان
سے دُور واقع ہیں جیسے خراسان اور اس کے نواحی
کے شہر، وہاں گرمیوں اور جاڑوں میں سایہ لمبا ہوا کرتا
ہے اور سائے کے اعتبار سے ان کی گرمی دوسرے ملکوں
کے جاڑے کی طرح ہوا کرتی ہے یعنی سایہ لمبا ہوا
کرتا ہے۔

★

قدموں کی پہچان دیکھئے کم سے کم سایہ جس سے زوال آفتاب
کا علم ہوتا ہے اس علم کے قدیم علماء کے بیان کے مطابق ماہ
حزیران کا ہے اور وہ دو قدم ہے اور زوال کا زیادہ
سے زیادہ سایہ جو ماہ کانون میں ہوتا ہے وہ آٹھ قدم ہے
اور ماہ ایلول میں پانچ قدموں پر زوال ہوتا ہے اور تشرین اول
میں چھ قدم پر اور تشرین ثانی میں سات قدم پر اور کانون
اول میں آٹھ قدم پر زوال ہوتا ہے یہ دن کے گھٹنے کی اور
رات کے لمبی ہونے کی انتہا ہے اور یہ زوال کا سب
سے زیادہ سایہ ہے پھر سایہ گھٹنے لگتا ہے اور دن بڑھنے
لگتا ہے پھر کانون ثانی میں سورج سات قدم پر ڈھل جاتا
ہے۔ سباط میں چھ قدم پر اور اداء میں پانچ قدم پر اس
وقت دن رات برابر ہوتے ہیں اور نیسان میں چار قدم پر
اور آباد میں تین قدم پر اور حزیران میں دو قدموں پر
اب دن بڑھتے بڑھتے انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور رات گھٹتے گھٹتے
انتہا کو پہنچ جاتی ہے یعنی دن پندرہ گھنٹہ کا اور رات نو
گھنٹے کی ہو جاتی ہے پھر تموز میں تین قدم پر زوال ہوتا
ہے اور آب میں چار قدم پر اور ایلول میں پانچ قدم پر
اور ایلول میں دن رات برابر ہو جاتے ہیں۔

وفی ایلول علی خمسۃ اقدام وفیہ یستوی اللیل والنہار وروی عن سفیان الثوری رحمہ اللہ انہ قال اکثر ما تزول علیہ الشمس سبعۃ اقدام واقل ذلک ما تزول علی قدم واحدۃ وعن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال کانت صلاتنا الظہر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصیف علی ثلاثۃ اقدام الی خمسۃ اقدام وفی الشتاء علی خمسۃ اقدام الی ستۃ اقدام

فصل: وذکر بعضہم صفۃ اخری فقال تزول الشمس فی تسعۃ عشر یوما من اذار وظل الانسان ثلاثۃ اقدام وکذلک کل شیء تنصبہ فان الشمس تزول یومئذ وظل ذلک الشیء ثلاثۃ اسباعہ ثم ینقص الظل قدما حتی ینتہی طول النہار وقصر اللیل فی تسعۃ عشر من حزیران فتزول الشمس یومئذ وظل الانسان نصف قدم وذلک اقل ما تزول علیہ الشمس ثم یزید الظل فکلما مضت ستۃ وثلاثون یوما زاد الظل قدما حتی یستوی اللیل والنہار فی تسعۃ عشر یوما من ایلول فتزول الشمس یومئذ والظل علی ثلاثۃ اقدام ثم یزید الظل فکلما مضی اربعۃ عشر یوما زاد الظل قدما حتی ینتہی طول اللیل وقصر النہار وذلک فی تسعۃ عشر یوما من کانون الاول فتزول الشمس یومئذ علی سبعۃ اقدام ونصف قدم وذلک اکثر ما تزول الشمس علیہ ثم

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ سات قدم زیادہ سے زیادہ ہیں جن پر سورج کا زوال ہوتا ہے اور کم از کم ایک قدم پر زوال ہوتا ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ: گرمیوں میں ہم ظہر کی نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تین قدموں سے لے کر پانچ قدموں تک اور جاڑوں میں پانچ قدموں پر پڑھا کرتے تھے۔

★

زوال خورشید کی دوسری صورت بعض علمائے سلف فرماتے ہیں کہ ماہ اذار میں ۱۹ دن تین قدم سایہ پر زوال ہوتا ہے کیونکہ اس وقت زوال جب ہوتا ہے جب سایہ ہر شے کا ۳/۷ ہوتا ہے پھر سایہ گھٹنے لگتا ہے حتے کہ دن کا بڑھنا اور رات کا گھٹنا انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ اور ایسا ماہ حزیران کی ۱۹ ویں تاریخ کو ہوتا ہے ان دنوں میں نصف قدم کے سایہ پر زوال ہو جاتا ہے یہ کم از کم فئے زوال ہے پھر سایہ بڑھنے لگتا ہے پھر ۳۶ دن گزر جانے کے بعد سایہ ایک قدم کی برابر ہو جاتا ہے حتے کہ ایلول کی ۱۹ ویں تاریخ کو دن رات برابر ہو جاتے ہیں اس وقت زوال تین قدم سائے پر ہوتا ہے پھر سایہ بڑھنے لگتا ہے اور چودہ دن گزر جانے پر سایہ ایک قدم بڑھ جاتا ہے حتے کہ دن کا بڑھنا اور رات کا گھٹنا انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور ایسا کانون اول کی ۱۹ ویں تاریخ کو ہوتا ہے اس وقت ساڑھے سات قدم پر زوال ہوتا ہے یہ زیادہ سے زیادہ زوال کا فاصلہ ہے پھر ہر چودہ دن کے بعد ایک قدم سایہ بڑھ جاتا ہے حتے کہ آذر کی ۱۹ ویں تاریخ آجاتی ہے اور دن رات برابر ہو جاتے ہیں اور تین قدم پر زوال ہونے لگتا ہے اور یہ صورت اس وقت ہوتی

كلما مضى اربعة عشر يوما زاد الظل قدما حتى ينتهى الى تسعة عشر يوما من اذار فذلك استواء الليل والنهار وتزول الشمس على ثلاثة اقدام وذلك دخول الشمس فى الصيف وزيادة الظل ونقصانه الذى ذكرناه فى كل ستة وثلاثين يوما قدم فى الصيف والقيظ وزيادة فى كل اربعة عشر يوما قدم فى الربيع والشتاء۔

فصل : وقد ذكر بعض شيوخنا لذلك صفة اخرى وهى ان قال تزول الشمس فى حزيران كله على ثلاثة اقدام والقدم سبع كل شخص منتصب واول وقت العصر فيه تسعة اقدام ونصف واول وقت الظهر فى تموز كله اربعة اقدام واول وقت العصر فيه عشرة اقدام ونصف واول وقت الظهر فى آب كله خمسة اقدام واول وقت العصر فيه احد عشر قدما ونصف واول وقت الظهر فى ايلول كله ستة اقدام واول وقت العصر فيه اثنا عشر قدما ونصف واول وقت الظهر فى تشرين الاول كله سبعة اقدام واول وقت العصر فيه ثلاثة عشر قدما ونصف واول وقت فى تشرين الآخر كله ثمانية اقدام واول وقت العصر فيه اربعة عشر قدما ونصف واول وقت الظهر فى كانون الاول كله عشرة اقدام ونصف واول وقت العصر فيه سبعة عشر قدما واول وقت الظهر فى شباط كله سبعة

ہے جب سورج گرمیوں میں داخل ہوتا ہے اور سایہ کی کمی بیشی جو ہم نے بیان کی ہے گرمی اور خریف کے زمانہ میں ہر ۳۶ دن کے بعد ایک قدم ہوتی ہے اور ربیع اور جاڑے میں ہر ۱۴ دن کے بعد ایک ایک قدم کا اضافہ ہوتا ہے۔

تیسرے طریقہ سے سایہ کی پہچان سایہ کے سلسلہ میں ہمارے بعض مشائخ نے ایک اور طریقہ بیان فرمایا ہے انھوں نے فرمایا ہے کہ پورے ماہ حزیران میں زوال تین قدم سایہ پر ہوتا ہے اور قدم کھڑے ہوئے شخص کا ۱/۷ حصہ ہے اس ماہ میں عصر کا اول وقت ساڑھے نو قدم پر ہوتا ہے اور تمام ماہ تموز میں ظہر کا اول وقت چار قدم پر اور عصر کا اول وقت ساڑھے دس قدم پر ہوتا ہے اور پورے ماہ آب میں ظہر کا اول وقت پانچ قدم پر اور عصر کا اول وقت ساڑھے گیارہ قدم پر ہوتا ہے اور پورے ماہ ایلول میں ظہر کا اول وقت چھ قدم پر اور عصر کا اول وقت ساڑھے بارہ قدم پر ہوتا ہے اور پورے ماہ تشرین اول میں ظہر کا اول وقت سات قدم پر اور عصر کا اول وقت ساڑھے تیرہ قدم پر ہوتا ہے اور پورے تشرین ثانی میں ظہر کا اول وقت آٹھ قدم پر اور عصر کا اول وقت ساڑھے چودہ قدم پر ہوتا ہے اور کانون اول میں ظہر کا اول وقت ساڑھے دس قدم پر اور عصر کا اول وقت پورے سترہ قدم پر ہوتا ہے۔

اور پورے کانون ثانی میں ظہر کا اول وقت نو قدم پر اور عصر کا اول وقت پندرہ قدم پر ہوتا ہے۔

اور پورے شباط میں ظہر کا اول وقت ساڑھے سات قدم پر ہوتا ہے اور عصر کا اول وقت ساڑھے چودہ قدم پر ہوتا ہے۔

اقدام ونصف واول وقت العصر فیہ اربعۃ عشر قدما ونصف واول وقت الظہر فی ادار کلہ ستۃ اقدام واول وقت العصر فیہ اثنا عشر قدما ونصف واول وقت الظہر فی ایار کلہ ثلاثۃ اقدام ونصف واول وقت العصر فیہ عشرۃ اقدام فہذہ مقادیر ما تزول علیہ الشمس فی شہور السنۃ کلہا واللہ اعلم بما لا تدرکہ احساسنا ولا تنتہی نحوہ علومنا۔

فصل: ومعرفۃ الزوال علی ہذہ الصفات والتحدید لیس ہو بامر حتم بل ہی جہۃ من جہات الوصول الی معرفۃ الزوال ولیس کل احد یدرک ذلک بل کل من غلب علی ظنہ ولقینہ زوال الشمس وجب علیہ فعل صلاۃ الظہر وذلک ان الناس فی الاوقات علی ثلاثۃ اضرب من فرضہ الیقین وہو من یعرف الدقائق والساعات وسیر الکواکب یستدل بذلک لیحصل لہ یقین الوقت ومن فرضہ الاجتہاد والتقدیر بالعمل او تقلید من یعمل وہم الصناع الجہال بالاوقات فان اجتہدوا افقدروا باعمالہم مثل الخباز عادتہ ان یخبز العجنتین او ثلاثۃ الی الظہر او الطحان یطحن القفیز الی الظہر استظہر بالتاخیر وصلی لان فی یوم الغیم کان الوقت یقصر بغیبۃ الشمس فیغفل الانسان عن مراعاۃ الوقت او یتشاغل عنہ وکذا الاذان من عارف بالاوقات او ممن لا یوذن الا باذن

اور پورے آذار میں ظہر کا اول وقت ۶ قدم پر ہوتا ہے اور عصر کا اول وقت ساڑھے بارہ قدم پر ہوتا ہے۔

اور پورے نیسان میں ظہر کا اول وقت ساڑھے چار قدم پر ہوتا ہے اور عصر کا اول وقت گیارہ قدم پر ہوتا ہے۔

اور پورے آیار میں ظہر کا اول وقت ساڑھے تین قدم پر ہوتا ہے اور عصر کا اول وقت دس قدم پر ہوتا ہے لہٰذا پورے سال کے مہینوں میں زوال کی مقدار یہی ہے باقی جن باتوں تک ہماری حس کی رسائی نہیں اور جن تک ہمارے علم نہیں پہنچتے انہیں اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

کیا زوال کی پہچان واجب ہے؟

مذکورہ بالا بیان و حد بندی کے مطابق زوال کی پہچان ضروری نہیں بلکہ یہ ان اسباب میں سے جن کے ذریعہ زوال پہچانا جاتا ہے ایک سبب ہے اور ہر شخص کو اس کا علم نہیں ہوتا بلکہ ہر اس شخص کو جس کا زوال پر گمان یا یقین غالب ہو ظہر کی نماز کا ادا کرنا واجب ہے۔

لوگ زوال کے پہچاننے کے اعتبار سے تین قسم کے ہیں بعض ایسے اشخاص ہیں جن پر یقین فرض ہے یہ وہ ہیں جو منٹوں اور گھنٹوں کو پہچانتے ہیں اور سیاروں کی رفتار سے واقف ہیں جن سے وقت کے یقین پر استدلال کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جن پر اجتہاد اور اندازہ فرض ہے خواہ اپنے عمل سے اندازہ لگائیں یا کسی عامل کی تقلید کر کے یہ لوگ کاریگر ہوتے ہیں جو اوقات سے ناواقف ہوا کرتے ہیں اگر یہ اپنے اعمال سے اندازہ لگائیں تو لگا سکتے ہیں مثلاً ایک باورچی ہے اس کی عادت یہ ہے کہ وہ دو یا تین مخصوص مقدار کے آٹوں کو ظہر تک پکا لیتا ہے یا کوئی آٹا پیسنے والا غلہ کا ایک بورا ظہر تک پیس لیتا ہے تو وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر ظہر پڑھے گا اور گھٹا والے دن چونکہ دھوپ کے نہ نکلنے کی وجہ سے گویا وقت مختصر ہو جاتا ہے اور انسان وقت کی نگہداشت

عارف بالوقت یقوم للصلاۃ والثالث من فرضہ
التحری والتاخیر بجھلہ الی ان یغلب علی ظنہ
دخول الوقت وھو المطمور والمحبوس فی الامکنۃ
التی لایتوصل الی معرفۃ الوقت بدلالۃ ولاخبر
ولاسماء اذان لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذا امرتکم بامرفاتوا منہ ما استطعتم ۔

فصل : ومعرفۃ الزوال علی التحقیق امر یدق
ویصعب وقد ورد فی الحدیث ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم سأل جبریل علیہ السلام ازالت الشمس
فقال لانعم فقال کیف ھذا فقال من قولی لک لا
نعم قطعت الشمس من الفلک خمسین الف فرسخ
فکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سالہ عن زوالھا
فی علم اللہ تعالیٰ لکنک اذا استقبلت القبلۃ
فکانت الشمس علی حاجبک الایمن فی الصیف فقد
زالت بلاشک فصل الظھر فاذا صار ظل کل شیء
مثلہ فھو وقت العصر فاذا کانت الشمس علی
حاجبک الایسر فی الصیف ایضا وانت مستقبل
القبلۃ فاعلم انھا لم تزل بعد فاذا کانت بین
عینیک فھو قیامھا واستواؤھا فی کبد السماء
وقد یجوز انھا قد زالت اذا کانت فی اول الشتاء
وقصر النھار واما اذا کانت فی اول الشتاء
علی حاجبک الایمن فتکون قد زالت فی جمیع
الازمنۃ لانہ اذا کان ذلک فی الصیف فھو
اول وقت الظھر وان کان فی الشتاء فھو آخر
وقت الظھر واذا کانت علی حاجبک الایسر

سے غافل ہو جاتا ہے یا کام میں مصروف رہنے کی وجہ سے غافل رہے گا اگر وہ
اوقات کو پہچاننے والے سے یا اس مؤذن سے اذان سنے جو اوقات کو پہچاننے
والے کے حکم ہی سے اذان دیتا ہے تو نماز کے لئے کھڑا ہو جائے تیسری قسم کے
وہ لوگ ہیں جن پر قصد و کوشش فرض ہے حتےٰ کہ ان کے غالب گمان میں
وقت ہو جائے یہ وہ لوگ ہیں جو پوشیدہ ہیں اور ایسے مقامات میں گھر گئے
ہوئے ہیں کہ دلیل سے وقت پہچاننے سے قاصر ہیں، نہ انہیں کوئی خبر دیتا ہے
اور نہ وہ اذان سنتے ہیں جیسا کہ سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ جب میں تم کو
کسی بات کا حکم کروں تو مقدور بھر اسے بجا لاؤ۔

زوال کی پہچان مشکل ہے

زوال کی پہچان بڑی دشوار و
پیچیدہ ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلعم نے حضرت جبرئیل
سے پوچھا: کیا سورج ڈھل گیا؟ فرمایا: نہیں اور ہاں، پوچھا: یہ کیونکر
ممکن ہے؟ فرمایا میری نہیں اور ہاں کہتے کہتے سورج نے آسمان پر
ایک لاکھ پچاس ہزار میل طے کر لئے آپ نے حق تعالےٰ شانہ کے
حکم کے مطابق حضرت جبرئیل سے زوال کے بارے میں پوچھا تھا۔

جب تم قبلہ رخ کھڑے اور سورج گرمیوں میں تمہاری سیدھی بھوں
پر ہو تو بلا شبہ زوال ہو گیا ظہر پڑھ لو پھر جب ہر چیز کا سایہ ہم مثل
ہو جائے (اور قدرے بڑھ جائے) تو عصر کا وقت ہو گیا اور جب تم
قبلہ رخ کھڑے ہو اور گرمیوں میں سورج تمہاری بائیں بھوں پر ہو
تو یقین مانو زوال نہیں ہوا اور اگر دونوں آنکھوں کے درمیان ہو
تو سورج کھڑا ہے اور نصف النہار ہے۔

اگر جاڑوں کے آغاز میں جب دن چھوٹا ہو تو کبھی زوال ہو بھی
جاتا ہے اگر داہنی بھوں کے بالمقابل شروع جاڑوں میں سورج ہو
تو تمام زمانوں میں زوال ہو جاتا ہے کیونکہ اگر ایسا گرمی میں ہوگا تو
ظہر کا اول وقت ہوگا اور اگر جاڑے میں ہوگا تو ظہر کا پچھلا وقت
ہوگا اور اگر تمہاری بائیں ابرو کے بالمقابل سورج ہوگا تو کبھی تو

فقد يجوز انها قد زالت لقصر النهار في اول الشتاء
ولا يجوز في اول الصيف لامتداد النهار وطوله
واذا كانت بين عينيك في الشتاء فقد زالت بلا شك
فاذا صارت الى حاجبك الايمن فهو آخر وقت
الظهر وهذا لاهل اقليم العراق وخراسان
الذين يصلون الى الركن الاسود وباب البيت
من جهة الكعبة واما اهل اليمن والمغرب
ومن يليهم فعلى ضد ذلك لانهم يصلون الى
الركن اليماني ومؤخر الكعبة فلذلك اختلف
التقدير۔

فصل : فاذا عرفت الزوال واردت ان
تعرف القبلة فاجعل ظلك على يسارك فانك
تكون حينئذ مستقبل القبلة فاعلم ذلك
مختصرا بلا تعب وانما طولت في ذكر معرفة
الزوال لانه اشكل الاوقات وادقها وقد
ورد ذكر الاقدام في خبر ابن مسعود رضي الله
عنه والتنبيه على معرفة ذلك ما تقدم بيانه
والله اعلم۔

فصل : واما وقت العصر فاوله على ما ذكرنا
ادنى زيادة على ظل المثل وآخر وقتها اذا صار
الظل مثليه ووقت الضرورة الى قبل ان تغيب
الشمس وقد تقدم ذكره والافضل تعجيلها۔

فصل : واما صلاة المغرب فاذا غربت
الشمس وهو اذا تدلى حاجب الشمس الاعلى
وهو غيبتها عن الابصار دخل وقتها ولها

زوال ہو گا کیونکہ شروع جاڑوں میں دن چھوٹا ہوتا ہے اور کبھی زوال
نہ ہو گا۔ کیونکہ شروع گرمیوں میں دن بڑا اور طویل ہوتا ہے اگر
جاڑوں میں سورج تمہاری آنکھوں کے درمیانی حصہ کے بالمقابل
ہو تو اس وقت بلاشبہ زوال ہو جاتا ہے پھر جب سورج
تمہاری دائیں ابرو کے بالمقابل آجاتا ہے تو یہ ظہر کا آخری وقت
ہوتا ہے۔ یہ حکم عراقیوں اور خراسانیوں کے لئے ہے جو حجر اسود
کی اور بیت اللہ کے دروازے کی طرف نماز پڑھتے ہیں لیکن
یمنی اور مغربی اور ان کی سمت والے اس کے برعکس ہیں کیونکہ
وہ رکن یمانی اور کعبہ کے پچھلے حصہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں اسی
لئے زوال کے اندازے میں اختلاف ہے۔

قبلہ کی سمت کی پہچان اور وقت عصر جب تم زوال کو
پہچان گئے اور اب قبلہ کو شناخت کرنا چاہو تو بائیں طرف
اپنے سایہ کو دیکھو اس وقت تم قبلہ کے سامنے ہو گے یہ قبلہ کی مختصر
پہچان بلا کسی دقت کے ہے میں نے معرفت زوال کے بارے
میں تفصیلی روشنی اس لئے ڈالی ہے کہ اوقات کی پہچان بڑی دقیق
و مشکل ہے۔ حضرت ابن مسعود رضہ کی حدیث میں قدموں کا ذکر آتا
ہے اور اس کی شناخت کے لئے لوگوں کو تنبیہ بھی کر دی گئی ہے
جیسا کہ اوپر بیان گزر چکا ہے۔

عصر کا اوّل وقت ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ جب ہم مثل سایہ
قدرے بڑھ جائے تو عصر کا اول وقت ہو جاتا ہے اور عصر کا آخری
وقت دو مثلوں تک ہے اور ضرورت والا وقت سورج کے
ڈوبنے تک ہے اور اول وقت عصر کی نماز پڑھنا افضل ہے۔

مغرب کا وقت جب سورج ڈوب جائے تو مغرب کا وقت
ہو جاتا ہے یعنی جب سورج کی پچھلی کرن نگاہوں سے اوجھل ہو
جائے تو سمجھ لو کہ سورج ڈوب گیا اور شفق کے غائب ہونے تک

وقتان احدهما الغروب والثانی غیبوبة شفق الشمس
وهو الحمرة فی اصح الروایتین۔

فصل : فاذا غاب الشفق دخل وقت العشاء
الآخرة ووقت الفضیلة مبقی الی ثلث اللیل فی
احدی الروایتین والثانیة الی نصف اللیل ووقت
العذر والضرورة مالم یطلع الفجر الثانی ولها
اسمان احدهما عتمة والثانی العشاء الآخرة
لان النبی صلی الله علیه وسلم قال غلبتکم
الاعراب علی اسم صلاتکم هذه یسمونها عتمة
یعنی ان اسمها العشاء الآخرة والاعراب یسمونها
عتمة فوافقوهم فی ذلك والافضل تاخیرها الی
آخر وقتها وهو الثلث الاول او النصف الاول
علی ما ذکرنا وافضل ما صلیت اذا غاب البیاض
الغربی واظلم مکانه وهو الشفق الثانی فیؤخر
الی ربع اللیل او الثلث او النصف کل ذلك مالم
ینم المصلی قبل أن یصلیها فانه یکره النوم
عنها فمن خاف غلبة النوم فالافضل أن یصلیها
ثم ینام ولهذا الافضل عند الشافعی رحمه الله
أن یصلی فی اول الوقت وانما قلنا الافضل تاخیرها
لان النبی صلی الله علیه وسلم قال اعتموا بالعتمة
وخرج صلی الله علیه وسلم لیلة وقد اعتم فقال
لولا أن اشق علی امتی لامرتهم ان یصلوها هکذا
فالنبی صلی الله علیه وسلم اخرها وحث علی
تاخیرها۔

فصل : واما السنن الراتبة مع هذه الصلوات

وقت رہتا ہے اور صحیح روایت کی رو سے شفق سرخی کو
کہتے ہیں۔

عشاء کا وقت

شفق کے غائب ہوتے ہی عشاء کا وقت ہو
جاتا ہے اور ایک روایت کی رو سے ⅓ رات تک اور دوسری کی
رو سے ½ رات تک عشاء کا فضیلت والا وقت رہتا ہے اور
عذر و ضرورت والا وقت صبح صادق تک ہے عشاء کا ایک اور نام ہے
یعنی عتمہ کیونکہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دیہاتی تمہاری
اس نماز کے نام پر غالب آجائیں گے لہٰذا تم اس میں ان کی موافقت
کرو۔

افضل تو یہی ہے کہ دیر کر کے اخیر وقت میں عشاء کی نماز پڑھی
جائے یعنی ⅓ یا ½ رات سے پہلے جیسا کہ ہم اوپر روشنی ڈال
آئے ہیں۔

اس نماز کو ادا کرنے کے لئے بہترین وقت وہ ہے جب مغرب کی طرف
والی سفیدی دور ہو کر وہاں اندھیرا ہو جائے اور اسے دوسرا شفق کہتے
ہیں لہٰذا عشاء کو چوتھائی یا تہائی یا نصف شب تک دیر کر کے پڑھا
جائے یہ حکم ان لوگوں کے لئے ہے جو نماز پڑھنے سے قبل سوئیں نہیں
کیونکہ نماز سے قبل سونا مکروہ ہے لیکن اگر کسی کو نیند کے غلبہ کا ڈر ہو
تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ نماز پڑھ کر سو جائے یعنی امام شافعی
کے نزدیک اول وقت نماز پڑھ کر سو جائے۔ عشاء کی نماز دیر کر کے
پڑھنا اس لئے افضل ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ عشاء کی نماز دیر
کر کے پڑھا کرو ایک دفعہ رحمت عالم صلعم عشاء کی نماز کے لئے دیر
کر کے تشریف لائے اور فرمایا اگر مجھے اپنی امت کو مشقت میں ڈالنے کا ڈر نہ ہوتا
تو میں انہیں حکم کرتا کہ اسی طرح (دیر کر کے) نماز پڑھا کرو چونکہ نبی اکرم صلعم نے
دیر کر کے عشاء کی نماز پڑھی اور دیر میں پڑھنے کی رغبت دلائی اسلئے دیر میں پڑھنا افضل ہے

پنجگانہ نمازوں کے سنن رواتب

پنجگانہ نمازوں کے سنن

الخمس ثلاث عشرة ركعة ركعتان قبل صلاة الفجر وركعتان قبل الظهر وركعتان بعدها وركعتان بعد المغرب وركعتان بعد العشاء الآخرة ويوتر بثلاث وهو مخير ان شاء صلاها بتسليمة واحدة كصلاة المغرب وان شاء فصل بينها فيسلم عن كل ركعتين ويوتر بالآخرة وهو الافضل فيقرأ في الاولى من الثلاث بعد الفاتحة سبح اسم ربك الاعلى وفي الثانية بقل يا ايها الكافرون وفي الثالثة بقل هو الله احد ويقرأ في اول الركعتين من سنة الفجر بقل يا ايها الكافرون وفي الثانية بقل هو الله احد ويستحب فعلهما في منزله ثم يخرج و يستحب الاشتغال بذكر الله تعالى وترك الكلام الا ان يكون واجبا بعد أن يصليهما حتى يدخل في الفريضة والقراءة في الركعتين بعد المغرب كالقراءة في ركعتي الفجر روى عن ابن عمر رضي الله عنهما انه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم اكثر من عشرين مرة يقرأ في الركعتين بعد المغرب قل يا ايها الكافرون وقل هو الله احد وروى عن طاؤس رحمه الله انه كان يقرأ في الاولى منهما آمن الرسول وفي الثانية قل هو الله احد ويستحب تعجيلهما لما روى حذيفة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال عجلوا بالركعتين بعد المغرب ترفعهما الملائكة مع المكتوبة فيستحب تخفيفهما

رواتب تیرہ ہیں: صبح کی دو سنتیں، ظہر سے پہلے اور پیچھے دو سنتیں، مغرب کے بعد دوگانہ، عشاء کے بعد دوگانہ اور تین رکعت وتر خواہ ایک سلام سے (مغرب کی نماز کی طرح) پڑھے جائیں یا دوگانہ پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے اور پھر ایک رکعت پڑھ لی جائے۔

وتر اخیر میں پڑھنے افضل ہیں پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اعلیٰ، دوسری میں سورہ کافرون اور تیسری میں سورہ اخلاص پڑھنا افضل ہے۔

فجر کی سنتوں میں پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ کافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھی جائے صبح کی سنتیں گھر میں پڑھنی مستحب ہیں پھر مسجد میں جا کر فرض ادا کئے جائیں۔

گھر میں صبح کی سنتیں پڑھ کر ذکر اللہ میں مشغول رہنا اور بلا ضرورت کے بات نہ کرنا مستحب ہے حتے کہ جماعت سے فرض ادا کر لئے جائیں۔ مغرب کے دوگانہ میں وہی سورتیں پڑھی جائیں جو صبح کی سنتوں میں بتائی گئی ہیں۔

ابن عمرؓ:۔ میں نے نبی اکرم صلعم سے بیس مرتبہ سے زیادہ سنا کہ آپ مغرب کے دوگانہ میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص پڑھتے تھے۔

طاؤس: مغرب کے دوگانہ میں پہلی رکعت میں آمن الرسول الخ اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے مغرب کے دوگانہ میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

حذیفہؓ:۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ مغرب کے بعد دوگانہ میں جلدی کیا کرو تا کہ فرشتے فرض کے ساتھ ساتھ انہیں بھی اٹھا کر لے جائیں اسی لئے انہیں ہلکا پڑھنا مستحب ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جو مغرب کے بعد کلام کرنے سے پہلے دوگانہ پڑھ لے اس کی نماز علیین میں اٹھا لی

لذلك وفي حديث آخر قال صلى الله عليه وسلم
من صلى ركعتين بعد المغرب قبل أن يتكلم رفعت
صلاته في عليين وقد جاء ما يدل على استحباب
تطويلهما وهو ما روي عن ابن عباس رضي الله
عنهما انه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
يطيل القراءة في الركعتين بعد المغرب حتى يتفرق
اهل المسجد وروي كذلك عن حذيفة رضي الله
عنه انه قال اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم
فصليت معه صلاة المغرب ثم قام فصلى
الى العشاء الآخرة ثم انتقل الى منزله
وقد ورد ايضا ان الاستحباب في فعلهما
في المنزل وهو ما روي عن عائشة رضي الله
عنها قالت ان النبي صلى الله عليه وسلم
كان يصلي الركعتين اللتين بعد المغرب
في بيتها وكذلك عن ام حبيبة رضي الله عنها
عن ابن عمر رضي الله عنهما قال كان رسول الله
صلى الله عليه وسلم لا يصلي الركعتين بعد
المغرب الا في بيته وروى سهل بن سعد
الساعدي رضي الله عنه قال لقد ادركت
زمان عثمان بن عفان رضي الله عنه وانه
ليسلم من المغرب وما أرى رجلا واحدا
يصليهما يعني الركعتين بعد المغرب في
المسجد بل كانوا يبتدرون باب المسجد
فيخرجون فيصلونها في بيوتهم۔

فصل : في فضائل الصلوات الخمس روى عن

جائے گی۔ اس دوگانہ کو لمبا کر کے پڑھنے کے استحباب کی بھی دلیل ہے کہ حضرت
ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم مغرب کی سنتوں میں لمبی قرأت
کیا کرتے تھے حتیٰ کہ مسجد والے مسجد سے چلے جاتے تھے اسی طرح حضرت حذیفہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلعم کے پاس
آیا اور آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی پھر آپ نے کھڑے ہو کر
عشاء کی نماز پڑھی (یعنی مغرب کی نماز عشاء کے وقت ختم فرمائی معلوم
ہوا کہ سنتوں میں لمبا قیام فرمایا اور طویل سورت پڑھی) پھر آپ اپنے
گھر تشریف لے گئے۔

یہ بھی ثابت ہے کہ مغرب کی سنتوں کا گھر میں پڑھنا افضل ہے
چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مغرب کی سنتیں اپنے گھر میں پڑھا کرتے تھے اسی طرح
حضرت ام حبیبہؓ سے روایت آتی ہے۔

ابن عمرؓ :۔ رسول اللہ صلعم مغرب کی سنتیں اپنے گھر ہی میں
پڑھا کرتے تھے۔

سہل بن سعد ساعدیؓ :۔ میں نے حضرت عثمان رضؓ کا زمانہ پایا
آپ مغرب کی فرضوں سے سلام پھیرتے تھے میں کسی شخص
کو بھی مسجد میں مغرب کی سنتیں پڑھتا ہوا نہیں دیکھتا تھا بلکہ
لوگ مسجد کے دروازوں سے جلدی سے نکل جایا کرتے تھے اور
یہ سنتیں اپنے گھروں میں جا کر پڑھا کرتے تھے۔

نماز پنجگانہ کے فضائل

ابو سلمہ از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بتاؤ اگر کسی کے
دروازے پر نہر ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ بار نہائے کیا
اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا؟ لوگوں نے کہا نہیں
فرمایا: پنجگانہ نماز کا یہی حال ہے ان سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا
دیتا ہے۔

ابی سلمة عن ابی هریرة رضی الله عنه قال ان رسول
الله صلی الله علیه وسلم قال أرأیتم لو ان نهرا
بباب احدکم یغتسل کل یوم منه خمس مرات
هل یبقی من درنه شیء قالوا لا قال فذلك
مثل الصلوات الخمس یمحو الله تعالی بها
الخطایا وعن ابی ثعلبة القرظی قال سمعت عمر بن
الخطاب رضی الله عنه یقول قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم یحترقون فاذا صلوا
الصبح غسلت الصلاة ما کان قبلها ثم
یحترقون فاذا صلوا الظهر غسلت الصلاة
ما کان قبلها ثم یحترقون فاذا حضرت
صلاة العصر فصلوا غسلت ما کان قبلها
حتی ذکر صلی الله علیه وسلم الصلوات الخمس
وعن الحرث مولی عثمان بن عفان رحمه الله
قال جلس عثمان بن عفان رضی الله عنه ثم
دعا بماء فتوضأ ثم قال رأیت رسول الله
صلی الله علیه وسلم توضأ وضوئی هذا ثم قال
فمن توضأ وضوئی هذا ثم قام فصلی الظهر غفر له
ما بینها وبین صلاة الصبح ثم قام فصلی صلاة
العصر غفر له ما بینها وبین صلاة الظهر ثم
صلی المغرب غفر له ما بینها وبین صلاة العصر
ثم صلی العشاء الآخرة غفر له ما بینها وبین
صلاة المغرب ثم لعله یبیت یتمرغ لیله ثم اذا
قام فصلی الصبح غفر له ما بینها وبین العشاء
الآخرة فان الحسنات یذهبن السیئات قالوا

ابو ثعلبہ قرظیؒ : میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سُنا فرما
رہے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم
(گناہوں کی آگ میں) جلتے ہو پھر جب صبح کی نماز پڑھ لیتے ہو تو
اس سے پہلے کے تمام گناہ یہ نماز دھوڈالتی ہے پھر تم جلنے لگتے
ہو پھر جب ظہر کی نماز پڑھ لیتے ہو تو ظہر کی نماز پہلے کے تمام
گناہ دھوڈالتی ہے پھر تم جلنے لگتے ہو پھر جب عصر کی نماز
پڑھ لیتے ہو تو عصر کی نماز تمام پہلے کے گناہ دھوڈالتی ہے حتیٰ کہ
رحمت عالم صلعم نے پنجگانہ نمازوں کا (اسی طرح) ذکر فرمایا۔

حارثؓ، مولیٰ عثمانؓ بن عفان :۔ حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ تشریف فرما ہوئے پھر آپ نے پانی منگا کر وضو فرمایا۔
پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ آپ نے
اسی طرح وضو کیا جسطرح میں نے وضو کیا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ جس نے میرے
اس وضو کی طرح وضو کیا پھر کھڑا ہوا اور ظہر کی نماز ادا کی تو اس کے وہ
گناہ جو فجر و ظہر کے درمیان اس سے سرزد ہوئے ہیں معاف کردئیے جائیں گے
پھر عصر کی نماز پڑھی تو ظہر و عصر کے درمیانی گناہ معاف کردیئے جائینگے پھر مغرب کی نماز پڑھی تو
عصر و مغرب کے درمیانی گناہ معاف کردئیے جائینگے۔ پھر عشاء کی نماز پڑھی تو مغرب و عشاء
کے درمیانی گناہ معاف کردئیے جائیں گے پھر شاید وہ سوجائے اور تڑپتے میں اس
کی رال بہتی رہے پھر جاگ کر کھڑا ہو اور صبح کی نماز پڑھی تو
عشاء اور صبح کے درمیانی گناہ بخش دئیے جائیں گے کیونکہ نیکیاں
برائیاں مٹا دیتی ہیں لوگوں نے پوچھا یہ تو ہوئیں نیکیاں،
باقیات صالحات کیا ہیں؟ فرمایا: سبحان اللہ والحمد للہ و
لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جعفر بن محمد از ابیہ از جدہ :۔ رسول اللہ صلعم
نے فرمایا نماز (میں) پروردگار عالم کی رضا ہے اور یہ فرشتوں
کی محبوب ہے اور انبیائے کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین کا

هذه الحسنات فما الباقيات الصالحات قال سبحان
الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ولاحول
ولا قوة الا بالله العلى العظيم وعن جعفر بن محمد
عن ابيه عن جده رضى الله عنه قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم الصلاة مرضاة الرب و
الملائكة وسنة الانبياء صلوات الله عليهم
ونور المعرفة واصل الايمان واجابة الدعاء
وقبول الاعمال وبركة فى الرزق وراحة الابدان
وسلاح الاعداء وكراهية الشيطان وشفيع
بين صاحبها وبين مالك السموات وسراج
فى قبره وفراش تحت جنبه وجواب منكر ونكير
ومؤنس زائر معه فى قبره الى يوم القيامة فاذا
كان يوم القيامة كانت الصلاة ظلا فوقه و
تاجا على رأسه ولباسا على بدنه ونورا يسعى
بين يديه وسترا بينه وبين النار وحجة للمؤمنين
بين يدى الرب عزوجل وثقلا فى الميزان وجوازا
على الصراط ومفتاحا للجنة لان الصلاة تسبيح
وتحميد وتقديس وتعظيم وقراءة ودعاء وان
افضل الاعمال كلها الصلاة لوقتها وعن ابن
عمر رضى الله عنهما قال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول الصلوات الخمس
عماد الدين لا يقبل الله الايمان الا بالصلاة
وعن انس بن مالك رضى الله عنه قال قال رجل
يارسول الله كم افترض الله عزوجل على عباده
من الصلوات قال خمس صلوات خمسا ليس قبلهن اوبعدهن شىء

طریقہ ہے اور معرفت کے لئے نور ہے اور ایمان کی جڑ ہے اور
اور دعاؤں کی اور عملوں کی قبولیت کا ذریعہ ہے اور روزی
میں برکت کا سبب ہے اور راحت بدن ہے اور دشمنوں
کے لئے ہتھیار ہے اور شیطان کے لئے کراہیت ہے۔
نمازی کے اور آسمانوں کے بادشاہ کے درمیان
شفاعت کرنے والی ہے اور قبر کے لئے چراغ ہے
اور تربت میں فرش ہے اور منکر ونکیر کے لئے جواب
ہے اور قیامت تک کے لئے قبر میں مونس وغمگسار ہے
پھر قیامت کے دن (موقف میں) سر پر سایہ فگن ہوگی
اور نمازی کے سر پر اس کا تاج ہوگا اور بدن پر لباس ہوگا
اور یہ نور بن جائے گی جو نمازی کے آگے آگے رہے گا اور
آگ سے ڈھال بن جائے گی اور رب العالمین کے سامنے
مومنوں کے لئے حجت ہوگی اور میزان میں بھاری ہوگی۔
اور پل صراط سے عبور کرا دے گی اور جنت کی کنجی ہے کیونکہ
نماز میں تسبیح وتقدیس اور حمد وثنا ہوتی ہے اور حق تعالیٰ
کی عظمت کا اظہار اور تلاوت قرآن اور حق تعالیٰ سے دعا
ہے اور یاد رکھو تمام عملوں میں افضل عمل وقت پر نماز
ہے۔

ابن عمرؓ:۔ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے
تھے کہ پنجگانہ نماز دین کا ستون ہے حق تعالیٰ شانہ ایمان کو
نماز ہی کے ساتھ قبول فرماتا ہے۔

انس بن مالکؓ:۔ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ
حق تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ فرمایا
پانچ نمازیں، بولا: کیا ان سے پہلے یا بعد میں کوئی اور نماز
بھی ہے؟ فرمایا: حق تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں

فحلف الرجل باللہ لایزید علیھن ولا ینقص
منھن فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
صدق دخل الجنۃ وعن تمیم الداری رضی اللہ
عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
اول مایحاسب بہ العبد یوم القیامۃ صلاتہ
فان ھو اکملھا کتبت لہ کاملۃ وان لم
یکن اکملھا قال اللہ عزوجل للملائکۃ
انظروا ھل تجدون لعبدی من تطوع فاکملوا
لہ ماضیع من ذلک وعن انس بن حکیم الضبی
قال قال ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ اذا اتیت اھلک
فاخبرھم انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول ان اوّل مایحاسب بہ العبد یوم
القیامۃ صلاتہ المکتوبۃ فان أتمھا والا
نظر فان کان لہ تطوع اکملت لہ الفریضۃ
بھا ثم یفعل بسائر الاعمال کذلک وعن انس
بن مالک رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اول مایحاسب بہ العبد الصلاۃ
واول ماافترض اللہ تعالیٰ علی ھذہ الامۃ
الصلاۃ۔

فصل: فی الخروج الی المسجد وفضل
الجماعۃ والخشوع فی الصلاۃ عن نافع عن
ابن عمر رضی اللہ عنھما قال ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال مابین صلاۃ الجماعۃ
والفذ سبع وعشرون درجۃ وعن ابی ھریرۃ
رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

فرض فرمائی ہیں اور ان سے پہلے یا پیچھے کچھ اور فرض نہیں یہ
سن کر اس نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ میں ان نمازوں میں
کمی بیشی نہیں کروں گا پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا اگر یہ سچا
ہے تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔

تمیم داری رضؓ: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بندے سے
قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا
جائے گا اگر اس نے نماز اچھی طرح سے ادا کی ہے تو اس کے
لئے کامل نماز لکھ دی جائے گی اور اگر کامل طریقہ سے ادا نہیں کی
تھی تو حق تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا دیکھو اگر میرے بندے
کے نوافل ہیں تو فرائض کی کمی نوافل سے پوری کر دو۔

انس بن حکیم ضبی از ابوہریرہؓ:۔ حضرت ابوہریرہؓ نے انس
بن حکیم سے فرمایا کہ جب تم اپنی بیوی کے پاس جاؤ تو اسے بتاؤ
کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ قیامت
کے دن سب سے پہلے بندے سے فرض نماز کا حساب لیا جائے
گا اگر اس نے اسے مکمل طور پر ادا کیا تھا تو خیر ورنہ نوافل دیکھے
جائیں گے اور فرائض کی کمی نوافل سے پوری کر دی جائے گی
پھر دیگر عبادتوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جائے گا۔

انس بن مالکؓ: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سب سے پہلے بندے سے نماز کا
حساب کیا جائیگا اور اس امت پر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نماز فرض فرمائی ہے۔

نماز کے لئے مسجد میں حاضری، نماز میں خشوع وخضوع اور نماز باجماعت کی فضیلت۔

نافع از ابن عمرؓ:۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جماعت والی
نماز میں اور تنہا نماز میں ۲۷ درجے فرق ہے۔

ابوہریرہؓ:۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص
وضو کر کے مسجد میں جائے تو حق تعالیٰ اس کے ہر قدم کے عوض

وسلم قال اذا توضأ العبد ثم خرج الی المسجد کتب اللہ عزوجل لہ بکل خطوۃ حسنۃ ومحا عنہ سیئۃ ورفع لہ درجۃ ویستبشر اللہ تعالیٰ بہ کما یستبشر بالغائب الطویل غیبۃ اذا قدم علی اھلہ وعن ابی عثمان النھدی عن سلمان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ عزوجل من توضأ فی بیتہ فأحسن الوضوء ثم زارنی فی بیت من بیوتی فأتانی زائرا وحق علی المزور ان یکرم زائرہ وعن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال جاء جبریل الی النبی علیہما السلام فقال بشر المشائین فی ظلم اللیل الی المساجد بالنور التام یوم القیامۃ وعن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من مشی فی ظلم اللیل الی المساجد آتاہ اللہ تعالیٰ نورا یوم القیامۃ وعن سعید الخدری رضی اللہ عنہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول صلاۃ الجماعۃ تفضل علی صلاۃ الفذ بخمس وعشرین درجۃ وعن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما بین صلاۃ الجماعۃ والفذ سبع وعشرون درجۃ وعن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا عثمان بن مظعون من صلی الصبح فی جماعۃ کانت لہ حجۃ مبرورۃ وعمرۃ متقبلۃ

ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور ایک برائی مٹا دیتا ہے اور ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے اور اس بندے سے اس طرح خوش ہوتا ہے جیسے ایک مدت دراز کے بعد کسی کا کوئی عزیز پردیس سے اپنے دیس میں آتا ہے اور اس کے عزیز اس سے مل کر خوش ہوتے ہیں

ابو عثمان نہدی از سلمان رضؓ :- رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ جل مجدہٗ فرماتا ہے کہ جو شخص اپنے گھر میں اچھی طرح سے وضو کرے پھر میرے گھروں میں سے کسی گھر میں میری زیارت کے لئے آئے تو اپنے مہمان کی خاطر مدارات کرنا زیارت کئے جانے والے پر واجب ہے یعنی مجھ پر واجب ہے۔

سالمؒ بن عبد اللہؓ از عبد اللہؓ از عمرؓ :- (ایک دفعہ) حضرت جبرئیلؑ نبی اکرم صلعم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ رات کے اندھیروں میں جو لوگ مسجدوں میں جاتے ہیں آپ انہیں مژدہ سنا دیں کہ انہیں قیامت کے دن مکمل نور ملے گا۔

ابو الدرداءؓ :- نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جو رات کے اندھیروں میں پیدل چل کر مسجد میں جائے اللہ تعالیٰ اس کے پاس قیامت کے دن نور لائے گا۔

ابو سعید خدریؓ :- میں نے سنا کہ رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں کہ جماعت والی نماز منفرد نماز سے ۲۵ درجے افضل ہے۔

نافع از ابن عمرؓ :- رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جماعت والی نماز اور منفرد نماز میں ۲۷ درجوں کا فرق ہے۔

انس بن مالکؓ :- رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اے عثمان بن مظعون جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لی اسے مقبول حج اور عمرے کا ثواب ملتا ہے، اے عثمان! جس نے ظہر کی نماز جماعت سے پڑھ لی اسے ۲۵ نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور اس کے جنت الفردوس میں ۲۷ درجے بلند کر دئے

یاعثمان من صلی الظهر فی جماعة کان له خمس وعشرون صلاة کلها مثلها وسبعون درجة فی جنة الفردوس یاعثمان من صلی العصر فی جماعة ثم ذکر الله تعالی حتی تغرب الشمس فکانما اعتق نسمة من ولد اسماعیل مع کل رجل منهم اثنا عشر الفا یاعثمان من صلی المغرب فی جماعة کانت له خمس وعشرون صلاة کلها مثلها وسبعون درجة فی جنة عدن یاعثمان من صلی العشاء الآخرة فی جماعة فکأنما قام لیلة القدر ویستحب للرجل اذا اقبل المسجد ان یقبل بخوف ووجل وخشوع وخضوع و ان تکون علیه السکینة والوقار وان یحدث لنفسه فکرا وادبا غیر ما کان علیه وفیه قبل ذلک من حالات الدنیا واشغالها ولیخرج برغبة ورهبة وذلة وتواضع وانکسار من غیر عجب وتکبر وافتخار ورؤیة الناس والخلق وینوی بذلک التوجه الی الله عزوجل الی بیت من بیوته التی أذن الله ان ترفع ویذکر فیها اسمه یسبح له فیها بالغدو والآصال رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله فما ادرك من الصلاة صلی مع الجماعة وما فاته قضی کذا جاء فی الحدیث عن ابی هریرة رضی الله عنه انه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا جاء احدکم وقد اقیمت الصلاة فلیمش علی هینته فلیصل ما ادرك ولیقض ما سبقه

جاتے ہیں اے عثمان! جس نے عصر کی نماز جماعت سے پڑھ لی پھر سورج ڈوبنے تک ذکر اللہ میں مصروف رہا گویا اس نے اولاد اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کر دیا اور اس کے ساتھ بارہ ہزار اور غلام آزاد کئے، اے عثمان جس نے مغرب کی نماز جماعت سے ادا کر لی اسے ۲۵ نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور اس کے ستر درجے جنت عدن میں بلند کر دئے جاتے ہیں۔ اور اے عثمان! جس نے عشاء کی نماز جماعت سے ادا کر لی گویا اس نے شب قدر میں عبادت کی، جب نماز کے لئے مسجد میں جاؤ تو اللہ کا خوف و ڈر اور خشوع و خضوع پیش نظر رکھنا مستحب ہے اور سکون و وقار کی حالت میں جاؤ اور دل میں مسجد کے آداب و اصول بجالانے کا عزم کر لو اور دنیوی اوہام و افکار کو اور احوال و اشغال کو نظر انداز کر دو اور شوق کے ساتھ دل میں اللہ کا خوف لے کر عاجزی، انکساری، مسکینی اور تواضع کے ساتھ فخر و غرور، خود بینی اور ریا کے بغیر مسجد میں یہ نیت کر کے جاؤ کہ ہم اللہ تعالے کے گھروں میں سے جن کے احترام کا اور جن میں ذکر اللہ کا ہم کو حکم ہے ایک گھر میں جا رہے ہیں جس میں صبح و شام حق تعالے کی وہ لوگ پاکی بیان کرتے ہیں جن کو تجارت یا کاروبار اللہ کے ذکر سے غافل نہیں بناتا پھر امام کے ساتھ جس قدر نماز پاؤ اسے جماعت سے ادا کر دو اور چھوٹی ہوئی رکعتیں سلام کے بعد پوری کر لو، جیسا کہ حدیث ابو ہریرہؓ میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر کوئی اس حال میں آئے کہ نماز پڑھی جا رہی ہو تو اپنی موجودہ حالت پر چل کر جماعت میں مل جائے اور جتنی نماز پائے اسے پڑھ لے اور چھوٹی ہوئی رکعتوں کی قضا کر لے لیکن ایک لفظ میں ہے کہ پورے پورے سکون و وقار کے ساتھ چل کر آنا چاہیئے اور عبادتوں کی ہمیشہ ادائیگی پر فخر و غرور نہیں کرنا

وفی لفظ آخر فلیمش وعلیہ السکینۃ والوقار فلیحذر العجب فی المواظبۃ علی العبادات والمداومۃ علیہا لان ذلک یسقطہ من عین اللہ عزوجل ویبعدہ من قربہ ویعمی علیہ حالتہ ویزیل نور بصیرۃ وحلاوۃ ماکان یجدہ من قبل فی عبادتہ ویکدر صفاء معرفتہ وربما ردّ علیہ عملہ وقصم لانہ روی انہ تبارک وتعالی لایتقبل من المتکبرین عملا حتی یتوبوا وقد جاء فی الحدیث ان ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام احیا لیلۃ فلما اصبح اعجب بقیام لیلہ فقال نعم الرب رب ابراہیم ونعم العبد ابراہیم فلما کان غداؤہ لم یجد احدا یاکل معہ وکان صلی اللہ علیہ وسلم یحب ان یاکل معہ غیرہ فاخرج طعامہ الی الطریق لیمر بہ مار فیاکل معہ فنزل ملکان من السماء فاقبلا نحوہ فدعاھما ابراہیم علیہ السلام الی الغداء فاجاباہ فقال لہما انطلقا بنا الی ہذہ الروضۃ فان فیہا عینا وفیہا ماء فنتغدی عندہا فتقدموا الی الروضۃ فاذا العین قد غارت ولیس فیہا ماء فاشتد ذلک علی ابراہیم علیہ السلام واستحیا مما قال اذ لم یجد الماء فقالا لہ یا ابراہیم فادع ربک واسالہ ان یعید الماء فی العین فدعا اللہ عزوجل فلم یر دشیئا فاشتد ذلک علیہ فقال لہما ادعوا اللہ فدعا

چاہیئے کیونکہ فخر وغرور کی وجہ سے حق تعالےٰ کی آنکھوں سے گر جاؤ گے اور اس کے قرب سے بہت دور ہٹ جاؤ گے اور اپنی ذاتی حالت دیکھنے سے اندھے بن جاؤ گے اور نور بصیرت گل ہو جائے گا اور عبادت کی حلاوت ولذت جاتی رہے گی اور معرفت کی شفافیت میں فرق آجائے گا اور دل کا آئینہ زنگ آلود ہو جائے گا اور اعمال منہ پر مار دئے جائیں گے اور ریزہ ریزہ اور چور چور کر دئے جائیں گے کیونکہ منقول ہے کہ حق تعالےٰ جل مجدہٗ مغرور کے عمل قبول نہیں فرماتا جب تک وہ توبہ نہ کرلے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ نے ایک رات جاگ کر عبادت میں گزاری پھر صبح کو آپ کو شب بیداری اچھی معلوم ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ کا رب کتنا اچھا رب ہے اور ابراہیمؑ کتنا اچھا اس کا بندہ ہے پھر جب آپ کے صبح کے کھانے کا وقت ہوا تو آپ نے اپنے ساتھ کسی کو کھانے والا نہیں پایا حالانکہ آپ کو یہ بات محبوب تھی کہ آپ کے ساتھ کوئی کھانے والا ہو آخر کار آپ کھانا لے کر عام گزرگاہ پر بیٹھ گئے تاکہ کوئی راہ گیر آپ کے ساتھ کھانا کھالے اتنے میں آسمان سے دو فرشتے اترے اور آپ کی طرف جانے لگے آپ نے انہیں کھانے کی طرف بلایا اور آپ نے ان سے کہا آؤ ہمارے ساتھ اس باغ میں چلو اس میں ایک چشمہ ہے جس میں پانی ہے ہم اس چشمے کے پاس بیٹھ کر کھانا کھائیں گے پھر یہ سب مل کر اس باغ میں چشمے کے کنارے پہنچے دیکھا تو چشمہ میں پانی نہ تھا اور اس کا پانی خشک ہو گیا تھا حضرت ابراہیم کو بڑی سخت ندامت ہوئی اور اپنی بیان کردہ بات پر شرما گئے فرشتوں نے آپ سے کہا کہ آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ حق تعالےٰ چشمہ کا پانی لوٹا دے آپ نے دعا کی لیکن چشمہ میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں

احدهما فرجع الماء فی العین ثم دعا الآخر فاقبلت
العین فاخبراه انهما ملکان وان اجابه بقیام
لیله رد دعاءه علیه فلم یستجب له فاذا کان
هذا فعله عزوجل بخلیله ابراهیم علیه السلام
فکیف فعله بغیره بل یعتقد العبد ان جمیع ما
هو فیه من الطاعة والمسارعة الیها توفیق
من الله ونعمة وفضل ورحمة ومنة فلیقم بین
یدیه عزوجل محترما خاضعا ذلیلا کانه یشاهده
کما قال النبی صلی الله علیه وسلم اعبد الله کانک
تراه فان لم تکن تراه فانه یراك وقد ورد فی
الحدیث ان الله عزوجل اوحی الی عیسی بن مریم
علیهما السلام اذا قمت بین یدی فقم مقام
الخائف الذلیل الذامّ لنفسه فانها اولی بالذم
واذا دعوتنی فادعنی واعضاؤك تنتفض وکذلك
روی ان الله تعالی اوحی مثل ذلك الی موسی علیه
السلام وروی أن ابن سیرین رحمه الله کان
اذا قام الی الصلاة ذهب دم وجهه خوفا من
الله عزوجل وفرقا منه وکان مسلم بن یسار
رحمه الله اذا دخل فی الصلاة لم یسمع حسا
من صوت ولا غیره اشتغالا بالصلاة وخوفا
من الله عزوجل وقال عامر بن عبد قیس لان
تختلف الخناجر بین کتفی احب الی من ان
أتفکر فی شیء من امر الدنیا وأنا فی الصلاة و
قال سعد بن معاذ رضی الله عنه ما صلیت
صلاة فحدثت نفسی فیها بشیء من امر الدنیا

لوٹا اب آپ کو مزید ندامت ہوئی آپ نے ان سے کہا تم
دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ چشمہ میں پانی لوٹا دے آخر کار ایک فرشتہ
نے دعا کی جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے چشمہ میں پانی لوٹا دیا
اور دوسرے نے دعا کی تو چشمہ میں خوب پانی کی فراوانی ہوگئی۔
پھر آپ کو ان دونوں شخصوں نے بتایا کہ ہم فرشتے ہیں اور یہ
بھی بتایا کہ آپ کو اپنی شب بیداری پر قدرے ناز پیدا ہونے کی
وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول نہیں فرمائی اور آپ کی
دعا رد فرما دی اب غور کیجئے جب حق تعالیٰ نے اپنے خلیل
ابراہیمؑ کے ساتھ ایسا کیا تو دوسروں کا تو کہنا ہی کیا ہے بلکہ انسان
کو یقین کر لینا چاہیئے کہ جس قدر اطاعت کے کام سرعت کے ساتھ
وہ انجام دے رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اس میں کارفرما ہے۔
اور اللہ کا اس پر انعام وفضل اور نوازش و مہربانی ہے اس لئے
حق تعالیٰ کے سامنے ادب سے خشوع وخضوع کے ساتھ ایک
غلام کی حیثیت سے کھڑا ہونا چاہیئے گویا حق تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے
جیسا کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ اس طرح اللہ کی عبادت کر گویا تو
اللہ کو دیکھ رہا ہے اگر یہ حالت نہ ہو تو یہ حالت تو پیدا کر کہ
اللہ تجھے دیکھ رہا ہے ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ نے
حضرت عیسیٰؑ کے پاس وحی بھیجی کہ جب تم میرے آگے کھڑے ہو تو
خوفزدہ، عاجز اور اپنے نفس کو ذلیل وخوار سمجھ کر کھڑے ہو اور جب
مجھ سے دعا مانگو تو اس طرح دعا مانگو گویا تمہارے جسم کے اعضاء
الگ الگ ہوگئے ہیں یعنی لرزتے ہوئے اور کانپتے ہوئے دعا مانگو
اسی طرح منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے اسی کے ہم مثل وحی حضرت موسیٰؑ
پر فرمائی تھی۔

ابن سیرین جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ
کے خوف سے آپ کا چہرہ زرد پڑ جاتا تھا مسلم بن یسار جب

حتی انصرفت وقال مجاهد رحمه الله كان ابن
الزبير رضي الله عنهما اذا قام في الصلاة كانه
عود من الخشوع وكان وهب رحمه الله اذا قام
يصلي كأنما يطلع في جهنم وكان عتبة
الغلام رحمه الله اذا قام في الصلاة في
الشتاء ينصب العرق منه فسالوه في ذلك
فقال حياء من الله عز وجل وكان مسلم
بن يسار رحمه الله يصلي فوقع الحريق
في داره وهو في بيت منها ففزع اهل
البصرة حتى خرجوا فاطفاؤه فما عقل
مسلم الا بعد ما اطفوها وفرغ عن صلاته
وقيل انه ايضا كان يصلي في الجامع فسقطت
سارية الى جنبه ففزع منها اهل السوق
وهو لم يعقل بها وعن عمار بن الزبير رحمه
الله انه كان يصلي ونعله بين يديه وكان
شسع نعله جديدا فالتفت الى الشسع فلما
فرغ من صلاته رمى بنعله ولم يلبس بعد
ذلك نعلا حتى مات رحمه الله وحكى عن
الربيع بن خيثم رحمه الله انه كان يصلي
تطوعا وبين يديه فرس له يساوي عشرين
الف درهم فجاء لص فحله وذهب به فجاء
الناس من الغد لا يعزونه فقال اما اني
كنت ارى من يحله ولكن كنت في شيء
احب الي منه فلما كان في بعض النهار فاذا
الفرس قد اقبل حتى قام بين يديه وروى

نیت باندھ لیتے تھے تو پھر کسی کی بات نہیں سنتے تھے اور نہ کسی قسم کا شور و
غل سنتے تھے اور اللہ کے خوف سے نماز میں مستغرق رہتے تھے۔ عامر بن عبد
قیس: میرے دونوں بازوؤں میں خنجروں کا گھونپا جانا مجھے اس بات سے
محبوب ہے کہ مجھے نماز میں کوئی دنیوی خیال آئے۔ سعدؓ بن معاذ: کبھی
میں نے کوئی ایسی نماز نہیں پڑھی کہ اس میں مجھے فارغ ہونے تک کچھ
دنیوی خیال آیا ہو۔ مجاہدؒ: حضرت ابن زبیر جس وقت نماز میں کھڑے ہوتے
تو خشوع کا یہ عالم ہوتا تھا گویا ایک خشک لکڑی ہے جو بے حس و حرکت
کھڑی ہے وہب جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا جہنم
کو جھانک کر دیکھ رہے ہیں۔ عتبہ جب جاڑوں میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے
تو پسینہ میں شرابور ہو جاتے تھے اور پسینہ بہنے لگتا تھا اس سلسلہ میں ان سے
پوچھا گیا تو فرمایا کہ حق تعالیٰ سے شرمانے کی وجہ سے پسینہ بہنے لگتا ہے ایک
دفعہ مسلم بن یسار نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کے گھر میں آگ لگ گئی آپ
اسی گھر کے ایک کونہ میں نماز پڑھ رہے تھے بصرہ والے گھبرا کر جمع ہو گئے
اور آگ بجھانے لگے لیکن مسلم کو اس وقت خبر ہوئی جب آگ بجھ چکی تھی
کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ جامع مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ کے
پاس برابر میں ایک ستون گرا جس کے گرنے سے بازار میں کھلبلی مچ گئی۔
لیکن مسلم کو خبر نہیں ہوئی۔ ایک دفعہ عمار بن زبیر نماز پڑھ رہے تھے اور جوتا
سامنے رکھا ہوا تھا جوتے کا تسمہ نیا تھا نماز میں تسمہ پر نگاہ پڑ گئی آخر کار
سلام پھیر کر جوتے کو پھینک دیا اور پھر مرتے دم تک جوتا پہنا ہی نہیں۔
ایک دفعہ ربیع بن خیثم نفلی نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سامنے آپ کا
گھوڑا بندھا ہوا تھا جو بیس ہزار درہم کا تھا ایک چور نے اسے آکر
کھولا اور اسے اڑا کر لے گیا صبح کو لوگ آپ کے پاس گھوڑے کے چرائے
جانے پر تسلی دینے کے لئے آئے تو آپ نے فرمایا کہ میں کھولنے والے کو دیکھ
رہا تھا لیکن میں ایک ایسی چیز میں مشغول تھا جو مجھے گھوڑے سے
زیادہ پیاری ہے پھر جب دن چڑھا تو گھوڑا آگیا اور آکر آپ کے

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ صلی فی شملۃ
سوداء فیہا خیط احمر فلما سلم قال ان ھذا
الخیط الھانی عن صلاتی وقد وصف اللہ تعالیٰ
الخاشعین فی الصلاۃ فی قولہ تعالیٰ الذین ھم فی
صلاتھم خاشعون قال الزھری رحمہ اللہ
ھو سکون المرء فی صلاتہ قیل ھو الذی لا
یعلم من عن یمینہ وشمالہ فی الصلاۃ
لاشتغالہ بالصلاۃ ولھذا قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ان فی الصلاۃ لشغلا۔

فصل: فی المحافظۃ علیہا وما ورد
من العقوبۃ علی من ضیعہا روی الاعمش
عن شقیق ابن سلمۃ عن ابن مسعود رضی اللہ
عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا صلی العبد فی اول الوقت صعدت الی السماء
ولھا نور حتی تنتھی الی العرش تستغفر لصاحبھا
الی یوم القیامۃ وتقول حفظک اللہ کما حفظتنی
واذا صلی العبد فی غیر وقتھا صعدت الی السماء
لا نور لھا فتنتھی الی السماء فتلف کما یلف
الثوب او الخرقۃ فیضرب بھا وجھہ ثم
تقول ضیعک اللہ کما ضیعتنی وفی حدیث
عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ قال ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من توضأ
فابلغ الوضوء ثم قام الی الصلاۃ فاتم رکوعھا
وسجودھا والقراءۃ فیہا قالت الصلاۃ
حفظک اللہ کما حفظتنی ثم صعد بھا الی

سامنے کھڑا ہو گیا۔ ایک دفعہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ایک سیاہ کمبل میں جس میں سرخ دھاری تھی نماز پڑھی پھر سلام پھیر
کر فرمایا کہ اس سرخ دھاری نے مجھے نماز سے غافل کر دیا۔ حق تعالیٰ
نے خشوع کرنے والوں کا ذکر قرآن پاک میں فرمایا ہے چنانچہ فرمایا
اور وہ جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں امام زہریؒ فرماتے ہیں
خشوع نماز میں سکون کو کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ خاشع وہ ہے
جو نماز میں اس قدر مستغرق رہے کہ اسے دائیں بائیں کی
خبر نہ رہے اسی لئے نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ نماز میں عظیم
شغل ہوتا ہے۔

نماز کی محافظت اور نماز ضائع کرنے والوں کو سزا

اعمش از شقیق بن سلمہ از ابن مسعودؓ:۔ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا جب بندہ اول وقت نماز پڑھتا ہے تو نماز اس حال
میں آسمان پر چڑھتی ہے کہ اس کے لئے نور ہوتا ہے حتیٰ کہ عرش تک
پہنچتی ہے اور قیامت تک نمازی کے لئے دعائے مغفرت کرتی رہتی
ہے اور کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے جس طرح تو نے میری
محافظت کی ہے اور اگر کوئی بے وقت نماز پڑھے تو وہ بلا نور کے
آسمان پر چڑھتی ہے پھر وہ آسمان پر پہنچ کر کپڑے کی طرح لپیٹ
دی جاتی ہے اور اسے نمازی کے منہ پر مار دیا جاتا ہے اور نماز اپنے
نمازی کے لئے کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے برباد کرے جس طرح تو نے
مجھے برباد کیا۔

عبادہؓ بن صامت:۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جس نے کامل
وضو کیا پھر وہ نماز کے لئے کھڑا ہوا اور نماز میں رکوع، سجدہ
اور قرأت و قیام کامل کیا تو اس کے حق میں نماز یہ دعا مانگتی ہے
کہ حق تعالیٰ تیرا محافظ رہے جس طرح تو نے میری محافظت کی پھر
اسے اس حال میں آسمان تک لے جایا جاتا ہے کہ اس کے لئے

السماء ولها ضوء ونور فتفتح لها ابواب السماء
حتى تنتهي الى الله عزوجل فتشفع لصاحبها
واذا ضيع ركوعها وسجودها والقراءة فيها
قالت الصلاة ضيعك الله كما ضيعتني ثم صعد
بها ولها ظلمة حتى تنتهي الى السماء فتغلق
ابواب السماء دونها ثم تلف كما يلف الثوب
الخلق فيضرب بها وجه صاحبها وعن ابن
مسعود رضي الله عنه قال سالت رسول الله
صلى الله عليه وسلم اى الاعمال افضل
قال الصلوات لوقتهن وبر الوالدين والجهاد
فى سبيل الله عزوجل وعن ابراهيم ابن ابى
محذورة المؤذن عن ابيه عن جده رضي الله
عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم اول الوقت رضوان الله واوسط
الوقت رحمة الله وآخر الوقت عفو الله
وقال الله تعالىٰ فويل للمصلين الذين هم
عن صلاتهم ساهون قال ابن عباس
رضي الله عنهما والله ما تركوها ولكن
اخروها عن اوقاتها وقال سعد رضي الله
عنه سالت النبي صلى الله عليه وسلم عن
قوله عزوجل الذين هم عن صلاتهم ساهون
قال صلى الله عليه وسلم هم الذين يوخرون
الصلاة عن وقتها وعن البراء بن عازب
رضي الله عنهما فى قوله تعالىٰ اضاعوا
الصلاة واتبعوا الشهوات فسوف يلقون

نور وضیا ہوتی ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول
دئے جاتے ہیں حتی کہ وہ اللہ تک پہنچ جاتی ہے اور اپنے نمازی کے
لئے سفارش کرتی ہے اور اگر نمازی نے نماز کے رکوع، سجدے
اور قرأت ضائع کی تو نماز اس کے حق میں بددعا کرتی ہے کہ اللہ
تجھے برباد کرے جس طرح تونے مجھے برباد کیا پھر اسے اس حال میں
آسمان پر لے جایا جاتا ہے کہ وہ تاریک ہوتی ہے حتی کہ آسمان تک
پہنچتی ہے اور آسمان کے دروازے بند پاتی ہے پھر اسے پرانے کپڑے
کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔ ابن مسعودؓ:۔
میں نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا وقت
پر پنجگانہ نمازیں، ماں باپ کی فرمانبرداری اور حق تعالیٰ جل مجدہٗ کی
راہ میں جہاد۔ ابراہیم بن ابی مخدورہ موذن از ابیہ از جدہ: رسول اللہ
صلعم نے فرمایا اول وقت نماز اللہ کی رضا کا موجب ہے اور درمیان
میں اللہ کی رحمت کا موجب ہے اور آخیر میں اللہ کی معافی کا ذریعہ ہے
حق تعالیٰ نے فرمایا ان نمازیوں کے لئے بڑی خرابی ہے (ان کے لئے
ویل ہے) جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں یعنی وقت مار کر نماز
پڑھتے ہیں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم جن کے لئے
یہ وعید ہے وہ نماز نہیں چھوڑتے تھے ہاں وقت مار کر پڑھتے
تھے۔ سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس آیت کے بارے میں نبی اکرم
صلعم سے پوچھا تو فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو وقت نکال کر نماز
پڑھتے ہیں۔

براء ابن عازب (اضاعوا الصلوٰۃ الخ کی تفسیر میں) غی جہنم
میں ایک وادی ہے یعنی اس کی اولاد ایسی ناخلف نکلی جنہوں نے
نماز ضائع کی (وقت مار کر پڑھی) اور خواہشوں کے پیچھے پڑ
گئے عنقریب وہ غی میں گرجانے والے ہیں۔
حضرت ابن عباسؓ:۔ غی میں وہی داخل ہوں گے جو نماز کو بے وقت

غیا قال هو واد فی جهنم وقال ابن عباس رضی الله عنهما لا یبن خلف الا من اضاع اوقات صلاته وروی عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضی الله عنهما عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه ذکر الصلاة یوما فقال من حافظ علیها کانت نورا له وبرهانا ونجاة یوم القیامة ومن لم یحافظ علیها لم تکن له نورا ولا برهانا ولا نجاة من النار وکان یوم القیامة مع قارون وفرعون وهامان وابی بن خلف و عن الحرث عن امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من تهاون بصلاته فان الله عزوجل یعاقبه بخمس عشر عقوبة ست منها قبل الموت وثلاث عند الموت وثلاث فی القبر وثلاث عند خروجه من القبر فاما الست قبل الموت فاولها انه یرذم عند اسم الصالحین والثانیة ترفع عنه برکة الحیاة والثالثة ترفع برکة الرزق والرابعة لا یقبل منه شیء من اعمال الخیر حتی یکمل صلاته والخامسة لا یستجاب دعاؤه والسادسة لا یجعل له فی دعاء الصالحین نصیبا واما الثلاث التی عند الموت فاولها یموت عطشانا ولو صبت فی حلقه سبعة ابحر ما روی والثانیة انه یموت بغتة والثالثة انه اثقل بحد بین الدنیا وخشبها واحجارها

پڑھیں گے۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص: ایک دن رحمت عالم صلعم نے نماز کا تذکرہ فرمایا پھر آپ نے فرمایا کہ جس نے نماز کی محافظت کی یہ نماز قیامت کے دن اس کے لئے نور، برہان اور ذریعہ نجات ثابت ہوگی اور جس نے محافظت نہیں کی اس کے لئے نور، برہان اور جہنم سے نجات کا ذریعہ ثابت نہ ہوگی۔ اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

حارث از علی بن ابی طالب: ۔نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالےٰ نماز پڑھنے میں سستی کرنے والے کو ۱۵ سزائیں دیتا ہے چھ موت سے پہلے، تین موت کے وقت، تین قبر میں اور تین قبر سے نکل آنے کے (اور زندگی بعد الموت کے بعد) موت سے پہلے کی چھ سزائیں یہ ہیں ایسے شخص کو صالح نہیں کہا جاتا، اس کی زندگی سے برکت اٹھا لی جاتی ہے، اس کی روزی میں بھی برکت نہیں ہوتی، اس کی کوئی نیکی قبول نہیں کی جاتی جب تک کہ نماز کو مکمل نہ کرے، اسکی دعا قبول نہیں کی جاتی اور نیک حضرات کی دعاؤں میں اس کے لئے حصہ نہیں ہوتا اور موت کے وقت کی سزائیں یہ ہیں: ۔ایسا شخص پیاسا مرتا ہے اور اگر اس کے حلق میں سات دریا لنڈھا دئے جائیں تو بھی وہ سیراب نہیں ہوتا، اچانک مرتا ہے اور دنیا کی لکڑیوں، لوہوں اور پتھروں کو اس کی گردن اور دونوں کندھوں پر لاد دیا جاتا ہے اور قبر کی تین سزائیں یہ ہیں: ۔کہ اس پر قبر تنگ کردی جاتی ہے، قبر میں گھپ اندھیرا ہوتا ہے اور منکر نکیر کے سوالات کا جواب دینے سے لاجواب رہتا ہے اور زندگی بعد الموت کے بعد والی سزائیں یہ ہیں: اس

على رقبته وكتفه واما الثلاث التى فى القبر فيضيق
عليه قبره والثانية نظلم عليه القبر والثالثة يمير
عيبا بالقول واما الثلاث التى عند خروجه من القبر
فاولها يلقى الله عزوجل وهو عليه غضبان والثانية
يكون حسابه شديدا والثالثة رجوعه من بين يدى
الله عزوجل الى النار الا أن يعفو الله عنه۔

فصل: الصلاة خطرها عظيم وامرها
جسيم وبالصلاة امر الله تبارك وتعالى رسوله
محمدا صلى الله عليه وسلم واول ما اوحى الله
بالنبوة ثم بالصلاة قبل كل عمل وقبل كل فريضة
فى آيات كثيرة منها قوله تعالى اتل ما اوحى اليك
من الكتاب واقم الصلاة وقال عزوجل ان الصلاة
تنهى عن الفحشاء والمنكر وقال جل وعلا وأمر
اهلك بالصلاة واصطبر عليها لا نسألك
رزقا نحن نرزقك وخاطب جميع المومنين فامرهم
بالاستعانة على طاعاته كلها بالصبر والصلاة
فقال يا ايها الذين آمنوا استعينوا بالصبر و
الصلاة ان الله مع الصابرين وقال تعالى
واوحينا اليهم فعل الخيرات واقام الصلاة
وايتاء الزكاة فذكر الخيرات كلها جملة
وهى جميع الطاعات مع اجتناب جميع المعاصى
فافرد الصلاة بالذكر واوصاهم بها
خاصة وبالصلاة اوصى النبى صلى الله عليه
وسلم امته عند خروجه من الدنيا فقال
الله الله فى الصلاة وفيما ملكت ايمانكم

حالت میں حق تعالیٰ سے ملاقات کرے گا کہ حق تعالیٰ اس پر
غصہ ہوگا، اس سے سخت حساب لیا جائے گا اور حق تعالیٰ
کے سامنے سے واپس ہو کر سیدھا جہنم میں جائے گا یہ اور
بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی مصلحت سے اسے معاف فرما
دے۔

★

نماز کی اہمیت اور جلالتِ قدر

نماز انتہائی اہم اور جلیل القدر
عبادت ہے اور اس کی شان عظیم ہے اس کی اہمیت کا یہاں سے
اندازہ لگائیے کہ حق تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے لاڈلے اور پیارے
محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے پڑھنے
کا حکم فرمایا اور سب سے پہلی وحی نبوت کے بارے میں آئی پھر اس
کے بعد تمام اعمال سے قبل نماز کے بارے میں وحی آئی۔ نماز کے
بارے میں قرآن حکیم میں بہت آیتیں ہیں مثلاً ایک جگہ فرمایا:۔
اُتل ما اوحی الخ یعنی آپ اس کتاب کی تلاوت فرمائیں جس کی آپ کو
وحی کی گئی ہے اور نماز قائم رکھیں دیکھیے نماز بے حیائیوں سے اور
خلاف شرع کاموں سے روک دیتی ہے اور یاد رکھیے اللہ کا ذکر بڑی
چیز ہے (نماز میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے اس لئے نماز بڑی چیز ہے
اور تمہاری نیتوں کا حال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے (ہر عمل اللہ کی رضا کے
لئے کیا جائے ایسے عمل کو خالص یا صالح عمل کہا جاتا ہے) ایک جگہ فرمایا
آپ اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے کا حکم فرمائیں اور آپ بھی اس پر
جمے رہیں ہم آپ سے پیسوں کا سوال نہیں کرتے روزی اور پیسے
تو ہم ہی آپ کو دیتے ہیں۔ ایک جگہ حق تعالیٰ نے عام مومنوں
سے خطاب کیا اور انہیں حکم دیا کہ تمام نیک عملوں پر صبر و نماز
سے مدد لیں فرمایا: اے ایمان والو (تمام نیک عملوں پر) صبر و نماز
سے مدد لو یاد رکھو اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے، ایک جگہ فرمایا

فهی آخر وصیته صلی الله علیه وسلم وجاء فی
الحدیث انها آخر وصیة کل نبی لامته
وآخر عهده الیهم عند خروجه من الدنیا
فالصلاة اول فریضة فرضت علیه صلی الله
علیه وسلم وعلی امته وهی آخر ما اوصی به
امته وآخر ما یذهب به من الاسلام واول
ما یسال العبد عنه من عمله یوم القیامة
وهی عمود الاسلام ولیس بعد ذهابها دین
ولا اسلام وجاء فی الحدیث عن النبی صلی الله
علیه وسلم انه قال اول ما تفقدون من
دینکم الامانة وآخر ما تفقدون منه
الصلاة ولیصلین اقوام لا خلاق لهم
فتارك الصلاة یکفر عند امامنا احمد
رحمه الله اذا ترکها جاحدا لوجوبها
ووجب قتله لا خلاف فی مذهبه واما ان
ترکها تهاونا وکسلا مع اعتقاد وجوبها
ودعی لیفعلها فان لم یفعلها حتی تضایق
الوقت الذی یلیها یکفر وقتل بالسیف لکفره
وبعد ان یستتاب ثلاثة ایام کالمرتد فی
الحالتین ویکون ماله فیأ یوضع فی بیت مال
المسلمین ولا یصلی علیه ولا یدفن فی مقابر
المسلمین وعنه لا یجب قتله فی التهاون
حتی یترك ثلاث صلوات ویتضایق وقت الرابعة
ویقتل حدا کالزانی المحصن وحکمه حکم
اموات المسلمین یرث ماله ورثته المسلمون وقال الامام ابو حنیفة

کہ ہم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ نیک عمل کریں نماز قائم رکھیں اور
زکوٰۃ دیں اس آیت میں پہلے تمام نیک عملوں کے کرنے کا حکم
دیا گیا جن میں نماز و زکوٰۃ بھی شامل ہیں اور تمام گناہوں سے
بچنے کی ہدایت کی گئی پھر خاص طور سے نماز و زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا
اور پہلے نماز کا ذکر کیا گیا اور زور دے کر خاص طور سے نماز کا
تاکیدی حکم کیا گیا۔ جب رحمۃ للعالمین دنیا سے سدھار رہے
تھے اس وقت بھی آپ نے اپنی اُمت کو یہی وصیّت فرمائی تھی
کہ لوگو نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو (آپ نے تین بار
یہی جملہ دہرایا) اور لونڈی غلاموں کے بارے میں بھی اللہ سے
ڈرو لہٰذا نماز رسول اللہ صلعم کی آخری وصیت ہے ایک
حدیث میں آتا ہے کہ ہر نبی کی اپنی امت کے لئے آخری وصیت
یہی ہے لہٰذا نماز آپ پر اور آپ کی امت پر سب سے پہلا فریضہ
ہے اور آپ کی امت کے لئے اسی کی آخری وصیت ہے اور مسلمان
ہونے کے بعد نماز ہی اسلام کی نشانی ہے اور قیامت کے دن
سب سے پہلے نماز ہی کے بارے میں بازپرس ہوگی نماز اسلام
کا ستون ہے اگر نماز نہیں تو نہ دین ہے اور نہ اسلام ہے ایک حدیث
میں ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ تمہارے دین سے سب سے
پہلے امانت گم ہوگی اور سب سے پیچھے نماز گم ہوگی اور ایسے
نمازی رہ جائیں گے جن کا نماز میں کچھ بھی حصہ نہ ہوگا۔ لہٰذا
ہمارے امام احمدؒ کے نزدیک اگر کوئی انکار کے طور پر نماز نہیں
پڑھتا وہ کافر ہے کیونکہ نماز فرض ہے اور اس کا قتل کرنا واجب ہے
اس پر ہمارے تمام علماء کا اتفاق ہے لیکن اگر کوئی اپنی سستی اور
دل نہ چاہنے کی وجہ سے نماز نہ پڑھے اور اس کی فرضیت کا دل سے قائل
ہو اسے نماز کی رغبت دلائی جائے اگر پھر بھی نہ پڑھے حتےٰ کہ
وقت تنگ ہو جائے تو کافر ہو جائے گا اور کفر کی وجہ سے تلوار

رحمہ اللہ لایقتل ولکن یحبس حتی یصلی فیتوب
او یموت فی الحبس وقال الامام الشافعی رحمہ اللہ
یقتل بالسیف حدا ولا یکفر والدلیل علی کفرہ
ماذکرنا فیما تقدم من الآیات والاخبار
ونزید علیھا بما روی عن جابر ابن عبد اللہ
رضی اللہ عنھما قال ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال مابین الرجل وبین الکفر
والشرک الا ترک الصلاۃ وروی عن عبد اللہ
بن زید عن ابیہ رضی اللہ عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیننا و
بینھم ترک الصلاۃ فمن ترکھا فقد کفر
وروی عن جعفر بن محمد عن ابیہ رضی اللہ
عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ابصر رجلا ینقر فی صلاتہ کما ینقر الغراب
فقال لو مات ھذا مات علی غیر دین محمد
صلی اللہ علیہ وسلم وعن عطیۃ العوفی
عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا ترک الرجل صلاتہ متعمدا کتب
اسمہ علی باب النار فیمن یدخلھا و
عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ عیلہ وسلم الا من نام
عن صلاۃ العتمۃ ولم یصلھا تقول الملائکۃ
لا نامت عیناک ولا قرنا حسبک اللہ بین
الجنۃ والنار کما حسبتنا۔

سے قتل کر دیا جائیگا لیکن قتل سے پہلے دونوں صورتوں میں تین دن کی مہلت دیدی
جائیگی شاید توبہ کرے جیسے مرتد کو مہلت دی جاتی ہے اور اس کا تمام مال ضبط کر
لیا جائے گا اور بیت المال میں جائے گا اور اس کے جنازے کی نماز بھی نہیں
پڑھی جائے گی اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کیا جائیگا امام
احمد سے ایک روایت یہ بھی آتی ہے کہ سستی سے نماز نہ پڑھنے والے کو قتل
کرنا واجب نہیں جب تک تین نمازیں نہ چھوڑ دے اور چوتھی نماز کا وقت
تنگ نہ کر دے ایسا شخص بطور حد شرعی کے قتل کر دیا جائے گا جیسے
شادی شدہ زناکار کو حد شرعی کے طور پر سنگسار کر دیا جاتا ہے اس کا
حکم مسلمانوں کے مُردوں کی طرح ہے اور اس کے مال کے وارث اس کے
مسلمان ورثہ ہونگے، امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ قتل نہیں کیا جائے گا
ہاں جیل میں بند کر دیا جائے گا جب تک توبہ نہ کرے ورنہ اسے جیل ہی
میں موت آئے گی۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ تلوار سے حد شرعی کے طور پر قتل کر
دیا جائیگا اور کافر نہیں ہوگا۔ ہم نماز چھوڑنے والے کے کافر ہونے کے دلائل
کچھ اوپر بیان کر آئے ہیں اور کچھ یہاں بیان کئے دیتے ہیں۔

جابر بن عبد اللہؓ:۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ انسان کے اور کفر و شرک کے
درمیان حد نماز ہی تو ہے۔ عبد اللہ بن زید از زید:۔ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا ہمارے اور مشرکوں کے درمیان نماز نہ پڑھنے ہی کا تو فرق ہے لہٰذا جس نے
نماز چھوڑ دی وہ کافر ہوگیا۔ جعفر بن محمد از محمد:۔ نبی اکرم صلعم نے ایک
شخص کو دیکھا کہ نماز میں اس طرح ٹھونگیں مار رہا ہے جیسے کوا جلدی جلدی
ٹھونگیں مارتا ہے فرمایا: اگر یہ شخص مر جائے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے دین پر نہیں مرے گا عطیہ عوفی از ابوسعیدؓ خدری: رسول اللہ صلعم
نے فرمایا کہ جب انسان جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے تو اس کا نام جہنم کے
دروازے پر جہنم میں جانیوالوں کے ساتھ لکھ دیا جاتا ہے۔ انسؓ: رسول اللہ
صلعم نے فرمایا کہ جو عشاء کی نماز پڑھے بغیر سو گیا تو فرشتے اسکو کہتے ہیں کہ
تیری آنکھوں میں نیند نہ آئے اور نہ ان میں ٹھنڈک ہو اور حق تعالیٰ تجھے جنت و جہنم

فصل: مروی عن الحسن البصری رحمہ اللہ
انہ قال کان العلماء من اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقولون خمس و اربعون
خصلۃ مکروھۃ منھی عنھا فی صلاۃ
الفریضۃ وھی التنحنح عمدا و التشاغل عمدا
والتعاطس عمدا و رفع الرأس الی السماء
لما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ
کان یقلب بصرہ فی السماء فنزلت الذین
ھم فی صلاتھم خاشعون فطاطأ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم رأسہ فکانوا یستحبون
للرجل ان لا یجاوز بصرہ مصلاہ ومنھا
الصاق الحنک بالصدر وفلی الثوب والتمطی
وتنفس الصعداء وتغمیض العینین والالتفات
فی الصلاۃ لما روی عتبۃ بن عامر رضی اللہ
عنہ فی قولہ تعالیٰ الذین ھم علی صلاتھم
دائمون قال اذا صلوا لم یلتفتوا یمینا ولا
شمالا وقالت عائشۃ رضی اللہ عنھا سألت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن التفات
الرجل فی صلاتہ فقال انما ھی اختلاسۃ
اختلسھا الشیطان من صلاۃ العبد وقیل
جاء طلحۃ یعنی ابن مصرف الی عبد الجبار
بن وائل وھو فی القوم فسارہ ثم انصرف فقال
عبد الجبار اتدرون ما قال قال رأیتک امس
التفت وانت تصلی وقد جاء فی الحدیث عن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا فتح

کے درمیان روک دے جیسے تونے ہمیں روک دیا۔

مکروہاتِ نماز حسن بصریؒ: علمائے صحابہ کرام فرمایا کرتے تھے
کہ فرض نماز میں ۴۵ باتیں مکروہ ہیں: عمداً کھنکارنا، عمداً کسی دوسری
طرف متوجہ ہونا، عمداً چھینکنا، سر کو آسمان کی طرف اٹھانا (کیونکہ
ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلعم نماز میں اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھالیا
کرتے تھے اس پر والذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون اتری یعنی وہ جو اپنی نماز
میں خشوع کرتے ہیں اس کے بعد آپ نماز میں اپنا سر جھکا لیا کرتے تھے
(سلف یہ مستحب سمجھتے تھے کہ نمازی کی نگاہ جانماز سے آگے نہ بڑھے)
ٹھوڑی کو سینہ سے لگا لینا، کپڑوں میں جوں ڈھونڈھنا، جمائی لینا
ٹھنڈا سانس لینا، آنکھیں بند کرنا، نماز میں ادھر ادھر دیکھنا۔
(کیونکہ الذین ھم علیٰ صلوٰتھم دائمون یعنی جو اپنی نماز پر ہمیشگی کرتے
ہیں، کی تفسیر میں عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ جب نماز پڑھیں تو
اِدھر اُدھر نہ دیکھیں حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم
صلعم سے حالت نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا۔
فرمایا کہ یہ شیطان کا جھپٹ لینا ہے۔ بندے کی نماز سے شیطان
(ثواب) کو جھپٹ لیتا ہے۔

کہتے ہیں طلحہ (ابن مصرف)، عبدالجبار بن وائل کے پاس آئے آپ
لوگوں میں تھے اور آپ سے چپکے چپکے کچھ باتیں کر کے تشریف لے گئے
عبدالجبار نے کہا: جانتے ہو طلحہ نے کیا باتیں کیں؟ انہوں نے یہ فرمایا
کہ میں نے تم کو کل نماز کی حالت میں ادھر ادھر دیکھتا ہوا پایا حالانکہ
ایک حدیث میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بندہ جب نماز شروع
کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بندے کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اپنا چہرا
اس سے نہیں پھیرتا جب تک بندہ اپنا چہرا نہ پھیرے یا ادھر ادھر
نہ دیکھے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جب تک بندہ نماز میں رہتا ہے اس کے

الصلاۃ استقبله الله بوجهه فلا یصرفه حتی
یکون العبد هو الذی ینصرف او یلتفت یمینا
وشمالا وفی حدیث آخر ان العبد مادام فی
صلاته فله ثلاث خصال البر ینثار علیه
من عنان السماء الی مفرق رأسه وملائکة
یحفون من لدن قدمه الی عنان السماء ومناد
ینادی لو یعلم المصلی من یناجی ما انفتل ای التفت
والصرف والالتفات مکروہ جدا وقد قیل
انه یقطع الصلاۃ وفیه استخفاف بحرمة
الصلاۃ وآدابها ومن ذلك الاقعاء فی القعود
فیها والرد علی الامام وافتراش الذراعین
فی السجود ووضع الصدر علی الفخذین فی
السجود وضم الابطین الی الجنبین فی السجود
بل یفرق بینهما ولا یلصقهما لانه مروی
عن النبی صلی الله علیه وسلم انه کان اذا
سجد لو مرّت بهیمة تحت ذراعیه لنفذت
وذلك لشدۃ مبالغته فی رفع مرفقیه عن
ضبعیه وفی حدیث آخر کان رسول الله
صلی الله علیه وسلم اذا سجد یجافی بین
ضبعیه ومن ذلك تفریق الاصابع فی السجود
بل یضمها ووضع الیدین دون الرکبتین
فی الرکوع ووضع القدمین احدهما علی
الاخری وتعلیقهما من الارض والسدل علی
الازار والسراویل والتخلیل والتلمظ واستراط
الطعام مقدار الحبة والحبتین والقلس أن

لئے تین باتیں حاصل ہیں اس کے بیچ سر پر آسمان سے نیکیاں برس رہی ہیں
فرشتے اس کے پیروں سے لے کر آسمان تک اسے گھیرے ہوئے ہیں اور ایک
منادی اعلان کر رہا ہے کہ اگر نمازی کو معلوم ہو جائے کہ وہ کس سے سرگوشی
کر رہا ہے تو ادھر ادھر نہ دیکھے لہٰذا ادھر ادھر دیکھنا سخت مکروہ ہے
بلکہ بعض علماء کے نزدیک نماز ہی فاسد ہو جاتی ہے اور ادھر ادھر دیکھنا
آداب اور احترام نماز کے خلاف بھی ہے) نماز میں کتے کی طرح بیٹھنا
امام پر رد کرنا، سجدے کی حالت میں دونوں بازوؤں کو بچھا لینا، سجدے
کی حالت میں سینہ کو دونوں رانوں پر رکھنا، سجدے کی حالت میں
دونوں بازوؤں کو دائیں بائیں پہلو سے ملانا، بلکہ بازو پہلو سے
دور رکھے جائیں (کیونکہ نبی اکرم صلعم سے ثابت ہے کہ جب آپ
سجدہ کیا کرتے تھے تو بازو پہلو سے اتنی دور رکھا کرتے تھے کہ
ایک بکری کا بچہ گزرنا چاہے تو گزر جائے آپ بازوؤں کو بغلوں
سے علیحدہ کرنے میں خوب مبالغہ کیا کرتے تھے ایک حدیث میں ہے
کہ جب رسول اللہ صلعم سجدہ کیا کرتے تھے تو کہنیوں کو بغلوں سے
دور کر لیا کرتے تھے) سجدے کی حالت میں انگلیوں کا نہ ملانا، رکوع
میں دونوں ہاتھ گھٹنوں پر نہ رکھنا، آگے پیچھے پیر رکھنا بلکہ دونوں
پیر ایک قطار میں رکھے جائیں پیر کا زمین سے اٹھانا، تہہ بند یا
پائجامہ لٹکانا، دانتوں میں خلال کرنا، ایک یا دو دانوں کی مقدار
میں طعام کا نگل جانا، معدے سے آئے ہوئے پانی کو منہ میں پھرانا اور
اسے نگل جانا، زبان سے تھتھکارنا، سجدے کی حالت میں پھونک
مارنا، کنکروں کو (سر رکھنے کے لئے حالت سجدے میں) برابر کرنا
عرض میں (دائیں بائیں قبلہ کی طرف سے منہ موڑے بغیر) چلنا تشہد
میں اپنے پاس والے پر آواز بلند کرنا تاکہ یہ معلوم کرنا کہ میرے دائیں
بائیں کون کون ہیں، سر سے اور بھوں سے اشارہ کرنا، ڈکار سے
یا حلق سے جو چیز نکل آئے اسے نگل جانا، بلا وجہ کھانسنا، بلا وجہ تھوکنا،

یرددبیلغ والنفث باللسان والنفخ فی السجود وتسویۃ الحصی والمشی عرضا ورفع الصوت علی جلیسک فی التشھد ومعرفتک من عن یمینک ومن عن شمالک والایماء والاشارۃ وبلع الجشاء اومایخرج من الحلق والاستعال والتمخط والتبزق والنظر فی الثیاب ومسح التراب عن الجبھۃ قبل ان ینصرف وتسویۃ الحصی اکثر من مرۃ واحدۃ ونفض موضع السجود والدعاء بعد التشھد اذاکنت اماما والقعود فی المحراب بعد التسلیم حتی ینحرف من مکانہ الی یسارہ والعقد بالید بالاصابع فی الصلاۃ والعبث باللحیۃ والثوب فیھا لما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لاینظر اللہ الی صلاۃ لایحضر الرجل فیھا قلبہ مع بدنہ وابصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا یعبث بلحیتہ فقال لوخشع قلب ھذا خشعت جوارحہ ونظر الحسن رحمہ اللہ الی رجل یعبث بالحصی وھو یقول اللھم زوجنی من الحور العین فقال بئس الخاطب ان تخطب وانت تعبث وقال عبد الرحمٰن بن عبد اللہ عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ انہ قال لینتھین اقوام یرفعون ابصارھم الی السماء اولاترجع الیھم ابصارھم یعنی فی الصلاۃ وقال الاوزاعی رحمہ اللہ یکون الرجلان فی الصلاۃ وبین احدھما

بلا وجہ ناک سنکنا، کپڑوں کو دیکھنا، نماز سے فارغ ہونے سے پہلے پیشانی سے مٹی پونچھنا، ایک بار سے زیادہ سنگریزوں کا برابر کرنا سجدہ گاہ کا جھاڑنا، اگر امام ہے تو تشہد کے بعد دعا کرنا۔ سلام کے بعد محراب میں بیٹھے رہنا اور بائیں جانب سے پھر کر مقتدیوں کی طرف منہ نہ کرنا، نماز میں انگلیوں سے گرہ لگانا ڈاڑھی اور کپڑوں سے کھیلنا (کیونکہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ اس نماز کو نہیں دیکھتا جس میں نمازی کا دل اس کے جسم کے ساتھ حاضر نہ ہو (یعنی جس طرح نمازی نے اللہ کے سامنے اپنا جسم حاضر کر دیا ہے اسی طرح دل حاضر رکھے) نبی اکرم صلعم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ (نماز میں) ڈاڑھی سے کھیل رہا ہے فرمایا اگر اس کا دل اللہ کے آگے حاضر ہوتا تو اس کے اعضاء بھی حاضر ہوتے ایک دفعہ حسن بصریؒ نے دیکھا کہ ایک شخص نماز میں سنگریزوں سے کھیل رہا ہے اور زبان سے یہ کہہ رہا ہے کہ اے اللہ میرا بڑی آنکھوں والی حور سے نکاح کرا دے فرمایا: تو بدترین پیام ڈالنے والا ہے کیونکہ تو کھیل کی حالت میں حور پر پیام ڈال رہا ہے

عبد الرحمٰن بن عبد اللہ از عبد اللہ:- جو لوگ حالت نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں اس سے باز آجائیں ورنہ نگاہیں ان کی طرف واپس لوٹ کر نہیں آئیں گی۔

اوزاعیؒ دو آدمی برابر برابر نماز میں کھڑے ہوتے ہیں حالانکہ دونوں میں آسمان و زمین کے برابر فاصلہ ہوتا ہے ایک تو ہمہ تن اللہ کی طرف دل سے متوجہ ہوتا ہے اور دوسرا لہو و لعب اور غفلت کا شکار ہے۔"

ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نمازی کو آدھی نماز کا ثواب ملتا ہے اور کسی کو تہائی، چوتھائی حتےٰ کہ آپ نے فرمایا دسواں حصہ ثواب ملتا ہے

وبين الآخر كما بين السماء والارض هذا
مقبل على الله تعالى بقلبه وهذا لاه وساه
وقد صح الخبر عنه صلى الله عليه وسلم انه
قال للمصلى من له من صلاته نصفها فذكر
الى عشرها يعنى بذلك ما عقل منها وحضر
قلبه فيها وفى حديث آخر انه قال صلى الله
عليه وسلم لمصل اربعمائة صلاة ولمصل
مائتا صلاة ولمصل مائة وخمسون صلاة
ولمصل سبعون صلاة وصلاة بخمسين صلاة و
صلاة بسبع وعشرين صلاة وصلاة بعشر صلوات
وصلاة بصلاة واحدة فالذى يكتب له
اربعمائة صلاة فهو الذى يصلى بمكة فى البيت
الحرام مع الامام فى الجماعة بعد ان لا تفوته
التكبيرة الاولى والذى يكتب له مائتا صلاة
فهو الامام الذى يوم الناس بعد ان يعرف
احكام الصلاة والذى يكتب له مائة و
خمسون صلاة فهو المؤذن والذى له سبعون
صلاة فهو الذى يستاك ويسبغ وضوءه
ويصلى فى الجامع فى الجماعة والذى يكتب
له خمسون صلاة فهو الرجل الذى يصلى
فى الجامع مع الامام فى الجماعة ويكون
قد فاتته تكبيرة الاحرام والذى يكتب
له سبع وعشرون صلاة فهو الرجل الذى
يسبغ وضوءه ويصلى فى المسجد فى الجماعة
ولا تفوته تكبيرة الاحرام والذى يكتب له

اس سے آپ کی مراد یہی ہے کہ جس قدر دل حاضر ہوگا اسی قدر
زیادہ ثواب ملے گا۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ کسی نمازی کو
چار سو نمازوں کا کسی کو دو سو نمازوں کا کسی کو ۱۵۰ نمازوں کا
کسی کو ۷۰ نمازوں کا کسی کو پچاس نمازوں کا، کسی کو ۲۷ نمازوں کا
کسی کو دس نمازوں کا اور کسی کو ایک ہی نماز کا ثواب ملتا ہے
لہٰذا وہ جس کے لئے چار سو نمازیں لکھی جاتی ہیں وہ وہ نمازی ہے
جو مکہ میں بیت اللہ میں امام کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھتا ہے
اور اس کی پہلی تکبیر بھی امام کے ساتھ نہیں چھوٹتی اور جس کے لئے
دو سو نمازیں لکھی جاتی ہیں وہ وہ نمازی ہے جو احکام نماز سے
واقف ہے اور لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے اور جس کے لئے ۱۵۰
نمازیں لکھی جاتی ہیں وہ وہ نمازی ہے جو اذان بھی دیتا ہے
اور جس کے لئے ستر نمازیں لکھی جاتی ہیں وہ وہ نمازی
ہے جو مسواک کر کے اچھی طرح سے کامل وضو کرتا ہے
اور مسجد میں جا کر جماعت سے نماز پڑھتا ہے اور جس
کے لئے ۵۰ نمازیں لکھی جاتی ہیں وہ وہ نمازی ہے جو مسجد
میں جا کر امام کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھتا ہے اور اس
کی تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ نہ چھوٹے اور جس کے لئے ۲۷
نمازیں لکھی جاتی ہیں وہ وہ نمازی ہے جو کامل وضو کر کے مسجد
میں جا کر جماعت سے نماز پڑھتا ہے لیکن اس کی تکبیر تحریمہ
امام کے ساتھ چھوٹ جاتی ہے اور جس کے لئے ایک نماز لکھی جاتی
ہے وہ وہ نمازی ہے جو بلا جماعت کے تنہا نماز پڑھتا
اور جس کے لئے ایک نماز بھی نہیں لکھی جاتی وہ وہ نمازی
ہے جو مرغ کے ٹھونگوں کی طرح جلدی جلدی نماز پڑھتا
ہے اور رکوع اور سجدہ پورا پورا ادا نہیں کرتا یہی وہ نمازی

عشر صلوات فهو الرجل الذی یلحق الجماعة وقد فاتته
تکبیرة الاحرام والذی یکتب له صلاة واحدة
فهو الذی یصلی وحده فی غیر جماعة والذی لا
صلاة له هو الذی یصلی وینقر کنقر الدیک ولا یتم رکوعها
وسجودها هو الذی تطوی صلاته کالثوب الخلق و
یضرب بها وجه صاحبها ویقال له لا حفظك الله کما
لم تحفظ صلاتك۔

فصل: وینبغی لکل مصل ان یقدم النیة
لصلاته ویمثل الکعبة البیت الحرام امامه
نصب عینیه علی ما تقدم بیانه فی اول الکتاب
ویتیقن قیامه بین یدی الله تعالی ولا یشك انه
بعین الله منتصب حیث یراه لقوله تعالی والذی
یراك حین تقوم وتقلبك فی الساجدین ولقول
الرسول صلی الله علیه وسلم اعبد الله کانك
تراه فان لم تکن تراه فهو یراك وینوی الصلاة
الفریضة بعینها بالاداء والقضاء فهو اولی ویرفع
یدیه الی فروع اذنیه او حذو منکبیه وقد
بینا صفته ذلك فی اول الکتاب وهل یضم
الاصابع بعضها الی بعض او یفرجها علی
روایتین واذا رفع یدیه وکبر کانه رفع
الحجاب الذی بینه وبین الله تعالی فوصل فی
المکان الذی لا یجوز التلفت فیه ولا التشاغل
عنه لعلمه انه بعین من یری حرکته ویعلم
ما یتلجلج فی نفسه وینطوی علیه سره وقلبه
فینظر موضع سجوده ولا یلتفت یمینا وشمالا

ہے جس کی نماز پرانے چیتھڑوں کی طرح لپیٹ کر اس کے منہ پر
ماردی جاتی ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تیرا محافظ نہ ہو
جیسے تو نے اپنی نماز کی حفاظت نہیں کی۔

آداب نماز

نماز سے قبل نماز کی نیت کرنا ہر نمازی کے
لئے ضروری ہے اور یہ بھی کہ اپنے سامنے
کعبۂ اقدس کا تصور پیش نظر رکھے جیسا کہ آغاز کتاب میں بیان
ہو چکا ہے اور اس پر بھی یقین رکھے کہ میں حق تعالیٰ کے سامنے
کھڑا ہوں اور اس میں ذرا سا بھی شک نہ کرے کہ میں اللہ
کی نگاہ کے سامنے کھڑا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے جیسا
کہ حق تعالیٰ نے فرمایا اور وہ جو آپ کو دیکھتا ہے جب آپ کھڑے
ہوتے ہیں اور سجدہ کرنے والوں میں آپ کے اُٹھنے بیٹھنے کو
بھی اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ کی اس طرح عبادت کر
گویا تو اللہ کو دیکھتا ہے اگر یہ تصور نہ بندھے کہ تو اللہ کو دیکھتا
ہے تو اللہ تو تجھے دیکھتا ہے نماز سے قبل وقتی فرض نماز کی
نیت کی جائے اور اگر یہ بھی نیت کر لی جائے کہ ادا کی جارہی
ہے یا قضا تو اولیٰ ہے۔ تکبیر تحریمہ کے وقت کانوں کی لو تک
یا کندھوں کے بالمقابل ہاتھ اٹھائے جائیں ہم آغاز کتاب میں
ہاتھ اٹھانے کی ہیئت بیان کر آئے ہیں۔ اس میں دو روایتیں
ہیں کہ ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیاں ملالی جائیں یا الگ الگ رکھی
جائیں جب نمازی رفع یدین کر کے اللہ اکبر کہتا ہے تو گویا وہ
اس پردے کو اٹھا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اور اس کے
درمیان حائل تھا اب وہ ایک ایسے مقام پر کھڑا ہے جسے حاصل
کر کے ادھر ادھر دیکھنا یا کسی دوسرے کام کی طرف متوجہ ہونا
جائز نہیں کیونکہ اسے یقین ہے کہ وہ اس شہنشاہ کے سامنے
کھڑا ہے جو اس کے حرکات و سکنات کو دیکھ رہا ہے

ولا یرفع رأسه الی السماء واذا قال سبحانك
اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالیٰ جدك
ولا اله غیرك علم انه یخاطب من هو سامع
منه مقبل علیه ناظر الیه ولا یخفی علیه
موضع شعرة ولا حركة جارحة عنه وكذلك
قوله ایاك نعبد وایاك نستعین اهدنا الصراط
المستقیم یعقل ما یقول ویدری من یخاطب
بهذا الخطاب ولا ینسی مع ذلك الخشوع
والتحفظ حذرا من وقوع السهو علیه فیما
هو قائم له وماثل فیه ویاتی باحدی عشرة
تشدیدة فی الفاتحة ویحذر اللحن الذی
یغیر المعنی فیها فان قراءتها فریضة وهی
ركن تبطل الصلاة بتركها ومع ذلك یری
كانه واقف علی الصراط وان الجنة عن
یمینه بصفتها والنار عن شماله بما فیها
وانه بصلاته مستنجز ما وعد الله عزوجل
بها اذا صحت صلاته من ثواب الجنة و
مستحصن بها من وعید الله بعقاب النار
كل ذلك بتیقن من قلبه وحضور من عقله
ویعتقد مع ذلك انه یصلی صلاة مودع لا
یشك أنها تعرض علی الله تعالی وانه لایصح
له منها الا ما یصح له عند الله فقط ثم
یاتی بقراءة ما تیسر من السور الكوامل و
هی اولی من قراءة أواخرها واواسطها ویكون
منصتا الی ما یقرأ متفهما الی ما یلفظ ویتلو

اور اس کے دل کے کھٹکوں اور خیالات سے خوب آگاہ ہے اس
لئے نمازی اپنی سجدہ گاہ پر نگاہ جمائے اور ادھر ادھر نہ دیکھے اور
نہ آسمان کی طرف سر اٹھائے اور جب سبحانک اللھم الخ پڑھے تو یقین
کرے کہ وہ اس ذات اقدس سے مخاطب ہے جو اس کے کلمے سُن رہا ہے
اس کی طرف متوجہ ہے، اس کو دیکھ رہا ہے اور اس سے میرے ایک
بال کی جگہ بھی پوشیدہ نہیں اور نہ میرے کسی عضو کی حرکت اس سے
چھپی ہوئی ہے اسی طرح جب سورہ فاتحہ کی آیت ایاک نعبد و
ایاک نستعین اھدنا الخ پر پہنچے تو جو کچھ زبان سے کہہ رہا ہے انہیں سمجھے
اور جس کے آگے ان باتوں کا اقرار کر رہا ہے اس کی عظمت وقدرت
کی ہمہ گیری کو اچھی طرح سے ذہن نشین کر لے اور اس کے ساتھ ساتھ
خشوع وخضوع کو اور تحفظ نماز کو بھی نہ بھولے اور محتاط رہے
کہ نماز میں سہو واقع نہ ہو کیونکہ جس چیز کے لئے کھڑا ہوا ہے اس کا
تحفظ کرے اور اسی کی طرف دھیان رکھے اور فاتحہ میں گیارہ تشدیدیں
ادا کرے اور ایسی غلطی سے خاص طور سے محتاط رہے جو معنے کو بدل
دے کیونکہ سورہ فاتحہ کی قرأت فرض ہے اور یہ سورت نماز کا ایک
رکن ہے جس کے چھوڑنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے پھر ساتھ ہی
ساتھ یہ تصور بھی قایم کرے کہ میں پل صراط پر کھڑا ہوں اور میری
دائیں جانب جنت مع اپنی نعمتوں کے اور بائیں جانب جہنم معہ
اپنے ہولناک دردح فرسا عذابوں کے موجود ہے اور میں اپنی اس
نماز سے وہ ثواب حلال کرنے والا ہوں جس کا اس نماز پر حق تعالیٰ
نے دینے کا وعدہ فرمایا ہے بشرطیکہ نماز صحیح ہو اور اس عذاب سے
بچ جاؤں گا جس کا میں اللہ تعالیٰ کی وعید کے مطابق مستحق تھا اگر
یہ فرض ادا نہ کرتا غرضیکہ ان تمام باتوں کو دل و دماغ کو حاضر
کر کے یقین کرے اور ساتھ ہی ساتھ یہ عقیدہ بھی قائم کرے کہ یہ
میری زندگی کی سب سے پچھلی نماز ہے اور اس میں شک نہ کرے کہ

وكذلك ان كان ماموما ينصت الى قراءة الامام
ويفهمها ويتعظ بمواعظها وزواجرها ويعتقد
امتثال اوامرها والانتهاء عن نواهيها هكذا
الى ان تنتهي السورة فاذا فرغ من القراءة ثبت
قائما وسكت حتى يرجع اليه نفسه قبل ان
يركع ولا يصل قراءته بتكبيرة الركوع ثم
يكبر ويرفع يديه الى فروع اذنيه او حذو
منكبيه على ما بينا في اول الكتاب فاذا انقضى
التكبير حط يديه ثم انحط من قيامه للركوع
ويلقم راحته ركبتيه ويفرق بين اصابعه
ويعتمد على ضبعيه وساعديه ويسوي ظهره
ولا يرفع رأسه ولا يخفض فينكسه فقد
جاء عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كان
اذا ركع لو كانت قطرة ماء على ظهره ما
تحركت عن موضعها وجاء عنه صلى الله
عليه وسلم انه كان اذا ركع لو كان قدح
من ماء على ظهره ما تحرك عن موضعه و
ذلك لاستواء ظهره صلى الله عليه وسلم
ويقول سبحان ربي العظيم ثلاثا وهو ادنى
الكمال وقال الحسن البصري رحمه الله التسبيح
التام سبع والوسط من ذلك خمس وادناه
ثلاث تسبيحات ثم يرفع رأسه مستويا فينتصب
معتدلا فيطمئن مترسلا يديه ثم ينحط للسجود
فيبدأ بوضع ركبتيه على الارض ثم يديه ثم
جبهته وانفه ويتمكن من الارض ويطمئن

یہ نماز اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کی جانیوالی ہے اور یقین کرے کہ یہ نماز
اسی وقت صحیح مانی جائیگی جب شریعت غراء کے مطابق ہوگی (اور اللہ
کے رسول کے بتائے ہوئے طریقہ پر پڑھی جائیگی) پھر فاتحہ کے بعد قرآن جہاں
سے آسانی سے پڑھا جائے پڑھے خواہ کامل سورت ہو یا سورت کا آخری
یا درمیانی حصہ ہو لیکن کامل سورت کا پڑھنا اولیٰ ہے اور جملہ کے ایک ایک
کلمہ پر غور کرتا رہے اور خوب سمجھتا رہے کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں اور مجھے
حق تعالیٰ کس بات کی طرف توجہ دلا رہا ہے لیکن اگر مقتدی ہے تو خاموش
رہ کر امام کی قرأت سنے، اسے سمجھے اور اس کی پند و موعظت سے نصیحت
حاصل کرے اور اس کی ڈانٹ سے عبرت پکڑے اور اس کے احکام کی تعمیل پر
ایمان لائے اور اس کی ممانعتوں سے باز رہے سورت کے ختم ہونے تک
اسی طرح عمل پیرا رہے پھر جب قرأت سے فارغ ہو جائے تو اتنی دیر
تک خاموش کھڑا رہے کہ سانس ٹھیک ہو جائے قرأت رکوع کی تکبیر سے
نہ ملائے پھر اللہ اکبر کہے اور کانوں کی لو تک یا سینہ کے بالمقابل دونوں ہاتھ
اٹھا کر رکوع میں چلا جائے جیسا کہ ہم شروع کتاب میں بیان کر آئے ہیں پھر
اللہ اکبر ختم کرتے ہی اپنے بندھے ہوئے ہاتھ چھوڑ دے اور قیام سے رکوع
کی طرف جھک جائے اور دونوں گھٹنوں پر ہتھیلیاں رکھ لے جیسے منہ
میں نوالہ رکھ لیا جاتا ہے اور انگلیاں الگ الگ کر لے اور بدن کا پورا زور
بازوؤں پر اور ہاتھوں پر رکھے اور پشت برابر رکھے اور سر نہ اٹھائے اور
نہ جھکائے کہ سرنگوں ہونے کی نوبت آئے کیونکہ نبی اکرم صلعم سے ثابت ہے
کہ حالت رکوع میں آپکی پشت اسطرح رہتی تھی کہ اگر اس پر پانی کا قطرہ
ڈالا جائے تو اپنی جگہ پر ٹھہرا رہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ جب آپ رکوع کرتے
تو اگر آپکی پشت پر پانی کا پیالہ رکھدیا جائے تو وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے، یہ
اس لئے کہ آپکی پشت بالکل ہموار رہتی تھی اور اس میں ذرا سا بھی نشیب و فراز
نہیں ہوتا تھا پھر رکوع میں جا کر کم از کم تین بار سبحان ربی العظیم کہے۔
حسن بصریؒ:۔ مکمل تسبیح سات عدد ہیں اور درمیانی پانچ ہیں اور کم از کم

في سجوده ويتوجه بكل عضو منه وجزء الى القبلة
وجاء في الحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم انه
قال امرت بالسجود على سبعة اعظم وفي حديث
آخر ان العبد يسجد على سبعة اعضاء فاي
عضو منها ضيعه لم يزل ذلك العضو يلعنه
ويكون في سجوده منقبضا لا ينبسط على الارض ولا
يفرش ذراعيه بل يضع اصابع يديه على الارض
حتى يحاذي بها اذنيه او منكبيه الموضع
الذي يستحب رفع اليد اليه في التكبير في
حال القيام ولا يضعهما حذاء رأسه ويضم
اصابعه ويوجهها نحو القبلة ويبين العضدين
عن الجنبين والفخذين عن الساقين والبطن
عن الارض على ما تقدم بيانه ويقول في
سجوده سبحان ربي الاعلى ثلاثا كالركوع
ثم يرفع رأسه مكبرا ويجلس على رجله اليسرى
وينصب اليمنى ويقول رب اغفر لي ثلاثا ناظرا
الى حجره ثم يسجد ثانية كذلك ثم يرفع
رأسه مكبرا من الارض ثم يديه ثم ركبتيه
معتمدا على ركبتيه فينهض على صدر قدميه
ولا يقدم احدى رجليه فانه مكروه وقيل
انه يقطع الصلاة مروي ذلك عن ابن عباس
رضي الله عنهما ويفعل كذلك في الركعة الثانية
فاذا جلس للتشهد الاول جلس على رجله اليسرى
وينصب رجله اليمنى ويوجه اصابعه نحو
القبلة ويضع يده اليسرى على فخذه اليسرى

پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہوا رکوع سے سر اٹھائے پھر سیدھا کھڑا
ہو کر قدرے ٹھہرا رہے (حتیٰ کہ ہر عضو اپنے اپنے ٹھکانہ پر چلا جائے)
اور دونوں ہاتھ چھوڑ دے پھر جب سجدے میں جائے تو پہلے زمین پر
گھٹنے رکھے پھر دونوں ہاتھ رکھے پھر پیشانی اور ناک رکھے اور اطمینان سے
سجدہ کرے اور اپنے ہر عضو و جزء کے ساتھ قبلہ کی طرف متوجہ ہو۔
ایک حدیث میں ہے کہ سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ مجھے سات ہڈیوں پر
سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے دوسری حدیث میں ہے کہ بندہ سات اعضاء
پر سجدہ کرتا ہے لہٰذا ان سات اعضاء میں سے جس عضو کو سجدے میں شامل
نہیں کریگا وہی عضو لعنت کریگا۔ سجدے کی حالت میں سمٹا ہوا رہے زمین
پر بچھ نہ جائے اور نہ دونوں ہاتھ بچھائے بلکہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں مع
ہتھیلیوں کے زمین پر رکھے اور انہیں کانوں کے یا کندھوں کے بالمقابل
رکھے اس طرح ہاتھوں کا رکھنا مستحب ہے اور اُٹھتے وقت دونوں
ہاتھوں کا اٹھانا اور تکبیر کہنا مستحب ہے دونوں ہاتھ سر کے بالمقابل نہ
رکھے اور ہاتھوں کی انگلیاں ملالے اور قبلہ کی طرف کرلے اور دونوں
بازوؤں کو دونوں پہلوؤں سے علیحدہ رکھے اور دونوں رانیں پنڈلیوں
سے علیحدہ رکھے اور پیٹ کو زمین سے دُور رکھے جیسا کہ اوپر بیان گزر
گیا اور سجدے میں کم از کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے پھر تکبیر کہتا ہوا
سر اٹھائے اور بائیں پیر پر اسے بچھا کر بیٹھ جائے اور دایاں پیر کھڑا کر
لے اور کم از کم تین بار رب اغفرلی کہے اور نگاہ گھٹنوں پر رکھے پھر
اسی طرح دوسرا سجدہ کرے پھر تکبیر کہتا ہوا زمین سے سر اٹھائے پھر
دونوں ہاتھ اٹھائے پھر ہاتھوں سے گھٹنوں پر ٹیک لگا کر گھٹنے اٹھائے
اور دونوں پیروں کی انگلیوں پر اٹھ جائے اور ایک پیر کے بل پر نہ اُٹھے
کیونکہ یہ مکروہ ہے بلکہ بعض کے نزدیک اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے
جیسا کہ ابن عباس سے منقول ہے پھر حسب سابق دوسری رکعت
پڑھے پھر جب پہلے تشہد کے لئے بیٹھے تو بائیں پیر کو بچھا کر اس پر

ویده الیمنی علی فخذه الیمنی ویشیر باصبعه
التی تلی الابهام وهی السبابة ویحلق الابهام
مع الوسطی ویقبض الخنصر والبنصر ویکون ناظرا
الی اصبعه من اول تشهده الی آخره لما روی
عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال اذا کان
احدکم فی الصلاة فجلس فلا یعبث بشیء
فانه یناجی ربه ولکن یجعل یده الیسری علی
فخذه الیسری ویده الیمنی علی فخذه الیمنی
ثم لیکن قلبه وبصره الی اصبعه فانها
مذبة للشیطان ویتشهد فیقول التحیات
لله والصلوات والطیبات السلام علیك ایها
النبی ورحمة الله وبرکاته السلام علینا و
علی عباد الله الصالحین اشهد ان لا اله الا
الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله ثم
یقوم مکبرا فیقرأ الفاتحة فحسب ویرکع
ویسجد کذلك ثم یصلی الرکعة الرابعة
کذلك ثم یجلس للتشهد فیاتی به علی ما
ذکرنا فاذا ابلغ عبده ورسوله قال اللهم
صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت
علی ابراهیم انك حمید مجید وبارك
علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی
ابراهیم انك حمید مجید وعن امامنا
احمد روایة اخری انه یذکر ابراهیم
ثم یذکر آله فیقول علی ابراهیم وعلی
آل ابراهیم وهذا آخر التشهد ویستحب له

بیٹھ جائے اور دایاں پیر کھڑا کرلے اور پیر کی انگلیاں قبلہ کی طرف
کرلے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر اور سیدھا ہاتھ سیدھی ران پر
رکھ لے اور انگشت شہادت سے اشارہ کرے اور انگوٹھے اور درمیانی
انگلی کا حلقہ بنالے اور باقی دو انگلیاں موڑ لے اور اول تشہد سے لے کر
آخر تشہد تک انگلیوں پر نگاہ رکھے کیونکہ سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ جب
تم میں سے کوئی نماز میں ہو اور (تشہد کے لئے) بیٹھے تو کسی چیز کے ساتھ
کھیلے کیونکہ وہ اپنے رب سے مناجات میں مشغول ہے ہاں اپنا بایاں ہاتھ
بائیں ران پر اور سیدھا ہاتھ سیدھی ران پر رکھ لے پھر قلب و نگاہ انگلیوں
کی طرف متوجہ رہنی چاہیے کیونکہ یہ ہیئت شیطان کو دفع کرنیوالی ہے

اور تشہد یہ پڑھے التحیات للہ الخ یعنی جانی، مالی اور قلبی عبادتیں
اللہ ہی کے لئے خاص ہیں اے نبی آپ پر اللہ کی سلامتیاں، رحمتیں اور برکتیں
ہوں ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر سلام ہو میں گواہی دیتا
ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ
محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے
اور صرف سورہ فاتحہ پڑھے اور حسب سابق رکوع، قومہ، سجدہ اور
قعدہ کرے پھر اسی طرح چوتھی رکعت پڑھے پھر تشہد کے لئے بیٹھ کر
مذکورہ بالا تشہد پڑھے پھر درود پڑھے یعنی اللھم صل علی محمد وعلی آل
محمد کما صلیت علی ابراہیم انک حمید مجید وبارک علی محمد وعلی آل محمد
کما بارکت علی ابراہیم انک حمید مجید۔ ہمارے امام احمدؒ سے دوسری
روایت ہیں وعلی آل ابراہیم بھی منقول ہے درود پڑھنے کے بعد چار
چیزوں سے پناہ مانگنا مستحب ہے یعنی یہ دعا پڑھے اللھم انی اعوذبک
من عذاب جہنم ومن عذاب القبر ومن فتنۃ المسیح الدجال ومن فتنۃ
المحیا والممات یعنی اے اللہ میں جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے
مسیح دجال کے فتنہ سے اور زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ
مانگتا ہوں پھر یہ دعا پڑھے اللھم انی اسالک من الخیر الخ یعنی اے اللہ

ان يستعيذ من اربع فيقول اللهم انى اعوذ بك
من عذاب جهنم ومن عذاب القبر ومن
فتنة المسيح الدجال ومن فتنة المحيا والممات
ثم يدعو فيقول اللهم انى اسألك من الخير
كله ما علمت منه ومالم اعلم واعوذ بك
من الشر كله ما علمت منه ومالم اعلم اللهم
انى اسألك من خير ما سألك عبادك الصالحون
واعوذ بك من شر ما استعاذك منه عبادك
الصالحون اللهم انى اسألك الجنة وما قرب
اليها من قول وعمل واعوذ بك من النار وما
قرب اليها من قول وعمل ربنا آتنا فى الدنيا حسنة
وفى الآخرة حسنة وقنا عذاب النار ربنا فاغفر لنا
ذنوبنا وكفر عنا سيئاتنا وتوفنا مع الابرار
ربنا وآتنا ما وعدتنا على رسلك ولا تخزنا
يوم القيامة انك لا تخلف الميعاد وان زاد
على ذلك جاز الا ان يكون اماما فيطول ذلك
على المامومين فالمستحب الاقتصار حفظا
لقلوبهم لعل ان يكون فيهم ذو الحاجة
ثم يسلم ويدعو لنفسه ولوالديه وللمسلمين
ويكون فى جميع ذلك متخوفا من عاقبتها
كيف وقد وقعت عند الله عزوجل الداعى
اليها الآمر بها المثيب عليها والمعاقب
عليها عند اساءتها فاذا اخرج منها عرضها
على العلم فان شهد لها ببراءة الساحة و
سلامة المنزلة حمد الله تعالى واثنى عليه

ہیں تجھ سے ہر طرح کی بھلائی مانگتا ہوں خواہ وہ بھلائی مجھے معلوم ہو
یا معلوم نہ ہوں اور ہر طرح کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں خواہ
وہ برائی مجھے معلوم ہو یا معلوم نہ ہو اے اللہ میں تجھ سے وہ خیر
مانگتا ہوں جو تجھ سے تیرے نیک بندوں نے مانگی اور تجھ سے اس برائی
سے پناہ مانگتا ہوں جس برائی سے تیرے نیک بندوں نے تجھ سے پناہ
مانگی اے اللہ میں تجھ سے جنت کا اور اس قول و عمل کا جو مجھے جنت
سے قریب کر دے، سوال کرتا ہوں اور آگ سے اور اس قول و عمل
سے جو مجھے آگ سے قریب کر دے تیری پناہ مانگتا ہوں اے ہمارے
پروردگار ہمیں دنیا میں بھی نیکی دے اور آخرت میں بھی نیکی دے اور
ہمیں آگ کے عذاب سے بچا، اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخش دے
اور ہم سے ہماری برائیاں مٹا دے اور ہمیں نیکوں کی فہرست میں شامل کر
کے اپنے پاس بلا، اے ہمارے رب ہمیں وہ عطا فرما جس کا تو نے اپنے
رسولوں کی زبانوں پر وعدہ فرمایا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا
نہ فرما بلاشبہ تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا اگر مزید دعائیں پڑھنا چاہے
تو پڑھ سکتا ہے البتہ اگر امام ہو تو انہیں دعاؤں پر قناعت کرنا
مستحب ہے تاکہ نماز طویل نہ ہو اور مقتدیوں کے دل نہ گھبرائیں اور
حاجت مندوں کی رعایت بھی ہو جائے پھر سلام پھیر دے اور سلام
پھیرنے کے بعد اپنے لئے، اپنے ماں باپ کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے
دعائیں مانگے اور ان تمام افعال میں انجام سے خوفزدہ رہے بھلا نمازی
انجام سے کیسے خوفزدہ نہ رہے حالانکہ نماز اس اللہ کے سامنے پیش
کی جاتی ہے جس سے نمازی دعائیں مانگ رہا ہے جس نے نماز کا
اسے حکم فرمایا ہے جو نماز پر ثواب عطا فرماتا ہے اور بری طرح
نماز پڑھنے پر سزا دیتا ہے پھر نماز سے فارغ ہو کر اس کا
رسول اللہ صلعم کی نماز سے مقابلہ کرے اور علم سے ملائے اگر علم
ذمہ داری سے سبکدوشی کی اور صحیح و سلامتی سے اس کے صحن سے

اذجعله اهلا لذلك وان وجد فيها نقصانا وخللا تاب الى الله عزوجل واستغفر الله وتأهب واجتهد فى التحفظ فى التى بعدها وللصلاة المقبولة علامة بينة وللمردودة علامة فعلامة المقبولة نهيها وكفها لصاحبها عن الفواحش والمناكر وترغيبه فى الخير وتجديد نيته فى الصلاح والازدياد من الطاعات وفعل الخيرات والرغبة فى المثوبات وارتداعه عن الاسواء وكراهة المعاصى والخطيئات لقول الله عزوجل ان الصلاة تنهى عن الفحشاء والمنكر ولذكر الله اكبر وهذا الذى ذكرنا يشترك فيه الامام والماموم والمنفرد فأما شرائط الصلاة وواجباتها ومسنوناتها فقد ذكرناها فى اول الكتاب والله الموفق للصواب۔

فصل: فيما يختص بالامام ولا ينبغى للرجل ان يكون اماما حتى تكون فيه هذه الخصال التى نذكرها وهى ان لا يحب ان يتقدم وهو يجد من يكفيه ذلك ولا يتقدم وهناك من هو افضل منه لانه جاء فى الحديث عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال اذا ام القوم رجل وخلفه من هو افضل منه لم يزالوا فى سفال وقال عمر بن الخطاب رضى الله عنه لان اقدم فتضرب عنقى ولا

عبور کرنے کی اور منزل تک سلامتی کے ساتھ پہنچنے کی گواہی دے تو اللہ تعالٰے کا شکر ادا کرے اور اس کی حمد و ثنا بجالائے کیونکہ اسی نے کامیابی کے ساتھ یہ راہ طے کرا کر منزل تک پہنچایا ہے اور نماز کا اہل بنا دیا ہے اور اگر اس میں نقصان و خلل پائے تو حق تعالٰے جل مجدہٗ سے توبہ و استغفار کرے اور آئندہ بڑی احتیاط کے ساتھ پوری پوری سرگرمی سے صحیح علم کی روشنی میں نماز کے تحفظ کی کوشش کرے۔ مقبول نماز کی ظاہر نشانی ہے اور مردود کی بھی مقبول کی نشانی یہ ہے کہ وہ نمازی کو بے حیائیوں سے اور خلاف شرع کاموں سے روک دے نیکیوں کی تڑپ پیدا کر دے، دل میں صلاح و فلاح کی اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کی بے پناہ لگن پیدا کر دے زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کرنے کا شوق ابھار دے۔ برائیوں سے روک دے اور گناہوں اور بدکاریوں سے نفرت پیدا کر دے کیونکہ حق تعالٰی نے فرمایا ہے: دیکھو! نماز بے حیائیوں سے اور برے (خلاف شرع) کاموں سے روک دیتی ہے واقعی اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے ہمارے مذکورہ بالا بیان میں امام مقتدی اور منفرد سب شامل ہیں ہم نماز کی شرطیں، نماز کی سنتیں اور نماز کے واجبات شروع کتاب میں بیان کر آئے ہیں اللہ ہی صحیح راہ کی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

خصوصیاتِ امام انسان کو امام بننا لائق نہیں جب تک اس میں مندرجہ ذیل باتیں نہ پائی جائیں اگر نماز پڑھانے کا کوئی اہل موجود ہو تو اس کی موجودگی میں امامت کے لئے آگے نہ بڑھے یا اس سے افضل، عالم و فاضل اور حافظ و قاری موجود ہو تو بھی امامت کو پسند نہ کرے اگر لوگ اس کے خلاف کریں گے تو وہ ہمیشہ پستی میں اور ذلت میں رہیں گے۔ حضرت عمر رضہ: اگر بلا کسی گناہ کے میری گردن اڑا دی جائے تو یہ مجھے اس بات سے محبوب ہے کہ میں ان لوگوں کا امام بنوں جن میں حضرت ابوبکر صدیق موجود ہوں۔ امام اللہ کی کتاب کا عالم و قاری ہو دین کی سمجھ رکھتا ہو اور

یتقوبنی ذلک من اثم خیر من أن أتقدم قوما فیہم
ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ وان یکون
قارئا لکتاب اللہ فقیہا فی دین اللہ بصیرا
بسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لانہ جاء
فی الحدیث اجعلوا امر دینکم الی فقہائکم
وأئمتکم قراؤکم وقال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم یؤمکم خیارکم فانہم وفدکم الی اللہ
عزوجل وانما خصہم صلی اللہ علیہ وسلم
بذلک لانہم اہل الدین والفضل والعلم
باللہ عزوجل والخوف من اللہ تعالیٰ الذی
یعنون بصلاتہم وصلاۃ من خلفہم ویتقون
ما یلزمہم من وزر انفسہم ووزر من خلفہم
ان اساءوا فی صلاتہم وما اراد صلی اللہ
علیہ وسلم بالقراء الحفظۃ للقرآن فحسب
من غیر ان یعملوا بہ وانما اراد صلی اللہ
علیہ وسلم العمل بالقرآن مع حفظہ وقد
جاء فی الحدیث ان احق الناس بھذا القرآن
من کان یعمل بہ وان کان لا یقرؤہ وقد
یحفظ القرآن من لا یعمل بہ ولا یعبأ
باقامۃ حدودہ ما فرض اللہ علیہ من
العمل بہ وما نہاہ من النہی عنہ فلا نعنی
نحن بہ ولا کرامۃ لہ قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ما آمن بالقرآن من استحل
محارمہ فلا یجوز للناس ان یقدموا علیہم
فی صلاتہم اماما الا اعلمہم باللہ و

احادیث میں کامل بصیرت والا ہو کیونکہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ اپنے
دین کا معاملہ اپنے فقہاء کو سونپ دو اور اپنا امام اپنے علماء کو بناؤ۔
نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ تم میں جو بہتر ہوں وہ تم کو نماز پڑھائیں
کیونکہ وہ تمہاری طرف سے تمہارے نمائندے بن کر اللہ کے پاس
جائیں گے۔ رسول اللہ صلعم نے انہیں خاص طور سے اس لئے نمائندہ
فرمایا کہ وہ ارباب دین، فاضل اور علم دین کے عالم ہیں اور اللہ سے
ڈرنے والے ہیں اور اپنی نماز پر اور مقتدیوں کی نماز پر خصوصی
توجہ دیتے ہیں اور دلوں میں اتنا تقویٰ بھی رکھتے ہیں جو انہیں اپنے
گناہوں اور مقتدیوں کے گناہوں سے محفوظ رہنے پر اور خلاف شرع
نماز نہ پڑھانے پر مجبور کر دے نبی اکرم صلعم کی قراء سے محض وہ
حافظ قرآن مراد نہیں جو عمل سے کورے ہوں بلکہ قراء سے حافظ
وعالم باعمل مراد ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اس قرآن کو پڑھنے کے وہی حقدار ہیں
جو اس پر عامل ہیں اگرچہ ہمیشہ قرآن نہ پڑھتے ہوں۔ کبھی بے عمل بھی
حافظ قرآن ہو جاتے ہیں اور حدود قرآن کو قائم کرنے کی جن کا قائم
کرنا فرض ہے ذرا پرواہ نہیں کرتے، انہیں نہ اوامر قرآن کو بجالانے
کی فکر ہے اور نہ نواہی سے بچنے کی پرواہ۔ ایسے حافظ مراد نہیں ہیں
اور نہ ایسے حافظوں کے لئے کوئی بزرگی اور عزت ہے رحمت عالم صلعم
نے فرمایا کہ وہ قرآن پر ایمان نہیں لایا جس نے اس کے حرام حلال کرلئے
اس لئے ایسے لوگوں کو امام بنانا لوگوں کے لئے جائز نہیں امام اسی کو
بنایا جائے جو اللہ کے دین کا عالم باعمل ہو اور اللہ سے سب سے زیادہ
ڈرنے والا ہو اگر اس کے برعکس نااہلوں کو امام بنالیا جائے گا تو قعر ذلت
ہی میں گریں گے، تنزل ہی قدم چومے گا، دین بجائے ترقی کے گھٹتا ہی
جائے گا اور اللہ سے اس کی رضا سے اور اس کی جنت سے دن بدن
دوری ہی بڑھتی جائے گی وہ بڑے خوش نصیب ہیں جن پر اللہ تعالیٰ

اخوفهم له فان خالفوا وقدموا غیره لم یزالوا
فی سفال وادبار وانتقاص فی دینهم وبعد من
الله تعالیٰ ومن رضوانه وجنته فرحم الله
قوما اعتنوا بدینهم وصلواتهم فقدموا
خیارهم واتبعوا فی ذلك سنة نبیهم صلی الله
علیه وسلم وطلبوا بذلك القربة الی ربهم
تبارك وتعالیٰ وینبغی ان یکون الامام حافظا
للسانه من عیب الناس علیه وغیبتهم له
الا من الخیر ویکون یامر بالمعروف ویفعله
وینهی عن المنکر ویجتنبه ویحب الخیر واهله
ویبغض الشر واهله عارفا بمواقیت الصلاة
محافظا علیها مقبلا علی شأنه عفیف البطن
والفرج منقبض الید عن الحرام قلیل السعی
الا فی ابتغاء مرضاة الله عزوجل قعودا حمولا
صبورا علی الاذی یغضی عن الشر ویحتمل ممن
یتکلم فیه ویصبر علی من یجهل علیه و
یحسن الی من اساء الیه ویکون غضیض الطرف
عن المحارم ان رأی عورة سترها وان رأی
مخزیة دفنها یعرض عن الجاهلین ویقول
اللهم سلاما الناس منه فی راحة وهو من
نفسه فی عناء حریصا علی فکاك رقبته مجدا
فی خلاص نفسه ویعلم انه قد بلی بشیء عظیم
جلیل خطره کبیر شانه ولیکن همه ما قد کلف
به من عظم قدر الامامة وخطر قدرها و
خیرها قلیل الکلام الا فیما یعنیه له حال

کی یہ مہربانی ہے کہ وہ اپنے دین کا اور اپنی نمازوں کا خاص طور سے اہتمام
رکھتے ہیں اور بہترین لوگوں کو امامت کے لئے منتخب کرتے ہیں اور
اس میں بھی اپنے محبوب نبی کی سنت کی پیروی کرتے ہیں اور اس سے اپنے
رب کا تقرب تلاش کرتے ہیں امام کی شان کے لائق لوگوں کی عیب جوئی
اور غیبت نہیں لہٰذا اس کی زبان لوگوں کی عیب جوئی اور غیبت سے
محفوظ رہنی چاہیئے ہاں لوگوں کے واقعی محاسن بیان کرے اور شرع
کے موافق جن باتوں کا شوق دلاتا ہے ان پر خود بھی سرگرم عمل رہے
اور جن باتوں سے نفرت دلاتا ہے ان سے خود بھی محتاط رہے۔
(اور اپنے دامن عصمت پر دھبہ نہ آنے دے) اسے نیکیوں سے
اور نیک حضرات سے محبت ہو اور برائیوں سے اور برے لوگوں سے
نفرت ہو، پنجگانہ نمازوں کے اوقات پہچانتا ہو اور نمازوں کی
حفاظت کرنیوالا ہو، ہمیشہ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ رہے
حرام خوری اور حرام کاری سے محفوظ رہے حرام سے ہاتھ سیکڑے
رہے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ سرگرمی
سے عمل پیرا رہے خلوت گزیں اور خوب عمل کرنیوالا ہو ایذا پر
انتہائی صابر ہو برائی سے چشم پوشی کرے، اثنائے گفتگو میں تحمل مزاج
ہو، جہالت سے پیش آنیوالے کی جہالت پر صبر کرے اور برائی کرنے
والے کے ساتھ اچھائی سے پیش آئے حرام چیزوں کی طرف نہ دیکھے
اور نگاہ نیچی رکھے اگر کسی کا عیب دیکھے تو اس پر پردہ ڈال دے
اور اگر کوئی شرمناک بات دیکھے تو اسے دفن کر دے، جاہلوں سے
منہ پھیر لے اور اللہ سے سلامتی کی دعا مانگے اس سے لوگ سلامت
رہیں مگر وہ لوگوں کی طرف سے تکلیف میں رہے۔ اپنی گردن
چھڑانے میں حریص ہو اور اپنے نفس کو رہائی دلانے میں کوشاں رہے
اور یقین کرے کہ اس پر ایک عظیم شے کا بار ڈالا گیا ہے جو جلیل القدر
اور عظیم المرتبہ ہے اس لئے اس کا دھیان اسی طرف رہے کہ جس

وللناس حال اذا قام فی محرابه علم انه قائم فی
مقام النبیین وخلیفة سید المرسلین ویناجی
رب العالمین یتحری الاجتهاد لتمام الصلاة و
التسلیم من خلفه ممن تقلد امامته خفیف
الصلاة فی تمام یصلی بصلاة اضعفهم فیری من
نفسه انه دونهم وانه مبتلی بامامتهم وان
الله تعالی یسأله عن اداء الفرائض عن نفسه وعنه
وهو یتقدمه باكٍ علی خطیئته نادم علی ما سلف
من تفریطه وقدیم آثامه وما اقتضی من اوقاته
لا یتکبر علی من خلفه ولا یتخیر علی من هو دونه
ولا یتعصب حمیة لنفسه اذ قیل ما فیه وما
هو عنه بریء ولا یحب حمدهم ولا یکره
ذمهم فتکون الجماعة عنده فی الحالین سواء
لم یجرب علیه کذبة طیب الطعام نظیف
اللباس متواضعا فی لبسه متخاشعا فی جلسته
غیر محدود فی الاسلام ولا زاریة فی الانام
ولا غمازا علی اخیه عند السلطان ولا یشیع
اسرار الناس ای لا یفشیها ولا هو ساع الی
شر الناس ولا ذو حقد فی اخیه ولا خائن
فی ودیعته وتجارته وعاریته ولا یتقدم وهو
خبیث المطعم والمکسب ولا یتقدم وهو
یشتهی الامامة ولا یتقدم وهو یعلم ان
فیه حسدا ولا بغیا ولا حقدا ولا احنة ولا
غلا ولا محنا ولا نزة ولا طالبا ثارا ولا
منتصرا لنفسه ولا متشفیا من غیظ ولا

عظیم المرتبہ اور جلیل القدر امامت کا بار مجھ پر ڈالا گیا ہے اسے صحیح صحیح انجام
دوں تاکہ میرا احترام و وقار قائم رہے، اکم گو ہو ہاں جس بات کے بغیر
چارہ نہ ہو وہ ضرور کرے امام کا مقام لوگوں کے مقام سے بلند و مختلف ہے
جب امام اپنی محراب میں کھڑا ہو تو یقین کرلے کہ وہ انبیائے کرام کی اور
خلفائے عظام کی جگہ کھڑا ہے اور رب العالمین سے مناجاۃ میں معروف
ہے اس لئے نماز کو تکمیلی مرحلہ تک پہنچانے کے لئے پوری پوری کوشش
کرے تاکہ اپنی اور اپنے مقتدیوں کی جن کی وہ امامت کر رہا ہے صحیح صحیح
نمازیں اللہ کے سپرد کر دے۔ امام ہلکی نماز پڑھائے نماز تو ہلکی ہو لیکن
ارکان نماز میں کمی نہ آنے پائے ایسی نماز پڑھے جیسی کمزور سے کمزور
آدمی پڑھتا ہے اور خود کو مقتدیوں میں سب سے کمزور سمجھے اور یہ
خیال کرے کہ امامت اس پر ڈال دی گئی ہے حق تعالیٰ مجھ سے اداء
فرائض کے بارے میں پوچھے گا کہ میں نے اپنا اور لوگوں کا کس طرح فرض
ادا کیا امام اپنے گزشتہ گناہوں پر اور قدیم لغزشوں پر نادم و پشیمان
اور رونا دھوتا رہے اور اپنے گناہوں سے بھرپور بیتے ہوئے زمانہ
پر آٹھ آٹھ آنسو بہاتا رہے یہ خیال نہ کرے کہ میرا مقام بہت اونچا
ہے اور مقتدیوں سے اپنے کو بڑا نہ سمجھے اور خود کو ان سے اچھا تصور
نہ کرے اگر اس کے برے اخلاق پر تنقید کی جائے یا بلا وجہ اس کی
طرف بری باتیں منسوب کی جائیں تو تعصب کو دخل نہ دے اسے
اپنے بارے میں نہ لوگوں کی تعریف سے خوش ہونا چاہیئے اور نہ لوگوں
کی برائی سے رنجیدہ ہونا چاہیئے اس کی نگاہ میں جماعت دونوں
حالتوں میں برابر رہے، لوگوں میں ایک جھوٹ بھی اس کا ثابت
نہ ہو اور اس کا طعام و لباس حلال و پاک ہو لباس سے عاجزی ٹپکتی
ہو اور بیٹھنے کی ہیئت سے فروتنی جھلکتی ہو اسلام میں اس پر
کوئی شرعی حد جاری نہ ہوئی ہو اور نہ لوگوں میں متہم و بدنام ہو
نہ حکام کے پاس کسی کی چغلی کھاتا ہو، نہ لوگوں کے اسرار فاش کرنیوالا

متتبعا عورة رجل مسلم ولا غاشا لاحد من
امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا یتکلم فی
فتنة ولا یسعی فیھا ولا یقویھا بل یعین اھل
الحق علی اھل الباطل بیدہ ولسانہ وقلبہ یقول
الحق وان کان مرا لا تاخذہ فی اللہ لومة
لائم ولا یحب مدح الناس لہ ولا یکرہ
ذمھم ولا یخص نفسہ بشیء من الدعاء
بل یعمم الدعاء لہ ولھم وقت مایدعو
عقیب الصلاة بھم فان افرد نفسہ بذلک
کان خیانة منہ لھم ولا یؤثر بعضھم علی
بعض الا اولی العلم کما قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم لیلینی اولو الارحام والنھی
وکذلک الذین یلونھم وراء ظھرہ ولا یقرب
الغنی ویزری بالفقیر ولا ینبغی لہ ان یتقدم
بقوم وفیھم من یکرہ امامتہ فان کان
فیھم من یکرھہ ومن لا یکرھہ نظر فان
کان الاکثر یکرھونہ اعتزل المحراب ولا
یقربہ ھذا اذا کانت کراھتھم لہ بعلم و
حق وان کانت بجھل وباطل ورعونة نفس
او عصبیة لمذھب او ھوی لم یلتفت الی کراھتھم
ولا یترک الصلاة بھم الا ان یخاف الفتنة
فی القوم لاجلہ فیتنحی ویعتزل المحراب لذلک
حتی یصطلحوا ویرضوا ولا ینبغی لہ ان یکون
ممادیا ولا حلافا ولا لعانا ولا یدخل فی
مداخل السوء والتھم ولا یالف ولا یخالط

ہو نہ لوگوں کی شرارت میں حصہ لینے والا ہو نہ کسی کا دشمن ہو نہ کبھی اس نے
کسی کی امانت میں خیانت کی ہو اور نہ کسی سے مانگی ہوئی چیزیں یا کاروبار
میں خیانت کی ہو اگر کسی کا کھانا پینا اور پیشہ گندا ہو وہ کبھی نماز نہ
پڑھائے اور نہ امامت کی رغبت کرے اگر کسی کو یہ معلوم ہو کہ مجھ میں
حسد، بغاوت، کینہ، بغض، تیزی، جھنجھلاہٹ اور انتقامی جذبہ ہے
وہ کبھی آگے نہ بڑھے اور نہ خون کے انتقام کا خواہشمند امامت کرائے
نہ اپنے نفس کا انتقام لینے والا، نہ مغلوب الغضب نہ مسلمانوں میں
عیب ٹٹولنے والا، نہ کسی مسلمان کے ساتھ دھوکہ کرنے والا۔

امام فتنہ کے زمانہ میں زبان سے اچھی یا بری بات نہ نکالے، نہ فتنہ
میں کوشاں ہو نہ اس کی قوت کا باعث ہو، ہاں حق والوں کی اپنے
ہاتھ سے، زبان سے اور دل سے اعانت کرے اور حق بات کہے
اگرچہ وہ تلخ ہوتی ہے اسے اللہ کے دین میں کسی ملامت گر کی ملامت کا
خوف نہ ہو اگر لوگ اس کی تعریف کریں تو اپنی تعریف پسند
نہ کرے اور اگر برائی کریں تو برا نہ مانے اور خاص طور سے اپنے لئے
کوئی دعا نہ مانگے بلکہ نماز کے بعد اپنے لئے اور سب کے لئے دعائیں
مانگے اگر خاص طور سے اپنے ہی لئے دعائیں مانگے گا تو مقتدیوں کے
حق میں خاص سمجھا جائے گا اور جماعت میں سے بجز علماء کے کسی کو
کسی پر ترجیح نہ دے جیسا کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ اصحاب عقل و
دانش کو میرے قریب رہنا چاہیئے اسی طرح دوسری صف میں
امام کے محاذ میں اہل عقل کو رہنا چاہیئے امام مالداروں کو مقرب
نہ بنائے اور ناداروں کو حقیر نہ سمجھے امام کو لائق نہیں کہ جماعت کو
نماز پڑھائے جب کہ جماعت میں وہ حضرات بھی ہوں جو اس کی
امامت کو اچھا نہ سمجھتے ہو اگر جماعت اس کے بارے میں دو قسم کے
لوگ ہوں کہ بعض تو اسے پسند کرتے ہوں اور بعض ناپسند کرتے ہوں
تو اکثر کا اعتبار کیا جائے گا اگر اکثر جماعت والے اسے ناپسند کرتے ہیں

من الناس الا الصالحین ولا ینبغی لہ ان یکون
اماما وھو یحب الفتنۃ واھلھا اثم المعصیۃ
واھلھا والریاسۃ واھلھا وینبغی ان یکون
صبورا علی اذیۃ الناس متوددا الیھم طالبا
لمنفعتھم مجتھدا فی نصیحتھم لا یماری علی
الامامۃ ولا یقاتل علیھا من کفاہ مؤنتھا
ولقد نقل عن الاکابر ممن تقدم من السلف
الصالحین انھم کرھوا الامامۃ وقدموا
من لیس ھو مثلھم فی الشرف والدیانۃ
ابتغاء حمل المؤنۃ عنھم وتخفیفا وخیفۃ من
تقصیر یقع لھم وینبغی للامام اذا حضر عندہ
ذو سلطان ان لا یتقدم علیہ فی الصلاۃ الا
باذنہ وکذلک لا یجلس الا باذنہ واذا
نزل بقریۃ او محلۃ او قبیلۃ او حی من احیاء
العرب لا یؤمھم الا باذنھم وکذلک اذا
اتفق مع قوم فی قافلۃ وسفر ومجمع التمام لا
یؤمھم الا باذنھم وینبغی للامام ان لا یطیل
الصلاۃ بل یخففھا مع التمام لما روی عن
ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان احدکم اماما
فلیخفف فانہ یقوم وراءہ الصغیر والکبیر
وذو الحاجۃ واذا صلی لنفسہ فلیطل ماشاء
وعن ابی واقد رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من اوجز الناس صلاۃ
علی الناس وادومہ علی نفسہ۔

تو امامت سے دستبردار ہو جائے اور محراب کے قریب بھی نہ جائے یہ حکم اس وقت
ہے جب اکثر دلیل وحق کی بنا پر اسے ناپسند کرتے ہوں لیکن اگر کراہت
بلا دلیل وحق کے ہو یا ذاتی عداوت یا مذہبی تعصب یا ہوائے نفسانی کی
وجہ سے ہو تو کراہت کی پرواہ نہ کرے اور نماز پڑھاتا رہے لیکن اگر اس
کی وجہ سے قوم میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو امامت سے اور محراب سے دستبردار
ہو جائے حتیٰ کہ جماعت میں صلح ہو جائے اور اس کی امامت سے راضی
ہو جائیں، امام جھگڑنے والا، بہت قسمیں کھانیوالا اور طعن وتشنیع کرنے
والا نہ ہو اور برائیوں اور تہمتوں کے مقامات سے کنارہ کش رہے، امام صلحاء
ہی سے محبت کرے اور انہیں کے پاس اُٹھے بیٹھے اور انہیں سے گھلے ملے
ایسے لوگوں کو امام نہیں بننا چاہیئے جو شر کو اور شر پسندوں کو محبوب رکھتے
ہوں، اسی طرح جو گناہ کو اور گناہگاروں کو اور ریاست و رؤسا کو محبوب
رکھتے ہوں، وہ بھی امام نہ بنیں، امام کو لوگوں کی ایذاء پر بڑا صابر رہنا
چاہیئے پھر ایذاء کے باوجود ان سے محبت کرے ان کا مخلص خیر خواہ ہو اور
ان کی ہمدردی میں انتہائی کوشاں رہے اور امامت پر جھگڑا نہ کرے اور اہل
امامت سے امامت پر جنگ نہ کرے۔ سلف صالحین امامت کو مکروہ
سمجھتے تھے اور اسے آگے بڑھا دیا کرتے تھے جو بزرگی اور دینداری میں ان
سے نیچے درجے کا ہوا کرتا تھا تاکہ جماعت کا بوجھ اٹھانا نہ پڑے اور ہلکے
پھلکے رہیں اور انہیں اپنی کوتاہیوں کا بھی ڈر رہتا تھا۔ امام کو لائق ہے
اگر کوئی صاحب اقتدار جماعت میں موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر
آگے نہ بڑھے اسی طرح اس کے حکم کے بغیر امامت نہ چھوڑے اگر امام
کسی قصبہ میں یا محلہ میں یا چھوٹے قبیلہ میں یا کسی بڑے قبیلہ میں ٹھہرے
تو ان کی اجازت کے بغیر نماز نہ پڑھائے اسی طرح اگر اتفاق سے
کسی قافلہ میں یا کسی سفر میں یا بڑے اجتماع میں امام موجود ہو تو
ان کی اجازت کے بغیر نماز نہ پڑھائے۔ امام کو لائق ہے کہ لمبی نماز
نہ پڑھائے بلکہ ہلکی نماز پڑھائے مگر پوری نماز ہو کیونکہ حضرت ابوہریرہؓ

فصل: وینبغی للامام ان لا یدخل فی الصلاۃ ولا یکبر حتی ینوی الامامۃ بقلبہ وان تلفظ بلسانہ کان احسن ویلتفت یمینا وشمالا فیسوی الصفوف فیقول استقیموا یرحمکم اللہ اعتدلوا رضی اللہ عنکم ویامرھم بسد الفرج وتسویۃ المناکب ودنو بعضھم من بعض حتی تتماس مناکبھم لان اختلاف المناکب واعوجاج الصفوف نقص فی الصلاۃ وحضور الشیاطین وقیامھم مع الناس فی الصفوف جاء فی الحدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال راصوا الصفوف وحاذوا المناکب وسدوا الخلل حتی لا یقوم بینکم مثل اولاد الحذف یعنی مثل اولاد الغنم من الشیاطین وقد کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلاۃ لم یکبر حتی یلتفت یمینا وشمالا فیامرھم بتسویۃ مناکبھم ویقول لا تختلفوا فتختلف قلوبکم ورأی صلی اللہ علیہ وسلم یوما رجلا قد خرج صدرہ من الصف فقال لتسون مناکبکم او لیخالفن اللہ تعالی بین قلوبکم وفیما اتفق علیہ مسلم والبخاری رحمھما اللہ عن سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ قال سمعت النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لتسون صفوفکم او لیخالفن اللہ تعالی بین وجوھکم وفی حدیث آخر

بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی امام ہو تو اسے ہلکی نماز پڑھانی چاہیئے کیونکہ اس کے پیچھے چھوٹے بڑے اور ضرورت مند ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں ہاں اپنی ذاتی نماز کو جس قدر چاہے طویل پڑھ لے ۔ البو واقد :۔ رسول اللہ صلعم لوگوں کو ہمیشہ انتہائی مختصر نماز پڑھایا کرتے تھے۔

کیا امام مقتدیوں کی نیت کرے؟ امام جب تک اپنے دل سے امامت کی نیت نہ کرے نیت نہ باندھے اور اگر دل کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی نیت کرے تو نور علی نور۔ نیت باندھنے سے قبل دائیں بائیں صفوں کو دیکھ لیا جائے اور صفیں سیدھی کرا دے اور کہے برابر ہو جاؤ تم پر اللہ کی نوازش ہو، صفیں سیدھی کر لو حق تعالےٰ تم سے راضی ہو اور لوگوں کو حکم کرے کہ درمیان کی کشادگی بند کر دو، کندھے ایک محاذ میں کر لو اور اس طرح مل کر کھڑے ہو کہ کندھے سے کندھے مل جائیں کیونکہ کندھوں کا آگے پیچھے رہنا اور صفوں کا ٹیڑھا ہونا نماز میں کمی کا موجب ہے اور شیطان آ دھمکتے ہیں اور صفوں میں لوگوں کے ساتھ مل کر کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ صفیں ملا لو اور کندھے بالمقابل رکھو اور صفوں کے درمیان خالی جگہ بند کر دو تاکہ تمہارے درمیان بکری کے بچوں کی طرح شیطان نہ کھڑے ہوں ۔ رحمت عالم صلعم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو جب تک آپ دائیں بائیں دیکھ کر لوگوں کے کندھے سیدھے نہ کرا لیا کرتے تھے نیت نہیں باندھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ الگ الگ نہ کھڑے ہو ورنہ تمہارے دل الگ الگ ہو جائیں گے ۔ ایک دن آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا سینہ صف سے نکلا ہوا ہے فرمایا: کندھے برابر کر لو ورنہ اللہ تعالےٰ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا فرما دے گا۔

سالم بن ابی الجعد: میں نے نعمان بن بشیر سے سُنا فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلعم فرمایا کرتے تھے اپنی صفیں برابر کر لو ورنہ حق تعالےٰ تمہارے

عن قتادۃ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سووا صفوفکم فان تسویۃ الصفوف من تمام الصلاۃ وجاء عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ کان اذا قام مقام الامام لا یکبر حتی یاتیہ رجل قد وکلہ باقامۃ الصفوف فیخبرہ انھم قد استووا فیکبر حینئذ وکذلک کان یفعل عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ وروی ان بلالا المؤذن رضی اللہ عنہ کان یسوی الصفوف ویضرب عراقیبھم بالدرۃ حتی یستووا وقال بعض العلماء ان الظاھر من ھذہ انہ کان یفعل ذلک علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند اقامتہ قبل ان یدخل فی الصلاۃ لان بلالا رضی اللہ عنہ لم یوذن لاحد بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا یوما واحدا عند مرجعہ من الشام فی زمن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ لسوالہ وسوال الصحابۃ رضی اللہ عنھم شوقا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعھدہ فلما بلغ بلال رضی اللہ عنہ الی قولہ اشھد ان محمدا رسول اللہ امتنع من الاذان فلم یقدر علیہ فسقط مغشیا علیہ حبا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وشوقا الیہ واشتد عند ذلک بکاء اھل المدینۃ من المھاجرین والانصار حتی خرجت العواتق من خدورھن شوقا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

چہروں میں اختلاف پیدا فرما دے گا۔ (بخاری و مسلم)

قتادہ از انس رضؓ بن مالک: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ صفیں برابر کر لو کیونکہ صفوں کا برابر کرنا نماز کا تتمہ ہے حضرت عمر رضؓ جب نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر نہیں کہا کرتے تھے جب تک وہ شخص جس کو آپ نے صفوں کو سیدھا کرنے پر متعین فرمایا تھا، آکر آپ کو یہ خبر نہیں دیتا تھا کہ صفیں سیدھی ہو گئی ہیں یہ خبر سُن کر آپ تکبیر کہا کرتے تھے اسی طرح عمر بن عبد العزیز کیا کرتے تھے، منقول ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ، مؤذن رسول اللہ صلعم صفیں سیدھی کیا کرتے تھے اور ایڑیوں پر درے مارا کرتے تھے حتیٰ کہ لوگ سیدھے ہو جایا کرتے تھے۔ علماء کی رائے ہے کہ بظاہر حضرت بلال ایسا عہد رسالت میں نیت باندھنے سے پہلے کیا کرتے تھے کیونکہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد آپ نے عہد صدیقی میں شام سے واپس آنے کے بعد صرف ایک دن اذان دی تھی جب کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے اور صحابہ کرام نے آپ سے اذان کی درخواست کی تھی تاکہ بلال رضؓ کی اذان سے رسول اللہ صلعم کی اور آپ کے زمانہ کی یاد تازہ ہو جائے پھر جب بلال اشھد ان محمدا رسول اللہ پر پہنچے تو رسول اللہ صلعم کی محبت اور شوق میں اذان نہ دے سکے اور بے ہوش ہو کر گر گئے اور مدینہ کے مہاجرین و انصار پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے حتیٰ کہ شوق حضرت رسالت میں پردہ نشین نوجوان خواتین بھی اپنے اپنے پردوں سے نکل آئیں اس سے معلوم ہوا کہ بلال صفوں کو سیدھا کرنے کے لئے لوگوں کی ایڑیوں پر عہد رسالت میں درے مارا کرتے تھے۔

امام کو چاہیئے کہ قبلہ والے طاق میں پورا داخل نہ ہو کہ مقتدی اسے دیکھ نہ سکیں بلکہ طاق سے قدرے باہر رہے۔ ہمارے امام احمدؒ سے ایک اور روایت بھی آتی ہے کہ امام کا طاق قبلہ میں کھڑا ہونا مستحب ہے امام مقتدیوں سے اونچا کھڑا نہ ہو اگر ایسا کریگا تو

فثبت بذلك ان ضربه لعراقيب الناس كان على
عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وينبغي
للامام ان لا يدخل طاق القبلة فيمنع من وراءه
رؤيته بل يخرج منه قليلا وعن امامنا احمد
رحمه الله رواية اخرى انه يستحب قيامه فيه
ولا يقف مقاما اعلى من مقام المامومين فان
فعل ذلك قيل تبطل صلاته على وجه وينبغي
له اذا سلم من صلاته ان لا يلبث في محرابه
وليقم وليتنح الى يساره فليات بتنفله ناحية
من المحراب لما روى المغيرة بن شعبة رضي الله
عنه قال ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لا
يتطوع الامام في مقامه الذي يصلي فيه
بالناس المكتوبة واما المامومر فجائز له ذلك
وهو مخير ان شاء صلى في موضعه او يتاخر قليلا
وينبغي ان تكون له سكتتان سكتة عند
افتتاح الصلاة وسكتة اذا فرغ من القراءة
قبل ان يركع حتى يتنفس ويسكن وهج قراءته
ولا يصل قراءته بتكبيرة الركوع لان ذلك
مروي عن النبي صلى الله عليه وسلم في حديث
سمرة بن جندب رضي الله عنه وينبغي
اذا صلى الى سترة ان يدنو منها ولا يدع
بينه وبينها فرجة لعبيلة لئلا يمر بينهما
كلب اسود بهيم او حمار او امراة فان صلاته
تنقطع بذلك عند احمد امامنا رحمه الله و
عنه في المراة والحمار رواية اخرى لا باس

بعض کے نزدیک ایک روایت کی رو سے اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

امام سلام پھیر کر زیادہ دیر تک محراب میں نہ ٹھہرے بلکہ اپنی بائیں طرف ہٹ کر محراب کے ایک گوشہ میں نوافل پڑھے۔ کیونکہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ امام اس جگہ نوافل نہ پڑھے جہاں وہ لوگوں کو فرض نماز پڑھاتا ہے لیکن ایسا مقتدی کے لئے جائز ہے اسے اختیار ہے خواہ اسی جگہ سنتیں پڑھ لے جہاں فرض پڑھے ہیں یا قدرے اس جگہ سے ہٹ جائے۔

امام کو دو سکتے کرنے چاہئیں ایک سکتہ تو نماز کے شروع کرنے کے وقت اور دوسرا سکتہ قرأت سے فارغ ہو کر رکوع میں جانے سے قبل تاکہ سانس لے لے اور قرأت کے شور سے سکون حاصل ہو جائے۔ اور قرأت کو رکوع کی تکبیر سے نہ ملائے کیونکہ ایک حدیث میں ایسا ہی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے اور اس حدیث کے راوی حضرت سمرہ بن جندب ہیں۔

اگر امام کے سامنے سترہ ہو تو امام کو چاہیئے کہ سترہ کے قریب کھڑا ہو اور اپنے اور سترہ کے درمیان لمبا فاصلہ نہ چھوڑے تاکہ دونوں کے درمیان سے مطلق سیاہ کتا یا گدھا یا عورت نہ گزرے کیونکہ ہمارے امام احمد کے نزدیک ان چیزوں سے اس کی نماز کٹ جاتی ہے امام موصوف سے ایک روایت کی رو سے عورت اور گدھے سے نماز نہیں کٹتی۔

امام کو رکوع میں تین تسبیحیں پڑھنی چاہئیں جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں تسبیحات پڑھنے میں جلدی نہ کرے اور انہیں تیزی سے نہ پڑھے بلکہ آہستہ آہستہ آرام سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھے کیونکہ اگر امام جلدی جلدی تسبیح پڑھے گا تو مقتدی اس کے ساتھ ساتھ نہ رہیں گے اور وہ بھی جلدی کریں گے اس طرح امام سے مقتدیوں کا آگے بڑھنا لازم آئے گا اور ان کی نماز فاسد ہو گی جس کا وبال امام پر آئیگا

يهما وينبغي له اذا ركع ان يسبح له ثلاث تسبيحات
على ما ذكرنا ولا يسرع فيها ولا يبادر ولكن
بتمام من كلامه ويتئد ويمكن لانه اذا اسرع
بالتسبيح لم يدركه من خلفه فيؤدى ذلك
الى مسابقة المامومين فتفسد صلاتهم
فيرجع وزرهم اليه وكذلك ينبغي له اذا
رفع رأسه من الركوع وقال سمع الله لمن حمده
ثبت قائما معتدلا ويقول ربنا ولك الحمد
من غير عجلة فى كلامه حتى يدركه المأموم
وان زاد على ذلك فقال ملء السماء وملء الارض
وملء ما شئت من شيء بعد جاز لان ذلك
مروى عن النبي صلى الله عليه وسلم وجاء عن
انس بن مالك رضى الله عنه انه قال كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رفع رأسه
من الركوع يقوم حتى يقال قد نسى وكذلك
يثبت فى السجود وفى جلسته بين السجدتين ليدركه
من خلفه فى الركن ولا نظر الى قول من يقول اذا
فعل ذلك سبقه المأموم فبطلت صلاته اذا
تكرر ذلك منه ففى ذلك فساد لان الناس
اذا رأوه يديم ذلك ويواظب عليه علموا
ان التثبيت دابه فثبتوا له ولم يبادروا
ثم يقال للامام يستحب لك ان تخوفهم قبل
الشروع فى الصلاة وتحذرهم من مسابقتك
على ما ذكره فى الفصل الذى يليه فلا يؤدى
ذلك الى فساد بل الى مصلحة عامة وتمام

اسی طرح جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہوا رکوع سے سر
اٹھائے تو بالکل سیدھا ہو کر کھڑا ہو جائے اور آرام سے
ربنا ولک الحمد کہے حتیٰ کہ اسے مقتدی کھڑا ہوا پالیں اگر ولک الحمد
کے بعد ملأ السموات وملأ الارض وملأ ما شئت من شئ بعد
(یعنی اے اللہ آسمان و زمین بھر کر اور ان کے بعد تیری مشیت کے
مطابق مخصوص چیز بھر کر تیرے لئے بڑائیاں ہیں) بھی پڑھ
لے تو جائز ہے کیونکہ یہ دعا نبی اکرم صلعم سے ثابت ہے۔
علاوہ ازیں انس رضؓ بن مالک کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلعم
رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو اتنی دیر کھڑے رہتے کہ یہ گمان
کر لیا جاتا کہ آپ بھول گئے ہیں اسی طرح سجدہ میں اور قعدہ
میں دیر تک بیٹھا کرتے تھے تاکہ اس حالت میں آنے والے
آپ کو پا کر آپ کے ساتھ مل جائیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ
اگر امام ایسا کرے گا تو مقتدی کی امام سے پہل لازم آئے گی
اور مقتدی کی نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ وہ بار بار امام سے
سبقت کرے گا اور بار بار کی سبقت فساد نماز کو لازم ہے
مگر یہ قول ناقابل تسلیم ہے کیونکہ جب مقتدی اس پر امام کی
ہمیشگی دیکھیں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ اس کا طریقہ
ہے تو مقتدی اس کے لئے کھڑے رہیں گے اور جلدی نہیں
کریں گے۔

امام کے لئے مستحب ہے کہ نماز کو شروع کرنے سے پہلے لوگوں کو
متنبہ کر دے اور انہیں ڈرا دے کہ مجھ سے پہلے نماز کے کسی
رکن میں پہل نہ کرنا تاکہ لوگ احتیاط سے نماز پڑھیں اور نماز میں
فساد نہ آنے پائے اور عوام کی نماز مکمل رہے ایسا کرنے میں عوام
کے لئے مصلحت ہے ایک حدیث میں ہے کہ ہر نماز پڑھانے والا
بمنزلہ چرواہے کے ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں

صلاۃ الجمیع وقد جاء فی الحدیث ان کل مصل
راع ومسئول عن رعیتہ وقیل ان الامام راع
لمن یصلی بھم فعلی الامام النصیحۃ لمن یصلی
خلفہ وینھاھم عن المسابقۃ فی الرکوع و
السجود ویحسن ادبھم اذ ھو راع لھم ومسئول
عنھم ویتم صلاتہ ویحکمھا ویحسنھا
حتی یکون لہ مثل اجر من یصلی خلفہ والا
علیہ مثل اوزارھم اذا أساء وقصر۔

فصل : ویجب علی المأموم ان ینوی الائتمام
ویقف علی یمین الامام ولا یقف قدامہ
ولا عن یسارہ فان کانوا جماعۃ فالسنۃ ان
یقفوا خلفہ فان کبر عن یمینہ وجاء آخر فانہ
یکبر معہ صفا ثم یخرجان وراء الامام
فان کبر الثانی اخرجھما الامام بیدہ ولا
یتقدم ھو عن موضعہ الا ان یکون وراءہ
ضیق واذا حضر الجماعۃ فوجد فی الصف فرجۃ
دخل فیھا وان لم یجد وقف عن یمین الامام
ولا یجذب رجلا فیقوم معہ صفا لانہ یودی
الی الھرج والفتنۃ والبغضاء والعداوۃ ولانہ
یودی ذلک الی بطلان صلاۃ المجذوب لانہ
یصیر فذا ابن لک وذلک یبطل الصلاۃ عندنا
ولکن یجتھد فیحصل کتفیہ فی الصف فیکبر
ویحرم بالصلاۃ ثم یخرج مع واحد منھم
الی وراء الصف واذا دخل المسجد والامام
فی الرکوع کبر تکبیرتین احداھما للاحرام

بازپرس کی جائے گی کہا جاتا ہے کہ امام مقتدیوں کا چرواہا ہے
لہٰذا امام پر لازم ہے کہ وہ مقتدیوں کا خیر خواہ رہے اور
انہیں آگاہ کردے کہ رکوع اور سجدے وغیرہ میں اس سے سبقت
نہ کریں اور انہیں نماز کے اصول و آداب بتادے کیونکہ وہ ان کا چرواہا
ہے اور اس سے ان کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہونے
والا ہے لہٰذا انہیں مکمل، خوبصورت اور مستحکم نماز پڑھائے تاکہ اسے
بھی مقتدیوں جیسا اجر ملے ورنہ کوتاہی کی اور بری طرح نماز پڑھانے
کی صورت میں مقتدیوں کی برابر اس پر بھی گناہ ہے۔

مقتدیوں کو ہدایات مقتدی کا فرض ہے کہ امام کی اقتداء کی نیت
کرے اور امام کی دائیں جانب کھڑا ہو اس کے آگے یا اس کی بائیں
جانب کھڑا نہ ہو اگر مقتدی ایک سے زیادہ ہوں تو سنت یہ ہے کہ
امام کے پیچھے کھڑے ہوں اگر امام ایک مقتدی کی نیت کرکے نیت
باندھ لے اور دوسرا مقتدی آجائے تو دونوں مقتدی امام کے
پیچھے کھڑے ہوں اگر دوسرا بھی امام کے پاس کھڑا ہو کر نیت باندھ
لے تو اپنے ہاتھ سے انہیں پیچھے کردے اور امام اپنی جگہ چھوڑ کر آگے
نہ بڑھے البتہ اگر امام کے پیچھے جگہ تنگ ہو تو پھر امام آگے بڑھ سکتا
ہے اگر کوئی جماعت میں شامل ہونا چاہے اور صف میں اتنی جگہ ہو کہ
وہ کھڑا ہو سکے تو وہاں کھڑا ہو جائے اور اگر جگہ نہ ہو تو امام کی دائیں
جانب کھڑا ہو جائے اور آگے سے پیچھے کسی آدمی کو نہ کھینچے تاکہ صف
بن جائے کیونکہ اس سے فتنہ و فساد کا اور بغض و عداوت کا ڈر ہے
علاوہ اس سے پیچھے کھینچے جانے والے شخص کی نماز باطل ہو جاتی ہے
کیونکہ اس کا کرنے والا ایک ہی شخص ہے اور یہ فعل ہمارے نزدیک
نماز کو باطل کر دیتا ہے لیکن اس آنے والے کو حتی الامکان صف ہی
میں کھڑا ہونے کی کوشش کرنی چاہیے پھر اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھے
اور کسی شخص کو صف کے پیچھے کھینچ کر صف نہ بنائے اگر کوئی اس حال

والاخری للرکوع فان کبر واحدۃ ونواھما
جاز واذا دخل والامام فی التشھد الاخیر
استحب لہ ان ینوی الصلاۃ ویکبر ویجلس
مع الامام لیدرک فضل الجماعۃ فاذا سلم
الامام بنی علی تکبیرتہ وصلی۔

فصل : وینبغی للماموم ایضا ان لا یسبق
الامام فی التکبیر ولا فی الرکوع والسجود ولا
فی الرفع منھما ویحذر ذلک جدا ویجتھد
وسعہ ویبذل طاقتہ ان تکون افعالہ جمیعھا
فی الصلاۃ عقیب فعل امامہ وقد جاء فی ذلک
احادیث کثیرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وعن الصحابۃ رضوان اللہ علیھم اجمعین
من ذلک ماروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انہ قال اما یخاف الذی یرفع راسہ قبل
الامام ان یحول اللہ راسہ راس حمار وفی
حدیث آخر عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال
الامام یرکع قبلکم ویسجد قبلکم ویرفع
قبلکم وعن البراء بن عازب رضی اللہ عنھما
قال کنا خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکان
اذا انحط من قیامہ لایحنی احد منا ظھرہ
حتی یضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جبھتہ علی الارض وکان اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یثبتون خلفہ قیاما
حتی ینحط النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویکبر
ویضع جبھتہ علی الارض وھم قیام ثم

میں مسجد میں آتا ہے کہ امام حالت رکوع میں ہے تو دو تکبیریں کہے
ایک تکبیر تحریمہ اور ایک رکوع کی تکبیر اگر ایک ہی تکبیر سے دونوں کی
نیت کرے تو جائز ہے اگر کوئی اس حال میں آئے کہ امام اخیر کے
تشہد میں ہو تو اسے مستحب ہے کہ نماز کی نیت کرے اور تکبیر کہے اور امام کے ساتھ
بیٹھ جائے تاکہ جماعت کا ثواب پالے پھر جب امام سلام پھیر دے
تو نماز پڑھے اور سابق تکبیر پر قناعت کرے۔

مقتدیوں کے آداب | مقتدیوں کا فرض ہے کہ نماز کے ہر رکن
میں خواہ تکبیر ہو یا رکوع اور سجدہ وغیرہ ہو، امام سے سبقت نہ کریں
اور اس سلسلہ میں خاص طور سے احتیاط برتیں اور مقدور بھر یہ کوشش
کریں کہ نماز میں ہمارے تمام افعال امام کے افعال کے بعد سرزد
ہوں اس سلسلہ میں نبی اکرم صلعم سے بہت سی حدیثیں وارد ہیں اور
صحابہ سے آثار بھی منقول ہیں ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلعم
نے فرمایا؛ کیا وہ شخص جو امام سے پہلے اپنا سر اٹھا لیتا ہے اللہ سے
اس سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالٰے اس کا سر گدھے کے سر جیسا بنا
دے، ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ امام تم سے پہلے
رکوع و سجدہ کرتا ہے اور سر اٹھاتا ہے۔ براءؓ بن عازب: ہم نبی اکرم
صلعم کے پیچھے تھے پھر جب آپ قیام سے سجدے میں جاتے تو
ہم میں کوئی اپنی پشت نہیں موڑتا تھا جب تک رسول اللہ صلعم
اپنی پیشانی زمین پر نہیں رکھتے تھے صحابہ کرام آپ کے پیچھے کھڑے
رہا کرتے تھے یہاں تک کہ نبی کریم صلعم اللہ اکبر کہتے ہوئے جھکتے اور
اپنی پیشانی زمین پر اس حال میں رکھ دیتے کہ صحابہ کھڑے ہوئے
ہوتے پھر وہ آپ کے بعد سجدے میں جاتے۔

صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کھڑے ہو جاتے تھے اور ہم ہنوز سجدے ہی میں ہوتے تھے۔
انسؓ بن مالک: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

يتبعونه وقد جاء عن الصحابة رضي الله عنهم انهم قالوا لقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يستوي قائماً وانا سُجّدٌ بعد وعن انس بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما يخشى الذي يرفع راسه قبل الامام ان يحول الله راسه راس حمار او رأس خنزير وعن ابي هريرة رضي الله عنه قال سمعت ابا القاسم صلى الله عليه وسلم يقول اما يخشى الذي يرفع راسه قبل الامام ان يحول الله رأسه راس حمار وروي ان ابن مسعود رضي الله عنه نظر الى من سبق الامام فقال لا وحدك صليت ولا بامامك اقتديت والذي لم يصل وحده ولم يقتد بامامه فذلك الذي لا صلاة له وكذلك روي ان ابن عمر رضي الله عنهما نظر الى من سبق الامام فقال له ما صليت وحدك ولا صليت مع الامام ثم ضربه وامره ان يعيد الصلاة وعن ابي صالح عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما جعل الامام ليؤتم به فاذا كبر فكبروا واذا ركع فاركعوا واذا رفع رأسه فارفعوا رؤسكم واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا جميعاً ربنا لك الحمد واذا سجد فاسجدوا ولا تسجدوا قبل ان يسجد واذا رفع رأسه فارفعوا رؤسكم ولا ترفعوا رؤسكم قبل ان يرفع واذا صلى جالساً فصلوا اجمعين جلوساً

کیا وہ شخص نہیں ڈرتا جو امام سے پہلے اپنا سر اٹھا لیتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کا سر گدھے کے یا سور کے سر میں تبدیل فرما دے؟

ابوہریرہؓ:- میں نے ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے (حسب سابق حدیث ہے)

منقول ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ امام سے سبقت کر رہا تھا فرمایا کہ نہ تو تو نے تنہا نماز پڑھی اور نہ امام ہی کی پیروی کی اور جو شخص نہ تنہا نماز پڑھے اور نہ امام کی پیروی کرے اس کی نماز نہیں۔

اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ امام سے جلدی کر رہا ہے، فرمایا: نہ تو تو نے تنہا نماز پڑھی اور نہ اپنے امام کی اقتدا کی پھر آپ نے اسے مارا اور نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم فرمایا۔

ابوصالح از ابوہریرہؓ: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ امام اسی لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے لہٰذا اس کی تکبیر کے بعد تم تکبیر کہو، اس کے رکوع کے بعد تم رکوع کرو، اس کے سر اٹھانے کے بعد تم اپنے سر اٹھاؤ، اس کے سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے بعد تم سب ربنا لک الحمد کہو اس کے سجدہ کرنے کے بعد تم سجدہ کرو اور اس کے سر اٹھانے کے بعد تم اپنے سر اٹھاؤ اس سے پہلے اپنے سر نہ اٹھاؤ اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو (یہ حکم کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو رسول اللہ صلعم کی آخری نماز سے منسوخ ہے کیونکہ آپ نے مرض الموت میں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔)

ہمارے امام ابوعبداللہ احمدؒ اپنے ایک رسالہ میں اپنی اسناد سے ابوموسیٰ صحابی سے فرماتے ہیں کہ ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں

وروی امامنا ابو عبد الله احمد رحمه الله فی
رسالة له باسناده عن ابی موسی الاشعری رضی الله
عنه صاحب رسول الله صلی الله علیه وسلم انه
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علمنا صلاتنا
وعلمنا ما نقول فیها قال رسول الله صلی الله علیه
وسلم اذا کبر الامام فکبروا واذا قرأ فانصتوا
واذا قال غیر المغضوب علیهم ولا الضالین
فقولوا آمین یستجیب الله تعالیٰ لکم واذا
کبر فکبروا واذا رفع راسه فقال سمع الله
لمن حمده فارفعوا رؤسکم وقولوا اللهم
ربنا لک الحمد یسمع الله لکم واذا کبر وسجد
فکبروا واسجدوا واذا رفع راسه وکبر
فارفعوا رؤسکم وکبروا قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم فتلک بتلک واذا کان
فی القعدة فلیکن من قول احدکم التحیات
لله والصلوات والطیبات حتی تفرغوا من
التشهد قال الامام ابو عبد الله احمد بن
محمد بن حنبل الشیبانی رحمه الله امامنا
علی مذهبه اصلا وفرعا وحشرنا فی زمرته
قول النبی صلی الله علیه وسلم اذا کبر فکبروا
معناه ان ینتظروا الامام حتی یکبر ویفرغ
من تکبیره وینقطع صوته ثم یکبرون
بعده والناس یغلطون فی هذه الاحادیث
ویجهلونها مع علیه عامتهم من الاستخفاف
بالصلاة والاستهانة بها فتارة یأخذ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ہماری نماز سکھائی اور
نماز میں پڑھی جانے والی چیزیں بھی سکھائیں چنانچہ رسول اللہ صلعم
نے فرمایا کہ جب امام تکبیر کہے تو اس کے بعد تم بھی تکبیر کہو اور جب
وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
کہے تو تم آمین کہو اللہ تعالیٰ تمہاری دعائیں قبول فرمالے گا اور جب وہ
تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ سر اٹھا کر سمع اللہ لمن حمدہ کہے
تو تم اپنے سر اٹھا کر کہو ربنا لک الحمد حق تعالےٰ تمہاری دعائیں
قبول فرمائے گا اور جب وہ تکبیر کہتا ہوا سجدے میں چلا جائے تو
تم تکبیر کہتے ہوئے سجدے میں جاؤ اور جب وہ اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے
سے سر اٹھائے تو تم بھی اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے سے سر اٹھاؤ
رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اس وقفہ کی تلافی اس وقفہ سے ہو جائے
گی (اور تم امام کے ساتھ ساتھ رہو گے) پھر جب تم تشہد کے لئے
بیٹھو تو یہ تشہد (التحیات للہ والصلوات الخ) پڑھو حتیٰ کہ تشہد
سے فارغ ہو جاؤ، امام احمدؒ بن حنبل شیبانی (حق تعالےٰ ہمیں اصل
وفرع کے اعتبار سے آپ ہی کے مذہب پر موت دے اور ہمیں
آپ ہی کی جماعت میں اٹھائے آمین) فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم کے
اس حکم کا کہ جب امام تکبیر کہہ چکے تو تم تکبیر کہو، یہ مطلب ہے کہ مقتدی
امام کا انتظار کریں کہ وہ تکبیر کہے اور تکبیر کہہ کر فارغ ہو جائے اور
اس کی آواز ختم ہو جائے پھر مقتدی تکبیریں کہیں۔ لوگ ان
احادیث میں غلطیاں کرتے ہیں اور ان کے مطالب سے جاہل ہیں
حالانکہ عوام کا یہ حال ہے کہ وہ نماز کو ایک معمولی فعل سمجھتے ہیں اور
حقیر جانتے ہیں کبھی تو امام کے ساتھ ساتھ تکبیریں کہہ دیتے ہیں یہ
بالکل غلط ہے انہیں اس وقت تکبیر کہنی لائق ہے جب امام تکبیر کہہ
چکے اور اس کی آواز ختم ہو جائے اسی طرح نبی اکرم صلعم نے فرمایا
کہ جب امام تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو (کیونکہ جزا شرط کے بعد آتی ہے)

الامام فی التکبیر فیاخذون معه فی التکبیر
وهذا خطأ لا ینبغی لهم ان یاخذوا فی التکبیر
حتی یکبر الامام ویفرغ من تکبیره وینقطع
صوته وهکذا قال النبی صلی الله علیه وسلم
اذا کبر الامام فکبروا والامام لا یکون
مکبرا حتی یقول الله اکبر لان الامام لو قال
الله ثم سکت لم یکن مکبرا حتی یقول الله
اکبر فیکبر الناس بعد قوله الله اکبر فاخذهم
فی التکبیر مع الامام خطاء وترک لقول النبی
صلی الله علیه وسلم لانک لو قلت اذا صلی فلان
کلمته کان معناه ان انتظره حتی اذا صلی
وفرغ من صلاته کلمته ولیس لک ان تکلمه
وهو یصلی وکذلک معنی قول النبی صلی الله علیه
وسلم اذا کبر الامام فکبروا وربما طول
الامام فی التکبیر اذا لم یکن له فقه والذی
یکبر معه ربما جزم التکبیر ففرغ من التکبیر
قبل ان یفرغ الامام فقد صار هذا مکبرا
قبل الامام ومن کبر قبل الامام فلیست
له صلاة لانه دخل فی الصلاة قبل الامام
وکبر قبل الکلام فلا صلاة له وقول النبی
صلی الله علیه وسلم اذا کبر ورکع فکبروا
وارکعوا معناه ان ینتظروا الامام حتی
یکبر ویرکع وینقطع صوته وهم قیام بعده
وقول النبی صلی الله علیه وسلم فاذا رفع
راسه وقال سمع الله لمن حمده فارفعوا

اور امام اس وقت تک تکبیر کہنے والا قرار نہیں دیا جاتا جب تک
اللہ اکبر نہ کہہ لے کیونکہ اگر امام اللہ اکبر کہہ کر خاموش ہو جائے
تو مکبر نہیں کہلائے گا جب تک اللہ اکبر نہ کہہ لے، لہٰذا امام کے
اللہ اکبر کہنے کے بعد مقتدیوں کو اللہ اکبر کہنا چاہیئے لہٰذا امام کے
ساتھ تکبیر کہنا غلطی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس
قول (کہ جب امام تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو) کو نظر انداز کر دینا ہے
کیونکہ اگر تم کسی سے کہو کہ جب فلاں نماز پڑھ لے تو اس سے باتیں
کرو۔ تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ابھی انتظار کرو حتیٰ کہ جب وہ
نماز سے فارغ ہو جائے اور سلام پھیر دے تو اس وقت اس سے
باتیں کر لینا اس جملہ کی رو سے فلاں سے نماز کی حالت میں باتیں کرنا
تمہارے لئے جائز نہیں ٹھیک تمہارے اسی جملہ کی طرح نبی اکرم
صلعم کا مذکورہ بالا جملہ ہے۔ ناسمجھ اور جاہل امام اکثر اللہ اکبر کو
طول دے کر پڑھا کرتے ہیں اور وہ مقتدی جو امام کے ساتھ تکبیر
کہتے ہیں جلدی سے تکبیروں سے فارغ ہو جاتے ہیں حالانکہ امام کی
تکبیر ختم ہونے نہیں پاتی اس طرح ان کی امام سے سبقت لازم آتی
ہے جو منع ہے اور ایسے شخص کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ وہ نماز میں امام
سے پہلے داخل ہو گیا اور اس نے امام سے پہلے نیت باندھ لی اس لئے
اس کی نماز نہیں۔ نبی اکرم صلعم کے اس قول کا (کہ جب امام تکبیر کہے
اور رکوع کرے تو تم تکبیریں کہو اور رکوع کرو) یہ مطلب ہے کہ
مقتدی امام کا انتظار کریں حتی کہ وہ تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے
اور اس کی آواز ختم ہو جائے اور ہنوز مقتدی کھڑے ہوں پھر
تکبیریں کہہ کر رکوع میں جائیں اور نبی اکرم صلعم کے اس قول کا
(کہ جب امام رکوع سے اپنا سر اٹھائے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہے
تو تم ربنا لک الحمد کہو) یہ مطلب ہے کہ مقتدی انتظار کریں اور
رکوع کی حالت میں رہیں جب تک امام اپنا سر اٹھا کر سمع اللہ

رُؤسکم وقولوا اللهم ربنا لك الحمد معناه ان
ینتظروا الامام ویثبتوا رکوعا حتی یرفع الامام
رأسه ویقول سمع الله لمن حمده وینقطع صوته
وهم رکوع ثم یتبعونه فیرفعون رءوسهم
ویقولون اللهم ربنا لك الحمد وقوله فاذا کبر
وسجد فکبروا واسجدوا معناه ان یکونوا
قیاما حتی یکبر وینحط للسجود ویضع جبهته
علی الارض وهم قیام ثم یتبعونه وکذلك
جاء عن البراء بن عازب رضی الله عنهما وهذا
کله موافق لقول النبی صلی الله علیه وسلم
الامام یرکع قبلکم ویسجد قبلکم ویرفع
قبلکم وقوله اذا کبر ورفع رأسه فارفعوا
رءوسکم وکبروا معناه ان یثبتوا سجودا
حتی یرفع رأسه ویکبر فاذا انقطع صوته
وهم سجود اتبعوه فرفعوا رءوسهم وقول النبی
صلی الله علیه وسلم فتلك بتلك یعنی انتظار
کم ایاه قیاما حتی یکبر ویرکع وانتم قیام
فتتبعونه وانتظارکم ایاه رکوعا حتی یرفع
رأسه ویقول سمع الله لمن حمده وانقطع
صوته وانتم رکوع فاذا قال سمع الله لمن
حمده وانقطع صوته وانتم رکوع اتبعتموه
فرفعتم رءوسکم وقلتم ربنا لك الحمد
وقول النبی صلی الله علیه وسلم فتلك بتلك
فی کل رفع وخفض وهذا اتمام الصلاة فاعقلوه
والبصروه واحکموه واعلموا ان کثیرا من الناس

لمن حمدہ نہ کہہ لے اور اس کی آواز بند نہ ہو جائے پھر اس کے بعد
مقتدی اپنے سر اٹھا کر اللہم ربنا لک الحمد کہیں۔ اور نبی اکرم صلعم کے
اس قول کا (کہ جب امام تکبیر کہتا ہوا سجدے میں چلا جائے تو تم تکبیریں
کہتے ہوئے سجدے میں جاؤ) یہ مطلب ہے کہ مقتدی کھڑے رہیں جب
تک امام اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جا کر اپنی پیشانی زمین پر نہ رکھ دے
پھر اس کے بعد مقتدی تکبیریں کہتے ہوئے سجدے میں جائیں۔
اسی طرح براءؓ بن عازب سے روایت آتی ہے۔ یہ تمام مطلب
نبی اکرم صلعم کے اس فرمان کے (کہ امام تم سے پہلے رکوع، سجدہ کرتا
ہے اور رکوع و سجدے سے سر اٹھاتا ہے) موافق ہے اور نبی اکرم صلعم
کے اس قول کا (کہ جب امام تکبیر کہے اور اپنا سر اٹھائے تو تم اپنا سر
اٹھاؤ اور تکبیر کہو) یہ مطلب ہے کہ مقتدی سجدے میں رہیں جب
تک امام تکبیر کہتا ہوا سجدے سے اپنا سر اٹھا کر بیٹھ نہ جائے اور
اس کی تکبیر کی آواز ختم نہ ہو جائے پھر مقتدی تکبیریں کہتے ہوئے سجدوں
سے سر اٹھائیں۔ اور نبی اکرم صلعم کے اس قول کا (کہ وہ وقفہ اس
وقفہ کے بدلہ ہے) یہ مطلب ہے کہ تمہارا حالت قیام میں امام کا
رکوع میں جانے تک انتظار اور حالت رکوع میں امام کے کھڑے
ہونے تک انتظار برابر سرابر ہو جائیں گے مثلاً امام کے ایک منٹ
کے بعد تم رکوع میں گئے تھے پھر امام کے ایک منٹ کے بعد تم نے
رکوع سے سر اٹھایا تو اس ایک ایک منٹ کی تاخیر سے تمہارا ہر
رکن امام کے ہر رکن کے برابر ہو گیا اور امام کی اقتداء بھی ثابت
ہو گئی۔ الغرض مذکورہ بالا طریقہ سے نماز مکمل ہوتی ہے لہٰذا
اسے اچھی طرح سے سمجھ کر اس پر پوری سرگرمی سے عمل پیرا ہو جاؤ
اور یاد رکھو قیامت کے دن بہت سے لوگوں کی نماز ناقابل تسلیم
ہو گی کیونکہ وہ رکوع و سجدے میں اور قیام و قعود میں امام سے
سبقت کیا کرتے تھے ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایسا زمانہ بھی

يوم القيامة ماتكون لهم صلاة لسبق الامام بالركوع والسجود والرفع والخفض قد جاء في الحديث انه يأتي على الناس زمان يصلون ولا يصلون ويوشك ان يكون زماننا هذا فان الغالب عليهم مسابقة الامام وتضييع اركان الصلاة وواجباتها ومسنوناتها وتمامها۔

فصل : ويجب على من رأى من يقصر في صلاته ويسقط اركانها وواجباتها وآدابها أن يعظه ويعلمه وينصحه ليصلح فيما بقي ويستغفر عما مضى فان لم يفعل كان شريكه في ذلك وعليه وزره واثمه وقد جاء في الحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ويل للعالم من الجاهل حيث لا يعلمه فلولا ان تعليم الجاهل واجب على العالم ولازم له وفرض عليه لما توعده صلى الله عليه وسلم بالويل في السكوت عنه لان الوعيد لا يستحقه الا من ترك الواجب والفرض دون النفل وجاء في الحديث عن بلال بن سعد انه قال الخطيئة اذا اخفيت لم تضر الا صاحبها واذا ظهرت فلم تغير ضرت العامة وذلك لتركهم ما لزمهم من التغيير والانكار على من ظهرت الخطيئة منه وسكوتهم عنه فلما سكتوا اتفاقهم الامر والوبال على الجميع وشارك المحسن المسيء في اساءته اذا لم ينهه وينصحه وقد ورد عن ابن مسعود

آنے والا ہے کہ لوگ نماز پڑھیں گے اور نماز نہیں پڑھیں گے یعنی ان کی نمازیں نا قابل تسلیم ہوں گی، شاید وہ زمانہ ہمارا ہی زمانہ ہو کیونکہ امام سے سبقت کرنا اور نماز کے ارکان، واجبات سنن اور تکملہ کو ضائع کرنا ہم پر غالب ہے۔

★

خلاف شرع نمازیوں کو نصیحت کرنے کا حکم

اگر کوئی مسلمان کسی نمازی کو نماز میں کوتاہی کرنے والا اور نماز کے ارکان واجبات اور آداب کو ضائع کرنے والا پائے تو اس کا فرض ہے کہ اسے سمجھائے اور محبت و پیار سے اسے نماز کے احکام و آداب سکھا دے تاکہ وہ آئندہ نماز کو درست کر کے پڑھے اور پچھلی نمازوں کی کوتاہیوں پر اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت کرتا رہے اگر دیکھنے والا ایسا نہیں کرے گا تو وہ بھی گناہ میں حصہ دار ہوگا اور اس کے گناہ اور کوتاہیوں کا اس پر بھی اثر پڑے بغیر نہ رہے گا ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا ایک جاہل کی جانب سے عالم کے لئے بڑی خرابی ہے کیونکہ عالم جاہل کو اسلامی اصول و آداب نہیں سکھاتا اگر عالم پر جاہل کو تعلیم دین دینا لازم و واجب بلکہ فرض نہ ہوتا تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خاموشی پر مذکورہ بالا ویل کی دھمکی نہ دیتے کیونکہ وعید کا وہی مستحق ہوتا ہے جو کسی واجب کو یا فرض کو چھوڑ بیٹھتا ہے کوئی ترک نوافل پر وعید کا مستحق نہیں ہوا کرتا۔ بلال بن سعد کا قول ہے کہ اگر گناہ پوشیدہ ہے تو گناہگار ہی کے لئے مضر ہے اور اگر ظاہر ہے اور اس کی اصلاح نہیں کی گئی تو عوام کے لئے بھی مضر ہے کیونکہ خواص پر اصلاح کی ذمہ داری عائد ہوتی تھی اور انھوں نے اپنے فرض کو محسوس نہیں کیا اور گنہ گار کو گناہ سے نہیں روکا اور خاموشی اختیار کی جس کے نتیجہ میں اس گناہ کا وبال سب پر ڈال دیا گیا اور اس کے وبال میں اچھوں اور بروں

رضی اللہ عنہ قال من رأی من یسیء فی صلاتہ فلم ینہہ شارکہ فی وزرھا وعارھا ویکون موافقا للشیطان اللعین لانہ یرید ان یسکت عن الکلام فی ذلک وان یترک التعاون علی البر والتقوی اللذین اوصی اللہ تعالیٰ بھما فی قولہ عزوجل وتعاونوا علی البرّ والتقویٰ الآیۃ والنصیحۃ التی ھی واجبۃ علیھم بعضھم لبعض ویرید ان یضمحل الدین ویذھب الاسلام ویأثم الخلق کلھم فلا ینبغی للعاقل ان یطیع الشیطان قال اللہ عزوجل یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنۃ وقال جل وعلا ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا انما یدعو حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر واعلم أن جمیع ما یوجد من النقص فی الصلاۃ والزکاۃ وجمیع سائرُ العبادات لسکوت اھل العلم والفقہ والتصبر عنھم وترک النصیحۃ والتعلیم والتادیب فینشأُ ذلک اولا من اھل الجھل ثم یعم اھل العلم وینسب الیھم ومن العجب. لو رأی رجلا من یسرق حبۃ واحدۃ او رغیفا من انسان یھودی او مسلم لم یتمالک من نفسہ حتی یصیح علیہ ویزجرہ ویقبح لہ ذلک واذا رأی من یصلی ویسرق ارکان الصلاۃ ویسقطھا مع الواجب ولسایق الامام سکت عنہ ولا ینطق فینکر علیہ ویعلمہ ویستھین امرہ وقد جاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال شر الناس سرقۃ الذی یسرق من صلاتہ قالوا

سب ہی کو حصہ ملا کیونکہ نیک حضرات نے اسے مٹانے کی کوشش نہیں کی تھی اور خیر خواہی کا حق ادا نہیں کیا تھا۔ حضرت ابن مسعود رضؓ فرماتے ہیں اگر کوئی کسی کو غلط طریقہ سے نماز پڑھتا ہوا دیکھتا ہے اور اسے روکتا نہیں تو وہ بھی نماز کے گناہ و عار میں نمازی کے ساتھ حصہ دار ہے اور شیطان کے موافق ہے کیونکہ شیطان کی عین خواہش ہے کہ برے کاموں سے لوگوں کو نہ روکا جائے اور نیکی اور تقوے پر تعاون کرو اور گناہوں اور زیادتی پر تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈر جاؤ یاد رکھو اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔ لہٰذا ہر ایک پر دوسرے کی خیر خواہی لازم ہے شیطان کی تو عین تمنا ہے کہ دین بگڑے، اسلام خاکم بدہن ختم ہو اور تمام لوگ گناہوں میں ڈوب جائیں اس لئے عاقل مسلمان کا فرض ہے کہ وہ شیطان کی اس تمنا کو پائمال کرے اور خاک میں ملا دے حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے فرمایا دیکھو شیطان تمہارا دشمن ہے اسے دشمن ہی سمجھو وہ اپنی طرف اپنی جماعت کو جہنم میں جھونکے جانے ہی کے لئے بلاتا ہے۔ یاد رکھئے جس قدر خرابیاں نماز و زکوٰۃ میں اور دیگر تمام عبادتوں میں پیدا ہوئی ہیں وہ علماء اور فقہاء کی خاموشی اور چشم پوشی ہی سے پیدا ہوئی ہیں کہ انھوں نے خیر خواہی اور عوام کی تعلیم و تربیت سے کنارہ کشی اختیار کر لی آخر کار شروع میں تو عبادتوں میں خرابیاں جاہلوں میں پیدا ہوئیں پھر علماء بھی اسی رنگ میں رنگ گئے اور خس و خاشاک کی طرح گناہوں کے سیلاب میں بہنے لگے اور ان کی طرف لوگوں کی انگلیاں اُٹھنے لگیں۔ حیرت کی بات ہے اگر کوئی شخص کسی کو کسی مسلم یا غیر مسلم کا ایک دانہ یا ایک روٹی چراتا ہوا دیکھے تو بے اختیار چیخ پڑتا ہے اور اسے بُرا بھلا کہتا ہے لیکن نماز کے چور کو اس کی چوری پر آگاہ ہونے کے باوجود کچھ نہیں کہتا اور خاموش رہتا ہے اور منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکالتا کہ اسے چوری سے روک دے اور اسے نماز کی صحیح صحیح تعلیم دے کر اس کی چوری پر آگاہ کر دے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بد ترین چور

یا رسول اللہ وکیف یسرق من صلاتہ قال صلی اللہ
علیہ وسلم لا یتم رکوعھا ولا سجودھا
وعن الحسن البصری رحمہ اللہ قال ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال الا اخبرکم بشر الناس سرقۃ
قالوا بلی من ھو یا رسول اللہ قال صلی اللہ علیہ وسلم
الذی لا یتم رکوع الصلاۃ ولا سجودھا
وقال سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ الصلاۃ
مکیال فمن وفی وفی لہ ومن طفف فقد علمتم
ما قال اللہ تعالی فی المطففین وعن عبد اللہ بن
علی او علی بن شیبان رضی اللہ عنہ وکان
من الوفد الذین وفدوا الی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا ینظر اللہ الی صلاۃ عبد لا یقیم
صلبہ فی رکوعہ وسجودہ وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ
عنہ قال ان رجلا دخل المسجد ورسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس فی ناحیۃ المسجد
فصلی ثم جاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فسلم علیہ فرد علیہ السلام وقال ارجع فصل
فانک لم تصل فصلی کما صلی ثم جاء فسلم
فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارجع
فصل فانک لم تصل ففعل ذلک ثلاث مرات
فقال والذی بعثک بالحق نبیا ما احسن غیر
ھذا فعلمنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا قمت الی صلاتک فاسبغ الوضوء ثم استقبل
القبلۃ فکبر ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن
ثم ارکع حتی تطمئن راکعا ثم ارفع حتی تعتدل

نماز کا چور ہے صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! نماز میں چوری کیا ہے؟
فرمایا: نماز میں رکوع اور سجدہ پورا پورا ادا نہ کرے۔

حسنؒ بصری :- نبی اکرم صلعم نے فرمایا: سنو! کیا میں تم کو بدترین
چور نہ بتاؤں؟ صحابہ بولے: یا رسول اللہ! بدترین چور کون ہے؟
اسے ہمیں ضرور بتائیے، فرمایا: بدترین چور وہ ہے جو نماز میں رکوع
اور سجدے کو پورا ادا نہیں کرتا۔

سلمان فارسی :- نماز ایک پیمانہ ہے پھر جو پیمانہ بھر دے اس کے
لئے نماز ہے اور جو بھر کر نہ دے تو تم کو معلوم ہی ہے کہ حق تعالےٰ نے
ایسے لوگوں کے بارے میں کیا فرمایا ہے (یعنی پیمانہ بھر کر نہ دینے
والوں کے لئے ویل ہے)

عبد اللہ بن علی یا علی بن شیبان (آپ وفد میں آنے والوں میں
سے تھے) نبی اکرم صلعم نے فرمایا: حق تعالےٰ شانہ اس بندے
کی نماز کو نہیں دیکھتا جو رکوع اور سجدے میں اپنی پشت سیدھی نہیں کرتا

حضرت ابو ہریرہؓ : ایک شخص مسجد میں آتا ہے رسول اللہ صلعم
مسجد کے ایک گوشہ میں تشریف فرما ہیں وہ شخص نماز پڑھتا ہے
پھر رسول اللہ صلعم کے پاس سے گزر کر آپ کو سلام کرتا ہے آپ
اسے سلام کا جواب دے کر فرماتے ہیں لوٹ جاؤ اور نماز پڑھو
کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی وہ واپس جاکر حسب سابق نماز پڑھتا
ہے پھر آپ کے پاس سے گزر کر آپ کو سلام کرتا ہے آپ سلام کا
جواب دے کر فرماتے ہیں لوٹ جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے
نماز نہیں پڑھی وہ شخص لوٹ کر پھر حسب سابق نماز پڑھتا ہے
اور آپ کے پاس سے گزر کر آپ کو سلام کرتا ہے آپ سلام کا جواب
دے کر وہی فرماتے ہیں وہ شخص عرض کرتا ہے اس کی قسم جس نے
آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے میں اس سے بہتر نماز پڑھنا نہیں
جانتا آپ مجھے سکھا دیجئے نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جب تم نماز کے

قائما ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم اجلس
حتی تطمئن جالسا ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا
ثم ارفع حتی تطمئن جالسا ثم اصنع ذلک فی
صلاتک کلھا وفی حدیث آخر عن رفاعۃ
بن رافع رضی اللہ عنہ قال بینما نحن جلوس
حول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ دخل
رجل فاستقبل القبلۃ فصلی فلما قضی صلاتہ
جاء فسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی
قومہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ارجع فصل فانک لم تصل امرہ بذلک مرتین
اوثلاثا فقال الرجل ما اقصر ما قدرت فلا
ادری ما عبت من صلاتی فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لاتتم صلاۃ احدکم حتی یسبغ
الوضوء کما امر اللہ تعالی فیغسل وجھہ ویدیہ
الی المرفقین ویمسح رأسہ ویغسل رجلیہ
الی الکعبین ثم یکبر اللہ تعالی ویحمدہ ثم
یقرأ من القرآن ما اذن لہ فیہ ثم یکبر فیضع
کفیہ علی رکبتیہ حتی تطمئن مفاصلہ وتسترخی
ثم یقول سمع اللہ لمن حمدہ ویستوی قائما حتی
یقیم صلبہ ویأخذ کل عضو مأخذہ ثم
یکبر ویسجد ویمکن وجھہ حتی تطمئن
مفاصلہ وتسترخی ثم یکبر ویستوی قاعدا
علی مقعدہ ویقیم صلبہ فوصف صلاتہ
ھکذا اربع رکعات حتی فرغ ثم قال لاتتم
صلاۃ احدکم حتی یفعل کذلک فقد امر

ارادے سے کھڑے ہو تو اچھی طرح سے وضو کر کے قبلہ رُخ کھڑے
ہو کر اللہ اکبر کہو پھر جہاں سے آسانی قرآن پڑھ سکو پڑھو پھر رکوع
میں جاؤ حتیٰ کہ رکوع میں تم کو اطمینان حاصل ہو جائے پھر رکوع سے
سر اٹھا کر اطمینان سے سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدے میں جاؤ
حتیٰ کہ سجدے میں تم کو اطمینان حاصل ہو جائے پھر بیٹھ جاؤ حتیٰ کہ
بیٹھنے کی حالت میں تم کو اطمینان حاصل ہو جائے پھر اسی طرح پوری نماز
ادا کرو۔ رفاعہؓ بن رافع: اس حال میں کہ ہم رسول اللہ صلعم کے اردگرد
بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آتا ہے اور قبلہ رخ کھڑا ہوتا ہے
اور نماز پڑھتا ہے پھر نماز سے فارغ ہو کر آتا ہے اور نبی اکرم صلعم
کو اور آپ کے صحابہ کو سلام کرتا ہے آپ اس سے فرماتے ہیں لوٹ
جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی آپ اسے دو یا تین بار
یہی حکم فرماتے ہیں وہ عرض کرتا ہے کہ میں اپنی دانست میں کوتاہی
نہیں کر رہا مجھے پتہ نہیں چلتا کہ آپ میری نماز میں کیا چاہتے ہیں؟
رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں کہ تم میں سے کسی کی نماز مکمل نہیں ہوتی
جب تک اللہ تعالیٰ کے حکم بموجب کامل وضو نہیں کر لیتا کہ اپنا منہ
اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے اور سر کا مسح کرے اور پیر
ٹخنوں تک دھوئے پھر اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی حمد بیان کرے پھر
قرآن پاک کو حسب اجازت پڑھے پھر رکوع کرے اور دونوں ہاتھ
گھٹنوں پر رکھے حتیٰ کہ جوڑ ساکن ہو کر ڈھیلے پڑ جائیں پھر سمع اللہ
لمن حمدہ کہہ کر سیدھا کھڑا ہو جائے حتیٰ کہ اپنی پشت سیدھی کرلے
اور ہر عضو اپنی جگہ پر لوٹ جائے پھر تکبیر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور
اپنا منہ (پیشانی معہ ناک کے) زمین پر ٹکا دے حتیٰ کہ جوڑ پرسکون
اور ڈھیلے ہو جائیں پھر اللہ اکبر کہے اور سیدھا ہو کر بیٹھ جائے اور
اپنی پشت سیدھی کرلے پھر آپ نے چار رکعت نماز کی کیفیت
اسی طرح بیان فرمائی پھر فارغ ہو کر فرمایا کہ تم میں سے کسی کی نماز

النبی صلی اللہ علیہ وسلم باتمام الصلاۃ والرکوع
والسجود واخبران الصلاۃ لاتقبل الاھکذا
وما وسعہ صلی اللہ علیہ وسلم السکوت حین
رأی الرجل یصلی صلاۃ ناقصۃ فلوجاز تاخیر
البیان عن وقت الحاجۃ وترک الانکار علی الجاھل
وتعلیمہ لسکت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وکل ذلک الی ماقد بین من قبل الصحابۃ
رضی اللہ عنہم وتجاوز عنہ فلما بالغ فی ذلک
الانکار علیہ والتعلیم لہ دل علی وجوب ذلک
وتنبیہہ صلی اللہ علیہ وسلم من حضرہ من
الصحابۃ رضی اللہ عنہم ان یفعلوا کذلک
اذا رأوا من یفعل فی صلاتہ مثل مافعل ذلک
الرجل ویعلموا اصحابہم واصحاب اصحابہم
کیفیۃ احکام الشرع الی ان تقوم الساعۃ۔

فصل: ویجب علی المؤذن ان یصلح من
لسانہ مالایلحن فی الشھادتین ویکون عارفا
بالاوقات وان لایؤذن الابعد دخول الوقت
الا فی الفجر خاصۃ ویحتسب باذانہ وجہ اللہ
تعالی ولا یاخذ علی اذانہ جزاء ویستقبل القبلۃ
بوجہہ فی التکبیر والشھادتین ویولی وجہہ
یمینا وشمالا فی الدعاء الی الصلاۃ واذا اذن
لصلاۃ المغرب جلس بین الاذان والاقامۃ
جلسۃ خفیفۃ ویکرہ لہ ان یؤذن وھو
جنب او محدث ولا ینبغی لہ ان یشق الصفوف
اذا فرغ من الاقامۃ لیقوم فی الصف الاول

پوری نہیں ہوتی جب تک ایسا نہ کرے۔ اس حدیث میں نبی اکرم صلعم
نے نماز کو اور رکوع وسجدے کو پورا کرنے کا حکم فرمایا اور بتایا
کہ نماز اسی طرح مکمل ہوتی ہے اور اس شخص کو ناقص نماز پڑھتا
ہوا دیکھ کر آپ کو خاموشی کی گنجائش نہیں ملی اگر وقت ضرورت
سے تعلیم کو پیچھے ہٹانا اور جاہل کو نہ ٹوکنا اور اسے تعلیم نہ دینا
جائز ہوتا تو نبی اکرم صلعم خاموش ہو جاتے اور اس سے قبل
صحابہ کو جو نماز سکھائی گئی تھی اسے کافی سمجھتے اور اس شخص
سے درگزر کرتے لیکن جب آپ نے اس پر پُرزور انکار کیا اور
اسے نماز کی تعلیم دی تو معلوم ہوا کہ ایسا واجب ہے اور موجود
صحابہ کرام رض کو تنبیہہ مقصود تھی کہ وہ بھی اسی طرح
تبلیغ کیا کریں۔ جب کسی کو ناقص نماز پڑھتا ہوا دیکھیں
اور صحابہ اپنے اصحاب اور وہ اپنے اصحاب کو اسی طرح
قیامت تک سلسلہ وار دینی مسائل کی تعلیم دیتے رہیں (تاکہ دین
قائم رہے)۔

مؤذن کے فرائض مؤذن پر لازم ہے کہ زبان اس قدر
درست کرے کہ شہادتین میں غلطی نہ کرے اور نماز کے اوقات کو
پہچانتا ہو تاکہ وقت ہو جانے کے بعد ہی اذان دے البتہ فجر کی اذان
.... خصوصی طور پر وقت سے پہلے جائز ہے۔ مؤذن
اللہ کی رضا کی نیت سے اذان دے اور اذان پر اُجرت نہ لے اور
تکبیر و شہادتین کے زمانہ میں قبلہ کی طرف منہ کئے رہے اور حی علی
الصلوٰۃ، حی علی الفلاح کے وقت دائیں بائیں منہ پھیر لے اور مغرب
کی اذان دے کر ذرا سی دیر بیٹھ جائے جنابت کی اور حدث
اصغر کی حالت میں اذان دینا مکروہ ہے اور تکبیر کہنے کے لئے
صفوں کو چیر کر پہلی صف میں جا کر کھڑا ہونا مؤذن کو لائق
نہیں بلکہ جہاں اذان دی ہے وہیں کھڑا ہو یہ دوسری بات ہے کہ

ولا ینبغی له ان یقیم فی غیر موضع الاذان الا
ان یشق علیه مثل ان یکون قد أذن فی منارة
فانه یقیم مواضع الصلاة او حیث تیسر له۔

فصل: فرحم الله من اقبل علی صلاته
خاشعا خاضعا ذلیلا لله عزوجل خائفاً واعیاً
راغباً وجلاً مشفقاً راجیاً وجعل اکثر همته
فی صلاته لربه تعالی ومناجاته ایاه وانتصابه
بین یدیه قائماً وقاعداً وراکعاً وساجداً
وفرّغ لذلك قلبه وثمرة فؤاده واجتهد
فی اداء فرائضه فانه لایدری هل یصلی
صلاة بعد التی هو فیها او یعاجل علیه
بوفاته قبل ذلك فقام بین یدی ربه عزوجل
محزونا مشفقا یرجو قبولها ویخاف ردها
ان قبلها سعد وان ردها شقی فما اعظم
خطرك یا ایها المؤمن المتحلی بانوار الاسلام
فی هذه الصلاة وفی غیرها من عملك وما
اولاك من الهم والحزن والخوف والوجل
فیها وفیما سواها مما افترض الله تعالی
علیك انك لاتدری هل قبلت منك صلاة
او حسنة قط ام لا وهل غفرت لك سیئة
ام لا وانت علی ذلك ضاحك فرح غافل
منتفع بالعیش کیف وقد جاء الیقین من
مخبر صادق امین انك وارد النار فقال جل
وعلا وان منکم الا واردها ولم یأتك
الیقین انك صادر عنها فمن احق بطول البکاء

وہاں کھڑا ہونا دشوار ہو مثلاً منارہ پر چڑھ کر اذان دی ہو تو
اس صورت میں جہاں کہیں صف میں آسانی سے جگہ مل جائے کھڑا
ہو جائے اور تکبیر کہے۔

نمازی کے اوصاف اس پر اللہ تعالیٰ کی بڑی مہربانی ہے
جو نماز میں خشوع و خضوع اور اللہ کے سامنے اپنی ذلت کا
اظہار کرتا ہے اللہ سے ڈرتا رہتا ہے نماز کے آداب و شروط
پیش نظر رکھتا ہے، شوق و رغبت کے ساتھ دل لگا کر نماز پڑھتا
ہے اللہ سے خوف زدہ اور سہما سہما رہتا ہے اور اس کی رحمت
کی امید و آس باندھے رہتا ہے اور اپنے رب کے آگے نماز و
مناجات میں دل و دماغ کو حاضر کر کے لگا رہتا ہے اور حق تعالے
کے سامنے ادب و احترام کے ساتھ کبھی کھڑا ہے تو کبھی رکوع
میں ہے اور کبھی سجدے میں ہے اور دنیا سے کٹ کر اپنا دل نماز ہی
میں لگائے رکھتا ہے اور دل سے دوسرے تمام خیالات نکال
پھینکتا ہے اور فرائض ادا کرنے میں سرگرم و مستعد رہتا ہے
کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ موجودہ نماز کے بعد اسے کوئی اور نماز
نصیب ہو گی یا نہیں ہو سکتا ہے کہ اور نماز کے وقت سے پہلے
ہی موت آ کر گلا دبا لے اس لئے یہ غمگین و سہما سہما سا اپنے
پروردگار کے آگے کھڑا ہوتا ہے۔ قبولیت کی آس باندھے
رہتا ہے اور اس پر نماز کا منہ پر مارے جانے کا ڈر بھی سوار
رہتا ہے اگر حق تعالے شرف قبولیت عطا فرمائے زہے قسمت
اور اگر رد فرما دے تو بدنصیبی ہے لہٰذا اے مومن جو انوار اسلام
سے جگمگا رہا ہے نماز میں اور دیگر اعمال میں تجھے کس قدر اہم کام
درپیش ہے اور ان اعمال میں اور نماز میں اور نماز سے قبل تجھ
پر حق تعالے نے جو فرائض مقرر کئے ہیں ان میں حق تعالیٰ نے جو
فکر فرائض کا احساس اور خوف و دہشت تجھ کو عطا فرمایا ہے

وطول الحزن منك حتى يتقبل الله منك ثم مع
ذلك لا تدري لعلك لا تصبح اذا امسيت
ولا تمسي اذا اصبحت فمبشر بالجنة ام مبشر
بالنار فحقيق ان لا تفرح باهل ولا ولد ولا
مال وان العجب كل العجب من طول غفلتك
وطول سهوك عن هذا الامر العظيم وانت
تساق سوقا حثيثا في كل يوم وليلة وفي كل
ساعة وطرفة عين فتوقع اجلك ولا تغفل
عن هذا الخطر العظيم الذي قد اظلك فانك
لابد ذائق الموت ولاقيه ولعله ينزل بساحتك
في صباحك او مسائك اثر ما تكون عليها
اقبالا فانك قد اخرجت من ذلك كله و
سلبته فاما الى الجنة واما الى نار انقطعت
عنها الصفات وقصرت العبارات والحكايات
عن بلوغ حقيقة وصفها ومعرفة قدرها
والنزاع عن ابهاد الاحاطة بغاية خبرها
قال العبد الصالح رحمه الله عجبت للنار
كيف نام هاربها وعجبت للجنة كيف نام
طالبها فوالله لئن كنت خارجا من الهرب
والطلب لقد هلكت هلاكا بينا وعظم
شقاؤك وطال حزنك وبكاؤك غدا مع
الاشقياء المعذبين ولئن زعمت انك هارب
طالب فلا تغرنك الاماني والعجب بما انت
متحل به فدونك الجد والاجتهاد واحذر
النفس والشيطان فان مذهبهما دقيق و

کس قدر اہم اور ضروری ہے کیونکہ تجھے معلوم نہیں کہ تیری نماز یا کوئی دوسرا
نیک عمل قبولیت کا شرف حاصل کر چکا ہے یا نہیں ؟ اور کیا تیرے گناہ
معاف کئے جا چکے ہیں یا نہیں ؟ حالانکہ تو خوش و خرم اور ہنس مکھ
ہے اور بے خبر ہے اور دنیوی زندگی سے فائدہ اٹھا رہا ہے انجام کی
خبر اللہ ہی کو ہے تجھے سچے خبر دینے والے ایک امین نے خبر دی ہے
کہ تو جہنم میں وارد ہونے والا ہے چنانچہ قرآن پاک میں ہے کہ تم میں سے
ہر شخص جہنم میں وارد ہونے والا ہے اور تیرے پاس کوئی ایسی یقینی
اطلاع نہیں آئی کہ تو گھسنے کے بعد اس سے نکل بھی جائے گا لہٰذا تجھ
سے زیادہ طویل آہ و بکا اور طویل پریشانی کا کون حقدار ہے ؟
تاکہ حق تعالٰی کو تجھ پر رحم آئے اور وہ تیری گریہ وزاری قبول فرما
لے پھر تجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ تو صبح کے بعد شام کو یا شام کے
بعد صبح کو پائے گا اور تجھے جنت کی بشارت دی جائے گی یا جہنم کی لہٰذا
تجھے اہل و عیال سے اور مال و منال سے خوش ہونے کا کیا حق حاصل
ہے اور اس امر عظیم سے تیری طویل غفلت و تساہل پر جس قدر بھی
حیرت کی جائے کم ہے حالانکہ تیری زندگی رات دن بلکہ ہر گھڑی اور ہر
لمحہ تیزی سے گھٹتی جا رہی ہے ؎
غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی ٭ خالق نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی
لہٰذا اے بے خبر اپنی موت کے لئے ہر وقت تیار رہ اور اس اہم اور
عظیم موت سے غافل نہ ہو جو ہر وقت تیرے سر پر منڈلا رہی ہے
کیونکہ تجھے ایک نہ ایک دن ضرور موت آنی ہے اور جان کسی نہ کسی دن
ضرور جانی ہے شاید موت تجھے تیرے بستر ہی پر صبح یا شام میں
آ جائے جو آنے والوں میں سب سے بدترین ہے اور موت تجھ سے
یہ ساری چیزیں چھین لے گی پھر تو یا تو جنت کی طرف لے جایا جائے
گا یا جہنم کی طرف جس کے ہولناک عذاب بیان سے باہر ہیں نہ عبارتوں
میں سما سکتے اور نہ ان کے احوال کے حقائق کو تمثیلات گھیر سکتی ہیں

غائلتهما شديدة ومكايدهما خبيثة واحذر
الدنيا لئلا تاخذك بزينتها وتخدعك باباطيلها
وكذبها وخضرتها ونضرتها وقد جاء فى الحديث
عن سيد البشر ان الدنيا تغر وتمر وتضر قال الله
عزوجل فلا تغرنكم الحياة الدنيا ولا يغرنكم
بالله الغرور فالغرور هو الشيطان الرجيم الله الله
ثم الله احذر الهلاك والردى احفظ الصلاة
وماسواها من الاوامر وانته عن المناهى اجمع
وذر الاثم ماظهر منه ومابطن وسلم الى ربك
جميع المقدور فيك وفى غيرك وانقد لربك
بطاعته فيما امرك ونهاك ولا تنفر منه
بارتكابك مانهاك عنه ولا تسخطه عليك
باعتراضك عليه فى تدبيره فيك ونزل رضاك
عنه فيما قسم لك من الاقسام والارزاق
وفعل فيك من الافعال ماطوى عنك مصالحها
واخفى عنك عواقبها وما سيظهر لك من
اطيب ثمارها ومنافعها قال عز من قائل
وعسى ان تكرهوا شيئا وهو خير لكم وعسى
ان تحبوا شيئا وهو شر لكم والله يعلم وانتم
لا تعلمون وكن ابدا طائعا لمولاك راضيا
بقضائه صابرا على بلائه شاكرا لآلائه
داعيا باسمائه ذاكرا لانعمه وآياته موافقا
لفعله ومراده غير متهم له فى تدبيره فيك
وفى خلقه حتى تاتيك الوفاة فتتوفى مع الطيبين
وتحشر مع النبيين وتدخل جنات النعيم برحمة

اور نہ ان کی مقدار کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور نہ ان کی انواع کا
اللہ کا ایک نیک بندہ کہتا ہے : تعجب ہے کہ آگ سے بھاگنے والے کو
کیسے نیند آتی ہے اور اس پر بھی تعجب ہے کہ جنت کا طلبگار کیسے
سوتا ہے یعنی پہلے کو غم کی وجہ سے اور دوسرے کو خوشی کی وجہ سے نیند
نہیں آنی چاہیئے اللہ کی قسم اگر تو جہنم کے خوف سے اور جنت کی طلب
سے غافل ہوا تو تو یقیناً ہلاک ہوا اُف ! اس حالت میں تیری
بدنصیبی کا کیا ٹھکانہ ؟ اور تیری پریشانی اور گریہ و زاری کی کیا
حد و غایت ؟ کیونکہ کل قیامت کے دن تو بھی عذاب دئے جانے
والے بدبختوں کے ساتھ ہوگا اور اگر تیرا یہ گمان ہے کہ مجھے جہنم کا
خوف بھی ہے اور جنت کی طلب بھی تو تجھے تیری گوناگوں تمنائیں
دھوکہ میں نہ ڈالیں اور ان عملوں پر جن سے تو آراستہ ہے
ناز نہ کر اور دوڑ دھوپ اور کوشش میں لگا رہ اور نفس امّارہ
اور شیطان سے بچ کر رہ کیونکہ ان کے راستے انتہائی باریک ہیں اور
ان کی ہلاکت و آفت سخت ہے اور ان کے مکر و فریب شرمناک
و گندے ہیں اور دنیا سے کنارہ کش رہ تا کہ دنیا تجھے اپنی زینت
دکھا کر اپنی گرفت میں نہ لے لے اور اپنی دل فریبیوں، باطل لذتوں
ناپائیدار مزوں اور تازگی و سبزی میں نہ پھانسے ایک حدیث میں آتا
ہے کہ سید الانبیاء والمرسلین رحمۃ العالمین اور خاتم النبین نے
فرمایا کہ دنیا دھوکا دیتی ہے اور تمہارے پاس سے چلی جاتی ہے اور
اپنے نقصانات چھوڑ جاتی ہے حق تعالیٰ نے فرمایا : خبردار تمہیں دنیوی
زندگی دھوکا نہ دے اور اللہ کے ساتھ تمہیں شیطان دھوکہ نہ دے
غرور یعنی راندہ ہوا شیطان۔ اے اللہ کے بندے اللہ سے ڈر جا
اللہ سے خوف اور اپنے دل میں اللہ کا ڈر رکھ اپنی ہلاکت و تباہی
سے پرہیز کر نماز کی حفاظت کر اور نماز کے علاوہ تمام احکام
شرع پر عمل پیرا رہ اور ممانعتوں کے پاس بھی نہ جا ہر طرح کے گناہ

رب العالمین و مشیئة اله الاولین و الآخرین۔

فصل : واما صلاة الخاصة لايقاظ المتيقظين الخاشعين المراقبين حراس القلوب جلساء الرحمن رضوان الله عليهم وسلامه نصفتها ما روى أن يوسف بن عصام مر في جامع من الجوامع خراسان فاذا هو بحلقة عظيمة فسأل عنها فقيل له انها حلقة حاتم وهو يتكلم في الزهد والورع والخوف والرجاء فقال لاصحابه قوموا بنا نسأله عن مسئلة من امر الصلاة فان هو اجابنا عنها جلسنا اليه فوقف عليه وسلم عليه وقال رحمك الله لي مسألة قال له حاتم سل قال اسألك عن امر الصلاة فقال له حاتم تسألني عن معرفتها او عن ادبها قال فصارت مسألتين وجب لهما جوابان فقال يوسف اسالك عن ادبها فقال حاتم هو ان تقوم بالامر وتمشي بالاحتساب وتدخل بالنية وتكبر بالتعظيم وتقرأ بالترتيل وتركع بالخشوع وتسجد بالتواضع وتتشهد بالاخلاص وتسلم بالرحمة فقال اصحاب يوسف سله عن معرفتها فسأله فقال حاتم هو ان تجعل الجنة عن يمينك والنار عن شمالك والصراط تحت قدميك والميزان تحت عينيك والرب عزوجل كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك فقال يوسف يا شاب منذ كم تصلي هذه الصلاة قال منذ عشرين سنة فقال

چھوڑ دے خواہ ظاہری ہوں یا چھپے ہوئے اور اپنے اور غیروں کے تمام مقدرات کو اللہ کے حوالے کر دے اور اوامر و نواہی میں حق تعالیٰ کی اطاعت کر کے اپنی جان چھڑا لے اور گناہوں کا ارتکاب کر کے اللہ کو نفرت نہ دلا اور اسکی تدبیر و تصرف میں اعتراض کر کے اس کا غصہ نہ بھڑکا اور جو کچھ قسام ازل نے تیری تقدیر میں لکھ دیا ہے اس پر راضی رہ کیونکہ تجھ سے ہر کام کی مصلحت پوشیدہ رکھی گئی ہے اور ہر کام کا انجام چھپا دیا گیا ہے عنقریب تیری نیکیوں کے پاکیزہ پھل اور میٹھے ثمرات ظاہر ہونیوالے ہیں حق تعالیٰ نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں ناپسند ہو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور ایک چیز تمہیں پسند ہو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بُری ہو (ہر چیز کی مصلحت) اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔ ہمیشہ اپنے آقا کا مطیع و منقاد رہ اس کی قضاء و قدر پر خوش رہ، مصائب پر صابر اور نعمتوں پر شاکر رہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا ورد رکھ اور اس کی نعمتوں اور نشانیوں کو ہمیشہ یاد رکھ اس کے افعال و مرادات کے موافق رہ اور اپنے اور تمام مخلوق کے سلسلہ میں اسکی تدبیر پر اتہام نہ لگا حتیٰ کہ تجھے موت آجائے اور تو اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ بندوں کی فہرست میں شامل کر لیا جائے اور تیرا انبیائے کرام کے ساتھ حشر ہو اور تو رب العالمین کی مہربانی سے اور تمام اگلوں اور پچھلوں کے معبود کی مشیت سے نعمتوں والی جنتوں میں داخل ہو۔

خواص کی نماز جو اللہ کے مقرب و خاص بندے ہیں، اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں بیدار رہتے ہیں اپنے نفسوں سے محاسبہ کرتے رہتے ہیں دلوں کی نگرانی رکھتے ہیں اور رحمٰن کی مجلس کے ہمنشین ہیں حق تعالیٰ کی ان پہ رضا اور سلامتی ہو، ان کی نماز مخصوص ہے جس کی صفت مندرجہ ذیل ہے منقول ہے کہ ایک دفعہ یوسف بن عصام خراسان کی کسی جامع مسجد سے ایک بڑے حلقہ کے پاس سے گزرتے ہیں پوچھتے ہیں کہ یہ حلقہ کس کا ہے؟ لوگ بتاتے ہیں کہ یہ ذاکرین کا حلقہ حاتم اصم کا ہے اور حاتم زہد و پرہیزگاری اور خوف و رجا پر وعظ فرما رہے ہیں یہ سُن کر آپ اپنے ساتھیوں سے

یوسف لاصحابہ قوموا بنا نقضی حتی نعید صلاۃ خمسین سنۃ ثم التفت الیہ فقال لہ من این لک ھذا قال من کتبک التی کنت تملیھا علینا وحدیث ابی حازم الاعرج رحمہ اللہ یلیق بھذہ الجملۃ فنذکرہ وذلک ان اباحازم رحمہ اللہ قال لقینی رجل من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا علی ساحل البحر فقال لی یا اباحازم اتحسن ان تصلی قلت وکیف لا احسن ان اصلی وانا بصیر بالفرائض وما استن بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لی یا اباحازم ما الفرض علیک قبل قیامک الی الصلاۃ فقلت ستۃ قال وما ھی قلت الطھارۃ والاستتار واختیار موضع الصلاۃ والقیام الی الصلاۃ والنیۃ والتوجہ الی القبلۃ قال لی یا اباحازم فبای نیۃ تخرج من بیتک الی المسجد قلت بنیۃ الزیارۃ قال فبای نیۃ تدخل المسجد قلت بنیۃ العبادۃ قال فبای نیۃ تقوم الی العبادۃ قلت بنیۃ العبودیۃ مقرا لہ بالعبودیۃ قال فاقبل علی وقال یا اباحازم بم تستقبل القبلۃ قلت بثلاث فرائض و سنۃ قال وما ھی قلت التوجہ الی القبلۃ فرض والنیۃ فرض والتکبیرۃ الاولی فرض ورفع الیدین سنۃ قال فکم من التکبیر علیک فرض وسنۃ قلت اصل التکبیر اربع

کہتے ہیں آؤ ہم حاتم کے پاس جاکر نماز کے بارے میں ان سے ایک مسئلہ پوچھیں اگر وہ اس کا صحیح صحیح جواب دیدیں گے تو ہم بھی انکی مجلس وعظ میں بیٹھ جائیں گے چنانچہ آپ حاتم کے سامنے جاکر کھڑے ہو جاتے ہیں اور انہیں سلام کرکے ان سے پوچھتے ہیں کہ آپ اللہ کی رحمت میں گھرے رہیں میں ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں حاتم فرماتے ہیں: پوچھو، کہتے ہیں میں نماز کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں حاتم پوچھتے ہیں کہ نماز کی معرفت کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو یا نماز کے آداب میں اس صورت میں دو مسئلے ہونگے اور مجھے دونوں کا جواب دینا پڑیگا یوسف عرض کرتے ہیں کہ میں آداب نماز کے بارے میں پوچھتا ہوں حاتم فرماتے ہیں کہ آداب نماز یہ ہیں کہ نماز کے لئے اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ اور ثواب کی نیت سے پڑھو اور نماز کی نیت کرلو اور اللہ کی عظمت کا تصور کرکے اللہ اکبر کہہ کہ نیت باندھو اور ٹھہر ٹھہر کر قرأت کرو اور عاجزی کے ساتھ رکوع کرو اور تواضع کے ساتھ سجدہ کرو اور اخلاص کے ساتھ شہادتین ادا کرو اور رحمت کے ساتھ سلام پھیر دو۔ اصحاب یوسف نے کہا اب معرفت نماز پر روشنی ڈالئے حاتم نے فرمایا کہ دائیں طرف جنت کا تصور کرو، بائیں طرف جہنم کا، پیروں کے نیچے پل صراط کا، آنکھوں کے سامنے میزان کا اور نماز میں گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو ورنہ اللہ تو تم کو دیکھ رہا ہے یوسف پوچھتے ہیں کہ اے نوجوان! تم کب سے اس قسم کی نماز پڑھتے ہو؟ فرماتے ہیں:۔ بیس سال سے یہ سن کر یوسف اپنے ساتھیوں سے کہتے ہیں آؤ ہم کھڑے ہوں گزشتہ پچاس سال کی نمازیں قضا کریں پھر حاتم کی طرف متوجہ ہو کر پوچھتے ہیں تم نے یہ معرفت کہاں سے معلوم کی؟ فرماتے ہیں: آپکی ان کتابوں سے جن کو آپ ہمیں لکھوایا کرتے تھے۔

ابوحازم اعرج کی حدیث اس واقعہ کے مناسب ہے اس لئے ہم اسے بھی ذکر کئے دیتے ہیں۔

ابوحازم :۔ مجھ سے ساحل سمندر پر ایک صحابی ملے اور انھوں نے مجھ سے پوچھا: ابوحازم! نماز کے لئے کھڑے ہونے سے پہلے تم پر کیا فرض

وتسعون تكبيرة منها خمس فرض والباقي
كلها سنة قال فبم تستفتح الصلاة قلت بالتكبير
قال فما برهانها قلت قراءتها قال فما جوهرها
قلت تسبيحها قال فما احياؤها قلت خشوعها
قال فما الخشوع قلت النظر الى موضع السجود قال
فما وقارها قلت السكون قال فما تحريمها
قلت التكبير قال فما تحليلها قلت التسليم قال
فما شعارها قلت التسبيح عند انقضائها قال
فما مفتاح ذلك كله يا ابا حازم قلت الوضوء
قال فما مفتاح الوضوء قلت التسمية قال فما
مفتاح التسمية قلت النية قال فما مفتاح
النية قلت اليقين قال فما مفتاح اليقين قلت
التوكل قال فما مفتاح التوكل قلت الخوف قال
فما مفتاح الخوف قلت الرجاء قال فما مفتاح
الرجاء قلت الصبر قال فما مفتاح الصبر قلت
الرضا قال فما مفتاح الرضا قلت الطاعة قال
فما مفتاح الطاعة قلت الاعتراف قال فما
مفتاح الاعتراف قلت الاعتراف بالوحدانية
والربوبية قال فبم استفدت ذلك كله قلت
بالعلم قال فبم استفدت العلم قلت بالتعلم
قال فبم استفدت التعلم قلت بالعقل قال
فبم استفدت العقل قلت العقل عقلان
عقل تفرد الله بصنعه دون خلقه وعقل
يستفيده المرء بتاديبه ومعرفته فاذا اجتمعا
جميعا عضد كل واحد منهما صاحبه قال

ہے؟ میں نے کہا چھ فرض ہیں، پوچھا: کیا کیا؟ میں نے کہا وضو[۱]، ستر[۲]، نماز کے لئے جگہ کا انتخاب[۳]، نماز کے لئے کھڑا ہونا[۴]، نماز کی نیت[۵] اور قبلہ کی طرف رُخ کرنا[۶]، پوچھا: ابوحازم! تم اپنے گھر سے مسجد میں جانے کے لئے کس نیت سے نکلتے ہو؟ میں بولا: زیارت کی نیت سے، پوچھا: مسجد میں کس نیت سے جاتے ہو؟ میں بولا: عبادت کی نیت سے، پوچھا: عبادت کے لئے کس نیت سے کھڑے ہوتے ہو؟ میں بولا رب کی ربوبیت اور اپنی عبودیت کی نیت سے فرماتے ہیں: پھر انھوں نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ابوحازم! کیا خیال کر کے قبلہ رخ کھڑے ہوتے ہو؟ میں بولا: تین فرضوں کا اور ایک سنت کا، پوچھا وہ کیا کیا ہیں؟ میں نے کہا: قبلہ کی طرف رُخ کرنا فرض ہے، نیت فرض ہے اور تکبیر تحریمہ فرض ہے اور دونوں ہاتھوں کا اٹھانا سنت ہے، پوچھا: تم پر کتنی تکبیریں فرض ہیں اور کتنی سنت ہیں؟ میں نے کہا اصل تکبیریں ۹۴ ہیں جن میں سے پانچ فرض ہیں اور باقی تمام سنت ہیں، پوچھا: تم کس چیز سے نماز شروع کرتے ہو؟ میں نے کہا: تکبیر سے۔ پوچھا: نماز کی دلیل کیا ہے؟ میں نے کہا: قرآن پاک کی تلاوت، پوچھا: نماز کا جوہر کیا ہے؟ میں نے کہا: تسبیح، پوچھا: نماز کا زندہ کرنا کیا ہے؟ میں نے کہا: خشوع، پوچھا: خشوع کیا ہے؟ میں نے کہا: سجدہ گاہ پر نگاہ رکھنا پوچھا: نماز کا وقار کیا ہے؟ میں نے کہا: سکون، پوچھا: نماز کی تحریم کیا ہے؟ میں نے کہا تکبیر کہنا، پوچھا تحلیل کیا ہے؟ میں نے کہا: سلام پھیرنا، پوچھا: نماز کا شعار کیا ہے؟ میں نے کہا: نماز سے فارغ ہو کر سبحان اللہ کہنا، پوچھا: ابوحازم! ان تمام کی چابی کیا ہے؟ میں نے کہا: وضو، پوچھا: وضو کی چابی کیا ہے؟ میں نے کہا: بسم اللہ پڑھنا، پوچھا: بسم اللہ کی چابی کیا ہے؟ میں نے کہا: نیت، پوچھا: نیت کی چابی کیا ہے؟ میں بولا: یقین، پوچھا: یقین کی چابی کیا ہے؟ میں بولا

فبما استفدت ذلك كله قلت بالتوفيق وفقنا
الله واياك لما يحب ويرضى ثم قال والله لقد
اكملت مفاتيح الجنة فما الفرض عليك وما
فرض الفرض وما فرض يؤدي الى فرض وما السنة
الداخلة في الفرض وما سنة يتم بها الفرض
قلت اما الفرض فالصلاة واما فرض الفرض
فالصلاة واما فرض الفرض فالطهارة
وفرض يؤدي الى فرض اخذك الماء بيمينك
الى شمالك واما السنة الداخلة في الفرض
فتخليك الاصابع بالماء وسنة يتم بها الفرض
فهي الختان فقال ما ابقيت على نفسك حجة
يا ابا حازم فكم فرض وسنة عليك في اكل
الطعام قلت هل في اكل الطعام فرض و
سنة قال نعم اربعة فرض واربعة سنة
واربعة مكرمة فاما الفرض فالتسمية
والحمد والشكر ومعرفة ما اطعمك الله
واما السنة فاتكاؤك على فخذك الايسر
والاكل بثلاث اصابع وشد المضغ ولعق
الاصابع واما المكرمة فغسل اليدين
وتصغير اللقم والاكل مما يليك وان تقل
النظر الى جليسك هكذا كان يفعل رسول
الله صلى الله عليه وسلم۔

رجاء، پوچھا: رجاء کی چابی کیا ہے؟ میں بولا: صبر، پوچھا صبر کی
چابی کیا ہے؟ میں بولا: رضا، پوچھا رضا کی چابی کیا ہے؟ میں بولا:
اطاعت، پوچھا: اطاعت کی چابی کیا ہے؟ میں بولا: اعتراف، پوچھا
اعتراف کی چابی کیا ہے؟ میں بولا: توحید الوہیۃ و ربوبیۃ کا اقرار،
پوچھا: یہ تمام باتیں تم نے کہاں سے معلوم کیں؟ میں نے کہا: علم سے،
پوچھا: علم کس طرح سیکھا؟ میں نے کہا: پڑھ کر، پوچھا: پڑھنا
کیسے سیکھا؟ میں نے کہا: عقل سے، پوچھا عقل کیونکر حاصل کی؟ میں نے
کہا: دو عقلیں ہیں ایک عقل حق تعالیٰ نے پیدا کی جس میں وہ منفرد ہے
اور ایک عقل انسان آدابِ معرفت سے حاصل کرتا ہے پھر جب یہ
دونوں عقلیں جمع ہو جاتی ہیں تو دونوں میں سے ہر ایک دوسری کو قوت
پہنچاتی ہے پوچھا: یہ تمام باتیں کس طرح حاصل کیں؟ میں نے کہا:
توفیق سے، حق تعالیٰ شانہ ہمیں اور تمہیں ان کاموں کی توفیق عطا
فرمائے جن کو وہ پسند کرتا ہے اور جن سے خوش ہوتا ہے، پھر فرمایا:
اللہ کی قسم! تم نے جنت کی کنجیاں پوری پوری حاصل کر لیں، اچھا
بتاؤ تم پر فرض کیا ہے؟ اور وہ فرض کیا ہے اور فرض کا فرض کیا ہے اور وہ فرض
کیا ہے جو فرض تک پہنچادے؟ اور وہ سنت کیا ہے جو فرض میں داخل ہے اور وہ سنت کیا ہے
جس سے فرض کی تکمیل ہوتی ہے؟ میں نے کہا: فرض تو نماز ہے، اور فرض کا
فرض پاکی ہے اور وہ فرض جو فرض تک لیجاتا ہے یہ ہے کہ تم سیدھے ہاتھ
سے پانی لیکر بائیں ہاتھ پر ڈالو۔ اور جو سنت فرض میں داخل ہے وہ یہ ہے
کہ پانی سے انگلیوں میں خلال کرتا ہے اور جس سنت سے فرض کی تکمیل
ہوتی ہے وہ ختنہ کرانا ہے۔ فرمایا: ابوحازم! تم نے اپنے نفس پر کوئی
حجت باقی نہیں چھوڑی، اچھا بتاؤ کھانا کھانے کے سلسلہ میں کتنے فرض
ہیں اور کتنی سنتیں ہیں؟ میں نے پوچھا: کیا کھانے کے سلسلہ میں بھی فرائض و سنن ہیں؟ فرمایا: ہاں، چار فرض ہیں چار سنتیں ہیں اور چار چیزیں مستحب ہیں فرض
بسم اللہ پڑھنا، الحمد للہ کہنا، شکر ادا کرنا اور اس نعمت کو پہچاننا جسے حق تعالیٰ نے تم کو کھلایا ہے اور سنتیں بائیں ران پر ٹیک لگا کر بیٹھنا، تین انگلیوں سے
کھانا، نوالوں کا خوب چبانا اور انگلیوں کا چاٹنا ہے اور مستحبات ہاتھ دھونا، چھوٹے چھوٹے نوالے لینا، سامنے سے کھانا اور اپنے رفقاء کی طرف نگاہ نہ

اٹھانا ہے اسی طرح رسول اللہ صلعم کیا کرتے تھے۔

سولھواں باب

نمازِ جمعہ، نمازِ عید و بقرعید، نمازِ استسقاء، نمازِ کسوف و خسوف، نمازِ قصر، نمازِ جمع، نمازِ جنازہ

فصل : اما صلاۃ الجمعۃ فالاصل فی وجوبھا قولہ تعالی یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلاۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ، وذروا البیع وقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ فرض علیکم الجمعۃ فی یوم الجمعۃ وقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ترک الجمعۃ ثلاثا من غیر عذر طبع اللہ علی قلبہ فکل من لزمتہ الصلوات الخمس یلزمہ فرض الجمعۃ اذا کان مستوطنا مقیما ببلد او قریۃ جامعۃ فیھا اربعون رجلا عقلاء بلغاء احرارا و ان کانت قریۃ لیس فیھا اربعون رجلا وکان من حیث یسمع النداء من قریۃ اخری او مدینۃ بینھما فرسخ وجب علیھا اتیانھا ولا یسعہ التخلف عنھا الا ان یکون لہ عذرا و فانہ یعذر فی ترکھا وترک الجماعات فی بقیۃ الصلوات مثل ان یکون مریضا او یکون لہ مال

نمازِ جمعہ نماز جمعہ فرض ہے قرآن حکیم میں ہے کہ اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف چل کر جاؤ اور کاروبار چھوڑ دو (امر کا صیغہ وجوب کے لئے ہوتا ہے اس لئے اس آیت کی رو سے جمعہ واجب ہے) علاوہ ازیں نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے جمعہ کے دن تم پر نماز جمعہ فرض فرما دی ہے، ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو بلا عذر کے تین جمعے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے لہٰذا ہر اس شخص پر جس پر پنجگانہ نمازیں فرض ہیں جمعہ بھی فرض ہے اگر وہ اپنے وطن میں ہو یا کسی دوسرے شہر میں ٹھہر گیا ہو یا ایسے گاؤں میں ٹھہرا ہوا ہو جہاں چالیس عاقل بالغ اور آزاد مرد ہوں لیکن اگر کسی گاؤں میں چالیس سے کم آدمی ہوں اور وہ گاؤں ایسی جگہ ہو جہاں دوسرے گاؤں سے اذان کی آواز آتی ہو یا ایسے گاؤں میں ہو کہ اس میں اور شہر میں تین میل کا فاصلہ ہو تو اس پر جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آنا واجب ہے اور نہ آنے کی گنجائش نہیں ہاں معقول عذر ہی ہو تو دوسری بات ہے مثلاً بیمار ہو یا مال ہو اور تنہا چھوڑنے میں اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو یا کسی عزیز کی موت کا ڈر ہو کہ کہیں میرے جانے کے بعد وہ مر نہ جائے یا تقاضائے حاجت میں مشغول ہو یا کھانا چنا ہوا ہو

يخاف ضياعه او قريب يخاف موته فى غيبته او يدافعه الاخبثان البول والغائط او احدهما او حضرة الطعام وبه حاجة اليه او يخاف من سلطان ان ياخذه او غريم يلازمه ولا شیء معه يعطيه او يكون مسافرا يخاف فوات القافلة او يخاف ضررا فى ماله او يرجو وجوده يتخلفه عن الجمعة والجماعة او غلبه النعاس حتى يفوته الوقت او يخاف التاذى بالمطر والوحل والريح الشديدة وهى ركعتان يصليها بعد الخطبة مع الامام فان فاتته يصلى اربعا ظهرا ان شاء وحده وان شاء بجماعة ووقتها قبل الزوال فى الوقت الذى تقام فيه صلاة العيد وقال بعض اصحابنا فى الساعة الخامسة ومن شرط انعقادها حضور اربعين رجلا ممن تجب عليهم الجمعة وفى رواية خمسون وفى رواية ثلاثة ويسن الجهر بالقراءة فيها وان تكون سورة الجمعة بعد الفاتحة فى الاولى وسورة المنافقين فى الثانية وهل يشترط اذن الامام على روايتين ومن شرطها الخطبتان وليس لها سنة قبلها واما بعدها فاقلها ركعتان واكثرها ست ركعات مروى ذلك فى حديث بعض الصحابة رضى الله عنهم عن النبى صلى الله عليه وسلم وقد قال بعض العلماء بالله عزوجل تستحب ان يصلى قبل صلاة

اور سخت بھوک ہو یا بادشاہ کی طرف سے گرفتاری کا ڈر ہو یا قرض خواہ کا ڈر ہو کہ وہ اسے چمٹ جائے گا اور اس کے پاس قرض ادا کرنے کے لئے کچھ بھی نہ ہو یا مسافر ہو اور قافلہ کے چھٹے جانے کا ڈر ہو یا مال میں نقصان کا ڈر ہو یا اگر جمعہ میں اور جماعت میں شریک نہ ہو تو حصول کی توقع ہو یا اس پر نیند کا غلبہ ہو اور غلبہ کی حالت میں جمعہ کا وقت نکل جائے یا بارش، کیچڑ اور سخت آندھی سے ایذا کا ڈر ہو تو ان حالات میں جمعہ کی نماز میں شریک نہ ہو اور ظہر پڑھ لے۔ جمعہ کی دو رکعتیں ہیں جو خطبہ کے بعد جماعت سے پڑھی جاتی ہیں اگر جمعہ ہاتھ نہ آئے تو ظہر پڑھ لے خواہ تنہا پڑھ لے یا جماعت سے پڑھ لے۔ جمعہ کا وقت قبل از زوال ہے جس وقت عید کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ ہمارے بعض علماء کا قول ہے کہ جمعہ کا وقت پانچویں ساعت ہے۔ انعقاد جمعہ کی شرط یہ ہے کہ کم از کم چالیس ایسے آدمی ہوں جن پر جمعہ واجب ہے ایک روایت کی رو سے پچاس آدمیوں کی شرط ہے اور ایک کی رو سے تین آدمیوں کی، جمعہ کی نماز میں زور سے قرأت مسنون ہے اور یہ بھی کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورہ منافقون پڑھی جائے۔

کیا جمعہ کے لئے امام کی اجازت کی شرط ہے؟ اس سلسلہ میں دو روایتیں ہیں ایک روایت کی رو سے امام کی اجازت کی شرط ہے اور دوسری روایت کی رو سے نہیں۔ نماز جمعہ سے قبل دو خطبوں کی شرط ہے، جمعہ سے پہلے جمعہ کی سنتیں نہیں، ہاں بعد میں کم از کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ چھ رکعتیں ہیں جو بعض صحابہ نے نبی اکرم صلعم سے نقل کی ہیں۔ بعض اللہ والے علماء کی رائے ہے کہ جمعہ سے قبل بارہ رکعتیں اور بعد میں چھ چھ رکعتیں مستحب ہیں خطبہ کی اذان کے بعد خرید و فروخت (یا کوئی دوسرا شغل) منع ہے کیونکہ قرآن میں حکم ہے کہ جب جمعہ کے دن جمعہ کی اذان دی جائے

الجمعة اثنتی عشرة رکعة وبعدها ست رکعات
ویجتنب البیع والشراء بعد الاذان عند المنبر
لقوله تعالیٰ اذا نودی للصلاة من یوم الجمعة
فاسعوا الی ذکر الله وذروا البیع وهذا هو
الاذان الذی کان علی عهد رسول الله صلی الله
علیه وسلم وهو واجب عندنا ولغیرها فرض
علی الکفایة وروی عنه انه سنة واما اذان
المنارة فامر به عثمان بن عفان رضی الله
عنه فی زمانه لمصلحة عامة وهی اعلام
الغائبین عن الامصار والقری فلا یبطل البیع
ولا الشراء ویستحب ان یصلی اذا دخل الجامع
وکان فی الوقت سعة اربع رکعات یقرأ
فیهن قل هو الله احد مائتی مرة فی کل
رکعة خمسین مرة فانه روی عن النبی صلی الله
علیه وسلم انه قال من فعل ذلك لم یمت
حتی یری مقعده من الجنة او یری له رواه
ابن عمر رضی الله عنهما واذا دخل الجامع
فلا یجلس حتی یصلی رکعتین قبل ان یجلس
وقد ذکرنا فضائل الجمعة وصفة الخروج
الی الجامع وجمیع ما یتعلق بذلك فیما تقدم

فصل : واما صلاة العیدین ففرض علی
الکفایة اذا قام بها جماعة من اهل
موضع سقطت عن الباقین فان اتفقوا علی
ترکها قاتلهم الامام حتی یتولوا واول
وقتها اذا ارتفعت الشمس وآخره اذا زالت

تو ذکر اللہ کی طرف جاؤ اور کاروبار چھوڑ دو۔ عہد رسالت
میں جمعہ کے خطبہ کے وقت ایک ہی اذان دی جاتی تھی، یہ اذان
ہمارے نزدیک واجب ہے اور دوسروں کے نزدیک فرض کفایہ ہے
اور بعض کے نزدیک سنت ہے۔ رہی منارہ کی اذان سو اس کا حکم
اپنے زمانہ میں ایک عام مصلحت کے طور پر حضرت عثمانؓ نے دیا تھا
تاکہ دور کے دیہاتیوں اور شہریوں کو اطلاع ہو جائے اس اذان
سے خرید و فروخت باطل نہیں ہوتی۔

اگر کوئی جمعہ والی مسجد میں آئے اور وقت میں گنجائش دیکھے
تو اسے چار رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے، ہر رکعت میں
سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ۵۰ بار پڑھے اس طرح چار
رکعتوں میں سورہ اخلاص دو سو بار پڑھی جائے گی کیونکہ نبی اکرم
صلعم سے روایت ہے؛ حضرت ابن عمرؓ: کہ آپ نے فرمایا کہ ایسا
شخص فوت نہیں ہوگا جب تک جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ
نہ لے گا، یا جب تک ٹھکانہ اس کو دکھا دیا نہ جائے گا اور
جب کوئی جامع مسجد میں جائے تو جب تک دو رکعت نماز پڑھ
نہ لے ہرگز نہ بیٹھے۔

ہم جمعہ کے فضائل اور جامع مسجد کی طرف جانے کی کیفیت اور
اس کے تمام متعلقہ مسائل اوپر بیان کر آئے ہیں۔

★

عید و بقر عید کی نماز

عید و بقر عید کی نماز فرض کفایہ ہے اگر کسی مقام کی ایک جماعت
پڑھ لے تو سب سے فرض ساقط ہو جاتا ہے اگر سب نہ پڑھنے
پر اتفاق کر لیں تو امام ان سے جنگ کرے جب تک وہ توبہ نہ
کرلیں۔

نماز عید کا اوّل وقت

نماز عید و بقر عید کا اوّل وقت

ویستحب تقدیمها فی عید الاضحی لاجل الاضحیة وتاخیرها فی عید الفطر لعدم ذلك ومن شرطها الاستیطان والعدد واذن الامام كالجمعة وعن امامنا احمد رحمه الله روایة اخری انه لا یشترط جمیع ذلك وهو مذهب الامام الشافعی رحمه الله ویستحب المباكرة الیها ولبس الثیاب الفاخرة والتطیب كما قلنا فی فضائل الجمعة من قبل والاولی ان تقام فی الصحراء وتكره فی الجامع الا لعذر ولا بأس بحضور النساء والاولی ان یكون فی خروجه ماشیا وان یرجع فی طریق اخری وقد ذكرنا العلة فی ذلك فی فضائل العیدین وینادی لها الصلاة جامعة وهی ركعتان یكبر فی الاولی بعد دعاء الاستفتاح وقبل التعوذ سبع تكبیرات وفی الثانیة قبل القراءة خمس تكبیرات یرفع یدیه مع كل تكبیرة ویقول الله اكبر كبیرا والحمد لله كثیرا وسبحان الله بكرة واصیلا وصلوات الله علی سیدنا محمد النبی وآله وسلم تسلیما فاذا فرغ من التكبیر استعاذ وقرأ الفاتحة وقرأ سبح اسم ربك الاعلی وفی الثانیة هل اتاك حدیث الغاشیة وان قرأ فی الاولی ق والقرآن المجید وفی الثانیة اقتربت الساعة وانشق القمر فهی روایة منقولة عن امامنا احمد رحمه الله وان قرأ غیر

سورج کے بلند ہونے پر ہوتا ہے اور آخری وقت زوال تک رہتا ہے بقرہ عید کے دن قربانی کی وجہ سے نماز اول وقت پڑھنا مستحب ہے اور عید کے دن قدرے تاخیر مستحب ہے کیونکہ عید الفطر کے دن قربانی نہیں ہے عید ولبقر عید کی شرطوں میں وطن میں ہونا اور نمازیوں کی مخصوص تعداد کا ہونا اور جمعہ کی طرح امام کی اجازت کا ہونا شامل ہے لیکن ہمارے امام احمدؒ سے دوسری روایت میں ایک چیز بھی شرط نہیں اور یہی امام شافعیؒ کا قول ہے عید الفطر کے دن اول وقت نماز کو جانا مستحب ہے اور یہ بھی کہ نہا دھوکر اچھا لباس پہنے اور خوشبو لگائے جیسا کہ ہم اوپر فضائل جمعہ میں بیان کر آئے ہیں۔ عیدین کا دوگانہ میدان یا صحرا میں پڑھنا اولیٰ ہے اور بلا عذر کے مسجد میں مکروہ ہے اگر عورتیں بھی حاضر ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ اولیٰ یہ ہے کہ پیدل چل کر جائے اور واپسی میں راستہ بدلدے ہم نے راستہ بدلنے کی فضائل عید میں بیان کردی ہے عیدین کی نماز کے لئے اذان نہیں ہاں اگر الصلوٰۃ جامعۃ سے اعلان کر دیا جائے تو روا ہے عیدین کی دو رکعت نماز ہے پہلی رکعت میں دعائے افتتاح کے بعد اعوذ سے پہلے سات تکبیریں ہیں اور دوسری میں قرات سے پہلے پانچ تکبیریں ہیں اور ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تکبیر یہ کہے اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا الخ یعنی اللہ سب سے بڑا ہے اور بہت بڑا ہے، اکثرت سے تمام بڑائیاں اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہیں اور میں صبح وشام اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلعم پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتیاں ہوں اور آپ کی آل پر بھی۔ تکبیروں سے فارغ ہو کر اعوذ پڑھے پھر سورہ فاتحہ پڑھ کر سورہ اعلےٰ پڑھے اور دوسری رکعت میں ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھے اگر پہلی رکعت میں سورہ قاف اور دوسری میں اقتربت الساعۃ پڑھے تو یہ بھی ایک روایت کی رو سے ہمارے امام احمدؒ سے ثابت ہے اور اگر اور سورتیں پڑھے تو وہ بھی جائز ہیں اسی طرح دعائے

ذلك جاز وكذلك في تاخير الاستفتاح الى حين القراءة روايتان احداهما يستفتح عقيب تكبيرة الاحرام والاخرى يؤخر مع التعوذ الى حين القراءة واذا صلى العيد لا يشتغل بالنوافل من الصلاة وكذلك لا يصلى قبلها بل يرجع الى اهله ويجمع شملهم بحضوره ويحسن خلقه مع اهله ويجتهد في التوسعة عليهم في النفقة لان النبي صلى الله عليه وسلم قال ايام العيد ايام اكل وشرب وبعال وهذا عام في يومي العيدين وايام التشريق وان صلوها في المسجد جاز فاذا دخل المسجد فلا يجلس حتى يصلى ركعتين تحية المسجد لقول النبي صلى الله عليه وسلم اذا دخل احدكم المسجد فلا يجلس حتى ياتي بركعتين وهذا عام في يومي العيدين وغيره وانما نص امامنا احمد على منع التنفل اذا كان في المصلى لانه مروي من غير وجه ان النبي صلى الله عليه وسلم لم يصل قبل ولا بعد وهو قول عمر وعبد الله بن عباس وابن عمر رضي الله عنهم وصلاة النبي صلى الله عليه وسلم كانت في المصلى في الجبانة ولو كانت في المسجد لما كان صلى الله عليه وسلم يترك تحية المسجد فان فاته جميع صلاة العيد استحب له قضاؤها وهو مخير في ذلك بين

افتتاح کو قرأت تک مؤخر کرنا روا ہے لیکن ایک کا تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھنا اور دوسری کا اعوذ کے ساتھ قرأت کے وقت پڑھنا قبیح ہے عید سے پہلے یا پیچھے کوئی نفلی نماز نہیں ہے بلکہ نماز سے فارغ ہو کر گھر لوٹ جائے اور گھر والوں کی مسرت و اطمینان کا باعث بنے، عید کے دن گھر والوں سے حسن اخلاق سے پیش آئے اور ان کے کھانے پینے اور لباس میں مقدور بھر فراخی کرے کیونکہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ عید کے دن کھانے پینے کے اور کھیل کود کے دن ہیں یہ حکم عام ہے جو عید بقر عید اور ایام تشریق سب کو گھیرے ہوئے ہے اگر عیدین کی نماز مسجد میں بلا عذر کے پڑھ لی جائے تو بھی نماز ہو جائے گی لیکن مسجد میں داخل ہو دوگانہ تحیۃ المسجد کا پڑھ لے کیونکہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں جائے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے یہ حکم عام ہے اور عیدین وغیرہ کو بھی شامل ہے امام احمدؒ نے نوافل پڑھنے کو صراحت سے ان لوگوں کو منع کیا ہے جو صحرا میں نماز پڑھتے ہیں کیونکہ کئی سندوں سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلعم نے نماز عید سے پہلے یا پیچھے نماز نہیں پڑھی یہی عمرؓ، ابن عباسؓ، اور ابن عمرؓ کا قول ہے اور عید و بقر عید کی نماز نبی اکرم صلعم صحرا میں پڑھا کرتے تھے اگر آپ مسجد میں عید کی یا بقر عید کی نماز پڑھتے تو کبھی تحیۃ المسجد چھوڑنے والے نہ تھے اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملے اور چھوٹ جائے تو اس کی قضا کرلے عیدین کی قضا مستحب ہے خواہ چاشت کی نماز کی طرح تکبیر زوائد کے بغیر چار رکعت پڑھ لے یا تکبیر زوائد کے ساتھ اپنے اہل و عیال اور احباب کے ساتھ دوگانہ پڑھ لے اگر کوئی ایسا کرے گا تو اجر عظیم کا مستحق ہوگا۔

نماز استسقاء نماز استسقاء مسنون ہے نماز استسقاء کے لئے امام صحراء میں جاکر لوگوں کو نماز پڑھائے یہ نماز اپنی تمام صفتوں مقام اور احکام میں عیدین کی نماز کی طرح ہے نماز استسقاء کے لئے

ان یصلی اربعا کصلاۃ الضحی بغیر تکبیر او بتکبیر کہیئتھا فیجمع اھلہ واصحابہ کل ذلک الیہ ولہ بذلک فضل کثیر۔

فصل: واما صلاۃ الاستسقاء فسنۃ تقام یخرج لھا الامام کما یخرج للعیدین منحوۃ فھی کصلاۃ العیدین فی جمیع صفاتھا و موضعھا و احکامھا ویستحب لہ التنظف والتطھر من جمیع الاحداث والاوساخ غیر انہ لا یستحب التطیب لانھا حالۃ الافتقار والتذلل وطلب الحاجۃ ولھذا یستحب الخروج الیھا بثیاب البذلۃ مع الخشوع والتضرع والاستکانۃ والانکسار والحزن وان تخرج معھم الشیوخ والعجائز والصبیان واصحاب العاھات وأن یخرجوا من المظالم والحقوق من الغصوب وغیرھا وللہ عزوجل من الزکوات والنذور والکفارات ویکثروا الصدقۃ والصیام ویجددوا التوبۃ ویعزموا علی المداومۃ علیھا الی الممات ولا یبارزوا الرب سبحانہ بکبیرۃ من الذنوب ولا صغیرۃ ویستحیوا منہ عزوجل فی الخلوات اذ لا خلوۃ منہ فلا تخفی علیہ خافیۃ فی الارض ولا فی السماء ھو عالم بالسر والخفیات وکذلک یستحب ان یتوسلوا بالزھاد والصالحین واھل العلم والفضل والدین لما روی ان عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ خرج یستسقی فاخذ بید العباس

بھی احداث و میل کچیل سے صفائی اور پاکی مستحب ہے البتہ خوشبو لگانا مستحب نہیں کیونکہ احتیاج و ذلت کی اور طلب حاجت کی حالت ہے اسی لئے مستحب ہے کہ کام کاج کے کپڑوں میں عاجزی، زاری، مسکینی، انکساری اور غم کا اظہار کرتے ہوئے نماز کے لئے نکلے اور ضعیف العمر مرد و عورت بچے، جوان اور مصیبت زدہ حضرات سب ایک میدان میں جمع ہوں اور سب حقوق العباد کو جو ان کے ذمہ ہوں ادا کر کے یا معاف کرا کر نکلیں اور اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی اگر ان کے ذمہ باقی ہوں جیسے زکوٰۃ منتیں اور کفارے وغیرہ ان سے بھی سبکدوش ہو کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوں اور خوب خیرات کریں اور روزے رکھیں اور توبہ کی تجدید کریں اور عزم بالجزم کر لیں کہ مرتے دم تک اللہ سے توبہ کرتے رہیں گے اور گناہوں سے کنارہ کش رہیں گے اور بڑے یا چھوٹے گناہ کر کے حق تعالیٰ کے عذاب کو نہ للکاریں اور خلوتوں میں بھی حق تعالےٰ سے شرمائیں کیونکہ حق تعالیٰ سے تو خلوت ناممکن ہے اس سے تو آسمان و زمین کی کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں کیونکہ وہ تو اسرار و رموز سے اور پوشیدہ سے پوشیدہ باتوں سے آگاہ ہے۔ اسی طرح مستحب ہے کہ اپنے ساتھ پارساؤں، نیکوں، دین داروں اور ارباب علم و فضل کو لے جائیں اور انہیں دعاؤں میں شامل کر لیں۔

منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ اللہ سے بارش کی دعا مانگنے کے لئے صحرا گئے اور آپ نے حضرت عباسؓ کا ہاتھ پکڑا اور قبلہ رخ کھڑے ہو کر کہا کہ اے اللہ یہ ہمارے نبی کے چچا ہیں ہم انہیں تیری طرف وسیلہ بناتے ہیں ان کی دعا قبول فرما کر ہم پر اپنی رحمت کی بارش بھیج۔ کہتے ہیں ابھی لوگ صحرا سے واپس بھی نہیں آئے تھے کہ بارش آگئی اور جل تھل ہو گئے۔ اصل میں بارش کا رک جانا اور وقت پہ نہ ہونا انسانوں کے گناہوں کی نحوست ہے اور معاصی کی سزا ہے اسی لئے جب کافر مرتا ہے اور دفن کر دیا جاتا ہے اور اس کے پاس منکر نکیر آتے ہیں اور

رضی اللہ عنہ فاستقبل القبلة فقال اللهم هذا
عم نبينا جئنا نتوسل به اليك فاسقنا به قال
فما رجعوا حتى سقوا الان منع القطر وحبسه
عقوبة ومقابلة عن شؤم معاصی بنی آدم و
لهذا اذا مات الكافر وقبر وجاءه منكر
ونكير وسالاه عن ربه ونبيه ودينه ولم
يقدر على الجواب يضربانه بمرزبة فيصيح
صيحة يسمعها الخلائق غير الجن والانس
فيلعنه كل شیء حتى شاة القصاب والسكين
على حلقها فتقول لعنة الله هذا الذی كنا نمنع
القطر لاجله وهو قوله عزوجل اولئك يلعنهم
الله ويلعنهم اللاعنون فان الآدمی اذا فسد
تعدی فساده الى كل شیء من الحيوانات واذا
صلح تعدی صلاحه الى كل شیء ففساده لمعصيته
لربه وصلاحه لطاعته له عزوجل فيصلی الامام
او نائبه بالناس ركعتين بغير اذان ولا اقامة
يكبر فی الاولى ستا سوی تكبيرة الاحرام وفی
الثانية خمسا سوی تكبيرة القيام من السجود
على ما ذكرنا فی صلاة العيد ويذكر الله
عزوجل بين كل تكبيرتين كذلك فاذا صلى
خطب بهم وان خطب قبل الصلاة جاز فی
رواية وعنه انه مخير فی ذلك ونقل عنه
رحمه الله انه ليس لها الخطبة وانما يدعو فحسب
فيفعل الامام من ذلك ما يتيسر عليه فاذا
خطب افتتحها بالتكبير كما يفعل فی خطبة

اس سے رب کے، نبی کے اور دین کے بارے میں پوچھتے ہیں اور وہ جواب
نہیں دے سکتا تو منکر نکیر اسے گرز سے مارتے ہیں اور وہ چیختا ہے جس
کی چیخیں جنوں اور انسانوں کے علاوہ اللہ کی ساری مخلوق سنتی ہے
اور ہر چیز اس پر لعنت بھیجتی ہے حتیٰ کہ جو بکری ذبح کی جانے والی
ہے اور چھری اس کے گلے پر پھیری جانے والی ہے وہ بھی کہتی ہے
اس پر اللہ کی لعنت ہو یہ وہی شخص ہے جس کی وجہ سے ہم پر بارش
روک دی جاتی تھی خود حق تعالیٰ فرماتا ہے: انہیں پر اللہ کی لعنت
ہے اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

جب انسان شر پسند ہوتا ہے تو اس کی شرارت متعدی ہوتی ہے
اور اس سے تمام حیوانات متاثر ہوتے ہیں اور اگر خیر پسند ہوتا ہے
تو اس کی خیر و برکت سے بھی حیوانات مستفید ہوتے ہیں حق تعالیٰ
کی نافرمانی فساد کی نشانی ہے اور فرماں برداری صلاح کی۔

بہر حال استسقاء کی نماز امام یا امام کا نائب پڑھائے نماز استسقاء
کی دو رکعتیں ہیں اور اس نماز میں بھی نماز عیدین کی طرح اذان و تکبیر
نہیں پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ سات تکبیریں ہیں اور دوسری میں
سجدے سے اٹھنے کی تکبیر کے علاوہ پانچ تکبیریں ہیں جیسا کہ ہم عیدین کی
نماز میں بیان کر آئے ہیں اور ہر دو تکبیروں کے درمیان ذکر اللہ کرے پھر نماز
سے فارغ ہو کر خطبہ دے، ایک روایت کی رو سے نماز سے پہلے بھی خطبہ جائز
ہے اور یہ بھی روایت ہے کہ خطیب کو اختیار ہے خواہ نماز سے پہلے خطبہ
دے یا بعد میں اور یہ بھی منقول ہے کہ خطبہ مسنون نہیں محض دعا کی جائے
غرضیکہ امام کو جس بات میں سہولت ہو وہی کرے، اگر خطبہ دے تو
عیدین کی نماز کی طرح تکبیر سے خطبہ شروع کرے اور نبی اکرم صلعم پر
کثرت سے درود بھیجے اور قرآن پاک کی یہ آیت (فقلت استغفروا ربکم
........) پڑھے، خطبہ سے فارغ ہو کر قبلہ کی طرف رخ کرے
اور چادر کو پلٹ دے یعنی چادر جو پوسیدہ ہے کندھے پر ہو سے بائیں

العید، ویکثر الصلاۃ علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ویقرأ فی خطبتہ فقلت استغفروا
ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم
مدرارا الآیات. فاذا فرغ من الخطبۃ استقبل
القبلۃ فحول رداءہ فجعل ما کان علی منکبہ
الایمن علی الایسر وما علی الایسر علی الایمن
ولا ینکسہ ولیفعل الناس کذلک ویترکونہ
حتی یرجعوا الی اھلھم فینزعونہ مع ثیابھم
یفعلونہ تفاؤلا بتحول القحط ولان السنۃ بذلک
وردت وھو ما روی عباد بن تمیم عن عمہ رضی
اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خرج بالناس یستسقی فصلی بھم رکعتین جھر
بالقراءۃ فیھما وحول رداءہ ودعا واستسقی
واستقبل القبلۃ ثم یرفع یدیہ فیستقبل القبلۃ
فیدعو بدعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم
اسقنا غیثا مغیثا مریئا ھنیئا مریعا غدقا
مجللا وروی مجللا عاما طبقا سحا دائما اللھم
اسقنا الغیث. ولا تجعلنا من القانطین اللھم
سقیا رحمۃ لا سقیا عذاب ولا محق ولا بلاء
ولا ھدم ولا غرق اللھم ان بالبلاد والعباد
والخلق من اللأواء والبلاء والجھد والضنک
ما لا نشکوی الا الیک. اللھم انبت لنا الزرع
وادر لنا الضرع واسقنا من برکۃ السماء و
انبت لنا من برکات الارض اللھم ارفع
عنا الجھد والجوع والعری واکشف عنا

کندھے پر اور جو بائیں کندھے پر ہو اسے سیدھے کندھے پر ڈال لے اور
اسے اوندھا نہ کرے تمام حاضرین بھی اپنی اپنی چادریں پلٹ لیں اور
اسی طرح پلٹے رہیں جب تک گھر نہ آئیں گھر آکر کپڑوں کے ساتھ چادریں
بھی اتار دیں ایسا نیک فال لینے کے لئے کریں تاکہ اللہ تعالیٰ قحط کو پلٹ
دے علاوہ ازیں ایسا کرنا سنت بھی ہے چنانچہ حضرت عبادہ بن تمیم
اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلعم نماز استسقاء
کے لئے لوگوں کو لے کر روانہ ہوئے پھر آپ نے انہیں دو رکعت نماز
پڑھائی اور دونوں رکعتوں میں زور سے قرأت کی اور اپنی چادر پلٹی اور
دعا مانگی اور بارش طلب کی اور قبلہ کی طرف منہ کر لیا پھر قبلہ کی طرف
منہ کر لیا پھر قبلہ کی طرف رخ کر کے دونوں ہاتھ اٹھا لئے اور اس موقعہ
پر نبی اکرم صلعم نے جو دعا مانگی تھی وہ دعا مانگے (دعا یہ ہے) اے اللہ
ہمیں ہماری دعاؤں کے نتیجہ میں مینہ سے سیراب کر جو خوش گوار، برکت والا
نباتات پیدا کرنے والا، موسلا دھار اور عالمگیر ہو، ایک روایت میں
ہے جو عالمگیر، عام روئے زمین پر پھیلنے والا، جاری اور دیر تک باقی
رہنے والا ہو، اے اللہ ہمیں بارش سے سیراب فرما اور ہمیں نامرادوں
میں شامل نہ فرما، ہمیں ایسی سیرابی عطا نہ فرما جو ہمارے لئے عذاب
بن جائے، کھیتی باڑی کو بہا لے جائے، مصیبت بن جائے ہمارے گھر
مسمار کر دے اور ڈبو دینے والی ہو، اے اللہ تمام شہروں میں،
بندوں میں اور مخلوق میں ایسی سختی، آفت، بلا، مشقت، تنگی عام
ہے جس کی شکایت تجھی سے کی جاتی ہے اے اللہ ہمارے لئے کھیتی پیدا
فرما اور ہمارے جانوروں کے ہاتھوں میں دودھ پیدا فرما اور ہمیں
آسمانی برکتوں سے سیراب فرما اور ہمارے لئے زمین کی برکتیں پیدا
فرما، اے اللہ ہم سے مشقت، تنگی، بھوک اور عریانی دور فرما اور
ہم سے مصیبت ہٹا جسے کوئی دوسرا نہیں ہٹا سکتا اے اللہ ہم تجھ
سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتے ہیں کیونکہ تو حد سے زیادہ بخشنے

من البلاء ما لا يكشفه غيرك اللهم انا نستغفرك
انك كنت غفارا فارسل السماء علينا مدرارا
ويدعو مثل ذلك اللهم انك امرتنا بدعائك
ووعدتنا اجابتك فقد دعوناك كما امرتنا فاستجب
لنا كما وعدتنا وقيل انه يستقبل القبلة فى اثناء
الخطبة ويتمها مستقبل القبلة ثم يردفها
بالدعاء والاولى ما قلنا من انه اذا فرغ من
الخطبة استقبل القبلة لان الخطبة وعظ و
زجر وتخويف وذلك انما يحصل اذا وجه
الناس واستقبلهم ليبلغ الى اسماعهم و
قلوبهم واما اذا استقبل القبلة فقد استدبرهم
وقد كان بين ايديهم حين صلى بهم۔

فصل: واما صلاة الكسوف فهى
سنة مؤكدة ووقتها من حين الكسوف
الى حين التجلى ورد نورهما اليهما يعنى اذا
كسفت الشمس وخسف القمر فمن حين يبتدئ
ظهور السواد والكدر ونقصان الشعاع يدخل
وقت الصلاة الى ان يزول ذلك فاذا زال
زال وقت الصلاة والسنة ان تصلى فى الجامع
موضع صلاة الجمعة وينادى لها الصلاة
جامعة فيصلى بهم الامام ركعتين يحرم
بالاولى ويستفتح ويستعيذ ويقرأ الفاتحة
ثم يقرأ سورة البقرة ثم يركع فيطيل الركوع
يكرر فيه التسبيح بقدر مائة آية ثم يرفع
رأسه قائلا سمع الله لمن حمده ثم يقرأ الفاتحة

والا ہے لہٰذا ہم پر موسلا دھار بارش فرما اور اس جیسی دعا بھی مانگے
مثلاً اے اللہ تو نے ہمیں حکم فرمایا ہے کہ مجھ سے دعائیں مانگو اور ہم
سے قبولیت کا بھی وعدہ فرمایا ہے ہم تیرے حکم کے بموجب دعائیں
مانگ رہے ہیں لہٰذا تو اپنے وعدے کے بموجب ہماری دعائیں قبول
فرما۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ خطبہ کے درمیان ہی قبلہ کی طرف منہ کر کے خطبہ
ختم کرے، پھر فوراً دعا مانگے، لیکن اولیٰ وہی ہے جو ہم نے بتایا یعنی
خطبہ ختم کر کے قبلہ کی طرف منہ کرے کیونکہ خطبہ وعظ و ڈانٹ ہے
اور اللہ کے عذاب سے ڈرانا ہے اور یہ مقاصد اسی وقت حاصل ہوتے
ہیں جب لوگوں کی طرف منہ ہو تاکہ خطبہ ان کے کانوں اور دلوں تک
پہنچ سکے، لیکن اگر ان کی طرف پیٹھ کر لے گا تو مذکورہ بالا مقاصد
کی تکمیل میں خلل پیدا ہوگا۔

نماز کسوف یا خسوف یہ نماز سنت مؤکدہ ہے اس کا
وقت گرہن لگنے کے شروع سے گرہن ختم ہونے تک ہے یعنی جب
سورج یا چاند کو گرہن لگے تو جس وقت سیاہی اور گدلاہٹ ظاہر ہو اور
کرنوں میں کمی پیدا ہو تو اس نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے حتیٰ کہ سورج
یا چاند گرہن سے مکمل نکل جائے، گرہن سے نکل جانے کے بعد نماز کا وقت
بھی نکل جاتا ہے، نماز کسوف و خسوف جامع مسجد میں جہاں جمعہ ہوتا
ہو پڑھنا مستحب ہے اس کے لئے الصلوٰۃ جامعہ کے اعلان سے
لوگوں کو جمع کیا جائے اور امام لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائے
اور تکبیر تحریمہ کے بعد دعائے افتتاح، اعوذ، سورہ فاتحہ پڑھ کر
سورہ بقرہ شروع کر دے پھر اس قدر لمبا رکوع کرے کہ بقدر سو
آیتوں کے تسبیحات پڑھے پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہوا رکوع سے
سر اٹھائے پھر فاتحہ پڑھ کر آل عمران شروع کر دے پھر سابق
رکوع سے قدرے کم رکوع کرے پھر سر اٹھا کر قومہ کے لئے کھڑا ہو

وآل عمران ثم یرکع دون الرکوع الاول ثم یرفع
راسه کذلك ثم یسجد سجدتین طویلتین یسبح
فی کل واحدة بقدر مائة آیة ثم یقوم الی
الثانیة فیقرأ الفاتحة ویقرأ سورة النساء
ثم یرکع فیطیل ثم یرفع ویقرأ الفاتحة و
المائدة وان لم یحسن هذه السور قرأ غیرها
من سور القرآن بعدد آیاتها فان لم یحسن الا
قل هو الله احد قرأها علی التفصیل کذلك
فتکون قراءته فی القیام الثانی کثلثی قراءته فی
القیام الثانی کثلثی قراءته فی القیام الاوّل
وتکون قراءته فی القیام الثالث وهو اذا رفع
من السجود الی القیام کنصف قراءته فی القیام
الاول وتکون قراءته فی القیام الاخیر وهو
الرابع کثلثی القیام الثالث وهو الذی قبله واما
التسبیح فهو کثلثی قراءته فی کل قیام ویرکع
بعده من غیر خلف ثم یسلم فتکون اربع رکعات
واربع سجدات ویزید فی کل رکعة رکوعا
واحدا وان انجلی والناس فی الصلاة استحب
تخفیفها ولا یقطعونها ومن اراد ان یصلیها
وحده فی بیته او مع اهله جاز والاولی ما
ذکرنا والاصل فی صلاة الکسوف علی ما بینا
ماروی عن عائشة رضی الله عنها انها قالت
کسفت الشمس علی عهد رسول الله صلی الله
علیه وسلم فاتی النبی صلی الله علیه وسلم
المصلی فکبر وکبر الناس ثم قرأ فجهر بالقراءة

ہو اور دیر تک کھڑا رہے پھر طویل دو سجدے کرے اور ہر سجدے میں
بقدر سو آیتوں کے تسبیحات پڑھے پھر دوسری رکعت میں فاتحہ کے
بعد سورہ نساء پڑھے اور لمبا رکوع کرے پھر سر اٹھا کر سورہ فاتحہ کے بعد
سورہ مائدہ پڑھے اگر یہ سورتیں یاد نہ ہوں تو جہاں سے قرآن یاد ہو
وہاں سے بقدر ان سورتوں کی آیتوں کی تعداد کے پڑھ لے اور اگر صرف
سورہ اخلاص ہی یاد ہو تو بار بار یہی سورت پڑھتا رہے حتیٰ کہ
مذکورہ بالا سورتوں کی آیتوں کی تعداد برابر ہو جائے اور قیام ثانی
میں قرأۃ بقدر قیام اول کے $\frac{2}{3}$ کی برابر رہے اور قیام ثالث میں (سجدے
سے اٹھ کر دوسری رکعت کے قیام اول میں) قیام اوّل کے بقدر $\frac{1}{2}$
قرأت رہے اور چوتھے (پچھلے) قیام میں تیسرے قیام کے $\frac{2}{3}$ کی برابر
رہے۔ تسبیحات بھی ہر قیام میں قرأت کی $\frac{2}{3}$ کی برابر رہے پھر رکوع
کرے اور پورا دوگانہ پڑھ کر سلام پھیر دے اس دوگانہ میں چار
رکوع اور چار سجدے ہوں گے اور ہر رکعت میں ایک اور رکوع
کا بھی اضافہ کر سکتا ہے اگر حالت نماز میں گرہن کھل جائے تو پھر
نماز میں تخفیف کرنا مستحب ہے تاکہ لوگ گھبرا کر نیت نہ توڑ دیں اگر
کوئی اپنے گھر میں تنہا یا اپنے گھر والوں کے ساتھ نماز کسوف پڑھ
لے تو پڑھ سکتا ہے۔ لیکن اولیٰ مسجد ہی میں پڑھنا ہے
چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ
ایک دفعہ عہد رسالت میں سورج میں گرہن لگا نبی اکرم صلعم
عیدگاہ تشریف لے گئے اور آپ نے اللہ اکبر کہہ کر نیت
باندھ لی، پھر آپ نے جہری قرأت فرمائی اور لمبا قیام
کیا پھر لمبا رکوع کیا پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر سر اٹھایا اور
لمبی قرأت شروع کر دی۔ پھر رکوع میں گئے پھر رکوع سے
سر اٹھایا پھر سجدے میں گئے پھر اسی طرح دوسری رکعت
ادا فرمائی پھر سلام پھیر کر آپ نے فرمایا: یاد رکھو سورج

واطال القيام ثم ركع فاطال الركوع ثم رفع راسه فقال
سمع الله لمن حمده فقرأ واطال القراءة ثم ركع
فاطال الركوع ثم رفع راسه ثم سجد ثم رفع راسه
ثم سجد ثم قام ففعل فى الثانية مثل ذلك ثم
قال صلى الله عليه وسلم ان الشمس والقمر
آيتان من آيات الله لا ينخسفان لموت احد
ولا لحياته فاذا رأيتم ذلك فافزعوا الى الصلاة

فصل : واما صلاة الخوف فجائز فعلها
بشرائط اربع احدها ان يكون العدو مباح
القتال والثانى ان يكون فى غير جهة القبلة
والثالث ان لا يؤمن هجومه والرابع ان يكون
فى القوم كثرة يمكن تفرقتهم طائفتين فيحصل
فى كل طائفة ثلاثة فصاعدا فتجعل احدى
الطائفتين بازاء العدو والاخرى خلفه فيصلى
بها ركعة فاذا قام الى الثانية فارقته الطائفة
وصلت الركعة لانفسها ناوية للمفارقة لانه
لا يجوز للماموم ان يفارق امامه الا بنية
فتسلم وتمضى الى وجه العدو وتأتى الطائفة
الاخرى فتحرم بالصلاة خلف الامام فتصلى
معه الركعة ويجلس الامام وتقوم هى فتصلى
الركعة الاولى وتجلس وتتشهد ويسلم بهم
الامام غير انه يطيل القراءة فى الركعة الثانية
بقدر ما تتم الطائفة الاولى الركعة الثانية و
تمضى الى اصحابها وتاتى الطائفة الاخرى
فتحرم معه ويطيل التشهد فى حق الطائفة

اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان میں کسی کی
موت یا پیدائش کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ لہٰذا جب تم ان
میں گرہن لگا ہوا دیکھو تو فوراً نماز کی طرف رجوع کرو۔

نماز خوف نماز خوف چار شرطوں کے ساتھ جائز ہے دشمن
برسرپیکار ہو، دشمن غیر سمت قبلہ کی طرف ہو، دشمن کے حملہ کرنے
کا غالب گمان ہو اور فوج میں اتنے سپاہی ہوں کہ ان کے دو
حصے کئے جاسکیں تاکہ ایک حصہ دشمن کے بالمقابل رہے اور ہر
حصہ میں تین یا تین سے زیادہ جوان ہوں الغرض ایک حصہ دشمن
کی نگرانی کے لئے متعین کر دیا جائے اور ایک حصہ امام کے پیچھے
نماز کے لئے حاضر ہو جائے امام اسے ایک رکعت نماز پڑھائے
پھر جب امام دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو تو امام کے پیچھے والا
حصہ امام سے علیٰحدگی کی نیت کر کے اپنی دوسری رکعت پڑھ لے
کیونکہ بلا علیحدگی کی نیت کے مقتدی امام سے علیحدہ نہیں ہوتا
اور سلام پھیر کر دشمن کے مقابلہ کے لئے چلا جائے اور دوسرا
حصہ امام کے پیچھے آکر نماز کے لئے نیت باندھ لے اور
امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لے، امام ایک رکعت پڑھ
کر تشہد میں بیٹھ جائے اور مقتدی اپنی دوسری رکعت پڑھ
کر تشہد میں بیٹھیں اور امام کے ساتھ سلام پھیر دیں۔ دوسری
رکعت میں امام اتنی لمبی قرأت کرے گا کہ مقتدی اپنی اپنی رکعت
پڑھ کر اور سلام پھیر کر دشمن کے مقابلہ پر چلے جائیں اور
دوسرا حصہ آکر امام کے پیچھے کھڑا ہو جائے اور دوسرے حصہ کے
لئے تشہد میں اتنی دیر بیٹھا رہے گا کہ دوسرا حصہ اپنی بقیہ رکعت
پوری کر کے امام کے ساتھ سلام پھیر دے اور اسے امام کے
ساتھ نماز کا ثواب حاصل ہو جائے اور پہلے حصہ کو امام کے
ساتھ تکبیر تحریمہ کا ثواب حاصل ہو چکا ہے اسی طرح نبی اکرم صلعم

الثانیة حتی تتم الرکعة التی علیها وتدرکه فی
التشهد فیسلم بها وتحصل له فضیلة السلام مع
الامام وللاولی فضیلة التحریم مع الامام هکذا
صلاها رسول الله صلی الله علیه وسلم بالمسلمین
فی غزوة ذات الرقاع وقد قال صلی الله علیه وسلم
فی حدیث سهل بن ابی خزیمة رضی الله عنه
یقوم الامام وصف خلفه وصف بین یدی
العدو فیصلی بالذین خلفه رکعة وسجدتین
ثم یقوم قائما حتی یصلوا لانفسهم رکعة ثم
تتقدم اخری او تلک مکان هولاء ثم یجیء اولئک
فیقومون مقام هولاء فیصلی بهم رکعة وسجدتین
ثم یقعد حتی یقضوا رکعة اخری ثم یسلم بهم
وقد روی عن امامنا رحمه الله ما یدل علی
جواز تاخیر الصلاة فی حالة التحام القتال
والمطاردة الی حین زوالها ووضع الحرب اوزارها
فهذا الذی ذکرناه من صفة صلاة الخوف
فی صلاة الفجر والرباعیة اذا قصرت فی السفر
واما المغرب فیصلی بالطائفة الاولی رکعتین
وبالثانیة رکعة ولا ینقص منها شیء لانها
لا تقصر فاذا جلس فی التشهد الاول فهل
تفارقه الطائفة او حین یقوم الی الثالثة علی
وجهین وان خاف بالحضر صلی بکل طائفة
رکعتین وتقضی لانفسها رکعتین وان فرقهم
اربع فرق لم تصح صلاته وصلاة الفرقة الثالثة
والرابعة وهل تبطل صلاة الاولی والثانیة

نے صحابہ کرام کو غزوۂ ذات الرقاع میں نماز پڑھائی ہے۔
سہل بن ابی خزیمہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
امام اس حال میں نیت باندھے کہ ایک صف اس کے پیچھے ہو اور
ایک صف دشمن کے بالمقابل ہو اور امام اپنی صف کو پوری ایک
رکعت پڑھائے پھر کھڑا ہو جائے حتیٰ کہ وہ اپنی دوسری رکعت
پوری کر کے دشمن کی طرف چلے جائیں اور دشمن کے مقابلہ والی
صف آکر امام کے پیچھے نیت باندھ لے اور امام اب انہیں پوری
ایک رکعت پڑھا کر تشہد میں بیٹھ جائے حتیٰ کہ یہ اپنی دوسری رکعت
پوری کرلیں پھر امام ان کے ساتھ سلام پھیر دے۔
ہمارے امام احمدؒ سے گھمسان جنگ میں جنگ کے ختم ہونے
تک نماز کے موقوف رکھنے کا جواز بھی منقول ہے صریح نص سے
تو نہیں ہاں مفہوم سے یہ معنی سمجھا جاتا ہے لیکن نماز خوف کی یہ
صورت جو ہم نے بیان کی ہے یہ دو رکعت اور قصر کی حالت میں
چار رکعت والی نمازوں میں ہے مغرب کی نماز کی یہ صورت
ہے کہ امام پہلی صف کو دو رکعتیں اور دوسری صف کو ایک رکعت
پڑھائے کیونکہ مغرب کی نماز میں قصر نہیں پھر جب امام پہلے تشہد
میں بیٹھے تو کیا پہلی صف اسی وقت علیحدہ ہو کر اپنی باقی نماز
پڑھے یا اس وقت علیحدہ ہو جب امام تیسری رکعت کے لئے
کھڑا ہو؟ دونوں صورتوں پر فتویٰ ہے تو امام ہر گروہ کو دو دو
رکعتیں پڑھائے اور ہر گروہ اپنی دو رکعتیں اگر حالت اقامت
میں خوف لاحق ہو امام سے علیحدگی کی نیت کر کے پڑھ لے۔
اگر امام چار صفیں بنا کر الگ الگ چاروں کو حسب سابق نماز
پڑھائے تو امام کی اور تیسری اور چوتھی صف کی نماز صحیح نہ ہوگی
پھر کیا پہلی اور دوسری صف کی نماز بھی باطل ہوگی؟ اس میں
دونوں صورتیں ہیں کسی کے نزدیک باطل ہو جاتی ہے اور کسی کے

على وجهين هذا الذى ذكرناه اذا كان العدو وراء القبلة او عن يمينهم وشمالها واما اذا كان فى جهة القبلة فيرى بعضهم بعضا ولا يتوهم هناك كمين لهم جاز ان يصلى بهم صلاة الخوف فيجعلهم صفين او ثلاثة على قدر كثرتهم و قلتهم و يحرم بهم اجمعين فيصلى الركعة الاولى فاذا اراد السجود سجد الجميع الا الصف الاول الذى يليه فانه يقف فيحرسهم حتى يقوموا الى الركعة الثانية ثم يسجد فيلحقهم قياما فاذا سجد الامام فى الركعة الثانية وقف الصف الاول الذى سجد معه فى الركعة الاولى فيحرسهم الى ان يجلس الامام فى التشهد ثم يلحقه فى التشهد فيتبعه فيسلم بالجميع هكذا روى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه صلاها بعسفان وان تاخر فى الركعة الثانية الصف الاول وتقدم الصف الثانى الى مكان الاول فيحرس جاز وان اشتد الخوف والتحم القتال صلوا جماعة وفرادى على اى حال امكنهم رجالا وركبانا مستقبلى القبلة ومستدبريها ايماء وغير ايماء وهل عليهم افتتاح الصلاة متوجهين الى القبلة ام لا على روايتين فان حصل الامن وانكسر العدو بنوا على صلاتهم ونزلوا عن ظهور دوابهم متوجهين وان شرعوا فى الصلاة مطمئنين ثم اشتد الخوف ركبوا واتموا صلاة خوف وان احتاجوا الى الضرب والطعن والكر

نزدیک نہیں۔

غرضیکہ مذکورہ بالا صورت اس وقت ہے جب کہ دشمن قبلہ کے پیچھے یا دائیں بائیں ہو لیکن اگر دشمن سمت قبلہ میں ہو اور ایک دوسرے کو دیکھتا ہو اور یہ خیال بھی نہ ہو کہ ان کے آدمی چھپے ہوئے ہیں تو اس صورت میں بھی نماز خوف جائز ہے لہٰذا امام کثرت و قلت کے اعتبار سے اپنے جوانوں کی دو یا تین صفیں بنالے اور امام کے ساتھ سب نیت باندھ لیں اور پہلی رکعت پڑھائی جائے پھر جب امام سجدے میں جاتا ہے تو تمام مقتدی سجدے میں چلے جائیں البتہ امام کے متصل جو صف ہے وہ کھڑی رہے اور تمام نمازیوں کی حفاظت کرے حتیٰ کہ سب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں تو اب پہلی صف اپنے دونوں سجدے کر کے امام کے ساتھ مل جائے کیونکہ امام قیام میں ان کا منتظر رہے گا پھر جب دوسری رکعت میں امام سجدے میں جائے تو پھر وہ صف کھڑی رہے جس نے امام کے ساتھ پہلی رکعت میں سجدہ کیا تھا اور باقی حضرات سجدہ میں چلے جائیں حتیٰ کہ امام تشہد میں بیٹھ جائے۔ پھر کھڑی ہوئی صف اپنا سجدہ کر کے تشہد میں امام کے ساتھ ہو جائے پھر سب اکٹھے سلام پھیر دیں نبی اکرم صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے اسی طرح عسفان میں نماز پڑھی اور اگر دوسری رکعت میں پہلی صف پیچھے آجائے اور پچھلی صف آگے بڑھ جائے اور پہلی صف کی جگہ چلی جائے اور حفاظت کرے تو بھی جائز ہے اگر سخت خوف ہو اور گھمسان کی جنگ ہو رہی ہو تو جس طرح ممکن ہو جماعت سے یا تنہا تنہا، پیدل یا سوار قبلہ کی طرف رخ ہو یا نہ ہو اشاروں سے یا اعضا سے غرضیکہ جس طرح ممکن ہو نماز پڑھ لیں۔ کیا نیت باندھتے وقت قبلہ رخ ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں دونوں روایتیں ہیں لیکن اگر امن ہو جائے اور دشمن کو شکست ہو جائے تو نماز سابق

والغرق وتجوز هذه الصلاة لكل خائف من عدو كالسبع والسيل وقطاع الطريق وغير ذلك وكذلك اذا كان طالبا للعدو ويخاف فوته عند هزيمته يصليها على احدى الروايتين.

فصل: واما قصر الصلاة فجائز اذا جاوز بيوت قريته او خيام قومه فيقصر الرباعية فيصليها ركعتين اذا كان سفره طويلا وهو ستة عشر فرسخا اربعة برد وهي ثمانية و اربعون ميلا بالهاشمي والبريد الواحد اربعة فراسخ فيقصر مارا وجائيا فان دخل بلدة او قرية فنوى الاقامة فيها اثنتين وعشرين صلاة اتم وكان حكمه حكم المقيم وان نوى احدى وعشرين صلاة ففيه روايتين و دون ذلك قصر وان نزل بلدة و لم يدر متى يرتحل ولا نية له بل قال اليوم اخرج وغدا اخرج قصر بها لما روى ان النبي صلى الله عليه وسلم اقام بمكة ثمانية عشر يوما وقيل خمسة عشر يوما يقصر وفي حديث عمران بن الحصين رضي الله عنهما شهدت الفتح مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان لا يصلي الا ركعتين ثم يقول لاهل البلد صلوا اربعا فانا قوم سفر واقام صلى الله عليه وسلم بتبوك عشرين يوما يقصر وكذلك الصحابة رضي الله عنهم قال انس بن مالك رضي الله عنه كان اذا قام اصحاب

نیت پر پوری کریں اور قبلہ رخ سواریوں سے نیچے اتر آئیں اگر حالت اطمینان امن میں نماز شروع کی گئی ہو اور درمیان میں خطرہ شدت پکڑ گیا ہو تو سوار ہو کر نماز خوف مکمل کریں اگرچہ مار دھاڑ، نیزہ زنی، حملہ کرنے اور بھاگنے کی نوبت آجائے، نمازِ خوف ہر اس شخص کے لئے جائز ہے جو دشمن (جیسے درندہ، سیلاب، ڈاکو وغیرہ) سے خوفزدہ ہو۔ اسی طرح اگر دشمن کے حملہ کا خطرہ ہے اور اس کی شکست کے وقت اس کے قرب کا اندیشہ ہے تو دو روایتوں میں سے ایک روایت کی رو سے نماز خوف پڑھنا جائز ہے۔

نماز قصر نماز کہ مسنون ہے جب نمازی اپنے شہر کے گھروں سے یا اپنی قوم کے خیموں سے آگے بڑھ جائے تو چار رکعت والی نماز میں قصر کرے اور دو رکعت ادا کرے جبکہ سفر لمبا ہو یعنی ہاشمی میل سے ۴۸ میل کا سفر ہو (چار برید یا ۱۶ فرسخ یا ۴۸ میل کا سفر ہو) اس سفر میں حالت سفر میں آتے جاتے قصر کرے اگر کسی شہر یا آبادی میں پہنچنے کے بعد ۲۲ نمازوں تک ٹھہرنے کی نیت کرے تو اس کا حکم مقیم کا ہے لہٰذا نماز پوری پڑھے اور اگر ۲۱ نمازوں تک ٹھہرنے کی نیت کی ہو تو قصر کی بھی روایت ہے اور عدم قصر کی بھی اور اگر ۲۱ سے کم کی نیت ہو تو قصر کرے اور اگر کسی آبادی میں ٹھہر جائے اور یہ فیصلہ نہ کرے کہ کب تک ٹھہرے گا اور ٹھہرنے کی نیت نہ کرے بلکہ آج کل میں چلے جانے کی نیت ہو لیکن پھر رک جاتا ہو تو قصر کرتا رہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلعم مکہ میں ۱۸ دن ٹھہرے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۱۵ دن ٹھہرے اور قصر نماز پڑھتے رہے۔

عمران بن حصین کا بیان ہے کہ میں فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلعم کے ساتھ موجود تھا آپ دو رکعت ہی پڑھ کر فرما دیا کرتے تھے کہ اے شہر والو تم چار رکعت پڑھ لو ہم مسافر ہیں اس لئے ہم نے دو رکعتیں پڑھی ہیں اور نبی اکرم صلعم تبوک میں بیس دن ٹھہرے اور قصر کرتے رہے۔ صحابہ کرام بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ حضرت انس بن مالک کا بیان ہے کہ صحابہ کرام رام ہرمز میں ۷ ماہ ٹھہرے اور قصر کرتے رہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر امہر مز سبعۃ
اشھر یقصرون الصلاۃ وروی ان ابن عمر رضی اللہ
عنھما اقام باذربیجان ستۃ اشھر یصلی رکعتین
وان احرم بالصلاۃ وھو مقیم ثم صار مسافرا
بان کان بمرکب الی جنب بلدہ فی حدودھا
داخلا من حیطانھا وسورھا ثم دفع الملاح
المرکب فخرج من حدودھا لزمہ الاتمام
وکذلک لو احرم فی السفر ثم اقام ببلد او
ائتم بمقیم او بمن یشک ھل ھو مقیم او مسافر
ولم ینو القصر عند شروعہ فیھا لزمہ الاتمام
فی جمیع ذلک ولا یجوز القصر اذا کان قاضیا
للصلاۃ لانھا قد ثبتت فی ذمتہ کاملۃ ولا
یؤثر السفر الا فی الاداء خاصۃ واذا احرم
بنیۃ القصر ثم نوی الاقامۃ اتم وکذلک ان
احرم وھو مقیم ثم نوی السفر اتم وکذلک
ان کان سفرہ معصیۃ اولعبا ونزھۃ لا
یستبیح رخص السفر ولا یستبیح ذلک الا اذا
سافر لواجب کالحج والجھاد او مباح کتجارۃ
اوطلب غریم وماشاکلہ واذا ابحناہ للعاصی
بسفرہ فقد اعناہ علی معصیۃ ربہ وبقائہ
علیھا وعدم صلاحہ بطاعتہ فلا نقویہ علی
ذلک ولا نعینہ بل نمنعہ ونکسرہ والقصر
عند امامنا احمد رحمہ اللہ افضل من الاتمام
ولہ الاتمام والقصر کمالہ الصیام والفطر
وترک التجلد علی اللہ عزوجل فی جمیع ذلک

حضرت ابن عمرؓ آذربیجان میں ۶ ماہ ٹھہرے اور قصر کرتے رہے اگر کسی نے
حالت اقامت میں نماز کی نیت باندھ لی ہو پھر نماز ہی میں مسافر ہو
گیا ہو مثلاً اپنے شہر کے اندر سواری پر سوار تھا پھر ملاح نے کشتی یا جہاز
چلا دیا اور نماز ہی میں حدود شہر سے نکل گیا تو پوری نماز پڑھنی لازم ہے
اسی طرح اگر حالت سفر میں نیت باندھ لی ہو پھر حالت نماز ہی میں سواری
شہر میں پہنچ کر ٹھہر گئی ہو یا مقیم کی اقتداء کر لی ہو یا اس شخص کی جس کے بارے
میں معلوم نہ ہو کہ مقیم ہے یا مسافر بلکہ مشکوک ہو یا شروع نماز میں قصر
کی نیت نہ کی ہو ان تمام صورتوں میں پوری نماز پڑھنی لازم ہے۔

اگر کوئی نمازیں قضا کرے تو اسے قصر جائز نہیں کیونکہ نماز اس کے ذمہ
کامل ثابت و فرض ہوئی ہے سفر خاص طور پر ادا میں مؤثر ہوتا ہے قضا
میں نہیں۔ اگر قصر کی نیت سے نیت باندھی ہو پھر ٹھہر جانے کا عزم کر لیا
ہو تو پوری نماز پڑھے اسی طرح اگر حالت اقامت میں نیت باندھی ہو پھر
سفر کی نیت کر لی ہو تو پوری نماز پڑھے اسی طرح اگر گناہ کے یا لہو و لعب
کے یا تفریح کے لئے سفر کیا ہو تو ایسا سفر سفر کی رخصتوں کو مباح نہیں کرتا
یہ رخصتیں اسی وقت کار آمد ہوتی ہیں جب کسی واجب عبادت (جیسے
حج اور جہاد وغیرہ) کے لئے سفر کیا جائے یا مباح عبادت (جیسے تجارت یا
قرض خواہ وغیرہ) کے لئے کیا جائے اگر ہم قصر کی گناہوں والے سفر کے لئے
اجازت دیں تو ہم گناہوں پر اور گناہوں پر قائم رہنے پر اعانت کریں
گے اور اطاعت کے ذریعہ عدم اصلاح پر معاون ہوں گے لہٰذا ہمارا فرض
ہے کہ ہم گناہوں پر اعانت نہ کریں اور گنہ گاروں کو تقویت نہ پہنچائیں بلکہ
ہم کو چاہیئے کہ ہم انہیں گناہوں سے روک دیں اور انہیں کمزور کر دیں۔

ہمارے امام احمدؒ کے نزدیک پوری نماز سے قصر افضل ہے اور پوری نماز
اور قصر دونوں جائز ہیں جیسے مسافر کو روزہ رکھنا اور نہ رکھنا دونوں
جائز ہیں اور تمام مسائل میں اپنی طاقت و قوت کا اظہار نہ کرنا اور
اللہ تعالیٰ کی رخصتوں پر عمل کرنا اور اس کی نرمیوں کی پیروی کرنا اور

اتباع رخصه ورفقه اولی ولو لم یکن فی اتمامه
للصلاة وصیامه فی السفر غیر رؤیته للنفس و
عجبه ومباهاته وتعظیمه ذلك وفی قصره وافطاره
من ذل النفس وانکسارها وخضوعها الترك تمام
العبادة والعزیمة لکان بالحری ان یقال ان القصر
والفطر اولی کیف وقد قال صلی الله علیه وسلم
لما قیل له فی قصر الصلاة مالنا نقصر وقد أمنا
فقال صلی الله علیه وسلم تلك صدقة تصدق
الله بها علی عباده فاقبلوا صدقته وقال
صلی الله علیه وسلم ان الله یحب أن یؤخذ
برخصه کما یحب ان یؤخذ بعزائمه فالعجب
کل العجب ممن یتم الصلاة فی السفر ویصوم
فیه ویترك الرخص وهو یرتکب الکبائر
من اکل الحرام وشرب المسکر ولبس الحریر
والزنا واللواطة واعتقاد السوء فی الاصول
وغیر ذلك من العظائم۔

فصل : واما الجمع بین الصلاتین فجائز
بین الظهر والعصر والمغرب والعشاء فی السفر
بشرط ان یکون السفر طویلا وهو ستة عشر
فرسخا علی ما بینا ولا یجوز ذلك فی القصیر
وهو ما دون ذلك وهو مخیر بین تاخیر الاولی
الی تقدیم الثانیة وبین تقدیم الثانیة الی
وقت الاولی والاستحباب فی التاخیر وهو ان
یؤخر من الاولی ویقدم الثانیة فیصلیها فی
اول وقت الثانیة فان صلاهما فی وقت الاولی

ہے اگر کسی کی نیت سفر میں نماز پوری پڑھنے سے اور روزہ رکھنے سے
فخر و مباہات اور عجب و غرور کے علاوہ کچھ اور ہو اور قصر سے اور روزہ
نہ رکھنے سے نفس کی ذلت وخواری اور انکساری مقصود ہو تو اس سے
کہہ دیا جائے کہ قصر اور روزہ نہ رکھنا اولیٰ ہے بھلا قصر و افطار کیسے
افضل نہ ہوں حالانکہ جب نبی اکرم صلعم سے قصر کے بارے میں یہ پوچھا
گیا کہ اب ہم امن کی حالت میں کیسے قصر کر سکتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا
کہ یہ اللہ تعالےٰ کا صدقہ ہے جسے اس نے اپنے بندوں پر کیا ہے لہٰذا
اس کا صدقہ قبول کر لو اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رخصتوں کو قبول کرنا اللہ کو محبوب ہے،
جیسے اس کے واجبات کو قبول کرنا اسے محبوب ہے، لہٰذا ان
لوگوں پر سخت حیرت ہے جو سفر میں قصر نہیں کرتے اور روزے
رکھتے ہیں اور اللہ کی رخصتوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں، حالانکہ بڑے
بڑے گناہ بھی کرتے ہیں جیسے حرام کھاتے ہیں، شرابیں پیتے ہیں،
ریشم پہنتے ہیں بدکاریاں اور اغلام بازیاں کرتے ہیں اور بنیادی
مسائل میں بُرے عقائد رکھتے ہیں اور شرک و بدعات میں مبتلا
رہتے ہیں۔

دو نمازیں ملا کر پڑھنا

سفر میں دو نمازیں ملا کر پڑھنا جائز
ہے یعنی ظہر و عصر کو اور مغرب و عشاء کو ملا کر پڑھنا مسنون ہے
بشرطیکہ سفر کم از کم ۴۸ میل کا ہو جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں
چھوٹے سفر میں نمازیں ملا کر پڑھنا جائز نہیں نمازی کو اختیار ہے
خواہ جمع تقدیم کرے یا جمع تاخیر پچھلی نماز کو پہلی نماز کے وقت میں
پہلی نماز کے فوراً بعد پڑھنا جمع تقدیم ہے اور اس کے برعکس جمع
تاخیر ہے لیکن مستحب جمع تاخیر ہی ہے کہ پہلی نماز کو اس کے آخر وقت
میں اور دوسری کو اس کے اول وقت میں ادا کیا جائے اگر دونوں
نمازیں ملا کر پہلی نماز کے وقت پڑھ لے تو پہلے اول نماز پڑھے پھر

قدم الاولی منهما ثم الثانیة وینوی الجمع عند الاحرام
بالاولی ولا یفرق بینهما الا بقدر الاقامة
والوضوء ان انتقض وضوءه وان صلی بینهما سنة
الصلاة بطل الجمع فی احدی الروایتین والاخری
لا یبطل والاولی أن یؤخر السنة الی بعد الفراغ
من الفرض ولا یفصلهما بشیء وان جمع فی وقت
الثانیة فنیته فی وقت الاولی تجزیه ولا یفتقر
الی تجدید النیة عند فعلهما لانه ما اخر الاولی
الا لیجمع بینها وبین الثانیة ولا فرق بین
أن ینوی ذلك فی اول وقت الاولی او اذا بقی منه
مقدار فعلها فان خرج وقت الاولی من غیر
نیة الجمع لم یجز الجمع بینهما واذا جمع فی وقت
الثانیة فقدم الاولی ثم الثانیة كما لو صلاهما
فی وقت الاولی وهل یشترط ان لا یفرق بینهما
بسنة وغیرها علی وجهین ومن اصحابنا من قال
ان الجمع والقصر لا یفتقران الی نیة وهو ابوبكر
رحمه الله واما الجمع لاجل المطر فیجوز بین
المغرب والعشاء وهل یجوز بین الظهر والعصر
علی وجهین وكذلك الحكم فی الوحل المجرد
من غیر مطر او ریح شدیدة باردة هل یجوز
الجمع لاجله علی وجهین فاذا جمع نظرنا فان
كان ذلك فی وقت الاولی لاجل المطر اعتبر
ان یكون المطر موجودا عند افتتاح الاولی
وعند الفراغ منها وافتتاح الثانیة وان كان
ذلك فی وقت الثانیة جاز سواء كان المطر

دوسری نماز پڑھے اور پہلی نماز کی تکبیر تحریمہ سے پہلے دونوں نمازوں کو
ملانے کی نیت کرے اور دونوں نمازوں میں بقدر وضو اور تکبیر کے فاصلہ
رکھے اس سے زیادہ نہیں اگر وضو جاتا رہے اور دونوں نمازوں کے درمیان
سنت پڑھ لی جائے تو دو روایات میں سے ایک روایت کی رو سے جمع
باطل ہو جائے گی اور دوسری روایت کی رو سے باطل نہیں ہو گی اولیٰ یہ
ہے کہ دونوں نمازوں سے فارغ ہو کر سنتیں پڑھ لے اور کسی نماز سے
دونوں نمازوں سے فارغ ہو کر سنتیں پڑھ لے اور کسی نماز سے دونوں
نمازوں میں فاصلہ نہ کرے۔ اگر نمازوں کو دوسری نماز کے وقت جمع کرے
تو اول نماز کے وقت نیت کافی ہے دونوں کو پڑھتے وقت از سر نو نیت
کی ضرورت نہیں کیونکہ پہلی نماز اسی لئے نہیں پڑھی ہے کہ دوسری
نماز کے ساتھ جمع کی جائے گی ان میں کوئی فرق نہیں خواہ پہلی نماز کے
اول وقت جمع کی نیت کرے یا اخیر وقت میں جب کہ اتنا وقت باقی رہے
کہ اس میں نماز پڑھ لی جائے اگر جمع کی نیت کے بغیر پہلی نماز کا وقت نکل
گیا تو جمع جائز نہیں اور جب دوسری نماز کے وقت میں دو نمازیں جمع کی
جائیں تو پہلے اول نماز پڑھی جائے پھر دوسری جس طرح اگر اول کے وقت
دونوں نمازیں پڑھی جائیں تو اسی طرح پڑھی جائیں گی۔

کیا جمع میں یہ شرط بھی ہے کہ دونوں نمازوں کے درمیان سنت وغیرہ
پڑھ کر فاصلہ نہ کیا جائے؟ اس مسئلہ میں ہمارے علماء کے نزدیک دو
روایتیں ہیں بعض علماء کے نزدیک جمع و قصر میں نیت کی ضرورت نہیں
یہ قول ابوبکرؒ کا ہے۔ بارش کی وجہ سے دو نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے
مگر یہ جمع مغرب و عشاء کے ساتھ مخصوص ہے ظہر و عصر میں دونوں
طرح کی روایتیں ہیں۔ جمع کا یہی حکم راہ کی کیچڑ کی وجہ سے ہے جب کہ
نہ بارش ہو رہی ہو اور نہ سخت ٹھنڈی ہوا چل رہی ہو یعنی اس
میں بھی دو روایتیں ہیں اگر کوئی بارش کی وجہ سے پہلی نماز کے وقت
میں دو نمازیں جمع کرنا چاہے تو پہلی نماز کو شروع کرتے وقت بارش

قائما وقد انقطع لانه قد اخر الاولی بسبب العذر فلا یوثر زواله لان اول الوقت قد فات وانقضی فلا یمکن تلافیه وادراکه وانما جوزنا له الجمع لاجل المشقة اللاحقة بالناس من بل الثیاب والحذاء والآنیة فیشق علی الناس الدخول والخروج وقد قال صلی الله علیه وسلم اذا ابتلت النعال فالصلاة فی الرحال مروی ذلك فی الصحیحین وکذلك عندنا حکم المریض حکم المسافر فی الجمع لان الله تعالی جمع بینهما وذکرهما فی کلام واحد فقال عزوجل فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدة من ایام اخر فالعلة فی التخفیف العجز والمشقة وذلك فی المریض آکد واظهر وبه احق لان المسافر قد یکون مرفهاً محمولا متفرجا قویا نشیطا فی سفره اکثر مما کان فی الحضر لغناه وسلطنته وقدرته ومع ذلك تستباح له الرخص والمریض بخلافه فکان اولی بالرخص من المسافر۔

فصل: واما الصلاة علی الجنازة فهی فرض علی الکفایة واولی الناس بها عندنا وصیه ثم السلطان ثم الاقرب فالاقرب من عصباته فیقف الامام حذاء صدر الرجل ووسط المراة وان کانوا جماعة سوی بین رؤسهم وان کانوا انواعا قدم افضلهم مما یلی الامام مثل ان یکونوا رجالا ونساء وعبیدا وخناثی وصبیانا قدم الرجال ثم العبید

کے پائے جانے کا اعتبار کیا جائے گا اور پہلی نماز سے فراغت کے بعد اور دوسری نماز کو شروع کرتے وقت بھی بارش کے وجود کا اعتبار ضروری ہے اور اگر جمع دوسری نماز کے وقت میں ہے تو جائز ہے خواہ بارش موجود ہو یا نہ ہو کیونکہ پہلی نماز میں عذر کی وجہ سے تاخیر کی گئی ہے اس لئے اس میں بارش کا رکنا موثر نہ ہوگا کیونکہ اول وقت ختم ہو چکا اور گزر چکا اس کا ہاتھ آنا تو محال ہے اور ہم نے جمع کی اس لئے اجازت دی ہے کہ لوگ مشقت سے بچ جائیں جو کپڑوں کے بھیگنے سے اور جوتوں کے کیچڑ میں لتھڑ جانے سے پہنچ سکتی ہے اور گرچہ کپڑے بھی خراب ہو سکتے ہیں اور آنا جانا اذیت کا باعث ہے۔ حالانکہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جب جوتے بھیگ جائیں تو اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو بخاری مسلم میں اس سلسلہ میں روایت موجود ہے جمع کے سلسلہ میں ہمارے نزدیک بیمار و مسافر کا یہی حکم ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے دونوں کا ذکر اکٹھا کیا ہے فرمایا: پھر جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں (چھوٹے ہوئے روزوں کی) تعداد پوری کرے لہٰذا تخفیف کی علت مشقت و عجز ہے اور عجز و مشقت بیمار میں پر زور ہوتی ہے اور بہت ظاہر ہوتی ہے اور بیمار اس تخفیف کا زیادہ حق دار ہے کیونکہ مسافر کبھی تیز رفتار سواری پر سوار ہو کر سیر و تفریح کرتا ہوا خوش و خرم سفر طے کرتا ہے اور ثروت، امارت اور قدرت کی وجہ سے اسے سفر میں وطن سے زیادہ آرام مل جاتا ہے لیکن پھر بھی اس کے لئے رخصتیں مباح ہیں اور بیمار کا حال اس کے برعکس ہوتا ہے لہٰذا بیمار مسافر سے زیادہ رخصتوں کا حق دار ہے۔

نماز جنازہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے ہمارے نزدیک اولیٰ یہ ہے کہ نماز جنازہ وہی پڑھائے جس کو مرنے والا وصیت کر گیا ہو پھر حاکم وقت کا حق ہے اس کے بعد اقارب کا حق ہے کہ قریب کا عزیز دور کے عزیز سے زیادہ حق دار ہے۔ نماز جنازے میں امام مرد کے سینے کے بالمقابل کھڑا

ثم الصبیان ثم الخناثی ثم النساء وروی عنہ تقدیم الصبیان علی العبید ثم ینظر فی الانواع فیقدم مما یلی الامام من کل نوع افضلھم فی العلم والقرآن والدین والورع وقیل اذا اجتمع رجل وامرأۃ جعل وسط المرأۃ حذاء صدر الرجل و اذا وقف الامام التفت یمینا وشمالا وسوی الصفوف کفعلہ فی بقیۃ الصلوات واستغفر اللہ تعالی وتاب من ذنوبہ وذکر مصرعہ والدار الآخرۃ وتحقق انہ کأس لابد من شربہ وانہ سید ورالیہ ولایفوتہ فلیحضر قلبہ ولیخشع جوارحہ لیکون اسرع لاجابۃ دعائہ ثم یصلی علی المیت فصفتھا ان یقول اصلی علی ھذا المیت فرضا علی الکفایۃ ولا یحتاج ان یذکر ذکرا او انثی فیکبر اربع تکبیرات یقرأ فی الاولی الفاتحۃ لما روی عن ابن عباس رضی اللہ عنھما انہ قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نقرا بفاتحۃ الکتاب علی الجنازۃ ثم یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الثانیۃ کما یصلی فی التشھد لما روی مجاھد رحمہ اللہ قال سالت ثمانیۃ عشر رجلا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصلاۃ علی الجنازۃ فکلھم یقول کبر ثم اقرا فاتحۃ الکتاب ثم کبر ثم صل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم کبر وادع للمیت فی الثالثۃ بما تحسنہ وتیسر علیک من انواع الدعاء ولنفسک ولوالدیک وللمسلمین

ہو اور عورت کے درمیان میں اگر کئی مردوں کے جنازے ہوں تو سینے کے بالمقابل کھڑا ہو اگر جنازے مختلف نوع کے ہوں تو افضل امام کے متصل رکھا جائے مثلاً مردوں، عورتوں، غلاموں، ہیجڑوں اور بچوں کے ہیں تو امام متصل مرد، پھر غلام پھر بچے پھر ہیجڑے پھر عورتیں رکھی جائیں۔ امام احمدؒ سے یہ روایت ہے کہ بچوں کو غلاموں پر مقدم کیا جائے پھر حسب سابق ترتیب سے رکھے جائیں پھر ہر نوع سے امام کے قریب اسے رکھا جائے جو علم، قرآن، اور زہد و تقویٰ میں افضل ہو کہا جاتا ہے کہ اگر مرد و عورت کا جنازہ جمع ہو تو عورت کے وسط کو مرد کے سینہ کے بالمقابل رکھا جائے پھر جب امام نماز پڑھانے کے لئے کھڑا ہو تو دائیں بائیں دیکھ لے کہ صفیں سیدھی ہیں یا نہیں اگر صفیں سیدھی نہیں ہیں تو سیدھی کرا دے جس طرح دوسری نمازوں میں صفیں سیدھی کرائی جاتی ہیں اور حق تعالیٰ سے دعائے مغفرت طلب کرے اور گناہوں سے توبہ کرے اور اپنی موت کو اور آخرت کو یاد کرے اور یقین کرلے کہ جام مرگ پئے بغیر چارا نہیں۔ یہ جام گھوم گھام کر میرے پاس بھی آنیوالا ہے اور مجھ سے چھوٹنے والا نہیں لہٰذا دل حاضر کرے اور اعضاء کو حق تعالیٰ کے آگے جھکا دے تاکہ دعا فوراً مقبول ہو پھر نماز جنازہ کی نیت کرے کہ میں اس جنازے پر بطور فرض کفایہ کے نماز پڑھتا ہوں مرد یا عورت کے ذکر کی ضرورت نہیں جنازے کی نماز میں چار تکبیریں ہیں پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھے کیونکہ حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلعم نے حکم فرمایا کہ جنازے پر فاتحہ پڑھی جائے پھر اللہ اکبر کہہ کر نبی صلعم پر درود بھیجے وہی درود جو تشہد کے بعد پڑھا جاتا ہے کیونکہ مجاہدؒ کا بیان ہے کہ میں نے ۱۸ صحابہ سے نماز جنازہ کے بارے میں پوچھا ہر ایک نے یہی جواب دیا اللہ اکبر کہہ کر فاتحہ پڑھو پھر اللہ اکبر کہہ کر نبی اکرم صلعم پر درود بھیجو پھر اللہ اکبر کہہ کر میت کے لئے دعا مانگو جو دعا تم کو

غیر ان المستحب ان یقول اللھم اغفر لحینا ومیتنا
وشاھدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا
وانثانا اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام
والسنۃ ومن توفیتہ منا فتوفہ علیھما انک
تعلم منقلبنا ومثوانا وانت علی کل شیء قدیر
اللھم انہ عبدک وابن عبدک نزل بک وانت
خیر منزول بہ ولا نعلم الا خیرا اللھم ان کان
محسنا فجازہ باحسانہ وان کان مسیئا فتجاوز
عنہ اللھم انا جئناک شفعاء لہ فشفعنا فیہ
وقہ من فتنۃ القبر وعذاب النار واعف عنہ
واکرم مثواہ وابدلہ دارا خیرا من دارہ
وجوارا خیرا من جوارہ وافعل ذلک بنا وبجمیع
المسلمین اللھم لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ
ویقول فی الرابعۃ اللھم ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ
وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار ومن اصحابنا
من قال یقف قلیلا ولا یقول شیئا ویسلم تسلیمۃ
واحدۃ عن یمینہ وان سلم تسلیمتین جاز و
ھو مذھب الامام الشافعی رحمہ اللہ و
التسلیمۃ الواحدۃ الاختیار عند امامنا احمد
رحمہ اللہ قال رضی اللہ عنہ یروی عن ستۃ
من الصحابۃ رضی اللہ عنھم انھم سلموا علی
الجنازۃ تسلیمۃ واحدۃ منھم علی بن ابی طالب
وعبد اللہ بن عباس وابن عمر وابن ابی اوفی
وابو ھریرۃ وواثلۃ بن الاسقع رضی اللہ عنھم
وروی ایضا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ

اچھی طرح سے یاد ہو اور آسانی سے پڑھی جا سکے اور اپنے لئے اپنے
ماں باپ کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے بھی دعائیں مانگو لیکن
مستحب مندرجہ ذیل دعائیں ہیں (۱) اے اللہ ہمارے زندوں کو
ہمارے مردوں کو ہمارے موجود کو، ہمارے غیر موجود کو، ہمارے
چھوٹوں کو، ہمارے بڑوں کو، ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو
بخش دے اے اللہ ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے تو اسے اسلام و سنت
پر زندہ رکھ اور جسے تو ہم میں سے موت دیدے تو اسے اسلام و سنت
پر موت دے بلاشبہ تجھے ہمارے لوٹنے کی جگہ اور ہمارا ٹھکانہ معلوم ہے
اور تو ہر چیز پر خوب قادر ہے (۲) اے اللہ وہ تیرا بندہ ہے اور تیرے بندے
کا بیٹا ہے تیرے پاس آگیا ہے اور تو بہترین میزبان ہے اور ہم اس کے
بارے میں بجز اچھائی کے کچھ نہیں جانتے اے اللہ اگر وہ نیک ہے تو
اسے اس کی نیکی کا بدلہ عطا فرما اور اگر برا ہے تو اس کی برائی سے
درگزر فرما اے اللہ ہم تیرے پاس اسکے شفیع بن کر آئے ہیں لہٰذا اس کے
حق میں ہماری شفاعت قبول فرما اور اسے قبر کے فتنہ سے اور آگ کے
عذاب سے بچا اور اسے معاف فرما، اس کا ٹھکانہ عزت والا بنا اور اسے
اس کے گھر کے بدلہ بہترین گھر اور پڑوس کے بدلہ بہترین پڑوسی عطا
فرما اور یہی معاملہ ہمارے ساتھ اور تمام مسلمانوں کے ساتھ فرما۔
اے اللہ ہمیں اس کے اجر سے محروم مت رکھ اور اس کے بعد ہمیں فتنہ
میں مبتلا نہ فرما۔ اور چوتھی تکبیر کے بعد اللھم ربنا آتنا فی الدنیا الخ پڑھے
یعنی اے اللہ، اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی نیکی دے اور
آخرت میں بھی نیکی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ ہمارے بعض
علماء کی رائے ہے کہ چوتھی تکبیر کے بعد قدرے توقف کر کے سلام پھیر دے
اور کچھ نہ پڑھے خواہ سیدھی طرف ایک سلام پھیر دے یا دائیں بائیں
دونوں طرف سلام پھیر دے امام شافعیؒ کا یہی قول ہے لیکن ہمارے
امام احمدؒ کا پسندیدہ مذہب ایک ہی طرف سلام ہے آپ فرماتے ہیں کہ

صلی علی جنازۃ فسلم عن یمینه وان اراد غیر ھذا
الدعاء دعا وقال الحمد لله الذی امات واحیا
والحمد لله الذی یحیی الموتی له العظمة والکبریاء
والملك والقدرۃ والثناء وھو علی کل شیء قدیر
اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت
ورحمت وبارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم
انك حمید مجید اللھم انه عبدك وابن عبدك
وابن امتك انت خلقته ورزقته وانت امته
وانت تحییه وانت تعلم بسرہ جئناك شفعاء له
فشفعنا فیه اللھم انا نستجیر بحبل جوارك له انك
ذو وفاء وذمة اللھم قه من فتنة القبر ومن
عذاب جھنم اللھم اغفرله وارحمه وعافه واعف
عنه واکرم مثواہ ووسع مدخله واغسله بماء
الثلج والبرد ونقه من الخطایا کما ینقی الثوب
الابیض من الدنس وانزله دارا خیرا من دارہ و
زوجا خیرا من زوجه واھلا خیرا من اھله و
ادخله الجنة ونجه من النار اللھم ان کان
محسنا فزد فی احسانه وجازہ باحسانه وان کان
مسیئا فتجاوز عنه اللھم انه قد نزل بك وانت
خیر منزول به وھو فقیر الی رحمتك وانت غنی
عن عذابه اللھم ثبت عند مسئلته منطقه ولا
تبتله فی قبرہ بما لا طاقة له به اللھم لا تحرمنا
اجرہ ولا تفتنا بعدہ وان کانت امرأۃ قال
اللھم انھا امتك وابنة عبدك وابن امتك ثم یتم
الدعاء واحق الناس عند امامنا احمد رحمه الله

چھ صحابہ سے ایک طرف کا سلام ثابت ہے جن میں علیؓ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ
ابنؓ ابی اوفی، ابوہریرہؓ اور واثلہ بن الاسقع شامل ہیں۔ علاوہ ازیں ایک حدیث
میں ہے کہ ایک دفعہ نبی اکرم صلعم نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی اور دائیں طرف
سلام پھیرا۔

اگر مذکورہ بالا دعاؤں کے علاوہ کوئی اور دعا چاہے تو پڑھ لے مثلاً یہ
دعا پڑھ لے اس اللہ کا بڑا شکر ہے جو مارتا اور زندہ فرماتا ہے اور اس اللہ
کی بڑائیاں ہیں جو مردوں کو زندہ فرماتا ہے اسی کے لئے عظمت و کبریائی ہے،
اسی کے لئے ملک و قدرت ہے اور اسی کی حمد و ثنا ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر
ہے اے اللہ محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں بھیج جیسے تو نے ابراہیم و آل ابراہیم پر
اپنی رحمتیں، برکتیں اور ترحم بھیجا بلاشبہ تیری تعریف کی گئی ہے اور تو مجد و شرف
والا ہے اے اللہ وہ تیرا بندہ ہے تیرے بندے کا بیٹا ہے اور تیری لونڈی کا بیٹا ہے
تو نے اسے پیدا کیا تھا اور اسے رزق دیا تھا اور تو نے اسے موت دیدی اور تو اسے
زندہ فرما دیگا اور اس کے راز تو ہی جانتا ہے ہم تیرے پاس اس کے سفارشی بن کر
آئے ہیں لہٰذا اس کے بارے میں ہماری سفارش قبول فرما اے اللہ ہم اس کے
لئے تیری جوار رحمت کی دعا کرتے ہیں بلاشبہ تو وعدہ پورا کرنیوالا اور ذمہ دار ہے
اے اللہ قبر کے فتنے سے اور عذاب جہنم سے بچا اے اللہ اسے بخشدے، اس پر رحم فرما
اسے عافیت عطا فرما، اس کے گناہ معاف فرما، اس کا ٹھکانہ عزت والا بنا
اس کی قبر فراخ فرما اور اسے برف اور اولوں کے پانی سے نہلا اور اسے گناہوں سے
صاف فرما جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے اور اسے اس کے گھر سے
بہتر گھر میں ٹھہرا، اسے اس کے جوڑے سے بہتر جوڑا عطا فرما اور اسے اس کی
اہل سے بہتر اہل دے اور اسے جنت میں داخل فرمایا اور آگ سے نجات عطا فرما
اے اللہ اگر وہ نیک ہے تو اس کی نیکیوں میں اضافہ فرما اور اگر گنہگار ہے تو اس سے
درگزر فرما اے اللہ وہ تیرے پاس گیا ہے اور تو اس کا بہترین میزبان ہے اور
وہ تیری رحمت کا محتاج ہے اور تو اس پر عذاب کرنے سے بے نیاز ہے
اے اللہ نکیرین کے سوال کے وقت اس کی گویائی صحیح رکھ اور اسے قبر کے عذاب کا

بالصلاۃ علیہ من اوصی ان یصلی علیہ ثم الوالی ثم
اقرب العصبۃ الاب وان علا ثم الابن وان سفل ثم
اقرب العصبۃ الاخ وابن الاخ والعم وابن العم
وھل یقدم الزوج علی الولد علی روایتین وقد
اوصت الصحابۃ رضی اللہ عنھم بالصلاۃ علیھم
فروی ان ابابکر رضی اللہ عنہ وصی ان یصلی علیہ
عمر وعمر رضی اللہ عنہ وصی ان یصلی علیہ صہیب
رضی اللہ عنہ وکان ابنہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ
موجودا واوصی شریح ان یصلی علیہ زید بن ارقم
واوصی میسرۃ ان یصلی علیہ شریح ووصت عائشۃ
رضی اللہ عنھا الی ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ و
وصت ام سلمۃ رضی اللہ عنھا ان یصلی علیھا
سعید بن جبیر واما دعاء الطفل فیقول اللھم
انہ عبدک وابن عبدک وابن امتک انت خلقتہ
ورزقتہ وانت امتہ وانت تحییہ اللھم اجعلہ
لوالدیہ سلفا وذخرا وفرطا واجرا وثقل بہ
موازینھما وعظم بہ اجورھما ولا تحرمنا وایا
ھما اجرہ ولا تفتنا وایاھما بعدہ اللھم الحقہ
بصالح سلف المومنین فی کفالۃ ابراھیم وابدلہ
دارا خیرا من دارہ واھلا خیرا من اھلہ و
عافہ من عذاب جھنم اللھم اغفر لافراطنا
واسلافنا ومن سبقنا بالایمان اللھم من احییتہ
منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ
علی الایمان واغفر للمومنین والمومنات الاحیاء
منھم والاموات وانما یصلی علی السقط ویغسل

شکار نہ بنا جسکی اس میں طاقت نہیں اے اللہ ہمیں اسکے اجر سے محروم نہ فرما
اور ہمیں اس کے بعد فتنہ میں مبتلا نہ کر اگر عورت کا جنازہ ہو تو یہ کہے اے
اللہ وہ تیری لونڈی ہے اور تیرے غلام و لونڈی کی بیٹی ہے پھر مذکورہ بالا
دعا پوری پڑھے۔ ہمارے امام احمدؒ کے نزدیک جنازے کی نماز پڑھانے
کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہے جسے مرنے والا وصیت کر گیا ہو پھر حاکم پھر
قریب ترین عصبہ یعنی باپ یا دادا وغیرہ پھر بیٹا اور پوتا وغیرہ پھر بھائی
بھتیجے وغیرہ پھر چچا اور چچا زاد بھائی وغیرہ۔ کیا شوہر اولاد پر مقدم کیا
جائے؟ اس میں دونوں روایتیں ہیں۔

صحابہ نے صحابہ کو اپنی نماز جنازہ پڑھانے کی وصیت فرمائی ہے چنانچہ حضرت
ابوبکرؓ نے وصیت کی کہ میرے جنازے کی نماز عمرؓ پڑھائے اور حضرت عمرؓ نے
وصیت کی کہ اُن کے جنازے کی نماز صہیبؓ رومی پڑھائیں حالانکہ آپکے
فرزند ارجمند حضرت عبداللہ موجود تھے ابو شریحؒ نے زید بن ارقم کو نماز جنازہ
پڑھانے کی وصیت کی اور ابو میسرہ نے قاضی شریح کو وصیت کی، حضرت
عائشہؓ نے ابوہریرہؓ کو وصیت کی اور حضرت ام سلمہؓ نے سعیدؓ بن جبیر کو
وصیت کی۔ اگر بچہ کا جنازہ ہو تو یہ پڑھے اے اللہ وہ تیرا بندہ ہے اور
تیرے بندے کا اور تیری لونڈی کا بیٹا ہے تو نے اسے پیدا کیا اور اسے رزق
دیا اور تو نے اسے فوت کیا اور تو ہی اسے دوبارہ زندہ کریگا، اے اللہ اسے
اسکے ماں باپ کے لئے راہ ہموار کرنیوالا بنا، آخرت کا ذخیرہ بنا، اجر کی زیادتی
کا سبب بنا اور سراپا اجر بنا اور اسکی وجہ سے ان دونوں کی تولیں وزنی
فرما اور ان کے اجر کو عظیم فرما اور ہمیں اسکے ماں باپ کو اسکے اجر سے محروم
نہ رکھ اور اسکے بعد ہمیں اور ان کو فتنہ میں مبتلا نہ فرما اے اللہ اسے حضرت
ابراہیم کی نگرانی میں سلف صالحین میں شامل فرما اور اس گھر سے بہتر
اسے گھر دے اور ان گھر والوں سے بہتر گھر والے دے اور اسے جہنم سے
عافیت عطا فرما اے اللہ ہمارے بچوں کو جو ہمارے لئے موجب زیادتی
اجر ہیں اور راستہ صاف کرنیوالے ہیں بخش اور انہیں بھی جو ہم سے پہلے ایمان

اذا کان قد تبین فیہ شکل الانسان واما اذا کان قطعۃ لحم لم یتبین فیہ شیء من الخلقۃ فلا یغسل ولا یصلی علیہ بل یدفن والذی یشرع فیہ الغسل من ذلک لا فرق بین ان یغسلہ رجل او امرأۃ لما روی ان ابراهیم بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم توفی وهو ابن ثمانیۃ عشر شهرا فغسلتہ النساء۔

(فصول فیما یفعل بمن حضرہ الموت وکیفیۃ غسلہ وتکفینہ وتحنیطہ ودفنہ)

فصل: یستحب لکل مومن موقن بالموت عاقل ان یکثر ذکر الموت ویستعد لہ ویکون علی اهبۃ وترقب بتجدید التوبۃ کل ساعۃ ومحاسبۃ نفسہ والخروج من المظالم والدیون وکتب وصیۃ معدۃ ولا یکون غافلا عن هذا الامر المتیقن العام الشامل فی حق جمیع الانام الذی لابد من مجیئۃ وهجومہ وقدومہ وهو کاس لابد من شربہ وانما قلنا یستحب لہ ذلک لما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اکثروا من ذکر هاذم اللذات وفی لفظ آخر اکثروا ذکر الموت فانکم ان ذکرتموہ فی غنی کدرہ علیکم وان ذکرتموہ فی ضیق وسعہ علیکم وقال صلی اللہ علیہ وسلم اتدرون ای الناس اکیس واحزم اکیسهم اکثرهم ذکرا للموت واحزمهم اکثرهم استعدادا لہ قالوا یارسول اللہ وما علامۃ ذلک قال التجافی عن دار الغرور والانابۃ الی دار الخلود وقال لقمان علیہ السلام لابنہ یا بنی لا تؤخر التوبۃ الی غد

لائے اے اللہ ہم میں سے جسے تو زندہ رکھنا چاہے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور جسے مارنا چاہے اسے ایمان پر موت دے اور مومن مردوں اور عورتوں کو خواہ زندہ ہوں یا فوت ہو گئے ہوں، بخشدے۔ کچے بچے کو جو ساقط ہو گیا غسل دیا جائے اور اس پر نماز پڑھی جائے اگر اس کی انسانی شکل کا ظہور ہو گیا ہو لیکن اگر وہ محض گوشت کا لوتھڑا ہو اور انسانی شکل نمودار نہیں ہوئی ہو تو اسے بلا غسل و نماز کے دفن کر دیا جائے بچہ کو خواہ مرد غسل دے یا عورت دونوں کے لئے روا ہے کیونکہ حضرت ابراہیم بن محمد آٹھ ماہ کے ہو کر فوت ہوئے اور انہیں عورتوں نے غسل دیا۔

مرنے والے کے پاس کیا کیا جائے؟ اور مرنے کے بعد غسل اور تجہیز و تکفین وغیرہ

ہر عاقل مومن کے لئے جسے اپنی موت کا یقین ہے مستحب ہے کہ وہ ہر وقت اپنی موت کو یاد رکھے اور اس کے لئے تیار رہے اور موت کا انتظار کرتا رہے اور ہر وقت اس کے آنے کا منتظر رہے اور ہر لمحہ توبہ کی تجدید کرتا رہے اور اپنے نفس سے حساب لیتا رہے اگر اس پر کسی کا قرض وغیرہ ہو تو اول فرصت میں اس سے سبکدوش ہو جائے اور وصیت نامہ تحریر کر کے اپنے پاس تیار رکھے اور اس یقینی امر سے جو ہمہ گیر، عام اور تمام مخلوق کو شامل ہے غافل نہ رہے کیونکہ موت کا آنا اور اچانک آدھمکنا اور اکدم ٹوٹ پڑنا، اور جام مرگ پینا تو ضروری ہے نبی اکرم صلعم نے فرمایا: لذتوں کو برباد کرنے والی کا کثرت سے ذکر کیا کرو۔ دوسرے لفظ میں ہے کہ موت کا کثرت سے ذکر کیا کرو کیونکہ اگر تم اسے حالت تونگری میں یاد کرو گے تو تم کو اپنا مال ہیچ معلوم ہو گا اور اگر ناداری کی حالت میں یاد کرو گے تو ناداری کا صدمہ نہ ہو گا۔ نبی اکرم صلعم نے پوچھا: جانتے ہو کون سب سے ہوشیار و بیدار مغز ہے؟ سب سے زیادہ وہی ہوشیار ہے جو ہر وقت موت کو یاد رکھتا ہے اور سب سے زیادہ وہی بیدار مغز ہے جو ہر وقت اس کے لئے تیار رہتا ہے صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ اس کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: دھوکا والے گھر سے کنارہ کشی

فان الموت یاتیک بغتة وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما حق امرئ لہ مال ان یبیت لیلتین الا ووصیتہ مکتوبة عندہ وجاء فی الحدیث حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا وزنوھا قبل ان توزنوا وقال عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اعمل لدنیاک کانک تعیش ابدا واعمل لآخرتک کانک تموت غدا فلیجتھد العاقل المومن فی خلاص نفسہ من الحقوق اللازمة الواجبة علیہ قبل الموت من الذنوب والمظالم والدیون فان لم یفعل فلیقطع ولیتیقن انہ سیکون مرتھنا بھا و مواخذا ومعاقبا غدا فی قبرہ حین تنقطع القوی وتبطل الحیل والحواس ویھجرہ الاھل والجیران ویتظافر علی مالہ الاعداء والخلان من الرجال والنساء والولدان فلا ینجیہ من تبعتھا الا الاداء فی الدنیا والاستحلال والتوبة والاذعان او تخمن الرحیم برائتہ ورحمتہ اذ ھو ارحم الراحمین فیعوض اصحابھا بما یشاء فی دار الخلود والجنان وروی عن سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ انہ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی علی جنازة فلما انصرف قال ھل ھاھنا من آل فلان احد فقال رجل انا فقال لہ علیہ الصلاة والسلام ان فلانا ماسور بدینہ قال فلقد رأیت اھلہ ومن یتحرق علیہ قاموا یقضون عنہ حتی ما بقی احد یطلبہ بشی

رہنا اور ہمیشگی والے گھر کی طرف مائل رہنا۔ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا: پیارے بیٹے توبہ کل پر نہ چھوڑ کیونکہ موت تیرے پاس اچانک آجائیگی

نبی اکرم صلعم نے فرمایا: مالدار کو لائق نہیں کہ دو راتیں اس حال میں گزارے کہ اس کی وصیت اسکے پاس لکھی ہوئی نہ ہو۔ ایک حدیث میں ہے لوگو! اس سے پہلے پہلے اپنا حساب لے لو کہ تم سے حساب لیا جائے اور اپنا خود وزن کر لو قبل اس کے کہ تمہارا وزن کیا جائے۔

حضرت ابن عمرؓ: میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ اپنی دنیا کے لئے یہ خیال کر کے عمل کر کہ گویا تو ہمیشہ زندہ رہے گا اور آخرت کے لئے یہ خیال کر کے عمل کر کہ تو کل ہی کو مر جائیگا یعنی دنیا کے لئے تو بہت وقت پڑا ہے اور آخرت کا وقت ختم ہوا چاہتا ہے لہذا دنیا کے کاموں پر آخرت کے کاموں کو ترجیح دے لہذا ہر ذی ہوش مومن پوری سرگرمی سے موت سے پہلے پہلے اپنے نفس کو چھڑانے کے لئے حقوق واجبہ سے سبکدوش ہونے کا تہیہ کرے کہ گناہوں سے پہلی فرصت میں توبہ کرے لوگوں کے حقوق سے سبکدوش ہو اگر اس کے ذمہ قرض ہے تو قرض اتارے یا معاف کرالے اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو اسے یقین کر لینا چاہیئے کہ وہ دوسروں کے حقوق میں پھنسا ہوا رہ جائیگا اور کل قبر میں اس سے بازپرس ہو گی اور عذاب کا شکار ہو گا حتی کہ اس کے قوی معدوم، حیلے باطل اور حواس گم ہو جائیں گے اس کے عزیز واقارب اور پڑوسی اسے چھوڑ آئیں گے اور اس کے چھوڑے ہوئے مال پر دشمن اور پیچھے رہنے والے ورثہ مرد، عورتیں اور بچے قابض ہو جائیں گے لہذا ان حقوق سے اسی وقت پیچھا چھوٹ سکتا ہے جب انہیں دنیا میں ادا کر دیا جائے یا معاف کرا لیا جائے اور پر خلوص توبہ کر لی جائے اور اللہ سے بلک بلک کر گناہ معاف کرائے جائیں حق تعالیٰ بڑا مہربان ہے اور وہ اپنی رحمت وشفقت سے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے گا۔ کیونکہ وہ سب سے زیادہ مہربان ہے پھر وہ آخرت میں ارباب حقوق کو اپنی مشیت کے مطابق عوض دیدے گا۔ سمرہ بن جندب: ایک دفعہ

وفی لفظ آخر قال ان فلانا محبوس بباب الجنة بدین
علیه وعن علی رضی الله عنه انه قال مات رجل
من اهل الصفة فقیل یارسول الله ترك دینارا
ودرهما فقال صلی الله علیه وسلم كیتان من نار
صلوا علی صاحبكم وكان دینا علیه وفی حدیث
آخر شهد رسول الله صلی الله علیه وسلم جنازة
رجل من الانصار فقال اعلیه دین قیل نعم قالوا
فرجع فقال علی رضی الله عنه انا ضامن ماعلیه
فرجع فصلی علیه فقال صلی الله علیه وسلم یا علی
فك الله رقبتك كما فككت عن اخیك المسلم
مامن رجل یفك عن رجل دینه الا فكه الله به
یوم القیامة وقال صلی الله علیه وسلم لتؤدن
الحقوق الی اهلها یوم القیامة حتی یوخذ للشاة
الجماء من الشاة القرناء وقال صلی الله علیه وسلم
ایاكم والظلم فانه ظلمات یوم القیامة وایاكم
والفحش فان الله لا یحب الفحش وایاكم والشح
فان الشح اهلك من كان قبلكم امرهم بالقطیعة
فقطعوا ثم امرهم بالظلم فظلموا۔

فصل: فاذا مرض المومن استحبت عیادته
فاذا عاده اخوه المسلم نظر فی حاله فان رجا
خلاصه من مرض دعا له وانصرف وان خاف
موته رغبه فی التوبة من الذنوب والوصیة
بثلث ماله لمن لم یرثه من الاقارب الفقراء
منهم فان كانوا اغنیاء فللفقراء والمساكین
واهل العلم والفضل والدین والمنقطعین عن

ہم رسول اللہ صلعم کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے آپ نے نمازِ جنازہ
پڑھائی، فارغ ہو کر فرمایا: کیا یہاں آلِ فلاں سے کوئی موجود ہے؟
ایک شخص بولا: میں ہوں یارسول اللہ آپ نے فرمایا! فلاں شخص قرض
میں گرفتار ہے فرماتے ہیں میں نے اس کے گھر والوں کو اور ان تمام لوگوں
کو جو اس کے ہمدرد و خیرخواہ تھے دیکھا کہ کھڑے ہو کر اس کا قرض ادا کرنے
لگے حتیٰ کہ ایک قرض خواہ بھی باقی نہیں رہا ایک لفظ میں ہے کہ فلاں شخص قرض
کی وجہ سے جنت کے دروازے پر روک لیا گیا ہے۔

حضرت علیؓ: اصحاب صفہ میں سے ایک شخص فوت ہو گیا کہا گیا
یارسول اللہ اس نے ایک دینار اور ایک درہم چھوڑا ہے آپ نے فرمایا
یہ آگ کے دو داغ ہیں اس پر تم لوگ نماز پڑھ لو۔ اس پر قرض تھا۔
ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلعم ایک انصاری کے جنازے میں شریک
ہوئے، پوچھا: کیا اس پر قرض ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں، اصحابہ کہتے
ہیں آپ بلا نماز پڑھائے واپس آنے لگے حضرت علی بولے یارسول اللہ
اس کا میں ضامن ہوں یہ سُن کر آپ لوٹ آئے اور جنازے کی نماز
پڑھا دی اور فارغ ہو کر فرمایا: علی! اللہ تعالیٰ تمہاری گردن آگ
سے چھڑائے جس طرح تم نے اپنے مسلمان بھائی کی گردن آگ سے چھڑا دی جو
شخص کسی شخص کی طرف سے اس کا قرض ادا کر کے اس کی گردن چھڑائے
گا تو حق تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عوض اس کی گردن ضرور چھڑا
دیگا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت کو حق والوں کو تم سے ان کے
حقوق دلوائے جائیں گے حتیٰ کہ بلا سینگ والی بکری کا حق سینگ والی
بکری سے دلوایا جائے گا۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ ظلم سے اپنے کو بچاؤ
کیونکہ ظلم قیامت کو اندھیروں میں تبدیل ہو جائیں گے اور فحش سے
کنارہ کش رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فحش کو پسند نہیں فرماتا اور اپنے کو
بخل سے بچاؤ کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا اسی بخل نے
انہیں قطع رحمی پر ابھارا اور انھوں نے قطع رحمی کی اور اسی نے انہیں

الاسباب الذين قطعهم عنها القدر وضيق الورع
عليهم التحرك فيها فانقلبت الاسباب عندهم
اربابا فتركوها ونزهوا الرب سبحانه عن ان يكون
له شريك يرجعون اليه فى الرزق فصار مالهم
الثقة بالحق عزوجل واليأس مما فى ايدى الناس
فسلم توحيدهم اشتاقت اقسامهم اليه صفوا
عن غير تبعة فى الدنيا ولا عقوبة فى الاخرى
فياطوبى لمن انالهم نوالا اوحذاهم بجذاء او
واصلهم بفضل اوخدمهم يوما من الايام
اوامن على دعائهم ساعة من الساعات او احسن
القول فيهم حالة من الاحوال طوبى له طوبى له
وذلك لانهم اهل الله وخاصته فهل يدخل
على الملك الا بخاصته وهل يجزى من السلطان
الابطريق حواشيه وخدمه من صادق الحواشى
والخدم واحسن اليهم وخدمهم يوما لوشك أن
يوقفوه على الملك الاعظم ثم كل منهم يذكر
ما عنده من خير خصاله ومآثره ثم ينعم الملك
عليه بما جاء من نعمه وفضائله فاذا ظهرت
امارة الموت استحب لاهله ان يلزمه ارفقهم
به واعرفهم باخلاقه وسياسته واتقاهم
لربه ليذكره بالله عزوجل ويحثه على ما ذكرنا
من طاعته ويتعاهد بل حلقه بان يقطر فيه
ماء او شرابا ويندى شفتيه بقطنة ويلقنه قول
لا اله الا الله مرة ولا يزيد على ثلاث لئلا
يضجر ويسأم فتخرج روحه وهو متكره لذلك

ظلم پر آمادہ کیا اور انھوں نے لوگوں پر ظلم کیا۔

بیمار کی بیمار پرسی

مومن کی بیمار پرسی مستحب ہے عیادت
کرنے والا مریض کی حالت پر غور کرے اگر حالت روبصحت دیکھے تو
دعا کرکے واپس آجائے اور اگر خطرناک حالت دیکھے تو مریض کو
گناہوں سے توبہ کرنے کی اور غیر وارث غریب عزیزوں کے لئے ۱/۳
مال میں وصیت کرنے کی طرف توجہ دلائے اگر اس کے غیر وارث
اقارب مالدار ہیں تو پھر ۱/۳ کی وصیت کے مستحق فقراء، مساکین
علماء، فضلاء، دیندار نیک حضرات اور ظاہری اسباب رزق سے
کٹے ہوئے لوگ ہیں جن کو تقدیر نے اسباب سے کاٹ دیا ہے اور ان کی
عبادت نے ان پر رزق کے لئے حرکت تنگ کر دی ہے وہ اسباب کو
ارباب سمجھ کر چھوڑ بیٹھے ہیں اور ان کا دل یہ گوارا نہیں کرتا کہ ان کے
رزق میں اللہ کا کوئی شریک ہو ان کا مال صرف حق تعالیٰ شانہ پر بھروسہ
ہے اور وہ لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس سے ناامید ہیں کیونکہ
ان کی توحید انہیں غیر کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیتی اور ان کے پاک
وصاف وحلال طیب حصے ان کے مشتاق رہتے ہیں کہ ان کے متعلق نہ
کسی کا دنیوی حق ہوتا ہے اور نہ اخروی عذاب، لہٰذا وہ لوگ
مبارک وخوش نصیب ہیں جو انہیں کچھ ہدیہ دیتے ہیں یا ان کے ساتھ
کچھ سلوک کرتے ہیں یا مال سے ان سے صلہ رحمی کرتے ہیں یا کسی دن
ان کی خدمت کر دیتے ہیں یا کبھی ان کی دعاؤں پر آمین کہہ دیتے ہیں یا
کسی حالت میں ان کی شان میں کوئی اچھا کلمہ زبان سے نکال دیتے
ہیں ایسے لوگ بڑے خوش نصیب اور بے حد خوش قسمت ہیں کیونکہ جن
کی یہ خدمت کر رہے ہیں وہ اللہ والے ہیں اور اللہ کے خاص مقرب
بندے ہیں بادشاہ کے پاس اس کے خواص ہی کے ذریعہ جایا جاتا ہے
اور سلطان تحائف وخلعت اپنے کفش برداروں اور خادموں ہی
کی راہ سے دیتا ہے اگر کوئی اللہ والے نیک بندوں کو اور اس کے

فان لقنه ثم تكلم بشیء غيره اعاد تلقينه ليكون آخر كلامه لا اله الا الله قال النبی صلی الله عليه وسلم من كان آخر كلامه لا اله الا الله دخل الجنة ويكون تلقينه بلطف ومداراة وينبغی ان يقرأ عنده سورة يٰسٓ لتكون عونا علی خروج روحه وتسهله عليه فاذا اخرجت روحه وجهه الی القبلة علی ظهره طولا بحيث اذا اقعد كان وجهه اليها ثم يبادر فيغمض عينيه لما روی شداد بن اوس رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم انه قال اذا حضرتم موتاكم فاغمضوهم فان البصر يتبع الروح وقولوا خيرا فانه يومن علی ما قال اهل البيت ثم يشد لحييه وصفته ما روی أن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال لابنه عبد الله رضی الله عنه حين حضرته الوفاة ادن منی فاذا رأيت روحی قد بلغت لهاتی فضع كفك اليمنی علی جبهتی تحت ذقنی واغمضنی ثم يلين مفاصله بان يرد ذراعيه حتی يلصقهما لعضديه ثم يردهما ويرد ساقيه الی فخذيه وفخذيه الی بطنه ثم يردهما ويخلع ثيابه ويسجيه بثوب يستر جميعه لانه يصير جميعه عورة بالموت ولهذا يجب ستر جميعه بالكفن ويجعل علی بطنه مرآة او سيفا لان الميت اذا خرجت روحه

خدمتگاروں کو پائے اور انکے ساتھ حسن سلوک کرے اور انکی خدمات بجالائے تو قریب ہے کہ وہ انہیں شہنشاہ اعظم کے سامنے لا کھڑا کریں اور ان میں کا ہر شخص تمہاری ان نیکیوں اور بزرگانہ کاموں کو جو تم نے انکے لئے دنیا میں کئے تھے حق تعالیٰ سے بیان کریگا پھر شہنشاہ اعظم اس کے عوض اسے اپنی نعمتوں اور رحمتوں سے مالا مال فرما دیگا۔ جب کسی پر موت کے آثار ظاہر ہوں تو گھر والوں کا فرض ہے کہ اس کے پاس اس کا بہترین مخلص و مشفق اس سے اخلاق و سیاست واقف اور پارسا شخص بیٹھ جائے تاکہ اسے حق تعالے جل مجدہٗ کیطرف متوجہ کرے اور اللہ کی اطاعت کی رغبت دلائے اور احتیاط سے اس کا حلق تر رکھے یعنی حلق میں بار بار پانی یا شربت کے قطرے ٹپکاتا رہے اور اسکے ہونٹ روئی سے تر رکھے اور تین بار لاالہ الااللہ پڑھوائے اس سے زیادہ نہیں مبادا وہ اکتا جائے اور کراہت کی حالت میں اسکی روح پرواز کرجائے اگر کلمہ پڑھوانے کے بعد مرنیوالا کوئی بات کرلے تو کلمہ پھر پڑھوا دیا جائے تاکہ اسکا آخری کلام لاالہ الااللہ رہے نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جس کا آخری کلام لاالہ الااللہ ہوگا وہ جنتی ہے مرنیوالے کے سامنے محبت و پیار سے درمیانی آواز سے کلمہ لاالہ الااللہ پڑھا جائے اور سورہ یٰسین پڑھی جائے تاکہ اسکی برکت سے آسانی سے روح نکل آئے جب روح قفس عنصری سے پرواز کرجائے تو میت کا منہ قبلہ کی طرف کردیا جائے یعنی اگر اسے پشت کے بل لٹا دیا جائے اور پیر قبلہ کی طرف رہیں تو اس کا منہ قبلہ کیطرف رہیگا اس صورت میں اگر اسے بٹھا دیا جائے تو اسکا منہ قبلہ ہی کی طرف رہیگا پھر فوراً آنکھیں بند کردی جائیں کیونکہ شداد بن اوس کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا جب اگر تم کسی مرنیوالے کے پاس حاضر ہو تو (مرنے کے بعد فوراً) اسکی آنکھیں بند کردو کیونکہ نگاہ روح کو اوپر جاتا ہوا دیکھتی ہے اور اس وقت منہ سے اچھی بات نکالو کیونکہ گھر والوں کی باتوں پر آمین کہی جاتی ہے۔ پھر ڈھاٹا باندھ دو یعنی منہ بند کرکے ٹھوڑی سے نکال کر سر سے ایک کپڑا باندھ دو تاکہ منہ بند رہے کیونکہ حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے قریب اپنے صاحبزادے عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا تھا کہ

يعلو و ينتفخ ثم يوضع على سرير غسله متوجها منحدرا نحو رجليه ثم يسارع الى قضاء دينه و ابراء ذمته من الديون والوصايا حتى يلقى ربه برى الذمة من المظالم مخلصا من الحقوق والجواذب۔

فصل: ثم يسارع فى غسله وتجهيزه وتكفينه و دفنه الا ان يكون موته فجأة فيتوقف عن ذلك حتى يتيقن موته فتنفصل كفاه وتسترخى رجلاه و يميل انفه وتنخسف صدغاه ثم يسرع فى ذلك اما صفة الغسل فيجرد الغاسل الميت ويستره من سرته الى ركبتيه لانه امكن له واعون على مبالغة غسله و يغض بصره ما امكن لاسيما من عورته وقيل ان الافضل ان يغسله فى قميص خفيف واسع و ان كان ضيقا فتق رأس الدخاريص ثم يلين مفاصله برفق ان سهلت عليه والا فيدعها لانه ربما آل ذلك الى كسرها وقد قال النبى صلى الله عليه وسلم كسر عظم الميت ككسره حيا ثم يحنيه قليلا الى ان يبلغ به قريبا من الجلوس ثم يعصر بطنه عصرا رفيقا ثم يلف على يده خرقة و ينحيه كى لايباشر عورته بيده ولان الخرقة

پاس رہنا جب تم دیکھو کہ میری روح کھینچ کر تالو میں آگئی ہے تو اپنا سیدھا ہاتھ میری پیشانی پر اور بایاں ہاتھ میری ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر باندھ دینا اور میری آنکھیں بند کر دینا۔ پھر مرنے والے کے اعضاء اپنی اپنی جگہ پر رکھ دے دونوں ہاتھ بازؤوں سے ملا کر پھیلا دے اور جسم سے ملا کر چھوڑ دے اور پیر پھیلا دے اور سیدھے کر کے رکھ دے اور کپڑے اتار کر ایک چادر سے جو سر سے لے کر پیروں تک اسے ڈھانپ لے ڈھانپ دے کیونکہ موت کی وجہ سے اب اس کے بدن کا سارا حصّہ عورت بن گیا ہے کہ اس کے چھپانے کا حکم ہے اسی لئے اسے کفن سے چھپانا واجب ہے اور پیٹ پر آئینہ یا تلوار رکھ دے کیونکہ میت کی روح نکل جانے کے بعد پیٹ اونچا ہونے لگتا ہے اور پھولنے لگتا ہے پھر اسے غسل دینے کے لئے قبلہ رخ غسل کے تخت پر اس طرح لٹا دیا جائے کہ سر قدرے اونچا رہے اور پیر نیچے رہیں پھر جلد از جلد قرض ادا کرنے کی کوشش کی جائے اور اسے قرض سے سبکدوش کیا جائے اور اس کی وصیتیں نافذ کیجائیں تاکہ اپنے رب سے اس حال میں ملے کہ دوسروں کے حقوق سے بری الذمہ ہو اور حقوق العباد سے اور کھینچا تانیوں سے پاک و صاف ہو۔

تجہیز و تکفین پھر پھرتی سے میت کو غسل دیا جائے اور کفنایا جائے اور دفن کر دیا جائے ہاں اگر موت اچانک ہوئی ہو تو اتنی دیر ٹھہرا جائے کہ موت کا یقین ہو جائے یعنی ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ جائیں، ناک سے ریزش جاری ہونے لگے اور دونوں کنپٹیاں دھنس جائیں جب یہ علامتیں ظاہر ہوں تو تجہیز و تکفین میں جلدی کی جائے۔

غسل میت کا طریقہ میت کو غسل کے تخت پر قبلہ رخ لٹا کر پردہ کر کے میت کے جسم سے غسل دینے والا کپڑا ہٹا دے اور ناف سے لے کر گھٹنوں تک ایک کپڑا ڈال دے کیونکہ ننگا کرنے کے بعد غسل بخوبی اور آسانی سے دیا جا سکتا ہے غسل دینے والا جہاں تک ممکن ہو نگاہیں نیچی رکھے اور خاص طور سے میت کی شرمگاہ نہ دیکھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے

ابلغ فی ازالة النجاسة لخشونتها فکذلك
یستحب ان لا یباشر بقیة بدنه الا بخرقة
ویتابع فی صب الماء علی یده ثم یرمی بالخرقة
ویاخذ غیرها نظیفة کذلك الی ثلاث
ثم یلقی الخرقة ویغسل یده ثم یوضئه
وضوءه للصلاة مرتبا فینوی ویسمی ویدخل
اصبعیه مبلولتین بالماء بین شفتیه
فیمسح اسنانه وکذلك فی منخریه
فینظفهما ویصب الماء علی فیه والفه
کالمضمضة والاستنشاق من غیر ان
یدخل الماء فی فیه والفه فیوضئه الی
آخر الاعضاء فاذا فرغ من ذلك
غسل رأسه بماء وسدر ثم لحیته ولا
یسرح شعره ثم یصب علیه الماء القراح
من رأسه الی رجلیه ویغسل شقه الایمن
ثم یقلبه شمالا فیغسل شقه الایسر و
کذلك یغسل سائر جسده بالماء والسدر
فی الغسلات کلها ولکن ینظفه عقیب
کل غسلة بالسدر و بالماء القراح فان
احتاج الی اشنان لغسل وسخ وخلال
لتنقیة ما تحت الاظافیر استعملها و
یلف القطن علی الخلال فیزیل ما بانفه
وصماخیه من الاذی وینظفها ثم یرجع
فیحنیه ثم یعید وضوءه ثانیة علی ما
ذکرنا ثم یغسله الاخیرة بماء فیه

کہ کسی ڈھیلے ڈھالے کرنے میں غسل دینا افضل ہے اگر کرتا تنگ ہو تو اسے
جگہ جگہ سے حسب ضرورت پھاڑ دیا جائے پھر آہستہ سے میت کے جوڑوں
کو نرم کرے اگر آسانی سے نرم کر سکے ورنہ اپنے حال پر چھوڑ دے کیونکہ
زور کرنے سے مفاصل کے ٹوٹ جانے کا خطرہ ہے اور نبی اکرم صلعم نے
فرمایا ہے کہ مردہ کی ہڈی توڑنا زندہ کی ہڈی توڑنے کی برابر ہے پھر میت
کو اتنا اٹھائے کہ وہ بیٹھنے کے قریب ہو جائے اور اس کا پیٹ نرمی سے
دبائے اور اپنے ہاتھ پر کپڑا باندھ کر استنجا کرائے تاکہ غسل دینے والے کا ہاتھ
میت کے ستر کو براہ راست نہ چھوئے علاوہ ازیں کپڑے سے اگر وہ کھردرا
ہو تو نجاست خوب صاف ہوتی ہے اسی طرح غسل دینے والے کو مستحب
ہے کہ میت کا باقی بدن بھی براہ راست ہاتھ سے نہ چھوئے اور جب دھوئے
تو اپنے ہاتھ پر پانی ڈلوائے پھر وہ کپڑا ہاتھ سے الگ کر کے دوسرا کپڑا
لپیٹ کر استنجا کرائے پھر تیسرا کپڑا لپیٹ کر استنجا کرائے پھر ہاتھ سے کپڑا
ہٹا کر اپنا ہاتھ دھوئے پھر میت کو ترتیب وار وہی غسل کرائے جو نماز
کے لئے کیا جاتا ہے یعنی وضو کی نیت کر کے بسم اللہ پڑھے اور اپنی دو انگلیاں
پانی سے تر کر کے اس کے ہونٹوں میں داخل کر کے دانتوں پر پھیرے پھر
اسی طرح دونوں نتھنوں میں داخل کر کے انہیں صاف کرے اور منہ پر
اور ناک پر پانی بہائے جو بمنزلہ غرغرہ کے اور ناک میں پانی دینے کے ہے
لیکن منہ اور ناک میں پانی داخل نہ کرے اسی طرح پورا وضو کرائے پھر
اس پانی سے جس میں بیری کے پتے جوش دے لئے گئے ہوں سر دھوئے
پھر داڑھی دھوئے اور بالوں میں کنگھی نہ کرے پھر میت کو بائیں کروٹ
دلا کر جسم کے دائیں طرف کے حصہ پر سر سے لے کر پیروں تک خالص پانی
بہائے اور غسل دے پھر سیدھی کروٹ دلا کر بائیں طرف کے حصہ پر سر سے
لے کر پیروں تک صاف پانی بہائے اسی طرح جس قدر غسل دے ہر غسل
میں پہلے بیری والا پانی استعمال کرے اور اخیر میں صاف پانی اگر میل
ہٹانے کے لئے اشنان کی اور ناخنوں کے نیچے کا میل صاف کرنے کے

كافور ثم ينشفه بثوب واقل ما يغسل
الميت ثلاث مرات واكثره سبع مرات
فان لم ينق بثلاث زاد الى سبع ولا يقطع الا
على وتر ثلاث او خمس او سبع وان خرج
منه شيء بعد ذلك اعيد عليه الغسل
الى سبع مرات فان لم يمنع ذلك خروجه
حشى بالقطن والجمه بالطين الحر
وقال بعض اصحابنا لا يحشى لان الامام احمد
رحمه الله كرهه وقيل انه اذا خرج شيء
منه بعد تمام الغسل لم يعد الى الغسل
بل يغسل موضع النجاسة ثم يوضا وضوءه
للصلاة ويكفن ويحمل والاولى ان يغسل
المرة الاولى بماء وسدر وبقية الغسلات
بالماء القراح كغسل الجنابة ويكون
الكافور في الآخرة ثم ينشف ويكفن
واما تكفينه فانه يكفن في ثلاثة اثواب
يدرج فيها ادراجا وتكون لفائف بيض
لا يكون فيها قميص ولا مئزر ولا سراويل
ولا شيء مخيط الا اللفائف فتخاط لضيق عرض
الثوب وصغره فيبسط بعضها فوق بعض
بعد ان تجمر بالعود والند والكافور ويجعل
الطيب بين كل لفافتين وقيل انه يكفن
في قميص ومئزر ولفافة ويكون المئزر مما
يلي جلده ولم يزر القميص عليه وثلاثة
الاثواب افضل لما روى عن عائشة رضي الله

خلال کی ضرورت ہو تو ان دونوں کو استعمال کرے اور خلال پر روئی
لپیٹ لے اور ناک کے اور کانوں کے سوراخوں میں جو میل ہے اسے صاف
کر دے پھر حسب سابق دوبارہ وضو کرائے پھر سب سے پچھلا غسل کافور
والے پانی سے دے پھر کپڑے سے جسم پونچھ دے۔ کم از کم تین بار
غسل ہے اور زیادہ سے زیادہ سات بار اگر تین غسلوں سے صفائی
نہ ہو تو پانچ یا سات غسل دے اگر میت سے غسل کے بعد نجاست
نکل آئے تو دوبارہ سات بار غسل دے اگر پھر بھی نجاست نہ رکے
تو مخرج نجاست میں روئی یا مٹی وغیرہ بھر دے لیکن ہمارے بعض
علماء روئی وغیرہ کے بھرنے کو منع کرتے ہیں کیونکہ امام احمدؒ اسے
مکروہ سمجھتے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر تکمیل غسل کے بعد کچھ نکل
آئے تو دوبارہ غسل دینے کی ضرورت نہیں ہاں موضع نجاست
کو دھو دیا جائے اور وضو کرا دیا جائے اور کفنا کر اٹھا لیا جائے
اولیٰ یہ ہے کہ پہلا غسل بیری والے پانی سے دیا جائے اور باقی غسل،
غسل جنابت کی طرح صاف پانی سے دئے جائیں اور سب سے
پچھلے غسل میں کافور ڈال لیا جائے پھر بدن پونچھ کر کفنا دیا جائے۔

کفن

کفن کے سلسلہ میں مرد کے لئے تین چادریں ہیں میت ان میں
لپیٹ دیا جائے یہ تینوں چادریں سفید ہوں ان میں نہ کرتہ ہو نہ
پائجامہ، نہ تہبند اور نہ کوئی سلا ہوا کپڑا، ان چادروں کو اگر ان کا عرض
چھوٹا ہو یا طول چھوٹا ہو سیا بھی جا سکتا ہے تینوں چادریں اوپر
تلے بچھا دی جائیں لیکن بچھانے سے پہلے ان کو اگر عود اور کافور کی
دھونی دے لی جائے اور ہر دو چادروں کے درمیان خوشبو لگا دی
یا چھڑک دی جائے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کرتے، تہبند اور لپیٹ کی
چادر میں بھی کفنایا جا سکتا ہے لیکن تہ جسم سے متصل رہے اور کرتے
کے بٹن نہ لگائے جائیں۔ مرد کے لئے تین کپڑے افضل ہیں کیونکہ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم کو

عنها قالت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كفن فى ثلاثة اثواب بيض سحولية. ليس فيها قميص ولا عمامة وقد صحح الامام احمد رحمه الله حديث عائشة رضى الله عنها وبنى مذهبه عليه ثم يجعل الطيب وهو الحنوط والكافور فى قطن فيجعل منه بين اليتيه ويشد فوقه خرقة ويجعل باقيه من مواضع سجوده ومغابنه كالفخذين وتحت الابطية ومنافذ وجهه ومساخيه وجبينه وركبتيه وكفيه وظاهر عينيه ولا يدخله فى عينيه وان خاف الانتقاض وخروج ما فى الباطن الى الظاهر حشا داخل الفه ومساخيه بالقطن والكافور وان طيب جميع جسده بالكافور والصندل كان احسن وروى نافع ان ابن عمر رضى الله عنهما كان يتبع مغابن الميت ومرافقه بالمسك ثم يأتى بالميت ويطرحه على اللفائف ويثنى طرف اللفافة العليا على شقه الايمن ثم يرد طرفها الآخر على شقه الايسر ويدرجه فيه ادراجا ثم يفعل بالثانية والثالثة كذلك فيجعل ما عند رأسه مما عند رجليه ثم يجمع ذلك جمع طرف العمامة فيعيده على وجهه ورجليه الا ان يخاف انتشارها فيعقدها ثم اذا

تین سفید سحولی کپڑوں میں کفنایا گیا جن میں نہ کرتا تھا اور نہ پگڑی امام احمدؒ نے حضرت عائشہ رضؓ والی حدیث کو صحیح بتایا ہے اور اسی حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے پھر خوشبو یعنی حنوط اور کافور روئی میں لپیٹ کر کچھ روئی چوتڑوں کے درمیان رکھ دی جائے اور اس پر ایک کپڑا باندھ دیا جائے اور باقی روئی سجدے کے سات مقامات پر مل دی جائے اور رانوں میں، بغل میں منہ کے سوراخوں میں، دونوں کانوں کے سوراخوں اور دونوں آنکھوں کے حلقوں میں رکھ دی جائے آنکھوں کے اندر نہ رکھی جائے اگر روئی کے ہٹ جانے کا اور کسی شے کا اندر سے باہر آنے کا ڈر ہو تو ناک کے نتھنوں میں اور کانوں میں روئی مع کافور کے رکھ دی جائے اگر تمام جسم پر کافور و صندل ملدے تو نور علیٰ نور ہے ثابت ہے کہ حضرت ابن عمر رضؓ میت کے سوراخ و اعضاء کے جوڑ اور گڑھے مشک سے بھر دیا کرتے تھے۔

کفنانے کا طریقہ اوپر تلے تینوں چادریں بچھا کر میت کو ان پر لٹا دیا جائے اور لپوٹ کی چادر کا بالائی سرا نصف جسم پر سیدھی طرف لپیٹے پھر دوسرا سرا نصف جسم پر بائیں طرف لپیٹے اور اس میں میت کو لپیٹ دے اسی طرح دوسری اور تیسری چادر کو لپیٹ دے اور سر کی طرف چادروں کا زیادہ حصہ رہے اور پیروں کی طرف کم رہے پھر یکے بعد دیگرے چادروں کے سرے پگڑی کی طرح سر کی طرف سے بھی موڑ دے اور پیروں کی طرف سے بھی اور اگر کھلنے کا ڈر ہو تو کترنوں سے باندھے لیکن قبر میں اتار کر بندھن کھول دے اور کفن نہ پھاڑے۔

عورت کے کپڑے عورت پانچ کپڑوں میں کفنائی جاتی ہے تہبند، کرتہ، دوپٹہ اور دو چادریں' ان کپڑوں میں اسے لپیٹ دیا جاتا ہے تہبند اتنا ہو کہ عورت کا تمام بدن چھپالے۔ ہمارے بعض علماء کا بیان ہے کہ دو چادروں میں سے ایک چادر کے بجائے ایسا کپڑا ہو جس سے اس کی دونوں رانیں باندھ دی جائیں اور

وضع فی القبر حلها ولم یخرق الکفن واما المرأۃ فانها تکفن فی خمسۃ اثواب ازار ودرع وخمار ولفافتین تدرج فیها ادراجا والازار یعمها قال بعض اصحابنا یستحب ان یعمل لها خامسۃ تشد بها فخذاها فیکون ذلک بدل احدی اللفافتین ویضفر شعرها ثلاثۃ قرون ویسدل من خلفها و یفعل بها و بالرجل کما یفعل بالعروس فان تعذر فی حقها جمیع ما ذکرنا اجتزی بثوب واحد واما المحرم فیغسل بماء وسدر ولا یقرب طیبا ولا یخمر رأسہ ولا رجلاہ ولا یلبس مخیطا ویکفن فی ثوبیہ لما روی ان ابن عباس رضی اللہ عنهما قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقف بعرفۃ و رجل واقف اذ وقع من راحلتہ فوقصتہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اغسلوہ بماء وسدر وکفنوہ فی ثوبیہ ولا تخمروا رأسہ فان اللہ یحشرہ یوم القیامۃ ملبیا واما السقط اذا ولد لاکثر من اربعۃ اشہر غسل وصلی علیہ وان لم یتبین اذکر هو ام انثی سمی اسما یصلح للذکر والانثی ولا فرق فی غسلہ بین الرجل والمرأۃ لان النساء غسلن ابراہیم بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان عمرہ ثمانیۃ عشر شہرا مذکور ذلک فی حدیث ام عطیۃ رضی اللہ عنها

بالوں کی تین چوٹیاں گوندھ کر پیچھے ڈال دی جائیں اور عورت اور مرد کے جنازوں کو دولہا دولہن کی طرح آراستہ وپیراستہ کیا جائے اگر عورت کو پانچ اور مرد کو تین کپڑے نہ ملیں تو پھر جتنے کپڑے ملیں کافی ہیں اور دشواری کی حالت میں ایک ہی کپڑا کافی ہے۔ محرم کو بیری کے پتوں والے پانی سے غسل دیا جائے، اس کے خوشبو نہ لگائی جائے اور اس کا سر اور پیر نہ ڈھانپے جائیں اور نہ اسے سِلا ہوا کپڑا پہنایا جائے اور اپنے احرام کے دو ہی کپڑوں میں کفنا دیا جائے کیونکہ حضرت ابن عباس رضؓ کا بیان ہے کہ اس حال میں کہ رسول اللہ صلعم عرفہ میں کھڑے تھے اور ایک شخص بھی کھڑا تھا اتنے میں وہ اپنی سواری سے گر گیا اور سواری نے اسے کچل ڈالا۔ آپ نے فرمایا اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اسے اس کے دونوں کپڑوں میں کفنا دو اور اس کا سر نہ ڈھانپو کیونکہ قیامت کے دن اللہ تعالے اسے اس حال میں اٹھائے گا کہ یہ لبیک کہتا ہوا ہوگا کچے بچہ کو اگر چار ماہ سے زیادہ ہے تو غسل دیا جائے گا اور اس پر نماز بھی پڑھی جائے گی۔ اگرچہ مرد و عورت کی تمیز نہ ہو اور اس کا ایسا نام رکھا جائے گا جس کا عورت مرد دونوں پر ہو سکے اور اسے مرد بھی نہلا سکتا ہے اور عورت بھی، کیونکہ عورتوں نے حضرت ابراہیم بن محمدؐ کو نہلایا تھا اس وقت آپ کی عمر آٹھ ماہ تھی۔ اس کا ذکر ام عطیہؓ والی حدیث میں موجود ہے۔

مرد کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت نہلائے اگر عورت اپنے شوہر کو غسل دے تو بالاتفاق ہمارے علماء کے نزدیک جائز ہے۔

کیا شوہر اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے؟ اس میں دو روایتیں ہیں۔ اسی طرح ام ولد کے غسل کا حکم ہے۔

ويغسل الرجل الرجل والمرأة المرأة فان
غسلت المرأة زوجها جاز بلا خلاف فى
المذهب وهل يغسل الرجل امرأته على
روايتين وكذلك الحكم فى ام الولد وقد
غسل على فاطمة الزهراء رضى الله عنهما
وكفن الرجل مقدم على الدين والوصية
فان لم يكن له مال فعلى من تلزمه نفقته
فان لم يكن فمن بيت المال وكذلك كفن
المرأة ولا يجب على زوجها والاولى ان يتولى
دفنه من يتولى غسله ويعمق القبر قدر
قامة وبسطة ويكون طوله ثلاثة
اذرع وشبرا فى عرض ذراع وشبر كما
قال النبى صلى الله عليه وسلم لعمر
بن الخطاب رضى الله عنه كيف انت اذا
اعد لك من الارض ثلاثة اذرع وشبر
فى عرض ذراع وشبر ثم قام اليك اهلك
فغسلوك وكفنوك وحنطوك ثم حملوك
حتى يغيبوك فيه ثم يهيلوا عليك التراب
ثم انصرفوا عنك الحديث ويستحب ان
يسل الميت من قبل رأسه سلا وان عسر
ذلك فمن جنب القبر او اسهل الجهات و
هو رواية عن الامام احمد رحمه الله
واما المرأة فيتولى دفنها النساء كما
يتولين غسلها فان تعذر فذو ارحامها
من الرجال فان تعذر فالشيوخ من الاجانب

حضرت علی رضؓ نے حضرت فاطمہ رضؓ کو غسل دیا تھا۔
میت کا کفن قرض و وصیت پر مقدم ہے اگر میت نے مال
نہ چھوڑا ہو تو اس کے ذمہ کفن ہے جس کے ذمہ اس کا خرچ تھا
اگر اس کا کوئی ایسا عزیز بھی موجود نہ ہو تو بیت المال اس کے
کفن کا خرچ اٹھائے گا اسی طرح عورت کے کفن کا حکم ہے۔
عورت کا کفن شوہر کے ذمہ واجب نہیں۔ اولیٰ یہ ہے کہ جو
غسل کا ولی ہو وہی کفن دفن کا ولی ہو۔ قبر اوسط درجہ کے قد
کے برابر گہری کھودی جائے اور تین گز ایک بالشت لمبی اور ایک
گز اور ایک بالشت چوڑی ہو جیسا کہ نبی اکرم صلعم نے حضرت عمرؓ
سے فرمایا کہ اے عمرؓ تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہارے لئے زمین
میں تین ہاتھ اور ایک بالشت لمبی اور ایک ہاتھ اور ایک بالشت
چوڑی قبر تیار کی جائے گی پھر تمہارے گھر والے کھڑے ہو کر تم کو
غسل دیں گے، کفنائیں گے، خوشبو لگائیں گے پھر اٹھا کر لیجائیں
گے حتےٰ کہ قبر میں اتار دیں گے اور سب تم پر مٹی ڈال کر چلے آئیں
گے۔

مستحب ہے کہ میت کو سرہانے سے قبر میں اتارا جائے اگر ممکن
نہ ہو تو پھر قبر کی کروٹ سے اتارا جائے یا جس طرف سے بھی آسانی
سے اتارا جا سکے ایک روایت امام احمدؒ سے یہی ہے۔ عورت کو
عورتیں ہی دفن کریں جیسے انھوں نے اسے نہلایا ہے اگر دشواری
پیش آئے تو پھر عورت کے ذوی الارحام دفن کریں اگر اس میں
بھی دشواری پیش آئے تو پھر اجنبی بوڑھے حضرات دفن کریں۔
مستحب ہے کہ عورت کو دفن کرتے وقت قبر کے چاروں طرف
پردہ کر لیا جائے۔ مرد کو دفن کرتے وقت نہیں کیونکہ عورت
پردہ نشین ہے۔ ایک دفعہ حضرت علی رضؓ کچھ لوگوں کے پاس سے
گزرے جو ایک مرد کو دفن کر رہے تھے اور پردہ کر رکھا تھا آپ

ويستحب ان يسجى قبرها خلاف الرجل
لانها عورة وقد مر علي رضي الله عنه بقوم
وقد بسطوا على رجل ثوبا فجذبه و
قال انما يصنع هذا بالنساء فاذا حصل
في القبر مستقبل القبلة حثى عليه التراب
ثلاث حثيات بذلك جاءت السنة ثم
يهال عليه التراب ويرفع القبر من
الارض قدر شبر ويرش عليه الماء ويضع
عليه الحصى وان طين جاز وان جصص كره
ويسن تسنيم القبر دون تسطيحه لما روى
عن الحسن رحمه الله قال رأيت قبر النبي
صلى الله عليه وسلم وصاحبيه مسنما
فاذا فرغ من تقبيره سن تلقينه لما
روى ابو امامة رضي الله عنه ان النبي
صلى الله عليه وسلم قال اذا مات
احدكم فسويتم عليه التراب فليقم
احدكم على رأس قبره ثم يقول
يا فلان ابن فلانة فانه يسمع ولا يجيب ثم ليقل
يا فلان ابن فلانة ثانية فانه يستوي قاعدا ثم
ليقل يا فلان ابن فلانة فانه يقول ارشدنا يرحمك
الله ولكن لا تسمعون فيقول اذكر ما خرجت عليه
من دار الدنيا شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا
عبده ورسوله وانك رضيت بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد نبيا وبالقرآن
اماما فان منكرا ونكيرا يقولان ما يقعدنا
عند هذا وقد لقن حجته فقال رجل يا رسول الله

پردہ کو کھینچ کر فرمایا کہ پردہ عورتوں کے لئے کیا جاتا ہے پھر جب
قبر میں مردے کو قبلہ رخ لٹا دیں تو حاضرین میں سے ہر شخص اس پر
تین لپ مٹی ڈالے یہ بات حدیث سے ثابت ہے پھر قبر کو مٹی کھینچ کر
بنایا جائے جو بقدر ایک بالشت کے زمین سے اونچی رہے اور اس پر
پانی چھڑک دیا جائے اور سنگریزے جما دیں اور اگر مٹی کے گارے
سے قبر بنا دی جائے تو بھی جائز ہے اور اگر چونہ سے بنائی جائے تو
مکروہ ہے قبر چوڑی نہ بنائیں بلکہ اونٹ کے کوہان کی شکل کی بنائیں
کیونکہ حضرت حسن کا بیان ہے کہ میں نے نبی اکرم صلعم کی قبر اور
حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی قبر کوہان نما دیکھی۔ دفن کر کے تلقین مسنون
ہے کیونکہ حضرت ابو امامہؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا
اگر تم میں سے کوئی مر جائے اور اس پر مٹی برابر کر دو تو ایک سرہانے
کھڑا ہو کر کہے: اے فلاں بن فلاں (کیونکہ وہ سنتا ہے اور
جواب نہیں دیتا) پھر دوسری بار کہے اے فلاں بن
فلاں، اب وہ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے، پھر کہے اے فلاں
بن فلاں (مردہ کہتا ہے اللہ تجھ پر رحم فرمائے تو نے
مجھے صحیح راہ کی رہنمائی فرمائی لیکن تم اس کی آواز سنتے نہیں)
وہ کلمہ یاد کر جس کلمہ پر قایم رہ کر تو دنیا سے نکلا ہے۔
یعنی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ پڑھ
اور یہ بھی کہ میں اللہ کے رب ہونے سے اسلام کے
دین ہونے سے، محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے
سے، اور قرآن کے امام ہونے سے راضی ہوں یہ سن کر
منکر نکیر کہتے ہیں کہ اس کے پاس ہمارا بیٹھنا بے کار ہے اسے
اس کی حجت کی تعلیم دے دی گئی، ایک شخص نے پوچھا:۔
یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) اگر کسی کو اس کی ماں کا
نام معلوم نہ ہو؟ فرمایا حواءؑ کا نام لے لے۔ تلقین میں اگر

فان لم یعرف اسم اسمه قال فلینسبه الی حواء وان شاء ان یزیدوا بالمومنین اخوانا وبالکعبة قبلة وغیر ذلك من اعلام الاسلام جاز۔

چاہے تو یہ کلمہ بھی بڑھا سکتا ہے اور مسلمانوں کے بھائی ہونے سے اور کعبہ کے قبلہ ہونے سے راضی ہوں اور دیگر اسلام کی ممتاز نشانیاں یاد دلادے تو بھی جائز ہے۔

سترھواں باب

ہفتہ کے دِنوں میں دِن کی اور رات کی نمازوں کے فضائل

فصل : فی ذکر فضائل الصلوات فی ایام الاسبوع ولیالیه۔ اما ماجاء فی صلوات النهار فمن ذلك ما روی عن ابی سلمة عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا خرجت من منزلك فصل رکعتین یمنعانك مخرج السوء واذا دخلت الی منزلك فصل رکعتین یمنعانك مدخل السوء وعن انس بن مالك رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فی صلاة الصبح من توضأ ثم توجه الی المسجد ثم یصلی فیه الصلاة کان له بکل خطوة حسنة ومحی عنه سیئة والحسنة بعشر امثالها فاذا صلی ثم انصرف عند طلوع الشمس کتب الله تعالیٰ له بکل شعرة فی

دن کی نمازوں کے فضائل ابو سلمہ از ابو ہریرہؓ :۔ مجھ سے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب تم گھر سے باہر جانے کا ارادہ کرو تو دوگانہ پڑھ کر نکلو یہ دوگانہ تم کو گھر سے باہر کی برائیوں سے محفوظ رکھے گا اور جب گھر میں آؤ تو دوگانہ پڑھو یہ تمہیں اندرونی خانگی برائیوں سے بچالے گا۔

حضرت انس بن مالکؓ :۔ رسول اللہ صلعم صبح کی نماز کے بارے میں فرمایا کہ جو گھر سے وضو کرکے مسجد میں آکر نماز پڑھے تو اسے ہر قدم پر ایک نیکی ملے گی اور ایک برائی مٹادی جائے گی اور ایک ایک نیکی دس گنا کردی جاتی ہے اگر پھر نماز پڑھ کر مسجد سے سورج نکلنے کے بعد گھر واپس آئے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کے جسم کے ایک ایک بال کے عوض ایک ایک نیکی لکھ لے گا اور وہ ایک مقبول حج کا ثواب لے کر لوٹے گا پھر اگر بیٹھا رہے حتےٰ کہ رکوع کرے تو حق تعالےٰ اس کے لئے ہر رکوع کے جلسہ میں ۲۰ لاکھ نیکیاں لکھ لے گا اور جو عشاء کی نماز پڑھے اس کے لئے بھی یہی ثواب ہے اور وہ ایک مقبول عمرہ کا ثواب لیکر لوٹے گا۔

جسدہ حسنۃ و انقلب بحجۃ مبرورۃ فان
جلس حتی یرکع کتب اللّٰہ تعالیٰ لہ بکل
جلسۃ الفی الف حسنۃ ومن صلی العتمۃ فـ... لہ
مثل ذلک و انقلب لعمرۃ مبرورۃ وعن
عثمان بن عفان رضی اللّٰہ عنہ قال سمعت
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول من
صلی العشاء فی جماعۃ فکانما قام شطر
اللیل ومن صلی الفجر فی جماعۃ فکأنما
صلی اللیل کلہ وعن ابی صالح عن ابی ھریرۃ
رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم ما من صلاۃ اثقل علی
المنافقین من صلاۃ العشاء و الفجر
ولو یعلمون ما فیہما لاتوھما ولو حبوا
ولقد ھممت ان آمر فتیانی فیاخذوا الحطب
فاحرق علی رجال لم یشھدوا معنا فی
بیوتھم وعن عطاء بن یسار عن ابی ھریرۃ
رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم
انہ قال من صلی اربع رکعات بعد زوال
الشمس یحسن قراءتھن ورکوعھن وسجودھن
صلی معہ سبعون الف ملک یستغفرون
لہ حتی اللیل ولم یکن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ
وسلم یدع اربعا بعد الزوال یطیلھن
ویقول ان ابواب السماء تفتح فی ھذہ الساعۃ
فاحب ان یرفع لی عمل فیھا قیل یا
رسول اللّٰہ فیھن سلام فاصل قال

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ : میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرمارہے تھے جو جماعت سے عشاء کی نماز پڑھ لے اس نے گویا رات بھر نماز پڑھی۔

ابوصالح از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ منافقوں پر عشاء اور صبح کی نمازوں سے بھاری کوئی نماز نہیں اگر انہیں ان دونوں نمازوں کا ثواب معلوم ہوتا تو ان کے لئے گھٹنوں کے بل گھسٹ کر آتے۔ اللہ کی قسم میں نے ارادہ کر لیا کہ میں اپنے جوانوں کو لکڑیاں لانے کا حکم کروں اور ان کے گھروں میں آگ لگا دوں جو ہمارے ساتھ آکر نماز میں شامل نہیں ہوتے۔

عطاء بن یسار از ابوہریرہؓ :۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو زوال آفتاب کے بعد اچھی قرأت سے اور خوبصورت رکوع اور سجدوں کے ساتھ چار رکعت نماز پڑھ لے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور رات تک اس کے لئے دعا مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) زوال کے بعد یہ چار رکعت نماز نہیں چھوڑا کرتے تھے اور لمبی پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور مجھے یہ بات پسند ہے کہ اس ساعت میں میرے عمل اٹھائے جائیں پوچھا گیا : یارسول اللہ ! کیا یہ دو سلاموں سے پڑھی جائیں ؟ فرمایا نہیں۔

علاوہ ازیں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ حق تعالٰے اس بندے پر رحم فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھتا ہے۔

اتوار کے دن کی نماز

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ :

صلی اللہ علیہ وسلم لا و روی عنہ صلی اللہ
علیہ وسلم انہ قال رحم اللہ عبدا صلی
الاربعا قبل العصر۔

فصل : فی ذکر صلاۃ یوم الاحد عن
ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم انہ قال من صلی یوم الاحد
اربع رکعات یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب
وآمن الرسول مرۃ کتب اللہ تعالی لہ بعدد
کل نصرانی ونصرانیۃ حسنات واعطاہ
ثواب نبی وکتب لہ حجۃ وعمرۃ وکتب لہ
بکل رکعۃ الف صلاۃ ثم اعطاہ اللہ تعالیٰ
فی الجنۃ بکل حرف مدینۃ من مسک اذفر
وعن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال وحدوا اللہ
تعالی بکثرۃ الصلاۃ فی یوم الاحد فانہ
واحد لا شریک لہ فمن صلی یوم الاحد
بعد صلاۃ الظہر اربع رکعات بعد الفریضۃ
والسنۃ یقرأ فی الرکعۃ الاولی فاتحۃ الکتاب
والم السجدۃ وفی الثانیۃ فاتحۃ الکتاب
وتبارک الملک ثم یتشہد ویسلم ثم یقوم
فیصلی رکعتین اخریین یقرأ فیہما فاتحۃ
الکتاب وسورۃ الجمعۃ ویسأل حاجتہ کان
حقا علی اللہ تعالی ان یقضی حاجتہ ویبرئہ مما
کانت النصاری علیہ۔

فصل : فی ذکر صلاۃ یوم الاثنین عن ابی

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اتوار کے دن
چار رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور آمن
الرسول ایک بار پڑھے تو حق تعالےٰ شانہ اس کے لئے
ہر عیسائی مرد و عورت کی تعداد میں نیکیاں لکھ لیتا ہے اور ایک
نبی کے عملوں کا اسے ثواب ملتا ہے اور ایک حج و عمرہ کا
ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور ہر رکعت کے عوض ایک ہزار
نمازیں بھی۔ پھر حق تعالےٰ شانہ اسے ہر حرف کے عوض جنت
میں خالص مشک کا ایک شہر عطا فرما دیتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ :۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ اتوار کے دن کثرت سے نماز پڑھ کر اللہ
تعالےٰ کی توحید کا اظہار کرو، کیونکہ اللہ تعالےٰ ایک ہے اور
اس کا کوئی شریک نہیں لہٰذا اگر کوئی اتوار کے دن ظہر کی نماز
(فرض و سنت) کے بعد چار رکعت نماز پڑھ لے اور
پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد الم السجدہ، دوسری رکعت میں
فاتحہ کے بعد سورہ ملک پڑھ لے پھر تشہد پڑھ کر سلام
پھیر دے پھر دوسری دو رکعتیں پڑھے اور ان میں سورہ فاتحہ
کے بعد سورہ جمعہ پڑھے اور اپنی مراد مانگے تو اللہ پر حق ہے
کہ وہ اس کی مراد بر لائے اور اسے عیسائیوں کے عقائد
سے محفوظ رکھے۔

پیر کے دن کی نماز ابو الزبیر از جابر بن عبد اللہ رضؓ:۔
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو پیر کے روز دن
چڑھے دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد
آیۃ الکرسی، سورہ اخلاص اور سورہ فلق و ناس پڑھے
پھر سلام پھیر کر دس دس بار استغفار و درود پڑھے اس کے
تمام گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔

الزبیر عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی یوم الاثنین عند ارتفاع النہار رکعتین یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ وآیۃ الکرسی مرۃ وقل ھو اللہ احد مرۃ والمعوذتین مرۃ مرۃ فاذا اسلم استغفر اللہ عشر مرات وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشر مرات غفر اللہ لہ ذنوبہ کلھا و عن ثابت البنانی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی یوم الاثنین اثنتی عشرۃ رکعۃ یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب وآیۃ الکرسی مرۃ فاذا فرغ من صلاتہ قرأ اثنتی عشرۃ مرۃ قل ھو اللہ احد و استغفر اثنتی عشرۃ مرۃ ینادی بہ یوم القیامۃ این فلان بن فلان لیقم فلیاخذ ثوابہ من اللہ تعالی فاول ما یعطی من الثواب الف حلۃ ویتوج ویقال لہ ادخل الجنۃ فیستقبلہ مائۃ الف ملک مع کل ملک ھدیۃ ویشیعونہ حتی یدور علی الف قصر من نور یتلالا۔

فصل: فی ذکر صلاۃ یوم الثلاثاء عن یزید الرقاشی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی یوم الثلاثاء عشر رکعات عند انتصاف

ثابت البنانی از انس بن مالک رضی اللہ عنہ:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو پیر کے دن بارہ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار پڑھے اور سلام پھیر کر بارہ دفعہ سورہ اخلاص پڑھے۔ پھر بارہ دفعہ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ پڑھ لے۔ اسے قیامت کے دن پکارا جائے گا کہ فلاں بن فلاں کہاں ہے؟ (جہاں بھی ہو) کھڑا ہو جائے اور اللہ تعالے سے اپنا ثواب آکر لے لے سب سے پہلے اسے ایک ہزار جوڑے دئے جائیں گے اور تاج پہنایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جا پھر ایک لاکھ فرشتے اس کا استقبال کریں گے اور ہر فرشتہ کے پاس ہدیہ ہوگا اور سب اس کے پیچھے پیچھے چلیں گے حتےٰ کہ وہ ایک ہزار جگمگاتے ہوئے نورانی محلوں میں گھومے گا۔

منگل کے دن کی نماز کی فضیلت

یزید رقاشی از انس بن مالک رضی اللہ عنہ:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو منگل کے دن دوپہر کے قریب (اور ایک لفظ میں ہے) دن چڑھے دس رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی اور تین بار سورہ اخلاص پڑھے تو ستر دن تک اس کا کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا اور اگر وہ اس عرصہ میں فوت ہو جائے تو شہید ہوتا ہے اور اس کے ستر سال کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔

بدھ کے دن کی نماز کی فضیلت

ابو ادریس خولانی از معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو بدھ کے دن دن چڑھے بارہ رکعت نماز پڑھ لے اور

النهار وفی حدیث آخر عند ارتفاع النهار
یقرأ فی کل رکعة فاتحة الکتاب مرة و
آیة الکرسی مرة وقل هو الله احد ثلاث
مرات لم تکتب علیه خطیئة الی سبعین
یوما فان مات الی سبعین یوما مات
شهیدا وغفر له ذنوب سبعین سنة۔

فصل : فی ذکر صلاة یوم الاربعاء عن
ابی ادریس الخولانی عن معاذ بن جبل رضی الله
عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
من صلی یوم الاربعاء اثنتی عشرة رکعة عند
ارتفاع النهار یقرأ فی کل رکعة فاتحة
الکتاب وآیة الکرسی مرة وقل هو
الله احد ثلاث مرات والمعوذتین
ثلاث مرات نادی به ملك عند العرش
یا عبد الله استأنف العمل فقد غفر لك
ما تقدم من ذنبك ورفع الله عنه عذاب
القبر وضیقته وظلمته ورفع عنه شدائد
القیامة ورفع له من یومه عمل نبی۔

فصل : فی ذکر صلاة یوم الخمیس عن
عکرمة عن ابن عباس رضی الله عنهما
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
من صلی یوم الخمیس ما بین الظهر والعصر
رکعتین یقرأ فی الرکعة الاولی فاتحة الکتاب
مرة وآیة الکرسی مائة مرة وفی الثانیة
الفاتحة ومائة مرة قل هو الله احد ویصل

ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی اور تین بار
قل ھو اللہ احد اور معوذتین پڑھ لے تو اس سے عرش
کے پاس سے ایک فرشتہ آواز دے کر کہتا ہے کہ اے
اللہ کے بندے اب تو از سر نو عمل کر کیونکہ حق تعالےٰ
جل مجدہٗ نے تیرے تمام پہلے گناہ معاف فرما دئے ہیں
اور حق تعالےٰ شانہ اس سے عذاب قبر کو، قبر کی تنگی کو
اور اس کی تاریکی کو دور فرما دیتا ہے اور قیامت کے دن
کی سختیاں بھی اس سے دفع کر دی جائیں گی اور اسے اس
دن ایک نبی کے عملوں کی برابر ثواب ملے گا۔

جمعرات کے دن کی نماز کی فضیلت

عکرمہ از ابن عباسؓ:- رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی جمعرات کے دن ظہر وعصر
کے درمیان دو رکعت نماز پڑھے اور پہلی رکعت میں سورہ
فاتحہ ایک بار اور آیۃ الکرسی سو بار پڑھے اور دوسری رکعت
میں ایک بار سورہ فاتحہ اور سو بار سورہ اخلاص پڑھے
اور سلام پھیر کر مجھ پر سو بار درود بھیجے حق تعالےٰ شانہ
اسے رجب، شعبان اور رمضان کے روزوں کا ثواب عطا
فرماتا ہے اور اسے ایک حاجی کے حج کے برابر ثواب ملتا ہے
اور تمام مومن اور اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھنے والوں کی
تعداد کی برابر نیکیاں ملتی ہیں۔

جمعہ کے دن کی نماز کی فضیلت

علی بن حسین اپنے والد سے اور وہ
اپنے والد سے: میں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ جمعہ کا دن سراپا نماز کے لئے
ہے۔ جب سورج ایک نیزہ یا اس سے زیادہ بلند ہو جائے

الفراغ یصلی علی مائة مرة اعطاه الله تعالی
ثواب من صام رجب وشعبان ورمضان
وکان له من الثواب مثل حاج البیت و
کتب له بعدد کل من آمن بالله تعالی
وتوکل علیه حسنات۔

فصل: فی ذکر صلاة یوم الجمعة عن علی
بن الحسین عن ابیه عن جده رضوان الله
علیهم قال سمعت النبی صلی الله علیه
وسلم یقول یوم الجمعة کله صلاة ما
من عبد مومن قام اذا طلعت الشمس
وارتفعت قدر رمح او اکثر من ذلك فتوضأ
فاسبغ الوضوء وصلی سبحة الضحی رکعتین
ایمانا واحتسابا کتب الله تعالی له مائتی
حسنة ومحا عنه مائتی سیئة ومن صلی اربع
رکعات رفع الله تعالی له فی الجنة اربعمائة
درجة ومن صلی ثمان رکعات رفع الله تعالی
له فی الجنان ثمانمائة درجة وغفر له ذنوبه
کلها ومن صلی اثنتی عشرة رکعة
کتب الله له الفا ومائتی حسنة ومحا عنه
الفا ومائتی سیئة ورفع له فی الجنة الفا و
مائتی درجة وعن ابی صالح عن ابی هریرة
رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم من صلی الصبح فی یوم الجمعة فی
جماعة ثم جلس فی المسجد یذکر الله تعالی
حتی تطلع الشمس کان له فی الفردوس

تو جو مومن بندہ کھڑا ہوا اور پورا وضو کر کے چاشت کا
دوگانہ اس کے ثواب پر یقین کر کے ثواب کی غرض سے
پڑھتا ہے تو حق تعالیٰ جل مجدہٗ اس کے لئے دو سو
نیکیاں لکھ لیتا ہے اور اس سے دو سو برائیاں مٹا دیتا
ہے اور جو چار رکعت نماز پڑھ لے تو حق تعالیٰ شانہ
اس کے لئے جنت میں چار سو درجات بلند فرما دیتا ہے اور
جو آٹھ رکعتیں پڑھ لے تو حق تعالیٰ اس کے لئے جنتوں
میں آٹھ سو درجے بلند فرما دیتا ہے اور اس کے تمام گناہ
معاف فرما دیتا ہے اور جو بارہ رکعت پڑھ لے تو حق تعالیٰ
اس کے لئے دو ہزار دو سو نیکیاں لکھ لیتا ہے اور اس
سے دو ہزار دو سو برائیاں مٹا دیتا ہے اور جنت میں
اس کے دو ہزار دو سو درجے بلند فرما دیتا ہے۔

ابو صالح از ابو ہریرہؓ :۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو جمعہ کے دن صبح کی نماز جماعت
سے پڑھے پھر اپنی جگہ پر سورج نکلنے تک بیٹھ کر اللہ کے
ذکر میں مشغول رہے تو حق تعالیٰ اسے فردوس میں ستر
درجے عطا فرماتا ہے اور ہر دو درجوں کے درمیان ایک
تیز رفتار گھوڑے کے ستر سالہ دوڑ کی برابر مسافت ہوتی
ہے اور جو جمعہ کی نماز جماعت سے پڑھے تو اسے فردوس
میں پچاس درجے ملتے ہیں اور ہر دو درجوں میں ایک تیز رفتار
گھوڑے کی پچاس سالہ دوڑ کی برابر مسافت ہوتی ہے اور
جو عصر کی نماز جماعت سے پڑھے گویا وہ اولاد اسمٰعیل
میں سے آٹھ غلام آزاد کرتا ہے اور جو مغرب کی نماز جماعت
سے پڑھے گویا اس نے مقبول حج اور عمرہ ادا کیا۔

مجاہد از ابن عباسؓ :۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

سبعون درجة بعد ما بين الدرجتين حضر الفرس
المضمر سبعين سنة ومن صلى صلاة الجمعة في جماعة كان له في الفردوس
خمسون درجة حضر الفرس الجواد خمسين سنة ومن صلى العصر في
جماعة فكأنما اعتق ثمانية من ولد اسماعيل كلهم رقيق ومن
صلى المغرب في جماعة فكأنما حج حجة مبرورة وعمرة متقبلة
وعن مجاهد عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم من صلى يوم الجمعة ما بين الظهر والعصر
ركعتين يقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب مرة وآية الكرسي
مرة وخمسا وعشرين مرة قل اعوذ برب الفلق وفي الركعة
الثانية يقرأ فاتحة الكتاب مرة وقل هو الله احد مرة وقل اعوذ
برب الفلق عشرين مرة فاذا سلم قال لاحول ولا قوة الا بالله
خمسين مرة فلا يخرج من الدنيا حتى يرى ربه
عز وجل في المنام ويرى مكانه في
الجنة او يرى له وروى ان اعرابيا
قام الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال
يا رسول الله انا نكون في البادية بعداء
من المدينة ولا نقدر ان ناتيك في كل
جمعة فدلني على عمل اذا رجعت الى قومي
اخبرهم في سبب الجمعة فقال النبي صلى الله
عليه وسلم يا اعرابي اذا كان يوم
الجمعة فصل ركعتين عند ارتفاع النهار
فاقرأ في اول ركعة فاتحة الكتاب و
قل اعوذ برب الفلق وفي الثانية فاتحة
الكتاب وقل اعوذ برب الناس ثم تشهد
وسلم واقرأ سبع مرات آية الكرسي

نے فرمایا کہ جو جمعہ کے دن ظہر و عصر کے درمیان دو رکعت نماز پڑھے
اور پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی اور ۲۵
بار سورہ فلق اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد ایک بار سورۃ
اخلاص اور ۲۰ بار سورہ فلق پڑھے پھر سلام پھیر کر ۵۰ بار
لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے تو وہ دنیا سے نہیں سدھارے گا
جب تک خواب میں اپنے رب کو نہ دیکھ لے گا اور جنت میں
اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے گا۔

منقول ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے کھڑے ہو کر عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم) ہم دیہاتوں میں رہتے ہیں اور شہروں سے
بہت دور ہوتے ہیں اور ہر جمعہ کو آپ کے پاس نہیں آ
سکتے لہٰذا آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیں کہ جب میں اپنی قوم
میں جاؤں تو میں ان کو جمعہ کے سلسلہ میں خبر دوں نبی اکرم
(صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ اے دیہاتی جمعہ کے
روز دن چڑھے دو رکعت نماز پڑھ اول رکعت میں فاتحہ
کے بعد سورہ فلق اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ
ناس پڑھ لے۔ پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے، اور
بیٹھے بیٹھے سات بار آیۃ الکرسی پڑھ پھر چار چار کر کے
آٹھ رکعت پڑھ اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ نصر
ایک بار اور سورہ اخلاص ۲۵ بار پڑھ اور سلام پھیر کر
ستر بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھ اس کی
قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان
ہے جو مومن مرد یا عورت جمعہ کے دن میرے بتائے ہوئے
طریقہ پر دن میں یہ نماز پڑھ لے۔ میں یقیناً اس کے لئے
جنت کا ضامن ہوں اور وہ اپنی جگہ سے کھڑا نہیں ہوگا جب

جالسا ثم صلى ثمان ركعات اربعا اربعا
واقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب و اذا
جاء نصر الله مرة واحدة وخمسا وعشرين
مرة قل هو الله احد فاذا فرغت من
صلاتك فقل سبعين مرة لاحول ولاقوة
الا بالله العلي العظيم فو الذي نفس محمد
بيده ما مومن ولا مومنة صلى يوم الجمعة
هذه الصلاة كما اقول الا وانا ضامن له
الجنة ولا يقوم من مقامه حتى يغفر الله
له ولوالديه ان كانا مسلمين وينادى
مناد من تحت العرش يا عبد الله استانف
العمل فقد غفر لك ما تقدم من ذنبك وما
تاخر وذكر لها فضائل كثيرة يطول شرحها
وقد ذكرنا فيما تقدم فضائل اخرى في صلاة
اخرى بثماني عشرة مرة قل هو الله احد في
يوم الجمعة فمن شاء ان يصليها فليصليها۔

فصل: في ذكر صلاة يوم السبت روى سعيد
عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم من صلى يوم السبت اربع
ركعات يقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب مرة وقل
يا ايها الكافرون ثلاث مرات فاذا فرغ من
صلاته وسلم آية الكرسي كتب الله تعالى له بكل حرف
حجة وعمرة ورفع له بكل حرف اجر سنة صيام نهارها
وقيام ليلها واعطاه الله بكل حرف ثواب شهيد
وكان تحت عرشه مع النبيين والشهداء۔

تک اللہ تعالے اسے اور اس کے ماں باپ کو بخش نہ
دے گا بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں، اور عرش کے نیچے سے
ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ اے اللہ کے بندے
از سر نو عمل کر کیونکہ تیرے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر
دئے گئے۔

جمعہ کے بہت سے فضائل بیان کئے گئے ہیں جن کا یہاں
ذکر موجب طوالت ہے۔ ہم اوپر جمعہ کے اور بھی فضائل
بیان کر آئے ہیں۔

جمعہ کے دن دیگر اوقات کی نمازوں میں ۱۸ بار سورہ
اخلاص کا پڑھنا بڑا ثواب رکھتا ہے اگر کوئی وہ ثواب
حاصل کرنا چاہے تو وہ ہر نماز میں ۱۸ بار سورہ اخلاص
پڑھے۔

★

ہفتہ کے دن کی نماز کی فضیلت

سعید از ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ: رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے
فرمایا کہ جو ہفتہ کے دن چار رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت
میں فاتحہ کے بعد سورہ کافرون تین بار پڑھے پھر سلام پھیر کر
آیۃ الکرسی پڑھے تو حق تعالے اسے ہر حرف کے عوض
حج وعمرے کا ثواب عطا فرماتا ہے اور ہر حرف کے بدلہ
سال بھر کے روزوں کا اور شب بیداری کا ثواب
دیتا ہے اور ہر حرف کے عوض ایک شہید کا ثواب ملتا
ہے اور وہ قیامت کے دن عرش کے سایہ کے نیچے انبیاء
کرام اور شہدائے عظام کے ساتھ ہوگا۔

★

اٹھارھواں باب

راتوں کی نمازوں کے فضائل

★

فصل : فی ذکر فضل صلاۃ لیلۃ الاحد عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من صلی لیلۃ الاحد عشرین رکعۃ یقرأ فی کل رکعۃ الحمد للہ مرۃ وقل ھو اللہ احد خمسین مرۃ والمعوذتین مرۃ مرۃ واستغفر اللہ سبحانہ مائۃ مرۃ واستغفر اللہ لنفسہ ولوالدیہ مائۃ مرۃ وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مائۃ مرۃ وتبرأ من حولہ وقوتہ والتجأ الی حول اللہ وقوتہ ثم قال اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان آدم صفوۃ اللہ وفطرتہ وابراھیم خلیل اللہ عزوجل وموسیٰ کلیم اللہ تعالیٰ وعیسی روح اللہ سبحانہ ومحمد حبیب اللہ عزوجل کان لہ من الاجر والثواب بعدد من دعا اللہ عزوجل

اتوار کی رات کی نماز کی فضیلت

انس بن مالک : میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ جو اتوار کی رات کو بیس رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں ایک بار فاتحہ، ایک بار معوذتین اور پچاس بار سورہ اخلاص پڑھے اور حق تعالےٰ سے اپنے لئے اور اپنے ماں باپ کے لئے سو بار دعائے مغفرت کرے اور نبی اکرم صلعم پر سو بار درود بھیجے اور اپنی قوت و طاقت سے دستبردار ہو اور اللہ تعالےٰ کی قوت وطاقت کی پناہ پکڑلے پھر یہ دعا پڑھے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت آدم اللہ کے برگزیدہ ہیں اور اللہ کی مخلوق ہیں، ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں، موسیٰ اللہ کے کلیم ہیں، عیسےٰ اللہ کی روح ہیں اور محمد اللہ کے حبیب ہیں اسے تمام مومن ومشرکوں کی تعداد کی برابر ثواب ملتا ہے اور حق تعالےٰ قیامت کے دن امن پانے والوں میں شامل فرما کر اٹھائے گا اور اللہ اسے انبیاء کے ساتھ جنت میں داخل فرمائے گا۔

ولدا ومن لم یدع له ولدا وبعثه الله تعالیٰ
یوم القیامة مع الآمنین وکان حقا علی الله
ان یدخله الجنة مع النبیین۔

فصل: فی ذکر فضل صلاۃ لیلة الاثنین۔

روی عن الاعمش عن انس رضی الله عنه قال
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
من صلی فی لیلة الاثنین اربع رکعات یقرأ
فی الرکعة الاولی الحمد لله مرة وقل هو الله
احد عشر مرات وفی الرکعة الثانیة الحمد
لله مرة وقل هو الله احد عشرین مرة
وفی الرکعة الثالثة الحمد لله مرة وقل
هو الله احد ثلاثین مرة وفی الرکعة الرابعة
الحمد لله مرة وقل هو الله احد اربعین
مرة ثم تشهد وسلم وقرأ قل هو الله
احد خمسا وسبعین مرة واستغفر الله
تعالیٰ لنفسه ولوالدیه خمسا وسبعین مرة
وصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم خمسا و
سبعین مرة ثم سأل حاجته کان حقا
علی الله تعالیٰ ان یعطیه سؤله وهی تسمی
صلاۃ الحاجة وعن ابی امامة رضی الله
عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه
وسلم من صلی لیلة الاثنین رکعتین یقرأ
فی کل رکعة فاتحة الکتاب مرة وقل
هو الله احد خمس عشرة مرة ویقرأ بعد
التسلیم خمس عشرة مرة آیة الکرسی

شب دوشنبہ کی نماز کی فضیلت

اعمش از انس رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ جو پیر کی
رات کو چار رکعت نماز پڑھے اور پہلی رکعت میں فاتحہ
کے بعد سورہ اخلاص دس بار اور دوسری رکعت میں
فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص بیس بار اور تیسری رکعت میں
فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تیس بار اور چوتھی رکعت میں
فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص چالیس بار پڑھے پھر تشہد
پڑھ کر سلام پھیر دے اور سورہ اخلاص ۷۵ بار پڑھے
اور اپنے لئے اور اپنے ماں باپ کے لئے ۷۵ بار استغفار
پڑھے اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ ابی وامی
پر ۷۵ بار درود شریف بھیجے، پھر اللہ تعالےٰ سے اپنی
مراد مانگے، حق تعالےٰ ضرور اس کی مراد برلائے گا۔
اس نماز کو نماز حاجت کہتے ہیں۔

ابوامامہ:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ جو پیر کی رات کو دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت
میں فاتحہ کے بعد پندرہ بار "قل ہو اللہ احد" پڑھے اور سلام کے
بعد پندرہ بار آیۃ الکرسی پڑھے اور پندرہ بار حق تعالیٰ
سبحانہ سے مغفرت کی دعا مانگے یعنی استغفر اللہ ربی
من کل ذنب واتوب الیہ پڑھے تو حق تعالےٰ اس
کا نام جنت والوں کی فہرست میں لکھ لیتا ہے اگرچہ وہ
جہنم والوں میں سے ہوتا ہے اور اس کے ظاہری گناہ
معاف کر دئے جاتے ہیں اور ہر آیت کے بدلہ ایک حج
اور عمرے کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور اگر پیر سے لے کر
پیر تک کے درمیانی عرصہ میں فوت ہو گا تو شہید ہو کر

ویستغفر اللہ سبحانہ وتعالیٰ خمس عشرۃ مرۃ جعل اللہ تعالیٰ اسمہ فی اصحاب الجنۃ وان کان من اصحاب النار وغفر لہ ذنوب العلانیۃ وکتب لہ بکل آیۃ قرأھا حجۃ وعمرۃ وان مات مابین الاثنین الی الاثنین مات شہیدا۔

فصل: فی ذکر فضل صلاۃ لیلۃ الثلاثاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی لیلۃ الثلاثاء اثنتا عشرۃ رکعۃ یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ واذا جاء نصر اللہ خمس مرات بنی اللہ تعالی لہ فی الجنۃ بیتا عرضہ وطولہ وسع الدنیا سبع مرات۔

فصل: فی ذکر فضل صلاۃ لیلۃ الاربعاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من صلی لیلۃ الاربعاء رکعتین یقرأ فی اول رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ وقل اعوذ برب الفلق عشر مرات وفی الرکعۃ الثانیۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ وقل اعوذ برب الناس عشر مرات ینزل من کل سماء سبعون الف ملک یکتبون لہ الثواب الی یوم القیامۃ۔

فصل: فی ذکر فضل صلاۃ لیلۃ الخمیس عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی لیلۃ الخمیس مابین

فوت ہوگا۔

منگل کی رات کی نماز کی فضیلت

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا جو منگل کی رات میں بارہ رکعت نماز پڑھ لے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد اذا جاء نصر اللہ پانچ بار پڑھ لے حق تعالےٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا جس کا عرض وطول دنیا سے سات گنا بڑھا ہوا ہوگا۔

بدھ کی رات کی نماز کی فضیلت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو بدھ کی رات میں دو رکعت نماز پڑھے۔ اور پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ فلق دس بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ ناس دس بار پڑھ لے تو ہر آسمان سے ستر ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور قیامت تک اس کا ثواب اس کے لئے لکھتے رہیں گے۔

جمعرات کی رات کی نماز کی فضیلت

ابوصالح از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو جمعرات کی رات کو مغرب و عشاء کے درمیان دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد پانچ بار آیۃ الکرسی پانچ بار سورہ اخلاص اور پانچ بار معوذتین پڑھے پھر سلام پھیر کر پندرہ بار استغفار پڑھے اور اس کا ثواب اپنے ماں باپ کو پہنچائے تو ان کا حق ادا کر دے گا اگرچہ ان کا نافرمان تھا اور حق تعالےٰ سبحانہ اسے وہی سب کچھ

المغرب والعشاء رکعتین یقرأ فی کل رکعة
فاتحة الکتاب مرة وآیة الکرسی خمس مرات
والمعوذتین خمس مرات. فاذا فرغ من صلاته
استغفر الله تعالی خمس عشرة مرة وجعل
ثوابها لوالدیه فقد ادی حقهما وان کان
عاقا لهما واعطاه الله سبحانه وتعالیٰ ما
یعطی الصدیقین والشهداء۔

فصل: فی ذکر صلاة لیلة الجمعة عن
جابر بن عبد الله رضی الله عنهما
عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال
من صلی لیلة الجمعة بین المغرب والعشاء
اثنتی عشرة رکعة یقرأ فی کل رکعة
فاتحة الکتاب وقل هو الله احد عشر
مرات فکانما عبد الله تعالی اثنتی
عشرة سنة صیام نهارها وقیام لیلها
وروی عن کثیر بن سلمة عن انس بن مالك
رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم من صلی لیلة الجمعة
صلاة العشاء الآخرة فی جماعة وصلی
بعدها رکعتی السنة ثم صلی بعدها
عشر رکعات یقرأ فی کل رکعة الحمد
لله مرة وقل هو الله احد مرة
والمعوذتین مرة مرة ثم اوتر بثلاث
رکعات ونام علی جنبه الایمن و
وجهه الی القبلة فکأنما احیا لیلة

دے گا جو صدیقین و شہداء کو دیتا ہے۔

جمعہ کی رات کی نماز کی فضیلت

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ: نبی اکرم صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جو جمعہ کی رات کو مغرب و
عشاء کے درمیان بارہ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت
میں سورہ فاتحہ کے بعد دس بار سورہ اخلاص پڑھے تو
گویا اس نے بارہ سال تک اس طرح اللہ تعالےٰ کی
عبادت کی کہ دن میں روزے رکھے اور رات میں رات
بھر نوافل پڑھے۔

کثیر بن سلمۃ از انس بن مالک رضی اللہ عنہ:- رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو جمعہ کی رات کو
جماعت کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھے اور عشاء کے
بعد دو رکعت سنتیں پڑھ کر دس رکعت نماز پڑھے
اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک ایک بار
سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھے پھر تین رکعت وتر پڑھ
کر قبلہ رخ ہوکر اپنی سیدھی کروٹ پر سو جائے گویا اس نے
شب قدر جاگ کر عبادت میں گزاری۔

سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر
روشن رات میں کثرت سے درود بھیجو اور شگفتہ دن میں بھی
یعنی جمعہ کی رات میں بھی اور دن میں بھی۔

ہفتہ کی شب کی نماز کی فضیلت

انس بن مالک رضی اللہ عنہ:-
نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہفتہ کی
شب کو مغرب و عشاء کے درمیان ۱۲ رکعت نماز
پڑھ لے حق تعالےٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل

القدر وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا من الصلاۃ علی فی اللیلۃ الغراء والیوم الازھر لیلۃ الجمعۃ ولیوم الجمعۃ۔

فصل: فی ذکر فضل صلاۃ لیلۃ السبت۔

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من صلی لیلۃ السبت بین المغرب والعشاء اثنتی عشرۃ رکعۃ بنی اللہ تعالی لہ قصرا فی الجنۃ وکانما تصدق علی کل مومن ومؤمنۃ وتبرأ من الیھودیۃ وکان حقا علی اللہ ان یغفرلہ۔

فصل: وقد ذکرنا فی مجلس التوبۃ فیما تقدم فی اثناء الکتاب وانما یشتغل بالنوافل من الصلاۃ والصیام والصدقۃ وانواع العبادات لبعد احکام الفرائض والسنن فلا یشتغل بسواھا بل ینوی بجمیع عبادا تہ فرائض ما علیہ من کل جنس منھا فینوی بجمیع ھذہ الصلوات التی ذکرناھا فی ھذہ اللیالی والایام قضاء یسقط عنہ الفرض ویحصل لہ الفضل یجمع اللہ تعالی بینھما بمنہ ورحمتہ وکرمہ فاذا تحقق براءۃ ساحتہ من الفرائض وحینئذ ینوی بجمیع ذلک نافلۃ۔

فصل: فی ذکر فضل صلاۃ التسبیح حدثنا الشیخ ابونصر عن والدہ قال اخبرنا ابوالفتح

بنا دیتا ہے اور اسے اتنا ثواب ملتا ہے، گویا اس نے ہر مومن مرد و عورت پر صدقہ کیا اور یہودی مذہب سے نفرت کی اور اللہ پر واجب ہے کہ اسے بخش دے۔

نوافل تکمیل فرائض کے لئے ہیں

ہم اوپر اثنائے کتاب میں توبہ کی مجلس میں ذکر کر آئے ہیں کہ نوافل ہیں خواہ وہ نماز ہوں یا روزہ یا صدقہ وخیرات یا کوئی اور عبادت، فرائض کو خوبصورتی سے ادا کرنے کے بعد مشغول ہونا چاہیئے، جس سے صاف ظاہر ہے کہ پہلے فرائض کو انتہائی خوبصورتی سے ادا کیا جائے اور انھیں کی بجاآوری میں مستغرق رہا جائے اور فرائض ہی کو دل لگاکر انجام دیا جائے، پھر فرائض کی تکمیل کے بعد انھیں مستحکم کرنے کے لئے اور ان میں جو کمی آگئی ہے اسے دُور کرنے کے لئے ہر فرض عبادت کی سنتوں کی طرف توجہ دی جائے اور جس قدر اللہ تعالےٰ توفیق دے نفلی عبادتیں ادا کی جائیں اور ان تمام نمازوں کو پڑھا جائے جن کا ہم نے ہفتہ کی راتوں اور دنوں میں ذکر کیا ہے اور یہ نیت کرلی جائے کہ فرائض میں جو کمی ہو حق تعالےٰ اسے ان نوافل سے پوری کردے اور پورے پورے فرائض کا ثواب عطا فرما دے اور حق تعالےٰ اپنے فضل وکرم اور عنایت و مہربانی سے دونوں کو جمع کرکے پورا پورا ثواب عطا فرما دے پھر جب میدان فرائض کو صحیح صحیح سلامتی کے ساتھ طے کرلیا جائے تو پھر نوافل کی طرف توجہ مبذول کی جائے۔

★

صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت

ہم سے شیخ ابونصر نے اپنے والد سے بیان کیا ان کو ابوالفتح محمد بن احمد بن ابی الفوارس اور

محمد بن احمد بن ابی الفوارس والبو محمد الحسن
بن محمد الخلال قال اخبرنا ابوحفص عمر
بن احمد الواعظ قال حدثنا عبد الله بن محمد
البغوی قال حدثنا اسحق بن ابی اسرائیل قال
حدثنا موسی بن عبد العزیز قال حدثنا الحکم
بن ابان قال حدثنی عکرمة عن ابن عباس
رضی الله عنهما قال ان رسول الله صلی الله
علیه وسلم قال للعباس بن عبد المطلب
رضی الله عنه یا عباس یا عماہ الا اعطیك
الا امنحك الا احبوك الا اجعل لك عشر
خصال اذا انت فعلت ذلك غفر الله لك
ذنبك اوله وآخرہ قدیمه وحدیثه خطاہ
وعمده صغیرہ وکبیرہ سرہ وعلانیته
ان تصلی اربع رکعات تقرأ فی کل رکعة
فاتحة الکتاب وسورة فاذا فرغت من
القراءة فی اول رکعة وانت قائم قلت سبحان
الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر
خمس عشرة مرة ثم ترکع فتقولها وانت
راکع عشرا ثم ترفع رأسك من الرکعة
فتقولها عشرا ثم تسجد فتقولها عشرا ثم
ترفع رأسك من السجود فتقولها عشرا ثم
تسجد فتقولها عشرا ثم ترفع رأسك فتقولها
عشرا فذلك خمس وسبعون فی کل رکعة تفعل
ذلك فی اربع رکعات فان استطعت ان تصلیها
فی کل یوم مرة فافعل فان لم تفعل ففی کل

ابو محمد حسن بن محمد خلال نے خبر دی ان سے ابو حفص عمر بن واعظ نے
بیان کیا ان سے عبد اللہ بن محمد بن البغوی نے بیان کیا ان سے اسحٰق بن
ابی اسرائیل نے بیان کیا ان سے موسیٰ بن عبد العزیز نے بیان کیا ان
سے حکم بن ابان نے بیان کیا انھوں نے کہا مجھ سے عکرمہ نے ابن
عباسؓ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم نے عباس بن عبد المطلب
سے فرمایا کہ اے عباسؓ، اے چچا جان! کیا میں تم کو عطیہ نہ دوں؟
کیا میں تمہیں تحفہ نہ دوں؟ کیا میں تمہیں ہدیہ نہ دوں؟ کیا میں تم کو
ایسی دس باتیں نہ بتاؤں کہ اگر تم ان پر عمل کرو تو حق تعالیٰ تمہارے
اگلے پچھلے پرانے نئے، دانستہ نادانستہ، چھوٹے بڑے اور چھپے کھلے
تمام گناہ بخش دے؟ تم چار رکعت نماز پڑھو ہر رکعت میں سورہ
فاتحہ اور کوئی سی دوسری سورت پڑھو پہلی رکعت میں فاتحہ اور
دوسری سورت سے فارغ ہو کر حالت قیام میں سبحان اللہ و
الحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ۱۵ بار پڑھو اور رکوع میں رکوع
کی تسبیحات سے فارغ ہو کر دس بار پڑھو پھر قومہ میں دس بار پڑھو
پھر سجدے میں دس بار پڑھو پھر قعدہ میں دس بار پڑھو پھر
سجدے میں دس بار پڑھو پھر سجدے سے سر اٹھا کر جلسہ استراحت
میں دس بار پڑھو لہٰذا یہ ہر رکعت میں ۷۵ بار ہوئی پھر اسی طرح
ہر رکعت میں پڑھو اگر روزانہ پڑھ سکو تو پڑھو ورنہ ہر
ہفتہ ایک دفعہ پڑھ لو اگر ممکن نہ ہو تو ہر ماہ ایک بار پڑھ
لو اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ہر سال ایک بار پڑھ لو اور
اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ساری عمر میں ایک بار پڑھ لو۔

دوسرے لفظ میں ہے کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ
اعلیٰ دوسری میں فاتحہ کے بعد سورہ زلزال، تیسری میں فاتحہ
کے بعد سورہ کافرون اور چوتھی میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھو
ہم سے ابو نصر نے اپنے والد سے اپنی اسناد سے بیان کیا کہ

جمعة مرة فان لم تفعل ففی کل شھر مرة فان لم تفعل ففی عمرك مرة وفی لفظ آخر یقرأ فی الرکعة الاولی بفاتحة الکتاب وسبح اسم ربك الاعلی وفی الثانیة بفاتحة الکتاب واذا زلزلت وفی الثالثة بفاتحة الکتاب و قل یا ایھا الکافرون وفی الرابعة بفاتحة الکتاب وقل ھو الله احد وحدثنا ابو نعیم عن والده باسناده ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لجعفر ابن ابی طالب رضی الله عنه الا امنحك الا احبوك الا اعطیك وساق الحدیث الی آخره وروی انه صلی الله علیه وسلم قال ذلك لعمرو بن العاص رضی الله عنه وفیه زیادة عشرة فی حال القیام وفی غیره اسقاطها وفی بعض الالفاظ فذلك ثلثمائة یعنی بدالتسبیح فی الاربع وفی لفظ آخر ذلك الف ومائتان یعنی انواع التسبیح وھی اربع سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر فاذا ضربت فی ثلثمائة کانت الفا ومائتین وقال بعض العلماء بالله عزوجل یستحب فعلھا فی الجمعة مرتین مرة لیلا ومرة نھارا۔

فصل : فی صلاة الاستخارة ودعائھا۔

عن محمد بن المنکدر عن جابر بن عبد الله رضی الله عنھما قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعلمنا الاستخارة فی الامر کما یعلمنا السورة من القرآن یقول اذا ھم احدکم

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب سے فرمایا کیا میں تمہیں ایک تحفہ نہ دوں، کیا میں تمہیں ایک ہدیہ نہ دوں اور کیا میں تمہیں ایک عطیہ نہ دوں؟ پھر حسب مذکور حدیث بیان کی ایک روایت میں ہے کہ یہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرو بن العاص سے فرمایا تھا اس روایت میں حالت قیام میں دس تسبیحیں زیادہ ہیں اور دوسری روایتوں میں زیادہ نہیں ہیں بعض روایت میں تین سو ہیں یعنی چار رکعت میں تین سو تسبیحات ہو جاتی ہیں۔ ایک لفظ میں بارہ سو تسبیحات ہیں کیونکہ ایک تسبیح میں چار تسبیحات ہیں (سبحان اللہ، الحمد للہ لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر) اور چار کو تین سو میں ضرب دینے سے بارہ سو تسبیحات ہو جاتی ہیں۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن صلوٰۃ التسبیح کو دوبار پڑھنا مستحب ہے ایک دفعہ دن میں اور ایک دفعہ رات میں۔

نماز و دعائے استخارہ

محمد بن منکدر از جابر بن عبداللہ رسول اللہ صلعم ہمیں ہر کام کے وقت استخارہ کی تعلیم دیا کرتے تھے جیسے قرآن پاک کی سورت کی تعلیم دیا کرتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی کسی کام کرنے کا یا کہیں جانے کا ارادہ کرے تو اسے دو رکعت نفل نماز پڑھنی چاہیئے پھر سلام پھیر کر یہ دعا پڑھے کہ اے اللہ میں تجھ سے تیرے علم کے ذریعہ خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے ذریعہ اپنے اندر اس کام کی قدرت کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے تیرا عظیم فضل مانگتا ہوں کیونکہ تو اس پر قادر ہے میں نہیں اور تجھے اس کا علم ہے مجھ کو نہیں اور تو غیبوں سے خوب آگاہ ہے اے اللہ اگر تیرے علم میں میرا یہ کام (یہاں کام کا نام لے)

بامر او بارادة خروج فليركع ركعتين من غير الفريضة ثم يقول اللهم انی استخيرك بعلمك واستقدرك بقدرتك واسالك من فضلك العظيم فانك تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغيوب اللهم ان كنت تعلم ان هذا الامر وتسميه بعينه خير لی فی دينی ودنيای وآخرتی وعاقبة امری وعاجله وآجله فاقدره لی ويسره لی ثم بارك لی فيه والا فاصرفه عنی ويسر لی الخير حيث كان ماكنت ورضنی بقضائك يا ارحم الراحمين

فينبغی لكل احد اذا تحقق عزمه علی الخروج الی وجه من سفر التجارة او حج او زيارة ان يقول عقيب الركعتين اللهم انی اريد الخروج فی وجهی هذا بلا ثقة منی بغيرك ولا رجاء الابك ولا قوة اتوكل عليها ولا حيلة الجاء اليها الا طلب فضلك والتعرض لمعروفك ورحمتك والسكون الی حسن عبادتك وانت اعلم بما قد سبق لی فی علمك فی وجهی هذا مما احب واكره اللهم فاصرف عنی بقدرتك مقادير كل بلاء ونفس عنی كل كرب وداء وابسط علی كنفا من رحمتك ولطفا من عونك وحرزا من حفظك وجميع معافاتك ثم يرفع الاحمال ويأخذ فی السير ويقول يارب قضاؤك علی حقيقة احسن املی وادفع عنی ما احذر مما انت اعلم به منی واجعل ذلك خيرا لی

میرے لئے دین و دنیا میں آخرت میں اور انجام کے اعتبار سے جلد یا بدیر بہتر ہو تو اسے میرے واسطے مقدر فرما اور میرے لئے آسان فرما دے پھر اس میں مجھے برکت دے ورنہ اس کام کو مجھ سے پھیر دے اور جہاں کہیں اچھائی ہو وہ اچھائی جب تک یہیں رہوں میرے لئے آسان فرما دے اور اے ارحم الراحمین مجھے اپنے فیصلہ اور تقدیر سے خوش کر دے۔

اگر کسی کا سفر کا ارادہ ہو خواہ تجارت کے لئے سفر ہو یا حج و زیارت کے لئے تو دوگانہ ادا کرکے یہ دعا پڑھے اے اللہ میں اپنے اس مقصد کے لئے سفر کرنا چاہتا ہوں اور تیرے سوا میرا کسی پر بھروسہ نہیں اور نہ اس سے بجز تیرے کوئی مقصد وابستہ رکھتا ہوں اور نہ کسی کی قوت پر توکل کرتا ہوں اور نہ بجز تیرے طلب فضل کے میرے پاس کوئی تدبیر ہے جس سے پناہ پکڑوں میں تیرے ہی رحم و سلوک کا طالب ہوں اور مجھے تیری حسن عبادت ہی سے سکون ملتا ہے اے اللہ مجھے اس سفر میں جو کچھ پیش آنے والا ہے خواہ وہ مجھے پسند ہو یا ناپسند علم کی وجہ سے تو خوب جانتا ہے۔ اے اللہ اپنی قدرت سے ہر مقدر بلا مجھ سے پھیر دے، ہر بے چینی اور بیماری مجھ سے ہٹا دے اور مجھ پر اپنی رحمت کا ہاتھ رکھ، اپنی مدد کی نوازش فرما، اپنی عافیت و حفاظت کا تعویذ بخش پھر سامان اٹھا کر یہ دعا پڑھتا ہوا چل پڑے اے اللہ تیرا فیصلہ میرے لئے برحق ہے مجھے میرے مقصد میں خوبصورتی کے ساتھ کامیابی عطا فرما اور مجھ سے خطرات ہٹا دے جن کا مجھے ڈر ہے اور ان خطرات کو بھی جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے اور یہ سفر میرے لئے دین و دنیا میں موجب خیر و فلاح بنا اے میرے پروردگار! میری درخواست ہے کہ میں اپنے پیچھے جس قدر اہل و عیال و اقارب چھوڑ چلا ہوں تو اسی خوبصورتی سے جس سے تو غائب مومن کا خلیفہ بنتا ہے میرا ان میں خلیفہ بن جا تو ہر

فی دینی و آخرتی اسالك یارب ان تخلفنی فیما خلفت
ورائی من اهلی وولدی وقرابتی باحسن ما خلفت
به غائبا من المومنین فی تحصین کل عورة، و
حفظا من کل مضرة وکفایة کل سهم وصرف
کل مکروه وکمال ما تجمع لی به من ارضاء
والسرور فی الدنیا والآخرة ثم ارزقنی فی ذلك
کله شکرك وذکرك وحسن عبادتك حتی
ترضی عنی وتدخلنی جنتك برحمتك بعد الرضا
یا ارحم الراحمین وینبغی ان یکثر فی سفره من
هذا الدعاء فان النبی صلی اللہ علیه وسلم
کان یقوله کثیرا وهو الحمد للہ الذی خلقنی
ولم اك شیئا مذکورا اللهم اعنی علی اهاویل
الدنیا وبوائق الدهور ومصائب اللیالی والایام
واکفنی شر ما یعمل الظالمون اللهم فی سفری
فاصحبنی وفی اهلی فاخلفنی وفیما رزقتنی فبارك
لی وفی نفسی فذللنی وفی اعین الناس فعظمنی
وفی خلقی فقومنی والیك یارب فحببنی اعوذ
بوجهك الکریم الذی اشرقت به السموات
وکشفت به الظلمات وصلح علیه امر الاولین
والآخرین ان لا تحل علی غضبك ولا تنزل بی
سخطك لك العتبی فیما استطعت ولا حول ولا
قوة الا بك اللهم انی اعوذ بك من وعثاء
السفر وکآبة المنقلب ومن الحور بعد الکور
ودعوة المظلوم اللهم اطولنا الارض وهون علینا
السفر اسالك بلاغا یبلغ خیرا ومغفرة ورضوانا

غائب و مسافر مومن کی ہر چیز کی بہترین حفاظت کرنے والا، ہر
نقصان و ضرر سے خوب بچانے والا ہے، ہر سہم کے لئے کافی
ہر ناگوار طبع بات کو ہٹانے والا اور اپنی رضا اور خوشی سے
مجھے دنیا اور آخرت میں سکون و اطمینان بخشنے والا ہے پھر مجھے
ان تمام نعمتوں میں اپنے شکر کی، ذکر کی اور حسن عبادت کی
توفیق عطا فرما حتے کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے اور اے ارحم
الراحمین حتے کہ تو مجھے اپنی رحمت سے اپنی رضا کے بعد جنت میں
داخل فرما دے۔ مومن کو لائق ہے کہ سفر میں کثرت سے مندرجہ
ذیل دعا پڑھتا رہے کیونکہ نبی اکرم صلعم بھی سفر میں کثرت سے
یہ دعا پڑھا کرتے تھے حق تعالےٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے
پیدا فرمایا حالانکہ میں کچھ بھی نہ تھا جس کا ذکر کیا جائے، اے اللہ
دنیا کے ہولوں پر، زمانہ کی تباہیوں پر اور آفتوں پر، اور
دن رات کے مصائب پر میری اعانت فرما اور ظالموں کے
عملوں کی برائی سے مجھے کافی ہو جا اے اللہ سفر میں میرا ساتھی
ہو اور گھر میں میرا خلیفہ بن اور رزق میں مجھے برکت دے اور
مجھے میرے دل میں ذلیل کر اور لوگوں کی نگاہوں میں عظمت عطا
فرما اور میری پیدائش میں استحکام بخش اور میرے پروردگار
مجھے اپنی محبت دے مجھے تیرے بزرگ چہرے کی پناہ، جس سے
آسمان جگمگا گئے اور تاریکیاں چھٹ گیئں اور جس سے تمام اگلوں
اور پچھلوں کے کام بن گئے، کہ تو مجھ پر اپنا غصہ نازل فرمائے
اے اللہ اپنی ناراضی مجھ پر نہ اتار جہاں تک مجھے مقدور ہے
میں تیری ہی رضا چاہتا ہوں اور گناہوں سے بچنے کی اور فرمانبرداری کی
قوت تیری توفیق ہی کی وجہ سے ہے اے اللہ سفر کی سختیوں
سے، لوٹنے کی برائی سے، زیادتی کے بعد کمی سے (فراخی کے بعد
تنگی سے) اور مظلوم کی بددعا سے، مجھے تیری پناہ، اے اللہ ہمارے

اسالك الخير كله انك على كل شیء قدير
وينبغي ان يقول عند خروجه من منزله
بسم الله توكلت على الله ولا حول ولا قوة
الا بالله فانه قيل فی الخبر انه يقال له وقيت
وكفيت وحميت وينبغي اذا ركب راحلته
ان يكبر ثلاثا ويحمد ثلاثا ويقول سبحان الذی
سخر لنا هذا وما كنا له مقرنين سبحانك
لا اله الا انت ظلمت نفسی فاغفر لی انه لا
يغفر الذنوب الا انت لانه مروی عن رسول الله
صلی الله عليه وسلم وفی حديث ابن عمر
رضی الله عنهما ان النبی صلی الله عليه وسلم
كان اذا سافر وركب يقول اللهم انی اسألك
فی سفری هذا التقی ومن العمل ما ترضی اللهم
هون علينا السفر واطو لنا بعد الارض اللهم
انت الصاحب فی السفر والخليفة فی الاهل
اللهم اصحبنا فی سفرنا واخلفنا فی اهلنا
وزاد ابن جريج فقال انی اعوذ بك من وعثاء
السفر وسوء المنقلب وكآبة المنظر فی الاهل
والمال وينبغي له اذا اراد دخول قرية او
مدينة ان يقول كما روی عن النبی صلی الله
عليه وسلم اللهم رب السموات السبع و
ما اظللن ورب الارضين السبع وما اقللن
ورب الشياطين وما اضللن اسألك من خير
هذه القرية وخير اهلها وخير ما فيها
واعوذ بك من شرها وشر اهلها وشر ما

لئے زمین لپیٹ دے اور ہم پر سفر آسان فرما، میں تجھ سے ایسے
پہنچنے کا سوال کرتا ہوں جو مجھے خیر و مغفرت اور خوشنودی و رضا
تک پہنچا دے میں تجھ سے ہر بھلائی مانگتا ہوں بلاشبہ تو ہر چیز پر
خوب قادر ہے۔ گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھنی مناسب ہے
میں اللہ کا نام لے کر گھر سے روانہ ہوتا ہوں، میرا اللہ ہی پر
بھروسہ ہے اور ہر طرح کی طاقت و قوت اللہ ہی کی توفیق سے
ہے ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اس دعا کے پڑھنے
والے سے فرماتا ہے کہ تجھے محفوظ کر دیا گیا اور کفایت کر دیا گیا اور
بچا لیا گیا۔ سواری پر سوار ہوتے وقت ۳ بار اللہ اکبر اور ۳ بار
الحمد للہ پڑھ کر سبحان الذی سخر الخ پڑھے یعنی وہ پاک ہے
جس نے یہ سواری ہماری تابعدار بنا دی اور ہم ایسے نہ تھے کہ
اسے اپنے قابو میں رکھتے اے اللہ تو پاک ہے، تیرے سوا کوئی
معبود نہیں میں نے اپنے اوپر ظلم ڈھایا ہے اے اللہ مجھے بخش
دے کیونکہ تو ہی گناہ بخشتا ہے یہ دعا رسول اللہ صلعم سے
ثابت ہے۔

حدیث ابن عمرؓ میں ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے اور سوار ہو جاتے تو فرماتے
اے اللہ میں اپنے اس سفر میں تجھ سے تقوے کا اور تیرے
پسندیدہ عملوں کا سوال کرتا ہوں اے اللہ ہم پر سفر آسان
فرما اور ہمارے لئے زمین کی مسافت لپیٹ دے اے اللہ
تو سفر میں میرا رفیق ہے اور گھر میں میرا خلیفہ ہے اے اللہ ہمارے
سفر میں ہمارا رفیق بن اور گھر میں ہمارا خلیفہ بن (اور) ابن جریج نے
یہ الفاظ بڑھائے ہیں، اے اللہ سفر کی تکلیفوں سے لوٹنے کی
برائی سے اور اہل و مال میں تکلیف دہ منظر سے مجھے تیری پناہ۔
مسافر اگر کسی آبادی یا شہر میں داخل ہونا چاہے تو یہ دعا پڑھے

فیہا اسالك مودۃ خیارھم وان تجنبنی من
شر اشرارھم۔

فصل : فی حرز المسافر من کل سارق
وسبع و مؤذ اللھم احرسنا بعینك التی لا تنام
واکنفنا برکنك الذی لا یرام وارحمنا بقدرتك
علینا لا نھلك وانت رجاؤنا وعن عثمان ابن
عفان رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یقول من قال فی اول لیلۃ
بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض
ولا فی السماء وھو السمیع العلیم ثلاث مرات
لم تصبہ فجأۃ بلاء حتی یصبح وعن ابی یوسف
الخراسانی عن ابی سعید بن ابی الروحاء قال
ضللت بطریق مکۃ فی بعض اللیالی فسمعت
حسا خلفی فاستوحشت فسمعتہ یقرأ القرآن
فلحقنی فقال احسبك ضالا فقلت نعم فقال
الا اعلمك شیئا اذا انت قلتہ وانت ضال
اھتدیت او مستوحش استانست او ارقت نمت
قلت بلی قال قل بسم اللہ ذی الشان عظیم
البرھان شدید السلطان کل یوم ھو فی شان
اعوذ باللہ من الشیطان ماشاء اللہ کان
لا حول ولا قوۃ الا باللہ فقلتھا فاذا اصحابی
قریب فطلبت الرجل فلم اجدہ قال ابو
بلال وھو من رواۃ الحدیث فضللت بمنی
من اھلی فقلت ھذا فالتفت کذا فاذا انا
باھلی وعن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال

(یہ دعا صحیح حدیث سے ثابت ہے) اے اللہ اے ساتوں آسمانوں کے
اور ان تمام چیزوں کے جن پر آسمان سایہ فگن ہیں، پروردگار اور
ساتوں زمینوں کے اور ان تمام چیزوں کے جنکو وہ اٹھائے ہوئے ہیں
پروردگار اور اے شیطانوں کے اور ان سے گمراہ کئے جانیوالوں کے
پروردگار میں اس آبادی کی اور اس آبادی کے باشندوں کی تجھ سے
بھلائی مانگتا ہوں اور ان کی برائیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں تجھ
سے درخواست کرتا ہوں کہ یہاں کے اچھے لوگ مجھ سے محبت کریں
اور برے لوگوں کی شرارت سے محفوظ رہوں۔

چوروں، درندوں اور موذیوں سے محفوظ رہنے کی دعا

اے اللہ اپنی نہ سونے والی آنکھ سے میری حفاظت فرما اور
اپنی اس قوت کے جسکی طرف کوئی قصد کر کے آنہیں سکتا حصار میں
لے لے اور اپنی قدرت سے ہم پر رحم فرما کہ ہم ہلاک نہ ہوں ہماری
امیدیں تجھ ہی سے وابستہ ہیں۔ عثمانؓ بن عفان: میں نے رسول اللہ
صلعم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ جو شروع رات میں بسم اللہ الذی لا یضر
مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم (یعنی اس اللہ
کے نام سے جس کے نام کی موجودگی میں آسمان وزمین کی کوئی چیز نقصان
نہیں پہنچا سکتی اور وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے) تین
بار پڑھ لے تو وہ صبح تک ناگہانی بلا سے محفوظ رہیگا..........
ابو سعید بن ابی الروحاء: میں ایک رات میں مکہ معظمہ کی راہ سے بھٹک گیا
پھر میں نے اپنے پیچھے آہٹ سنی اور میں ڈر گیا پھر میں نے سنا کہ
میرے پیچھے آنیوالا قرآن پڑھ رہا ہے بالآخر اس نے مجھے پکڑ لیا اور
کہنے لگا: میرے خیال میں تم راستہ بھول گئے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں
اس نے کہا کیا میں تمہیں ایسی دعا نہ سکھا دوں کہ اگر تم راہ بھول جاؤ
اور اسے پڑھو تو راہ پا لو اور اگر ڈر رہے تو ڈر جاتا رہے اور اگر
نیند نہ آئے تو نیند آنے لگے؟ میں بولا: بتائیے! فرمایا وہ یہ دعا ہے

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من قال کل یوم سبع مرات ان ولیی الله الذی نزل الکتاب وهو یتولی الصالحین حسبی الله لا اله الا هو علیه توکلت وهو رب العرش العظیم کفاه الله تعالی ما اهمه صادقا کان او کاذبا ان شاء الله تعالی وفی الحدیث عن النبی صلی الله علیه وسلم قال من قال عند الکرب لا اله الا الله الحلیم الکریم سبحان الله رب العرش العظیم الحمد لله رب العالمین کشف عنه باذن الله تعالی۔

فصل : فی ذکر صلاۃ الکفایۃ وهی رکعتان یصلیهما ای وقت کان یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ وقل هو الله احد عشر مرات وفسیکفیکهم الله وهو السمیع العلیم خمسین مرۃ ثم یسلم ویدعو بهذا الدعاء وهو یا الله یا رحمن یا منان یا حنان یا مسبحا بکل لسان یا من یداه بالخیر مبسوطتان یا کافی محمد صلی الله علیه وسلم الاحزاب ویا کافی ابراهیم علیه السلام النیران یا کافی موسی فرعون ویا کافی عیسی علیه السلام الجبابرۃ ویا کافی نوحا علیه السلام الغرق یا کافی لوطا علیه السلام فحش قومه یا کافی من کل شیء ولا یکفی منه شیء یا کافی عائشۃ رضی الله عنها وآسیۃ اکفنی عظیم البلاء

بسم اللہ ذی الشان عظیم البرہان شدید السلطان کل یوم ہو فی شان اعوذ باللہ من الشیطان، ماشاء اللہ کان لاحول ولا قوۃ الا باللہ یعنی اس اللہ کے نام سے جو بڑی شان والا ہے جس کی برہان عظیم ہے جس کا اقتدار سخت ہے اور جو روزانہ ایک نرالی شان میں ہوتا ہے۔ میں شیطان سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جو کچھ اللہ نے چاہا ہوا اور ہر طرح کی قوت وطاقت اللہ ہی کے ساتھ ہے۔ فرماتے ہیں یہ دعا میں نے پڑھی کہ اچانک میں نے اپنے سفر کے ساتھ قریب دیکھے پھر میں نے اس اللہ کے بندے کو دیکھا تو وہ غائب تھا۔

ابو بلال: ایک دفعہ میں منیٰ میں اپنی بیوی سے جدا ہو گیا اور ہم بچھڑ گئے مجھے یہ دعا یاد تھی فوراً میں نے یہ دعا پڑھی تھوڑی سی دیر میں میں نے دیکھا کہ میں اپنی بیوی کے پاس ہوں۔ ابو الدرداء: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو روزانہ سات بار ان ولیی اللہ الذی نزل الکتاب وہو یتولی الصالحین حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم (یعنی میرا دوست اللہ ہے جس نے کتاب اتاری اور جو صلحاء کا دوست ہوتا ہے مجھے اللہ کافی ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میرا اسی پر بھروسہ ہے اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے) پڑھ لے حق تعالیٰ اسے انشاء اللہ اسکے مقاصد میں کامیاب فرمائے گا اور کافی ہو جائے گا خواہ صادق ہو یا کاذب۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا جو بے چینی کے وقت لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین (یعنی اللہ کے سوا جو برد بار و بزرگ ہے کوئی معبود نہیں، اللہ پاک ہے جو عرش عظیم کا مالک ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے) پڑھ لے تو اللہ کے حکم سے اس کی بے چینی جاتی رہے گی۔

نماز کفایہ | نماز کفایہ ایک دوگانہ ہے جب چاہو پڑھو اس دوگانہ میں ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ دس بار سورہ اخلاص

من کل شیء حتی لا اخاف ولا اخشی مع اسمك العظیم الاعظم شیئاً فانہ یکفی ویجمع ھمہ وشرہ عند صلاتہ۔

فصل : فی ذکر صلاۃ الخصماء۔ وھی اربع رکعات بتسلیمۃ واحدۃ یقرأ فی الاولی فاتحۃ الکتاب وقل ھو اللہ احد احدی عشرۃ مرۃ وفی الثانیۃ الفاتحۃ وقل ھو اللہ احد عشر مرات وثلاث مرات قل یا ایھا الکافرون وفی الثالثۃ الفاتحۃ وعشر مرات قل ھو اللہ احد والھاکم التکاثر مرۃ وفی الرابعۃ الفاتحۃ وخمس عشرۃ مرۃ قل ھو اللہ احد وآیۃ الکرسی مرۃ ثم یجعل ثوابھا لخصمائہ یکفیہ اللہ امرھم یوم القیامۃ ان شاء اللہ تعالی یصلی ھذہ الصلاۃ فی سبعۃ اوقات اول لیلۃ من رجب ولیلۃ النصف من شعبان وآخر جمعۃ من رمضان ویومی العیدین یوم عرفۃ ویوم عاشوراء۔

فصل : فی صلاۃ العتقاء فی شوال حدثنا ابو نصر بن البناء عن والدہ قال حدثنا ابو عبد اللہ الحسین بن عمر العلاف قال اخبرنا ابو القاسم القاضی قال حدثنا محمد بن احمد ابن صدیق قال حدثنا یعقوب ابن عبد الرحمن قال انبانا ابو بکر احمد بن جعفر المروزی قال حدثنا علی بن معروف قال حدثنی

اور ۵۰ بار فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم پڑھو پھر سلام پھیر کر مندرجہ ذیل دعا پڑھو اے اللہ، اے مہربان، اے مشفق، اے محسن اے ہر زبان میں پاکی بیان کئے جانیوالے اے وہ جس کے دونوں ہاتھ بھلائی کے لئے پھیلتے رہتے ہیں اے محمدؐ کو کافروں کی جماعتوں سے کافی ہونیوالے ابراہیمؑ کو آگ سے کافی ہونیوالے موسٰیؑ کو فرعون سے کافی ہونیوالے عیسٰیؑ کو ظالموں سے کافی ہونیوالے نوحؑ کو غرق سے کافی ہونیوالے اور لوطؑ کو قوم کی بے حیائی سے کافی ہونیوالے اے ہر چیز سے کافی ہونیوالے جس سے کوئی چیز کافی نہیں ہوتی اور عائشہؓ اور آسیہ کو کافی ہونیوالے میرے لئے ہر چیز کی عظیم بلا سے کافی ہو جا حتیٰ کہ میں تیرے عظیم نام اور اسم اعظم کی موجودگی میں کسی چیز سے نہ ڈروں اور نہ خوف کروں۔ نماز کفایہ پڑھنے والا الکفایت کیا جائے گا اور اسے سکون و جمعیت قلب نصیب ہوگی۔

خصومت دُور کرنیوالی نماز خصومت و نفرت کو دُور کرنے والی نماز چار رکعت ہے جو ایک ہی سلام سے پڑھی جاتی ہے اس نماز میں پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ۱۱ بار سورہ اخلاص، دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد دس بار سورہ اخلاص تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد دس بار سورہ اخلاص اور ایک بار سورۃ تکاثر اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد ۱۵ بار سورہ اخلاص اور ایک بار آیۃ الکرسی پڑھی جاتی ہے پھر نمازی اس نماز کا ثواب اپنے دشمنوں کو بخشدے حق تعالیٰ انشاء اللہ قیامت کے دن اسے ان کے کاموں سے کافی ہوگا اس نماز کے سات اوقات ہیں رجب کی پہلی شب، نصف شعبان کی رات، رمضان کا آخری جمعہ عید، بقرہ عید، عرفہ کے دن، عاشوراء کے دن۔

شوال میں آزادوں کی نماز ہم سے ابو نصر بن بناء نے اپنے والد سے بیان کیا، ان سے ابو عبد اللہ حسین بن عمر علاف نے بیان کیا ان سے قاضی ابو القاسم نے بیان کیا ان سے محمد بن احمد بن صدیق نے بیان کیا، ان سے یعقوب بن عبد الرحمن نے بیان کیا ان سے ابوبکر احمد بن جعفر مروزی نے بیان کیا ان سے علی بن معروف نے بیان کیا

محمد بن محمود قال اخبرنا یحیی بن شبیب قال
حدثنا حمید عن انس رضی اللہ عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی فی
شوال ثمان رکعات لیلا کان او نہارا یقرا
فی کل رکعۃ بفاتحۃ الکتاب وخمس عشرۃ
مرۃ قل ھو اللہ احد فاذا فرغ من صلاتہ
سبح سبعین مرۃ وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم سبعین مرۃ والذی بعثنی بالحق نبیا
ما من عبد یصلی ھذہ الصلاۃ الا انبع اللہ
لہ ینابیع الحکمۃ فی قلبہ و انطق بہا لسانہ
واراہ داء الدنیا ودواءھا والذی بعثنی
بالحق نبیا من صلی ھذہ الصلاۃ کما وصفت
لا یرفع راسہ من آخر سجودہ حتی یغفر اللہ
لہ وان مات مات شہیدا مغفورا لہ وما
من عبد صلی ھذہ الصلاۃ فی السفر الا سہل
اللہ علیہ السیر والذھاب الی موضع مرادہ
وان کان مدیونا قضی اللہ دینہ وان کان
ذا حاجۃ قضی اللہ حوائجہ والذی بعثنی
بالحق نبیا ما من عبد یصلی ھذہ الصلاۃ الا
اعطاہ اللہ تعالی بکل حرف وبکل آیۃ مخرفۃ
فی الجنۃ قیل وما المخرفۃ یا رسول اللہ قال
صلی اللہ علیہ وسلم بساتین فی الجنۃ یسیر
الراکب فی ظل شجرۃ من اشجارھا مائۃ سنۃ
ثم لا یقطعھا۔

فصل : فی فضل الصلاۃ لدفع عذاب القبر

ان سے محمد بن محمود نے بیان کیا ان سے یحییٰ بن شبیب نے بیان کیا
ان سے حمید نے حضرت انس سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم نے
بیان کیا کہ جو شوال میں دن میں یا رات میں ۸ رکعت نماز پڑھے
اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد ۱۵ بار سورہ اخلاص پڑھے اور
سلام پھیر کر ۷۰ بار سبحان اللہ پڑھے اور ۷۰ بار نبی اکرم صلعم پر
درود بھیجے اس کی قسم جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا جو (اللہ کا)
بندہ یہ نماز پڑھے گا حق تعالیٰ شانہ یقیناً اس کے دل میں حکمت
کے چشمے جاری فرما دے گا اور اس کی زبان پر حکمت جاری فرما
دیگا اور اسے دنیا کی بیماری اور اس کی دوا معلوم کرا دیگا اس کی
قسم جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا ہے جس نے میرے بیان کے
مطابق یہ نماز پڑھ لی اسے آخری سجدے سے سر اٹھانے سے
قبل ہی حق تعالیٰ بخش دیگا اور اگر مر جائے گا تو شہید و بخشا گیا فوت
ہوگا اور جو بندہ سفر میں نماز پڑھے گا اللہ تعالیٰ منزل تک اسے
آسانی سے پہنچا دیگا اور اگر مقروض ہوگا اللہ تعالیٰ اس کا قرض
اتار دیگا اور اگر حاجت مند ہوگا اللہ تعالیٰ اس کی ضرورتیں پوری
فرما دیگا اس کی قسم جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا جو بندہ یہ نماز پڑھ
لے اسے ضرور حق تعالیٰ جنت میں مخرفہ عطا فرمائے گا پوچھا گیا:
یا رسول اللہ مخرفہ کیا ہے؟ فرمایا مخرفہ جنت کے باغوں کو کہتے ہیں جن
کے درختوں میں سے ایک درخت کے نیچے اگر کوئی سوار سو سال
بھی چلے تو اس کا سایہ طے نہ کر سکے۔

عذاب قبر کو دفع کرنے والی نماز

عبداللہ بن حسن از علیؓ: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو دو رکعت نماز پڑھے اور پہلی رکعت
میں فاتحہ کے بعد سورہ فرقان کو تبارک الذی جعل فی السماء بروجا
سے آخر سورت تک پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد
سورہ مومنون کا ابتدائی حصہ فتبارک اللہ احسن الخالقین تک پڑھے

عن عبد الله بن الحسن عن علی رضی الله عنه
قال قال رسول الله علیه وسلم من صلی رکعتین
یقرأ فی احدٰھما آخر الفرقان من تبارک
الذی جعل فی السماء بروجا حتی یختم السورة
ثم یاخذ فی الثانیة فیقرأ فیھا بعد الفاتحة
من اول سورة المؤمنین حتی یبلغ فتبارک الله
احسن الخالقین فانه یامن من مکر الجن والانس
ویعطی کتابه بیمینه یوم القیامة ویأمن من
عذاب القبر ومن الفزع الاکبر ویعلمه الکتاب
وان لم یکن حریصا وینزع منه الفقر ویؤتیه
الله الحکم ویبصره فی کتابه الذی انزله
علی نبیه صلی الله علیه وسلم ویلقنه حجته
یوم القیامة ویجعل النور فی قلبه ولا یحزن
اذا حزن الناس ولا یخاف اذا خافوا ویجعل
النور فی بصره وینزع حب الدنیا من قلبه و
یکتب عند الله من الصدیقین ۔

فصل : فی صلاة الحاجة عن ابی ھاشم
الایلی عن انس بن مالک رضی الله عنه عن
النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من کان
له الی الله حاجة مھمة فلیسبغ الوضوء
ولیصل رکعتین یقرأ فی الاولی بفاتحة الکتاب
وآیة الکرسی وفی الثانیة بفاتحة الکتاب
وآمن الرسول الی آخره ثم یتشھد ویسلم
ویدعو بھذا الدعاء فانھا تقضی والدعاء
اللھم یا مؤنس کل وحید ویا صاحب کل

وہ جنوں اور انسانوں کی مکاریوں سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے
دن اسے اس کا اعمالنامہ سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا اور عذاب قبر
سے اور بڑی گھبراہٹ سے بھی مامون رہے گا اور حق تعالےٰ اسے
کتاب سکھادیگا اگرچہ اسے اس کی خواہش نہ ہو اور اس سے فقر دُور
فرمادے گا اور حکمت کا علم بخشے گا اور قرآن حکیم کے اسرار و معانی پر
اسے آگاہ فرمادے گا اور قیامت کے دن سے اسے اس کی
حجت بتادے گا اور اس کا دل نور سے معمور فرمادے گا اور
جب لوگ پریشان ہوں گے تو اسے پریشانی نہ ہوگی اور جب
لوگ خوفزدہ ہوں گے تو وہ بے خوف ہوگا اور حق تعالیٰ
اس کی آنکھوں میں نور بھردے گا اور اس کے دل سے دنیا کی
محبت نکال پھینکے گا اور وہ اللہ کے ہاں صدیقین میں لکھ
لیا جائے گا۔

نماز حاجت ابو ہاشم از انسؓ بن مالک :۔ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی کو کوئی اہم ضرورت
درپیش ہو تو وہ مکمل وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے اور پہلی
رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور دوسری میں فاتحہ کے
بعد آمن الرسول الخ پڑھے پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے اور یہ
دعا مانگے اس کی حاجت پوری کی جائے گی اللّٰھم یامونس کل وحید الخ
یعنی اے اللہ اے ہر تنہا شخص کے مونس و غمگسار اور اے ہر اکیلے
شخص کے رفیق اور اے وہ جو قریب ہے دُور نہیں اور جو موجود
ہے غائب نہیں اور جو غالب ہے مغلوب نہیں میں تیرے اسم مبارک
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الذی لاتاخذہ سنۃ ولا نوم کے ساتھ سوال
کرتا ہوں اور تیرے پاک نام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحی القیوم الذی
عنت لہ الوجوہ وخشعت لہ الاصوات ووجلت لہ القلوب کے
ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ نبی اکرم صلعم اور آل نبی پر درود

فریل ویا قریبا غیر بعید ویا شاهدا غیر
غائب. ویا غالبا غیر مغلوب اسالك باسمك
بسم الله الرحمن الرحیم الحی القیوم الذی لا
تاخذه سنة ولا نوم واسالك باسمك بسم الله
الرحمن الرحیم الحی القیوم الذی عنت له الوجوه
وخشعت له الاصوات ووجلت منه القلوب
ان تصلی علی محمد وعلی آل محمد وان تجعل
لی من امری فرجا ومخرجا وتقضی حاجتی۔

فصل: فی الدعاء لدفع الظلم والاحتراز
منه روی جابر بن عبد الله رضی الله عنهما
ان رسول الله صلی الله علیه وسلم علم علیا
وفاطمة رضی الله عنهما هذا الدعاء وقال
لهما اذا نزلت بکما مصیبة او خفتما جور
سلطان او ضلت لکما ضالة فاحسنا الوضوء
وصلیا رکعتین وارفعا ایدیکما الی السماء
وقولا یا عالم الغیب والسرائر یا مطاع یا
عزیز یا علیم یا الله یا الله یا الله یا هازم
الاحزاب لمحمد صلی الله علیه وسلم یا
کائد فرعون لموسیٰ علیه السلام یا منجی
عیسیٰ علیه السلام من ید ظلمته یا مخلص
قوم نوح من الغرق یا راحم عبرة یعقوب
علیه السلام یا کاشف ضر ایوب علیه السلام
یا منجی ذی النون علیه السلام من الظلمات
الثلاث یا فاعل کل خیر یا هادیا الی کل
خیر یا دالا علی کل خیر یا اهل الخیر

بھیج اور میری ضرورت کی دشواریاں دُور فرما دے اور میری
حاجت بر لا۔

ظلم دفع کرنے کی دُعا | جابرؓ بن عبداللہ :۔ رسول اللہ صلعم
نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور حضرت فاطمہ رضؓ کو یہ دعا
سکھائی تھی اور ان دونوں سے فرمایا تھا کہ اگر تم کسی مصیبت میں
مبتلا ہو جاؤ یا تم کو بادشاہ کے ظلم کا ڈر ہو یا تمہاری کوئی چیز
کھو جائے تو خوبصورتی سے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو
اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہو: اے غیب و
اسرار کو جاننے والے اے اطاعت کئے جانیوالے، اے سب
پر غالب اور اے ہمہ گیر علم والے اے اللہ اے اللہ اے اللہ
اے محمد رسول اللہ صلعم کے لئے جماعتوں کو شکست دینے والے
اے حضرت موسےؑ کے لئے فرعون پر عذاب بھیجنے والے اے
ظالموں کے ہاتھوں سے حضرت عیسےؑ کو نجات عطا فرمانیوالے
اے قوم نوحؑ کو ڈوبنے سے بچانے والے اے حضرت یعقوب
کی گریہ و زاری پر ترس کھانے والے اے حضرت ایوبؑ کی
بیماری کو دُور کرنے والے اے حضرت یونس علیہ السلام کو
تین اندھیروں سے نجات دینے والے، اے ہر طرح کی خیر و
برکت بھیجنے والے، اے ہماری خیر و برکات کی طرف رہنمائی
کرنے والے، اے ہر خیر کو بتانے والے، اے خیر والے، اے
خیر کو پیدا کرنے والے اور اے نیکیوں والے تو اللہ ہے اور سچا
معبود ہے اور میں ان تمام چیزوں میں جو تجھے معلوم ہیں تیری
طرف راغب ہوں اور تو غیبوں کو خوب جاننے والا ہے اور
میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم)
اور آل محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اپنی رحمتیں بھیج پھر
تم دونوں اپنی مراد مانگو انشاء اللہ مراد پوری ہوگی۔

یاخالق الخیر ویا اھل الخیرات انت اللہ رغبت
الیک فیما قد علمت وانت علام الغیوب اسالک
ان تصلی علی محمد وعلی آل محمد ثم سلا
حاجتکما تجابا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(دعاء آخر) وھو دعاء النبی صلی اللہ علیہ
وسلم یوم الاحزاب رواہ ابن عمر رضی اللہ
عنھما عنہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم انی
اعوذبک وبنور قدسک وعظمۃ طھارتک
وبرکات جلالک من کل آفۃ وعاھۃ و
طارق الجن والانس الا طارقا یطرق منک بخیر
انک انت عیاذی فبک اعوذ وانت ملاذی فبک
الوذ یامن ذلت لہ رقاب الجبابرۃ وجمعت
لہ مقالید الرعایۃ اعوذ بجلال وجھک وکرم
جلالک من خزیک وکشف سترک ونسیان
ذکرک والانصراف عن شکرک انا فی کنفک
فی لیلی ونھاری ونومی وقراری وظعنی واسفاری
ذکرک شعاری وثناؤک دثاری لا الہ الا
انت تنزیھا لاسمک وتکریما لسبحات
وجھک اجرنی من خزیک ومن شر عذابک
وعبادک واضرب علی سرادقات حفظک
وادخلنی فی حفظ عنایتک وقنی سیئات
عذابک واغننی بخیر منک برحمتک یا ارحم
الراحمین۔

فصل: (فی الدعاء لذھاب الھموم و
قضاء الدیون) عن ابی موسی رضی اللہ عنہ

دوسری دعا نبی اکرم صلعم نے غزوۂ احزاب کے دن یہ دعا
مانگی تھی یہ دعا حضرت ابن عمرؓ آپ سے روایت کرتے ہیں دعا
کے الفاظ یہ ہیں اے اللہ میں تجھ سے تیری قدوسیت کے نور کے
اور تیری پاکی کی عظمت کے ذریعہ اور تیرے جلال کی برکتوں سے
ہر مصیبت و آفت سے اور جنوں اور انسانوں رات کی شرارتوں
سے تیری پناہ مانگتا ہوں الا یہ کہ رات کو آنے والا تیری طرف سے
خیر لے کر آئے بلاشبہ تو میری پناہ ہے اور تجھ ہی سے پناہ مانگتا ہوں
اور تو میری پناہ گاہ ہے تو وہ ہے جس کے سامنے تمام سرکشوں
کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں اور جس کے لئے رعایت کی کنجیاں جمع
کردی گئی ہیں میں تیرے چہرے کی بزرگی اور تیری بزرگی کی عزت
کی اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے رسوا کرے اور میرا پردہ
اٹھائے اور میں تجھے بھول جاؤں اور تیرے شکر سے پھر جاؤں
میں دن رات، سوتے جاگتے، حرکت و سکون کی حالت میں اور
سفر و حضر میں تیری حفاظت میں ہوں تیرا ذکر میرے جسم
سے چمٹا ہوا ہے اور تیری تعریف میرے اوڑھنے کا کپڑا ہے
سوائے تیرے کوئی سچا معبود نہیں اسی سے تیرے نام کی
پاکی ہے اور تیرے چہرے کے نور کی کرنوں کی عزت و عظمت
ہے اے اللہ! مجھے اپنی رسوائی سے پناہ دے اور اپنے
عذاب کی اور اپنے بندوں کی شرارت سے بچا اور مجھ پر اپنی
حفاظت کے پردے ڈال اور اپنی ضمانت کی حفاظت میں مجھے
داخل فرما اور مجھے اپنے عذاب کی برائیوں سے بچا اور اپنی
مہربانی سے اپنی خیر سے مجھے مالا مال کردے اے ارحم الراحمین
میری یہ دعا قبول فرما۔

پریشانیاں دور کرنے کی اور قرض سے سبکدوشی کی دعا ابو موسیٰ
نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ اگر کسی کو کوئی پریشانی یا رنج ہو تو اسے

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال من
اصابہ ھم او حزن فلیدع بھولاء الکلمات
اللھم انا عبدک وابن عبدک ناصیتی بیدک
ماض فی حکمک عدل فی قضاؤک اللھم انی
اسالک بکل اسم ھو لک سمیت بہ نفسک او
انزلتہ فی کتابک او علمتہ احدا من خلقک
او استاثرت بہ فی علم الغیب عندک ان
تجعل القرآن الکریم ربیع قلبی ونور صدری
وجلاء حزنی وذھاب غمی وھمی فقال قائل
یارسول اللہ ان المغبون لمن غبن ھولاء
الکلمات قال صلی اللہ علیہ وسلم اجل
فقلھن وعلمھن فانہ من قالھن التماس
ما فیھن اذھب اللہ عزوجل حزنہ و
اطال فرحہ ویروی عن عائشۃ رضی اللہ
عنھا قالت ان ابا بکر الصدیق رضی اللہ
عنہ دخل علیھا فقال ھل سمعت من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دعاء کان یعلمناہ
وذکر ان عیسی بن مریم علیہ السلام کان
یعلمہ اصحابہ ویقول لو کان علی احد کم
مثل جبل احد دینا فقضاہ اللہ عزوجل
عنہ فقالت کان یقول اللھم فارج الھم
کاشف الغم مجیب دعوۃ المضطرین رحمن
الدنیا ورحیم الآخرۃ اسالک ان ترحمنی
رحمۃ من عندک تغنینی بھا عن رحمۃ
من سواک۔

یہ دعا مانگنی چاہیئے اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے کا
بیٹا ہوں میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، تیرا حکم مجھ پر جاری
ہے، میرے بارے میں تیرا فیصلہ عدل پر مبنی ہے اے اللہ میں تیرے
ہر اسم سے (جو تیرے لئے ہے، تو نے وہ اپنی ذات کا نام رکھا ہے
یا اسے تو نے اپنی کتاب میں اتارا ہے یا اسے تو نے اپنی کسی
مخلوق کو سکھایا ہے یا تو نے علم غیب میں اپنے پاس محفوظ رکھا
ہے) تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ معزز قرآن کو میرے دل کی بہار،
میرے سینہ کا نور، میرے غم کو ہٹانے والا اور میری بے چینی اور
پریشانی کو دور کرنے والا بنا، کسی پوچھنے والے نے پوچھا کیا اگر
کوئی ان کلموں میں کوئی کلمہ چھوڑ دے تو کیا وہ گھاٹے میں رہے گا؟
فرمایا: ہاں ان کلموں کو یاد کرلے اور دوسروں کو بھی سکھا دے
کیونکہ جو اسے ڈھونڈنے کے لئے جو ان کلموں میں ہے ان کلموں کو
پڑھ لے حق تعالیٰ اس کی پریشانیاں دور فرما دے گا اور
طویل مسرت سے نوازے گا۔

اسی سلسلہ کی دوسری دعا حضرت عائشہ رضؓ بہ حضرت ابوبکر
صدیق رضؓ نے میرے پاس آکر مجھ سے پوچھا: کیا تم نے رسول اللہ
صلعم سے وہ دعا سنی ہے جو آپ ہم کو سکھایا کرتے تھے اور
اس کے بارے میں آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ حضرت عیسیٰ یہی
دعا اپنے اصحاب کو سکھایا کرتے تھے اور آپ فرماتے تھے کہ
اگر کسی پر احد پہاڑ کی برابر بھی قرض ہو تو حق تعالیٰ اس کا قرض ادا
فرما دے گا؟ صدیقہ فرماتی ہیں (ہاں میں نے آپ سے سنا) آپ یہ دعا
پڑھا کرتے تھے اے اللہ! اے پریشانی کو ہٹانے والے! اے بے چینی
کو دور کرنیوالے! اے بیقراروں کی دعا قبول فرمانیوالے اے دنیا میں انتہائی
مہربانی اور آخرت میں مومنوں کے حق میں بیحد رحمت کا اظہار
کرنیوالے میں تجھ سے تیرے پاس والی رحمت کا طالب ہوں تو مجھے وہ

(دعاء آخر فی ذلک) وھو ما روی عن الحسن البصری رحمہ اللہ انہ جاءہ صدیق لہ یکرم علیہ فقال لہ یا اباسعید علیّ دین واحب ان تعلمنی اسم اللہ تعالیٰ الاعظم فقال ان شئت ذلک فقم فتوضأ فقام وتوضأ وقال لہ قل یا اللہ یا اللہ انت اللہ بلی واللہ انت اللہ لا الہ الا انت. اللہ اللہ اللہ واللہ انہ لا الہ الا اللہ اقض عنی الدین وارزقنی بعد الدین فاصبح الرجل فرأی مائۃ الف درھم صحاحا فی مسجدہ دراھم مختلفۃ فی جراب علی رأس الجراب مکتوب لو سألت اکثر من ھذا لاعطیناک فکیف لم تسأل الجنۃ فجاء الرجل الی الحسن رحمہ اللہ فاخبرہ بذلک فانطلق معہ الی منزلہ فنظر الی الدراھم فقال الرجل انی ندمت حیث لم اسأل اللہ الجنۃ فقال الحسن ان الذی علمک ھذا الاسم لم یعلمک الا لخیر یریدک بہ فاکتم علی ھذا الاسم لایسمع بہ الحجاج فلا ینجو منہ احد۔

(دعاء آخر علمہ) جبریل علیہ السلام لنبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم حین خرج من مکۃ المشرفۃ یرید جبل حراء خوفا من قریش وکفایۃ الھم والرزق روی ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ ان جبریل علیہ السلام قال یا محمد ان اللہ تعالیٰ یقرئک

رحمت عطا کر اپنے ماسوا کے رحم سے بے نیاز فرما دے۔

اسی سلسلہ کی تیسری دعا حسن بصریؒ کے پاس آپ کے ایک دوست تشریف لائے جو آپ کی بڑی عزت کیا کرتے تھے عرض کرنے لگے کہ اے ابوسعید! مجھ پر قرض ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم بتادیں حسن جواب دیتے ہیں کہ اگر تم اسم اعظم سیکھنا چاہتے ہو تو اٹھ کر وضو کر آؤ وہ فوراً کھڑے ہو کر وضو کر آتے ہیں حسن فرماتے ہیں یہ دعا مانگو اے اللہ اے اللہ تو اللہ ہے تو اللہ ہے ہاں ہاں اللہ کی قسم تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں اللہ اللہ اللہ، اللہ کی قسم بات یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں اے اللہ مجھ سے قرض ادا کر اور قرض کے بعد مجھے روزی عطا فرما (یہ دعا اس نے پڑھی) صبح کو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی نماز پڑھنے کی جگہ ایک تھیلی میں ایک لاکھ کھرے درہم رکھے ہوئے ہیں اور تھیلی سربمہر ہے اور اس پر لکھا ہوا ہے اگر تو اس سے زیادہ مانگتا تو ہم تجھے وہ بھی ضرور دیتے تونے جنت کیوں نہیں مانگی؟ وہ شخص حسنؒ کے پاس آکر انہیں بھی اس واقعہ سے آگاہ کرتا ہے حسنؒ اس کے ساتھ اس کے گھر جاکر وہ تھیلی معائنہ کرتے ہیں وہ شخص کہتا ہے میں سخت نادم ہوں کہ میں نے جنت کیوں نہیں مانگی حسن بصری فرماتے ہیں کہ جس نے آپکو یہ اسم اعظم سکھایا ہے آپکی بھلائی ہی کے لئے سکھایا ہے لہٰذا اس اسم کو چھپایئے ایسا نہ ہو کہ حجاج سن لے کیونکہ اس کے ظلم سے کوئی نہیں بچتا۔

اسی سلسلہ کی چوتھی دعا یہ دعا حضرت جبرئیل نے اس وقت نبی اکرم صلعم کو سکھائی جب آپ قریش سے ڈر کر مکہ سے نکل کر کوہ حرا میں جا چھپے تھے یہ دعا پریشانیوں کے لئے اور روزگار کے لئے ہے حضرت ابوبکر صدیق بیان فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل نے آکر کہا: محمدؐ! حق تعالیٰ شانہ آپ کو سلام فرماتا ہے اور اس نے

السلام وقد علمنی دعاء تدعو به فیجعل الله بینك وبینهم سترا فاعلمه لك فقال النبی صلی الله علیه وسلم نعم یاجبریل فقال قل یاکبیر کل کبیر یاسمیع یابصیر یامن لاشریك له ولا وزیر یاخالق الشمس والقمر المنیر یاعصمة البائس الخائف المستجیر یارازق الطفل الصغیر یاجابر العظم الکسیر یاقاصم کل جبار عنید اسالك وادعوك دعاء البائس الفقیر دعاء المضطر الضریر اسالك بمعاقد العز من عرشك ومفاتیح الرحمة من کتابك وبالاسماء الثمانیة المکتوبة علی قرن الشمس ان تفعل بی کذا وکذا۔

مجھے ایک دعا سکھائی ہے آپ یہ دعا پڑھ کر اللہ سے دعا مانگیں اللہ تعالیٰ آپ کے اور قریش کے درمیان آڑ کر دیگا ہیں وہ دعا آپ کو سکھائے دیتا ہوں نبی اکرم صلعم نے فرمایا: جبرئیل ہاں ضرور سکھاؤ، فرمایا: وہ دعا یہ ہے اے ہر بڑے کے بڑے اے خوب سُننے والے، اے خوب دیکھنے والے، اے وہ جس کا نہ کوئی شریک ہے اور نہ وزیر ہے اے سورج اور جگمگاتے چاند کو پیدا کرنیوالے اے مصیبت زدہ، خوفناک اور پناہ ڈھونڈنے والے کے محافظ اے چھوٹے بچے کو روزی پہنچانے والے اے ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑنے والے اور اے ہر ظالم و سرکش کو توڑنے والے میں تجھ سے ایک مصیبت زدہ فقیر کی طرح اور بیقرار نابینا کی طرح تجھ سے سوال کرتا ہوں اور دعا مانگتا ہوں اور تیرے عرش کی مستحکم عزت کے ساتھ اور تیری رحمت کی چابیوں کے ساتھ جو تیری کتاب میں ہیں اور ان آٹھ اسماء کے ساتھ جو سورج کی پیشانی پر لکھے ہوئے ہیں یہ مانگتا ہوں کہ میری مرادیں بر لا اور میرے ساتھ ایسا ایسا کر۔

(۱۹) دُعائیں

پنجگانہ فرائض کے بعد کی دُعائیں اور ختم قرآن وغیرہ کی دُعائیں

اما دعاء صلاة الغداة وصلاة العصر۔ فهو ان یقول اللهم لك الحمد شکرا ولك المن فضلا بنعمتك تتم الصالحات نسالك اللهم فرجا قریبا فانك لم تزل مجیبا وصبرا جمیلا وعافیة من جمیع البلایا

صبح وعصر کی نمازوں کے بعد کی دعائیں اے اللہ تیرے لئے ہی شکر کے لئے حمد ہے اور ہم پر فضل و کرم کے اعتبار سے تیرا ہی احسان ہے تیری ہی نعمت سے نیک کام تکمیل تک پہنچتے ہیں اے اللہ میں تجھ سے قریب والی کشادگی کا سوال کرتا ہوں کیونکہ دعائیں ہمیشہ قبول فرماتا ہے میں تجھ سے صبر جمیل کا طالب ہوں

والسلامۃ من طریق الرزایا برحمتک یا ارحم الراحمین اللھم اجعل اجتماعنا اجتماعا مرحوما وتفرقنا تفرقا معصوما ولا تجعل فینا شقیا ولا محروما ولا تردنا بالفاقۃ الی غیرک ولا تحرمنا سعۃ خیرک وحقیقۃ التوکل علیک وخالص الرغبۃ فیما لدیک واملأ قلوبنا منک الغنی واکس وجوھنا منک الحیاء وارزقنا خیر الآخرۃ والدنیا برحمتک یا ارحم الراحمین یارب اللھم ارزقنا خیر الصباح وخیر المساء وخیر القضاء وخیر القدر واصرف عنا شر الصباح وشر المساء وشر القضاء وشر القدر اللھم وما انزلت فی ھذا الیوم من خیر وعافیۃ وسلامۃ وغنیمۃ وسعۃ رزق فاجعل لنا فیہ اوفر الحظ والنصیب اللھم وما انزلت من سوء وبلاء وشر وداء وفتنۃ فاصرفہ عنا وعن جمیع المسلمین والمسلمات یا ارحم الراحمین -

اور تمام مصائب سے عافیت کا بھی اور اے ارحم الراحمین اپنی مہربانی سے مجھے راہ مصائب سے سلامتی عطا فرما - اے اللہ ہمارا اجتماع رحمت والا بنا اور ہماری علیحدگی عصمت والی بنا اور ہم میں سے کسی کو بدنصیب و محروم نہ بنا اور ہمیں فاقہ کے ساتھ غیر کی طرف نہ لوٹا اور اپنی خیر و برکت کی وسعت سے اور اپنے توکل کی حقیقت سے اور اپنی نعمتوں کی پرخلوص رغبت سے ہمیں محروم نہ فرما اور اپنی نعمتوں سے ہمارے دل مالدار بنا اور ہمارے چہروں پر حیا کا نقاب ڈال اور اے ارحم الراحمین اپنی مہربانی سے ہمیں دنیا اور آخرت کی خیر و صلاح عطا فرما اے ہمارے پروردگار اے اللہ ہمیں صبح کی خیر، شام کی خیر اور قضاء و قدر کی خیر دے اور ہم سے صبح کی برائی شام کی برائی اور قضاء و قدر کی برائی ہٹا دے اے اللہ آج کے دن تو نے جو خیر، عافیت، سلامتی، غنیمت اور رزق کی فراخی اتاری ہے اس میں ہمارا زیادہ سے زیادہ حصہ مقرر فرما اور آج جو برائی، بلا، شر، بیماری اور فتنہ تو نے اتارا ہے اے ارحم الراحمین اسے ہم سے اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں سے ہٹا دے - (آمین)

★

دعاء آخر: الحمد للہ الذی احاط بکل شیء علما واحصی کل شیء عددا لا الہ الا ھو اھل الکبریاء والعظمۃ ومنتھی الجبروت والعزۃ وولی الغیث والرحمۃ مالک الدنیا والآخرۃ عظیم الملکوت شدید الجبروت لطیف لما یشاء فعال لما یرید اول کل شیء وخالق کل شیء ورازقہ سبحانہ لا الہ الا ھو اللھم اجعل صباحنا صباحا

دوسری دعا اسی اللہ کے لئے حمد و ثنا مخصوص ہے جس کے علم نے ہر چیز گھیر رکھی ہے اور ہر شے کو ایک ایک کر کے گن رکھا ہے اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہی عظمت و کبریائی والا انتہائی جبروت و عزت والا، بارش و رحمت کا مالک اور دنیا اور آخرت کا آقا ہے وہ عظیم ملک والا، سخت قوت و قہر والا اور جس پر چاہے رحم فرمانے والا ہے اور جو کچھ چاہے کر گزرنے والا ہے وہ ہر چیز سے پہلے ہے، ہر چیز کا خالق ہے اور ہر چیز کا رازق ہے وہ پاک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں اے اللہ ہماری صبح عمدہ صبح بنا اور ہماری

صالحاً لا مخزیا ولا فاضحا اللھم اکفنا شر نوائب الزمان ومکروھہ ومصارع السوء ومصایب الشیطان وموارد صولۃ السلطان ووفقنا فی یومنا ھذا وفی سائر الایام لاستعمال الخیرات وھجران السیئات اللھم اصلحنا واصلح قلوبنا واصلح اخلاقنا واصلح افعالنا واصلح آباءنا وابناءنا واجدادنا وجداتنا ودنیانا واخرانا اللھم کما امضیت اللیلۃ بالسلامۃ والعافیۃ فامض علینا النھار بالسلامۃ والعافیۃ برحمتک یا ارحم الراحمین اللھم ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار برحمتک یا ارحم الراحمین آمین اللھم آمین یا اللہ یا رب العالمین۔

دعاء آخر: الحمد للہ الذی خلق السموات والارض لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم سبحانہ وتعالی عما یشرکون اللھم اغفرلنا ذنوبنا ما اظھرنا وما اسررنا وما اخفینا وما اعلنا وما انت اعلم بہ منا اللھم اعطنا رضاک فی الدنیا والاخرۃ واختم لنا بالسعادۃ والشھادۃ والمغفرۃ اللھم اجعل آخر اعمارنا خیرا وخواتیم اعمالنا خیرا وخیر ایامنا یوم نلقاک اللھم انا نعوذبک من زوال نعمتک ومن فجاءۃ نقمتک ومن تحویل عافیتک اللھم انا نعوذبک من درک

کرنے والی اور ذلیل کرنے والی نہ بنا، اے اللہ زمانہ کے حوادثات کی شرارتوں سے اس کی ناگوار خاطر باتوں سے بری قلابازیوں سے شیطان کی گھاتوں سے اور سلطان کے حملہ والے گھاٹوں سے ہمیں بچا اور ہمیں نہ صرف آج بلکہ تمام دنوں میں یہ توفیق عطا فرما کہ ہم نیکیاں کرتے رہیں اور برائیوں سے باز رہیں اے اللہ ہماری اصلاح کر، ہمارے دلوں کی اور اخلاق کی اصلاح کر، ہمارے افعال کی اصلاح فرما اور ہمارے باپوں، بیٹوں، دادوں، دادیوں کی اور ہماری دنیا اور آخرت کی اصلاح فرما اے اللہ جس طرح تو نے امن وسلامتی اور خیر عافیت کے ساتھ ہماری رات بسر کرائی ہے اسی طرح ہمارا دن بسر کرا اے ارحم الراحمین اپنی مہربانی سے ہماری یہ دعا قبول فرما آمین اے اللہ ہمارے پروردگار ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی عطا فرما اور اے ارحم الراحمین ہمیں اپنی مہربانی سے آگ کے عذاب سے بچا آمین اللھم آمین اے اللہ اے تمام جہانوں کے پروردگار آمین ثم آمین۔

تیسری دعا اللہ ہی کی تعریفیں ہیں جس نے زمین و آسمان پیدا کئے، اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے، وہ مشرکوں کے شرک سے پاک اور بلند و برتر ہے اے اللہ ہمارے تمام گناہ بخشدے خواہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ کھلے ہوئے ہوں یا چھپے ہوئے اور انہیں بھی جن کو تو ہی خوب جانتا ہے اے اللہ ہمیں دنیا اور آخرت میں اپنی رضا عطا فرما اور ہمارا خاتمہ سعادت، شہادت اور مغفرت پر فرما اے اللہ ہماری عمروں کا پچھلا حصہ خیر سے معمور بنا اور ہمارے پچھلے عمل پر خیر بنا اور جس دن ہم تجھ سے ملاقات کریں وہ دن خیر و برکت والا ہو اے اللہ تیری نعمت کے چھن جانے سے تیرے اچانک عذاب سے اور عطا کردہ عافیت کے پھر جانے سے

الشقاء وجهد البلاء وشماتة الاعداء و تغير النعماء وسوء القضاء نعوذبك من جميع المكاره والاسواء ونسألك اللهم خير العطاء اللهم انا نسألك ان تكشف سقمنا وتبرئ مرضانا وترحم موتانا وتصح ابدانا وتخلصها لك اللهم اخلص اديانا وان تحفظ عياذنا وتشرح صدورنا وتدبر امودنا وتجبر اولادنا وتسترجمنا وترد غيابنا وان تثبتنا على ديننا ونسألك خيرا ورشدا اللهم ربنا انا نسألك ان تؤتينا حسنة فی الدنيا وحسنة فی الآخرة وان تتوفنا مسلمين برحمتك وقنا عذاب النار وعذاب القبر يا ارحم الراحمين يا رب العالمين فالدعاء ماموربه وهو عند الله بمكان وقد بينا ذلك فی اثناء الكتاب فلا ينبغی للامام والماموم ان يخرجا من المسجد من غير دعاء قال الله تعالى فاذا فرغت فانصب والى ربك فارغب ای اذا فرغت من العبادة انصب فی الدعاء وارغب فيما عند الله واطلبه منه وقد جاء فی الحديث عن انس بن مالك رضی الله عنه عن النبی صلى الله عليه وسلم انه قال اذا قام الامام فی محرابه وتواترت الصفوف نزلت الرحمة فاول ذلك تعيب الامام ثم من عن يمينه ثم من عن يساره ثم تتفرق

ہمیں اپنی پناہ میں رکھ اے اللہ بدنصیبی کے پانے سے بلاؤں کی مشقت سے، دشمنوں کے خوش ہونے سے، نعمتوں کے بدل جانے سے اور بری تقدیر سے تیری پناہ۔ اے اللہ ہم تمام ناگوار طبع باتوں سے اور تمام برائیوں سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور اے اللہ ہم تجھ سے بہترین عطیہ مانگتے ہیں اے اللہ ہم تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہماری بیماریاں دُور فرما اور ہمارے بیماروں کو اچھا کر دے اور ہمارے مُردوں پر رحم فرما اور ہمیں تندرستی عطا فرما اور ہمارے عملوں میں خلوص عطا فرما اے اللہ ہم پر اپنی پناہ برقرار رکھ ہمارے دل کھول دے ہمارے کاموں کا انتظام فرما، ہماری اولاد نیک وصالح بنا ہمارے گناہوں پر پردہ ڈال ہمارے غائب حضرات کو واپس لا اور ہمیں دین اسلام پر ثابت قدم رکھ اے اللہ ہم تجھ سے خیر و بھلائی کے امیدوار ہیں اے اللہ ہم تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی عطا فرما اور اپنی مہربانی سے ہمیں اسلام پر فوت فرما اور اے ارحم الراحمین اور اے رب العالمین ہمیں آگ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے بچا۔ لہٰذا دُعا مانگنے کا حکم ہے اور دعا کا اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں ایک بلند مقام ہے جس کا ذکر ہم اثنائے کتاب میں کر آئے ہیں لہٰذا امام کو یا مقتدی کو دعا مانگے بغیر مسجد سے نکلنا مناسب نہیں حق تعالےٰ نے فرمایا پھر جب آپ فارغ ہوں تو کھڑے ہوں اور اپنے پروردگار ہی کی طرف رغبت کریں یعنی آپ عبادت سے فارغ ہو کر دعا کی طرف متوجہ ہوں اور اللہ کی نعمتوں کی طرف راغب ہوں اور انہیں اللہ سے مانگیں۔

انس رضی اللہ عنہ بن مالک :۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جب امام محراب میں کھڑا ہوتا ہے اور صفیں قائم ہوتی ہیں تو رحمت اترتی ہے اور پہلے امام کو ڈھانپتی ہے پھر انہیں جو امام کی سیدھی جانب ہیں

الرحمة على الجماعة ثم ينادي ملك ربح
فلان وخسر فلان فالرابح من يرفع يديه
بالدعاء الى الله تعالى اذا فرغ من صلاته
المكتوبة والخاسر هو الذي خرج من المسجد
بلا دعاء فاذا خرج بلا دعاء قالت الملائكة
يا فلان استغنيت عن الله تعالى مالك عند
الله حاجة۔

فصل : فاما دعاء ختمة القرآن فهو
صدق الله العظيم الذي خلق الخلق فابتدعه
وسن الدين وشرعه ونور النور وشعشعه وقدر
الرزق ووسعه ومن خلقه ونفعه واجرى الماء
وانبعه وجعل السماء سقفا محفوظا مرفوعا
رفعه والارض بساطا وضعه وسير القمر فاطلعه
سبحانه ما اعلى مكانه وارفعه واعز سلطانه
وابدعه لا راد لما منعه ولا مغير لما اخترعه
ولا مذل لمن رفعه ولا معز لمن وضعه ولا مفرق
لما جمعه ولا شريك له ولا اله معه صدق الله
الذي دبر الدهور وقدر المقدور وصرف الامور
وعلم هواجس الصدور وتعاقب الديجور وسهل
المعسور ويسر الميسور وسخر البحر المسجور
وانزل الفرقان والنور والتوراة والانجيل
والزبور واقسم بالفرقان والطور والكتاب
المسطور في الرق المنشور والبيت المعمور و
البعث والنشور وجاعل الظلمات والنور،
والولدان والحور والجنان والقصور لان الله

اور پھر انہیں جو امام کی بائیں جانب ہیں پھر تمام جماعت پر چھا جاتی
ہے پھر ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے فلاں کو فائدہ ہوا اور فلاں کو
نقصان ہوا فائدہ والے تو وہ ہیں جو فرض نماز سے فارغ ہو کر
حق تعالیٰ شانہ سے ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگتے ہیں اور نقصان والے
وہ ہیں جو بلا دعا مانگے مسجد سے نکل جاتے ہیں اگر کوئی بلا دعا مانگے
مسجد سے نکل جائے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اے فلاں تو نے اللہ سے
استغناء کیا (جیسے) تجھے اللہ سے کوئی ضرورت ہی نہیں۔

ختم قرآن حکیم کی دعا

ختم قرآن کی دعا یہ ہے عظمت والے
اللہ نے سچ فرمایا جس نے کائنات
عالم کو ایجاد فرمایا اور دین و شریعت کو مقرر فرمایا اور نور سے
دنیا کو جگمگایا اور اس کی کرنیں دنیا کے گوشہ گوشہ پر پھیلا دیں
اور کسی کی روزی کو تنگ اور کسی کی روزی کو فراخ فرمایا اور
اپنی کسی مخلوق کو نقصان پہنچایا اور کسی کو فائدہ پہنچایا اور پانی
جاری فرمایا اور اسے زمین سے نکالا اور آسمان کو ایک محفوظ و
بلند چھت کے قائم مقام بنایا اور اونچا رکھا اور زمین کو فرش
کی طرح بچھایا اور نیچے رکھا اور چاند کو گردش عطا فرمائی اور اسے
طلوع کیا حق تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے اس کا مقام
کس قدر بلند اور کس قدر اونچا ہے اور اس کا غلبہ کتنی عزت والا اور
کتنا نادر ہے اس کی کارگیری میں کوئی عیب نہیں نکال سکتا اور
اس کی ایجادات میں کوئی ردوبدل نہیں کر سکتا اور جسے وہ عزت
دے اسے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا اور جسے وہ ذلیل کرے اسے
کوئی عزت نہیں دے سکتا اور اس کی جمع کردہ چیز کو کوئی پراگندہ
نہیں کر سکتا اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا
معبود نہیں اس اللہ نے سچ فرمایا جو زمانہ کا منتظم ہے جس
نے مقدورات کا اندازہ لگایا، جو تمام کاموں میں تصرفات د

یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور
صدق اللہ العظیم الذی عز فارتفع وعلا فامتنع
وذل کل شیء لعظمتہ وخضع وسمک السماء
ورفع وفرش الارض واوسع وفجر الانھار
فانبع ومرج البحار فاترع وسخر النجوم فاطلع
وارسل السحاب فارتفع ونور النور فلمع وانزل
الغیث فھمع وکلم موسی علیہ السلام فاسمع
وتجلی للجبل فتقطع ووھب ونزع وضر ونفع واعطی
ومنع وسن وشرع وفرق وجمع وانشاکم من
نفس واحدۃ فمستقر ومستودع صدق اللہ
العظیم التواب الغفور الوھاب الذی خضعت
لعظمتہ الرقاب وذلت لجبروتہ الصعاب
ولانت لہ الشداد الصلاب واستدلت بصنعتہ
الالباب ویسبح بحمدہ الرعد والسحاب والبرق
والسراب والشجر والدواب رب الارباب
ومسبب الاسباب ومنزل الکتاب وخالق
خلقہ من التراب غافر الذنب وقابل التوب
شدید العقاب لا الہ الا ھو علیہ توکلت و
الیہ متاب صدق اللہ الذی لم یزل جلیلا
دلیلا صدق من حسبی بہ کفیلا صدق من
اتخذتہ وکیلا صدق اللہ الھادی الیہ سبیلا
صدق اللہ ومن اصدق من اللہ قیلا صدق اللہ وصدق انباؤہ
وصدق اللہ وصدقت انبیاؤہ صدق اللہ وجلت آلاؤہ صدق
اللہ وصدقت ارضہ وسماؤہ صدق اللہ الواحد القدیم الماجد الکریم
الشاھد العلیم الغفور الرحیم الشکور الحلیم قل صدق اللہ فاتبعوا ملۃ

اختیارات کا مالک ہے، جو دلوں کے کھٹکوں سے واقف ہے اور جو دن
کے بعد رات اور رات کے بعد دن لاتا ہے جو سخت کاموں کو آسان
اور آسان کاموں کو مزید آسان فرما دیتا ہے جس نے جوش مارتا ہوا
سمندر انسان کے لئے مسخر فرما دیا اور جس نے حق اور باطل میں فرق کرنیوالی
شے اور نور اتارا اور توریت، انجیل اور زبور اتاری اور جس نے قرآن، طور
پھیلے ہوئے کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب، بیعت معمور، زندگی بعد الموت اور
آخرت کی قسم کھائی جو اندھیروں اور اجالے کو پیدا کرنیوالا ہے اور جو حور
وغلمان اور محلوں کو اور جنتوں کو بنانے والا ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے
سناتا ہے اور آپ انہیں نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں اس عظیم اللہ نے
سچ فرمایا جو عزت والا اور بلند و برتر ہے اور سب پر غالب ہے کسی
کو جرأت نہیں کہ اس کے صحن میں قدم رکھے، اسکی عظمت کے آگے ہر چیز
ذلیل و سرنگوں ہے اس نے آسمان بلند و مرتفع فرمائے، زمین پھیلا
کر وسیع و فراخ بنائی، نہریں جاری کیں، چشمے بہائے، میٹھے اور کڑوے پانی کو
بلا آمیزش کے دوش بدوش چلایا تاروں کو مسخر بنایا اور ان کو طلوع کیا،
فضا میں بادل چھوڑ دئے اور انہیں اونچا رکھا، نور پھیلایا اور اسے چمکایا،
مینہ برسایا پھر نباتات پیدا کی اور حضرت موسیٰ سے باتیں کیں اور انہیں اپنی
آواز سنائی اور کوہ طور اس کی تجلی سے ریزہ ریزہ ہو گیا کسی کو اپنی نعمتیں
دیں اور کسی سے سلب کیں کسی کو ضرر پہنچایا اور کسی کو فائدہ، کسی کو دیا
کسی سے روک لیا، لوگوں کے لئے دین اور شریعت مقرر فرمائی تفریق و جمع
اسی کا کام ہے اس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا ہر ایک کی ایک جائے
قرار (باپ کی پیٹھ) ہے اور ایک جائے امانت (ماں کا رحم) ہے حق تعالیٰ
کا فرمان سچا ہے اللہ بڑی عظمت والا اور بہت دینے والا ہے اس کی
عظمت کے آگے گردنیں خم ہیں اور اس کی عزت کے آگے سرچڑھوں کے
سرنگوں ہیں اس کے لئے سخت و دشوار کام آسان ہیں اور اس کی
کاریگری سے عقلوں نے سبق حاصل کیا اور علم سیکھا ہے اور اس کی پاکی

ابراهيم صدق الله العظيم لا اله الا هو الرحمن
الرحيم الحي العليم الحي الكريم الحي الباقي الحي
الذي لا يموت ابدا ذو الجلال والاكرام والاسماء
العظام والمنن الجسام وبلغت الرسل الكرام
بالحق صلى الله على سيدنا محمد وسلم وعليهم
السلام ونحن على ما قال الله ربنا وسيدنا و
مولانا من الشاهدين واما اوجب والزم غير
جاحدين والحمد لله رب العالمين وصلوٰة الله
على سيدنا وسندنا محمد خاتم النبيين و
على ابويه المكرمين سيدنا آدم والخليل
ابراهيم وعلى جميع اخوانه من النبيين وعلى
اهل بيته الطاهرين وعلى اصحابه المنتخبين
وعلى ازواجه الطاهرات امهات المومنين
وعلى التابعين لهم باحسان الى يوم الدين
علينا معهم برحمتك يا ارحم الراحمين
صدق الله ذو الجلال والاكرام والعظمة و
السلطان جبار لا يرام عزيز لا يضام قيوم
لا ينام له الافعال الكرام والمواهب العظام
والايادي الجسام والافضال والانعام و
الكمال والتمام تسبح له الملائكة الكرام
والبهائم والهوام والرياح والغمام والضياء
والظلام وهو الله الملك القدوس السلام
ونحن على ما قال الله ربنا جل ثناؤه وتقدست
اسماؤه وجلت آلاؤه وشهدت ارضه و
سماؤه ونطقت به رسله وانبياؤه شاهدون

اور حمد بادل اور رعد کرتے ہیں اور بجلیاں اور ریت کے ذرات بھی اور
درخت اور چوپائے بھی وہی مالکوں کا مالک اور مسبب الاسباب ہے
اسی نے آسمان سے کتابیں اتاریں اور مٹی سے مخلوق پیدا کی، وہ گناہ
بخشنے والا، توبہ قبول کرنے والا اور سخت عذاب والا ہے اس کے سوا
کوئی معبود نہیں اسی پر میرا بھروسہ ہے اور مجھے اسی کی طرف لوٹ کر جانا
ہے۔ اللہ نے سچ فرمایا جو ہمیشہ سے جلیل القدر ہے اور راہ دکھانے
والا ہے اس نے سچ فرمایا جو مجھے کفیل ہونے کے اعتبار سے کافی ہے
اس نے سچ فرمایا جس کو میں نے اپنا کارساز بنایا، اس نے سچ فرمایا
جو اپنی راہ دکھانے والا ہے، اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور اللہ تعالیٰ
سے بڑھ کر سچا اور کون ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ سچا ہے اور اس کی
خبریں سچی ہیں اللہ تعالےٰ سچا ہے اور اس کی خبریں سچی ہیں، اللہ
تعالیٰ سچا ہے اور اس کے انبیاء بھی سچے ہیں، اللہ تعالےٰ سچا ہے
اور اس کی نعمتیں جلیل الشان ہیں، اللہ سچا ہے اور اس کے آسمان
و زمین بھی سچے ہیں۔ اللہ نے جو یکتا، قدیم، صاحب مجد، بزرگ، گواہ
علم والا، بخشش والا، انتہائی مہربان، قدردان و سنجیدہ ہے، سچ
فرمایا آپ فرما دیں کہ اللہ نے سچ فرمایا لہٰذا مذہب ابراہیمؑ کی
پیروی کرو اس عظیم اللہ نے سچ فرمایا جس کے سوا کوئی سچا معبود
نہیں جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے، زندہ ہے ہمہ گیر علم والا
ہے، زندہ ہے بزرگ ہے، زندہ ہے باقی ہے، زندہ ہے جس پر کبھی
موت طاری ہونے والی نہیں، جو جلال اجمال اور عزت والا ہے
اور عظیم اسماء والا اور بڑے بڑے احسانات والا ہے۔ معزز
رسولوں نے بلا کم و کاست ہمیں اس کا پیغام پہنچا دیا حق تعالیٰ
نے ہمارے محبوب پیغمبر پر اور تمام انبیائے کرام پر اپنی رحمتیں
اور سلامتیاں بھیجے اور ہم اس پر جو ہمارے اللہ نے جو ہمارا رب ہے
اور ہمارا سردار و آقا ہے، فرمایا گواہ ہیں اور جو اللہ نے ہم پر

لا الٰہ الا ھو والملائکۃ واولوا العلم قائما
بالقسط لا الٰہ الا ھو العزیز الحکیم ان الدین
عند اللہ الاسلام ونحن بما شھد اللہ ربنا و
الملائکۃ والوا العلم من خلقہ من الشاھدین
شھادۃ شھد بھا العزیز الحمید ودان بھا
المؤمن الغفور الودود واخلص بالشھادۃ
لذی العرش المجید یرفعھا بالعمل الصالح
الرشید یعطی قائلھا الخلود فی جنۃ ذات سدر
مخضود وطلح منضود وظل ممدود وماء مسکوب
یرافق فیھا النبیین الشھود والرکع السجود
والباذلین فی طاعتہ غایۃ المجھود اللھم
اجعلنا بھذا التصدیق صادقین وبھذا
الصدق شاھدین وبھذہ الشھادۃ مومنین
وبھذا الایمان موحدین وبھذا التوحید
مخلصین وبھذا الاخلاص موقنین وبھذا
الایقان عارفین وبھذہ المعرفۃ معترفین
وبھذا الاعتراف منیبین وبھذہ الانابۃ
فائزین وفیما لدیک راغبین ولما عندک
طالبین وباہ بنا الملائکۃ الکرام الکاتبین
واحشرنا مع النبیین والصدیقین والشھداء
والصالحین ولا تجعلنا ممن استھوتہ الشیاطین
فشغلتہ بالدنیا عن الدین فاصبح من النادمین
وفی الآخرۃ من الخاسرین واوجب لنا الخلود
فی جنات النعیم برحمتک یا ارحم الراحمین
اللھم لک الحمد وانت للحمد اھل وانت الحقیق

واجب اور فرض فرمایا اس کا انکار کرنے والے نہیں اور تمام تعریفیں
اللہ ہی کے لئے ہیں جو رب العالمین ہے اللہ کی رحمتیں جزا کے دن
تک ہمارے سردار پر جو ہماری سند ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں، نازل
ہوں اور ان کے دو بزرگ داداؤں (حضرت آدمؑ اور حضرت
ابراہیمؑ) پر بھی اور آپ کے تمام بھائیوں (انبیائے کرام) پر بھی
اور آپ کے پاک خاندان والوں پر بھی اور آپ کے منتخب صحابہ کرامؓ
پر بھی اور آپ کی پارسا بیویوں (امہات المومنین) پر بھی اور تابعین
صالحین پر بھی اور اے ارحم الراحمین اپنی مہربانی سے ان کے ساتھ
ساتھ ہم پر بھی آمین، اللہ نے سچ فرمایا جو عزت و بزرگی والا اور
عظمت و اقتدار والا ہے وہ ایسا جبار ہے جس کا کوئی قصد نہیں
کرتا اور ایسا غالب ہے جس پر کوئی ظلم نہیں کر سکتا اور کائنات کو
سنبھالنے والا ہے جو سوتا نہیں اس کے عظیم و شاندار کارنامے
ہیں، جلیل القدر عطیات ہیں عظیم الشان احسانات ہیں، قابل
قدر فضل و انعامات ہیں اور لائق تعریف و توصیف کمالات ہیں
معزز فرشتے، چوپائے، حشرات الارض، ہوائیں، بادل، روشنی
اور اندھیرے غرضیکہ کائنات کی ہر چیز اس کی تسبیح میں مستغرق ہے
وہ اللہ بادشاہ ہے، قدوس ہے اور بے عیب ہے اور ہم اس پر جو کچھ
ہمارے رب نے (جس کی تعریف بڑی ہے، جس کے نام پاک ہیں اور
جس کے احسانات جلیل الشان ہیں جن کی تمام کائنات گواہ ہے اور
جن کا بیان اس کے پیغمبروں نے کیا ہے) فرمایا گواہ ہیں اللہ
تعالیٰ نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور فرشتوں
نے اور اہل علم نے بھی جو عادل گواہ ہیں اس کے سوا کوئی سچا معبود
نہیں وہی بڑی عزت و حکمت والا ہے بلاشبہ دین اللہ کے نزدیک
اسلام ہے ہم بھی اس پر جس کی گواہی اللہ نے جو ہمارا رب ہے
اور فرشتوں نے اور اہل علم نے دی، گواہ اور وہی شہادت ادا کرتے

بالمنة ثم الفضل لك الحمد على تتابع احسانك
ولك الحمد على تواتر انعامك ولك الحمد على
ترادف امتنانك اللهم انك عطفت علينا
قلوب الآباء والامهات صغارا وضاعفت
علينا نعمك كبارا وواليت الينا برك مدرارا
وجهلنا وما عاجلتنا مرارا فلك الحمد اللهم
فانا نحمدك سرا وجهارا ونشكرك محبة
واختيارا فلك الحمد اذ الهمتنا من الخطاء
استغفارا ولك الحمد فارزقنا جنة واجب
عنا بعفوك نارا ولا تهلكنا يوم البعث
فتجعلنا بين المعاشر عارا ولا تفضحنا بسوء
افعالنا يوم لقائك فتكسنا ذلة وانكسارا
برحمتك يا ارحم الراحمين اللهم لك الحمد
كما هديتنا للاسلام وعلمتنا الحكمة و
القرآن اللهم انت علمتنا قبل رغبتنا فى
تعليمه ومننت به علينا قبل علمنا بمعرفته
وخصصتنا به قبل معرفتنا بفضله اللهم فاذا
كان ذلك من فضلك لطفا بنا وامتنانا
علينا من غير حيلتنا ولا قوتنا فهب لنا اللهم
رعاية حقه وحفظ آياته وعملا بمحكمه
وايمانا بمتشابهه وهدى فى تدبره وتفكرا
فى امثاله ومعجزته وتبصرة فى نوره و
حكمه لا تعارضنا الشكوك فى تصديقه
ولا يختلجنا الزيغ فى قصد طريقه اللهم
انفعنا بالقرآن العظيم وبارك لنا فى الآيات

ہیں جو تعریف کئے جانے والے اور عزت والے اللہ نے دی اور جس پر
مومنوں نے بخشنے والے اور محبت کرنیوالے اللہ کی طرف سے یقین کیا۔ اور
جس کی بزرگ عرش والے کے لئے خلوص سے گواہی دی اللہ تعالےٰ
اس گواہی کو نیک و صالح عملوں کے ساتھ اٹھالیتا ہے اور لا الہ الا اللہ
کے پڑھنے والوں کو جنت میں جس میں بے کانٹوں کی بیریاں ہیں تر بتہ
کیلے ہیں، لمبے لمبے سائے ہیں اور جاری پانی ہیں، ہمیشگی عطا فرماتا ہے
جہاں انہیں انبیاء کی رفاقت نصیب ہوتی ہے جو دنیا پر گواہ ہیں اور
رکوع و سجدہ کرنیوالے ہیں اور اللہ کی اطاعت و عبادت میں مقدور
بھر سرگرم عمل رہتے ہیں اے اللہ اس تصدیق سے ہمیں سچا، اس صداقت
سے گواہ، اس شہادت سے مومن، اس ایمان سے موحد، اس توحید
سے مخلص، اس اخلاص سے یقین والے، اس یقین سے عارف، اس معرفت
سے معترف اس اعتراف سے رجوع کرنیوالے اور اس انابت (رجوع)
سے کامراں بنا اور اپنی نعمتوں کا مشتاق و امیدوار بنا اور معزز لکھنے والے
فرشتوں میں ہم پر فخر کر اور انہیں ہماری حقیقت بتا اور ہمیں انبیاء
صدیقین، شہداء، اور صلحاء کے ساتھ اٹھا اور ہمیں ان میں شامل نہ
فرما جن پر شیطان چھا گئے ہیں اور شیطانوں نے ان سے دین چھڑا
کر انہیں دنیا میں لگا دیا ہے اور وہ نادم و پشیمان اور آخرت میں
نقصان اٹھانیوالے ہیں اور اے ارحم الراحمین اپنی مہربانی سے
نعمتوں والی جنتوں میں ہمیشگی واجب فرما اے اللہ تیرے ہی لئے
تعریفیں ہیں اور تو ہی حمد کا اہل ہے اور تو ہی حقدار فضل و نعمت ہے
تیرے لگاتار احسانات پر تیرے ہی لئے تعریفیں ہیں اور تیرے متواتر
انعامات پر تیرے لئے ہی بڑائیاں ہیں اور تیری آگے پیچھے نعمتوں پر
تیرے لئے ہی حمد و ثنا ہے اے اللہ جب ہم بچے تھے تو تو نے ہمارے
ماں باپوں کے دلوں میں ہماری محبت پیدا کر دی تھی اور جب ہم
بڑے ہو گئے تو ہم پر تو نے اپنی نعمتوں کی بوچھاڑ کر دی اور اپنی

والذكر الحكيم وتقبل منا انك انت السميع
العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم
برحمتك يا ارحم الراحمين اللهم اجعل القرآن
ربيع قلوبنا وشفاء صدورنا وجلاء احزاننا
وذهاب همومنا وغمومنا وسائقنا وقائدنا
ودليلنا اليك والى جناتك جنات النعيم برحمتك
يا ارحم الراحمين اللهم اجعل القرآن لقلوبنا
ضياء ولابصارنا جلاء ولاسقامنا دواء و
لذنوبنا ممحصا ومن النار مخلصا اللهم اكسنا
به الحلل واسكنا به الظلل واسبغ علينا به
النعم وادفع به عنا النقم واجعلنا به عند
الجزاء من الفائزين وعند النعماء من الشاكرين
وعند البلاء من الصابرين ولا تجعلنا ممن
استهوته الشياطين نشغلته بالدنيا عن
الدين فاصبح من الخاسرين برحمتك يا ارحم
الراحمين اللهم لا تجعل القرآن بنا ماحلا
ولا الصراط بنا زائلا ولا نبينا وسيدنا و
سندنا محمدا صلى الله عليه وسلم في
القيامة عنا معرضا ولا موليا اجعله يا
ربنا خالقنا يا رازقنا لنا شافعا مشفعا و
اوردنا حوضه واسقنا بكاسه مشربا رويا
سائغا هنيئا لا نظمأ بعده ابدا غير خزايا
ولا ناكثين ولا جاحدين ولا مغضوب علينا
ولا ضالين برحمتك يا ارحم الراحمين اللهم
انفعنا بالقرآن الذي رفعت مكانه وثبت

نوازشوں کی موسلا دھار بارش برسا دی اور ہم تجھ سے جاہل رہے مگر
تو نے بار ہا ہماری گرفت میں جلدی نہیں کی اس لئے اے اللہ تیرے
ہی لئے بے شمار تعریفیں ہیں ہم خلوت و جلوت میں ظاہر کر کے اور
چھپا کر تیری حمد بیان کرتے ہیں اور اختیار و محبت سے تیرا شکر ادا
کرتے ہیں تیری اس لئے بھی تعریفیں ہیں کہ تو نے ہمارے دل میں
گناہوں کے بعد استغفار کا الہام فرما دیا اے اللہ ہم کس زبان
سے تیری حمد بیان کریں، ہمیں جنت نصیب فرما اور اپنی
معافی سے ہمارے اور آگ کے درمیان آڑ حائل فرما اور میدان
محشر میں ہماری پردہ دری نہ فرما کہ ہمارا شرمساروں میں شمار
ہو اور اے ارحم الراحمین اپنی مہربانی سے اپنی ملاقات کے وقت
ہمارے برے افعال سے ہمیں رسوا نہ فرما کہ ہمیں ندامت و
شرمندگی ہو۔ اے اللہ تیرے لئے ہی حمد ہے کیونکہ تو نے ہمارے دلوں
میں اسلام کی محبت پیدا کی اور تو نے ہمیں حکمت و قرآن کی تعلیم
دی، اے اللہ تو نے ہمارے شوق سے پہلے ہمیں اس کی تعلیم دی
اور اس کی معرفت کے علم سے پہلے تو نے اس کے ساتھ ہم پر احسان
فرمایا اور اپنی مہربانی سے معرفت سے پہلے تو نے ہمیں اس کے ساتھ
مخصوص فرمایا اے اللہ جب یہ ساری چیزیں تیرے فضل و کرم سے
ہماری کسی تدبیر و قوت کے بغیر تیرے لطف و احسان کی بنا پر ہم
پر ہیں تو اے اللہ ہمیں قرآن کے حق کی رعایت بھی ہبہ فرما اور
اس کی آیتوں کی یادداشت بھی اور اس کی محکم آیتوں پر عمل کرنے
کی اور متشابہ آیتوں پر ایمان لانے کی توفیق دے اور قرآن پاک
میں غور و فکر کے بعد ہم پر ہدایت کے دروازے کھول دے اور
اس کی مثالوں اور معجزوں سے ہماری فہم روشن فرما اور اس کے
نور سے ہماری بصیرت کو نور بخش اور ایسی حکمت عطا فرما کہ اس کی موجودگی
اوہام و شکوک کے لئے راہ نہ کھلے اور قرآن کی سیدھی راہ میں کجی نہ ہو

ارکانہ وایدت سلطانہ وبینت برکاتہ وجعلت اللغۃ العربیۃ الفصیحۃ لسانہ و قلت یاعز من قائل سبحانہ (فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ ثم ان علینا بیانہ) وھو احسن کتبک نظاما واوضحہا کلاما وابینہا حلالا وحراما محکم البیان ظاہر البرہان محروس من الزیادۃ والنقصان فیہ وعد و وعید و تخویف و تہدید (لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید) اللھم فاوجب لنا بہ الشرف والمزید والحقنا بکل بر سعید واستعملنا فی العمل الصالح الرشید انک انت القریب المجیب برحمتک یا ارحم الراحمین اللھم فکما جعلتنا بہ مصدقین ولما فیہ محققین فاجعلنا نتلاوتہ منتفعین والی لذین خطابہ مستمعین وبما فیہ معتبرین ولاحکامہ جامعین ولاوامرہ و نواھیہ خاضعین وعند ختمہ من الفائزین ولثوابہ حائزین ولک فی جمیع شہودنا ذاکرین والیک فی جمیع امورنا راجعین واغفر لنا فی لیلتنا ھذہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین اللھم اجعلنا من الذین حفظوا للقرآن حرمتہ لما حفظوہ وعظموا منزلتہ لما سمعوہ و تادبوا باٰدابہ لما حضروہ والتزموا حکمہ لما فارقوہ و احسنوا جوارہ لما جاوروہ وارادوا بتلاوتہ وجہک الکریم والدار الآخرۃ

آنے پائے اے اللہ ہمیں قرآن عظیم سے نفع پہنچا اور ہمیں قرآن کی آیتوں میں اور حکمت والے ذکر میں برکت دے اور اپنی مہربانی سے ہماری یہ دعا قبول فرما کیونکہ تو توبہ قبول کرنیوالا اور بڑا ہی مہربان ہے اے ارحم الراحمین اپنی مہربانی سے ہماری دعا قبول فرما اے اللہ قرآن کو ہمارے دلوں کی بہار، سینوں کی شفا اور غموں کی دعا اور پریشانیوں اور بے چینیوں کے لئے اکسیر بنا اور قرآن کو ہمارا قائد و رہنما اور ساربان بنا اور اے ارحم الراحمین ہم تیری مہربانی سے اسکی روشنی میں تجھے اور تیری نعمتوں والی جنتوں کو پالیں آمین ثم آمین - اے اللہ قرآن کو ہمارے دلوں کی روشنی، ہماری نگاہوں کی جلاء، ہماری بیماریوں کی دوا، ہمارے گناہوں کی دارو ئے شفا اور ہمارے لئے آگ سے ڈھال بنا، اے اللہ ہمیں قرآن کی بدولت جوڑے پہنا اور فرقان کی بدولت سائے عطا فرما اور جنتوں میں لبسا، ہم پر نعمتیں مکمل فرما، ہم سے عذاب دور فرما اور اے ارحم الراحمین اپنی مہربانی سے جزا کے دن قرآن کی برکت سے ہمیں کامرانی عطا فرما اور نعمتوں کے زمانہ میں شکر گزار اور مصیبت کے زمانہ میں صابر و اطاعت شعار بنا اور ان میں سے نہ بنا جن پر شیطان چھائے ہوئے رہتے ہیں اور انہیں دنیا میں پھانس کر دین سے بے خبر کر دیتے ہیں پھر وہ دیوالیہ ہو جاتے ہیں اے اللہ قرآن کو ہم سے جھگڑنے والا نہ بنا، نہ سیدھی راہ سے ہمیں ہٹا اور نہ قیامت کے دن ہمارے محبوب نبی، سید و آقا اور ہماری سند و دلیل محمد رسول اللہ صلعم سے منہ پھیرنے والا بنا اور نہ پیٹھ پھیرنے والا - اے ہمارے پروردگار، اور اے ہمارے خالق و روزی رساں آپ کو ہمارا شفیع بنا اور ہمارے حق میں آپکی سفارش قبول فرما اور ہمیں آپ کی حوض پر پہنچا اور آپکے ہاتھوں ہمیں حوض کوثر کا ایک ایسا جام پلا جو سیراب کرنیوالا، خوشگوار و ہاضم اور مبارک ہو جسے پی کر پھر کبھی پیاس نہ لگے نہ ہم رسوا ہوں اور نہ غدار و منکر ہوں اور اے

فوصلوا به الى المقامات الفاخرة واجعلنا
به ممن فى درج الجنان يرتقى وبنبيه صلى الله
عليه وسلم يوم عرضه وهو راض عنه يلتقى
فالمشفع بالقرآن غير شقى برحمتك يا ارحم
الراحمين اللهم اجعلها ختمة مباركة على
من قراها وحضرها وسمعها وامن على دعائها
وانزل اللهم من بركاتها على اهل الدور فى دورهم
وعلى اهل القصور فى قصورهم وعلى اهل
الثغور فى ثغورهم وعلى اهل الحرمين فى
حرميهم من المومنين اللهم واهل القبور
من اهل ملتنا انزل عليهم فى قبورهم
الضياء والفسحة وجازهم بالاحسان
احسانا وبالسيئات غفرانا وارحمنا اذا
صرنا الى ما صاروا اليه برحمتك يا ارحم
الراحمين اللهم يا سائق الفوت ويا سامع
الصوت ويا كاسى العظام بعد الموت صل على
محمد وعلى آل محمد ولا تدع لنا فى هذه
الليلة الشريفة المباركة ذنبا الا غفرته
ولا هما الا فرجته ولا كربا الا نفسته
ولا غما الا كشفته ولا سوءا الا صرفته
ولا مريضا الا شفيته ولا مبتلى الا عافيته
ولا ذا اساءة الا اقلته ولا حقا الا استخرجته
ولا غائبا الا رددته ولا عاصيا الا هديته
ولا ولدا الا جبرته ولا ميتا الا رحمته
ولا حاجة من حوائج الدنيا والآخرة لك

ارحم الراحمین تیری مہربانی سے نہ ہم پر تیرا غصہ ہو اور نہ ہم گمراہ ہوں اے
اللہ ہمیں قرآن سے جس کا مقام تونے بلند فرمایا ہے فائدہ پہنچا تو
نے ہی اس کے ستون جمائے ہیں اور اس کا غلبہ مستحکم بنایا ہے اور اسکی
برکتیں ظاہر فرمائی ہیں اور اسے فصیح عربی زبان میں اتارا ہے اور اسے
معزز مخاطب تونے اسمیں فرمایا ہے کہ جب ہم آپ پر قرآن پڑھیں تو
آپ اس کی قرأت کی پیروی کریں پھر اس کا بیان ہمارے ذمہ ہے قرآن
عزیز نظم و ترتیب کے اعتبار سے تمام الہامی کتابوں سے افضل، واضح
ترین اور حلال و حرام کو تفصیل سے بیان کرنیوالا ہے قرآن پاک اپنے
بیان میں محکم، دلیل میں غالب اور کمی بیشی سے محفوظ ہے، اس میں
وعدے، ڈراوے اور زجر و توبیخ اور اس میں باطل کسی سمت سے
بھی نہیں گھستا اور وہ حکیم وحمید کی طرف سے اترا ہے اے اللہ
قرآن کی برکت سے ہمیں شرف بلکہ اس سے بھی اشرف شے عطا فرما
اور ہمیں ہر صالح و خوش نصیب کے ساتھ شامل فرما اور ہم سے اپنی
مہربانی سے اچھے اور نیک عمل کرا بلاشبہ تو ہم سے قریب ہے اور
ہماری دعائیں قبول کرنیوالا ہے، اے اللہ جس طرح تونے
ہمیں اس کی تصدیق کی توفیق دی اور ہمارا اسکی ہدایات پر سر تسلیم
خم کرایا تو اس کی تلاوت سے ہمیں فائدہ بھی پہنچا اور ہم میں اس
کے روح افروز و لذت اندوز خطابات سننے کا بے پناہ شوق عطا
فرما اور ہمارے اندر اس کی آیتوں سے عبرت پیدا کر اور ہمیں اس
کے ختم پہ کامران بنا اور اس کے ثواب کا حقدار بنا اور ہمیں شوق
دے کہ ہم سال کے تمام مہینوں میں اس کے ذریعہ تجھے یاد کرتے ہیں
اور اپنے تمام کاموں میں تیری طرف ہی رجوع کرتے رہیں اور
اے ارحم الراحمین اپنی مہربانی اور کرم فرمائی سے اس رات میں
ہمارے تمام گناہ معاف فرما دے آمین اے اللہ ہمیں انکی فہرست
میں شامل فرما جو حفظ کرنے کے بعد قرآن کا احترام برقرار رکھتے

فیها رضانا ولنا فیها صلاح الا اعننا علی
قضائها بیسر منك وعافیة مع المغفرة
برحمتك یا ارحم الراحمین اللهم عافنا واعف
عنا بعفوك العظیم وسترك الجمیل واحسانك
القدیم یا دائم المعروف یا کثیر الخیر وصل
علی نبینا وسیدنا محمد وعلی اخوانه
الانبیاء وعلی آله والملائکة وسلم تسلیما
ربنا آتنا من لدنك رحمة وهیئ لنا من امرنا
رشدا ووفقنا العمل الصالح یرضیك عنا
برحمتك یا ارحم الراحمین اللهم صل علی محمد
کما هدیتنا به من الضلالة اللهم صل
علی محمد کما استنقذتنا به من الجهالة
اللهم صل علی محمد کما بلغ الرسالة اللهم
صل علی محمد شمس البلاد وقمر المهاد
وزین الوراد وشفیع المذنبین یوم التناد
اللهم صل علی محمد وذریته وجمیع صحابته
الذین قاموا بنصرته وجروا علی سنته
برحمتك یا ارحم الراحمین اللهم صل علی
محمد الذی بالحق بعثته وبالصدق نعتته
وبالحلم وسمته وباحمد سمیته وفی القیامة
فی امته شفعته اللهم صل علی محمد ما ازهرت
النجوم وصل علی محمد ما تلاحمت الغیوم
وصل علی محمد یا حی یا قیوم اللهم صل علی
محمد ما ذکره الابرار وصل علی محمد
ما اختلف اللیل والنهار وصل علی محمد وعلی

ہیں اور سننے کے بعد اس کے مرتبہ کی عظمت کرتے ہیں اور اسے چھوتے وقت
اسکے آداب بجالاتے ہیں اور اس سے جدا ہونے کے بعد اس کے احکام
سینے سے چمٹائے رہتے ہیں اور جب اسکے پڑوس میں رہتے ہیں تو اس
کی ہمسائیگی کا خوبصورتی سے حق ادا کرتے ہیں اور اس کی تلاوت سے
بڑی عزت والی رضا اور آخرت طلب کرتے ہیں اور اس کی برکت
سے قابل فخر درجات پا جاتے ہیں۔ اے اللہ قرآن کی برکت سے
ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جو اس کی برکت سے جنت کی سیڑھیوں
پر چڑھیں گے اور پیشی کے دن اپنے محبوب نبی کے ساتھ ہوں گے
اور خوشی خوشی آپ سے ملاقات کریں گے اور آپ ان سے خوش
ہوں گے اے ارحم الراحمین تیری نوازش سے قرآن کو شفیع بنانے
والا محروم نہیں رہتا اے اللہ یہ ختم قرآن قاری کے لئے حاضرین
کرام کے لئے اور سامعین عظام کے لئے اور دعاؤں پر آمین کہنے والوں
کے لئے باعث برکت بنا اور اے اللہ اس کی برکتیں ان کے گھروں
محلوں، سرحدوں اور حرمین میں نازل فرما اے اللہ ہمارے
مردوں کی قبروں میں اس کی برکت سے نور پھیلا اور انہیں فراخ
کردے اور انہیں ان کے نیک عملوں پر بہترین صلہ دے اور ان کی
برائیوں سے درگزر فرما اور اے ارحم الراحمین اپنی رحمت سے مرنے
کے بعد ہم پر بھی رحم فرما۔ اے اللہ، اے موت سے بری و پاک،
اے آواز کو سننے والے اور اے موت کے بعد ہڈیوں پر گوشت
چڑھانے والے اپنی رحمتیں محمدؐ و آل محمدؐ پر اتار اور اس شریف
و مبارک رات میں ہمارا بخشے بغیر کوئی گناہ نہ چھوڑ اور ہماری ہر
پریشانی اور بے چینی دور فرما اور ہم سے ہر بے قراری اور برائی
ہٹا، ہمارے ہر مریض کو شفا عطا فرما ہر مصیبت زدہ کو عافیت
بخش، گنہگاروں کو گناہوں سے باز رکھ، قرضداروں کا قرض ادا فرما
جو گم اور غائب ہیں انہیں خیر و عافیت سے واپس لا، نافرمانوں

المھاجرین والانصار برحمتك یا ارحم الراحمین | کو ہدایت دے، بچوں کی اصلاح فرما، مردوں پر رحم فرما اور ہر شخص کی جائز

ضرورت کو جسمیں تیری رضا و صلاح ہو، بر لا اور اے ارحم الراحمین اپنی مہربانی سے سہولت و عافیت سے سب کی حاجتیں پوری فرما اور اپنی عظیم صفت عفو کی برکت سے اور اپنی خوبصورت پردہ پوشی سے اور اپنے قدیم احسان سے ہمارے گناہ معاف فرما اے ہمیشہ حسن سلوک کرنیوالے اے بیشمار خیر و برکات والے ہمارے سردار و سند حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر آپکے بھائیوں (انبیائے کرام) پر آپکے خاندان والوں پر اور فرشتوں پر بیشمار رحمتیں اور سلامتیاں بھیج اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنے پاس والی رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں اپنے حکم سے صلاح فراہم فرما اور اے ارحم الراحمین اپنی نوازشوں سے ہمیں ایسے نیک عملوں کی توفیق عطا فرما جو تیری رضا کے موجب ہوں۔ اے اللہ محمد (صلعم) پر اپنی رحمتیں بھیج جیسے تو نے آپکے ذریعہ ہمیں گمراہی سے بچایا اے اللہ محمد (صلعم) پر اپنی رحمتیں بھیج جیسے تو نے آپکے ذریعہ ہمیں جہالت سے بیدار کیا، اے اللہ محمد (صلعم) پر درود بھیج جیسے آپ نے ہمیں تیرا پیام پہنچایا اے اللہ محمد (صلعم) پر جو دنیا کے آفتاب عالمتاب اور گہواروں کے ماہتاب ہیں اور مخلوق کی زینت اور قیامت کے دن گنہ گاروں کے شفیع ہیں، درود بھیج اے اللہ اپنی مہربانی سے محمد (صلعم) پر درود بھیج اور ان کی اولاد اور تمام صحابہ کرام پر جو آپکی مدد کے لئے سینہ سپر رہے اور آپکی سنت پر گامزن رہے اے اللہ محمد رسول اللہ صلعم پر درود بھیج جن کو تو نے سچا نبی بنا کر مبعوث فرمایا جن کا صفت صدق سے ذکر فرمایا جنکو صفت حلم سے متعین کیا جنکو احمد کے نام سے یاد فرمایا اور جن کی قیامت کے دن امت کے بارے میں سفارش قبول کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اے اللہ محمد رسول اللہ صلعم پر جب تک تارے چمکتے رہیں اور جب تک بادل چھاتے رہیں درود بھیج اور اے حی و قیوم آپ پر درود بھیج، اے اللہ جب تک نیک حضرات آپکا ذکر کرتے رہیں اور دن رات آتے جاتے رہیں آپ پر درود بھیج اور اے ارحم الراحمین اپنی رحمت سے مہاجرین و انصار پر بھی۔ آمین ثم آمین۔

وصیّت

اعلموا رحمکم اللہ ان لیلتکم ھذہ لیلۃ الوداع لشھرکم الذی شرفہ اللہ وعظمہ ورفع قدرہ وکرمہ بالصیام والقیام وتلاوۃ القرآن ونزول الرحمۃ فیہ علیکم من اللہ والرضوان جعلہ اللہ مصباح العام وواسطۃ النظام وشرف قواعد الاسلام المشرقۃ بانوار الصیام والقیام انزل اللہ تعالیٰ فیہ کتابہ وفتح فیہ للتائبین ابوابہ فلا دعاء فیہ الا مسموع ولا خیر الا مجموع ولا فقر

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمتیں ہوں یقین مانئے کہ آپ کی یہ رات اس ماہ کو رخصت کرنیوالی رات ہے جسے حق تعالیٰ نے شرف عظمت سے نوازا ہے، جو بلند مرتبہ والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے دن کے روزوں سے اور رات کی عبادتوں سے معزز و سربلند فرمایا ہے اسمیں لوگ شب و روز قرآن پاک کی تلاوت سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور اسمیں آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و رضا کا نزول ہوتا رہتا ہے اس ماہ مبارک کو حق تعالیٰ نے پورے سال کا چراغ نظام اسلام کا واسطہ اور اس کا ایک اہم اور بنیادی ستون بنایا ہے اور اسے صیام و قیام کے انوار سے سربلند و مزین فرمایا ہے اسی مہینہ

الامل فوع ولا عمل الامر فوع الظافر الميمون من اغتنم اوقاته والخاسر المغبون من اهمله نفاته شهر جعله الله لذنوبكم تطهيرا و اسيئاتكم تكفيرا ولمن احسن منكم صحبته ذخيرة ونورا ولمن وفى بشرطه وقام بحقه فرحا وسرورا شهر تورع فيه اهل الفسق والفساد وزاد فيه من الرغبته الى الله اهل الجد والاجتهاد شهر عمارات القلوب وكفارات الذنوب واختصاص المساجد بالازدحام و التحاشد وهبوط الاملاك بمكاك العتق والفكاك شهر فيه المساجد تعمر والمصابيح تزهر والآيات تذكر والقلوب تجبر والذنوب تغفر شهر فيه تشرق المساجد بالانوار و تكثر الملائكة لصوامه من الاستغفار ويعتق فيه الجبار فى كل ليلة عند الافطار ستمائة الف عتيق من النار وتنزل فيه البركات وتعظم فيه الصدقات وتكفر فيه السيئات وتقال فيه العثرات وتدفع فيه النكبات وترفع فيه الدرجات وترحم فيه العبرات وتنادى فيه الحور الحسان من الجنات هنيئا لكم يا معشر الصائمين والصائمات والقائمين والقائمات بما اعد الله لكم من الخيرات لقد غمرتكم البركات واستبشر بكم اهل الارض والسموات فرحم الله امرأ مهد فيه لنفسه قبل حلول رمسه واشتغل بيومه عن

ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس اتاری اور اسمیں توبہ کرنیوالوں کیلئے اپنی رحمت کے دروازے کھولے اسمیں کوئی ایسی دعا نہیں جس کو سُنا نہ جاتا ہو اور کوئی ایسی خبر نہیں جو اسمیں جمع نہ کی گئی ہو اور کوئی ایسا شر نہیں جو دفع نہ کیا گیا ہو اور کوئی ایسا عمل نہیں جو اٹھایا نہ گیا ہو وہ کامیاب و مبارک ہے جو اسکے اوقات کو غنیمت سمجھے اور وہ گھاٹے والا اور شکست خوردہ ہے جو اس کے اوقات کی قدر نہ کرتا ہو اور وہ اپنے ہاتھ سے ایسا مقدس مہینہ ضائع کر دے جسے اللہ تعالیٰ نے گناہوں کو مٹا دینے والا اور برائیوں کا استیصال کرنیوالا بنا کر بھیجا ہے یہ مبارک مہینہ اسکے لئے جو حسن اعمال سے آراستہ رہے نور ایمان کا صحیفہ اور ذخیرہ ہے اور جو اسکی شرطوں کی رعایت پیش نظر رکھے اور اسکے حقوق کی نگرانی کرے اسکے لئے یہ فرحت و سرور کا خزانہ ہے۔ یہ وہ ماہ مقدس ہے کہ اسمیں فاسق و فاجر بھی متقی اور پارسا بن جاتے ہیں اور اس میں ارباب ریاضات و مجاہدات کی حرص و لگن شباب پر ہوتی ہے یہ مہینہ دلوں کو آباد کرنے کا گناہوں کو مٹانے کا اور بھیڑ و اجتماع سے مسجدوں کو بھرنے کا ہے اور برأت و رہائی کی پرچیاں لیکر فرشتوں کے اترنے کا ہے اس مہینہ میں مسجدیں آباد رہتی ہیں ان میں چراغ جلتے رہتے ہیں ان میں لوگ قرآن کی تلاوت کرتے رہتے ہیں۔ دلوں کو سکون نصیب ہوتا ہے اور گناہ دھلتے رہتے ہیں اس مہینہ میں مسجدیں انوار سے جگمگا اٹھتی ہیں فرشتے روزہ داروں کے لئے کثرت سے استغفار کرتے رہتے ہیں اور رب غفار وجبار روزانہ افطار کے وقت چھ لاکھ مجرموں کو آگ سے آزاد فرماتا ہے اسمیں برکتیں اترتی ہیں اور صدقوں میں برکتیں ہوتی ہیں۔ برائیاں مٹا دی جاتی ہیں، لغزشوں سے درگزر کی جاتی ہے، آفات و مصائب ہٹا دئے جاتے ہیں۔ درجات بلند کر دئے جاتے ہیں، آنسوؤں پر رحم کیا جاتا ہے اور جنتوں کی حسین حوریں پکار پکار کر کہتی ہیں کہ اے روزہ دار مردو اور عورتو

غداً وامسه تزود من بقية زاده ففى نفاده
نفاد عمره واظهر لفراق شهره جزعه وسلم
على شهره وودعه وقال السلام عليك يا
شهر رمضان السلام عليك يا شهر الصيام
والقيام وتلاوة القرآن السلام عليك يا
شهر التجاوز والغفران السلام عليك يا شهر
البركة والاحسان السلام عليك يا شهر
التحف والرضوان السلام عليك يا شهر
النسك والتعبد السلام عليك يا شهر الصيام
والتهجد السلام عليك يا شهر التراويح السلام
عليك يا شهر الانوار والمصابيح السلام عليك
يا انس العارفين السلام عليك يا فخر الواصفين
السلام عليك يا نور الوامقين السلام عليك
يا روضة العابدين فيا شهرنا غير مودع
ودعناك وغير مقلى فارقناك كان نهارك
صدقة وصياما وليلك قراءة وقياما فعليك
منا تحية وسلاما انراك تعود لبعدها علينا
او يدركنا المنون فلا تؤول الينا مصابيحنا
فيك مشهورة ومساجدنا فيك معمورة
فالآن تنطفى المصابيح وتنقطع التراويح
ونرجع الى العادة ونفارق شهر العبادة
فيا ليت شعرى من المقبول منا فنهنيه بحسن
عمله ام ليت شعرى من المطرود منا فنعزيه
لسوء عمله فيا ايها المقبول هنيئا لك بثواب
الله عزوجل ورضوانه ورحمته وغفرانه

اور شب بیدار بندو اور بندیوں حق تعالیٰ نے تمہارے لئے گوناگوں
نعمتیں تیار کر رکھی ہیں تمہیں اللہ کی برکتوں نے ڈھانپ رکھا ہے اور
آسمان وزمین تم کو مژدہ سُنا رہے ہیں حق تعالیٰ کی اس پر بڑی زبردست
رحمت ہے جس نے قبر سے اترنے سے پہلے عبادتیں کر کے اپنے لئے نرم
ونازک بستر تیار کر لیا اور گزشتہ کل سے اور آنیوالی کل سے قطع نظر کر
کے آج عمل میں سرگرم رہا اور پائدار زاد سفر تیار کر رکھا کیونکہ اگر
کسی کے پاس سفر آخرت کا توشہ نہ ہوا تو اس کی عمر ہی برباد گئی وہ
خوش نصیب ہے جو اس مہینہ کی جدائی پر بے صبری کا اظہار کرے
اور اسے سلام کہے اور اسے رخصت کرے اور کہے کہ اے ماہ
رمضان تجھ پر سلامتی ہو، اے روزوں اور شب بیداری اور
تلاوت قرآن کے مہینے تجھ پر سلام ہو، اے درگزر وبخشش کے مہینے
تجھ پر سلام ہو، اے برکت واحسان کے مہینے تجھ پر سلام ہو، اے
تحائف ورضا کے مہینے تجھ پر سلام ہو، اے عبادت ونیکی کے مہینے
تجھ پر سلام ہو، اے روزوں اور تہجد کے مہینے تجھ پر سلام ہو، اے نماز
وتراویح کے مہینے تجھ پر سلام ہو، اے انوار وچراغوں کے مہینے تجھ پر سلام
ہو، اے عارفین کے شوق وانسیت کے مہینے تجھ پر سلام ہو، اے
مقربین کے فخر تجھ پر سلام ہو، اے دوستوں کے نور تجھ پر سلام ہو
اے عبادت گزاروں کے باغ تجھ پر سلام ہو، اے پیارے مہینے
ہم تجھے با دل نخواستہ رخصت کر رہے ہیں اور کلیجوں پر پتھر رکھ کر تجھ سے
جدا ہو رہے ہیں تیرے ایام صدقوں اور روزوں سے بھرپور تھے اور
تیری راتیں قیام وقرأت سے معمور تھیں۔ ہمارے تجھ پر بیشمار درود وسلام
ہوں ہمیں معلوم نہیں کہ ہمیں پھر تیرا دیدار نصیب ہوگا یا تیرے آنے سے
پہلے ہم دنیا سے رخصت ہو جائیں گے، ہمارے چراغ تیری وجہ سے
جگمگاتے رہتے تھے اور تیری بدولت ہماری مسجدیں معمور رہتی تھیں آہ
اب ہمارے چراغ بجھ جائیں گے اور تراویح ختم ہو جائے گی اور ہم

وقبوله واحسانه وعفوه وامتنانه وخلوده
فی دار امانه ويا ايها المطرود باصراره وطغيانه
وعدوانه وغفلته وخسرانه وتماديه وعصيانه
لقد عظمت مصيبتك بغضب الله وهوانه
فاين مقلتك الباكية واين دمعتك الجارية
واين زفرتك الرائحة الغادية لای يوم اخرت
توبتك ولأی عام ادخرت عدتك الى عام
قابل وحول حائل كلا فما اليك مدة الاعمار
ولا معرفة المقدار فكم من مؤمل امل بلوغه
فلم يبلغه وكم من مدرك له ولم يختمه
وكم من اعد طيبا لعيده جعل فی تلحيده
وثيابا للتزيينه صارت لتكفينه ومتاهبا
لفطره صار مرتهنا فی قبره وكم من لا يصوم
بعده سواه وهو يطمع فی غيره ان يراه
فاحمدوا الله عباد الله على بلوغ اختتامه
وسلوه قبول صيامه وقيامه وراقبوه بأداء
حقوقه واعتصموا بحبل الله وتوفيقه واعلموا
رحمكم الله انكم فارقتم شهرا عظيما متفضلا
كريما اين الصوّام القوّام الموافقون لكم فی
سالف الاعوام واين من كان معكم ايالی
شهر رمضان شاهدين وفی كل حق الله
معاملين من الآباء والامهات والاخوة
والاخوات والجيرة والقرابات اتاهم والله
هادم اللذات وقاطع الشهوات ومفرق
الجماعات فاخلى منهم المشاهد وعطل منهم

اپنی سابق عادت پر لوٹ جائیں گے اور عبادت کے مہینے سے جدا ہو جائیں
گے کاش ہمیں معلوم ہو جاتا کہ ہم میں سے کون اللہ کی نگاہ میں مقبول ہوا کہ ہم
اسے اسکے حسن اعمال پر مبارکبادیاں دیتے اور کون مردود ہوا کہ ہم اس کی
اسکے برے عملوں پر تعزیت کرتے اے خوش نصیب مقبول! اللہ کا ثواب
وصلہ اسکی رضا، رحمت اسکی قبولیت بخشش اس کا عفو و کرم، اس کا
انعام واکرام اور دار الامان میں اس کا عطا کردہ دوام تجھے مبارک ہو۔
اے بدنصیب ومردود! جو اپنے ظلم وزیادتی، طغیان وسرکشی، سہو و
غفلت، خسارہ ونقصان اور گناہوں پر اصرار وہٹ دھرمی سے بارگاہ
قدس سے ہٹا دیا گیا، اللہ کے قہر وغضب اور اس کی دی ہوئی ذلت وخواری
سے تیری مصیبت بڑی سنگین ہے، تیری رونے والی آنکھ کہاں ہے
اور تیرے بہنے والے آنسو کدھر ہیں؟ اور تیری صبح وشام کی آہیں اور دم
بدم کے نالے کہاں گئے؟ تو نے کس دن کے لئے اپنی توبہ اٹھا کر رکھ چھوڑی
ہے؟ اور کس سال کے لئے تو نے اپنا سامان تیار کر لیا ہے؟ کیا اگلے
سال کے لئے اور حائل شدہ سال کے لئے؟ ارے نادان تجھے اپنی عمر کی
کیا خبر؟ تجھے کیا معلوم کہ تیری موت کب آئیگی؟ بہت سے زیادہ عمر
کے امیدوار متوقع عمر نہ پا سکے، بہت سے لوگوں نے سال رواں طے کیا
مگر اسے پورا نہ کر سکے کہ موت نے آکر سفر کاٹ دیا بہت سے لوگوں نے
عید کے لئے خوشبو خریدی مگر وہ ان کے کفن میں لگی، بہت سے
شوقینوں نے عید کے لئے کپڑے بنائے مگر وہ ان کے کفن میں کام
آئے بہت سے روزہ کھولنے کے لئے تیار بیٹھے تھے کہ روزہ کھلنے سے
پہلے لحد میں جا اترے بہت سے لوگ رمضان کے علاوہ روزہ نہیں
رکھتے اور یہ جذبہ دل میں دبائے رہتے ہیں کہ آئندہ پھر اسی مہینہ میں
روزے رکھیں گے مگر یہ ارمان دل کے دل ہی میں لے جاتے ہیں لہٰذا
اے اللہ کے بندو اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم کو خیر وعافیت کے
ساتھ اس مہینہ کے اختتام تک پہنچا دیا اور اللہ سے دعا کرو کہ وہ تمہارے

المساجد تراهم فی بطون الالحاد صرعی لایجدون لما هم فیه دفعا ولا یملکون لانفسهم ضرا ولا نفعا ینتظرون یوما الامم فیه الی ربهم تدعی والخلائق تحشر الی الموقف وتسعی والفرائص ترتعد من هول ذلك الیوم جمعا والقلوب تتصدع من الحساب صدعا ونفخ فی الصور فجمعناهم جمعا عباد الله من کان منع نفسه من الحرام فی شهر رمضان فلیمنعها فیما بعده من الشهور والاعوام فان اله الشهرین واحد وهو علی الزمانین مطلع شاهد جزانا الله وایاکم علی فراق شهر البرکة واجزل اقسامنا واقسامکم من رحمته المشترکة وبارك لنا ولکم فی بقیته وسلك بنا وبکم طریق هدایته برحمته وفضله ومنته اللهم وما قسمت فی هذه اللیلة من عتق وغفران ورحمة ورضوان وعفو وامتنان وکرم واحسان ونجاة من النیران وخلود فی نعیم الجنان فاجعل لنا منه اوفر الحظ واجزل الاقسام برحمتك یا ارحم الراحمین اللهم فکما بلغتنا شهر الصیام فاجعل عامه علینا من ابرك الاعوام وایامه من اسعد الایام وتقبل منا ما قدمناه فیه من الصیام والقیام واغفر لنا ما اقترفنا فیه من الآثام وخلصنا من مظالم الانام یوم لا یرجی فیه سواك یا علام یا ارحم الراحمین اللهم

روزوں کو اور شب بیداریوں کو قبول فرمالے اور اللہ کے حقوق ادا کرنے کے لئے چاق وچوبند رہو اور اللہ کی رسی کو اور اس کی توفیق کو مضبوط لپٹے رہو دیکھو! تم پر اللہ کا رحم وکرم ہو، تم ایک عظیم، بزرگ اور فضیلت والے مہینہ سے جدا ہوئے ہو دیکھتے نہیں گزشتہ سال تمہارے ساتھ جن لوگوں نے روزے رکھے تھے وہ کہاں گئے؟ اور وہ کہاں ہیں جو پچھلے رمضان میں تمہارے ساتھ تراویح پڑھا کرتے تھے اور بڑے شوق سے راتوں میں عبادت کیا کرتے تھے اور اللہ کے تمام حقوق پر عمل پیرا ہا کرتے تھے؟ تمہارے والدین، بھائی، بہنیں، ہمسائے، اقارب واحباب کہاں ہیں؟ اللہ کی قسم ان کے پاس لذتوں کو گرا دینے والی، خواہشات کو کاٹنے والی اور جماعتوں کو پراگندہ کرنے والی نے آکر ان کا گلا گھونٹ دیا آج ان کی بیٹھکیں اور مسجدیں سنسان واجاڑ ہیں اور وہ قبروں میں چار دن ہاتھ پیر پھیلا... ابدی نیند سو رہے ہیں آج وہ کیڑوں مکوڑوں کو دفع کرنے پر قادر نہیں اور خود کو نفع یا نقصان پہنچانے سے عاجز ہیں اور اس دن کے منتظر ہیں جس دن تمام قوموں کو ان کے رب کی طرف بلایا جائے گا اور مخلوق موقف میں جمع کی جائیگی اور سب رواں دواں پھر رہے ہوں گے اور اس دن کے ہولوں سے لوگوں کے کندھے کانپ رہے ہوں گے اور حساب کے خوف سے لوگوں کے کلیجے پھٹے جا رہے ہوں گے اور صور پھونکا جائے گا پھر ہم سب کو ایک میدان میں جمع کر دیں گے۔

اے اللہ کے بندو جس نے ماہ رمضان میں حرام سے بچنے کی عادت پیدا کی ہے وہ عمر کے باقی مہینوں اور سالوں میں بھی حرام سے بچتا رہے کیونکہ دونوں قسموں کے مہینوں کا معبود ایک ہے اور وہ ہر وقت وہر لحہ حاضر وناظر ہے حق تعالیٰ ہم تم کو اس برکت والے مہینہ کی جدائی اجر جزیل عطا فرمائے اور اپنی ہمہ گیر مہربانی سے ہمارے اور تمہارے حصوں کو عظیم ووافر بنا دے اور باقی دنوں میں ہم کو اور تم کو برکت دے اور

انا قد تولینا صیام شہرنا و قیامہ علی تقصیر
وادینا فیہ من حقک قلیلا من کثیر وقد
انخنا ببابک سائلین ولمعروفک طالبین فلا
تردنا خائبین ولا من رحمتک آیسین فنحن
الفقراء الیک الاسری بین یدیک الیک توجہنا
ولمعروفک تعرضنا ولبابک قرعنا ومن رحمتک
سألنا فارحم خشوعنا واجبر قلوبنا واستر
عیوبنا واغفر ذنوبنا واقر فی القیامۃ عیوننا
ولا تصرف وجہک الکریم عنا واجعل عملنا
مقبولا وسعینا مشکورا وحظنا فی ھذہ
اللیلۃ موفورا اللھم ان کان فی سابق
علمک ان تجمعنا فی مثلہ فبارک لنا فیہ وان
قضیت بقطع آجالنا وما یحول بیننا وبینہ
فاحسن الخلافۃ علی باقینا واوسع الرحمۃ
علی ماضینا وعمنا جمیعا برحمتک وغفرانک
واجعل الموعد بحبوح جنتک ورضوانک
مع الذین انعمت علیھم من النبیین والصدیقین
والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا
برحمتک یا ارحم الراحمین اللھم واھل
القبور رھائن ذنوب لا یطلقون واساری
وحشۃ لا یفکون وغرباء سفر لا ینتظرون
تحت دارسات الثری محاسن وجوھھم و
جاروتنھم اھوام فی ملاحد قبورھم
فھم جمود لا یتکلمون وجیران قرب لا
یتزاورون وسکان لحد الی الحشر لا یظعنون

اپنی مہربانی، عنایت، نوازش اور فضل وکرم سے ہم سب کو راہ ہدایت
پہ چلاتا رہے۔ آمین ثم آمین۔
اے اللہ اس رات میں تونے ہماری قسمت میں جو برأت و مغفرت
رضاؤ رحمت، عفو وکرم، انعامات و احسانات، آگوں سے نجات
اور نعمتوں والی جنت کی بہاریں لکھی ہیں توان میں ہمارا حصہ بھرپور
فرما اور اے ارحم الراحمین اپنی مہربانی سے ہمیں عظیم حصہ عطا فرما
آمین، اے اللہ جیسے تونے ہمیں روزوں کے مہینہ تک پہنچایا تو
یہ سال بھی ہمارے لئے سب سالوں سے زیادہ برکت والا بنا اور
اس سال کے دن تمام سالوں کے دنوں سے زیادہ سعد بنا آمین
اور ہمارے روزوں کو اور راتوں کی عبادتوں کو قبول فرما اور ہم سے
جو گناہ سرزد ہو گئے ہیں انہیں بخشدے اور اس دن کے لئے ہمیں لوگوں
کے حقوق سے بری فرما جس دن اے ارحم الراحمین اور اے علام
الغیوب تیرے سوا کسی اور سے امید نہ باندھی جاسکے گی اے اللہ
ہم نے اس ماہ مبارک کے روزے اور رات کی عبادتیں کوتاہیوں
کے ساتھ انجام دیں اور ہم نے تیرے بہت سے حق میں سے تھوڑا
سا حق ادا کیا اور ہم تیرے دروازے پہ فقیر بن کر کھڑے ہوئے
اور تیری بخشش کو مانگتے رہے اے اللہ ہمیں محروم نہ لوٹا اور نہ اپنی
رحمت سے ناامید بنا ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے
سامنے قیدیوں کی طرح پڑے ہوئے تیری طرف متوجہ ہیں اور تیرے
حسن سلوک کی آس لگائے ہوئے ہیں اور تیرا در کھٹکھٹا رہے ہیں۔
اور تیری رحمت کا سوال کر رہے ہیں لہٰذا ہماری انکساری پر رحم فرما
ہمارے شکستہ دل جوڑ دے، ہمارے عیبوں پر پردہ ڈال دے
ہمارے گناہ معاف فرما، قیامت کے دن ہماری آنکھیں ٹھنڈی
فرما، اپنا معزز چہرہ ہم سے نہ پھیر، ہمارے عمل قبول فرما ہماری
کوششوں کی قدر کر اور ہمیں اس رات میں بھرپور اجر دے۔

وفیھم محسنون ومسیئون ومقصرون ومجتھدون
اللھم فمن کان منھم مسرورا فزدہ کرامۃ
وحبورا ومن کان منھم ملھوفا فبدل حزنہ
فرحا وسرورا اللھم وتعطف علی کافۃ اموات
المسلمین الراحلین والمقیمین المستسلین برحمتک
یا ارحم الراحمین اللھم اجعل قبورھم مفایض
صلواتک ومقار ھباتک وطرق احسانک ومجاری
عفوک وغفرانک حتی یکونوا الی بطون الالحاد
مطمئنین وبجودک وکرمک واثقین والی اعلی
درجاتک سابقین واخصص بذلک الآباء
والبنین والاخوۃ والاقربین قبل ان یشتمل
الھدم علی البناء والکدر علی الصفاء وینقطع
من الحیاۃ حبل الرجاء وتغییر المنازل تحت
اطباق الثری وقبل ان یصیر الریح ویلا والقطر
سیلا والصبح لیلا ویسحب الموت علی اھل
السموات والارض ذیلا وقبل ان یقول الشیخ
الکبیر واشیباہ ویقول الکھل الخطیر و
اخجلتاہ ویقول المذنب المسیء واخیبتاہ
ویقول الحدث الصغیر واحسرتاہ وانجلوا
منہ واشفقوا وغشیتھم من الندامۃ
وختم علی افواھھم فلم ینطقوا ووقفوا علی
عمل نکس الرءوس فاطرقوا وعاینوا من
الأھوال ماودوا معہ انھم لم یخلقوا
اللھم یا سائق القوت ویا سامع الصوت و
یا کاسی العظام بعد الموت صل علی محمد

اے اللہ اگر تیرے سابق علم میں یہ بات ہے کہ تو پھر ہمیں اس جیسے
مہینہ میں جمع فرمائے گا تو اس میں ہمیں برکت دے اور اگر تیرا فیصلہ
ہماری عمروں کے کاٹنے کا ہے اور اس چیز کا ہے جو ہم میں اور اس ماہ
میں حائل ہو جانیوالا ہے تو ہمارے باقی ایام میں حسن نیابت سے پیش
آ اور ہمارے ماضی میں اپنی وسیع رحمت عطا فرما اور ہم سب پر اپنی
رحمت و بخشش عام فرما اور اے ارحم الراحمین ہمیں اپنی مہربانی
سے وسط جنت و رضا میں ہمیں ان لوگوں کے ساتھ بسا جن پر تیرا
انعام ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صلحاء کے ساتھ کیونکہ یہ
بہترین رفقاء ہیں یا اللہ قبر والے اپنے گناہوں میں مقید ہیں جن کی
رہائی ممکن نہیں اور وحشت کے اسیر ہیں جو چھوٹ نہیں سکتے اور سفر میں
غریب الوطن ہیں جن کا کوئی منتظر نہیں مٹی کے کھنڈرات نے ان کے
چہروں کی خوبصورتی مٹادی ان کی قبروں کے غاروں میں کیڑے مکوڑے
ان کے مجاور ہیں اسلئے وہ منجمد ہیں بولتے نہیں اور قریب کے پڑوسی
ہیں لیکن ایک دوسرے کی زیارت نہیں کرتے اور حشر تک لحدوں
میں بسے ہوئے ہیں اور حرکت نہیں کرتے ان میں اچھے بھی ہیں اور
برے بھی سست و کوتاہی کرنیوالے بھی ہیں اور سرگرم عمل بھی
اے اللہ ان میں جو خوش و خرم ہو اس کی خوشی اور خوبصورتی میں
اضافہ فرما اور جو متحیر و ششدر ہو اس کا غم خوشی سے بدل اے
ارحم الراحمین اپنی رحمت سے تمام مسلمان مردوں پر جو مسافر بھی
ہیں اور مقیم بھی اور سر تسلیم خم کئے ہیں اپنی رحمت نازل فرما یا اللہ
انکی قبریں اپنی رحمتوں کی آماجگاہ اپنے تحائف کی قرارگاہ اپنے
احسان و کرم کی راہگذار اور اپنی بخشش و معافی کی گزرگاہ بنا
حتیٰ کہ وہ اپنی لحدوں کے گوشوں میں مطمئن ہوں، تیرے جود و کرم پر
بھروسہ رکھیں اور بلند ترین درجات تک چڑھنے والے ہوں اور یہی
نعمتیں ان کے باپوں کو، بیٹوں کو، بھائیوں کو، بہنوں کو اور دیگر احباب

وعلی آل محمد ولا تدع لنا فی ہذہ اللیلۃ
المبارکۃ الشریفۃ ذنبا الا غفرتہ ولا ہما
الا فرجتہ ولا کربا الا کشفتہ ولا مبتلی الا
عافیتہ ولا ذا اساءۃ الا نقلتہ ولا حقا الا
استخلصتہ ولا غائبا الا رددتہ ولا عاصیا
الا قطعتہ ولا میتا الا رحمتہ ولا حاجۃ من
حوائج الدنیا والآخرۃ لک فیہا رضا ولنا فیہا
صلاح الا اعنتنا علی قضائہا بتیسیر و
عافیۃ مع المغفرۃ برحمتک یا ارحم الراحمین
اغفرلنا ذنوبنا ولآبائنا وامہاتنا واخواننا
واخواتنا وذریاتنا وقراباتنا واصدقائنا
ومعلمینا ومن قرأنا علیہ وقرأ علینا وتعلمنا
منہ وتعلم منا ومن سألنا الدعاء وسألناہ
الدعاء ومن احببنا فیک ومن تولانا فیک و
من تولیناہ فیک ومن کان منہم حیا و
من کان منہم میتا برحمتک یا ارحم
الراحمین اللہم یا عالم الخفیات ویا دافع
البلیات ویا مجیب الدعوات ویا کاشف
الکربات صل علی محمد افضل البریات
وانفعنا بما صرفت فی کتابک من الآیات
وکفر عنا بتلاوتہ السیئات وارفع لنا بصیام
شہر رمضان وقیامہ عندک الدرجات
برحمتک یا عالم الخفیات صل علی محمد و
علی آل محمد واغفر بالقرآن خطایانا و
حط بہ عنا سیئاتنا واشف بہ مرضانا وارحم

واقارب کو عطا فرما قبل اس کے کہ عمارت پر انہدام چھا جائے
صاف پانی گدلا ہو، زندگی سے امید کی رسی ٹوٹے، زمین کی تہوں میں
آرام گاہیں بنیں اور اس سے پہلے کہ رحمت زحمت قطرہ سیلاب، اور
دن رات بنے اور موت آسمان و زمین والوں پر اپنا دامن گھسیٹے اور قبل
اس کے کہ بوڑھا پھوس کہے ہائے بڑھاپا اور معمر ادھیڑ کہے ہائے
پشیمانی اور مجرم و بدکار کہے ہائے نامرادی اور ہوشیار و نوخیز بچہ کہے
ہائے افسوس اور اپنے اپنے اعمال پر پشیمان ہوں اور کف افسوس
ملیں اور خوف زدہ ہوں اور ان پر ندامت چھا جائے اور ان کے
مونہوں پر مہر لگ جائے اور بول نہ سکیں اور انہیں ایسے شرمناک
عملوں کی خبر دی جائے جو ان کے سر جھکا دیں اور وہ نیچی نگاہیں کر
لیں اور ایسے ایسے ہول معائنہ کریں کہ ان کی موجودگی میں تمنا کریں
کہ کاش وہ پیدا ہی نہ ہوئے ہوتے اے اللہ، اے موت سے
سبقت کرنیوالے، اے آوازوں کو سننے والے اور اے موت کے
بعد ہڈیوں پر گوشت چڑھانیوالے محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج اور
اس مبارک و شریف رات میں بخشے بغیر ہمارا کوئی گناہ نہ چھوڑ،
دور کئے بغیر کوئی پریشانی نہ چھوڑ، ہٹائے بغیر کوئی بے چینی نہ چھوڑ
یا اللہ ہمارے ہر مبتلا کو عافیت دے بدکار کو بدکاری سے
باز رکھ اور اسکی نیکی سے بدل دے، حقدار کو اس کا حق دلوا، غائب
کو واپس لا، گنہ گار کو گناہوں سے روک دے، مُردوں پر رحم فرما۔
اور ہماری دنیوی اور اخروی ہر جائز حاجت کو جسمیں تیری رضا
اور ہماری صلاح ہو آسانی، عافیت اور مغفرت کے ساتھ پوری فرما۔
اے ارحم الراحمین اپنی مہربانی سے ہمارے گناہ ہمارے ماں
باپوں کے، بھائی بہنوں کے، اولاد و شاگردوں کے، احباب و اقارب
کے، شیوخ و اساتذہ کے دعاؤں کی درخواست کرنیوالوں اور
کئے جانیوالوں کے دینی بھائیوں اور بہنوں کے اور زندوں اور مُردوں کے

به موتانا واصلح به امور ديننا ودنيانا واحطط
به عنا ثقل الاوزار وهب لنا حسن شمائل
الابرار واغفر لنا الزلل والعثار وطهر لنا القلوب
والاسرار وطيب لنا به الاذكار وصف لنا
به الافكار وارخص لنا الاسعار واصرف
عنا شر الاشرار وكيد الفجار واحينا على
حب الصحابة الاخيار واجمع بيننا وبينهم
فى دار القرار واجعلنا من عتقائك من النار
وآتنا فى الدنيا حسنة وفى الاخرة حسنة
وقنا عذاب النار الحمد لله على سوابغ
نعمائه وصلواته على محمد خاتم انبيائه
وعلى آله وعلى اصحابه وازواجه وسلم
تسليما كثيرا۔

سب کے گناہ بخش دے۔

اے اللہ اے پوشیدگیوں کو جاننے والے، اے مصائب کو ہٹانے والے، اے دعاؤں کو قبول کرنیوالے اور اے بیقراریوں کو دُور کرنیوالے محمد (صلعم) پر جو تمام مخلوق سے افضل ہیں درود بھیج اور ہمیں قرآن حکیم کی آیتوں سے جو تونے قرآن میں بیان کیں فائدہ پہنچا اور قرآن پاک کی تلاوت سے ہماری برائیاں مٹا اور رمضان کے صیام و قیام سے اپنے پاس ہمارے درجے بلند فرما۔ اے پوشیدگیوں کو جاننے والے اپنی مہربانی سے محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج اور قرآن سے ہمارے گناہ معاف فرما اور اس کی برکت سے ہمیں بڑے بڑے عطیات دے، اس کی برکت سے ہمارے بیماروں کو شفا دے، ہمارے مردوں پر رحم فرما اور ہمارے دینی اور دنیاوی کاموں کی اصلاح فرما اور اس کی برکت سے ہمیں گناہوں کے بوجھ سے سبکدوش فرما اور ہمیں پارساؤں کے حسن اخلاق سے آراستہ فرما، ہمارے گناہ اور لغزشیں معاف فرما اور ہمارے دلوں کو اور دلوں کے کھٹکوں کو پاک فرما اور قرآن کی بدولت ہمارے ذکروں کی تطہیر فرما اور ہمارے خیالات مجلّا فرما اور ہمارے لئے نرخ ارزاں کر اور غنڈوں کی برائی اور بدکاروں کی شرارت ہم سے ہٹا اور ہمیں صحابہ کرام کی (جو منتخب مسلمان تھے) محبت پر زندہ رکھ اور ہمیں ان کے ساتھ دارالقرار میں جمع فرما اور ہمیں ان میں شامل فرما جن کو تونے جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیا ہے۔ اے ہمارے رب ہمیں دنیا اور آخرت میں سرخرو فرما اور ہمیں جہنم کی آگ سے بچا اللہ ہی کے لئے اس کی کمل نعمتوں پر تعریفیں ہیں اور محمد صلعم پر جو خاتم الانبیاء ہیں اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں اور آپ کی اولاد و اصحاب پر اور ازواج مطہرات پر بھی اور ان سب پر اللہ کی بہت بہت سلامتیاں ہوں، آمین ثم آمین۔

بیسواں باب

آداب المريدين من الفقراء الصادقين
سالكى طريق الصوفية الذين صفوا عن

مُریدوں کے آداب یعنی ان سچے فقراء کے آداب جو ان صوفیائے کرام کی راہ پر گامزن ہیں جو گمراہ کن خواہشات سے

الاهوية المضلة وامسكوا عن الاخلاق
الردية فادخلوا فی زمرة الابدال واهل
الولاية واتصفوا بالعينية علی وجه الاختصار
والاقلال خشية السآمة والملال۔

فصل: (فی الارادة والمريد والمراد)

اما الارادة: فترك ماجرت عليه العادة
وتحقيقها نهوض القلب فی طلب الحق سبحانه
وترك ماسواه فاذا ترك العبد العادة
التی هی حظوظ الدنيا والاخری فتجرد
حينئذ ارادته فالارادة مقدمة علی كل
امر ثم يعقبها القصد ثم الفعل فهی بدء
طريق كل سالك واسم اول منزلة كل قاصد
قال الله عزوجل لنبيه صلی الله عليه وسلم
ولا تطرد الذين يدعون ربهم بالغداة
والعشی يريدون وجهه فنهی نبيه صلی الله
عليه وسلم عن طردهم وابعادهم وقال تعالی
فی آية اخری واصبر نفسك مع الذين يدعون
ربهم بالغداة والعشی يريدون وجهه
ولا تعد عيناك عنهم تريد زينة الحياة
الدنيا فامره صلی الله عليه وسلم بالصبر
معهم وملازمتهم وتصبير النفس فی
صحبتهم ووصفهم بانهم يريدون
ثم قال ولا تعد عيناك عنهم تريد زينة
الحياة الدنيا فبان بذلك ان حقيقة الارادة
ارادة وجه الله فحسب ذلك زينة الحياة

اور اخلاق رذیلہ سے پاک ہیں اور ابدال و اولیاء کے زمرے
میں داخل ہو گئے ہیں اور انبیائے کرام کی لائی ہوئی توحید سے
آراستہ ہیں۔ اس عنوان کا بیان مختصر کیا جائے گا تاکہ قارئین
کرام اکتا نہ جائیں۔

ارادہ، مُرید، مراد

★

ارادہ عادت کو چھوڑ دینے کا نام ارادہ ہے۔ ارادہ کا مفہوم
یہ ہے کہ حق تعالیٰ سبحانہ کی تلاش و جستجو کا جذبہ دل میں مضبوطی
سے کارفرما ہے اور ماسوی سے قطع نظر کر لی جائے پھر جب
انسان عادت کو جو دنیوی اور اخروی لذتوں کا نام ہے چھوڑ دے تو
اب اس کا ارادہ مجرد ہو گیا یعنی اس میں خلوص پیدا ہو گیا لہٰذا ہر کام سے
پہلے ارادہ مقدم ہے پھر اس کے قصد پیدا ہوتا ہے اور قصد کے بعد
فعل کا درجہ آتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ ارادہ ہر سالک کی
راہ کا نقطۂ آغاز ہے اور ہر قاصد کے مرتبے کا آغاز کا نام ہے۔ حق تعالیٰ
شانہ اپنے محبوب نبی صلعم سے فرماتا ہے اے نبی آپ انہیں اپنے
پاس سے نہ ہٹائیں جو صبح و شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور
اس کی رضا چاہتے ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لاڈلے نبی
کو اس قسم کے لوگوں کو ہٹانے سے منع فرما دیا۔ دوسری آیت میں
حق تعالیٰ فرماتا ہے آپ اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ روک کر رکھیں
جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور رب کی رضا چاہتے ہیں
خبردار آپ کی آنکھیں ان سے آگے نہ بڑھیں کہ آپ دنیوی زندگی کی
زینت چاہیں۔ اس آیت میں رحمت عالم صلعم کو حکم ہے کہ اس قسم
کے لوگوں کو صبر کے ساتھ چمٹے رہیں اور ان کی صحبت میں نفس کو
صبر دلاتے رہیں ان لوگوں کی یہ نشانی بیان کی کہ وہ اللہ کی رضا کا
ارادہ رکھتے ہیں پھر فرمایا کہ آپ کی نگاہیں ان سے آگے نہ بڑھیں

الدنیا والاخری فاما المرید والمراد فالمرید
من کانت فیه هذه الجملة واتصف بهذه
الصفة فهو ابدا مقبل علی الله عز وجل وطاعته
مول عن غیره واجابته بیسمع من ربه عز وجل
وطاعته مول من غیره واجابته بیسمع من
ربه عز وجل فیعمل بما فی الکتاب والسنة
ویصم عما سوی ذلك ویبصر بنور الله عز وجل
فلا یری الا فعله فیه وفی غیره من سائر الخلائق
ویعمی عن غیره فلا یری فاعلا علی الحقیقة
غیره عز وجل بل یری آلة وسببا محرکا مدبرا
مسخرا قال النبی صلی الله علیه وسلم حبك
الشیء یعمی ویصم ای یعمیك عن غیر محبوبك
ویصمك عنه لاشتغالك بمحبوبك فما احب
حتی اراد وما اراد حتی تجردت ارادته وما
تجردت ارادته حتی قذفت فی قلبه جمرة
الخشیة فاحرقت کل ما هنالك قال الله
عز وجل ان الملوك اذا دخلوا قریة افسدوها
وجعلوا اعزة اهلها اذلة کما قیل انها
لوعة تهون کل روعة فنومه غلبة واکله
فاقة وکلامه ضرورة بنصح نفسه ابدا
فلا یجیبها الی محبوبها ولذاتها وینصح عباد
الله ویأنس بالخلوة مع الله ویصبر عن معاصی
الله تعالی ویرضی بقضاء الله ویختار امر الله
ویستحی من نظر الله ویبذل مجهوده فی محاب
الله تعالی ویتعرض ابدا لکل سبب یوصله

کہ آپ دنیوی زندگی کی زینت کا ارادہ کر بیٹھیں ان آیتوں سے صاف
ظاہر ہے کہ ارادے کی حقیقت صرف اللہ کی رضا کی طلب اور دنیوی
اور اخروی لذتوں سے قطع نظر کر لینا ہے۔

مُرید | مرید وہ ہے جس میں صفت ارادہ پائی جائے اور ارادہ سے
متصف ہو لہٰذا مرید ہمیشہ حق تعالیٰ جل مجدہٗ کی طرف اور اس کی
فرمانبرداری کی طرف متوجہ رہتا ہے اور غیر اللہ سے اور غیر اللہ کی
پکار پر لبیک کہنے سے پیٹھ پھیر لیتا ہے مرید اپنے رب کی بات سنتا ہے
اور کتاب وسنت پر سرگرم عمل رہتا ہے اور کتاب وسنت کے ماسویٰ
سے بہرا بن جاتا ہے اور حق تعالیٰ عز شانہ کے نور سے دیکھتا ہے وہ
تو نہ صرف اپنے اندر بلکہ تمام مخلوق میں اللہ کے قانون پر عمل ہی
دیکھتا ہے اسکے سوا دوسری چیزوں کو دیکھنے سے اندھا ہو جاتا ہے

؎ شل بود دستے کہ دامنگیر آں یارے نہ شد
کور بہ چشمے کہ لذت گیر دلدارے نہ شد

لہٰذا وہ حقیقت میں فاعل اللہ ہی کو سمجھتا ہے غیر اللہ کو نہیں بلکہ
غیر کو آلہ، سبب، محرک، مدبر اور مسخر سمجھتا ہے رحمت عالم صلعم
نے فرمایا کہ کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے یعنی کسی چیز کی
محبت تجھے غیر محبوب سے اندھا اور بہرہ بنا دیتی ہے کیونکہ اپنے
محبوب میں مشغول رہتا ہے بھلا محبت میں اتنی کہاں فرصت کہ کسی
کی طرف دیکھا جائے یا کسی کی باتیں سُنی جائیں لہٰذا محبوب سے محبت
نہیں کرتا جب تک ارادہ نہیں کر لیتا اور ارادہ نہیں کرتا جب تک
ارادہ کو خالص نہیں کر لیتا اور ارادے میں خلوص نہیں پیدا ہوتا
جب تک اللہ کے خوف کی چنگاری دل میں نہ ڈالی جائے پھر جب
یہ چنگاری سلگ کر بھڑک اٹھتی ہے تو ماسویٰ کو جلا دیتی ہے اور
محبوب ہی کی یاد دل پر چھا جاتی ہے ؎ یہ پائی سزا عمر بھر خطا کے لئے
کسی کی یاد نے بدلے ستا ستا کے لئے ÷ فرمایا: سلاطین جب کسی

الی عزوجل ویقنع بالخمول والاختفاء فلا یختار
حمد عباد الله ویتحبب الی ربه بکثرة
النوافل مخلصا لله حتی یصل الی الله عزوجل
ویحصل فی زمرة احباب الله تعالی ومریدیة
فحینئذ یسمی مرادا فتحط عنه اثقال سالکی
طریق الله ویغسل بماء رحمة الله ورأفته
ولطفه فیبنی له بیت فی جوار الله وتخلع علیه
انواع الخلع وهی المعرفة بالله والانس به
والسکون والطمأنینة الیه وینطق بحکمة
الله واسرار الله بعد الاذن الصریح بل بالخبر
عن الله عزوجل ویلقب بالقاب یتمیز بها
بین احباب الله تعالیٰ فیدخل فی خواص الله
ویسمی باسماء لا یعلمها الا الله ویطلع علی
اسرار تخصه فلا یبوح بها عند غیر الله عزو
جل فیسمع من الله ویبصر بالله وینطق بالله
ویبطش بقوة الله ویسعی فی طاعة الله و
یسکن الی الله وینام مع طاعة الله وذکر
الله فی کلاءة الله وحرز الله فیکون من
امناء الله وشهدائه واوتاد ارضه و
منجی عباده وبلاده واحبائه واخلائه
قال النبی صلی الله علیه وسلم حاکیا عن الله
تعالیٰ لا یزال عبدی المومن یتقرب الی
بالنوافل حتی احبه فاذا احببته کنت سمعه
وبصره ولسانه ویده ورجله وفؤاده فبی
یسمع وبی یبصر وبی ینطق وبی یعقل وبی یبطش

قریہ میں داخل ہوتے ہیں تو اسے بگاڑ دیتے ہیں اور اس کے معززین
کو ذلیل کر دیتے ہیں کہا جاتا ہے کہ محبت ایک ایسی سوزش ہے جو ہر
خوف و گھبراہٹ کو آسان کر دیتی ہے، محب نیند کے غلبہ کے وقت
قدرے آنکھ جھپکاتا ہے وہ بقدر سد رمق ہی کھاتا پیتا ہے اور بقدر
ضرورت ہی بولتا ہے محب ہمیشہ اپنے نفس کو سمجھاتا ہے اور اپنے
محبوب ہی کے لئے زندہ رہتا ہے اور محبوب ہی کی دیدار کی لذتوں
کا اسے شوق دلاتا رہتا ہے اور اللہ کے بندوں کا خیر خواہ رہتا
ہے اور خلوت میں جا کر اپنے حقیقی محبوب کے ذکر میں ڈوب جاتا
اسی میں اسے بے پناہ لذت آتی ہے اور گناہوں سے صبر کرتا ہے
اور باز رہتا ہے اور قضاء و قدر پر راضی رہتا ہے اور اللہ کے
حکم پسند کرتا ہے اور اللہ کی نگاہ سے شرماتا رہتا ہے اور
حق تعالیٰ کی محبت میں مقدور بھر دوڑ دھوپ کرتا رہتا ہے
اور ہمیشہ اس عمل کی طرف لپک کر جاتا ہے جو اسے اللہ تک پہنچا
دے اور گمنامی اور عدم شہرت پر قناعت کرتا ہے اور یہ نہیں
پسند کرتا کہ لوگ میری تعریف کریں اسے اپنے پروردگار سے
والہانہ محبت ہوتی ہے اور خلوص سے نوافل کثرت سے انجام
دے کر اپنے محبوب کا قرب ڈھونڈھتا رہتا ہے آخر کار اللہ
تک پہنچ جاتا ہے اور اولیاء اللہ کی فہرست میں اور اس کے
مرادوں میں اس کا نام لکھ لیا جاتا ہے اب یہی مرید مراد کے
نام سے پکارا جاتا ہے اب اس سے سالکین راہ حق کے بوجھ ہٹا
دیئے جاتے ہیں اور اللہ کی مہربانی، نوازش اور لطف و کرم کے
پانی سے اسے نہلا دیا جاتا ہے اور اس کے لئے اللہ کے پڑوس میں
ایک گھر بنا دیا جاتا ہے اور اسے گوناگوں خلعتوں سے نوازا جاتا
ہے یعنی معرفت، انسیت، سکون، اطمینان، دلجمعی وغیرہ سے اور
وہ اللہ کی حکمتوں اور اسرار سے اللہ کے صریح حکم سے بلکہ اس کے

الحدیث فھذا عبد حمل عقلہ العقل الاکبر وسکنت حرکاتہ الشھوانیۃ لقبضۃ الحق عزوجل فصار قلبہ خزانۃ اللہ عزوجل فھذا ھو مراد اللہ تعالیٰ ان اردت ان تعرفہ یا عبد اللہ وقد قال من تقدم من عباد اللہ تعالیٰ ان المرید والمراد واحد اذ لو لم یکن مراد اللہ عزوجل بان یریدہ لم یکن مریدا ولا یکان الا ما اراد لانہ اذا ارادہ الحق بالخصوصیۃ وفقہ بالارادۃ وقال آخرون المرید المبتدیء والمراد المنتھی المرید الذی نصب بعین التعب و القی فی مقاساۃ المشاق والمراد الذی لقی الامر من غیر مشقۃ المرید متعب والمراد مرفوق بہ مرفہ فالاغلب فی حق القاصدین المبتدئین فی سنۃ اللہ تعالیٰ ماقد تم و جری من توفیق اللہ تعالیٰ للمجاھدات ثم ایصالھم الیہ وحط الاثقال عنھم والتخفیف عنھم فی کثیر من النوافل و ترک الشھوات والاقتصار علی القیام بالفرائض والسنن من جمیع العبادات وحفظ القلوب ومحافظۃ الحدود والمقام والانقطاع عما سوی الحق عزوجل بالقلوب فیکون ظواھرھم مع خلق اللہ تعالیٰ وبواطنھم مع اللہ عزوجل السنتھم بحکم اللہ وقلوبھم بعلم اللہ فالسنتھم لنفع عباد اللہ واسرارھم

علم سے گفتگو کرتا ہے اور ایسے القاب سے پکارا جاتا ہے جن سے وہ اولیاء اللہ کے درمیان ممتاز ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے خواص میں شامل ہو جاتا ہے اور اس کے ایسے نام رکھ دئے جاتے ہیں جن کو اللہ ہی جانتا ہے اور مخصوص اسرار سے آگاہ ہو جاتا ہے جن کو وہ کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتا اب وہ اللہ ہی سے سنتا ہے اللہ ہی کی نگاہ سے دیکھتا ہے اللہ ہی کی زبان پر بولتا ہے اللہ ہی کی قوت سے پکڑتا ہے اللہ ہی کی اطاعت میں لپکتا ہے اللہ ہی کی طرف سکون پاتا ہے اور اللہ ہی کا ذکر کرتے کرتے اللہ کی حفاظت وحراست میں سو جاتا ہے اور وہ اللہ کا امین، شہید، روئے زمین پر اس کا وتد اور دنیا میں اس کا کوتوال اور اللہ کا محبوب وخلیل بن جاتا ہے نبی اکرم صلعم نے حق تعالیٰ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا مومن بندہ برابر نوافل کے ذریعہ میرا قرب ڈھونڈھتا رہتا ہے حتیٰ کہ مجھے اس سے محبت ہو جاتی ہے پھر جب میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کا کان، آنکھ، زبان، ہاتھ پیر اور دل بن جاتا ہوں اب وہ میرے ساتھ سنتا ہے، میرے ساتھ دیکھتا ہے، میرے ساتھ بولتا ہے، میرے ساتھ سمجھتا ہے اور میرے ساتھ پکڑتا ہے (الخ) لہٰذا اس بندے کی عقل کو عقل اکبر نے اٹھا لیا ہے اور حق تعالیٰ شانہ کے قبضہ میں آنے کی وجہ سے اس کی شہوانی حرکات سرد پڑ گئی ہیں اور اس کا دل حق تعالیٰ عز شانہ کا خزانہ بن گیا ہے اب یہ شخص اللہ تعالیٰ کی مراد ہے اگر کوئی مراد کی حقیقت کو پہچاننا چاہے تو یہی ہے۔ قدماء میں سے کسی اللہ کے بندے نے کہا ہے کہ مرید اور مراد ایک ہی ہیں کیونکہ اگر حق تعالےٰ شانہ کی یہ مراد نہ ہوتی کہ مرید کو چاہے تو مرید مرید نہ ہوتا کیونکہ یہ طلب حق کی مرضی کے بغیر ناممکن ہے لہٰذا جب حق تعالیٰ خاص طور سے کسی کو چاہتا ہے تو اسے ارادہ کی توفیق بخشدیتا ہے، دوسرے علماء کہتے ہیں کہ

لحفظ ودائع اللہ فعلیھم سلام اللہ وتحیاتہ
وبرکاتہ ورحمتہ وتحیتہ مادامت ارضہ
وسماؤہ وقام العباد بطاعتہ وحقہ وحفظ
حدودہ وسئل الجنید رحمہ اللہ عن المرید
والمراد فقال المرید تتولاہ سیاسۃ العلم والمراد
تتولاہ رعایۃ الحق لان المرید یسیر والمراد یطیر فمتی
یلحق السائر الطائر وینکشف ذلک بموسی ونبینا محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کان موسی علیہ السلام
مرید او نبینا صلی اللہ علیہ وسلم مرادا
انتھی سیر موسیٰ علیہ السلام الی جبل طور
سیناء وطیران نبینا صلی اللہ علیہ وسلم
الی العرش واللوح المحفوظ فالمرید طالب و
المراد مطلوب عبادۃ المرید مجاھدۃ و
عبادۃ المراد موھبۃ المرید موجود والمراد
فان المرید یعمل للعوض والمراد لایری العمل
بل یری التوفیق والمنن المرید یعمل فی سلوک
السبیل والمراد قائم علی مجمع کل سبیل المرید
ینظر بنور اللہ والمراد ینظر باللہ المرید قائم
بامر اللہ والمراد قائم بفعل اللہ المرید
یخالف ھواہ والمراد یتبرأ من ارادتہ
ومناہ المرید یتقرب والمراد یقرب و
المرید یحمی والمراد یدلل وینعم ویغذی
ویشھی المرید محفوظ والمراد یحفظ بہ
المرید فی الترقی والمراد قد وصل وبلغ الی
الرب الذی ھو المرقی ونال عندہ کل طریف

مرید مبتدی ہوتا ہے اور مراد کامیابی کے بعد بنتا ہے مرید وہ ہے
جو تعب و مشقت کے لئے اور مصائب اٹھانے کے لئے تیار رہے اور
مراد وہ ہے جس کے مشقت کے بعد کامیابی قدم چومے لہٰذا مرید مشقت
اٹھانیوالا ہے اور مراد آرام سے رہنے والا ہے اور اسے سہولت و
نرمی دیدی گئی ہے۔ لہٰذا راہ حق میں قصد کرنیوالے مبتدیوں کے
حق میں مجاہدہ مکمل و جاری ہو چکا ہے پھر حق تعالےٰ اپنے پاس تک
انہیں پہنچا دیتا ہے اور ان کے بوجھ ہلکے کر دیتا ہے اور بہت سے
نوافل میں اور ترک لذات میں تخفیف فرما دیتا ہے اور وہ تمام
عبادتوں میں فرائض و سنن پر اکتفا کر لیتے ہیں اور دلوں، حدود
اور مقامات کی محافظت پر قناعت کر لیتے ہیں اور دلوں سے
ماسوائے حق سے کٹے ہوئے رہتے ہیں لہٰذا ان کے ظاہر لوگوں کے
ساتھ ہوتے ہیں اور باطن حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ۔ ان کی زبانیں
اللہ کے حکم کے ساتھ ساتھ رہتی ہیں اور دل اللہ کے علم کے ساتھ
ساتھ۔ چنانچہ ان کی زبانیں اللہ کے بندوں کی خیر خواہی کے لئے
وقف ہوتی ہیں اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کی مقدس امانتوں کے
خزانے ہوتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی سلامتیاں، مبارکبادیاں
برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی رہیں جب تک یہ آسمان و زمین قائم
رہیں اور لوگ اللہ کی اطاعت و ادائے حقوق و حفظ حدود میں
لگے رہیں۔ جنیدؒ سے مراد و مرید کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:
مرید علم کی رعایت کرتا ہے اور مراد حقوق کی رعایت پیش نظر
رکھتا ہے کیونکہ مرید چلتا ہے اور مراد اڑتا ہے بھلا چلنے والا
اڑنے والے کو کیسے پکڑ سکتا ہے اسکی وضاحت حضرت موسےٰؑ
اور رحمۃ اللعالمینؐ کے مقابلہ سے ہوتی ہے کیونکہ حضرت موسےٰؑ
مرید اور رحمت عالمؐ مراد تھے حضرت موسیٰؑ چل کر کوہ طور پر
پہنچے اور طور پر آکر آپکے سیر کی انتہا ہو گئی اور رحمت عالم صلعم

ونفيس ولطيف ونقي نجاز على كل طائع عابد
متقرب بار تقي۔

(فصل : ما المتصوف وما الصوفي) اما
المتصوف : فهو الذي يتكلف ان يكون
صوفيا ويتوصل بجهده الى ان يكون صوفيا
فاذا تكلف وتقمص بطريق القوم واخذ به
يسمى متصوفا كما يقال لمن لبس القميص
تقمص ولمن لبس الدراعة تدرع ويقال
متقمص ومتدرع وكذلك يقال لمن
دخل في الزهد متزهد فاذا انتهى في زهده
وبلغ وبغضت الاشياء اليه وفني عنها
فترك كل واحد منهما صاحبه سمي
حينئذ زاهدا ثم تاتيه الاشياء وهو
لا يريدها ولا يبغضها بل يمتثل امر الله
فيها وينتظر فعل الله فيها فيقال لهذا متصوف
وصوفي اذا اتصف بهذا المعنى فهو في الاصل
صوفي على وزن فوعل ماخوذ من المصافاة
يعني عبدا صافاه الحق عزوجل ولهذا
قيل الصوفي من كان صافيا من آفات
النفس خاليا من مذموماتها سالكا
لحميد مذاهبه ملازما للحقائق غير
ساكن بقلبه الى احد من الخلائق وقيل
ان التصوف الصدق مع الحق وحسن الخلق
مع الخلق واما الفرق بين المتصوف
والصوفي فالمتصوف المبتدي والصوفي

عرش و لوح محفوظ تک اڑ کر گئے لہٰذا مرید طالب ہے اور مراد مطلوب ہے
مرید کی عبادت مجاہدہ ہے اور مراد کی عبادت اللہ تعالیٰ کی طرف ہبہ ہے۔
مرید موجود ہے اور مراد فنا فی اللہ ہے مرید بالعوض عمل کرتا ہے اور مراد
عمل کو نہیں دیکھتا بلکہ توفیق و احسانات کو دیکھتا ہے مرید راہ پر چلنے
میں کوشش کرتا ہے اور مراد ہر راہ کے چوراہہ پر کھڑا ہے مرید اللہ کے
نور سے دیکھتا ہے اور مراد اللہ سے دیکھتا ہے مرید اللہ کے حکم پر قائم رہتا
ہے اور مراد اللہ کے فعل کے ساتھ قائم رہتا ہے مرید ہوائے نفسانی کا
مخالف ہوتا ہے اور مراد اپنے ارادوں اور تمناؤں سے بیزار رہتا ہے
مرید حق تعالیٰ کے قریب آتا ہے اور مراد کو قریب بلایا جاتا ہے مرید کی
حفاظت کی جاتی ہے اور مراد کے ناز اٹھائے جاتے ہیں اسے آرام پہنچایا
جاتا ہے اسے غذا دیجاتی ہے اور اسکی خواہشیں پوچھ پوچھ کر برلائی جاتی
ہیں مرید کی حفاظت کیجاتی ہے اور مراد سے حفاظت کیجاتی ہے مرید دم
بدم ترقی کرتا ہے اور مراد منزل تک پہنچ چکا ہوتا ہے یعنی رب تک پہنچ
چکا ہوتا ہے اور اسے رب کے پاس ہر عمدہ، نفیس، لطیف اور پاکیزہ
نعمت حاصل ہوتی ہے اور ہر اطاعت گزار، عبادت گزار، نیکوکار، پرہیزگار
اور تقرب شعار بندے سے آگے ہوتا ہے۔ فللّٰہ الحمد۔

متصوّف اور صوفی کی تعریف متصوف اس شخص کو کہتے ہیں جو
بناوٹی صوفی ہوتا ہے اور اپنی جد وجہد اور تکلف سے صوفی بنا ہوا ہے
پھر جب کوئی تکلف سے صوفیائے کرام کا لباس پہن لیتا ہے تو لوگ
اسے متصوف کہنے لگتے ہیں جیسے کرتہ پہننے والے کو متقمص اور متدرع
کہنے لگتے ہیں اسی طرح بناوٹی زاہد کو متزہد کہنے لگتے ہیں لیکن اگر کوئی زہد کی
انتہا کو پہنچ جائے اور اسکی چوٹی سے عبور کر جائے اور دنیا کی چیزوں سے
اسے نفرت ہو اور ان سے اپنے کو ہر وقت سمجھنے لگے اور دنیا اسے اور وہ
دنیا کو چھوڑ دے تو اب وہ حقیقت میں زاہد ہے پھر زاہد کے پاس
اس حال میں دنیا کی چیزیں آتی ہیں کہ وہ نہ انہیں چاہتا ہے اور نہ ان

المنتهی المتصوف الشارع فی طریق الوصل والصوفی من قطع الطریق و وصل الی من الیہ القطع والوصل المتصوف متحمل والصوفی محمول حمل المتصوف کل ثقیل وخفیف فحمل حتی ذابت نفسہ و زال هواه وتلاشت ارادته وامانته فصار صافیا فسمی صوفیا فحمل فصار محمول القدر کرة المشیئة مربی القدس منبع العلوم والحکم بیت الامن والفوز کهف الاولیاء والابدال وموئلهم ومرجعهم ومتنفسهم ومستراحهم ومسرتهم اذ هو عین القلادة درة التاج منظر الرب والمرید المتصوف مکابد لنفسه وهواه وشیطانه وخلق ربه ودنیاه واخراه متعبد لربه عزوجل بمفارقة الجهات الست والاشیاء وترك العمل لها وموافقتها والقبول منها وتصفیة باطنه من المیل الیها والاشتغال بها فیخالف شیطانه و یترك دنیاه ویفارق اقرانه وسائر خلق ربه بحکمه عزوجل لطلب اخراه ثم یجاهد نفسه وهواه بامر الله عزوجل فیفارق اخراه وما اعد عزوجل لاولیائه فیها من جنة لرغبة فی مولاه فیخرج من الاکوان فیصفی من الاحداث ویتجوهر لرب الانام فتنقطع منه العلائق والاسباب والاهل والاولاد فتتنفس عنه الجهات وتنفتح فی وجهه جهة الجهات وباب الابواب و

سے بُغض ہی رکھتا ہے بلکہ ان میں اللہ کے حکم و قانون کی تعمیل کرتا ہے اور اللہ کے فضل کا منتظر رہتا ہے کہ حق تعالیٰ کا ان کے بارے میں کیا حکم ہے اب زاہد کو متصوف اور صوفی کہتے ہیں اصل میں صوفی کو کبھی مجازی طور پر متصوف بھی کہہ دیا کرتے ہیں صوفی (بر وزن فوعل) مصافات (جس کا مادہ صفو ہے) سے بنا ہے یعنی اللہ کا ایسا بندہ جسے اس نے پاک صاف فرما دیا ہے اسی لئے اسے صوفی کہتے ہیں جو نفس کی آفتوں سے اور رذائل سے صاف ہو، قابل قدر راہوں پر گامزن ہو حقائق کو چمٹا ہوا ہو اور اس کے دل کو کسی مخلوق سے سکون حاصل نہ ہو۔ بعض علماء: تصوف حق تعالیٰ کی پرخلوص عبادت اور لوگوں کے ساتھ حسن معاملات اور اخلاق حسنہ سے پیش آنا ہے۔

متصوف اور صوفی میں فرق مبتدی کو متصوف اور منزل پر پہنچے ہوئے کو صوفی کہتے ہیں، متصوف راہ وصل میں چلنے والے کو اور صوفی راہ طے کر کے محبوب تک پہنچنے والے کو کہتے ہیں، متصوف بوجھ سے لدھا ہوا ہے اور صوفی سے بوجھ اٹھ چکا ہے متصوف پر ہلکا اور بھاری بوجھ لادھ دیا گیا ہے تاکہ اس کا نفس پگھل جائے اور خواہش فنا ہو جائے اور اس کے ارادہ اور امانت کا نام و نشان نہ رہے اور وہ صاف و شفاف ہو جائے پھر صفائی کے بعد اسے صوفی کہا جاتا ہے اب اس نے بار امانت اٹھا لیا اور قضاء و قدر کا بوجھ اس پر لاد دیا گیا اور دست مشیت میں بمنزلہ گیند کے ہو گیا، اسکی بارگاہ قدس سے تربیت ہوتی ہے اس کا دل علوم و حکم کا منبع بنا دیا گیا ہے، وہ امن و کامیابی کا گھر ہے اولیاء اور ابدال کا غار ہے اور ان کی پناہ گاہ و مرجع ہے اور اولیاء کے سانس لینے کی اور آرام و مسرت کی جائے سکون ہے کیونکہ وہ ہار کا ممتاز ہیرا، تاج کا ممتاز موتی اور رب العالمین کا منظر ہے۔

متصوف مرید جو اپنے نفس، خواہش، شیطان، دنیا، آخرت اور اللہ کی مخلوق کو دھوکا دیتا ہے حق تعالیٰ شانہ کی عبادت، ششں جہات سے ہٹ کر اور دنیا کی چیزوں کو نظر انداز کر کے کرتا ہے دنیا کے

هو الرضا بقضاء رب الانام ورب الارباب
ويفعل فيه فعل العالم بما كان وما هو آت
والخبير بالسرائر والخفيات وما تتحرك به
الجوارح وما تضمره القلوب والنيات ثم
يفتح تجاهه هذا الباب باب يسمى باب القربة
الى المليك الديان ثم يرفع منه الى مجالس
الانس ثم يجلس على كرسى التوحيد ثم يرفع
عنه الحجب ويدخل دار الفردانية ويكشف
عنه الجلال والعظمة فاذا وقع بصره على
الجلال والعظمة بقى بلا هو فانيا عن نفسه
وصفاته عن حوله وقوته وحركته وارادته
ومناه ودنياه واخراه فيصير كاناء بلور
مملوء ماء صافيا تتبين فيه الاشباح فلا
يحكم عليه غير القدر ولا يوجده غير
الامر فهو فان عنه وعن حظه موجود لمولاه
وامره لا يطلب خلوة لان الخلوة للموجود
فهو كالطفل لا ياكل حتى يطعم ولا يلبس
حتى يلبس فهو مسترسل مفوض ونقلبهم
ذات اليمين وذات الشمال الآية الا انه
كائن بين الخليقة بالجسم بائن عنهم
بالافعال والاعمال والسرائر والظواهر
والضمائر والنيات فحينئذ يسمى صوفيا
على معنى انه يصفى من التكدر بالخليقة
والبريات وان شئت سميته بدلا من
الابدال وعينا من الاعيان عارفا بنفسه

لئے عمل نہیں کرتا، دنیا سے نفرت کرتا ہے اور اسے قبول نہیں کرتا اور دنیا
کی طرف مائل ہونے سے دل کو روکتا ہے اور دل کی صفائی میں کوشاں
رہتا ہے شیطان کی مخالفت کرتا ہے دنیا چھوڑ دیتا ہے اور اللہ کے حکم سے
آخرت کے لئے اپنے ساتھیوں سے اور تمام دنیا والوں سے الگ تھلگ
رہتا ہے پھر اللہ کے حکم سے نفس وہوئی سے مجاہدہ کرتا ہے پھر آخرت کو
اور اخروی نعمتوں کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کے لئے جنتوں میں
تیار کی ہیں اپنے مولا کی محبت میں اور شوق میں نظر انداز کر دیتا ہے
تاکہ دونوں جہانوں سے مٹ کر، پلیدیوں سے صاف ہو کر رب
العالمین کے قدموں پر اپنے کو ڈال دیتا ہے اور اس سے اسباب
علائق اور آل و اولاد منقطع ہو جاتے ہیں اور اس سے تمام
جنتوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور صرف ایک دروازہ
(رضا بقضا کا دروازہ) اس کے سامنے کھلا رہتا ہے اور حق تعالیٰ
شانہ اس پر ماضی کے اور مستقبل کے کچھ اسرار منکشف فرما دیتا ہے اور
اسے کچھ پوشیدہ باتوں اور اسرار سے آگاہ کر دیتا ہے اور اعضاء کے
بعض حرکات وسکنات اور دلوں کے بعض افکار وخیالات اس کے
دل میں ڈال دئے جاتے ہیں پھر اس کے سامنے اس دروازے کے مقابلہ
میں باب تقرب کھول دیا جاتا ہے اور وہ شہنشاہ مالک روز جزا سے
قریب ہو جاتا ہے پھر وہ اس دروازے سے مجالس انسیت کی طرف اٹھا
لیا جاتا ہے پھر توحید کی کرسی پر بٹھا دیا جاتا ہے پھر اس سے
حجاب اٹھا لئے جاتے ہیں اور داریگانگی میں داخل کر لیا جاتا ہے
اور اس سے جلال وعظمت کے پردوں کو ہٹا لیا جاتا ہے پھر جب اس
کی جلال وعظمت پر نگاہ پڑتی ہے تو فنا فی الذکر ہو کر رہ جاتا ہے
اور اپنے نفس، صفات، طاقت، قوت، حرکت، ارادہ، تمنا اور
دنیا اور آخرت سے مدہوش وبے خبر ہو جاتا ہے اور صاف پانی
سے بھرے ہوئے ایک بلوری برتن کی طرح ہو جاتا ہے جس میں

وربہ الذی ھو محیی الاموات المخرج اولیاءہ من ظلمات النفوس والطباع والاھویۃ والضلالات الی ساحۃ الذکر والمعارف والعلوم والاسرار ونور القربۃ ثم الی نورہ عزوجل اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکاۃ اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور فاللہ تعالیٰ تولی اخراجھم من الظلمات الی النور وھو عزوجل اطلعھم علی ما اضمرت قلوب العباد وانطوت علیہ النیات اذجعلھم ربی جواسیس القلوب والامناء علی السرائر والخفیات وحرسھم من الاعداء فی الخلوات والجلوات لاشیطان مضل ولاھوی متبع یمیل بھم الی الزلات قال اللہ عزوجل ان عبادی لیس لک علیھم سلطان ولا نفس امارۃ بالسوء ولاشھوۃ غالبۃ متبعۃ تدعوہ الی اللذات المردیۃ فی الدرکات المخرجۃ من اھل السنۃ والجماعات قال عزمن قائل کذلک لنصرف عنہ السوء والفحشاء انہ من عبادنا المخلصین محر سبھم ربی وقمع رعونات نفوسھم وضراوتھا بسلطان الجبروت فثبتھم فی مراتبھم ووفقھم للوفاء لشرطہ لبعدان وفقھم للوفاء بالصدق فی سیرھم وبالصبر فی محل انقطاعھم واضطرارھم فأدوا الفرائض وحفظوا الحدود والاوامر والزموا المراتب

چیزوں کی تصویریں چھپ جاتی ہیں اور یہ چیزیں اللہ کی تقدیر ہی چھاپتی ہے اور اللہ کا امر ہی انہیں دکھاتا اور ایجاد کرتا ہے گو وہ اپنی ذات اور لذتوں سے نکلی ہے مگر اپنے آقا کے لئے اور اس کے امر کے لئے باقی ہے وہ خلوت کا طالب نہیں کیونکہ خلوت و تنہائی واجب الوجود ہی کے لئے ہے اب اسے سالک کی مثال بچے کی سی ہے جو خود نہیں کھاتا بلکہ اسے کھلایا جاتا ہے اور خود نہیں پہنتا بلکہ اسے پہنایا جاتا ہے اور وہ چھوڑا ہوا ہے اور اللہ کو سونپا ہوا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے ہم انہیں (اصحاب کہف کو) دائیں بائیں کروٹ دلا دیتے ہیں مگر وہ لوگوں میں جسمانی اعتبار سے موجود ہے اور افعال، اعمال، اسرار، ظاہر، باطن، خیالات اور نیت کے اعتبار سے لوگوں سے علیحدہ بھی ہے اب اسکو صوفی کہنا حق بجانب ہے کیونکہ دنیا داروں کی کدورت سے صاف ہے اور چاہو تو ابدال کے نام سے پکار لو کیونکہ اب یہ ابدال میں سے ایک فرد ہے یا بڑی ذاتوں میں سے ایک ذات ہے جو اپنے نفس کو اور رب کو پہچانتا ہے اس رب کو جو مردوں کو زندہ کر دینے والا ہے اور جو اپنے اولیاء کو نفوس، طبائع، ہوئی اور گمراہیوں کے اندھیروں سے نکال کر ذکر، معارف، علوم، اسرار اور نور قرب کے صحن کی طرف پھر نور قرب سے اپنے نور کی طرف نکال کر لاتا ہے فرمایا: اللہ آسمانوں کا اور زمین کا نور ہے اور اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے (آخر آیت تک) فرمایا: اللہ ایمان والوں کا ولی (دوست) ہے اور انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکال کر لاتا ہے معلوم ہوا کہ اللہ اپنے اولیاء کو اندھیروں سے نکال لاتا ہے اور انہیں نور عطا فرماتا ہے اور اللہ ہی ان کی تربیت فرماتا ہے حق تعالیٰ نے انہیں لوگوں کی دلی باتوں اور نیتوں پر انہیں آگاہ فرما دیا ہے کیونکہ انہیں میرے پروردگار نے دلوں کا سراغ رساں اور اسرار و رموز کا امین بنا دیا ہے اور خلوت و جلوت میں ان کو دشمنوں سے محفوظ فرما دیا ہے

حتی قوموا وهذبوا ونقوا وادبوا وطهروا وطيبوا ووسعوا وزكوا وشجعوا وعوذوا فتمت لهم ولاية الله وتوليته الله ولى الذين آمنوا وقوله تعالى وهو يتولى الصالحين فنقلوا من مراتبهم الى مالك الملك فرتب لهم ذلك بين يديه فصار نجواهم كفاحا يناجونه بقلوبهم واسرارهم فاشتغلوا به عمن سواه ونهوا عن نفوسهم وعن كل شیء هو رب كل شیء ومولاه لا نفير هم فی قبضته وقيد هم بعقولهم وجعلهم امناء فهم فی قبضته وحصنه وحراسته يتنشمون روح القرب ويعيشون فی فسحة التوحيد والرحمة فلا يشتغلون بشیء الا بما اذن لهم من الاعمال فاذا جاء وقت عمل ابدانهم دون قلوبهم مضوا مع الحرس فی تلك الاعمال كی لا تفتنهم شياطينهم ونفوسهم واهويتهم فتسلم اعمالهم من حظ الشياطين وهنات النفوس من الرياء والنفاق والعجب وطلب الاعواض والشرك بشیء من الاشياء والحول والقوة بل يرون جميع ذلك فضلا من الله وتوفيقا من الله خلقا ومنهم بتوفيقه كسبا لئلا يخرجوا بعد هذه العقيدة من سنن الهدى ثم يردون بعد اداء تلك الاوامر وفراغ تلك الاعمال الى مراتبهم التی

انہیں نہ تو کوئی شیطان صحیح راہ سے بھٹکا سکتا ہے اور نہ وہ حرص وہوئی کے پیروکار ہیں جو انہیں صحیح راہ سے ادھر ادھر جھکا دے حق تعالیٰ نے فرمایا: اے شیطان یاد رکھ میرے بندوں پر تیرا قابو چلنے والا نہیں نہ ان کے پاس نفس امارہ ہے کہ انہیں برائی کی طرف مائل کرے اور غالب ہے کہ وہ اس کے تابعدار ہوں اور جو انہیں ایسی لذتوں کی دعوت دے جو مہلک ہوں اور درکات جہنم میں جھونک دیں نہ ان پر شہوت اور اہلسنت والجماعت سے نکال دیں حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا:۔ ہوا اسی طرح تاکہ ہم اس سے بُرائی اور بے حیائی پھیر دیں کیونکہ وہ ہمارے چُنے ہوئے بندوں میں سے ہے۔ لہٰذا رب العالمین نے اُنکی حفاظت فرمائی اور اپنے رعب و دبدبہ سے ان کے نفسوں کی سرکشی اور غرور کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور انہیں ان کے مراتب میں قائم فرمایا اور انہیں وفا کی معہ شروط وفا کے توفیق دی جبکہ ان کی عادتوں میں سچائی کے ساتھ ایفائے عہد بھی داخل کر دیا گیا تھا اور انقطاع و اضطرار کے موقعہ پر ان میں صبر کی عادت بھی موجود تھی وہ فرائض کے پابند اور حدود و فرائض کے محافظ ہیں اور اپنے مراتب پر جمے ہوئے ہیں حتیٰ کہ انہیں سیدھا کر دیا گیا، مہذب بنا دیا گیا، پاک وصاف کر دیا گیا، ادب سکھا دیا گیا، ان کی تطہیر کر دی گئی، پاکیزہ بنا دیا گیا، وسعت عطا کی گئی حلال کی توفیق دی گئی، بہادر بنائے گئے اور ان تمام صفات کے عادی بنے اس لئے ان کے لئے اللہ کی ولایت و تولیت مکمل ہوئی فرمایا اللہ ایمان والوں کا ولی ہے دوسری جگہ فرمایا اور وہ (اللہ) نیکوں کا متولی ہے پھر انہیں ان کے مراتب سے منتقل کر کے مالک الملک کی طرف لایا گیا، قرب نصیب ہوا اور اس کے پاس انہیں تربیت دی گئی اور اللہ سے آمنے سامنے سرگوشیاں کرنے لگے اور اپنے دلوں سے اور اسرار سے اس کے رازدار بنے اور اس سے جڑ کر سب سے کٹ گئے اور انہیں نہ صرف دنیا کی جس کا اور ہر چیز کا مالک اللہ ہے

الزموها فوقفوا معها وحفظوها بالقلوب
والضمائر وقد ينقلون الى حالة بعد ان جعلوا
الامناء وخوطب كل واحد منهم بالانفراد
فى حالته انك اليوم لدينا مكين امين
فلا يحتاجون فيها الى اذن لانهم صاروا
كالمفوض اليهم امرهم فهم فى قبضته
حيثما ذهبوا فى شيء من امورهم يحققه
قول النبى صلى الله عليه وسلم فيما يحكيه
عن جبريل عليه السلام عن الله عزوجل انه
قال ما تقرب الى عبدى بمثل اداء فرائضى
وانه ليتقرب الى بالنوافل حتى احبه
فاذا احببته كنت سمعه وبصره ولسانه
ويده ورجله وفؤاده فبى يسمع وبى يبصر
وبى ينطق وبى يعقل وبى يبطش فهذا الخبر
قد ذكرناه فى مواضع من هذا الكتاب
لانه اصل فى هذا المقام فيمتلئ قلب
هذا العبد بحب ربه عزوجل ونوره و
علمه والمعرفة به فلا يصح غير ذلك الا
ترى الى قوله صلى الله عليه وسلم من احب
ان ينظر الى رجل يحب الله بكل قلبه فلينظر
الى سالم مولى ابى حذيفة رضى الله عنه
فظاهره متحرك متصرف بفعل الله تعالىٰ
وباطنه مملوء بالله عزوجل وقد قال موسىٰ
عليه السلام يارب اين ابغيك قال يا موسىٰ
اى بيت يسعنى واى مكان يحملنى فان

بلکہ اپنے نفسوں کی بھی خبر نہیں رہی حق تعالیٰ نے انہیں اپنی مٹھی میں
لے لیا اور انھیں کی عقلوں سے انہیں باندھ دیا اور انہیں امین مقرر
فرما دیا لہٰذا وہ اللہ کے قبضہ میں اس کے قلعہ میں اور اس کی حفاظت
میں رہ کر قرب کی خوشبو سے مست ہیں اور توحید و رحمت کے میدانوں
میں زندگی بسر کرتے ہیں اور اسی میں مشغول رہتے ہیں جس کے بجالانے
کا انہیں حکم ہے اور جب جسمانی عملوں کا وقت آتا ہے تو اللہ کی حفاظت
میں ان عملوں کے لئے نکل کھڑے ہوتے ہیں اور دلی عمل چھوڑ دیتے
ہیں تاکہ انہیں شیطان، نفس اور ہویٰ نقصان نہ پہنچائیں لہٰذا ان
کے عمل شیطانوں سے حصوں سے اور نفس کی بدیوں (ریا، نفاق،
غرور، طلب عوض، قوت، طاقت اور شرک وغیرہ) سے سلامت
رہتے ہیں بلکہ وہ ان تمام عملوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل کو اور توفیق
کو کارفرما دیکھتے ہیں اور ان کی کمائی میں بھی توفیق کارفرما رہتی ہے
تاکہ اس عقیدے کی رو سے ہدایت کی راہوں سے باہر نہ ہوں پھر ان
فرائض کو بجالانے کے بعد اور ان عملوں سے فارغ ہونے کے بعد
اپنے ان مراتب کی طرف لوٹا دئے جاتے ہیں جن سے چمٹے ہوئے ہیں
پھر وہ ان پر قائم رہتے ہیں اور دل و جان سے ان کی حفاظت کرتے
ہیں اور کبھی امین بنائے جانے کے بعد وہ دوسری حالت کی طرف
لوٹا دئے جاتے ہیں اور انفرادی حالت کے اعتبار سے ان میں سے
ہر ایک سے خطاب کیا جاتا ہے کہ اے ہمارے ولی بلاشبہ آج تو
ہمارے نزدیک معزز و امین ہے اس مرتبہ میں پہنچ کر وہ اجازت
کے محتاج نہیں رہتے کیونکہ اب وہ بمنزلہ ان حضرات کے ہیں جن
کو ان کے کام سونپ دئے گئے ہیں اور وہ جہاں جاتے ہیں اور جو
کام کرتے ہیں حق تعالیٰ شانہ کے قبضہ ہی میں رہتے ہیں اور اسی کی
طرف سے کرتے ہیں اسی ہی حقیقت کی طرف اشارہ نبی اکرم صلعم
کا یہ فرمان ذی شان کرتا ہے جسے آپ حضرت جبرئیلؑ سے نقل کرتے

اردت ان تعلم این انا فانا فی قلب التارک
الوادع العفیف فالتارک ھو الذی یترک
بجھدہ وفیہ بقیۃ ثم من علیہ ربہ فودعہ
موتاعنہ ثم عفا فلا یلتفت الی شیء سوی
مولاہ فان قیل فما تلك المنۃ التی من بھا
ربہ علیہ قلنا ھی انہ عزوجل اقام فی المرتبۃ
علی شرطیۃ اللزوم لھا لیقوم بھا فلما وفی
لہ بالشرط ولم یبغ عملا وحرکۃ غیر ذلك
وحفظہ ولم یتجاوز نقلہ منھا الی ملك
الجبروت لیقوم فجبر نفسہ ثم قمعھا بسلطان
الجبروت حتی ذلت وخشعت ثم نقلہ منھا
الی الملك السلطان لیھذب فذابت تلك
الغدد التی فی نفسہ وھی اصول تلك الشھوات
التی قد صارت غدۃ ثابتۃ فیھا ثم نقلہ
منھا الی ملك الجلال فأدب ثم نقلہ منھا
الی ملك الجمال فنقی ثم نقلہ الی الملك العظمۃ
فطھر ثم الی الملك البھاء فطیب ثم الی ملك
البھجۃ فوسع ثم الی ملك الھیبۃ فربی
ثم الی ملك الرحمۃ فرطب وقوی وشجع
ثم الی ملك الفردیۃ فافرد فاللطف یغذیہ
والرأفۃ تجمعہ وتکنفہ والمحبۃ تقویہ
والشوق یدنیہ والمشیئۃ تؤدیہ الیہ و
الجواد العزیز نقلبہ فیقربہ ثم یدنیہ ثم
یمھلہ ثم یلوذ بہ ثم یناجیہ ثم یبسطہ بمنہ
ثم یقبض علیہ فاینما صار وفی کل مکان خال

ہیں اور حضرت جبرئیل حق تعالیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے فرمایا
میرا بندہ فرائض ادا کر کے جو تقرب حاصل کرتا ہے کسی اور چیز سے حاصل نہیں
کرتا اور وہ نوافل سے بھی میرا تقرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ مجھے اس سے محبت
ہو جاتی ہے اور جب مجھے اس سے محبت ہو جاتی ہے تو میں اس کا کان،
آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور دل بن جاتا ہوں پھر وہ مجھی سے سنتا ہے
مجھی سے دیکھتا ہے مجھی سے بولتا ہے مجھ ہی سے سمجھتا ہے اور مجھ ہی سے
پکڑتا ہے ہم نے یہ حدیث کتاب میں کئی جگہ بیان کی ہے کیونکہ یہ اس موضوع
پر اصل و دلیل ہے لہٰذا اس بندہ کا دل حق تعالیٰ جل مجدہٗ کی محبت سے
اور نور و علم سے اور معرفت سے اس قدر بھر جاتا ہے کہ اس میں غیر کی
گنجائش نہیں رہتی کیا آپ نے نبی اکرم صلعم کے اس قول پر غور نہیں کیا
کہ جو اس شخص کو دیکھنا چاہے جو دل و جان سے اللہ سے محبت کرتا ہے
تو اسے سالم مولیٰ ابو حذیفہ کو دیکھنا چاہیئے۔ ایسے شخص کا ظاہر اللہ
تعالیٰ کے فعل سے متحرک و کارفرما ہے اور باطن اللہ کے نور سے لبریز
ہے حضرت موسیٰ نے پوچھا تھا کہ اے رب میں تجھے کہاں ڈھونڈھوں؟
فرمایا موسیٰ کس گھر میں میں سما سکتا ہوں اور کونسی جگہ مجھے اٹھا سکتی
ہے؟ اگر تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ میں کہاں ہوں تو میں تارک دنیا اور
زاہد و پارسا کے دل میں ہوں لہٰذا تارک دنیا وہی ہے جو اپنی جد و جہد سے
دنیا کو چھوڑ دے اور اس میں کچھ دنیا باقی بھی رہے پھر حق تعالیٰ شانہٗ
اس پر اپنا احسان فرمائے اور باقی دنیا کو بھی ترک کر دے اور دنیا سے
اپنے کو مردہ سمجھے پھر اس قدر پارسا اور نیک بن جائے کہ اپنے مالک
کے سوا کسی چیز پر نظر ہی نہ ڈالے اگر کوئی پوچھے کہ وہ احسان کیا ہے
جس نے اسے اس قدر پارسا بنا دیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ
نے اسے ایک مرتبہ بخشا اور اسے کھڑا کر دیا اور یہ شرط لگا دی کہ اسے
چمٹے رہو جب اس نے یہ شرط پوری کی اور اس کے سوا اس نے عمل
تو عمل حرکت بھی نہیں کی اور اس کی حفاظت کی اور اس سے آگے

وفی کل حال لربه دان فهو فی قبضته
وامین من امنائه علی اسراره ومایودیه
من ربه الی خلقه فاذا صار الی هذا المحل
فقد انقطعت الصفات وانقطع الکلام و
العبارات فهذا هو منتهی العقول والقلوب
وغایة ماتبلغ حالات الاولیاء الیه
وتئول وماوراء ذلك مختص بالانبیاء
والرسل علیهم السلام لان نهایة الولی
بدایة النبی علی الجمیع صلوات الله وتحیاته
ورأفته ورحمته والفرق بین النبوة والولایة
ان النبوة کلام ینفصل من الله تعالی ووحی
معه روح من الله یقضی الوحی ویختمه بالروح
منه تعالی قبوله فیقبله هذا هو الذی یلزم
تصدیقه ومن رده فهو کافر لانه راد
لکلام الله عزوجل واما الولایة فهی
لمن تولی الله عزوجل حدیثه علی طریق
الالهام فاوصله الیه فله الحدیث
فینفصل ذلك الحدیث من الله علی لسان
الحق معه السکینة فتلقاه السکینة التی
فی قلب المجذوب فیقبله ویسکن الیه
فالکلام للانبیاء والحدیث للاولیاء
فمن رد الکلام کفر لانه رد علی الله
کلامه ووحیه ومن رد الحدیث لم یکفر
بل یخیب ویصیر وبالا علیه ویبهت قلبه
لانه رد علی الحق ماجاء به محبة الله تعالی

نہیں بڑھا تو حق تعالیٰ نے اسے اس مرتبہ ملک جبروت کی طرف منتقل فرما دیا تاکہ وہاں پہنچ کر اپنے نفس پر جبر کرے پھر اس نے جبر و قہر کی قدرت سے اپنے نفس کو زیر کر لیا حتیٰ کہ اس کا نفس اس کا مطیع و منقاد بن گیا اور ذلیل و پست ہو گیا پھر اسے اس مرتبہ غالب شہنشاہ کی طرف منتقل کیا گیا تاکہ مہذب بن جائے لہٰذا اس کے نفس کے غدود جو شہوتوں کی جڑیں ہیں پگھل گئے اور وہ دوسرے مرتبہ کے لئے تیار ہو گیا پھر حق تعالیٰ نے اسے ملک جلال کی طرف منتقل فرما دیا اور اسے ادب کی تعلیم دی پھر ملک جمال کی طرف لا کر اسے چھان پھٹک کر صاف کیا پھر ملک عظمت کی طرف منتقل کر کے اس کی تطہیر فرمائی پھر ملک بہاء کی طرف منتقل کر کے پاکیزہ بنایا پھر ملک بہجت (خوشی) کی طرف منتقل کر کے فراخی اور وسعت عطا فرمائی پھر ملک ہیبت کی طرف منتقل کر کے شاداب، قوی اور دلیر بنایا پھر ملک فردیت کی طرف منتقل کر کے توحید کا عادی بنایا لہٰذا اللہ کا لطف اس کی غذا ہے، اس کا پیار اس کی دلجمعی ہے اور اسے گھیرے ہوئے ہے، محبت اسے قوت پہنچا رہی ہے، شوق اسے دمبدم اللہ کے قریب لا رہا ہے، مشیت اسے اللہ تعالیٰ کی طرف کھینچ رہی ہے اور عزت والا عمدہ گھوڑا اسے لے جا رہا ہے، قریب لا رہا ہے اور رب کے پاس کر رہا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے چھوڑ کر ادب سکھاتا ہے پھر اس سے سرگوشی فرماتا ہے پھر اپنے فضل و احسان سے اس کا حوصلہ بلند فرماتا ہے پھر اسے سمیٹ لیتا ہے اب وہ جہاں جاتا ہے جہاں ٹھہرتا ہے اور جہاں اترتا ہے اور ہر حال میں اپنے رب کا مطیع رہتا ہے اور وہ اللہ کے قبضہ میں ہے اور اس کا امین ہے اور اس کے اسرار کا راز دار ہے اور جو چیز اسے رب سے ملتی ہے اسے وہ اللہ کی مخلوق تک پہنچا دیتا ہے پھر جب وہ اس مقام تک پہنچ گیا تو صفتیں کٹ گئیں، کلام اور عبارتیں منقطع ہو گئیں، غرضیکہ ذات حق کی طرف پہنچنے کی یہی عقلوں اور دلوں

من علم الله فی نفسه فاودعه الحق وجعله مودی الی القلب لان الحدیث ماظهر من علمه الذی برز فی وقت المشیئة فیصیر حدیثا فی النفس کالسر انما یقع ذلك الحدیث بمحبة من الله لهذا العبد فیمضی مع الحق الی قلبه فیقبله القلب بالسکینة۔

منتہا ہے اور حالات اولیاء کی حد و غایت ہے اور اس کے ماوراء انبیائے کرام کا خاصہ ہے کیونکہ اولیاء کی انتہاء سے انبیاء کی ابتداء ہوتی ہے حق تعالیٰ شانہ کی ان پر رحمتیں اور سلامتیاں ہوں اور رأفت و رحمت ہو۔

نبوت و ولایت میں فرق نبوت وہ کلام ہے جو اللہ تعالیٰ سے جدا ہوتا ہے اور وہ وحی ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے روح الامین ہوتے ہیں یعنی وحی بواسطہ روح الامین ختم کی جاتی ہے اور انہیں کے واسطے سے پہنچائی جاتی ہے اور انبیائے کرام اس وحی کو قبول فرما لیتے ہیں۔ وحی کی تصدیق لازم ہے اور وحی کا انکار کرنیوالا کافر ہے کیونکہ وہ حق تعالیٰ کے کلام کا انکار کر رہا ہے اور ولایت میں حق تعالیٰ اپنے ولی کے دل میں الہام کے طور پر کوئی بات ڈال دیتا ہے اور اس کے دل میں اس بات کا خیال پیدا کر دیتا ہے لہٰذا بات اللہ کی ہوتی ہے اور سچی زبان سے وہ بات نکلتی ہے اور اس سے دل کو سکون حاصل ہوتا ہے اور اس بات کو وہ سکون ہی حاصل کرتا ہے جو مجذوب کے دل میں ہوتا ہے اور اسے ٹھنڈے دل سے قبول کر لیتا ہے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ انبیاء سے کلام فرماتا ہے اور باتیں اولیاء کے دل میں ڈالتا ہے لہٰذا جو کلام کا انکار کرے وہ کافر ہے کیونکہ اس نے اللہ کا کلام اور اس کی وحی کا انکار کیا اور جو حدیث (ولی کے الہام) کا انکار کرے وہ کافر تو نہیں ہوتا ہاں فوائد سے محروم ہو جاتا ہے اور انکار اس کے لئے وبال و بلاء بن جاتا ہے اور اس کے دل میں تحیر و تردد پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے اس حق کا انکار کیا جسے اللہ کے علم میں سے ولی کے نفس میں اللہ کی محبت لے کر آئی اور اسے حق تعالیٰ نے اپنے ولی کے دل میں بطور امانت کے رکھا اور ولی کے دل تک پہنچایا کیونکہ حدیث وہ ہے جو اللہ کے علم سے مشیت کے وقت ابھرا تھا ظاہر ہوئی اور حدیث نفس ولی میں بمنزلہ راز کے ہوتی ہے اور یہ حدیث اللہ کی محبت کی وجہ سے ولی کے دل میں آتی ہے اور حق کے ساتھ اس کے دل میں کھپتی ہے اور اسے ولی کا دل سکون و دلجمعی کے ساتھ قبول کر لیتا ہے۔

اکیسواں باب

مبتدی کے فرائض، شیخ کا ادب، تربیت کے سلسلہ میں شیخ کے فرائض

فالذی یجب علی المبتدی فی هذه الطریقة الاعتقاد الصحیح الذی هو الاساس فیکون

مبتدی کے فرائض سلوک میں مبتدی کا پہلا فرض صحیح اعتقاد ہے جو اساس و بنیاد ہے یعنی سلف صالح کے عقیدے پر قائم ہو

على عقيدة السلف الصالح اهل السنة القديمة
سنة الانبياء والمرسلين والصحابة والتابعين
والاولياء والصديقين على ما تقدم ذكره و
شرحه فى اثناء الكتاب فعليه بالتمسك بالكتاب
والسنة والعمل بهما امرا ونهيا اصلا وفرعا
فيجعلهما جناحيه يطير بهما فى الطريق الواصل
الى الله عزوجل ثم الصدق ثم الاجتهاد
حتى يجد الهداية والارشاد اليه والدليل
وقائدا يقوده ثم مؤنسا يؤنسه ومستراحا
يستريح اليه فى حالة اعيائه ونصبه و
ظلمته عند ثوران شهواته ولذاته
وهنات نفسه وهواه المضل وطبعه
المجبول على التثبط والتوقف عن السير
فى الطريق قال الله عزوجل والذين جاهدوا
فينا لنهدينهم سبلنا وقال الحكيم من
طلب وجد وجد فبالاعتقاد يحصل له
علم الحقيقة وبالاجتهاد تيفق له سلوك
الحقيقة ثم يجب عليه ان يخلص مع الله
عزوجل عهدا بان لا يرفع قدما فى طريقه
اليه ولا يضعها الا بالله ما لم يصل الى
الله فلا ينصرف عن قصده بملامة مليم
لان الصادق لا يرجع ولا بوجود كرامة
فلا يقف معها ويرضى بها عن الله عزوجل
عوضا اذ هى حجابه عن ربه ما لم يصل اليه
عزوجل فاذا حصل الوصول لا تضره الكرامات

ارباب سنت قدیمہ ہیں جو انبیائے کرام و پیغمبران عظام کی قدیم سنت
ہے اور جس پر صحابہؓ، تابعینؒ، اولیاءؒ اور صدیقینؒ چلتے رہے اور
اس کی تفصیل و شرح اس کتاب میں گزر چکی ہے اس لئے مبتدی کا فرض
ہے کہ قرآن و حدیث کو مضبوطی سے پکڑے رہے اور ان دونوں کے
اصولی و فروعی احکام پہ سرگرم عمل رہے اور ان دونوں کو اپنے دو
بازو (پر) تصور کرے جن سے اُڑ کر اللہ تک پہنچنے والے راستہ کو
طے کرنا چاہتا ہے، دوسرا فرض صدق ہے تیسرا فرض جد وجہد اور
دوڑ دھوپ ہے جب تک ہدایت و رہنمائی اور برہان و دلیل تک
رسائی حاصل نہ ہو، چوتھا فرض قائد و مونس کی تلاش ہے جو اس
راہ پر چلا سکے اور حوصلہ بڑھاتا رہے اور شوق دلاتا رہے اور ایسے
مستند شیخ کی جستجو ہے جس کے پاس تکان کے وقت سالک سستا سکے اور جب
شہوتوں اور لذتوں کا جوش ہو اور نفس کی برائیوں کا اور گمراہ کن ہوا کا
اور طبیعت کا جو راستہ ہی میں ٹھہر جانے کی عادی ہے زور شور ہو تو
تکلیف و تاریکی کی حالت میں وہ ایسے مفید مشورہ دے سکے حق تعالیٰ
نے فرمایا: جو ہماری طلب میں کوشش کرتے ہیں تو یقیناً ہم انہیں اپنی
راہیں سمجھا دیتے ہیں ایک حکیم کہتا ہے جو ڈھونڈھے گا اور کوشش کرے
گا ضرور پالیگا (جویندہ یابندہ) صحیح عقائد سے سالک کو علم حقیقت
حاصل ہوگا اور کوشش سے راہ حقیقت پر چلنے کی واقفیت حاصل
ہوگی۔ پھر سالک پر فرض ہے کہ حق تعالیٰ شانہ سے پر خلوص عہد
کرے کہ اللہ تک پہنچانے والے راستہ پر اللہ کے قانون ہی کے مطابق
قدم اٹھاؤں گا اور اس کے آئین ہی کی روشنی میں قدم رکھوں گا اور
جب تک اللہ تک پہنچ نہ جاؤں دم نہیں لوں گا اس عہد کے بعد
راہ سلوک پر چل پڑے اور کسی ملامت گر کی ملامت سے متاثر ہو کر
رکے نہیں کیونکہ مخلص و صادق راہ سے لوٹا نہیں کرتا اور اپنی بات کا
پکا ہوتا ہے اور اگر حق تعالیٰ کوئی کرامت عطا فرما دے تو اس پر

اذهی من باب القدرة و ثمراتها وعلاماتها
ووصوله الی الحق عزوجل من القدرة فلا
ينقص الشیء نفسه وكيف وقد يصير هو
حينئذ قدرة فی الارض وخرق عادة و
كلامه حكمة بالغة من بعد جهل وعجمة
وبلادة وقصور وحركاته وسكناته
وتصاريفه عبرة لمن اعتبرها وافعال الله تجری
فيه وعليه مما يبهر العقول ثم قد يؤمر
حينئذ بطلب الكرامة ويجبر عليه وتحقق
عنده ان دماره وهلاكه فی ترك الطلب
ومخالفة هذا الامر وثباته وبقاؤه و
عبادته وقربته ومرضاة ربه ودنوّه منه
وزيادة محبة ربه له فی طلبها وامتثال
امره فيها فكيف تضرّه الكرامة حينئذ
ان يكون ذلك بينه وبين ربه عزوجل
ولا يظهره لاحد من العوام الا ان يغلب
عليه ظهوره لان من شرط الولاية كتمان
الكرامات ومن شروط النبوة والرسالة
اظهار المعجزات ليقع بذلك الفرق بين النبوة
والولاية ولا ينبغی له ان يعرج فی اوطان
التقصير ولا يخالط المقصرين والبطالين
ابناء قيل وقال اعداء الاعمال والتكاليف
المدعين للاسلام والايمان الذين قال
الله عزوجل فی حقهم يا ايها الذين آمنوا
لم تقولون ما لا تفعلون كبر مقتا عند الله

قناعت کر کے سفر سے رُک نہ جائے کہ کرامت ہی کو غرض سمجھ کر راضی ہو جائے کیونکہ یہ کرامت رب سے حجاب ہے جب تک سالک حق تعالیٰ تک پہنچ نہ جائے پہنچنے کے بعد کرامتیں مضر نہیں کیونکہ قدرت کے دروازوں ثمرات اور علامات میں سے ایک قدرت، ثمرہ اور علامت ہے اور حق تعالیٰ تک پہنچنا اس کی قدرت سے ہے اس لئے یہ چیز (کرامت) فنا فی اللہ سالک کی ذات کے لئے مضر نہیں بھلا کیسے مضر ہو سکتی ہے جب کہ اللہ تک پہنچا ہوا ولی اللہ کی قدرت کا ایک نمونہ ہے اور کرامت اللہ کی قدرت کا ایک مظاہرہ ہے اب ولی کی باتیں جہالت و خاموشی اور کند ذہنی و کوتاہی کے بعد انتہائی اور چوٹی کی حکمتوں سے بھرپور ہیں اور اس کی حرکات و سکنات اور تصرفات سبق حاصل کرنے والوں کے لئے ایک سبق ہیں اور ایسے ایسے اللہ تعالیٰ کے افعال اس میں اور اس پر جاری و ساری ہیں جن سے انسانی عقلیں حیران و دنگ ہیں، اس مقام پر پہنچنے کے بعد کبھی اس ولی کو طلب کرامت کا حکم ہوتا ہے اور اس سلسلہ میں اس پر جبر کیا جاتا ہے اور اسے اس بات پر یقین ہوتا ہے کہ ترک طلب و مخالفت حکم باری میں اس کی تباہی اور ہلاکت ہے اور طلب کرامت میں اور حق تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری میں اسے ثبات و بقا عبادت و تقرب، رضا، محبت اور قرب حاصل ہوتا ہے اس لئے کرامت اس کے حق میں کیسے مضر ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ طلب ولی کے اور اللہ ہی کے درمیان رہتی ہے اور وہ اسے کسی پر ظاہر نہیں کرتا ہاں اگر اس کا ظہور ہی اس پر غالب آجائے تو دوسری بات ہے کیونکہ ولایت کی ایک شرط کرامت کو چھپانا بھی ہے اور نبوت و رسالت کی ایک شرط معجزات کا اظہار کرنا بھی ہے تاکہ اس طرح نبوت و ولایت میں فرق واضح ہو جائے۔

مبتدی کے لئے لازم ہے کہ کوتاہیوں کے مقامات پر کھڑا نہ ہو اور ان سے الگ تھلگ رہے جو کوتاہی کرنے والے جھوٹے، فرزندان

ان تقولوا ما لا تفعلون وقال فی اختہا اتامرون
الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون
الکتاب افلا تعقلون وینبغی لہ ان لا یضن
ببذل المیسور ولا یبخل بالموجود خوفا ان ینال
مثلہ للافطار والسحور ویقطع فی نفسہ وبقلبہ
علما بان اللہ لم یخلق ولیا لہ فی سالف الدہور
بخیلا ببذل المیسور وینبغی لہ ان یرضی بالذل
الدائم وحرمان النصیب والجوع الدائم
والخمول وذم الناس لہ وتقدیم اضرابہ و
اشکالہ واقرانہ علیہ فی الاکرام والعطاء
والتقریب عند الشیوخ ومجالس العلماء فیجوع
ہو والجماعۃ یشبعون والکل اعزاء و
نصیبہ الذل ویعز الجمیع ویکون یستخیر
لنفسہ الذل ویجعلہ نصیبہ ومن لم یرض
بہذا ویوطن نفسہ علیہ فلا یکاد ان یفتح
علیہ ویجیء منہ شیء فالنجاح الکلی و
الفلاح فیما ذکرنا وینبغی لہ ان لا ینتظر
من اللہ مطلوبا سوی المغفرۃ لما سلف
من الذنوب والعصمۃ فیما یاتی من الدہور
والتوفیق لما یحبہ من الساعات ولیوصلہ
الیہ من القربات ثم الرضا عنہ فی الحرکات
والسکنات والتحبب الی الشیوخ من الاولیاء
والابدال اذ ذاک سبب لدخولہ فی زمرۃ
الاحباب ذوی العقول والالباب الذین
عقلوا من رب الارباب واطلعوا علی العبر

قیل وقال ، اعمال وتکالیف کے دشمن اور اسلام وایمان کے دعویدار
ہیں فرمایا : اے ایمان والو تم وہ باتیں زبان سے کیوں نکالتے ہو جن
پر خود عمل نہیں کرتے اس سے اللہ سخت ناراض ہوتا ہے کہ تم کہو اور
ان پر عمل نہ کرو دوسری جگہ فرمایا : کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے اور
اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو پھر کیا تم
سمجھتے نہیں - مبتدی کا فرض ہے کہ اسے جو کچھ میسر ہے اس کے خرچ
کرنے میں بخل نہ کرے اور موجود کے بارے میں یہ خیال نہ کرے کہ
یہ نعمت اگر اب خرچ کر لی جائے تو افطار یا سحری کے وقت نہیں ملے
گی اور دل وجان سے اس پر یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے ماضی میں کسی
بخیل کو اپنا ولی نہیں بنایا کہ وہ حاضر نعمت کو پھر نہ ملنے کے ڈر سے
خرچ نہ کرتا ہو - مبتدی کا فرض ہے کہ وہ دائمی انکساری ، حرماں نصیبی
دائمی بھوک ، گمنامی اور لوگوں کی طعن وتشنیع پر صابر وشاکر رہے
اور خاطر ، تواضع اور عطاء میں اپنے ہم جنسوں اور بھائیوں کو اپنے
پر ترجیح وبرتری دے اور شیوخ وعلماء کی مجلسوں میں لپک کر سب سے
پہلے جائے . مبتدی بھوکا رہے اور جماعت پیٹ بھر کر کھائے ،
سب کو عزت حاصل ہو اور یہ خود کو سب سے گرا ہوا سمجھے ؎
اخلاق سب سے کرنا تسخیر ہے تو یہ ہے ؛ خاک آپکو سمجھنا اکسیر ہے تو یہ ہے
وہ سب کی عزت کرے اور اپنے لئے ذلت وعجز کو اختیار کرے اور
اسی کو اپنا حصہ سمجھے اگر مبتدی اس پر راضی نہ ہو اور اپنے نفس
کو عجز وذلت پر دبا کر نہ رکھے تو اسے فلاح کا حاصل ہونا کارے
دارد اور وہ اس راہ میں کچھ بھی حاصل نہیں کر سکے گا پوری کامرانی
اور فلاح اسی طرح حاصل ہو سکتی ہے جس طرح ہم نے بتائی ہے -

مبتدی کا فرض ہے کہ اللہ تعالےٰ سے صرف گناہوں کی مغفرت ،
آئندہ کے لئے عصمت ، پسندیدہ طاقتوں کی توفیق ، رضا وتقرب کا
جذبہ اور آئین شرع کی پابندی کی توفیق طلب کرے اور شیوخ

والآیات فصفت حینئذ القلوب والضمائر والنیات فهذا الذی ذکرته صفة المرید فلما لم یتجرد قلبه عن جمیع الطلبات والمآرب ویتنقی عن غیرها ماذکرنا من الحوائج والمطالب لا یکون مریدا علی نعت الاستحقاق۔

فصل: واما آدابه مع الشیخ فالواجب علیه ترك مخالفة شیخه فی الظاهر وترك الاعتراض علیه فی الباطن فصاحب العصیان بظاهره تارك لادبه وصاحب الاعتراض بسره متعرض لعطبه بل یكون خصما علی نفسه لشیخه ابدا یكف نفسه ویزجرها عن مخالفته ظاهرا وباطنا ویكثر قراءة قوله عزوجل ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انك رؤف رحیم واذا ظهر له من الشیخ ما یكره فی الشرع استخبر عن ذلك بضرب المثل والاشارة ولا یصرح به لئلا ینفر به علیه وان رأی فیه عیبا من العیوب ستره علیه ولیعود بالتهمة علی نفسه ویتاوّل للشیخ فی الشرع فان لم یجد له عذرا فی الشرع استغفر للشیخ ودعا له بالتوفیق والعلم والتیقظ والعصمة والحمیة ولا یعتقد فیه العصمة ولا یخبر احدا به واذا رجع الیه یوما آخر او ساعة اخری

(اولیاء و ابدال) سے پرخلوص محبت کرے کیونکہ یہ واحد سبب ہے کہ وہ ان ارباب ہوش و عقل کے زمرہ میں شامل ہو جائے جو اللہ کے سچے دوست ہیں اور رب الارباب کی طرف سے فہم و ذکاء کے مالک ہیں اور عبرتوں اور نشانات سے واقف ہیں اور ان کے دل، خیالات اور نیتیں پاک وصاف ہیں۔ یہ جو کچھ میں نے ذکر کیا ہے یہی مرید و مبتدی کی صفتیں ہیں لہٰذا جب تک مرید کا دل تمام حاجتوں اور امیدوں سے مجرد نہ ہوگا اور ان سے پاک وصاف نہ ہوگا وہ مرید کہلانے کا مستحق نہ ہوگا

شیخ کے لئے مرید کے آداب

مرید کا فرض ہے کہ ظاہر میں شیخ کی مخالفت نہ کرے اور باطن میں اس پر اعتراض نہ کرے۔ بظاہر آداب شیخ کو چھوڑنے والا گنہ گار اور باطن میں طعن کرنیوالا ہلاکت کو للکار رہا ہے بلکہ مرید ہمیشہ اپنے شیخ کی خاطر اپنے نفس سے دشمنی رکھے اور اپنے نفس کو ظاہر و باطن میں شیخ کی مخالفت سے روکتا اور ڈانٹتا رہے اور کثرت سے یہ آیت پڑھتا رہے: یا اللہ ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو جو ایمان میں ہم سے پہل کر گئے بخشدے اور ہمارے رب ہمارے دلوں میں مومنوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ بلاشبہ تو انتہائی شفیق و مہربان ہے۔ اگر شیخ سے کوئی کام خلاف شرع سرزد ہو تو شیخ کو اشارے کنائے سے متنبہ کرے صراحت نہ کرے تاکہ شیخ کو مرید سے نفرت نہ ہو اور اگر مرید شیخ میں کوئی عیب پائے تو اس پر پردہ ڈال دے اور اپنے نفس پر الزام عائد کرے اور شیخ کی عصمت کے لئے کوئی شرعی تاویل ڈھونڈھے اور اگر کوئی معقول عذر نہ مل سکے تو شیخ کے لئے مغفرت کی دعا مانگے اور توفیق، علم، تنبہ اور عصمت و اجتناب کی دعا مانگے اور یہ عقیدہ نہ رکھے کہ میرا شیخ معصوم ہے علاوہ ازیں شیخ کے عیب کو کسی پر ظاہر نہ کرے اور جب کسی دن کسی وقت شیخ کے پاس جائے تو یہ خیال کرے کہ اب وہ عیب شیخ سے جاتا رہا ہوگا اور وہ اپنے مرتبہ سے اونچے مرتبہ

يعتقد ان ذلك قد زال وان الشيخ قد نقل الى ماهو اعلى رتبة ولم يقر عليه وانما كان ذلك غفلة وحدثا وفصلا بين الحالين لان لكل حالين فصلا ورجوعا الى رخص الشرع واباحته وترك العزيمة والاشد كالدهليز بين الدارين والمنزلة بين المنزلتين انتهاء للحالة الاولى وقياما على عتبة الحالة الثانية وانتقالا من ولاية الى اخرى وخلع خلعة ولاية ولبس خلعة ولاية اخرى التي هي ارفع واعلى والاشرف لانهم كل يوم في مزيد قرب من الله عزوجل واذا غضب الشيخ وعبس في وجهه اوظهر منه نوع اعراض عنه لم ينقطع عنه بل يفتش باطنه وما جرى منه من سوء الادب في حق الشيخ او التفريط فيما يعود الى امر الله عزوجل من ترك امتثال الامر وارتكاب النهي فليستغفر ربه عزوجل وليتب اليه وليعزم على ترك المعاودة اليه ثم يعتذر الى الشيخ ويتذلل له ويتملقه ويتحبب اليه بترك المخالفة له في المستقبل ويداوم على الموافقة له ويواظب عليها فيجعله وسيلة وواسطة بينه وبين ربه عزوجل وطريقا وسببا يتوصل به اليه كمن يريد الدخول على ملك ولا معرفة له به فانه يحتاج الى أن يصادف حاجبا من حجابه وبه احتال

پر منتقل ہو گئے ہوں گے اور خلاف شرع بات غفلت کی وجہ سے معرض وجود میں آئی اور دو حالتوں میں علیحدگی کے اعتبار سے پائی گئی کیونکہ ہر حالت رخصت و اباحت اور ترک عزیمت وسخت اعمال کے درمیان بمنزلہ اس چوکھٹ کے ہے جو دو گھروں کے درمیان ہے اور مثل اس مرتبہ کے ہے جو دو مرتبوں کے درمیان ہے کہ شیخ پہلی حالت ختم کر کے دوسری حالت کی چوکھٹ پر آ کھڑے ہوئے ہیں اور ایک ولایت سے دوسری ولایت کی طرف منتقل ہو گئے ہیں اور ایک ولایت کا جوڑا اتار کر دوسری ولایت کا جوڑا پہن لیا ہے جو پہلے سے اعلیٰ اور قیمتی ہے کیونکہ اولیاء کو روزانہ اللہ سے مزید قرب حاصل ہوتا رہتا ہے۔

اگر شیخ ناراض یا ترش رو ہو جائے یا کسی قسم کے اعراض کا اظہار کرے تو مرید شیخ سے بدظن ہو کر قطع تعلق نہ کرے بلکہ شیخ کے غم و غصہ کی وجہ تلاش کی جائے اور شیخ کی شان میں جو بے ادبی اور گستاخی یا حقوق اللہ میں جو کمی معرض وجود میں آئی ہو کہ اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی تعمیل نہ کی ہو اور کسی حرام سے نفس کو نہ روکا ہو تو حق تعالیٰ جل مجدہٗ سے دعائے مغفرت کرے اور پرخلوص توبہ کرے اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرنے کا عزم صمیم کر لے اور شیخ سے معافی مانگ لے اور خوشامد درآمد کر کے اسے منا لے اور مستقبل میں ترک مخالفت کا یقین دلا کر شیخ کی محبت حاصل کر لے اور ہمیشہ شیخ کے موافق رہے اور اسے اپنے اور اللہ کے درمیان واسطہ اور وسیلہ سمجھ لے اور راہ و سبب تصور کرے جس کے ذریعہ اللہ تک پہنچا جا سکتا ہے جیسے کوئی بادشاہ سے ملنا چاہتا ہے اور اسے براہ راست بادشاہ تک رسائی حاصل نہیں اس لئے اسے لازمی طور پر بادشاہ کے کسی دربان یا کسی خادم سے یا کسی راز دار سے دوستی کرنی پڑتی ہے تاکہ وہ اسے بادشاہ کی سیاست، عادت، خصلت اور خو بو سے

من حواشيه وخواصه ليبصره بسياسة
الملك وداٰبه وعاداته ويتعلم الادب بين
يديه والمخاطبة له وما يصلح له من الهدايا
والطرائف مما ليس مثلها فى خزائنه ومما
يؤثر الاستكثار فليأت البيت من بابه ولا
يتسلق من ورائه من غير بابه فيلام ويهان
ولا يبلغ الغرض من الملك ولا المقصود منه
ولكل داخل دهشة لابد له من تذكر ومنة
ومن ياخذ بيده فيقعده موضع مثله اويشير
اليه بذلك لئلا تتطرق اليه المهانة ولا يشار
اليه بسوء الادب والحماقة وليتحقق بان الله
عزوجل اجرى العادة بان يكون فى الارض
شيخ ومريد صاحب ومصحوب تابع ومتبوع
من لدن آدم الى ان تقوم الساعة الا ترى الى
آدم عليه السلام لما خلقه الله تعالى علمه
الاسماء كلها وافتتح الامر به فجعله كالتلميذ
مع الاستاذ والمريد مع الشيخ وقال له يا آدم
هذا فرس وهذا البغل وهذا احمار حتى علمه
قصعة وقصيعة ثم لما فرغ من تعليمه وتهذيبه
جعله استاذا معلما شيخا حكيما وكساه بانواع
الحلل والحلى وتوجه منطقة واجلسه على كرسى
فى الجنة واقام الملائكة حوله صفوفا فقال
يا آدم أنبئهم باسمائهم بعد ان ظهر عجز
هم وعدم علمهم لك وقولهم سبحانك
لاعلم لنا الاما علمتنا فصارت الملائكة

آگاہ کردے اور بادشاہ سے ملاقات کے اور گفتگو کے آداب بتادے اور بادشاہ
کی شان کے لائق تحفے تحائف بھی جو اس کے خزانہ میں نہ ہوں یا جن کی وہ
کثرت چاہتا ہو بتادے تاکہ وہ ان تمام چیزوں کی معلومات حاصل کرکے
صحیح طریقہ سے بادشاہ کے پاس جاسکے اور چور دروازے سے نہ جائے کہ
قابل ملامت ٹھہرے اور ذلیل ہو اور بادشاہ کے پاس جانے کی جو غرض
وغایت ہے وہ اسے حاصل نہ ہو۔ بادشاہ کے پاس ہر جانے والے پر
دہشت طاری ہوتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ کوئی راہبر وقائد مل جائے
جو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے مناسب جگہ بٹھادے یا مناسب جگہ کی طرف
اشارہ کردے تاکہ ذلت کا سامنا نہ کرنا پڑے اور کوئی یہ کہنے نہ پائے
کہ بڑا بدتمیز واحمق تھا اور شاہی دربار کے کسی ادب سے بھی واقف نہ
تھا اور جاہل مطلق تھا۔ مرید کو یقین کرلینا چاہیئے کہ حق تعالےٰ کی
حضرت آدم کے زمانہ سے لے کر قیامت تک یہ عادت ہے اور رہیگی۔
کہ دنیا میں شیوخ ہوں اور ان کے مرید ہوں، کوئی صاحب ہو اور اس
کے ماننے والے ہوں اور کوئی تابع ہو اور اس کے پیروکار ہوں آپ نے
حضرت آدمؑ کی حالت پر غور نہیں کیا حق تعالےٰ نے آپ کو پیدا فرمایا
آپ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے اور آپ سے دنیا کا آغاز فرمایا
اور آپ کو گویا اپنا شاگرد بنایا اور خود استاد بنا اور آپ کو مرید
بنایا اور خود شیخ بنا اور حضرت آدم سے فرمایا: کہ اے آدم یہ گھوڑا
ہے، یہ خچر ہے اور یہ گدھا ہے حتیٰ کہ آپ کو چھوٹے اور بڑے پیالوں
کے نام بھی بتادئے پھر جب آدم فارغ التحصیل ہوگئے تو حق تعالیٰ
نے آپ کو استاد، معلم الشیخ اور حکیم بنادیا اور قسم قسم کے جوڑوں اور
زیورات سے آراستہ فرمادیا اور گفتگو کا سر پہ تاج رکھ دیا اور جنت
میں ایک کرسی پر بٹھادیا اور آپ کے اردگرد فرشتوں کی قطاریں کھڑی
کردیں اور فرمایا آدم! فرشتوں کو چیزوں کے نام بتادو۔ یہ حکم حضرت
آدم کو جب ہوا جب فرشتوں کا عجز ظاہر ہوگیا اور انھوں نے اقرار کر

تلامیذ لآدم و آدم شیخھم فانبأھم باسماء الاشیاء کلھا علی ماشھد بہ القرآن فظھر فضلہ علیہ السلام علیھم فصار افضلھم واشرفھم عند اللہ و عندھم فصار متبوعھم وھم تابعون مقتدون صلوات اللہ علیھم فلما جری ماجری من اکل الشجرۃ و الخروج من الجنۃ والانتقال الی حالۃ اخری و منزل غیرہ لم یعط علمہ ولم یستوطنہ بعد و لا جری ذلک فی خلدہ ولا ظن انہ سیسار بہ الیہ فلما وصل الی المنزل وحال فی الارض استوحش منھا ورأی فیھا مالم یکن رآہ من قبل فالقی علیہ الجوع والعطش والحرقۃ والقبض مالم یعھدہ من قبل احتاج الی معلم ومرشد واستاذ ودلیل ومودب ومنبہ فبعث اللہ تعالی جبریل علیہ السلام فآنسہ وعرفہ ما اشکل علیہ من امر المنزل واعطاہ الحنطۃ فامرہ فبذرھا ثم امرہ فحصدھا ثم امرہ فذراھا فطحنھا وھیالہ اسبابھا ثم امرہ بالخبز فخبز ثم امرہ بالاکل فاکل ثم طلب الطعام الخروج من المعدۃ تحیر ولم یعلم بالصنع احتاج الی معلم ایضا فعلمہ کیف یتغوط و کیف یتطھر وکیف یعبد اللہ تعالی فی المنزل وعلمہ کیف یتوصل الی بیاض جسدہ الذی قد حال لونہ من البیاض

لیا کہ ہم چیزوں کے نام نہیں جانتے اور صاف صاف کہہ دیا کہ اے حق تعالیٰ سبحانہ ہمیں اس کے سوا جو تونے ہمیں سکھا دیا ہے کچھ اور علم نہیں۔ نتیجہ صاف ہے کہ حضرت آدمؑ فرشتوں کے شیخ اور فرشتے حضرت آدمؑ کے شاگرد ہیں حضرت آدمؑ نے فرشتوں کو تمام نام بتا دئے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں موجود ہے اس سے فرشتوں پر آپ کی فضیلت ثابت ہوئی اور اللہ کے نزدیک اور فرشتوں کے نزدیک آپ فرشتوں سے افضل و اشرف ٹھہرے اور فرشتے آپ کے اطاعت گزار و پیرو کار ہوئے اور آپ ان کے امام و مقتدیٰ بنے پھر حضرت آدمؑ کو مستقبل میں جو افسوسناک واقعات پیش آئے کہ آپ نے ممنوعہ درخت کا پھل کھایا، جنت سے نکالے گئے، دوسری حالت و منزل کی طرف منتقل کر دئے گئے جس کا آپ کو وہم و گمان بھی نہ تھا اور آپ نے اس نئی منزل کو اپنا وطن نہیں سمجھا بلکہ اس کا آپ کے دل میں تصور بھی نہیں آیا اور نہ آپ کو اس کا خیال تھا کہ مجھے اس نئی منزل میں بھیجا جائے گا لیکن بدقسمتی سے اس نئی منزل میں آنا پڑا اور جب اس میں آگئے تو آپ کو وحشت ہوئی اور اداس اداس رہنے لگے کیونکہ یہاں وہ ناسازگار حالات دیکھنے پڑے جن کو آپ نے کبھی نہیں دیکھا تھا یہاں آپ کو بھوک، پیاس، سوزش اور تبقض سے دوچار ہونا پڑا جس کے آپ عادی نہ تھے لہٰذا آپ کو معلم، مرشد، استاد، رہنما، مؤدب (تربیت دینے والا) اور چوکنا کر دینے والے کی ضرورت پڑی آخر کار حق تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کو آپ کے پاس بھیجا۔ حضرت جبرئیل نے آپ کو مانوس بنایا، ڈھارس دلائی اور اس منزل کے مشکل مسائل کا حل بتایا اور آپ کو گیہوں کے دانے دئے کہ انہیں زمین میں بوؤ پھر پک جانے کے بعد انہیں کاٹنے کا حکم دیا پھر آپ کے حکم سے انہیں بھوسہ بنا کر بھوسہ سے دانے الگ کئے گئے پھر آپ کے حکم سے دانے پیسے گئے، آٹا گوندھا گیا، روٹی پکائی گئی اور حضرت جبرئیل نے آپ کے لئے ان تمام چیزوں کو

والاشراق الی السواد و الظلمة فامره بصیام ایام البیض من الشهر ثالث عشر و رابع عشر و خامس عشر فعاد لونه الی البیاض وعلمه غیر ذلك من العلوم و الاداب فصار آدم علیه السلام تلمیذ الجبریل علیه السلام استاذه و شیخه بعد ان کان آدم شیخه والملٰئكة اجمع ومنبرعهم واعلمهم کل ذلك لتغیر الحال به والانتقال من منزل الی آخر ثم هلم جرا تعلم شیث بن آدم من ابیه آدم ثم اولاده منه وکذلك نوح النبی علیه السلام علم اولاده وابراهیم علیه السلام علم اولاده قال الله تعالی ووصی بها ابراهیم بنیه ویعقوب ای امرهم وعلمهم وکذلك موسیٰ و هارون علیهما السلام علما اولادهما و بنی اسرائیل وعیسی علیه السلام علم الحواریین ثم ان جبریل علیه السلام علم نبینا صلی الله علیه وسلم الوضوء والصلاة ووصاه بالسواك وهو قوله صلی الله علیه وسلم وصانی جبریل بالسواك حتی کاد ان یفرمه وصلی بی جبریل علیه السلام عند البیت مرتین فصلی بی الظهر حین زالت الشمس الحدیث الی آخره وقد تقدم ذکره ثم تعلمت الصحابة رضی الله عنهم منه صلی الله علیه وسلم ثم التابعون منهم ثم تابعو

حاصل کرنے کے لئے اسباب فراہم کئے پھر روٹی کھائی گئی پھر جب کھانے کے فضلے نے معدہ سے نکلنا چاہا تو حیران ہوئے کہ اب کیا کروں پھر حضرت جبرئیل نے پاخانہ کرنے کا اور استنجے کا طریقہ بتایا اور اللہ کی عبادت کے طریقے بتائے پہلے آپ سُرخ و سفید تھے لیکن دنیا میں آکر سیاہ و تاریک بن گئے تھے حضرت جبرئیل نے بتایا کہ آپ ایام بیض (ہر ماہ کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ) کا روزہ رکھا کریں آپ کا سابق رنگ بحال ہو جائے گا چنانچہ آپ کا رنگ بحال ہو گیا حضرت جبرئیل نے آپ کو اور بھی علوم و آداب سکھائے اب حضرت آدمؑ جبرئیلؑ کے شاگرد بنے اور حضرت جبرئیل آپ کے استاذ اور شیخ بنے جبکہ آپ حضرت جبرئیلؑ کے اور تمام فرشتوں کے استاذ و شیخ تھے اور سب سے زیادہ عالم تھے آپ کے حالات میں انقلاب انتقال مکانی کی وجہ سے ہوا پھر تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری ہوا اور قیامت تک رہے گا حضرت شیثؑ بن آدم نے اپنے والد حضرت آدمؑ سے پڑھا پھر شیثؑ کی اولاد نے شیثؑ سے پڑھا علیٰ ہذا القیاس حضرت نوح کی اولاد نے حضرت نوحؑ سے پڑھا اور حضرت ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو تعلیم دی حق تعالیٰ نے فرمایا اور حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں اور یعقوب (پوتے) کو عبادت کی تعلیم دی اور تاکیدی حکم فرمایا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون نے اپنی اولاد کو اور بنی اسرائیل کو تعلیم دی، حضرت عیسیٰؑ نے حواریوں کو تعلیم دی پھر حضرت جبرئیلؑ نے ہمارے محبوب نبیؐ کو وضو، نماز اور مسواک وغیرہ کی تعلیم دی۔ آپؐ نے فرمایا: جبرئیلؑ نے مجھے مسواک کرنے کی وصیت کی، دوسری روایت میں یہ زیادہ ہے حتیٰ کہ میرے منہ میں دانت رہیں فرماتے ہیں: مجھے بیت اللہ کے پاس حضرت جبرئیلؑ نے دو دفعہ نماز پڑھائی اور زوال کے بعد ظہر کی نماز پڑھائی (آخر حدیث تک) اس پوری حدیث کا ترجمہ اوپر گزر چکا ہے پھر آپ سے صحابہ نے اصحابہ سے تابعین نے اور تابعین سے تبع تابعین نے اپنے اپنے زمانوں میں تعلیم و تربیت حاصل کی لہٰذا کوئی ایسا نبی نہیں گزرا جس کے ساتھ

التابعین منهم قرنا بعد قرن وعصرا بعد عصر فما
من نبی الا وله صاحب یهتدی بعده و
یقفو اثره ویتبع مذهبه ویهدی هدیه ثم
یخلفه مکانه ویقوم مقامه کموسی بن عمران
وغلامه وابن اخته یوشع بن نون علیهم السلام
والحواریین مع عیسیٰ علیه السلام وابی بکر وعمر
رضی الله عنهما مع النبی صلی الله علیه وسلم
وکذلك عثمان وعلی وسائر الصحابة رضی الله
عنهم وما زالت الاولیاء والصدیقون والابدال
کذلك من بین استاذ وتلمیذ کالحسن البصری
وتلمیذه عتبة الغلام وسری السقطی وغلامه
وابن اخته ابی القاسم الجنید وغیرهم مما
یطول شرحه فالمشایخ هم الطریق الی الله عزوجل
والادلاء علیه والباب الذی یدخل منه الیه
فلابد لکل مرید لله عزوجل من شیخ علی ما بینا
الا علی الندور والشذوذ فیجوز ان یصطفی الله
عبدا من عباده فیتولی تربیته وحراسته عن
الشیطان وهنات النفس والهوی کابراهیم
النبی ونبینا محمد صلوات الله وسلامه علیهما
واویس القرنی من الاولیاء وغیرهم رحمهم الله
فلا ینکر الا ما بینا ما هو الاغلب والاکثر
والاسلم والاحسن فلا ینبغی له ان ینقطع عن
الشیخ حتی یستغنی عنه بالوصول الی ربه عزوجل
فیتولی تبارك وتعالی تربیته وتهذیبه ویوقفه
علی معانی اشیاء خفیت علی الشیخ ویستعمله

نہ ہوں نبی ساتھی اس کی ہدایات پر عمل پیرا اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے
ہوتے ہیں اس کے مذہب کی پیروی کرتے ہیں اور اس کے طریقہ کو سینوں
سے لگاتے ہیں پھر اپنے پیچھے اسی مقصد کے لئے اپنے جانشین وقائم مقام چھوڑ
جاتے ہیں جیسے حضرت موسیٰ نے اپنے غلام کو اور اپنے بھانجے یوشعؑ بن
نون کو چھوڑا، حضرت عیسیٰؑ نے حواریین کو چھوڑا اور پیغمبر اسلام نے
حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ کو اور تمام صحابہ کرام کو چھوڑا
اسی طرح اولیاء، صدیقین، ابدال، شاگرد و استاذ بنتے چلے آئے ہیں
جیسے حسنؒ بصری نے اپنے شاگرد رشید عتبہ بن غلام کو چھوڑا، سری
سقطیؒ نے اپنے غلام اور بھانجے ابوالقاسم جنیدؒ کو چھوڑا انہیں پر
دیگر حضرات کا قیاس کر لیجئے۔ الغرض اللہ تک پہنچنے کے لئے مشائخ
اللہ کی راہ ہیں اللہ کی راہ کو بتانے والے ہیں اور وہ دروازہ ہیں جس
میں داخل ہو کر انسان اللہ کے پاس پہنچ جاتا ہے لہٰذا اللہ تک پہنچنے
ہر طالب حق کے لئے شیخ کے بغیر چارہ نہیں یہ دوسری بات ہے کہ
حق تعالیٰ شاذو نادر اپنے کسی بندے کو چن کر خود اسے تعلیم و تربیت
دے اور اسے شیطان سے اور نفس و ہویٰ کی برائیوں سے محفوظ
رکھے جیسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور ہمارے محبوب نبی حبیب اللہ
صلوات اللہ علیہم و تسلیماتہ تھے اور اولیاء میں سے اویسؒ قرنی وغیرہ
تھے مگر اغلب و اکثر اور اچھا اور سلامتی والا راستہ وہی ہے جو
ہم نے بتایا کہ ہر مرید کے لئے شیخ کا ہونا ضروری ہے اور مرید شیخ کو
ہرگز ہرگز نہ چھوڑے جب تک منزل کی آخری حد تک پہنچ کر حق تعالیٰ
کے دربار معرفت تک حضوری حاصل نہ کر لے اب وہ شیخ سے مستغنی ہو
سکتا ہے کیونکہ اب اس کی تربیت و تہذیب حق تعالیٰ نے اپنے ذمہ
لے لی ہے اور حق تعالیٰ اب اسے اس کی صلاحیت کے مطابق ایسے
ایسے اسرار سے آگاہ فرما دے گا کہ شاید اس کے شیخ بھی ان سے
آگاہ نہ ہوں اور حق تعالیٰ شانہ اپنی مرضی کے مطابق اس سے کام

ما يشاء من الاعمال ويامره وينهاه ويبسطه
ويقبضه ويغنيه ويفقره ويلقنه ويطلعه على
اقسامه وما سيؤول امره اليه فيستغني بربه
عن غيره بل لا يتفرغ لغيره ولا يسعه الا مراعاة
الادب لربه ومحافظة خدمته وحرمته وتوقيره
فحينئذ يقطع عن الشيخ قطعا وربما حرم عليه
المرور الى الشيخ الا عن صريح وخبر بين الا ما
يتفق مجيء الشيخ اليه او الملاقاة له في طريق او
جامع قدرا ولا يكون قصدا كل ذلك حفظا
للحال واستغناء بالرب وغيرة على الحال
وملازمة لها وخيفة من الزلة والمفارقة
لها والعقوبة بذلك وذلك ان الحكم
يجمع المريد والشيخ ويسعهما والاحوال
تفرق بينهما لانها قدر والقدر غيب فهي
فعل الرب عزوجل والله تعالى في كل يوم
هو في شأن في تقديم وتاخير وتبديل وتغيير
وولاية وعزل واغناء وافقار واعزاز
واذلال يسوق المقادير الى المواقيت لا يدرك
ذلك ولا ينضبط لاحد من الخلق ليل مظلم
وبحر لجي وبر شاسع لا يحيط بشيء من ذلك الا
الله عزوجل ومن يطلعه الله تعالى عليه من
رسله وانبيائه وخواص اوليائه فالاثنان
من الاولياء لا يتفقان في طريق بعد دخولهما
التي هي القدر والفعل فما يصنع المريد بالشيخ
وطريقهما مختلفة فالشيخ يسير به الى جهة

لے گا اور کچھ کاموں کا حکم فرمائے گا اور کچھ کاموں سے روک دے گا اور
حسب مصلحت اس کی حالت میں بسط وقبض فرمائے گا اور کبھی مالدار
بنا دے گا اور کبھی نادار اور اسے علوم سکھائے گا اور علوم کے اقسام
پر آگاہ فرما دیگا اور کاموں کے مراجع پر آگاہ فرما دیگا (یعنی بعض
اوقات قبل از عمل نتائج سے بھی آگاہ فرما دیگا) اور وہ اپنے رب کے
معلم ہونے کی وجہ سے دوسروں سے بے نیاز رہے گا بلکہ اللہ تعالیٰ
کے علاوہ کسی دوسری طرف اس کا دھیان ہی نہ جائے گا اور اپنے
رب کے آداب ہی پیش نظر رکھے گا اور دل وجان سے اس کی خدمت
اور احترام وتوقیر کی محافظت کرتا رہے گا اس حالت پہ پہنچ کر
اگر وہ شیخ سے رابطہ منقطع کرلے تو کر سکتا ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے
کہ اسے شیخ کے پاس جانے کی اجازت نہیں ہوتی اور اس پر شیخ کے پاس
جانا حرام ہو جاتا ہے جب تک کہ حق تعالیٰ کی طرف سے کوئی صریح
حکم اور واضح خبر نہ آجائے یہ دوسری بات ہے کہ اتفاق سے شیخ ہی اس کے
پاس آجائیں یا اتفاق سے سرراہ یا جامع مسجد میں ملاقات ہو جائے
لیکن یہ ملاقات قصد وارادے کے بغیر ہے غرضیکہ یہ ساری باتیں
اس کے حال کی حفاظت کے لئے، رب پر مستغنی ہونے کی وجہ سے، اپنے
حال پر غیرت کی اور چھٹ جانے کی وجہ سے اور لغزش وسلب حال
کے خوف کی وجہ سے معرض وجود میں آتی ہیں کیونکہ یہ مسئلہ ہے کہ اللہ
کے حکم سے شیخ ومرید دونوں ایک جگہ جمع ہو سکتے ہیں جب کہ ان کے
احوال بھی الگ الگ ہوں کیونکہ یہ تقدیری امور ہیں اور تقدیری امور
غیب میں داخل ہیں اور رب العالمین کا فعل ہیں اور حق تعالیٰ شانہ
روزانہ ایک شان میں ہوتا ہے وہ جسے چاہے مقدم کر دے جسے
چاہے مؤخر کر دے جس میں چاہے انقلاب وتغیر پیدا کر دے،
جسے چاہے ولایت سے سرفراز فرما دے، جس سے چاہے ولایت
سلب کرلے جسے چاہے مالدار بنا دے اور جسے چاہے نادار بنا دے

والمريد الى اخرى فقد خولف بين ظهورهما
ووجوههما فانى لهما والصحبة والاجتماع
والاتفاق ببعد ذلك جدا فان اتفق فهو نادر
شاذ لا التفات اليه ولا معول عليه اذ الاغلب
ما قد انكشف وظهر وبان فصلوات الله على
الشيخ وعلى المريد الصادق الذى اذا بلغ به الى
حالة استغنى فيها بربه تبارك وتعالى عن
الشيخ الا فى الوقت۔

ومن آداب المريد: ان لا يتكلم بين
يدى شيخه الا فى حالة الضرورة وان لا يظهر
شيئا من مناقب نفسه بين يديه ولا ينبغى
له ان يبسط سجادته بين يدى الشيخ الا فى وقت
اداء الصلاة فاذا فرغ من صلاته طوى سجادته
فى الحال ويكون متهيئا لخدمة شيخه ومن
هو قاعد على بساطه مبسوطا مستوطنا مستريحا
لا كلفة عليه لغيره وهذه حالة الشيوخ
لا حالة المريدين ويجتهد فى اجتناب بسط
سجادته وفوق سجادته من هو فوقه فى الرتبة
وادناء سجادته الا بامره فان ذلك عندهم
سوء الادب وينبغى للمريد اذا جرت مسألة
بين يدى الشيخ ان يسكت وان كان عنده
فضل واشباع جواب فيها بل يغتنم ما
يفتح الله على لسان شيخه فيقبله ويعمل به
وان رأى فى جوابه نقصانا وقصورا فلا يرد
عليه بل يشكر الله تعالى على ما خصه من

اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت سے دھتکار دے۔

حق تعالیٰ شانہ ہی تقدیری امور کو ان کے اوقات پر جاری فرماتا ہے تقدیر
کا حال کسی کو معلوم نہیں اور نہ کسی اصول و کلی کی حد میں آسکتا ہے رات
تاریک ہے، سمندر میں بھنور والی موجیں ہیں اور میدان وسیع ہیں اور
ان میں کیا کیا ہو رہا ہے اللہ ہی کو معلوم ہے اور رسولوں کو، انبیاء کو
اور خاص خاص اولیاء کو جو کچھ بتا دیتا ہے تو ان میں سے دو شخصوں کو
کسی ایک راز پر متفق نہیں ہونے دیتا جب وہ تقدیری اور فعلی حالات
میں داخل ہو جاتے ہیں لہٰذا مرید شیخ کے ساتھ رہ کر کیا کرے جب کہ دونوں
کی راہیں مختلف ہیں شیخ کی سمت اور ہے اور مرید کی سمت اور۔ ایک سمت کی
طرف شیخ جا رہا ہے اور دوسری سمت کی طرف مرید جا رہا ہے ان کی پشتوں اور
چہروں کی سمتوں میں تو اختلاف ہے تو ان کا اکٹھا ہونا اور جمع ہونا اور ایک
جگہ باقی رہنا کیسے ممکن ہے اور اگر اتفاق سے ایسا ہو بھی جائے تو شاذ و نادر
ناقابل التفات ہے اور لائق اعتبار نہیں کیونکہ اکثر اسی پر حکم لگایا جاتا ہے
جو ظاہر و صاف ہو حق تعالیٰ شیخ پر اور اس سچے مرید پر اپنی رحمتیں نازل
فرمائے کہ جب وہ ایسی حالت پر پہنچے کہ اللہ کی حضوری میں مشغول ہو کہ
علاوہ کسی خاص وقت کے اسے اپنے پیر و شیخ کی ضرورت نہ رہے (تو
حق تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ اور عطیہ کبریٰ کا جس قدر بھی شکر بجا لائے کم ہے)

مرید کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ بلا ضرورت کے شیخ کی موجودگی میں کلام نہ
کرے اور اپنی کسی ذاتی صفت کو شیخ کے آگے بیان نہ کرے اور نہ اپنا سجادہ
کسی وقت ادائے نماز کے وقت کے علاوہ بچھائے پھر جب نماز سے فارغ
ہو جائے تو فوراً مصلےٰ لپیٹ لے اور شیخ کی خدمت کے لئے کمربستہ ہو جائے
اور جو اپنے کھلے ہوئے بستر پر آرام سے بلا کلفتِ غیرے پاؤں پسارے
بیٹھے ہیں تو یاد رکھیں کہ یہ مشائخ کی عادت ہوتی ہے مریدوں کی نہیں
مریدوں کو پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ مشائخ کے سامنے مصلےٰ
بچھانے سے پرہیز کریں اور نہ ان کے مصلے کے آگے اپنا مصلےٰ بچھائیں

نفضل وعلم ونور ويخفي جميع ذلك في نفسه
ولا يكثر حديثه ولا يقول اخطأ الشيخ في
المسألة ولا يناقض كلامه الا ان يغلب عليه
ذلك فيبتدر منه الكلمة فليتداركه
بالسكوت والتوبة والعزم على ترك المعاودة
على ماقد مناذكره في اثناء الكتاب من
فعله في توبته عن معاصي الله عز وجل،
فالخير كله في حق المريد في سكوته فيما
هذا سبيله وينبغي للمريد ان لا يتحرك في
حال السماع بين يدي الشيخ الا باشارته منه
عليه ولا يرى من نفسه البتة حالا الا
ان ترد غلبة تأخذه عن التمييز والاختيار
فاذا سكنت فورته فليعد الى حال سكونه
وادبه ووقاره وكتمان ما اولاه الله
عز وجل من سره وقد ذكرناه هذا و
ان كنا لا نرى بالسماع والقول والقصب
والرقص وقد قدمنا كراهته فيما تقدم
الا انا قد ذكرنا ذلك على ماقد لهج به
اهل زماننا في اربطتهم ومجامعهم ولا
ينكر ان يكون فيمن يفعل ذلك صادق
فيكون معنى ماقد سمع مهيجا لنائرة
صدقه ومثيرا لها فيشتغل بنائرته و
يغيب فيها فتتحرك اعضاؤه وجوارحه
بين القوم وهو في معزل عما القول فيه
من لذة الطباع والاهوية وقد كاد كل

جو مرتبہ میں ان سے اونچے ہیں اور شیخ کے مصلّے کے قریب بھی شیخ کی اجازت
کے بغیر مصلّے نہ بچھائیں کیونکہ یہ صوفیائے کرام کے نزدیک بے ادبی ہے۔
مرید کی شان کے لائق یہی ہے کہ جب شیخ کے سامنے کوئی مسئلہ پیش کیا
جائے تو مرید خاموش رہے اگرچہ مرید کے پاس اس کا ایک مسکت اور فیصلہ کن
حل موجود ہو بلکہ شیخ کی زبان سے جو کچھ حق تعالیٰ حل کرائے اسے غنیمت
سمجھنا چاہیئے اور اسے قبول کر کے اس پر عمل کرے اگر شیخ کے حل میں کمی اور
کوتاہی دیکھے تو شیخ کے خلاف شیخ کے حل کی تردید نہ کرے بلکہ اپنے مخصوص
واعلیٰ قسم کے علم پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس نے مجھے اپنے فضل علم
اور نور سے آراستہ فرمایا ہے اور اسے اپنے دل میں چھپائے رکھے اور
باتیں بنا کر اپنے علم کا اظہار نہ کرے اور نہ یہ کہے کہ اس مسئلہ میں شیخ غلطی
پہ ہیں اور شیخ کے کلام پر نقص وارد نہ کرے اگر بلا سوچے سمجھے غلبہ کی
حالت میں شیخ کے خلاف کوئی بات نکل جائے تو خاموشی سے توبہ سے
اور آئندہ اس قسم کی حرکت نہ کرنے کے عزم سے اس کی تلافی کر دے جیسا
کہ ہم گناہوں سے توبہ کے سلسلہ میں اوپر بیان کر آئے ہیں، یاد رکھو
مرید کے حق میں مکمل اور پوری پوری بھلائی اسی میں ہے کہ اس قسم کے موقعوں
پر خاموش ہی رہے۔ مرید پر لازم ہے کہ سماع کے وقت شیخ کے اشارے
کے بغیر کسی قسم کی کوئی حرکت نہ کرے اور اپنی طرف سے کوئی حال ظاہر نہ کرے
ہاں اگر کسی مرید پر ایسا وجد طاری ہو جائے کہ اسے اس کے ہوش وحواس
ہی سے گم کر دے اور عقل وخرد سے بیگانہ بنا دے تو دوسری بات ہے
جب اس وجد کا جوش ٹھنڈا پڑ جائے تو اپنے سکون ووقار اور حالت
پر فوراً لوٹ آئے اور اللہ تعالیٰ نے جس راز سے اسے نوازا ہے اسے
چھپائے اس موقعہ پر ہم نے سماع کا ذکر کیا اگرچہ ہم سماع، رقص وسرود
راگ ورنگ اور قوالیوں کے قائل نہیں اور اوپر اسی کتاب میں
ہم ان چیزوں کو مکروہ بتا آئے ہیں۔ مگر یہ مسئلہ ہم نے یہاں اس لئے
بیان کر دیا کہ ہمارے زمانہ کے لوگ اپنی خانق ہوں اور اجتماعات میں

واحد قرب من معشوقہ ممن قد مات وطال
بہ عہدہ ومن ھو حی غائب عنہ فاشتد
شوقہ والمرید الصادق نائرتہ غیر خامدۃ
وشعلتہ غیر ھامدۃ ومحبوبہ غیر غائب و
انیسہ غیر مستوحش فھو ابدا فی زیادۃ
دنو وقرب ولذۃ ونعیم فلا یغیرہ ویھیجہ
عن حالتہ غیر کلام مرادہ وحدیثہ الذی
ھو ربہ عزوجل ففی ذلک عندہ مندوحۃ
عن الاشعار والقیانۃ والاصوات وصراخ
المدعین شرکاء الشیاطین رکاب الاھویۃ
مطایا النفوس والطباع اتباع کل ناعق و
زاعق وینبغی للمرید ان لا یعارض احدا فی
حال سماعہ ولا یزاحم احدا فی وقتہ فی
التقاضی علی الذی ینشد الزھدیات المرققات
المشوقات الی الجنان والحور ورؤیۃ الحق
تعالی فی الآخرۃ المزھدات فی الدنیا و
لذاتھا وشھواتھا وابنائھا ولسوانھا
المشجعات عن الصبر علی آفاتھا ومحنھا
وبلائھا وادبارھا علی ابناء الآخرۃ و
اقبالھا علی ابنائھا وغیر ذلک فلیکل
جمیع ذلک الی الشیخ الحاضر فان القوم فی
ولایۃ الشیخ اللھم الا ان یکون المستمع
حینئذ المستحقین فیحفظ الادب فی الظاھر
وینکر عن تکلفہ فی الباطن فلا شک ان اللہ
عزوجل لقیض من یتقاضی عنہ اویلھم القائل

قوالیوں اور رقص وسرود پر جان دیتے ہیں اور بڑے شوق سے اس قسم کی
مجلسیں منعقد کرتے ہیں مگر اس سے انکار نہیں کیا جاتا کہ اس قسم کے لوگوں
میں بعض مخلص اور سچے بھی ہوتے ہیں اور سماع سے ان کی سچی محبت کی آگ بھڑک
اٹھتی ہے اور وہ اس محبت کے شعلہ میں گھر کر جلنے لگتے ہیں اور اس میں گم
ہو جاتے ہیں اور ان کے ظاہری اعضاء لوگوں کے درمیان متحرک ہو جاتے
ہیں اور قوم کی لذتوں اور خواہشوں سے بالکل علیحدہ ہیں ان کے دلوں میں
تو اللہ کی محبت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے جبکہ لوگ اپنے دنیوی معشوقوں کو
یاد کرتے ہیں جو ان سے علیحدہ ہو گئے ہیں خواہ موت کی وجہ سے جدا ہوئے
اور موت کو بھی ایک طویل مدت گزر گئی یا زندہ تو ہیں مگر وہ انہیں پا نہیں
سکتے اور ان سے جدا ہیں اور سماع سے ان کی آتش شوق بھڑک اٹھتی ہے
سچے اور مخلص مرید کی آگ نہ تو ہلکی ہوتی ہے اور نہ کبھی اس کے شعلے بجھتے
ہی ہیں اس کا محبوب غائب نہیں بلکہ ہر وقت اس کے سامنے ہے اور اس کا مونس
وہمدم اس سے دور بھی نہیں وہ تو دم بدم اس سے قریب سے قریب
تر ہوتا جاتا ہے اور اس کا ہر لحہ زیادہ قرب کی وجہ سے لذت اندوز و مسرت
خیز ہوتا جاتا ہے لہٰذا بجز اس کے مرادی کلام کے اسکی حالت میں جوش
وہیجان لانیوالی کوئی شے نہیں اور مرادی کلام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے
بلاشبہ قرآن پاک کی بعض آیتیں اسکی آتش شوق کو بھڑکا سکتی ہیں اس
میں تو اس کے لئے گنجائش ہے اور درجۂ جواز ہے لیکن اشعار، رقص و
سرود، ترنم انگیز صدائیں، محبت کے دعویداروں کی چیخیں جو شیطانوں
کے بھائی اور ان کے کاموں میں شریک ہیں، خواہشات کے گھوڑوں پر اور
طبائع اور ہوئی کی سواریوں پر سوار ہیں اور ہر چیخنے والے اور فریاد
کرنیوالے کے پیروکار ہیں، اللہ سے محبت کرنیوالے ان تمام شیطانی کاموں
سے بیزار ہیں۔ مرید کا فرض ہے کہ سماع میں کسی سے معارضہ نہ کرے
اور کسی کے وقت اور طلب میں حائل نہ ہو بعض ایسے بھی ہیں جو ترک دنیا
کے اشعار پڑھوانا چاہتے ہیں جو دلوں کو نرم بنائیں اور ان میں سوز وگداز

من ذلك التكرار والتردد ليقضي الصادق المستمع نهمته ووطره من ذلك۔

(فصل آخر في ادبه مع شيخه) وينبغي له اذا اراد ان يتادب بشيخ ان يكون له ايمان وتصديق واعتقاد ان لا احد في تلك الديار اولى منه حتى ينتفع به فيما هو مرامه وان نقبله الله عزوجل ويحفظ سره في خدمته مع الله تعالى في عقد ارادته بحفظه حتى لايجري على لسان شيخه الا ما هو الاولى بشانه ويجتنب مخالفته جدا لان مخالفة الشيوخ سم قاتل فيها مضرة عامة فلا يخالفه بتصريح ولا بتاويل ويجتهد ان لا يكتم من شيخه شيئا من احواله واسراره ولا يطلع احدا سواه على ما يامره شيخه ولا ينبغي له ان يجتمع الى طلب الرخصة او يرجع الى شيء تركه الله عزوجل فانه من الكبائر وفسخ الارادة عند اهل الطريقة وقد جاء في الخبر عن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال العائد في هبته كالكلب يقيء ثم يعود فيه وعليه الانقياد لالتزام ما يامر به شيخه من التاديب على مقتضى سوء ادبه فان وقع منه تقصير في القيام بما اشار اليه شيخه فالواجب عليه تعريف ذلك لشيخه ليرى فيه رأيه ويدعو له بالتوفيق والتيسير والفلاح۔

فصل: واما الذي يجب على الشيخ في تاديب

پیدا کریں اور آخرت کی نعمتوں (جنتوں، حوروں اور دیدار باری تعالیٰ) کا شوق دلائیں اور دنیا سے، دنیوی لذتوں اور شہوتوں سے، دنیا داروں سے اور دنیا کی عورتوں سے نفرت دلائیں اور دنیوی آفتوں، مشقتوں، مصائب اور بلاؤں پر، آخرت والوں سے دنیا کے بھاگنے پر اور دنیا داروں سے دنیا کے قریب آنے پر صبر دلائیں، لہٰذا یہ تمام باتیں شیخ پر چھوڑ دی جائیں کیونکہ لوگ شیخ کے مرید ہیں اور شیخ کے زیر تربیت ہیں اور اس کی ولایت میں ہیں ہاں اگر اس وقت سننے والا مستحق ہو تو ظاہر میں ادب پیش نظر رکھے اور باطن میں تکلف سے انکار کرے بلاشبہ حق تعالیٰ کوئی ایسا آدمی مقرر فرمائیگا جو اشعار کی فرمائش کریگا یا اشعار پڑھنے والے ہی کے دل میں ڈال دیگا کہ وہ مکرر سہ کرر اشعار پڑھے تاکہ سننے والا مخلص و صادق محب اپنا شوق پورا کرے اور اپنے دل کی آگ کو تسکین دے۔

شیخ سے آداب سیکھنا مرید جب کسی شیخ سے تربیت حاصل کرنا چاہے تو صدق و خلوص اور ایمان و اعتقاد کے ساتھ ساتھ یہ خیال کرے کہ اس علاقہ میں اس شیخ سے بہتر کوئی نہیں اور اسی شیخ کے ذریعہ میں منزل مراد تک پہنچ سکتا ہوں حق تعالیٰ میرے اس عمل کو قبول فرمالے اور اپنے شیخ کا راز جو اس کے اور حق تعالیٰ کے درمیان ہے چھپائے اور کسی پر ظاہر نہ ہونے دے حتی کہ اس سلسلہ میں شیخ کی زبان سے جو الفاظ سنے ہیں انہیں بھی نقل نہ کرے ہاں اگر وہ الفاظ اس کے حال کے لئے اولیٰ ہوں تو دوسری بات ہے اور پوری احتیاط سے شیخ کی مخالفت سے بچے کیونکہ مشائخ کی مخالفت زہر ہلاہل ہے اور اس میں ہمہ گیر نقصان ہے لہٰذا نہ تو کھلم کھلا اسکی مخالفت کرے اور نہ تاویل کے ساتھ اور کوشش کرے کہ شیخ سے اپنے کسی حال و سر کو نہ چھپائے اور شیخ کے سوا کسی اور کو ان باتوں کی خبر نہ ہونے دے جن کا حکم شیخ نے کیا ہو۔ مرید کی شان کے یہ لائق نہیں کہ شیخ سے کسی شے کی رخصت مانگے یا جو چیز اللہ کے لئے چھوڑ دی ہو اسکی طرف لوٹ آئے کیونکہ اہل طریقہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے اور ارادے کا فسخ کر دینا ہے ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا

المريد فهو ان يقبله لله عزوجل لا لنفسه
فيعاشره بحكم النصيحة ويلاحظه بعين الشفقة
ويلاينه بالرفق عند عجزه عن احتمال الرياضة
فيربيه تربية الوالدة لولدها والوالد الشفيق
الحكيم اللبيب لولده وغلامه فياخذه بالاسهل
ولا يحمله مالاطاقة له به ثم بالاشد فيامره
اولا بترك متابعة الطبع في جميع اموره واتباع
رخص الشرع حتى يخرج بذلك عن قيد الطبع
وحكمه ويحصل في قيد الشرع ورقه ثم
ينقله من الرخص الى العزيمة شيئا بعد شيء
فيمحو خصلة من الرخص ويثبت مكانها
خصلة من العزيمة فان وجد في ابتداء
امره فيه صدق المجاهدة والعزيمة و
تفرس فيه ذلك بنور الله عزوجل و
مكاشفة وعلم من قبل الله عزوجل
على ماقد مضت سنة الله في عباده
المومنين من الاولياء والاحباب الامناء
العلماء به فحينئذ لايسامحه في شيء من
ذلك بل ياخذه بالاشد من الرياضات
التي يعلم انه لاتتقاصر قوة ارادته عنها
اذ ثبت عنده انه مخلوق لذلك وجدير
به وهو من شانه فلا يخونه في التهوين
عليه ولا ينبغي له ان يرتفق من المريد
بحال الا بالانتفاع بماله ولا بخدمته ولا
يأمل من الله عزوجل عوضا في تاديبه

کہ ہبہ کر کے اسے لوٹانے والا ایسا ہے جیسے قے کر کے اسے چاٹ لے
مرید کا فرض ہے کہ شیخ بے ادبی کے سلسلہ میں ادب سکھانے کے لئے جو
کچھ حکم کرے اسے دل و جان سے بجالائے اور چمٹا رہے اگر شیخ کی ہدایات
بجالانے کے سلسلہ میں کچھ کوتاہی ہو جائے تو اس سے شیخ کو مطلع کر دے
تاکہ شیخ اس سلسلہ میں غور و فکر کرے اور اس کے حق میں توفیق و
فلاح کی اور آسانی کی دعا کرے۔

شیخ کے فرائض

مریدوں کی تربیت کے سلسلہ میں شیخ کا فرض ہے کہ
مرید کو حق تعالیٰ کی رضا کی خاطر قبول کرے اپنے نفس کی خدمت کے لئے نہیں
اور اس کے ساتھ خیر خواہانہ زندگی بسر کرے اور اسے محبت و شفقت کی
نگاہ سے دیکھے اگر وہ ریاضت کی مشقت برداشت نہ کر سکے تو نرمی سے
اس کے ساتھ پیش آئے تو اسے اس طرح تربیت دے جس طرح ایک والدہ
اپنے بچہ کو تربیت دیتی ہے اور ایک مشفق و دانشمند و حکیم والد اپنے بچہ
اور غلام کو ادب سکھاتا ہے اور شروع میں آسان ترین ریاضت کرائے
اور اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے پھر رفتہ رفتہ سخت
ریاضتوں میں ڈال دے چنانچہ شروع میں ہدایت فرما دے کہ تمام باتوں
میں طبیعت کی خواہش چھوڑ دو اور شریعت میں جو رخصتیں ہیں ان پر
عمل پیرا ہو پھر جب وہ طبیعت کی قید اور اس کے حکم سے نکل جائے اور
شرع کی قید و اطاعت میں داخل ہو جائے پھر آہستہ آہستہ رخصتوں
سے واجبات کی طرف لائے ایک رخصت ختم کرے اور اس کی جگہ
فرض لے آئے اسی طرح آہستہ آہستہ رخصتوں کو ختم کر کے فرائض
لے آئے اگر شیخ اپنے کسی مرید میں شروع ہی میں سخت مجاہدہ کی صلاحیت
پائے اور اس میں اللہ کے عطا کردہ نور، مکاشفہ اور علم لدنی سے جیسا
کہ اللہ کے اولیاء، احباب، امین اور علماء میں اللہ کی سنت جاری ہے
عزیمت و سخت مجاہدہ کی تڑپ بھانپ لے تو اس صورت میں
آسان مجاہدہ دے کر چشم پوشی نہ کرے بلکہ سخت ریاضت کرائے

ولا شيئا بل يوديه ويربيه موافقة لله عزوجل
اداء لامره وقبولا لهديته وطرفته فان المريد
الذى جاء من غير تخير من الشيخ ولا استجلاب
بل قد محض بارشاد الله تعالى له وهدايته
والقاذه اليه فانه هدية من الله فعليه
قبوله والاحسان اليه بحسن تاديبه وتربيته
فلا يرتفق به ولا بماله الا بامر من الله تعالىٰ
وخير فى استعماله وقبول ما يأتى به من ماله
الذى قد جعل الله تعالىٰ صلاح المريد ونجاته
به وقسم للشيخ فيه فحينئذ لاسبيل الى
الاعراض عنه ورده ويجد رجدا ان يختار
من المريدين ما يقع له بل ينتظر فى ذلك فعل الله
وقدره فمن جاء الله تعالىٰ به من غير تكلف
منه وتخير قبله ورباه فحينئذ يوفق فى
تربيته ويسرع فلاح المريد ونجحه فليحذر
ان يكون لهوى فيه فيعدم التوفيق والحفظ
فى حق المريد وعليه ان يربيه بهمته وينوب
عنه فى ستره اذا وجد منه خللا او فترة
وعليه ان يحفظ سر المريدين فلا يطلع غيره
على ما يحصل له من الاشراف على احواله
اما بطريق علم لدنى من مواهب الله عزوجل
او بانشاء المريد له واستكتامه اياه فلا
ينبغى له ان يفشيه لغيره لانه امانة عنده
وقد قيل صدور الاحرار قبور الاسرار
فينبغى له ان يكون مستراحا للمريدين و

جس کے بارے میں یہ گمان غالب ہو کہ مرید اسے بجالائے گا اور اس میں
کوتاہی نہ آنے دیگا کیونکہ اسے یقین ہے کہ میں اسی لئے پیدا کیا گیا ہوں
اور اس کا اہل ہوں اور یہ ریاضت اس کی صلاحیت کے عین موافق ہے
لہٰذا شیخ آسان ریاضت کرا کر اس سے خیانت نہ کرے۔ شیخ کے لائق
یہ بات نہیں کہ کسی حال میں بھی مرید کی کسی چیز کو اپنے آرام کے لئے
استعمال کرے نہ اس کے مال سے فائدہ اٹھائے اور نہ اس کی خدمت سے
اور اس کی تربیت میں اللہ تعالیٰ سے کسی عوض کی یا کسی شے کی امید قائم
نہ کرے بلکہ اللہ کی رضا کے لئے، اس کے حکم کو بجالانے کے لئے اور اس کے
تحفہ اور ہدیہ کا شکر ادا کرنے کے لئے اسے ادب سکھائے اور تربیت
دے کیونکہ مرید شیخ کے چنے بغیر آیا ہے شیخ نے اسے طلب نہیں کیا بلکہ اللہ
کے حکم وہدایت سے تقدیر اسے کھینچ کر لائی ہے گویا وہ اللہ کی طرف سے
ہدیہ ہے لہٰذا شیخ کا فرض ہے کہ اسے قبول کرے اور اپنی حسن تربیت سے
اس کے ساتھ احسان کرے اور اس کے مال سے فائدہ نہ اٹھائے
اگر مرید شیخ کی خدمت میں بطیب خاطر کچھ مال پیش کرے تو اسے قبول کر لے
کیونکہ اس مال کو اللہ تعالیٰ نے مرید کی نجات وصلاح کا ذریعہ بنایا ہے
اور اس میں شیخ کا بھی حصہ مقرر فرمایا ہے تو اس صورت میں اس سے
اعراض کرنے کی اور اسے قبول نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں اور اس بات
کی پوری پوری احتیاط برتے کہ شیخ مریدوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے
اور ان کا سارا مال ہضم کرنے کی فکر میں رہے بلکہ اس سلسلہ میں اللہ
کے حکم اور اس کی تقدیر کا منتظر رہے اور ہر آنیوالے مرید کو نہ چنے پھر جسے
اللہ تعالیٰ بلا تکلف کے اور بلا انتخاب کے اس کے پاس لے آئے اسے
قبول کرے اور اسے تعلیم وتربیت دے حق تعالیٰ تربیت میں اس کی
مدد فرمائے گا اور فلاح وکامرانی مرید کے جلد از جلد قدم چومے گی
اس لئے شیخ کو اس کے بارے میں تکلف سے بچنا ضروری ہے ورنہ مرید
کے حق میں توفیق وتحفظ باقی نہ رہے گا شیخ پورے حوصلہ کے ساتھ تربیت

خزانة وحرزا لاسرارهم وملجا لهم وكهفا
ومشجعا ومقويا ومعينا لهم ومثبتا لهم
فى الطريق ولا ينفرهم عن الطريق ومصاحبته
والقصد الى الله عزوجل واذا رأى شيئا
مما يكره فى الشرع من المريد وعظه فى السر
وادبه ونهاه عن المعاودة الى ذلك
ان كان ذلك فى الاصول او الفروع او ادعاء
حالة ليست له او اعجاب بعمله ورؤيته
فيصونه عن محل الاعجاب ويصغر فى عينه
احواله واعماله لئلا يهلك فان العجب
يسقط العبد من عين الله عزوجل وان اراد
ان يعم الجماعة بالنصح فليجمعهم وليتكلم
عليهم فيقول بلغنى ان فيكم من يدعى
كذا ويقول كذا ويرتكب كذا ويذكر
ما يتعلق بذلك من المفاسد والمصالح و
يذكرهم ويحذرهم ولا يعين احدا منهم
على ذلك لما فى ذلك من التنفير فان اخشن
الخلق والقول معه وافشى اسرارهم واغتابهم
وسلبهم وذكر مساويهم نفرت قلوبهم
عن قصده ومصاحبته وصار ذلك تهمة
عندهم فى اهل الطريقة وفيما قد غرس
فى قلوبهم من حب اولياء الله تعالى فليحذر
من ذلك جدا فان غلب هذا عليه ولا
يمكنه تداركه فليعزل نفسه عن هذه
المنصبة والولاية ولينفرد عن المريدين

دے اور اگر مرید کی طرف سے ریاضت میں خلل یا سستی محسوس کرے
تو اس کی طرف سے باطن میں توبہ کرے اور اس کی صلاح کی دعا مانگے
شیخ پر لازم ہے کہ مریدوں کے اسراروں کی حفاظت کرے اور ان کے احوال
پر کسی غیر کو مطلع نہ کرے خواہ مریدوں کے احوال کا علم شیخ کو علم لدنی کے
ذریعہ حاصل ہوا ہو یا خود مریدوں نے ان کی شیخ کو خبر دی ہو اور چھپانے
کی ہدایت کر دی ہو اس لئے غیروں پر ان اسرار نہانی کا افشا کرنا اچھا نہیں
کیونکہ یہ اسرار شیخ کے پاس امانت ہیں یہ مثل مشہور ہے کہ آزاد و شرفاء
کے سینے اسرار کی قبریں ہوتے ہیں لہٰذا شیخ کو مریدوں کے حق میں راحت کی
جگہ اور ان کے اسرار کا خزانہ اور محفوظ کرنیوالا بنے اور انکی پناہ گاہ اور
غار ہو اور ان کا حوصلہ بڑھانیوالا اور انہیں تقویت دینے والا ہو اور
راہ سلوک میں انھیں جمانے والا اور انکی مدد کرنیوالا ثابت ہو اور انہیں
راہ سلوک سے اکتانے نہ دے اور انہیں مصاحبت سے اور اللہ کی طرف
متوجہ ہونے سے متنفر نہ ہونے دے اگر شیخ کسی مرید سے کوئی خلاف شرع کام
دیکھے تو اسے تنہائی میں بلا کر نصیحت فرمائے اور اسے ادب سکھائے اور آئندہ
اس کام کو کرنے سے روکدے خواہ وہ اعتقادی عمل ہو یا فروعی یا کسی
ایسے حال کا دعویٰ ہو جو ہنوز مرید میں نہ پایا جاتا ہو یا مرید کو اس عمل
میں فخر ہو اور اسکی طرف دیکھتا ہو لہٰذا شیخ اسے محل غرور سے بچائے
اور اس کے احوال کو اس کی نظروں سے گرائے اور اعمال کو حقیر و معمولی
بتائے تاکہ مبتدی ہلاک نہ ہو کیونکہ غرور انسان کو اللہ کی نگاہ سے گرا دیتا ہے
اور اگر عام طریقے سے نصیحت کرنا چاہتا ہے تو سب کو جمع کرکے ان سے
خطاب فرمائے اور کہے کہ مجھے خبر ملی ہے کہ تم میں بعض لوگ فلاں فلاں شے
کا دعویٰ کرتے ہیں، فلاں فلاں بات کہتے ہیں اور فلاں فلاں عمل کرتے
ہیں پھر ان دعوؤں، باتوں اور اعمال کے فسادات اور خرابیاں بتائے اور
مصالح کے مفید گوشوں پر بھی روشنی ڈالے اور انہیں نصیحت کرے اور اللہ سے
خوف دلائے اور کسی کو معین کرکے خطاب نہ کرے کیونکہ اس سے نفرت کا جذبہ

ويشتغل بمجاهدة نفسه ورياضتها وطلب شيخ يؤدبه ويقومه ويهذبه فلا يصلح أن يكون شيخا مع هذه البلوى فلا يقطع على المريدين طريقتهم الى الله عزوجل -

اکھڑتا ہے اس قسم کے موقعوں پر اگر سختی سے پیش آیا جائے اور سخت سست کہا جائے اور ان کے برے کرتوت منظر عام پر لے آئے جائیں اور غیبت کی جائے اور ان میں عیب نکالے جائیں اور برائیاں ظاہر کر دی جائیں تو مریدوں کے دل اپنے ارادوں سے متنفر اور شیخ کی صحبت سے بیزار ہو جائیں گے اور لوگ شیخ کے اس فعل کی وجہ سے ارباب سلوک کو بدنام کر دیں گے اور لوگوں کے دلوں میں اولیاء اللہ کی محبت جو جڑ پکڑ گئی ہے وہ بھی چھوڑ بیٹھیں گے اس لئے اس سلسلہ میں پھونک پھونک کر قدم اٹھانا چاہیئے لیکن اگر شیخ غصہ سے مغلوب ہو کہ ضبط و تحمل پر قابو نہ پا سکے اور کسی طرح غصہ کو نہ پی سکے تو اسے اس منصب ولایت سے دستبردار ہو جانا چاہیئے اور مریدوں کو الگ کر دینا چاہیئے اور اپنے نفس کی اصلاح میں لگ جانا چاہیئے اور خود ریاضتیں کر کے اپنے نفس کی اصلاح کرے اور کسی شیخ کو تلاش کرے جو اسے ادب سکھائے، سیدھا کرے اور مہذب بنائے اور آفات کی موجودگی میں اس میں شیخ بننے کی صلاحیت نہیں - اور ایسی حالت میں اس کا شیخ بننا مریدوں کی راہ میں جو اللہ تک پہنچنا چاہتے ہیں رکاوٹ ڈالنے کا موجب ہو گا -

بائیسواں باب

اقارب و اغیار کے ساتھ اور مالداروں اور فقیروں کے ساتھ میل جول

★

اما الصحبة مع الاخوان فبالايثار والفتوة والصفح عنهم والقيام معهم بشرط الخدمة لايرى لنفسه على احد حقا ولا يطالب احدا بحق ويرى لكل احد عليه حقا ولا يقصر فى القيام بحقهم ومن الصحبة بهم اظهار الموافقة لهم فى جميع مايقولون اويفعلون ويكون أبدا معهم على نفسه ويتاول لهم ويعتذر عنهم ويترك مخالفتهم ومنافرتهم ومجادلتهم ومشادتهم وتبعا حمی

احباب کے ساتھ میل جول بھائیوں اور اپنوں کے ساتھ ایثار وجواں مردی کا سلوک کیا جائے ان کے قصوروں سے درگزر کی جائے ان کی مقدور بھر خدمت کی جائے اور کسی پر اپنا حق نہ سمجھا جائے اور کسی سے اس حق کا مطالبہ نہ کیا جائے بلکہ اپنے اوپر سب کا حق سمجھ لیا جائے اور اس حق کے ادا کرنے میں کوتاہی نہ کی جائے اور سچائی کے ساتھ صحبت رکھنے میں اور ان کے تمام اقوال و افعال میں موافقت کرنے میں فرق نہ آنے دیا جائے اور ہمیشہ ان کا سم خیال رہا جائے اگرچہ خود کو نقصان پہنچ رہا ہو اگر ان کا کوئی عیب دیکھا جائے تو انکی طرف سے کوئی معقول عذر گھڑ کر پیش کر دیا جائے اور انکی مخالفت، جنگ وجدل اور منافرت د

عن عیوبهم فان خالفه احد منهم فی شیء
سلم له ما یقول فی الظاهر و ان کان الامر
عنده بخلاف ما یقوله ینبغی ان و یحفظ ابدا
قلوب الاخوان و یجتنب فعل ما یکرهونه
و ان علم فیه صلاحهم فلا ینطوی لاحد
منهم علی حقد و ان خامر قلب واحد منهم
کراهة له تخلق معه بشیء حتی یزول ذلك
فان لم یزل زاد فی الانسان والتخلق حتی
یزول و ان وجد هو فی قلبه من احد منهم
استیحاشا و اذیة بغیبة او غیرها فلا یظهر
ذلك من نفسه و یری من نفسه خلاف ذلك۔

فصل: واما الصحبة مع الاجانب
فیحفظ السر عنهم و ینظر الیهم بعین الشفقة
والرحمة و ان لیسلم اموالهم الیهم و یستر
علیهم احکام الطریقة و یصبر علی سوء
اخلاقهم و ترك معاشرتهم ما امکنه
و ان لا یعتقد لنفسه علیهم فضیلة و یقول
انهم من اهل السلامة فیتجاوز الله عنهم
و یقول لنفسه انت من اهل المناقشة فتطالبین
بالنقیر والقطمیر والحقیر والکبیر و تحاسبین
علی الکبیر والصغیر و ان الله تعالی یتجاوز
للجاهل ما لا یتجاوز بمثله من العالم
والعوام لا یبالی بهم والخواص علی الخطر۔

فصل: واما الصحبة مع الاغنیاء
فالتعزز علیهم و ترك الطمع فیهم و قطع

مخاصمت سے بچا جائے اور ان کے عیبوں سے اندھا بن جانا چاہیئے اگر ان میں
سے کسی کا کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو بظاہر اس کی بات مان لی جائے اگرچہ
وہ بات اس کے زعم میں خلاف واقعہ ہو مناسب ہے کہ انسان ہمیشہ اپنے
بھائیوں کی دلجوئی کرتا رہے اور ایسی باتوں سے بچتا رہے جو انہیں مکدر کرنے
والی ہوں اگرچہ وہ ان میں اسکی صلاح و فلاح بھی دیکھتا ہو لہٰذا اپنے کسی
بھائی سے بغض و کینہ اور حسد نہ رکھا جائے اگر تمہارے کسی بھائی کے دل میں
تمہاری طرف سے کدورت ہو تو اس سے ایسے اعلیٰ اخلاق سے پیش آؤ کہ
اس کی کدورت زائل ہو جائے اگر تم اپنے کسی بھائی کو اپنے حق میں اذیت
و غیبت کی حالت میں دیکھو تو اسے ظاہر نہ کرو اور اسے یقین دلا دو کہ
مجھے اس سلسلہ میں تمہاری طرف سے کسی قسم کا وہم بھی نہیں۔

★

بیگانوں سے میل جول دوسروں پر اپنا راز ظاہر نہ ہونے دو اور تمام لوگوں
کو محبت و پیار کی نگاہ سے دیکھو اور ان کے ذاتی احوال کی کرید نہ کرو انہیں
پر چھوڑ دو اور ان سے طریقت کے مسائل چھپاؤ اور مقدور بھر انکی بداخلاقی
اور ترک معاشرت پر صبر کرو اور یہ خیال نہ کرو کہ مجھے ان پر برتری حاصل ہے
بلکہ انہیں عیوب سے صحیح و سالم سمجھو اور دعا کرو کہ حق تعالیٰ ان کے گناہوں سے
درگزر فرمائے اور اپنے آپ کو خیال کرو کہ میری سخت پکڑ ہونے
والی ہے اور مجھ سے ہر چھوٹے بڑے اور معمولی اور عظیم گناہوں کی
باز پرس کی جانے والی ہے اور ذرہ ذرہ کا حساب لیا جانے والا ہے
اور یقین کر لو کہ حق تعالیٰ جاہلوں سے جن گناہوں سے درگزر فرمائے گا
ان سے عالموں سے درگزر نہیں فرمائے گا۔ عوام پریشان نہ ہوں
اور خواص کل کے لئے اپنی نجات کی زیادہ سے زیادہ فکر کریں۔

★

مالداروں سے میل جول مالداروں سے بلا کسی طمع کے ان کی
خیر خواہی کے لئے ملو جلو اور حرص و لالچ کو دل سے بالکل نکال دو اور

الامل مما فی ایدیھم و اخراج جمیعھم من قلبک وحفظ دینک من التضعضع لھم لزلالھم کما جاء فی الحدیث وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من تضعضع لغنی لاجل ما فی یدیہ ذھب ثلثا دینہ نعوذ باللہ من فعل ینقص بہ الدین وصحبۃ اقوام ینثلم بھم الدین وتنقطع عراہ ویطفیء نور الایمان شعاع اموالھم وبریق دنیاھم کما جاء فی الحدیث غیر انک اذا ابتلیت بصحبتھم فی سیر او سفر او مسجد او رباط مجمع فحسن الخلق اولی ما یستعمل وھو حکم عام شامل فی صحبۃ الاغنیاء والفقراء فلا ینبغی لک ان تعتقد لنفسک فضیلۃ علیھم بل تعتقد ان جمیع الخلق خیر منک لتتخلص من الکبر ولا تطلب لنفسک فضیلۃ الفقر ولا تعتقد لھا خطرا فی الدنیا ولا فی الآخرۃ ولا تری لھا قدرا ولا وزنا کما قیل من جعل لنفسہ قدرا فلا قدر لہ ومن جعل لہ وزنا فلا وزن لہ فادب الغنی بالاحسان الی الفقیر وھو اخراج المال من کیسہ الیہ ویکون فارغا من مالہ متخلفا فیہ غیر متملک لہ وادب الفقیر اخراج الغنی من قلبہ ویکون قلبہ فارغا من الغنی ومالہ بل من الدنیا والآخرۃ اجمع ولا یجعل لشیء من الاشیاء فی قلبہ موطنا ومدخلا بل یتصفی من ذلک

ان کے مال سے بالکل ناامید ہو جاؤ اور ان کے تحفے تحائف کے لالچ سے دین کے خلاف ان کی ہاں میں ہاں نہ ملاؤ اور اپنے دین کا تحفظ برقرار رکھو جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ سرور کائنات علیہ الصلوٰت والتسلیمات نے فرمایا کہ جو مال کسی امیر کے سامنے گرے اس کا دو تہائی دین ختم ہو جاتا ہے لہٰذا ایسے فعل سے جو دین کے دو حصے گھٹا دے اور ان لوگوں کی صحبت سے جن سے دین میں چھید ہو جائیں اور اس کا کڑا لوٹ جائے اور جن کی دولت اور دنیوی چمک دمک سے نور ایمان بجھ کر رہ جائے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی باتوں سے بچائے آمین، حدیثوں میں بھی اسی طرح آتا ہے تاہم اگر تم کو راستہ میں یا سفر میں، یا مسجد میں، یا خانقاہ و سرائے میں یا کسی اجتماع میں ان سے ملنے کا اتفاق ہو جائے تو ان کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ کیونکہ حسن اخلاق سے پیش آنا ایک عام حکم ہے اور اسے ہر ایک کے ساتھ برتنا چاہیئے خواہ امیر ہو یا فقیر اور یگانہ ہو یا بیگانہ یہ مومنوں کی شان نہیں کہ دوسروں کے مقابلہ میں خود کو برتر خیال کریں بلکہ ہمیں یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ ہم سے سب اچھے ہیں تاکہ غرور کی بو نہ آنے پائے یہ خیال نہ کرو کہ ہمیں فقر کی فضیلت حاصل ہے اور ترک دنیا کو دنیا اور آخرت میں ایک معمولی شے سمجھو اسے زیادہ اہمیت نہ دو ایک مثل مشہور ہے کہ جو خود اپنی قدر و منزلت سمجھے اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں اور جو اپنے آپکو بھاری سمجھے وہ ہلکا ہے غنی کا فرض ہے کہ اپنے مال سے فقیر کے ساتھ احسان کرے یعنی تھیلی کا منہ کھول کر مستحق فقراء کو دے اور تھیلی کو اللہ کی راہ میں خالی کر دے کیونکہ مال اللہ تعالیٰ کا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے کچھ دنوں کے لئے اس مال کا خزانچی بنا دیا ہے اور فقیر کا فرض ہے کہ امیر کی طرف سے اپنے دل میں ذرا سا بھی لالچ نہ رکھے اور امیر اور اس کے مال سے اس کا دل بالکل خالی رہے بلکہ تمام دنیا اور آخرت سے بھی اور اپنے دل میں کسی چیز کو جگہ نہ دے اور کسی چیز کو

كله ويخلو منه ثم يترتب امتلاءه بربه عزوجل فلا يكون لغيره وجود ولا له حول ولا قوة فيانتيه عند ذلك فضل الله عزوجل فحينئذ يحصل به عزوجل من غير تعب ولا هم۔

فصل : واما الصحبة مع الفقراء فبايثارهم وتقديمهم على نفسك فى الماكول والمشروب والملبوس والملذوذ والمجالس وكل شیء نفيس وترى نفسك دونهم ولا ترى لها عليهم فضلا فى شیء من الاشياء البتة عن ابى سعد بن احمد بن عيسىٰ قال صحبت الفقراء ثلاثين سنة ولم يجر بينى وبينهم كلام قط تاذوا به ولا جرى بينى وبينهم منافرة استوحشوا منها قيل له كيف ذلك قال لانى كنت معهم على نفسى ابدا واذا دخلت عليهم ادخلت عليهم سرورا ورفقا واستعملت معهم خلق هدية وادبا وسببا من الاسباب فلا ترى بذلك لك عليهم فضلا بل تتقلد منهم منة فى قبولهم ذلك منك واحذر ان تمن عليهم بذلك اوتراه منك بل اشكر الله عزوجل على ما اولاك من توفيقه على تيسير ذلك وجعلك له اهلا لخدمة اهله وخاصته واحبابه فان الفقراء الصالحين هم اهل الله وخاصته كما قال النبى صلى الله عليه وسلم اهل القرآن هم اهل الله وخاصته فاهل القرآن من يعمل بالقرآن وما من يقرأ

جگہ نہ دے اور کسی چیز کو گھسنے نہ دے کہ وہ دل میں جڑ پکڑ سکے اور دل کو ہر چیز سے پاک وصاف اور خالی رکھے اور انتظار و کوشش کرے کہ یہ اللہ کا گھر ہے اسی کی معرفت کے انوار سے بھر جائے غیر اللہ کا اس میں وجود تو وجود گزر کبھی نہ ہونے پائے اور نہ غیر اللہ کا اس میں رسوخ وجماؤ ہو اس صورت میں حق تعالیٰ کا فضل وکرم بلا محنت ومشقت کے شامل حال ہوگا واللہ ہو الموفق۔

فقراء کے ساتھ میل جول

فقراء کو کھانے پینے میں، لباس میں، تمام لذتوں اور مجلسوں میں اور ہر نفیس وعمدہ چیز میں ترجیح دو اور اپنے آپ کو ان سے حقیر وادنیٰ سمجھو اور اپنے کو ان سے کسی چیز میں بھی افضل نہ سمجھو۔

ابوسعد، احمد بن عیسیٰ :۔ میں تیس سال تک فقراء کی صحبت میں رہا کبھی میری ان سے رنجش نہیں ہوئی اور میرے اور ان کے درمیان کبھی کوئی ایسی بات پیش نہیں آئی کہ اس سے ان کا دل دکھے اور نہ کبھی بیزاری ونفرت کی نوبت آئی لوگوں نے پوچھا : کیسے ؟ بولے : اس لئے کہ میں انکی صحبت میں رہ کر ہمیشہ اپنے اوپر ہی بدگمان رہا جب میں ان کے پاس جاتا تو سرور وپیار اور نرمی کی حالت میں جاتا اور اخلاق کے ساتھ ان کے ساتھ مل کر کام کرتا اور ادب کے اور ہدیہ کے اور کسی دنیوی یا دینی سبب کے ماتحت جاتا۔ لہٰذا ان تمام باتوں میں اپنے کو فقراء سے افضل نہ سمجھو بلکہ ان کا احسان مانو کہ انہوں نے تمہارا ہدیہ قبول فرمالیا خبردار ان پر اپنا احسان نہ جتانا کہ ہم نے تمہارے ساتھ یہ یہ سلوک کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم کو توفیق دے کر ان کے ساتھ فلاں فلاں سلوک تمہارے لئے آسان بنادیا اور تم کو اپنے خواص، اولیاء اور مقرب بندوں کی خدمات کا اہل بنایا کیونکہ صالح فقراء اللہ والے اور اسکے خاص بندے ہوتے ہیں جیسا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل قرآن ہی اللہ والے اور اس کے خاص بندے ہیں۔ اہل قرآن، قرآن پر عمل کرنیوالے ہیں قرآن کو بلا عمل کے پڑھنے والے اہل قرآن نہیں نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ

بلا عمل فليس من اهله قال النبي صلى الله
عليه وسلم ما آمن بالقرآن من استحل
محارمه فالمنة لمن يقبل منك العطية لا لك۔

(ومن آداب) الصحبة مع الفقراء أن لا
تحوجهم الى مسألتك وان اتفق فاستقرض
الفقير منك شيئا فتقرضه في الظاهر ثم تبرئه
منه في الباطن وتخبره عن قريب بذلك ولا
تبدأه بالعطاء على وجه الصلة لئلا يتحشم
بحمل المنة منك بذلك ومن الادب معهم
مراعاة قلبه بتعجيل مراده دون تنغيص
الوقت عليه بطول الانتظار لان الفقير ابن
وقته كما ورد ابن آدم ابن يومه وليس له
وقت الانتظار المستقبل ومن الادب معهم
انك اذا علمت انه ذو عيال وصبيان فلا
تفرده بالارتفاق معه بل تتخلق معه بقدر
ما يتسع له ولمن يشتغل به قلبه ومن الادب
معهم الصبر على ما يذكر الفقير من حاله
وان تتلقاه في حال ما يخاطبك بوجه طلق
مستبشر ولا تتلقاه بالعبوس ولا بالنظر الشزر
ولا بالكلام الوحش واذا طالبك بما لا يحضر
في الوقت فاصرفه بالوجه الجميل الى مساعدة
الامكان ولا توحشه بياس الرد على الجزم لئلا
يعود بحشمة الاخفاق وعدم الاصابة بحاجته
عندك والندم على انشاء سؤاله اليك حسيرا
وربما يغلب عليه طبعه وتستولى عليه نفسه

اس کا قرآن پر ایمان نہیں جو قرآن کے حرام کو حلال سمجھتا ہو لہٰذا اس کا
شکر ادا کرو جو تم سے تمہارا عطیہ قبول کر لے تمہارا اس پر کیا احسان؟

آداب فقراء میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ تم فقراء کو سوال کی نوبت
ہی نہ آنے دو اور بلا سوال کے ان کی ضرورتیں پوری کرو اگر اتفاق سے
کوئی فقیر تم سے قرض مانگے تو ظاہر میں تو اسے قرض دیدو مگر دل میں
یہ سوچ لو کہ میں نے اسے قرض نہیں دیا بلکہ ہدیہ دیا ہے اور نہ مستقبل
قریب میں اسے اپنے اس ارادے سے خبردار کرو کہ میں نے بطور حسن سلوک
کے آپکی خدمت کی ہے تاکہ تمہارے احسان کا بار اس کے کمزور کندھوں
پر نہ پڑے جس سے اسے تکلیف ہو اور ان کے ساتھ ایک ادب یہ بھی ہے
کہ ان کی دلجوئی کے لئے فوراً ان کی مراد پوری کرو دیر لگا کر انکی طبیعت
کو مکدر نہ کرو کیونکہ فقیر فرزند وقت ہے جیسا کہ منقول ہے کہ فرزند آدم
ابن الوقت ہے اس کے پاس انتظار کے لئے مستقبل میں وقت نہیں ہوتا
ان کے ساتھ ایک ادب یہ بھی ہے کہ اگر تم کو معلوم ہو کہ فلاں
فقیر بچوں والا ہے تو صرف اس کے ساتھ سلوک نہ کرو بلکہ سلوک میں
اس کے بچوں کا بھی خیال رکھو اور اتنا دو کہ سب کے لئے فراخی ہو جائے تاکہ
وہ فارغ البال ہو کر اللہ اللہ میں مشغول رہے ایک ادب یہ بھی ہے کہ اگر کوئی
فقیر اپنا حال تم سے بیان کرے تو اسے صبر و تحمل کے ساتھ سنو اور اثنائے گفتگو
میں اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آؤ ترش روئی اور الٹی سیدھی
نگاہوں سے اسے نہ دیکھو اور نہ اس سے نفرت انگیز باتیں کرو اگر کوئی فقیر
تم سے کچھ سوال کرے اور اس وقت تمہارے پاس دینے کے لئے کچھ نہ ہو
تو اسے خندہ پیشانی سے محبت و پیار کے لہجہ میں جواب دو کہ افسوس اس
وقت میں مجبور ہوں اور آپ کی خدمت کرنے پر قادر نہیں ہاں حالات سازگار
ہونے پر انشاء اللہ میں آپ کی ضرور اعانت کرونگا اور اسے مایوس و
ناامید بنا کر غمزدہ نہ پھیرو تاکہ وہ شرم و ندامت کی وجہ سے تمہارے
پاس پھر نہ آئے کیونکہ تم نے اس کی ضرورت پوری نہیں کی تھی اور اسے

فيظهر عليه الجهل بحاله والسخط عليك والاعتراض
على الرب عز وجل فيما قسم له من الفاقة الى
الخلق والتبذل لهم فيعمى قلبه وينطفىء نور
ايمانه فكنت انت مؤاخذا بذلك كله اذا
كنت سببا لثوران ذلك من قلبه بترك الادب
فى رده وربما حجب الينا عن الثواب والمعارف
والعلوم والمصالح المدفونة فى سواله للخلق
التى لو صبر واحسن الادب ظهرت وارتحل
السوال للخلق وحصل غنى اليد والقلب و
البيت وجاءته عساكر فضل الله وآلائه
ونعمائه ودلته بين الرأفة والرحمة والراحة
والرعاية وتحقق فيه قوله عز وجل وهو
يتولى الصالحين وجعل مصانا مغارا عليه وهو
غنى عن الاشياء بخالقها وتاتيه الاشياء
وهو لا ياتيها يقصده القاصدون فيتالون
من انواره وسره ويطيبون بطيبه وهو لا
يشعر بهم فى غيب عنهم مشغول بمولاه
وجاذبه الذى جذبه اليه والقذه من
ظلمات مخالطة الخلق وموافقة النفس و
متابعة الهوى والتقيد بارادة الاشياء دنيا و
اخرى ان اصحاب الجنة اليوم فى شُغُلٍ فاكهون
اهل الجنة لما باعوا فى الدنيا انفسهم واموالهم
لربهم عز وجل بالجنة كما قال جل وعلا
ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم و
اموالهم بان لهم الجنة وصبروا على

افسوس تھا کہ میرا راز بھی ظاہر ہوا اور کام بھی نہ بنا بسا اوقات فقیر
کی طبیعت اس پر غالب آجاتی ہے اور اس کا نفس اس پر مسلط ہو جاتا ہے
اور اس کے حال پر جہالت کا زور ہوتا ہے تو اسے تم پر بھی غصہ آجاتا
ہے اور وہ حق تعالیٰ شانہٗ پر بھی اعتراض کر بیٹھتا ہے کہ اس نے اس
کے مقدر میں ایسا کیوں لکھا کہ وہ دوسرے کے پاس اپنی حاجت لے
جائے اور وہ اپنی نعمتوں کو دوسروں سے کیوں دلواتا ہے؟ براہِ راست
کیوں نہیں دیتا؟ یہ صورت حال اس کا دل اندھا بنا دیتی ہے اور
اس کے ایمان کا نور بجھ کر رہ جاتا ہے لہٰذا تم سے پہلے اسکی بازپرس
کی جائیگی کیونکہ تم ہی اسے لوٹا کر اس بدگمانی اور بے ادبی کا سبب بنے
بسا اوقات یہ فقیر، ثواب، معارف، علوم اور مصالح سے جو اس
کے سوال میں رکھے گئے ہیں محجوب ہو جاتا ہے کیونکہ اگر وہ صبر کرتا،
لوگوں سے سوال نہ کرتا اور بے ادبی اختیار نہ کرتا تو ساری برکتیں
اسے حاصل ہوتیں تو اس کا ہاتھ، دل اور گھر سب تونگر ہو جاتے
اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے اور احسانات و انعامات کے لشکر
آجاتے اور محبت و پیار اور رعایت و راحت کا ہالہ تھا اس کے سر
پر ہوتا اور اس پر یہ آیت چسپاں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ صلحاء کا متولی
ہے اور اسے محفوظ اور غیرت دلایا گیا بنا دیا جاتا اور خالق کائنات
کی مدد سے وہ تمام چیزوں سے بے نیاز کر دیا جاتا دنیا اس کے پیچھے
پیچھے ہوتی اور وہ دنیا کو دیکھتا بھی نہیں آنیوالے اس کے پاس آتے
اس کے انوار و اسرار سے مستفیض ہوتے اور اس کی خوشبو سے اپنے
دماغ معطر کرتے اور اسے ان کی خبر بھی نہ ہوتی اور ان سے غائب رہ کر
اپنے آقا کے ذکر میں مشغول رہتا اور اس میں وہی جذبہ کارفرما رہتا
جو اسے اللہ کی طرف کھینچ کر لایا ہے اور دنیوی آمیزش کے اندھیروں
سے اسے بچا لیتا اور نفس کی موافقت، ہویٰ کی اطاعت اور
دنیوی اور اخروی اشیاء کی خواہش سے نجات بخش ثابت ہوتا حق تعالےٰ

الافلاس فی الدنیا وردوا التصرف فی الانفس والاموال والاولاد الی ربھم عزوجل و سلموا الکل الیہ جل جلالہ سوی الاوامر والنواھی وامتثلوا الاوامر وانتھوا عن النواھی وسلموا فی المقدور وتحرزوا من الخلیقۃ وتجوھروا عن الارادۃ والامانی والھمم فی الجملۃ ادخلھم الجنۃ نشغلھم بما لاعین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر کما قال جل وعلا ان اصحاب الجنۃ الیوم فی شغل فاکھون فھکذا الفقیر اذا فعل ذلك فی الدنیا وتحقق بظاھر القرآن حصول الجنۃ لہ باع حینئذ الجنۃ بربہ عزوجل وطلب الجار قبل الدار کما قالت رابعۃ العدویۃ رحمھا اللہ الجار قبل الدار وکما قال اللہ عزوجل یریدون وجھہ وکما قال اللہ عزوجل فی بعض کتبہ السالفۃ اود الاوداء الی عبد عبدنی لغیر نوال لیعطی الربوبیۃ حقھا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لولم یخلق اللہ تعالیٰ الجنۃ والنار ماکان احد یعبدہ وقول علی رضی اللہ عنہ لولم یخلق اللہ الجنۃ ولا النار ماکان اھلا ان یعبد قال عزوجل ھو اھل التقوی و اھل المغفرۃ فاذا اتصف الفقیر بھذہ الصفۃ وتحقق افلاسہ عن سوی مولاہ و تنظف قلبہ عن التعلق بالاشیاء وفنی عنھا وصار مریدا

نے فرمایا: بلاشبہ آج جنت والے اپنے اپنے شغل میں لُطف اٹھا رہے ہیں۔

چونکہ جنت والوں نے دنیا میں اپنی جانیں اور مال دیکر جنت خرید لی تھی جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یقین مانو اللہ تعالیٰ نے جنت کے عوض مومنوں سے انکی جانیں اور مال خرید لئے ہیں اور انہوں نے دنیا میں فقر و فاقہ پر صبر کیا تھا اور اپنی جانیں، مال اور اولاد اللہ کے تصرف میں دے دی تھیں اور اپنی ہر چیز اللہ جل جلالہ کے حوالہ کر دی تھی اور اللہ کے فرامین و محرمات پر سرگرم عمل رہتے تھے اور خوشی خوشی اللہ کے احکام بجالاتے تھے اور ممانعتوں سے باز رہتے تھے اور خود کو تقدیر کے حوالہ کر دیا تھا اور مخلوق سے علیحدہ ہو کر خلوت میں اللہ اللہ کیا کرتے تھے اور ارادوں، آرزؤں اور خواہشوں سے بالکل دستبردار رہا کرتے تھے اس لئے اللہ تعالےٰ نے انہیں جنت میں داخل فرما کر انہیں ایسی ایسی نعمتوں میں مشغول فرما دیا جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ وہ کسی انسان کے دل میں گزریں اسی بنا پر حق تعالےٰ نے فرمایا کہ آج جنت والے اپنے اشغال میں رہ کر ان سے لطف اٹھا رہے ہیں اسی طرح اگر فقیر اسی طرح دنیا میں زندگی بسر کرے تو بظاہر قرآن جنت کا مستحق ہو جاتا ہے اس نے بھی اپنے مالک سے جنت کا سودا کر لیا ہے اور آخرت کے گھر سے پہلے اللہ کا پڑوس ڈھونڈھ لیا ہے جیسا کہ رابعہ عدویہ فرماتی ہیں کہ پڑوس گھر سے پہلے ہے اور جس طرح حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ وہ اللہ کی رضا ڈھونڈتے ہیں اور حق تعالیٰ نے کسی الہامی کتاب میں فرمایا کہ مجھے سب سے زیادہ پیارا وہ بندہ ہے جو بلا بخشش کے میری عبادت میں مشغول رہتا ہے تاکہ میری ربوبیت کا حق ادا کرے نبی اکرم صلعم نے فرمایا اگر اللہ تعالےٰ جنت وجہنم پیدا نہ فرماتا تو کوئی اللہ کی عبادت کرنیوالا نہ ہوتا۔ حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں اگر حق تعالیٰ سبحانہ جنت وجہنم پیدا نہ فرماتا تو کیا وہ عبادت کئے جانے کا اہل نہ تھا (ضرور تھا مگر لوگ اسکی عبادت نہ کرتے)

حقا وغاب عما سوی ربه عزوجل کان حقیقا
علی کرم الله ان یتولاه ویبل لله وبنعمه فی
الدنیا الی حین اللقاء ثم یزیده علی ذلك
ویجد علیه انواع الخلع والانوار والنعیم والحیاۃ
الطیبة والقرب علی ما اعد واخبر لاولیائه
واحبابه بقوله عزوجل فلا تعلم نفس ما اخفی
لهم من قرة اعین جزاء بما کانوا یعملون و
قول النبی صلی الله علیه وسلم یقول الله عزو
جل اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین
رأت ولا أذن سمعت ولا خطر علی قلب
بشر ثم یقول ابو هریرة رضی الله عنه اقرءوا
ان شئتم فلا تعلم نفس ما اخفی لهم
من قرة اعین الآیة فان رددت الفقیر
الید الغنی القلب الممتثل لامر مولاه فی
اخباره لك عن حاله لاجل عیاله او نفسه
طائعا لربه عزوجل فی ذلك خائفا له
ولم یترك سؤالك اذ کلفه الله ذلك و
ابتلاه به قال الله عزوجل وجعلنا بعضکم
لبعض فتنة اتصبرون وهی حالة لا تدوم
بل تنقضی عن قریب وینقل الی ما قسم له
من الغنی والعز الدائم بقرب مولاه و
اعطائه عاقبك الله یا غنی الید فقیر
القلب الجاهل بنفسه وبربه ومنشئه
ومنتهاه بان یسلب الغنی عن یدك
فتصیر فقیر الید کما کنت فقیر القلب

حق تعالٰے نے فرمایا: اللہ تقوے والا اور بخشش والا ہے پھر جب
کوئی فقیر مذکورہ بالا صفت سے متصف ہو اور اپنے مالک حقیقی کے
سوا سب سے اس کا افلاس ثابت ہو اور دنیا کی چیزوں کے تعلق
سے اس کا دل صاف ہو اور تمام چیزوں سے اپنا دل مار لے اور سچا
اور مخلص اللہ کا طالب بن جائے اور اپنے پروردگار کے ماسوی
سے گم ہو جائے تو حق تعالیٰ کی بزرگی کا حق ہے کہ وہ اس کا متولی ہو
اور اس کا ناز بردار ہو اور ملاقات کے وقت تک اسے آرام سے
نعمتوں میں رکھے پھر اس پر مزید نعمتوں کی بارش فرمائے اور گوناگوں
جوڑوں، انوار، نعمتوں، پاکیزہ زندگی اور قرب سے نوازے جو
اس نے اپنے اولیاء اور احباب کے لئے تیار کر رکھی ہیں اور ان کا
ان سے وعدہ فرما لیا ہے چنانچہ فرمایا کسی کو معلوم جو ان کے لئے
آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی نعمتیں چھپا کر ان کے عملوں کے صلے
میں رکھی گئی ہیں اور نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے
کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار کی ہیں جن کو نہ آنکھوں
نے دیکھا نہ کانوں نے سُنا اور نہ کسی بشر کے دل میں کھٹکیں پھر حضرت
ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اگر چاہو تو فلا تعلم نفس الخ پڑھ لو۔

اگر تم اسے جو ہاتھ کا فقیر اور دل کا امیر ہے اور تم پر اپنا حال ظاہر
کر کے اپنے مالک کے حکم کی تعمیل کر رہا ہے کہ اسے اپنے بچوں کے لئے
یا خود اپنی ذات کے لئے رب العالمین کا فرمانبردار رہ کر سوال کرنا پڑ
رہا ہے اس لئے کہ اگر سوال نہ کرے تو اسے رب کی نافرمانی کا خوف ہے
کیونکہ اللہ ہی نے اسے سوال پر مجبور کیا ہے اور اس کے ذریعہ اسے آزمایا
ہے حق تعالیٰ نے فرمایا: اور ہم نے تمہارے بعض کو بعض کے لئے فتنہ
بنایا ہے کہ آیا تم صبر کرو گے یا نہیں۔ علاوہ ازیں یہ ناداری کی حالت
مستقبل قریب میں رہنے والی نہیں بلکہ ایسی مالداری اور دائمی عزت سے
بدل جانے والی ہے جو قسام ازل نے اپنے فقراء کے لئے لکھ دی ہے اور

فتكون ابدا فقيرا الى الاشياء فلا تشبع
منها حريصا عليها طالبا لها معذبا فى
ارادتها وتحصيلها وهى غير مقسومة
لك كما قيل ان من اشد العقوبات طلب
ما لا يقسم الا ان يتغمدك الله برحمته
فينبهك لذنبك فتستغفره وتتوب اليه
من ذلك وتعترف بتفريطك ويتوب عليك
ويغفر لك ذلك فتب الى الله وهو ارحم
الراحمين غفور رحيم۔

(فصل): فى آداب الفقير فى فقره

فينبغى للفقير ان تكون شفقته على فقره
كشفقة الغنى على غناه فكما ان الغنى
يفعل كل شئ ويجتهد حتى لا يزول غناه
فكذلك ينبغى للفقير أن يفعل مثل ذلك حتى
لا يزول فقره فلا يسال الله عزوجل زوال
فقره الى غناه او يتعرض بالمعايش والاكتساب
والاسباب للاستغناء والتكثر بالمال لا لعيال
وعفة النفس عند الضيقة ومن شرط الفقير أن
يقف مع كفايته ولا ياخذ فوقها ويكون
اخذه لذلك القدر امتثالا لامر الله تعالىٰ
وخوفا من الوقوع فى اثم قتل النفس قال الله
عزوجل ولا تقتلوا انفسكم ان الله كان
بكم رحيما لان منعه لنفسه حقها حرام
وهو القوت من الطعام والشراب والكسوة
والقدر الذى تقوم به البنية ولا يضعف

جو مولیٰ کے تقرب و بخشش کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے) خالی ہاتھ لوٹا
دوگے تو اے ہاتھوں کے مالدارو، دلوں کے فقیرو، اپنی ذاتوں سے اور
اپنے رب بیگانو اور اپنے آغاز و انجام سے بے خبرو! حق تعالٰے
تم کو سزا دیگا اور تمہارے ہاتھوں سے دولت چھین لے گا اور تم
جیسے دلوں کے فقیر ہو، ہاتھوں کے بھی فقیر بن جاؤ گے اور ہمیشہ چیزوں
کے محتاج و فقیر رہو گے اور ان سے کبھی تمہارا پیٹ نہیں بھرے گا۔
چیزوں پر حریص رہوگے انکے طالب رہوگے ان کے حاصل کرنے اور
قبضہ کرنے کی پریشانیوں میں مبتلا رہوگے حالانکہ وہ چیزیں تمہاری
قسمت میں نہ ہوں گی جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ سب سے بڑا عذاب غیر مقدر
چیز کا طلب کرنا ہے ہاں یہ دوسری بات ہے کہ حق تعالیٰ تم کو اپنی رحمت
میں ڈھانپ لے اور تم کو تمہارے گناہوں پر توجہ دلادے اور
تم توبہ اور دعائے مغفرت کرلو اور اپنی کوتاہیوں کا اقرار کرلو اور حق تعالٰے
اپنی نوازش سے تم پر رجوع فرمالے اور تمہارے گناہ بخشدے آؤ ہم
سب مل کر اپنے گناہوں پر روئیں دھوئیں اور حق تعالیٰ سے رحم کی
درخواست کریں بلاشبہ وہ بڑا بخشنے والا اور انتہائی مہربان ہے اور
ارحم الراحمین ہے۔

حالت فقر میں فقیر کے آداب | فقیر کا فرض ہے کہ وہ اپنے فقر
پر ترس کھاکر اس کا تحفظ کرے جیسے مالدار ترس کھاکر اپنی دولت
کا تحفظ کرتا ہے جیسے مالدار اپنی دولت کے تحفظ کے لئے ہر طرح کے
جتن کرتا ہے کہ اسکی دولت ضائع نہ ہو اسی طرح فقیر کو اپنے فقر کے
لیے ہر قسم کی دوڑ دھوپ کرنا ضروری ہے تاکہ اس کا فقر باقی رہے اور
زائل نہ ہو ایسا نہ ہو کہ فقیر حق تعالیٰ سے یہ دعا کر بیٹھے کہ یا اللہ میرا فقر
دور کرکے مجھے مالدار بنادے یا مالدار بننے کے لئے یا دولت کی کثرت
کے لئے کمائیوں دھندوں اور اسباب معاش کی تلاش کرنے لگے
ہاں اگر اپنے بچوں کے لئے اور حالت تنگی میں اپنے نفس کو سوال سے

عن اداء الاوامر من الاتیان بشرائط الصلاۃ
وارکانها وواجباتها وکل واجب ویترك
ما هو حظها فان کانت قسمته فتساق
الیه من غیر ان یکون هو فیه بل یفعل اللہ
عزوجل فلا یتعرض للحظ ابدا الا ان یکون
مریضا فیوصف له شیء من الحظوظ فیتناوله
علی وجه التداوی فیصیر الحظ حینئذ حقا
فی حال مرضه کالقوت فی حال صحته وینبغی
ان یکون استلذاذه بفقره اکثر من
استلذاذ الغنی بوجود غناه وینبغی له ان
یؤثر ذله وخموله وعدم قبول الناس له
وقصدهم الیه وازدحامهم لدیه ومن
شرطه ان یکون قلبه اقوی بصفاء الحال
عند خلو یده من المال فکلما قل الفتوح کثر
طیب قلبه وقوته ونوره وازداد فرحه
بشعار الصالحین واما اذا اظلم ذلك قلبه
واوحشه واسخطه علی ربه فلیعلم انه
مفتون قد احدث فی فقره ذنبا عظیما فلیتب
الی اللہ عزوجل ویستغفره ویجلد الی التفتیش
والتنقیر ولوم النفس ومن حق الفقیر ان یکون
کلما کثر عیاله کان قلبه فی باب امر
الرزق اسکن وبربه اوثق یمتثل امر ربه
فی الکسب لهم فی الظاهر ویسکن الی وعد
ربه فی الباطن ویقطع بان لهم رزقا عند اللہ
قد وعد به وقدره وهو سائقه الیهم

بچانے کے لئے بقدر ضرورت حلال پیشہ اختیار کر لیا جائے تو خیر۔ فقیر
کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ بقدر کفایت حاصل کرے اور اس سے زیادہ
کسی حال میں بھی حاصل نہ کرے اور اس مقدار کو حاصل کرنا بھی اللہ
کے حکم کی تعمیل کے لئے اور خودکشی میں پڑنے کے ڈر سے ہو حق تعالیٰ
جل مجدہ نے فرمایا: اپنی جانوں کو قتل مت کرو، دیکھو اللہ تم پر بڑا
ہی مہربان ہے کیونکہ نفس کو اس کے حق سے روکنا حرام ہے اور
نفس کا حق بقدر سد رمق طعام وشراب، لباس اور بقدر ضرورت
ادویات ہیں اور فرائض ادا کرنے میں سستی نہ کرے یعنی نمازوں کا
مع انکی شرائط وارکان اور واجبات کے ان کے اوقات میں پابند
رہے کیونکہ یہ واجب ہے البتہ نفسانی لذتوں کو چھوڑ دو اگر لذتیں
قسمت میں ہونگی تو بلا تکلیف وتکلف کے حاصل ہو جائیں گی
بلکہ حق تعالیٰ ان کے خود بخود اسباب پیدا فرما دیگا اس لئے ہرگز ہرگز
نفسانی لذت کے درپے نہ ہو ہاں اگر بیمار رہے اور حکیم اسے کوئی
لذت والی چیز بتا دیتا ہے تو بطور دوا کے اسے استعمال کر لے
اس لئے کہ حالت مرض میں یہ نفس کا حق ہے جیسے حالت صحت میں
نفس کا حق بقدر سد رمق روٹی ہے۔ فقیر کو لائق ہے کہ اسے
فقر سے ایسی لذت آئے جو دولت سے امیر کی لذت سے کہیں زیادہ
ہو۔ اور اسے مناسب ہے کہ اپنی پستی کو، گمنامی کو، لوگوں میں
عدم مقبولیت کو اور اپنے پاس لوگوں کے نہ آنے جانے کو
ترجیح دے۔ فقیر کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس کا دل حال کی صفائی
کی وجہ سے قوی رہے اگرچہ اس کا ہاتھ مال سے خالی ہو اور جوں
جوں فقر و فاقہ میں اضافہ ہو اسی نسبت سے شرح صدر وصفائی
قلب میں اضافہ ہو اور صلحاء کا جیسا شعار ہے قوت قلب
و نور ایمان میں زیادتی ہو اور مسرت وفرحت بھی بڑھ جائے
لیکن اگر مفلسی کا خیال اسکے دل کو تاریک کر دے، اسے وحشت میں

علی یدہ او بید غیرہ فلیمتنع من الوسط ولا یکون فضولیا فیدخل بین الخلق وخالقهم بل یمتثل الامر فیهم ولا یعترض ولا یسخط ولا یتهم الرب ولا یشك فی وعدہ ولا یشکو الی احد بل یکون شکواہ الی ربه وانزال حاجته به عزوجل وکلامه وسواله له عزوجل فی توفیقه بالصبر واداء الامر فی حقهم والرضا بما قضی علیهم باضافتهم والزامه له مؤنتهم ویساله تسهیل رزقهم وتیسیرہ فهو قریب مجیب انما یبتلی عبدہ لیردہ بالبلیة الیه عزوجل لانه یحب الملحین له بالسؤال لان بالسوال یتمیز الرب من المربوب والسید من العبد والغنی من الفقیر ویخرج العبد من الکبر والاستنکاف والتعظیم والنخوة الی التواضع والذلة والافتقار فاذا تحقق ذلك من العبد تحققت الاجابة سریعا عاجلا مع ما یدخر له من الثواب فی العقبی۔

ومن آدابه ان لا یکون له هم فی الوقت المستقبل بل یکون بحکم وقته لا یطلع للوقت الثانی بل یحفظ الحال وحدودها وشرائطها وآدابها مطرقا غاضا عما سواها لا اعلی منها ولا دونها ولا لیشرہ الی حال غیرہ وربما کان هلاکه فیها وهی لاهلها سلامة ونعمة کالاغذیة من الاغذیة ما یزید لشخص عافیة ولآخر سقما وبلاء فلا ینبغی

ڈال دے اور مالک سے ناراض کر دے تو اسے یقین کر لینا چاہیئے کہ میں فتنہ میں مبتلا ہوں اور حالت فقر میں ایک عظیم گناہ کر بیٹھا ہوں اس لئے حق تعالیٰ سے پر خلوص توبہ کرنی چاہیئے اور معافی کی دعا مانگنی چاہیئے اور اس گناہ کی جستجو اور کرید کرے اور اپنے نفس کو ملامت کرے اگر کسی فقیر کے بچے زیادہ ہوں تو فقیر کی شان یہ ہے کہ اس کا دل انکی روزی کے بارے میں پر سکون رہے اور اپنے رب پر بھروسہ رکھے اور اپنے مالک کے حکم کی تعمیل کے بظاہر کوئی پیشہ اختیار کرلے اور باطن میں اپنے رب کے وعدے پر مطمئن رہے اور پورا پورا یقین رکھے کہ میرے بچوں کے رزق کی ضمانت اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور انہیں ان کے مقدر کا رزق یقیناً ملے گا خواہ انہیں میرے ہاتھ سے ملے یا کسی اور کے ذریعہ ملے اس لئے خود کو درمیان سے ہٹالے اور مخلوق و خالق کے درمیان بے ہودہ کوشش سے باز آجائے بلکہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم بجالائے اور رب پر نکتہ چینی نہ کرے نہ اس پر ناراض ہو اور نہ اس پر الزام لگائے اور اسکے وعدے میں شک نہ کرے اور کسی سے اس کا شکوہ نہ کرے ہاں جو کچھ کہنا سننا ہو اپنے رب سے کہے سنے اور اپنی ہر ضرورت حق تعالیٰ سے طلب کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اور درخواست کرے کہ وہ صبر کی اور اہل و عیال کے حق میں اور ان کے خرچہ کے بارے میں اپنے حکم کو ادا کرنے کی توفیق دے اور اس کے فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کر دے اور اس سے دُعا مانگے کہ ان کے رزق کو مجھ پر آسان و سہل بنا دے کیونکہ وہ قریب ہے اور دُعا قبول کرنیوالا ہے وہ اپنے بندے کو کسی پیچیدگی میں محض اس لئے ڈالتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ اپنی طرف لوٹا لائے کیونکہ وہ چمٹ کر سوال کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے کیونکہ سوال رب اور آقا میں، سید اور غلام میں اور مالدار و نادار میں تمیز ہو جاتی ہے اور بندہ کبر، غرور اور عظمت و نخوت سے نکل کر تواضع، ذلت اور احتیاج کی طرف آجاتا ہے

للمريض ان يتناول شيئا منها الا بأمر الطبيب فكذلك ينبغى للفقير ان لا يختار حالة لنفسه حتى يدخل فيها من غير ان يكون هو فيها بل يفعل للمولى عزوجل قدرا محضا وارادة مجردة لا يحل نفسه فى شىء من الحالات والمقامات وينزلها به فيضل ويردى حتى ياتيه امر الذى امات واحيا وينقله منها فعل الذى منع واعطى وافقر واغنى واضحك وابكى لان ذلك اليق به والى ربه اقرب ادنى هكذا تقدم ومضى امر من سلف من اولى العلم من اهل الطريقة فيما خلا فيهم الاقتداء والى رب الخليقة المنتهى۔

ومن أدب الفقير: أن يكون مستعدا لورود الموت متهيأ له منتظرا مترقبا فى الساعات كلها ليكون ذلك عونا له على الرضا بفقره وحمل ما حلّ به من الاذى لان به يقصر الامل وتنكسر النفس ويزول منها وهج شهوات الدنيا قال النبى صلى الله عليه وسلم اكثروا من ذكر هاذم اللذات اعنى الموت۔

ومن آدابه: ان يخرج من قلبه ذكر المخلوقين ومن آدابه ان يتخلق مع الغنى اذا دخل عليه بما نفضل يديه اليه من القوت او فاكهة وان كان شيئا يسيرا لانه بقلبه محترز عن الاسباب فهو بالايثار

جب بندہ انکساری کی اس حالت میں آجاتا ہے تو فوراً سرعت کے ساتھ دعا قبول کر لی جاتی ہے اور آخرت کا ثواب رہا الگ۔

فقیر کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ مستقبل کی فکر نہ کرے بلکہ موجودہ وقت کے حکم پر رہے دوسرے وقت کی طرف نہ جھانکے بلکہ حال کی، اس کے حدود و شرائط کی اور اس کے آداب کی حفاظت کرے اور اپنے حال میں سر جھکائے رہے اور دوسروں سے خواہ وہ اس سے اعلیٰ ہوں یا کم درجہ کے، آنکھیں بند کئے رہے اور کسی دوسرے کے حال کی حرص نہ کرے کیونکہ لبسا اوقات دوسرے کے حال کی حرص اس کے لئے موجب ہلاکت ہوتی ہے اور حال حال والے کے لئے نعمت وسلامتی کا سبب ہوتا ہے جیسے بعض غذا بعض شخص کے لئے تندرستی کا موجب ہوتی ہے اور بعض میں بیماری اور دکھ بڑھا دیتی ہے اس لئے مریض کا فرض ہے کہ طبیب کی اجازت کے بغیر اسے نہ کھائے اسی طرح فقیر کا فرض ہے کہ خود اپنے لئے حال منتخب نہ کرے جب تک اسمیں داخل نہ کر دیا جائے اور خود بخود اسمیں داخل نہ ہو بلکہ خود کو حق تعالیٰ کی تقدیر وارادے پر چھوڑ دے اور کسی حال اور مقام میں خود اپنے نفس کو نہ اتارے جب تک اس کا حکم نہ آجائے جو مارتا اور جلاتا ہے ورنہ گمراہ وہلاک ہو جائے گا فقیر کو اس کے حال سے اسی کا فعل منتقل کر سکتا ہے جو نہ دینے والا اور دینے والا، مالدار ونادار بنانیوالا اور ہنسانے اور رلانے والا ہے کیونکہ وہ فقیر کے لائق ہے اور اسے اس کے رب سے قریب ونزدیک کرنے والا ہے متقدمین ومتقدئی ارباب طریقت کا طریقہ اسی طرح گزرا ہے باقی انجام وثمرہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ فقیر کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ ہر وقت موت کے لئے تیار رہے اور ہر لحہ اس کا منتظر رہے اور غنا کے لئے چشم براہ رہے کیونکہ موت کی یاد فقیری سے رضا پر اسکے لئے مددگار ثابت ہوگی اور ہر طرح کی تکلیف جسمیں مبتلا ہو برداشت کر لے کیونکہ اس سے امیدیں منقطع

اولی من الغنی الذی هو فی اسر غناه الان یکون
ذا عیال فی ضیقة فلا یضیق علی عیاله بایثاره
ذلک للغنی الا ان یکون یعلم من عیاله
الایثار وطیب النفس ببذل ذلک والموافقة
والصبر والرضا والمعرفة والیقین والانوار
تظهر من قلوبهم علی السنتهم وجوارحهم
وانفسهم فحینئذ لا یبالی فی البذل والمنع
والایثار والامساک۔

ومن ادب الفقیر: ان لا یترک الاحتیاط
فی الورع فی حال ضیق الید فلا یخرج الی مالا
یحل فی الشرع لفقره فیخرج من العزیمة الی
الرخص فان الورع ملاک الدین والطمع
هلاکه وتناول الشبهات فساده کما
قال بعض الصالحین من لم یصحبه الورع
فی فقره اکل الحرام وهو لا یدری فعلیه
ان لا یخلد الی التاویلات فی دینه فی
حالة فقره بل یرتکب الاشق والاحوط
الذی هو العزیمة۔

(فصل: فی سؤال الفقیر) فمن ادب
الفقیر ترک السوال للحق ما دام یجد عنده
ما یکفیه فان الجأته الضرورة والحاجة
المحوجة فیسال بقدر الحاجة فتکون حاجته
کفارته فحینئذ یسلم له السؤال وینبغی
ان لا یسال لاجل نفسه ما امکنه بل
لعیاله علی ما قدمناه فان کان بیده

ہوں گی، نفس کا غرور ٹوٹے گا اور دنیوی شہوتوں کا شعلہ بجھے گا۔
نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ کثرت سے لذتوں کو فنا کرنے والی کا ذکر کیا کرو
یعنی موت کا۔ فقیر کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ اسکے دل سے مخلوق کی یاد
نکل جائے۔ ایک ادب یہ بھی ہے کہ اگر مالدار سے ملاقات ہو جائے
تو اس کے ساتھ اخلاق سے پیش آئے اور وہ جو کچھ دے اگرچہ ذرا
سی ہو قبول کرلے کیونکہ وہ تو دل سے اسباب کے الجھاؤ میں نہیں اس
لئے وہ فقیری میں اس دولتمند سے جو اپنی دولت کے ہاتھوں اسیر ہے
زیادہ مگن ہے ہاں اگر فقیر بچوں والا اور تنگ حال ہو تو ان پر تنگی نہ کرے
ہاں اگر اسے یقین ہو کہ میرے بچے اور بیوی خوشی سے فقیری کو ترجیح دیتے
ہیں اور میرے ہم خیال ہیں اور صبر، رضا، معرفت، یقین اور انوار
ان کے دلوں سے ان کے اعضاء، زبانوں اور طبائع پر ظاہر ہوتے
ہیں تو ان حالات میں خرچ دینے نہ دینے کی اور فقیری کو ترجیح دینے
کی اور اہل وعیال سے ہاتھ روکنے کی پرواہ نہ کرے، فقیری کا ایک ادب
یہ بھی ہے کہ تنگی کی حالت میں پاکدامنی میں انتہائی محتاط رہے
لہٰذا جو شے شرع میں حلال نہ ہو اسے اپنے فقر کی وجہ سے ہرگز استعمال
نہ کرے کہ وجوب سے رخصت کی طرف نکل آئے کیونکہ پرہیزگاری دین
کی جڑ ہے اور لالچ دین کی ہلاکت ہے اور مشتبہ چیزیں دین کو بگاڑ
دیتی ہیں جیسا کہ بعض صالحین کا قول ہے کہ جس کے ساتھ حالت
فقر میں پارسائی نہیں وہ غیر شعوری طور پر حرام کھالے گا اس
لئے فقیر پر لازم ہے کہ اس حالت فقر میں اپنے دین میں تاویلوں کی
طرف نہ جھکے بلکہ دشوار و احتیاط والے کام کرے اور احتیاط
وجوب ہی پر قائم رہنے میں ہے۔

کیا فقیر سوال کر سکتا ہے؟

فقیر کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ وہ اللہ
کے سوا کسی سے سوال نہ کرے جب تک اس کے پاس بقدر کفایت
مال موجود ہو اگر سخت حاجت کی وجہ سے مجبور ہو جائے تو بقدر حاجت

دانق وهو محتاج الى درهم لم يسلم له السوال
حتى يصرف الدانق و يخلو عن المعلوم جدا كما قيل
لا يظهر من الغيب شیء ما دام فی الجیب شیء
ومن شرط سواله للخلق ان لا يراهم بل تكون
اشارته الى الله عزوجل ويرى الخلق كالوكلاء
والامناء المتصرف فيهم المفعول فيهم
فلا يتخذهم اربابا من دون الله عزوجل
فيكون معنى سؤاله لهم اخبار بحاله وعياله
لا شكوى من ربه ويكون سواله استخبارا
فيقول هل دفع لنا اليك شیء هل احيل عليك
هل اذن لك يا وكيل يا خازن يا امين يا
مملوك يا فقير يا من انا وهو سواء فيما بيننا
المالك له غيرنا كلنا فی عياله فاذا سأل
على هذا الوجه جاز له السؤال والا فلا ولا
كرامة لكل مشرك دجال مراء عابد
الاصنام خارج عن اهل الطريقة مدع
كذاب منافق زنديق ثم ان اعطى شكر وان
منع صبر هكذا تكون صفات الفقير الصادق
ولا يستوحش بالرد ولا يتغير فيسخط و
يعترض ويذم الراد له فيظلمه لانه مامور
ووكيل والوكيل هو الذى يتصرف فيما
فی يده باذن آمره وموكله المعطى وهو
الله عزوجل بل يرجع اليه عزوجل فيساله
التيسير والتسهيل ليسخر له القلوب و
يذلل له الصعاب ويدر له الارزاق و

سوال کی اجازت ہے کیونکہ یہ حاجت اس گناہ کا کفارہ ہو جاتی ہے پھر
جہاں تک ممکن ہو اپنی ذات کے لئے سوال نہ کرے بلکہ ہمارے حسب سابق
بیان کے مطابق اپنی بیوی بچوں کے لئے سوال کر سکتا ہے اگر فقیر کے
پاس ½ درہم ہو اور اس کو ایک درہم کی ضرورت ہو تو اسکے لئے اس
وقت تک سوال جائز نہیں جب تک یہ ½ درہم خرچ نہ کر دے اور
خالی ہاتھ نہ ہو جائے (یہی کہا جاتا ہے) کہ جب تک جیب میں کچھ
ہے اس وقت تک غیب سے کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی اور لوگوں سے
سوال کرتے وقت اشارہ اور اصل سوال اللہ ہی سے کرے اور لوگوں
کو امین و وکیل اور اللہ کے حکم سے تصرف کرنیوالے اور خزانچی سمجھے اور اللہ کو
چھوڑ کر انہیں رب نہ بنائے اس صورت میں اس کے سوال کا یہ مطلب
ہوگا کہ وہ انہیں اپنے اور اپنے گھر والوں کے حال کی خبر دے رہا ہے
اپنے رب کا شکوہ نہیں کر رہا اور سوال خبر کی صورت میں ہو انشاء
کی صورت میں نہ ہو۔ مثلاً اس طرح سوال کرے کیا ہمارے لئے آپکو
کوئی چیز دی گئی ؟ کیا آپکو کسی کا حوالہ دیا گیا ؟ اے وکیل، اے خزانچی
اے امین، اے غلام، اے فقیر اور اے وہ کہ اس امانت میں مَیں
اور وہ دونوں برابر ہیں کیونکہ اس کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور
ہم سب کو وہی روزی پہنچاتا ہے کیا ہمارے لئے اسمیں اس مالک
نے تم کو اجازت دیدی ہے ؟ بہر حال اسی صورت میں اور سوال کو
رنگ ڈھنگ میں ڈھال کر سوال کرنا جائز ہے ورنہ نہیں، ہر مشرک
دھوکا باز، ریاکار، بت پرست، اہل طریقت کو جھٹلانے والا
دعویدار ولایت، جھوٹا، منافق اور بے دین صاحب کرامت
وعطا نہیں لہٰذا اس قسم کے لوگوں سے سوال نہ کرے پھر اگر
حاجت پوری ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے اور اگر سوال
کے بعد بھی کچھ نہ ملے تو صبر کرے سچے اور مخلص فقیر کی یہی شان
ہوتی ہے اگر کوئی خالی ہاتھ لوٹا دے تو برا نہ مانے اور آپے میں

يسوق اليه الاقسام ويرفع عنه الجوع والعذاب والتبذل الى العبيد والارباب ولعله قبض ايدى الخلق عنه بالعطاء ليرده اليه فيلازم الباب ويرفع بدعائه وتضرعه الحجاب فيكون هو المعطى له دون العباد۔

فصل: (فى آداب العشرة) وينبغى له ان يحسن العشرة مع اخوانه فيكون منبسط الوجه غير عبوس ولا يخالفهم فيما يريدون عنه بشرط ان لا يكون فيه خرق للشرع ومجاوزة للحد وارتكاب للاثم بل يكون مما اباحه الشرع واذن فيه الرب ولا يكون ممارياً ولا لجوجاً ويكون ابداً مساعداً للاخوان على الشرط الذى ذكرنا ومتحملاً عنهم ما يخالفونه فيه ويكون صبوراً على اذاهم غير حقود لا ينطوى لاحد منهم على سوء وغش ومكر غير مغتاب لهم فى حال غيبته ولا يكون سيئ المحضر ويذب عن اخيه فى حال غيبته ويستر العيوب على اخوانه ما امكنه وان مرض احد منهم عاده فان شغله عن ذلك شاغل مضى اليه فهنأه بالعافية وان مرض هو ولم يعده بعض اخوانه اعتذر عنه فاذا مرض لم يقابله بذلك بل يعوده و يصل من قطعه ويعطى من حرمه ويعفو

رہے اور ناراض نہ ہو اور الٹی سیدھی بکواس نہ کرے اور لوٹانیوالے کو بڑا بھلا نہ کہے کیونکہ یہ ظلم ہوگا کیونکہ جس سے سوال کیا ہے وہ دوسرے کا محکوم و وکیل ہے اور وکیل مالک و موکل کے حکم سے تصرف کیا کرتا ہے اور مال کا اصل مالک حق تعالیٰ شانہ ہے بلکہ سوال میں حق تعالیٰ ہی کی طرف لوٹے اور اسی سے درخواست کرے کہ فلاں کے دل میں ڈال دے کہ وہ میرے سوال کو رد نہ کرے اور فلاں کے ذریعہ میری حاجت پوری کرادے اور میری قسمت کا رزق دلوادے اور مجھ سے بھوک کا عذاب ہٹادے اور اے اللہ اپنے مالدار بندوں کے ہاتھوں مجھے ذلیل و خوار نہ کر اور ان سے میری بے آبروئی نہ کرا۔ شاید اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے ہاتھ دینے سے اس لئے روک دئیے ہوں کہ وہ مجھے اپنی طرف لوٹانا چاہتا ہو اس لئے اللہ ہی کے دروازے کو چمٹ جائے اور اسی سے رو دھو کر گڑگڑا کر اور بلک بلک کر ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگے وہی کام بنانیوالا ہے اور وہی دینے دلانیوالا ہے اسکے سوا کوئی حاجت روا نہیں۔

فقیر کے لئے آداب معاشرت

فقیر کو لائق ہے کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ حسن معاشرت سے رہے اور ان سے خندہ پیشانی سے ملتا رہے ملاقات کے وقت تیوری پر بل نہ چڑھائے بلکہ مسکرا کر ملاقات کرے اور اگر خلاف شرع نہ ہوں تو ان کے کاموں میں ان کی مخالفت نہ کرے کیونکہ وہ کام حد سے آگے بڑھے ہوئے یا گناہ نہیں ہیں بلکہ شارع نے انہیں مباح قرار دیا ہے اور ان کی اجازت دی ہے لوگوں سے اس قسم کے کاموں میں اڑے نہیں اور نہ جھگڑے بلکہ اگر ممکن ہو تو ان کی اعانت کرے۔ اور اپنے بارے میں لوگوں کی مخالفت برداشت کرے اگر ان سے دکھ پہنچے تو صبر کرے اور ان سے دل میں کینہ نہ رکھے اور ان کی طرف سے دل میں بدخلقی کی تخم ریزی نہ کرے انہیں دھوکہ نہ دے ان کے ساتھ بڑا سلوک نہ کرے، ان کے پیچھے ان کی غیبت نہ کرے اور ان کے سامنے بدخلقی

عمن ظلمه واذا اساء احدهم اليه اعتذر
عنه عند نفسه ويرجع بالملامة على نفسه
ولا يرى ملكه ممنوعا عن غيره من الاخوان
ولا يتحكم فى ملكهم بغير اذنهم ولا ينسى
الورع فى جميع حركاته وسكناته وان
انبسط معه احد من اخوانه فى شيء
من ماله اجابه الى ذلك مسرعا مستبشرا
فرحا مسرورا متقلدا منه فى ذلك منة
حيث جعله اهلا لمباسطته معه ونزال
حاجته به ولا يستعير من احد شيئا ان
امكنه وان استعار احد منه شيئا لا
يسترده ما امكنه لانه ما استعار منه
الا لحاجته ولا يليق بالفتوة استرداد المعار
كما لا يحسن فى الشرع استرجاع الهدية
والهبة فان لم يقدر على ذلك فليسرع
اعادته ولا يمنعه من ذلك ولو كل يوم
اذ لا يليق بحاله ان ينفرد عن احد من
الناس بماله لانه امين ليس فى رق شيء
من الاشياء فلا يملكه شيء فكل من
ملك شيئا فذلك الشيء يملكه لان
المرء عبد لمن زمامه بيده بل يرى الاشياء
التى فى يده ملكا لله عز وجل وهو و
بقية الناس عبيد الله عز وجل والكل
متساو فى ملكه عز وجل واما ما كان
فى يد الغير فيستعمل فيه حكم الشرع

سے پیش نہ آئے بلکہ ان کے پیچھے ان کی طرف سے دفاع کرے اور جہاں تک
ممکن ہو دوسروں کے عیبوں پر پردہ ڈالے رکھے اگر کوئی بیمار پڑ جائے تو
اس کی بیمار پرسی کرے اور اگر عدیم الفرصت ہونے کی وجہ سے عیادت
نہ کر سکے تو تندرستی پر اسے مبارکباد دے اگر خود بیمار پڑ جائے اور بعض
لوگ بیمار پرسی کے لئے نہ آئیں تو انہیں معذور سمجھے اور اگر نہ آنیوالے
بیمار پڑ جائیں تو ان کی بیمار پرسی کو جائے مقابلہ نہ کرے کہ وہ میری بیماری
میں نہیں آئے تھے میں کیوں جاؤں؟ بلکہ ایسے لوگوں کی عیادت کیلئے
ضرور جائے اور قطع رحمی کرنیوالے سے صلہ رحمی کرے اور حق تلفی
کرنیوالوں کو دے اور اپنے اوپر ظلم کرنیوالوں کو معاف کر دے اگر کوئی
اس کے ساتھ برائی کرے پھر نادم ہو کر معافی مانگے تو اسے معاف کر
دے اور اپنے نفس پر ملامت کرے اور اپنی مملوکہ چیزوں کو اپنی نہ سمجھے
بلکہ اپنے بھائیوں کی سمجھے اور دوسروں کی چیزوں میں ان کی اجازت
کے بغیر تصرف نہ کرے اور اپنی تمام حرکات وسکنات میں پارسائی
کو نہ بھولے اگر کوئی بھائی اس کے مال سے کچھ فائدہ اٹھانا چاہے تو
فوراً خوشی اور خندہ پیشانی سے اسکی ضرورت پوری کرے اور اس
کا شکریہ ادا کرے کہ اس نے تم کو اپنی ضرورت پوری کرنے کا اہل
سمجھا اور اپنی ضرورت تمہارے سامنے رکھی مقدور بھر کسی سے
کوئی چیز نہ مانگے اور اگر کوئی اس سے کوئی چیز مانگ لے تو حتی الامکان
اسے لوٹائے نہیں کیونکہ اس نے اپنی ضرورت سے مجبور ہو کر یہ چیز
مانگی ہے اور مانگی ہوئی چیز کو واپس لینا جوانمردی کی شان کے شایاں
نہیں جس طرح شرع شریف میں ہدیہ اور ہبہ کا لوٹانا اچھا نہیں
اگر یہ ممکن نہ ہو تو چیز کے دینے میں سرعت سے کام لے اور اس
چیز کو روکے نہیں اگرچہ کوئی روزانہ مانگے کیونکہ لوگوں کو چھوڑ کر
تنہا اپنا مال استعمال کرنا فقیر کی شان کے شایاں نہیں کیونکہ وہ
امین ہے اور کسی چیز کا غلام نہیں لہٰذا کسی چیز کا مالک نہیں۔

والورع وحفظ الحد ولئلا يصير في زمرة
الاباحية الزنادقة وينبغي له اذا مسته
محنة او فاقة ان يستر حاله عن اخوانه
ما امكنه لئلا يشغل قلوبهم بسببه فيتكلفوا
له وكذلك ان مسه هم او اصابه حزن لا
يظهر ذلك لاخوانه ولا يشوش عليهم
ماهم فيه من الفرح والسرور والراحة
ولذة العيش وان رأى اخوانه نازلا بهم
هم وغم وقد اظهروا فرحا وسرورا
ساعدهم في الظاهر من اظهار النشاط
والاستبشار ويكتم عنهم ماهم فيه
من الاستيحاش والحزن والهم فلا
يقابلهم بما يكرهون ولا يختلف عنهم
في شيء من ذلك وينبغي له في ادب حسن
لعشرة اذا استوحش من شيء ان يتكلم في
حسن الخلق ويرد قلبه اليه لتزول وحشته
وينبغي له ان يعاشر كل احد من حيث
هو لا يكلفه مجاوزة حده وموافقته بل
يتابعه هو فيما عليه ذلك الانسان مالم
يكن فيه خرق للشرع قال النبي صلى الله
عليه وسلم امرنا معاشر الانبياء
أن نحدث الناس على قدر عقولهم
وينبغي له ان يعاشر من دونه بالشفقة
عليه ومن فوقه بالاجلال ومن هو مثله
بالافضال والايثار والاحسان۔

کیونکہ جو شخص کسی چیز کا مالک ہے وہ چیز اس کی مالک ہے کیونکہ انسان
اس کا غلام ہے جس کے ہاتھ میں اس کی تکمیل ہے لہٰذا جتنی چیزیں فقیر کے
قبضہ میں ہیں انہیں اللہ کی مملوکہ چیزیں سمجھے اور وہ مع تمام لوگوں
کے اللہ کا بندہ ہے اور اللہ کی چیزوں میں اس کے تمام بندے برابر
کے حقدار ہیں اور جو چیزیں دوسروں کے قبضہ میں ہوں ان میں حکم شرع
کا پابند رہے اور ان کی حدود کی نگہداشت کرے تاکہ ان لوگوں کے
زمرہ میں شامل نہ ہو جو دوسروں کی چیزوں کو مباح سمجھتے ہیں یہ لوگ
مباحیہ زنادقہ کہلاتے ہیں اگر کسی فقیر کو تکلیف یا فاقہ کی نوبت آئے تو
اسے مقدور بھر لوگوں سے اپنا حال چھپانا چاہیئے تاکہ اس کی وجہ سے
لوگوں کے دل نہ دکھیں اور وہ اس کے لئے تکلف کریں اسی طرح اگر
اسے کوئی پریشانی یا غم لاحق ہو تو اسے اپنے بھائیوں پر ظاہر
نہ ہونے دے تاکہ ان کا عیش وسرور اور لذت وراحت مکدر نہ ہو
اور اگر دوسروں کو پریشانی یا غم لاحق ہو اور وہ بظاہر خوشی خرمی
کا اظہار کر رہے ہوں تو ان کے ساتھ بظاہر خوشی خرمی کا اظہار
کرے اور ان کی اندرونی پریشانی کا ان پر اظہار نہ کرے اور ان سے
ایسی گفتگو نہ کرے جو انہیں ان کی پریشانیاں یاد دلا دے اور
انہیں مزید پریشانی میں مبتلا کر دے غرضیکہ ان کے مزاج وماحول
کے خلاف کوئی بات نہ چھیڑے۔ اور آداب حسن معاشرت میں سے
ایک ادب یہ بھی ہے کہ اگر فقیر کے دل کو کسی چیز سے دکھ پہنچے اور وحشت
ہو تو حسن اخلاق کے ساتھ شریفانہ گفتگو کرے اور اپنا دل حسن
اخلاق کی طرف متوجہ رکھے تاکہ اسکی وحشت دور ہو، فقیر کو لائق ہے
کہ ہر ایک کے ساتھ بلا تکلف کے سادہ طریقہ سے معاشرت رکھے
کسی کو حد سے باہر جانے کی اور موافقت کی تکلیف نہ دے بلکہ فقیر
خود اسکی ان کاموں میں جو خلاف شرع نہ ہوں پیروی کرے، رحمۃ للعالمین
سید الانبیاء والمرسلین صلعم نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کو حکم ہے

فصل : (فی آداب الفقراء عند الاکل)

من ذلك ان لا یاکلوا بالشرہ ولا علی الغفلة بل یذکروا اللہ عزوجل بقلوبھم عند الاکل ولا ینسونہ ومن ذلك ان لا یمدوا ایدیھم عند الطعام قبل من ھو فوقھم ومن ذلك ان لا یقولوا لغیرھم کل ولا یضعوا مما بین ایدیھم شیئا بین یدی غیرھم لا علی طریق الخدمة ولا علی طریق الانبساط الا صاحب الطعام فانہ مسلم لہ ذلك لانہ نوع خدمة منہ ولا یقولوا لصاحب الطعام کل معنا واذا اقعد موضعا فلا یختار غیرہ ویقعد حیث یؤمر ولا یرفع یدہ من الطعام مادام یأکل من معہ لئلا یحتشم صاحبہ فیحملہ علی الامتناع ولا ینبغی ان یرفع الطعام من بین یدی الفقیر مادام یاکل ومادام عینہ علیہ ویساعد الاصحاب علی الاکل بقدر ما لا یکون مخالفة وان لم یکن بہ شھوتہ ولا ینبغی ان یلقم علی المائدة احدا وان عرض علیہ الماء لا یرد الساقی ولو بقطرة واحدة ولو قام صاحب الطعام بالخدمة لا یمنع ولو اراد صب الماء علی یدہ فلا یمنعہ د ینبغی ان یاکل مع الاغنیاء بالتعزز و مع الفقراء بالایثار ومع الاخوان بالانبساط

کہ ہم لوگوں سے بقدر ان کی عقلوں کے باتیں کریں۔ نقیر کا فرض ہے کہ چھوٹوں سے شفقت سے، بڑوں سے عزت سے اور برابر والوں سے ملاطفت سے پیش آئے اور سب کی نگاہوں میں ہر دلعزیز رہے۔

فقراء کے کھانے کے آداب

فقراء حرص و غفلت کیساتھ نہ کھائیں بلکہ کھاتے وقت دلوں میں حق تعالیٰ شانہ کو یاد رکھیں اور اسے نہ بھولیں ایک ادب یہ بھی ہے کہ اپنے بزرگوں سے پہلے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائیں اور کسی غیر سے جو دعوت میں نہ بلایا گیا ہو کھانے کو نہ کہیں اور اپنے آگے سے اٹھا کر دوسروں کے سامنے کوئی چیز نہ رکھیں خواہ خدمت کے طور پر ہو یا تواضع کے طور پر البتہ میزبان ایسا کر سکتا ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی خدمت ہے۔ میزبان سے نہ کہیں کہ آپ بھی ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمائیں اور جب انہیں کھانا کھانے کے لئے کسی جگہ بٹھا دیا جائے تو اپنے لئے دوسری جگہ پسند نہ کریں اور جہاں بیٹھنے کے لئے کہا گیا ہے وہیں بیٹھ جائیں اور جب تک ساتھی کھانا کھائیں فقراء کو کھانے سے ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیئے خواہ برائے نام ہی کھاتے رہیں کیونکہ ساتھی شرما کر کھانا چھوڑ دیں گے اور دسترخوان سے بھوکے اُٹھ جائیں گے۔ فقراء کے سامنے سے دسترخوان نہ اٹھایا جائے جب تک وہ کھا رہے ہوں یا کھانے کی طرف رغبت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہوں بلکہ میزبان مہمانوں کو شرعی حدود میں رہ کر کھانے کے لئے اصرار کرے اگرچہ مہمانوں کو کھانے کی خواہش نہ ہو کسی کو کسی کے منہ میں نوالہ دینا مناسب نہیں جب کہ سب ایک دسترخوان پر کھانا کھا رہے ہوں اگر پانی لایا جائے تو پانی کا برتن نہ لوٹایا جائے خواہ اس میں ایک ہی قطرہ ہو اسی کو پی لیا جائے اگر میزبان کھانا کھلانے کے لئے کھڑا ہو تو اسے نہ روکا جائے اگر میزبان مہمانوں کے ہاتھ دھلوائے تو اسے

ولا یخطر الاکل بباله الا اذا حضر فحینئذٍ یاکل
ولا یساعد نفسه فی اشتهاء شهوة و لعلها
لم تکن مقسومة له فلا ینالها ابدا فیبقی
محجوبا بها عن الله تعالیٰ ویشتغل بها عن
طاعته ومراقبة حاله فاذا اعرض عن
ذلك واشتغل بحاله کان سلیما فان کانت
مقسومة له ثم حضرت اشتهاها وتناولها
وشکر الله تعالیٰ ولا یجعل الاکل همه
ویعلق قلبه به ویجعله حدیثه بل یسهد
مع نفسه بانها مریضة ومن حالها الاحتماء
عن الطعام والشراب والشهوات حتی یبرأ
عن المرض فالمرض هواها وارادتها ومناها
والرب عزوجل طبیبا ومداویها فاذا بعث
الطعام والشراب علی ید مملوکة تناولهما
وعلم ان دواءها وعافیتها فی ذلك دون
غیره واشتغل بحفظ الحال والمراقبة و
اخراج الاشیاء من القلب والارتکان
الی شیء من الاشیاء والطمانینة الیه
ابدا فی جمیع حرکاته وسکناته۔

(فصل): فی آدابهم فیما بینهم من
ذلك الا یمنع شیئا یکون له من اصحابهم
من ثیابهم وسجاجیدهم ورکوبهم و
مایجری مجراه ولو وطی احد منهم سجادته
بقدمه لا یستوحش منه ولا یضع قدمه
علی سجادة غیره ولا یبسط سجادته علی

نہ روکا جائے فقراء مالداروں کے ساتھ امتیاز کے ساتھ کھائیں اور فقراء
کے ساتھ ایثار کے ساتھ اور بھائیوں کے ساتھ انبساط و تکلف سے برطرف
ہو کر علاوہ ازیں جب تک کھانا دستر خوان پر نہ چن دیا جائے کھانے کا
تصور بھی نہ کریں اور چن جانے کے بعد کھانا کھائیں اور پہلے سے اپنے دل
کو کھانے میں الجھا کر نہ رکھیں ہو سکتا ہے کہ کھانا ان کی قسمت کا نہ ہو
اور انہیں نہ مل سکے اور اسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے محجوب ہو جائیں
اور اس میں دل لگا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور حال والے مراقبہ کو چھوڑ
بیٹھیں پھر جب کھانے کا خیال نہ ہوگا اور اپنے حال میں مشغول رہیں گے
تو سلامتی کے ساتھ رہیں گے اگر کھانا مقدر میں ہے اور دستر خوان پر چن
دیا گیا تو اگر خواہش ہے تو کھالیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ قصد
کھانے کی طرف نہ رکھیں اور اسمیں دل کو نہ الجھائیں اور کھانے کو موضوع
گفتگو نہ بنائیں بلکہ دل سے کہیں کہ اے دل تو بیمار ہے اور تجھے کھانے پینے
اور خواہش کی چیزوں سے پرہیز کرنا ضروری ہے جب تک تو بیماری سے
اچھا نہ ہو جائے بیماری نفس کی خواہش، ارادہ اور آرزو ہے اور
حق تعالیٰ شانہ اس کا طبیب و معالج ہے پھر جب طبیب کھانے پینے
کی چیزیں اپنی کسی بندی کے ہاتھ بھیجے تو مریض کھالے اور یقین کرلے
کہ میری بیماری کی یہی دوا ہے اور اسی سے اللہ کے حکم سے مجھے تندرستی حاصل
ہوگی کسی اور چیز سے نہیں اور اپنے حال کی حفاظت و مراقبہ میں مشغول
رہے اور اپنے دل سے تمام چیزیں نکال پھینکے اور کسی چیز کی طرف مائل
نہ ہو اور تمام حرکات و سکنات میں ہمیشہ حق تعالیٰ ہی کی رضا جوئی
سے سکون و اطمینان قلب حاصل کرے۔

فقراء کے باہمی آداب

فقراء کے باہمی آداب میں سے ایک
ادب یہ بھی ہے کہ اپنے ساتھیوں کو کسی چیز سے منع نہ کریں خواہ
کپڑے ہوں یا جانماز ہو یا پانی پینے کے آبخورے وغیرہ ہوں
اگر کوئی کسی کی جانماز پر پاؤں رکھ دے تو ناراض نہ ہوں اور

سجادة من هو فوقه فى الرتبة ولو مد احد
يده الى كتفه لا يمنعه ولا يمد هو يده
الى كتف غيره ولا يستخدم احدا من
الفقراء ويخدم هو بنفسه كل احد ولا
يغمز ارجل الفقراء ولو اراد احد ان يغمز
رجله لا يمنعه واذا دخلوا الحمام فليس
فى ادب الفقراء ان يمكنوا القيم من دلكهم
ولو اراد بعضهم دلك لبعض امكنه منه
ولا يمنعه واذا نظر فقير الى شىء من خرقته
او سجادته او غير ذلك فليدفعه اليه فى
الوقت وليؤثره به ولا ينبغى ان يجعل
الفقراء فى انتظاره عند الاكل وكذلك
فى كل شىء لا يؤذى قلب احد بان ينتظره
ما امكنه فان المنتظر مستثقل واذا اراد
ان يقدم الى فقير طعاما فيجب ان لا
يحبسه فى الانتظار لان الانتظار المرقة
ذل ولا ينبغى ان يدخر شيئا مما يمكنه
واذا لم يكن الطعام كثيرا فلا ياكل
الا بعد ما يفضل منهم ويجتهد فى تقديم
الطعام الى الفقراء ان يكون انظف ما
يمكنه واوفق لهم وان كان فى قوم
فلا ينبغى ان ينفرد عنهم باكل شىء
ولا باخذ شىء فان فتح له بشىء ينبغى
ان يطرحه فى الوسط وان مرض وهو
بين قوم فاحتاج الى تخصيصه بدواء

بدلہ میں دوسروں کی جانمازوں پر پیر نہ رکھیں اور جانماز کسی بزرگ کی جانماز
سے آگے نہ بچھائیں اگر کوئی کسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ دے تو رکھنے دے
اور بدلہ میں اس کے کندھے پر ہاتھ نہ رکھے اور کسی فقیر سے اپنی خدمت
نہ لے اور خود ہر شخص کی خدمت کے لئے تیار رہے اور فقراء کے پیر دبائے
اور اگر کوئی تمہارے پیر دبانا چاہے تو دبانے دو روکو نہیں اگر نہانے
کے لئے حمام میں جاؤ تو فقراء کے ادب میں یہ داخل نہیں کہ حجام سے
اپنا بدن ملوائیں ہاں اگر کوئی فقیر کسی فقیر کا بدن ملنا چاہے تو ملوا
لے اسے روکے نہیں اگر کوئی فقیر تمہاری گدڑی یا جانماز وغیرہ کو دیکھے
تو اسے فوراً اس کو دے دینا چاہیئے اور اپنے اوپر اسے ترجیح دینا چاہیئے
کھانے کے وقت فقراء کو اپنا انتظار نہ کراؤ، اسی طرح ہر کام میں
مقدور بھر انہیں اپنا انتظار نہ کراؤ اور کسی کے دل کو ایذا نہ پہنچاؤ
کیونکہ انتظار بھاری ہوتا ہے اور اس سے ایذا پہنچتی ہے اگر کسی فقیر
کی دعوت کرو تو اسے انتظار کی تکلیف سے بچاؤ کیونکہ شوربہ کا انتظار
ذلت کا سبب ہے اور ہر ممکن چیز کو جمع کرنا مناسب نہیں اگر کھانا
زیادہ نہ ہو تو خود مہمانوں کے ساتھ کھانے کے لئے نہ بیٹھو ہاں اگر
ان سے بچ جائے تو کھا لو اور مقدور بھر صاف ستھرا کھانا مہمانوں
کے سامنے رکھو جو ان کی شان کے لائق ہو اگر کسی مجلس میں موجود ہو
تو تنہا کوئی چیز نہ کھاؤ اور نہ کوئی چیز اپنے لئے اٹھاؤ اور اگر کوئی چیز
مل جائے تو سب مل کر کھا پی لیں اگر فقراء کی جماعت میں کوئی فقیر بیمار
ہو جائے اور خاص طور سے دوا کی ضرورت ہو تو اسے علاج کرانے
کے لئے جماعت سے اجازت لینی چاہیئے لیکن اگر کسی سرائے یا
مدرسہ میں ٹھہرا ہوا ہو اور اس میں کوئی یا خادم ہو تو اس شیخ یا
خادم کے حکم سے علاج کرانا چاہیئے اور اس کی رائے کے خلاف کوئی
قدم نہ اٹھائے اور اگر لوگوں میں جائے تو ان کے موافق رہے اور
فقراء میں اپنی تسبیح یا تلاوت قرآن بلند آواز سے نہ پڑھے بلکہ آہستہ

فینبغی لہ ان یستأذن الجماعۃ فی ذلک اما
اذا نزل برباط او مدرسۃ وفیہا شیخ او
خادم فینبغی ان یکون بحکم ذلک الشیخ ولا
یفعل شیئا الا باستطلاع رأیہ واذا ورد
علی قوم فینبغی ان یوافقہم علی ماھم
علیہ ولا ینبغی ان یرفع صوتہ بین الفقراء
بتسبیحہ وقراءتہ بل یخفی ذلک عنہم و
یستتر بہ او ینقل ذلک الی تفکر واعتبار
عبادۃ باطنۃ وان کان من الخواص ذوی
الاسرار فلا کلفۃ علیہ فی ذلک لان
ربہ یتولاہ ویھیٔ لہ ویامرہ وینہاہ
فی ذلک ویسخر لہ قلوب الجماعۃ ویعطفہا
علیہ ویملوھا من حبہ تارۃ وھیبتہ
واحترامہ اخری وکذلک لا ینبغی ان
یرفع صوتہ بغیر ذلک من الکلام بینہم
واذا کان بین قوم فینبغی ان لا یسار
احدا دونہم ولا یتکلم بین الفقراء بشیء
من حدیث الدنیا والماکولات ما امکنہ
ومن شرطہ ایضا ان لا یکتب بین الفقراء
شیئا ما امکنہ ووجد من ذلک بدا بل یشتغل
بالعمل المکتوب ومراقبۃ قلبہ وحفظ حالہ
والفکر فیہما ولا یکثر من النوافل بین ایدیہم
واذا صام الجماعۃ وافقہم فی ذلک وکذلک
اذا افطروا وافقہم فی ذلک ولا ینفرد عنہم
بالصوم ولا ینام بین الفقراء وھم ایقاظ

ان سے چھپائے اور چپکے چپکے پڑھ لے یا غور و فکر سے اور دل سے پڑھ
لے اگر اسرار والے خاص فقراء میں سے ہے تو بلند آواز سے پڑھنے
میں بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ اس کا رب اس کا متولی ہے اور وہی اس
کے لئے اسباب فراہم فرماتا ہے اور اس سلسلہ میں وہی حکم و نہی فرماتا
ہے اور وہی اس کے لئے جماعت کے دل مسخر فرماتا ہے اور انہیں اسکی
طرف مائل کرتا ہے اور اس کی محبت، ہیبت اور احترام سے بھرتا ہے
علاوہ ازیں جماعت میں بلند آواز سے کوئی بات بھی نہیں کرنی چاہئے
اور جب جماعت میں ہو تو دو آدمی پوری جماعت کو چھوڑ کر آپس
میں چپکے چپکے باتیں نہ کریں اور جہاں تک ممکن ہو فقراء میں بیٹھ کر
کوئی دنیوی یا کھانے پینے کی بات نہیں کرنی چاہیئے اور ایک شرط
یہ بھی ہے کہ فقراء کی مجلس میں جہاں تک ممکن ہو اور اس کے بغیر
چارہ پائے تو کچھ نہ لکھے بلکہ لکھے ہوئے عملوں میں مشغول رہے
اور مراقبہ میں اور اپنے حال کے تحفظ میں مصروف رہے اور دونوں
میں غور و فکر کرتا رہے اور ان کے سامنے کثرت سے نوافل نہ
پڑھے اگر جماعت روزہ رکھے تو روزہ میں ان کی موافقت کرے
اسی طرح اگر جماعت روزہ نہ رکھے تو ان کی موافقت میں خود
بھی روزہ نہ رکھے اور ان سے علیحدہ ہو کر روزہ نہ رکھے اور
جاگنے والے فقراء میں جاگے اور سوئے نہیں ہاں اگر نیند ہی کا غلبہ
ہو تو ان سے علیحدہ ہو کر سو جائے یا اتنی دیر لیٹ جائے کہ نیند
کا جوش ٹھنڈا ہو جائے اور فقراء سے کسی شے کے طلب کرنے میں
حتی المقدور پہل نہ کرے اور اگر فقراء اس سے کسی چیز کا مطالبہ کریں تو
انہیں نا امید نہ کرے اور کچھ نہ کچھ دیدے خواہ تھوڑی ہی ہو اور
طویل انتظار کرا کر ان کے دلوں کو دکھ نہ پہنچائے اگر کوئی اس سے
مشورہ کرے تو جواب دینے میں جلدی نہ کرے کہ اس کی بات کاٹ
کر جواب دیدے بلکہ اسے اپنے دل کی بات کہنے دے پھر جب وہ

الا ان یغلب علیه النوم فینفرد عنهم ویضطجع
بقدر ما تنکسر فورته ولا ینبغی له ان یتقدم
بمشیئة شیء واختیارہ علی الفقراء اذا
امکنه وان طالبه الفقیر بشیء فلا یردہ
ولو بقلیل ولا یؤذی قلبه بطول الانتظار
واذا شاورہ احد فلا یعجل علیه بالجواب
فیقطع علیه کلامه بل یمهله حتی ینهی
جمیع ما فی قلبه ولا یجیبه بالرد والانکار
فاذا فرغ من ذلك ورآہ غیر صواب قابله
اولا بالموافقة وقال هذا وجه ثم یبین
له ما هو اصوب منه عندہ برفق لا بمخاشنة
ووحشة ومن آدابهم ان لا یمدحوا الطعام
حال الاکل ولا یذموہ۔

(فصل): فی آدابهم مع الاهل والولد

من ذلك حسن الخلق والانفاق علیهم بالمعروف
بما امکنه واذا ملك فی الیوم ما یکفیه لیومه
فلا یحبس شیئا لغد وله الی ذلك القدر
حاجة فی الحال فان فضل من ذلك شیء
فلیدخرہ لغد للعیال لا لنفسه فلا یاکل
الا تبعا لهم بل یکون کالوکیل والخادم
لعیاله والمملوك مع سیدہ ویتنفل
بخدمته عیاله والکد علیهم والقیام
بمصالحهم اداء امر الله وطاعته ولیعزل
حظ نفسه من الوسط ویؤثر عیاله علی
نفسه واذا اکل بشهوتهم ولا یحملهم

اپنی پوری داستان سنا چکے تو مفید مشورہ دے اور رد و انکار سے
جواب نہ دے جب مشورہ کرنے والا اپنی بات ختم کر چکے اور اس
کی رائے صحیح نہ ہو تو شروع میں اس کی موافقت کرے اور کہہ
دے کہ یہ بھی ایک صورت ہے پھر اس کے خیال میں جو وجہ معقول
ہو اس کو نرمی سے بیان کرے سختی سے اور کڑک کر بیان نہ کرے
فقراء کے ادب میں یہ بھی شامل ہے کہ کھانے میں فی نہ نکالیں
جیسا ہو کھا لیں نہ اس کی تعریف کریں اور نہ برائی۔

فقراء بیوی بچوں کے ساتھ آداب

بیوی بچوں کے ساتھ
حسن اخلاق و خندہ پیشانی سے پیش آئیں اور دستور کے مطابق
ان پر ہر ممکن چیز خرچ کریں اگر آج فقیر بقدر کفایت کا مالک ہے
تو اسے آج ہی خرچ کر دے کل کے لئے روک کر نہ رکھے جب کہ
فی الحال اس کے خرچ کرنے کی آج ہی ضرورت ہو اگر خرچ کے بعد
کچھ بچ جائے تو اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ بچوں کے لئے کل کے لئے
جمع کرے اور خود بالتبع کھائے یعنی اگر بچوں سے بچ جائے تو
کھا لے بلکہ خود اپنے بیوی بچوں کے حق میں وکیل، خادم اور غلام
کی مانند رہے اور بیوی بچوں کی خدمت اور ان کے لئے تکلیف
اور ان کے کاموں کو بنانے کی زحمت اللہ تعالیٰ کے حکم کو اور اس
کی عبادت کو بجا لانے کے لئے کرے اور اپنی خدمت کو کالعدم
تصور کر کے بیوی بچوں کی خدمت کو اپنی خدمت پر ترجیح دے
اور خود ان کی خدمت کرنے کی غرض سے بقدر سد رمق کھائے
اور بچوں کو اپنی خدمت اور دل کی خواہشات کی پیروی کرنے کی
طرف توجہ نہ دلائے اگر کسی فقیر کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جو
جاڑے میں کام آنے والی ہو اور گرمی کے موسم میں اسے اس کی
قیمت کی ضرورت ہو تو اسے بیچ کر اپنی ضرورت پوری کر لے اگر
آج کا خرچہ حاصل ہو جائے اور خرچہ کے بعد کل کے لئے بقدر

على متابعة شهوة نفسه واذا كان في
ذات يده شيء يصلح لشتائه وهو في
الصيف محتاج لثمنه صرفه في وجه حاجته
في الصيف وان وجد كفاية يومه وكان
فيه فضل للكسب في يومه لكفاية غد
لعياله لم يشتغل بذلك بل يقف مع الكفاية
في يومه لان الوقوف مع الكفايات واجب
واخر تدبير غد الى غد فان كان له قوة
في التوكل وصبر على مقاساة القلة والجوع
والضر وتقصر قوة عياله عن ذلك فلا يجوز
له ان يدعوهم الى حالة نفسه بل يتحرك
ويكتسب لاجلهم وان رأى من اهله
الطاعة لله عزوجل وحسن السيرة والعبادة
فعليه بكسب الحلال واطعامهم المباح
حتى يثمر ذلك الطاعة والصلاح ولا
يطعمهم الحرام فانه يثمر العصيان و
الجناح وليجتهد في ذات نفسه باصلاح
العمل والصدق وطهارة الباطن حتى يصلح
الله امره بينه وبين عياله في حسن الصبر
وحسن الطاعة له ولله عزوجل والموافقة
له وتعود بركة صلاحه على عياله قال
النبي صلى الله عليه وسلم من اصلح ما بينه
وبين الله عزوجل اصلح الله تعالى ما بينه
وبين الناس واهله وعياله من جملة الناس
واذا نزل به ضيف فيجب ان يطعم عياله

کفایت بچ جائے تو بچا لے اور کل کا دن اللہ اللہ میں گزارے کسی
کسب میں مشغول نہ ہو کیونکہ کفایت کے ساتھ توقف واجب ہے
اور کل کی فکر کل آنے پر موقوف رکھے اگر کسی کو توکل پر قدرت حاصل
ہو اور بھوک کی تکلیف پر صبر کر سکے لیکن اس کے بچے ان تکلیفوں
کو برداشت نہ کر سکتے ہوں تو اس قسم کا توکل ناجائز ہے (کیونکہ
اس سے ان کی حق تلفی ہوتی ہے) اس لئے ان کے لئے حرکت کرے
اور کمائے اگر گھر والے اللہ کی اطاعت وحسن سیرت میں دلچسپی
رکھتے ہوں تو انہیں حلال ومباح کمائی سے کھلائے تاکہ اس
اطاعت وحسن سیرت کا نتیجہ مرتب ہو اور انہیں حرام نہ کھلائے
کیونکہ حرام سے گناہ اور نافرمانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ فقیر کو
اپنے اعمال کی اصلاح میں، صدق وصفائی میں اور دل کی پاکی
میں پوری پوری سرگرمی دکھانی چاہیئے تاکہ اس میں اور اسکے
بیوی بچوں میں معاملات درست رہیں اور وہ بھی بہترین
صبر واطاعت میں دلچسپی لیں اور پورے خاندان کی اللہ تعالیٰ
اصلاح فرمادے اور سب گھر والے اس کے ہم خیال بن جائیں
اور اس کی نیکیوں کی برکت متعدی ہو کر اس کے بچوں میں بھی
پھیل جائے نبی اکرم صلعم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے اپنے
تعلقات بہتر بنالے اللہ تعالیٰ لوگوں سے اس کے تعلقات بہتر
بنادے گا اور اہل وعیال لوگوں میں شامل ہیں اگر کوئی مہمان
آجائے تو جو کھانا مہمان کو کھلائے وہی گھر والوں کو کھلائے
اگر حق تعالیٰ نے فراخی دی ہے تو اتنا کھانا تیار کرایا جائے کہ
سب کو کافی ہو بلکہ بچ بھی جائے لیکن اگر وسعت نہ ہو اور فقر
وتنگی ہو اور بچوں کے صبر وایثار اور رضا کا بھی علم ہو تو ان
پر مہمانوں کو ترجیح دے اگر ان سے بچ جائے تو تبرک کے طور
پر بچوں کو کھلادے کیونکہ حق تعالیٰ شانہ عنقریب ان کے صبر پر

مما يطعم الضيف اذا كان بذات يد لا سعة ومكنة فليوفر ذلك بحيث يطعم الجميع ويكفيهم ويفضل عنهم فان كان هناك فقر وقلة وضيق يد وعلم من عياله الايثار والرضا بذلك فجينئذ يؤثر الضيف فان فضل عنهم شيء تناولوه على وجه التبرك فان الله تعالى سيخلف عليهم ويوسع ما لديهم فان الضيف ينزل برزقه ويرحل بذنوب اهل البيت كما جاء في الحديث واذا دعا الفقير الى دعوة وله عيال وليس له ما يصلح شأنهم فليس من الفتوة ان يضيع عياله ويمضي الى الدعوة ويؤثر شهوته على فاقة عياله ولا يستقيم في الطريقة والشريعة اخذ الذلة والخيبة لاجل العيال من الدعوة فليمتنع من الحضور وليصبر مع اهله فان كان في صاحب الدعوة فتوة وعلم بان للضيف عيالا فينبغي له ان لا يفرده بالاستحضار بل يفرغ قلب الضيف عن شغل عياله بان يكفيه ذلك ويحمل اليهم ما يحتاجون اليه وليعلم ضيفه بذلك والواجب على الفقير أن يؤدب اهله بملازمة ظاهر العلم والشريعة ولا يمكنهم من مخالفة العلم في القليل والكثير ولا ينبغي له ان يسلم اولاده الى السوق وتعلم الحرف بل يعلمهم

کا اجر جمیل عطا فرمادیگا اور ان کی روزیوں میں برکت عطا فرمائے گا کیونکہ مہمان اپنی روزی اپنے ساتھ لے کر آتے ہیں اور گھر والوں کے گناہ اپنے ساتھ لے کر جاتے ہیں جیسا کہ حدیث میں آتا ہے اگر کوئی فقیر کی دعوت کرے اور وہ بچوں والا ہو اور گھر میں کچھ نہ ہو کہ بچے کھالیں تو یہ جوانمردی نہیں کہ اپنے بچوں کو بھوکا چھوڑ کر خود دعوت میں چلا جائے اور اپنا پیٹ بھر آئے اور شریعت وطریقت میں یہ جائز نہیں کہ دعوت میں بچوں کو ساتھ لے جاکر ذلیل وخوار ہو لہٰذا ان حالات میں دعوت میں نہ جائے اور گھر والوں کے ساتھ صبر سے رہے اگر میزبان میں جواں مردی کا جذبہ کارفرما ہوگا اور اسے یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس مہمان کے بچے بھوکے ہیں تو وہ اس کے بچوں کو بھی دعوت میں بلالے گا یا اپنے مہمان کو بچوں کی طرف سے اس طرح فارغ البال کردے گا کہ بچوں کے لئے اس کے ساتھ اتنا کھانا کردیگا کہ بچوں کو اور بیوی کو کافی ہو اور کہہ دے گا کہ یہ کھانا تمہارے بچوں کے لئے ہے۔ فقیر پر لازم ہے کہ اپنے گھر والوں کو ظاہری علم وشریعت کے مسائل سکھائے اور علم شریعت کے کسی مسئلہ کے خلاف کی انھیں جرأت نہ کرنے دے فقیر کی یہ شان نہیں کہ اپنے بچوں کو کوئی جائز پیشہ سیکھنے کے لئے بازار کے حوالہ کردے بلکہ انہیں دین کے احکام سکھائے اور انہیں دنیا کی طرف رغبت کرنے سے نفرت دلائے ہاں اگر تنگی معرب صبری کے غلبہ ہو اور راز کے کھل جانے کا اور رسوائی کا اور پیٹ کی خاطر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کا ڈر ہو تو پھر بچوں کو اور اپنی ذات کو کسی پیشہ میں لگادے اور بقدر کفایت روزی بحکم رب پیدا کرلے تاکہ لوگوں سے مستغنی رہے یہ کسب دوسرے کاموں سے بہتر وافضل ہے لیکن شرعی حدود کی حفاظت کا دامن چھوٹنے نہ پائے۔

احكام الدين ويحملهم على ترك طلب الدنيا الا ان يغلب عليه الفقر وقلة الصبر وانكشاف الحال والفضيحة والرجوع الى الخلق فى القوت وما يسد به الخلة فليشغل اهله وولده ونفسه بالكسب وتحصيل ما يحصل به الغنى عن الناس فهو افضل من غيره مع حفظ الحدود ويعرف اولاده وجوب مراعاة حق الوالدين ومجانبة العقوق ويعرف اهله مراعاة حق الله وحقه وفضيلة الصبر معه وطاعته وغير ذلك على ما بينا فى باب آداب النكاح

(فصل : فى آدابهم فى السفر) وقد ذكرنا فى كتاب الادب فى اثناء الكتاب انه يجب ان يكون سفر المومن الخروج من اوصافه المذمومة الى صفاته المحمودة فيخرج من هواه الى طلب رضا مولاه بتصحيح تقواه فاذا اراد الفقير ان يسافر من بلده فاول شىء يجب عليه ان يرضى خصومه ويستاذن والديه او من هو فى حكمهما فى وجوب الحق عليه من العم والخال والجد والجدة فاذا رضوا بذلك خرج فان كان ذا عيال وفى سفره عنهم مضرة عليهم وضيعة فلا يسلم له السفر الا بعد اصلاح امورهم او يستصحبهم معه قال النبى صلى الله عليه وسلم كفى بالمرء اثما ان يضيع

فقیر اپنی اولاد کو حقوقِ والدین کی نگہداشت رکھنے کی تعلیم دے اور ان کی نافرمانی کرنے سے ڈرائے اور انہیں نصیحت کرے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کا اور میرے حقوق کا خیال رکھیں اور میرے ساتھ رہ کر عبادتوں پر صبر کریں اور اطاعت رب العالمین پر جمے رہیں اور انہیں صبر و شکر کی فضیلت بتائے جیسا کہ ہم نے اس پر آداب نکاح میں کافی روشنی ڈالی ہے۔

فقراء کے آدابِ سفر ہم نے اسی کتاب کی کتاب الادب میں یہ بیان کیا ہے کہ ایک سفر مومن پر فرض ہے یعنی اخلاق ذمیمہ سے سفر کرکے اخلاق جمیلہ کی منزل تک پہنچنا انتہائی ضروری ہے جس کے بغیر چارہ نہیں لہٰذا اپنی ہوی کو چھوڑ کر مولیٰ کی رضا کی طرف نکل جائے اور دل میں صحیح تقویٰ پیدا کرے۔ جب فقیر اپنے شہر سے سفر کرنا چاہے تو اس پر سب سے پہلے جو چیز واجب ہے وہ یہ ہے کہ اپنے دشمنوں اور جھگڑنے والوں کو راضی کرے اور اپنے والدین سے یا ان سے جو وجوب حق میں ان کے قائم مقام ہیں (جیسے چچا، ماموں، دادا، دادی وغیرہ) اجازت حاصل کرے اگر وہ سفر کی اجازت دیں تو سفر کرے ورنہ سفر موقوف رکھے اگر بچوں والا ہو اور یہ ڈر ہو کہ پیچھے بچوں کو ضرر پہنچے گا اور وہ ضائع ہو کر رواں دواں ہوں گے تو جب تک ان کا انتظام درست نہ کرے سفر پر ہرگز نہ جائے یا انہیں اپنے ساتھ لے جائے نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ انسان کے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ جن کا خرچ اٹھاتا ہے انہیں ضائع کردے۔

فقیر کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ جب سفر کرے تو اپنا دل اپنے ساتھ رکھے اس کا دل اس کے پیچھے کسی چیز سے الجھا ہوا نہ رہے اور تمام چیزوں کے تعلقات سے یکسو ہو جائے اور کسی کے

من يقوت ومن شرط الفقير اذا سافر ان يكون
قلبه معه لا يكون قلبه ملتفتا الى علاقة
وراءه ولا يكون قلبه متعلقا بمطالبة
امامه فحيثما نزل يكون قلبه معه
ويكون قلبه فارغا خاليا عن الاشيا
كما قيل عن ابراهيم بن دوحة انه قال
دخلت مع ابراهيم بن شيبة البادية
فقال لي اطرح ما معك من العلائق فطرحت
كل شيء الا دينارا فقال لا تشغل سري
اطرح ما معك فطرحت الدينار فقال
اطرح ما معك من العلائق فذكرت ان
معي شسوعا للنعل فطرحتها فوالله ما
احتجت في الطريق الى شسع الا وجدته
بين يدي فقال ابن شيبة هكذا من
عامل الله تعالى بالصدق ولا ينبغي ان
يقصر في سفره من اوراده التي كان
يفعلها في حضره لان السفر زيادة في
احوالهم فلا ينبغي ان يحصل له خلل في
اعماله واحواله بسفره وانما الرخص للضعفاء
والعوام وما للاقوياء والخواص بالرخص بل
العزيمة شانهم ابدا في جميع احوالهم
والتوفيق شامل لهم والرحمة نازلة
عليهم والحرس قائم معهم والحفظ دائم
لهم والحبيب جالس معهم والانس
به زائل والغنى به قائم والامداد به

مطالبہ سے وابستہ نہ رہے اس صورت میں وہ جہاں بھی ٹھہرے
گا اس کا دل اس کے ساتھ ہوگا اور وہ تمام چیزوں سے یکسو
ہوگا اور فارغ البال ہوگا جیسا کہ ابراہیم بن دوحہ سے منقول
ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے ابراہیم بن شیبہ بادیہ سے
ملاقات کی انھوں نے فرمایا ان تعلقات کو نکال پھینکو جن میں
تمہارا دل پھنسا ہوا ہے یہ سن کر میں نے اپنے دل سے بجز دینار
کے سب چیزیں ہٹا دیں فرمایا: میرے دل کو اپنے دل کی چیز میں نہ
پھنساؤ اب جو چیز تمہارے دل میں ہے اسے بھی نکال پھینکو اب
میں نے دینار کا خیال بھی ہٹا دیا لیکن پھر آپ نے فرمایا کہ اپنے دل سے
تمام خیالات نکال پھینکو میں نے غور کیا تو یاد آیا کہ ابھی میرے
جوتوں کے تسمے موجود ہیں میں نے انہیں بھی پھینک دیا اللہ کی
قسم راستہ میں اگر مجھے تسمہ کی ضرورت پڑی تو میں نے تسمہ اپنے
سامنے پایا پھر ابن شیبہ نے فرمایا کہ یہی حال اس شخص کا ہے
جو صدق وخلوص سے اپنے پروردگار سے معاملہ رکھے فقیر کی شان
کے شایاں یہ بات نہیں کہ وطن میں جن اوراد و وظائف پڑھنے کا عادی
تھا انہیں سفر میں چھوڑ دے یا ان میں کمی آنے دے کیونکہ سفر سے
احوال میں زیادتی ہوتی ہے لہذا سفر کی وجہ سے اعمال واحوال
میں خلل نہ آنے دیا جائے۔ رخصتیں کمزوروں اور عوام ہی کے لئے
ہیں طاقت والوں کے اور خواص کے لئے رخصتیں نہیں ہیں بلکہ
تمام حالات میں ان کی شان کے شایاں ہمیشہ عزیمت ہے توفیق
ان کی رفیق ہے، رحمت ان پر برستی ہے، نگہبان ان کی نگرانی
کرتے ہیں اور سدا ان کے لئے حفاظت وحراست ہے اور مزا
تو یہ ہے کہ محبوب ان کے پاس ہے اور محبت وانسیت میں
دم بدم اضافہ ہو رہا ہے انہیں محبوب کی وجہ سے بے پروائی
ہے اور ان کی لگاتار و متواتر امداد فرما رہا ہے، کمک ان کے لئے

متدارکۃ ومتواترۃ والنصر لہم لازم و
والجنود لہم منکاثفۃ متتابعۃ ومشتبکۃ
لدیہم فالسفر اقوی لہم والیق واحسن بما
ہم بصددہ اذ فیہ البعد من الاسباب التی
ہی الارباب والخلق الذین ہم الاصنام
واضل من الصلبان واشد من الشیطان
وینبغی للفقیر ان یراعی قلبہ فی اول سفرہ
ولا یخرج عن الغفلۃ ویجتہد فی سفرہ حتی لا
ینسی بقلبہ ربہ فی سفرہ ولا ینبغی لہ ان
یکون سفرہ لغرض من اغراض الدنیا بوجہ
من الوجوہ بل یکون سفرہ لطاعۃ من الطاعات
اما للحج او للقاء شیخ او زیارۃ موضع من المواضع
المقدسۃ الشریفۃ واذا سافر الفقیر فوجد
قلبہ بموضع من المواضع ورآہ فیہ اصفی
من الکدورات وعیشہ اوفی فیلزم ذلک
الموضع ولا یزول عنہ الا بامر جزم او فعل
محض وقدر فلینتح حینئذ الی ما یؤمر بہ او
یحملہ القدر اذا کان من المفعولین فیہم
ازائل الہوی والارادات والامانی الفانین
عنہم المرادین المحبوبین واذا ظہر لفقیر جاہ
وقبول ببعض المواضع فینبغی لہ أن یخرج
منہ ویشوش علی نفسہ ذلک القبول لئلا
ینفی بہ عن اللہ ویحجب عنہ فیکون الخلق
نصیبہ وہذا انما یکون مع وجود الہوی
واما مع زوالہ فلا وجود للخلق ولا القبول لہم

لازم ہے اور لگاتار ٹڈی دل گھنا لشکر ان کے ساتھ ہے لہٰذا
جس کام کے وہ پیچھے پڑے ہوئے ہیں اس کے لئے سفر انتہائی
موزوں، مناسب اور قوت افزا ہے کیونکہ سفر میں وہ اسباب
سے جو ارباب ہیں اور لوگوں سے جو بت ہیں اور صلیب پرستوں
سے بھی زیادہ گمراہ اور شیطانوں سے بھی آگے آگے ہیں، بہت
دُور رہتے ہیں فقیر کو لائق ہے کہ آغاز سفر میں اپنے دل کی نگہداشت
کرے اور غفلت کی حالت میں سفر پر روانہ نہ ہو اور سفر میں
سرگرم ذکر و فکر رہے تاکہ اپنے دل سے اپنے پروردگار کو نہ بھولے
یہ بھی لائق نہیں کہ فقیر کا سفر کسی بھی پہلو سے کسی دنیوی غرض کے
لئے ہو بلکہ سفر کسی عبادت کے لئے ہو خواہ حج و عمرے کے لئے
ہو یا کسی بزرگ سے ملاقات کے لئے ہو یا کسی مقدس و شریف
جگہ کی زیارت کے لئے ہو اگر اثنائے سفر میں فقیر کسی مقام پر
اپنے دل کو کدورتوں سے صاف پائے اور یہ بھی دیکھے کہ میں
یہاں سکونت اختیار کر کے آرام سے اپنی زندگانی کے دن بسر
کر لوں گا تو اس جگہ بس جائے اور اسے چمٹ جائے اور وہاں سے
ہرگز ہرگز نہ ہٹے الا یہ کہ کسی ضروری امر کی وجہ سے تقدیر ہی
وہاں سے ہٹا دے تو وہاں سے ہٹ کر اس جگہ چلا جائے
جہاں کا حکم ہوا ہے یا جہاں تقدیر اسے لے جانا چاہتی ہے
جبکہ وہ مفعول یعنی تقدیر کے تصرف میں ہے اور ہوی، ارادہ
اور آرزو سے کنارہ کش ہے اور فنا فی اللہ، اور حق تعالیٰ
شانہ کا مراد و محبوب ہے۔

اگر کسی فقیر کو کسی جگہ عزت و قبولیت کا شرف نصیب
ہو تو اسے اس جگہ سے نکل جانا مناسب ہے اور اس عزت
وقبولیت کو اپنے دل کے لئے باعث تشویش تصور کرے
تاکہ اس میں پھنس کر اللہ سے دُور اور محجوب نہ ہو جائے اور

اثر فهم خارجون عن القلب وبينهما حجب و
حرس يحفظون القلب عن دخول الخلق اليه
لئلا يحصل الشرك فيتشعث التوحيد و
ينبغي للفقير أن يعاشر اصحابه في سفره
بحسن الخلق وجميل المداراة وترك المخالفة
واللجاج في جميع الاشياء ويشتغل بخدمتهم
ولا يستخدم منهم احدا وينبغي أن يكون
ابدا في سفره على الطهارة وان لم يجد
الماء يتيمم ما امكنه ذلك كما يستحب
له في حضره أن يكون على الطهارة لأن
الوضوء سلاح المومن كما جاء في الخبر و
هو امان له من الشياطين وكل مؤذ و
ينبغي أن لا يصحب الاحداث المردان
في السفر على الخصوص فانهم اقرب من
مصافاة الشياطين والقبول منها والى
الشر والفتن ومتابعة الهوى وهنات
النفس والتهمة وفي صحبتهم خطر عظيم
الا ان يكون الفقير ممن يقتدى به من
الشيوخ والعلماء بالله وابدال الانبياء
المحفوظين الائمة الهداة الربانيين معلمي
الخير المؤدبين المتذربين للخلق والمهذبين
لهم السفراء بين الحق والخلق الجهابذة
فحينئذ لا يبالي بمن يصحبه من الاحداث
والشيوخ اذا دخل بلدا وفيه شيخ فينبغي أن
يبدأ بسلامه عليه وخدمته له وينظر

خالق کے بجائے مخلوق حصہ میں نہ آ جائے۔ یاد رکھئے یہ صورت حرص
وہوٰی کی موجودگی میں پیدا ہوا کرتی ہے لیکن اگر ہوٰی سے دل
پاک وصاف ہے تو اس پر لوگوں کی عزت وقبول کا کوئی اثر نہ ہوگا
اور اس کے دل سے لوگ خارج ہوں گے اور اس میں اور لوگوں
میں بہت سے حجاب حائل ہیں اور بہت سے نگہبان تیار کھڑے ہیں
جو دل کی حفاظت کر رہے ہیں اور لوگوں کو اس میں داخل ہونے
سے روک رہے ہیں تاکہ شرک کے ناپاک قدم نہ آئیں اور توحید پراگندہ
نہ ہونے پائے۔

فقیر کو لازم ہے کہ رفقائے سفر کے ساتھ حسن اخلاق، لطف
مدارات اور تمام چیزوں میں ترک مخالفت وخصومات سے پیش آئے
اور رفقاء کی خدمت کرتا رہے ان سے اپنی خدمت نہ کرائے سفر
میں حتی الامکان ہر وقت باوضو رہنا مناسب ہے اگر پانی نہ ملے
تو تیمم کر لے جیسا کہ حالت اقامت میں باوضو رہنا مستحب ہے
کیونکہ وضو مومن کا ہتھیار ہے جیسا کہ ایک حدیث سے ثابت
ہے۔ وضو شیطانوں سے اور ہر موذی سے محفوظ رکھتا ہے۔
مناسب تو یہی ہے کہ خاص طور سے سفر میں نوعمر بچے جن کے
ڈاڑھی مونچھ نہ ہو ساتھ نہ رکھے جائیں کیونکہ وہ شیطانوں سے
دوستی کرنے کے اور شیطانوں کو قبول کرنے کے جال ہیں اور
فتنہ وشر کے، ہوٰی کی پیروی کے، نفسیانی عیوب کے اور تہمت
کے قریب ترین ہیں اور انہیں ساتھ رکھنے میں ایک عظیم خطرہ
ہے ہاں اگر فقیر امام ومقتدیٰ ہو اور عالم باعمل ہو اور بدل ہو
خواہ نبی کا بدل ہو جس کی حفاظت کی جاتی ہے یا امام کا بدل ہو
جو رہنما ہوتے ہیں یا ربانی کا بدل ہو جو معلم خیر ہوتے ہیں
یا مؤدب کا بدل ہو جو لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرا کر
جھنجھوڑتے رہتے ہیں اور انہیں تہذیب سے آراستہ کرتے رہتے

اليه بعين الاكبار والحشمة والتعظيم لئلا
يحرم فائدته واذا فتح له بشیء فلا يستأثر
به دون اصحابه واذا وقع لاحد هم عذر
وقف معه ولا يضيعه والله الموفق للصواب۔

(فصل: فی آدابهم فی السماع) من ذلك
ان لا يتكلفوا السماع ولا يستقبلوه بالاختيار
فاذا اتفق السماع فمن حق المستمع أن يقعد
بشرط الادب ذاكرا لربه بقلبه مشتغلا بحفظ
قلبه من طوارق الغفلة والنسيان فاذا قرع
سمعه شیء يری القاری للقرآن كأنه مستنطق
من قبل الحق عزوجل فيما يرد عليه من تعريفات
الغيب اياه مما يوجب ترغيبا او ترهيبا او
ايناسا او عتابا او زيادة فی القيام بعبادته
عزوجل او غيره فعند ذلك بادر الی ما يرد
عليه وقابل الاشارة عليه بالبدار وان كان
السماع بحيث يصير كان لسان القاری
لسانه وصار كانه يخاطب هو الحق بما يقرأ
القاری فما يحصل مما يجده فی قلبه من ذلك
يكون موافقا للحق العبودية وآداب الشريعة
وفی الجملة لا يكون فی الطريقة ولا فی علم
الحقيقة شیء يخالف آداب الشريعة واذا
كان فی القوم شيخ حاضر فی السماع فالواجب
علی الفقير السكون ما امكنه ومراعاة
حشمة ذلك الشيخ فان ورد عليه امر غالب
فبقدر الغلبة يسلم اليه الحركة فاذا سكنت

ہیں یا خالق ومخلوق کے درمیان والے سفیر کا بدل ہو غرضیکہ ابدال میں
سے ہو تو اگر اس کے ساتھ سفر میں نوجوان و بوڑھے اور امرد ہوں
تو کوئی مضائقہ نہیں، اگر فقیر کسی شہر میں جائے اور وہاں کوئی بزرگ
ہوں تو پہلے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں سلام کرے اور
ان کی خدمت کرے اور انہیں احترام و عزت اور اکرام کی نگاہ
سے دیکھے تاکہ ان کے فوائد سے محروم نہ رہے اگر کوئی تحفہ ہاتھ آ
جائے تو اسے اپنے رفقاء کو چھوڑ کر اپنے لئے خاص نہ کرے اگر
کسی رفیق سفر کو کوئی عذر پیش آجائے تو اس کے ساتھ ٹھہر
جائے اور اسے ضائع نہ ہونے دے اللہ ہی صحیح راہ کی توفیق
عطا فرماتا ہے۔

فقراء کے سماع کے آداب فقیر کا فرض ہے کہ قصد سماع کے
لئے (عرس و قوالی وغیرہ میں) حاضر نہ ہو اور نہ سماع کو پسند کرے لیکن
اگر اتفاق سے اس قسم کی مجلسوں میں پہنچ جائے تو اس پر فرض ہے
کہ ادب سے بیٹھ جائے اور دل میں اپنے پروردگار کا ذکر قائم رکھے
اور غفلت و بھول والی چیزوں سے اپنے دل کو محفوظ رکھے اگر کوئی
شعر اسکے دل پر اثر انداز ہو تو یہ تصور کرے کہ یہ قرآن کے قاری کی
ایک نصیحت ہے، غیبی الہام ہے اور یہ حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے
میری تنبیہ کے لئے اسکی زبان پر لایا گیا ہے جس سے مجھے کسی بات کا
شوق دلانا یا ڈرانا یا مانوس کرنا یا عتاب کرنا یا عبادت وغیرہ
میں اضافہ کرنا مقصود ہے لہٰذا جس چیز کی طرف اشارہ سمجھے اسے
پوری سرگرمی سے بجالائے اگر سماع کی یہ حیثیت ہو گویا پڑھنے والا
اللہ تعالیٰ کی زبان سے الفاظ ادا کر رہا ہے اور سننے والا ایجاب
کرے گویا حق تعالیٰ پڑھنے والے کے کلام کے ذریعہ مجھ سے
مخاطب ہے اور شرع کے موافق ہے اور برحق ہے تو جو تاثر اس سے
حاصل کیا ہے اس پر عمل پیرا ہو جائے بہرحال طریقت و حقیقت میں

الغلبة فالولى له السكون مراعاة لحشمة الشيخ ولا ينبغي للفقير ان يتقاضى القارئ ولا القوال ان استبدل القول الذى هو ادنى بالذى هو خير يعنى الاتيان بالقرآن على ما هو عادة اهل الزمان اليوم فلو صح قوانى قصد هم وتجردهم وتصرفهم لما انزعجوا فى قلوبهم وجوارحهم بغير سماع كلام الله عزوجل اذ هو كلام محبوبهم وصفته وفيه ذكره وذكر الاولياء الاوابين والآخرين و الماضين والغابرين والمحب والمحبوب والمريد والمراد وعتاب المدعين لمحبته ولومهم وغير ذلك فلما اختل صدقهم وقصدهم وظهرت دعواهم من غير بينة وزورهم وقيامهم مع الرسم والعادة من غير غريزة باطنة وصدق السريرة والمعرفة والمكاشفة والعلوم الغريبة والاطلاع على الاسرار والقرب والانس والوصول الى المحبوب والسماع الحقيقى و الحديث والكلام الذى هو سنة الله عزوجل مع العلماء به والخواص من الاولياء والابدال والاعيان وخلت بواطنهم من ذلك كله وقفوا مع القوال والابيات والاشعار التى تثير الطباع و تهيج تائرة العشاق بالطباع لا بالقلوب والارواح فينبغى للفقير فى الجملة اعنى فقير الحق

کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو آداب شریعت کے خلاف ہو اگر مجلس سماع میں کوئی شیخ تشریف فرما ہوں تو فقراء پر حتی المقدور پرسکون رہنا اور ان کے وقار و احترام کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے اگر کسی جذبہ اندرونی کا غلبہ ہو تو اس غلبہ کے انداز ے کے مطابق حرکات کا جواز ہے پھر جب اس جذبہ کے غلبہ کا جوش بجھ جائے تو فوراً پرسکون اور شیخ کے وقار و احترام کو پیش نظر رکھنا لازم ہے۔ فقیر کی یہ شان نہیں کہ قاری یا قوال سے استدعا کرے کہ اعلیٰ قول کو چھوڑ کر ادنیٰ قول اختیار کر یعنی قرآن پاک کی تلاوت چھوڑ کر غزلیں اور بھڑکدار اشعار گا گا کر پڑھ جیسا کہ آج کل ہمارے زمانہ کے لوگوں کی عادت ہے کہ ان کا قرآن پاک کی تلاوت میں جی نہیں لگتا اور قوالیوں اور عشقیہ غزلوں پر جان دیتے ہیں) اگر یہ لوگ اپنے قصد و تجرد میں اور تصرف و اختیار میں سچے اور مخلص ہوتے تو ان کے دلوں اور اعضاء کو اللہ کے مقدس کلام کو سُنے بغیر چین ہی نہ آتا کیونکہ وہ کلام ان کے محبوب حقیقی کا کلام ہے اور اس کی ایک صفت ہے اور اس میں ان کے محبوب و مطلوب کا ذکر خیر ہے اور اگلے پچھلے تمام اولیاء اللہ کا، ماضی و مستقبل کے تمام اللہ والوں کا، محب و محبوب کا، مرید و مراد کا اور جھوٹے دعویداران محبت پر عتاب و سرزنش کا بیان ہے چونکہ ان کے صدق و قصد میں خلل ہے، ان کے دعوے بلا دلیل کے ہیں، ان کے جھوٹ اظہر من الشمس ہیں، وہ رسمی اور عادی طور پر اللہ اللہ کرتے ہیں، ان میں باطنی محبت، خلوص نیت، انوار معرفت، کشف حقائق، علوم غریبہ، اسرار سے واقفیت قرب از محبوب، انس از حبیب، مطلوب تک رسائی اور سماع حقیقی (قرآن و حدیث کا سماع اور قرآن و حدیث کے سماع ہی پر اولیاء ابدال، خواص اور ممتاز محب جان دیتے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہی اللہ کا طریقہ ہے) کے جذبات کارفرما نہیں اور ان تمام جذبات

عزوجل وفقير الخلق اعنى فقير المعنى وفقير
الصورة اعنى فقيرا من الدنيا وفقيرا من العقبى
والاكوان ان لا يتقاضى القارى والقوّال
بالتكرار والاعادة بل يكل ذلك الى الحق
سبحانه ان شاء قيض من ينوب عنه فى
التقاضى او يلهم القوال بالتكرار اذا كان
الفقير المستمع صادقا وله فى التكرار ولاء
ومصلحة ولا ينبغى للفقير ان يستعين لغيره
فى حال السماع فان سأل الفقراء منه المساعدة
فى الحركة فليساعدهم وذلك ضعف فى الحال
واذا سمع الفقير آية او بيتا فلا يجب
ان يزاحمه احد ويجب ان يسلم له وقته
وان خولف فزوحم فالاولى للمزاحم له
التسليم واذا تحرك الفقير على آية او
بيت فيجب ان يسلم له وقته وان وقع
للحاضرين عليه اشراف وراوا فيه تقصيرا
وانقصانا فالواجب عليهم الستر عليه و
الحمل عنه فان اقتضى الوقت تنبيهه فلينبه
بالرفق او بالقلب لا باللسان وهاهنا
يحتاج الى قوة حال وصفاء باطن وعلم
دقيق واطلاع وآداب كاملة ومحافظة
شديدة حميدة واذا اخرج فى حال سماعه
من خرقة او من شىء من ثيابه فلا يخلو
اما ان يكون قد تخلق به مع القارى فهو
للقارى على الخصوص او يطرحه فى الوسط فيكون

سے ان کے دل غیر آباد ہیں، اسی لئے وہ قوالوں، نظموں اور غزلوں پر
جو ان کے دلوں میں آگ لگادیں اور ان کے نفسانی عشق کی آگ بھڑکا دیں
اور دل والی اور روحانی آگ بجھادیں، ٹوٹ پڑتے ہیں بہرحال فقیر کی
یعنی اللہ کے فقیر کی، معنی کے فقیر کی، صورت کے فقیر یعنی دنیا کے فقیر کی
اور آخرت کے فقیر کی شان کے شایاں یہی ہے کہ قاری اور قوال سے تکرار
واعادہ کا سوال نہ کرے بلکہ یہ معاملہ حق تعالیٰ سبحانہ کے سپرد کر دے
اگر سننے والا فقیر صادق و مخلص ہے اور تکرار میں اس کیلئے مصلحت و علاج ہے تو حق تعالیٰ
اگر چاہیگا تو اپنے اس مخلص بندے کی طرف سے کسی نہ کسی کو تکرار کی استدعا کے لئے
کھڑا کر دیگا اور اس کا نائب بنا کر اسکی فرمائش سے وہ چیز مکرر سہ کرر سنوا دیگا
یا خود قاری یا قوال کے دل میں یہ خیال پیدا کر دیگا کہ وہ بار بار پڑھے تاکہ سامعین کرام
زیادہ سے زیادہ لطف اندوز ہوں اور سرور وکیف کی لذت اٹھائیں فقیر کو لائق نہیں کہ حالت
سماع میں کسی غیر سے اپنی مدد منت کرائے اور اس سے مدد طلب کرے اگر فقراء فقیر سے اپنے حال
میں مدد مانگیں تو ان کی اعانت کر دے یہ حال کی کمزوری کی اگر فقیر کوئی
آیت یا کوئی شعر سن کر وجد میں آجائے تو اس سے کوئی مزاحمت نہ کرے
اور اسے وجد کی حالت میں رہنے دے لیکن اگر کوئی مزاحمت کرے تو
فقیر کے لئے اولیٰ یہی ہے کہ اس کی مزاحمت کو مان لے اگر کوئی فقیر کسی
آیت یا شعر کو سن کر وجد میں آجائے اور حرکت کرنے لگے (ناچنے
لگے) تو اسی وقت اسے اسی حال پر چھوڑ دیا جائے اگر حاضرین کو قرائن
سے معلوم ہو جائے کہ اس کا وجد بناوٹی ہے اور وہ اس میں قصور و کوتاہی
دیکھیں تو اس کے عیب پر پردہ ڈالنا واجب ہے اور اسکی طرف سے
صفائی کرنا بھی مناسب ہے اگر وقت کا تقاضا یہ ہو کہ اسے تنبیہ کی جائے
تو محبت و پیار سے نرم لہجہ میں دل سے، زبان سے نہیں، تنبیہ کر دی
جائے لیکن اس کام کے لئے قوت حال، صفائی باطن، دقیق علم،
اسرار پر اطلاع، کامل آداب اور سخت و قابل تعریف محافظت کی
ضرورت ہے اگر وجد کی حالت میں گدڑی یا کپڑے اتار پھینکے تو یا

حكمه اليه فيقال له ما الذي اردت به فان
قال قصدت به ان يكون بحكم الفقراء كان
ذلك خلقا منه معهم فهو لهم بحكم الفتوح
وذلك اليهم يرون فيه رأيهم وان قال
اردت به موافقة شيخ طرح خرقته فهذا ضعيف
الحال جدا ركيك الامر حقا لانه انما ينبغي
ان يوافق الشيخ في حكم خروجه عن خرقته من
قد وافق الشيخ في وجده وحالته وذلك
بعيد جدا ان يتفق اثنان منهم في حال واحد
والذي جرت به العادة بين الفقراء واستمر
به الرسم بينهم اليوم في الموافقة في
طرح الخرقة فليس له اصل ثم اذا جرى
منه ذلك مع ضعفه فحكم خرقة المطروحة
الى ذلك الشيخ في رسم العادة لا في العلم
والشريعة او في مقتضى الطريقة والحقيقة
وان قال صاحب الخرقة اردت موافقة
القوم الحاضرين فهذا ايضا اضعف من الاول
لانه انما ينبغي ان يكون الاشتراك في
الفعل عند الاتفاق في الحال والوجد و
قلما يتفق ذلك للقوم حتى يستووا في الشرب
والحال فيرجع في ذلك الى القوم فما يكون
حكم خرقتهم فله اسوتهم في ذلك فان
قال لم يكن الوقت قصد ولا نية يقال
فالآن هو بحكمك فاحكم فيه بما شئت
وليس لاحد من الحاضرين ولا للشيخ ان كان

تو وہ کپڑے اس نے پڑھنے والے کو بطور انعام کے دئے ہیں تو وہ کپڑے
خاص طور پر قاری ہی کے ہیں یا مجلس کے درمیان پھینک دئے ہیں تو
ان کا حکم اس کی مرضی کے مطابق ہوگا۔ اور اس سے پوچھا جائے گا کہ ان
کپڑوں کو اتار کر پھینکنے کا کیا مقصد ہے اگر یہ جواب دے کہ میں نے
یہ کپڑے فقراء کے حکم کے بموجب پھینکے ہیں تو اس نے فقراء کے ساتھ
حسن سلوک کا ارادہ کیا ہے اس لئے وہ فقیروں ہی کے کپڑے ہیں اور
فقراء اپنی رائے سے ان میں تصرف کر سکتے ہیں۔ اور اگر یہ کہے کہ
میں نے فلاں شیخ کی، جس نے اپنی گدڑی وجد میں پھینک دی تھی
دیکھا دیکھی ایسا کیا ہے تو یہ شخص انتہائی کمزور حال والا اور حقیقت
میں انتہائی ردی کام والا ہے کیونکہ گدڑی سے باہر نکل آنے کے حکم
میں شیخ کی وہی شخص موافقت کر سکتا ہے جو شیخ کے وجد و حال میں
بھی موافق ہو اور یہ بات بعید از عقل ہے کہ دو شخص ایک ہی
حال میں موافق و متحد ہوں۔ آج کل فقراء میں شیخ کی موافقت میں
حالت وجد میں گدڑی پھینکنے کی جو رسم پائی جاتی ہے اس کی کوئی
اصل نہیں اور اگر یہ کام عقیدے کی سستی سے کیا گیا ہے تو پھر اس کا
فیصلہ وہی شخص فرمائیں گے جن کی موافقت میں گدڑی پھینکی گئی ہے
اور رسم و عادت کے طور پر ایسا کیا گیا ہے علم و شریعت اور طریقت
و حقیقت کے طور پر نہیں کیا گیا اگر گدڑی پھینکنے والا کہے کہ میں نے حاضرین
مجلس سماع کی موافقت میں یہ کام کیا ہے تو یہ پہلے سے بھی زیادہ کمزور
ہے کیونکہ فعل میں شرکت اسی وقت ممکن ہے جبکہ حال و وجد میں سب کا
اتفاق ہو حالانکہ کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہی نہیں کہ تمام حاضرین مجلس وجد
میں آجائیں مشرب و وجد میں لوگوں میں برابری نہیں ہوتی لہٰذا
جو گدڑی حاضرین کی موافقت میں پھینکی گئی ہے اس کا حکم حاضرین
کی رائے پر ہے جو حاضرین کی گدڑیوں کا حکم ہوگا وہی اس کا ہوگا
اور اگر کہے کہ گدڑی پھینکتے وقت میرا کوئی قصد و ارادہ نہ تھا تو

حاضرا فی ذلك حكم البتة اذ ليس صاحبه
فيه محقا ولا له قصد ولا لذلك اصل فى الطريقة
فان قال وردت على فى الوقت الاشارة
بالخروج من الخرقة من غير قصد الى شىء
على التعيين فقد يكون لهذا فى الطريقة اصل
لان من خلع عليه السلطان خلعة فالواجب
على المخلوع عليه ان ينزع ملبوسه ثم
يلبس الخلعة فهكذا حكم هذا الفقير
أن يخرج من خرقته ويلبس ما خلع عليه
البارى عز وجل من الانوار والقرب والالطاف
ثم ان حكم خرقته الى الشيخ الحاضر ان كان
هناك والا فللحاضرين من الفقراء ان يفردوا
القارى أو القوال بها وقد قيل ان ذلك الى
الفقير وهو اولى بحكم خرقته من غيره فاما
معارضة الحاضرين من ارباب الدنيا ليشتروا
الخرقة ثم ترد الى صاحبها فذلك غير
محمود فى الطريق وغير مرضى اللهم الا ان
يكون المشترى فيه فتوة وايمان بالقوم
يريد ان يتخلق معهم وهو نوع من المعاوضة
والسؤال بالتلطف ولكنه مذموم جدا
لانه فى حال خروجه عن الخرقة اظهر الصدق
من نفسه فى الحال وبرجوعه الى الخرقة
فاضح لنفسه ومكذب لها وذلك غير
مرضى ولا ينبغى لمن خرج من خرقته ان يعود
اليها ويقبلها فان كان ذلك باشارة

کہا جائے گا تو اس صورت میں تم کو اختیار ہے گدڑی کے سلسلہ میں جو چاہو
کرو اس میں تصرف کا نہ حاضرین کو اختیار ہے اور نہ کسی شیخ کو اگر وہ مجلس
میں موجود ہوں کیونکہ گدڑی والے نے شعور و ارادے سے گدڑی نہیں
پھینکی اور نہ اس کی طریقت میں کوئی اصل ہے اگر کہے کہ سماع کے وقت
مجھے حق تعالیٰ کی طرف سے بلا قصد کے گدڑی پھینکنے کا اشارہ ہوا یعنی میں نے
کسی معین شخص کو دینے کا قصد نہیں کیا تھا تو طریقت میں اس کی اصل پائی
جاسکتی ہے کیونکہ جس بادشاہ نے اسے خلعت سے نوازا اور سر بلند فرمایا تھا
اسی نے حکم دیا کہ اس لباس کو اتار پھینکو پھر وہی اسے دوسرا خلعت عطا
فرمادیگا لہٰذا اس فقیر کا اسی طرح حکم ہے کہ اپنی گدڑی اتار پھینکے اور
حق تعالیٰ شانہ کی عطا کردہ گدڑی پہن لے جو الطاف، انوار اور قرب کی
ہے پھر اس کا حکم مجلس میں موجود شخص فرمائے گا اگر کوئی شیخ اس
مجلس میں موجود ہو تو، ورنہ حاضرین فقراء خواہ اسے پڑھنے والوں کو
دیں یا قوالوں کو دیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کا حکم گدڑی والا
فقیر ہی کریگا کیونکہ غیروں کی بہ نسبت، وہی اپنی گدڑی میں تصرف کا
حق دار ہے لیکن حاضرین مجلس میں سے جو دنیادار حضرات اسے خرید کر
پھر فقیر کو لوٹا دیتے ہیں یہ طریقت میں لائق تعریف بات نہیں اور ناپسندیدہ
ہے اگر اس گدڑی کو خریدنے والا جواں مرد، فقراء کا معتقد اور ان جیسا
بننے کا ارادہ رکھتا ہو تو خیر کوئی حرج نہیں۔ یہ بھی ایک قسم کا معاوضہ
اور لطیف پیرایہ میں سوال ہے لیکن انتہائی قابل مذمت ہے کیونکہ جب وہ
فقیر گدڑی سے باہر آیا تو اس نے وجد و حال سے اپنے نفس کی صداقت
کا اظہار کیا اور گدڑی کا پھر پہن لینا اپنے نفس کی رسوائی اور اس کی
تکذیب ہے جو انتہائی ناپسندیدہ ہے اور جو فقیر اپنی گدڑی سے نکل
جائے اسے مناسب نہیں کہ پھر اس کی طرف رجوع کرے اور اسے
قبول کر لے پھر اگر ایسا کسی شیخ کے اشارے سے کیا گیا ہو کہ شیخ نے
اسے اس کے لینے کا حکم دیا ہو تو شیخ کے حکم کو بجا لانے کے لئے کھلا

شیخ بان امرہ باخذھا فانہ یاخذھا جھرا
امتثالا لامر الشیخ ثم یخرج منھا بعد ذلک
فیتخلق بھا غیرہ واذا وقع شیء فی الوسط
للجماعۃ فالواجب التسویۃ بینھم فان کان
فیھم شیخ ورأی تخصیص قوم او واحد من الحاضرین
فحکم ذلک الی الشیخ یتبع رأیہ فیہ فلو طرح
خرقتہ فردت علیہ فکانت طریقتہ ان لا
یرجع الی شیء خرج منہ وعاد الفقراء الی
خرقتھم فان کان لہ شیخ کان لہ ان لا
یرجع الی خرقتہ ویلزم طریقتہ فلا یرجع
الی ما خرج منہ ولا ینقض حالتہ اتباعا
لاحوال الجماعۃ وان کان واحدا من
الفقراء فالاظرف من حالہ والالیق بھا
ان یوافق الجماعۃ فی الحال فیعود الی خرقتہ
لئلا یخجل القوم ویستحیوا ویمقتوہ ثم
بعد ذلک یخرج منھا الی الحاضرین وھو
الاولی وان دفعھا الی غائب عن المجلس
جاز۔

وھذا آخر ما الفنا من آداب القوم
علی وجہ الاختصار والاقلال والامکان
فی الوقت واما ما یتعلق بدخول المربط
والسقایات ولبس الحذاء واشیاء احدثوھا
ووضعوھا وسموھا بینھم فذلک یستفاد
من ممارستھم ومخالطتھم والاستخبار
والاشارۃ منھم فلم نسطرہ فی الکتاب

لے لے (دکھانے کی کیا ضرورت ہے) پھر جب شیخ صاحب تشریف لے
جائیں تو گدڑی کو اتار کر کسی اور کو دے دے اور جب جماعت کے
درمیان کوئی چیز گرے تو اس میں ان میں برابری واجب ہے، اگر
جماعت میں کوئی شیخ ہو اور وہ حاضرین میں سے چند لوگوں کو یا کسی
معین شخص کو اس کے لئے مخصوص فرما دیں تو شیخ کو اختیار ہے شیخ
کے حکم پر عمل کیا جائے اور ان کی رائے کو مقدم سمجھا جائے۔ اگر کسی
فقیر نے اپنی گدڑی اتار پھینکی پھر وہ گدڑی اسی پر لوٹا دی گئی اور
اس کی عادت ہے کہ جو چیز اتار کر پھینک دے اس کی طرف رجوع نہیں
کیا کرتا اور دیگر فقراء نے اپنی اپنی گدڑی واپس لے لی ہے اگر اس کا
شیخ موجود ہو تو اس کا فرض ہے کہ اپنی گدڑی واپس نہ لے اور اپنی
سابق عادت پر جما رہے اور جس چیز کو پھینک دیا ہے اسے پھر نہ
لے اور دیگر فقراء کی پیروی کر کے اپنی عادت کو نہ توڑے۔ اگر وہ فقیر
تن تنہا ہے تو اس کے حال کی شان کے شایاں اور لائق یہی بات ہے
کہ حال میں جماعت کی موافقت کرے اور اپنی گدڑی واپس لے لے تاکہ
اس کی قوم کے فقراء کو ندامت نہ ہو اور وہ شرمندہ نہ ہوں اور اس سے
ناراض نہ ہوں پھر اس کے بعد وہ گدڑی حاضرین مجلس کو دیدے۔
یہی بہتر ہے اور اگر کسی ایسے شخص کو دیدے جو مجلس میں موجود نہیں
تو بھی جائز ہے یہ آداب فقراء کے سلسلہ آخری موضوع ہے یہ آداب ہم
نے اختصار سے وقت کی گنجائش کے مطابق تھوڑے سے بیان کر دئے
ہیں۔ جو آداب سرائے، پانی بھرنے اور پلانے، جوتا پہننے اور ان چیزوں کے
بارے میں ہیں جو فقراء نے آپس میں ایجاد کر لی ہیں، انہیں وضع کر لیا ہے
اور وہ ان میں رسمی طور پر جاری ہیں ہم نے انہیں کتاب میں درج نہیں
کیا ہے وہ تو ان میں ملنے جلنے سے، اٹھنے بیٹھنے سے اور گھل مل کر
رہنے سہنے سے معلوم ہو سکتی ہیں تاہم ہم نے ان میں سے اکثر چیزوں
کا ذکر اثنائے کتاب میں کتاب الادب فی الشرع میں کر دیا ہے

وقد ذکرنا معظم ذلك فی کتاب الادب فی الشرع فی اثناء الکتاب ثم نختم الکتاب بذکر باب یشتمل علی باب المجاهدۃ والتوکل وحسن الخلق والشکر والصبر والرضا والصدق اذ هذہ الاشیاء السبعۃ اساس لهذہ الطریقۃ والکل خیر۔

اب ہم اپنی کتاب ایک ایسے باب پر ختم کرتے ہیں جس میں مجاہدہ، توکل، حسن اخلاق، شکر، صبر، رضا اور صدق شامل ہیں کیونکہ یہ سات چیزیں اس (طریقت) کے بنیادی پتھر ہیں اور ہر ایک خیر و برکات کا موجب ہے۔

★

خاتمہ

مجاہدہ، توکّل، حُسنِ خلق، شکر، صبر، رضا، صدق

(فصل): واما المجاهدۃ فالاصل فیها قول اللّٰہ عزوجل والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا وروی ابونضرۃ عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ عنہ قال سئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن افضل الجهاد قال کلمۃ حق عند سلطان جائر ودمعت عینا ابی سعید رضی اللّٰہ عنہ وقال ابوعلی الدقاق رحمہ اللّٰہ من زین ظاهرہ بالمجاهدۃ حسن اللّٰہ سرائرہ بالمشاهدۃ قال اللّٰہ عزوجل (والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا) وکل من لم یکن فی بدایتہ صاحب مجاهدۃ لم یجد من الطریقۃ شمۃ وقال ابوعثمان المغربی رحمہ اللّٰہ من ظن انہ یفتح علیہ بشیء من هذہ الطریقۃ او

مجاہدہ مجاہدہ قرآن پاک سے ثابت ہے فرمایا: اور وہ جو ہماری جستجو میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم انہیں راہیں ضرور سُجھا دیتے ہیں۔

ابونضرہ از ابوسعیدؓ خدری:۔ رسول اکرم صلعم سے افضل جہاد کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ ظالم بادشاہ کے سامنے سچی بات کہہ دینا سب سے بڑا جہاد ہے، یہ روایت کرکے حضرت ابوسعیدؓ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔

ابوعلی دقّاق:۔ جو اپنے ظاہر کو مجاہدہ سے آراستہ کر لے حق تعالیٰ اس کے باطن کو مشاہدہ سے حسین بنا دیگا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جو ہماری طلب میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور سُجھا دیتے ہیں اگر کوئی آغاز میں صاحب مجاہدہ نہیں تو اس نے طریقت کی خوشبو نہیں سونگھی۔

ابوعثمان مغربی:۔ جس کا خیال ہو کہ مجھ پر بلا مجاہدہ کے طریقت کے دروازے کھل جائیں یا بعض مسائل معلوم ہو جائیں وہ غلطی پر ہے

ابوعلی دقاق:۔ جس کے آغاز میں قومہ نہ ہو اس کے اختتام پر

يكشف له شىء منها بغير لزوم المجاهدة فهو فى غلط وقال ابو على الدقاق رحمه الله من لم تكن له فى بدايته قومة لم يكن له فى نهايته جلسة وقال ايضا رحمه الله الحركة بركة حركات الظواهر توجب بركات السرائر وقال الحسن بن علوية قال ابو يزيد رحمه الله كنت ثنتى عشرة سنة حداد نفسى وخمس سنين كنت مرآة قلبى وسنة انظر فيما بينهما فاذا فى وسطى زنار ظاهر فعملت فى قطعه ثنتى عشرة سنة ثم نظرت فاذا فى باطنى زنار فعملت فى قطعه خمس سنين انظر كيف اقطع فكشف لى فنظرت الى الخلق فرأيتهم موتى فكبرت عليهم اربع تكبيرات وعن الجنيد رحمه الله قال سمعت السرى رحمه الله يقول يا معشر الشباب جدوا قبل ان تبلغوا مبلغى فتضعفوا وتقصروا كما قصرت وكان فى ذلك الوقت لا يلحقه الشباب فى العبادة وقال الحسن القزاز رحمه الله بنى هذا الامر على ثلاثة اشياء أن لا يأكل الا عند الفاقة ولا ينام الا عند الغلبة ولا يتكلم الا عند الضرورة وقال ابراهيم بن ادهم رحمه الله لن ينال الرجل درجة الصالحين حتى يجوز ست عقبات الاولى يغلق باب النعمة ويفتح باب الشدة والثانية يغلق باب العز

جلسہ کبھی نہ ہوگا۔ صاحب موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ حرکت میں برکت ہے۔ ظاہری اعضاء کی حرکات برکاتِ باطن کی موجب ہیں۔ حسن بن علویہؒ: ابو یزیدؒ کا قول ہے کہ میں بارہ سال تک اپنے نفس کو لوہار بن کر کوٹتا رہا اور پانچ برس تک دل کے آئینہ سے زنگ صاف کرتا رہا اور ایک سال تک اس آئینہ میں اپنے خد و خال دیکھتا رہا کہ اچانک مجھے اپنے باطن میں زنار دکھائی دیا پانچ سال تک اس زنار کے کاٹنے میں سرگرم عمل رہا اور کوشش کرتا رہا کہ کس طرح کاٹوں آخر کار اس سلسلہ میں مجھے کشف ہوا اور میں نے لوگوں کو مردہ پایا بالآخر میں نے ان پر چار تکبیروں سے جنازے کی نماز پڑھی۔

جنیدؒ: میں نے سریؒ سے سنا فرمایا کرتے تھے: لوگو! قبل اس کے کہ تم میرے مرتبہ تک پہنچو خوب کوشش کرو تم کمزور ہو جاؤ گے اور میری طرح سے عبادت میں کوتاہی کرنے لگو گے اور اس وقت سرّی کا بڑھاپا تھا لیکن عبادت میں نوجوان ان کے مقام تک پہنچنے سے عاجز رہ جاتے تھے۔

حسن قزّازؒ: اس امر (تصوف) کی بنیاد تین چیزوں پہ ہے کہ فاقہ ہی کے وقت کھایا جائے، غلبۂ نیند کے وقت ہی سویا جائے اور ضرورت کے وقت ہی بات کی جائے۔

ابراہیم بن ادھمؒ:۔ انسان صلحاء کا درجہ نہیں پا سکتا جب تک چھ گھاٹیوں سے نہ گزر جائے پہلی گھاٹی تو یہ ہے کہ اپنے اوپر نعمتوں کا دروازہ مقفل کر دے اور تشدد کا دروازہ کھول دے دوسری گھاٹی یہ ہے کہ اپنے اوپر عزت کا دروازہ بند کر دے اور ذلت کا دروازہ کھول دے۔ تیسری گھاٹی یہ ہے کہ اپنے اوپر آرام کا دروازہ بند کر دے اور محنت و مشقت کا دروازہ کھول دے چوتھی گھاٹی یہ ہے کہ اپنے اوپر نیند کا دروازہ بند کر دے اور بیداری کا دروازہ کھول دے پانچویں گھاٹی یہ ہے کہ اپنے اوپر مالداری کا دروازہ بند

ویفتح باب الذل والثالثة یغلق باب الراحة و
یفتح باب الجهد والرابعة یغلق باب النوم و
یفتح باب السهر والخامسة یغلق باب الغنی
ویفتح باب الفقر والسادسة یغلق باب الأمل
ویفتح باب الاستعداد للموت وقال ابوعمر
بن نجید رحمه الله من کرمت علیه نفسه
هان علیه دینه وقال ابوعلی الروذباری
رحمه الله اذا قال الصوفی بعد خمسة ایام
انا جائع فالزموه السوق وامروه بالکسب
وقال ذوالنون المصری رحمه الله ما اعز
الله عبدا بعز هو اعز له من أن یدله
علی ذل نفسه وما اذل الله عبدا بذل
هو اذل له من أن یحجبه عن ذل نفسه وقال
ابراهیم الخواص رحمه الله ما هالنی شیء
الا رکبته وقال لی محمد بن الفضل رحمه الله
الراحة هی الخلاص من امانی النفس وقال
منصور بن عبدالله رحمه الله سمعت ابا
علی الروذباری رحمه الله یقول دخلت
الآفة من ثلاث سقم الطبیعة وملازمة
العادة وفساد الصحبة فسألته ما سقم
الطبیعة فقال اکل الحرام فقلت وما
ملازمة العادة قال النظر والاستمتاع
بالحرام والغیبة قلت فما فساد الصحبة
فقال کلما هاجت فی النفس شهوة یتبعها
وقال النصرآباذی رحمه الله سجنک نفسک

کر دے اور فقیری کا دروازہ کھول دے چھٹی گھاٹی یہ ہے کہ اپنے اوپر
اُمیدوں کا دروازہ بند کر دے اور موت کی تیاریوں کا دروازہ کھلا رکھے
ابوعمرو بن جنیدؒ: جسے اپنا نفس پیارا ہے اسے اپنا دین عزیز نہیں۔
ابوعلی رودباری: جب صوفی پانچ دن کے بعد کہہ دے کہ میں
بھوکا ہوں تو اسے بازار میں بھیج دو اور کمانے کی تاکید کر دو۔
ذوالنون مصریؒ:۔ ایسی عزت جو اللہ کے نزدیک زیادہ عزت
والی ہو اللہ تعالیٰ نے کسی کو نصیب نہیں فرمائی بجز اس بندے کے
جسے اس کے نفس کی ذلت کی طرف رہنمائی فرمائی اور اللہ کے نزدیک
انتہائی ذلیل وہ بندہ ہے جسے اس نے اس کے نفس کی ذلت سے
محجوب رکھا۔
ابراہیمؒ الخواص:۔ مجھے جو چیز ہولناک محسوس ہوئی میں اسی
پر سوار ہوا۔
محمدؒ بن الفضل:۔ اصل آرام نفس کی امیدوں سے رہائی ہے۔
منصور بن عبداللہ:۔ میں نے ابوعلیؒ رودباری سے سنا فرماتے
تھے کہ آفت تین دروازوں سے آتی ہے طبیعت کی بیماری سے، عادت
پر چمٹ جانے سے اور فساد صحبت سے میں نے پوچھا: طبیعت
کی بیماری کیا ہے؟ فرمایا حرام کھانا، میں نے پوچھا عادت پر چمٹنا
کیا ہے؟ فرمایا حرام کو دیکھنا اس سے فائدہ اٹھانا اور غیبت
کرنا میں نے کہا فساد صحبت کیا ہے؟ فرمایا جب دل میں کوئی
خواہش پیدا ہو تو اس کے پیچھے لگ جانا۔
نصرآبادیؒ:۔ تیرا قید خانہ تیرا نفس ہے اگر تو اس سے رہائی پا
جائے تو تجھے دائمی راحت مل جائے۔
ابوالحسنؒ وراق:۔ ابتداء میں مسجد ابوعثمان میں ہمارا سب
سے بڑا کام یہ تھا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ ہمیں دیتا اسے سب بانٹ
لیا کرتے تھے اور کسی خاص چیز کی نیت نہیں کرتے تھے اور اگر کوئی

اذا خرجت منها وقعت فی راحة الابد

وقال ابو الحسن الوراق رحمه الله كان اجل احكامنا فی مبادی امرنا فی مسجد ابی عثمان الایثار بما یفتح علینا وان لا نبیت علی معلوم ومن استقبلنا بمكروه لا ننتقم منه لانفسنا بل نعتذر الیه و نتواضع له واذا وقع فی قلوبنا حقارة لاحد قمنا بخدمته فمجاهدة العوام فی توفیة الاعمال ومجاهدة الخواص فی تصفیة الاحوال وقد تسهل مقاساة الجوع والعطش والسهر ومعالجة الاخلاق الردیئة تعسر وتصعب۔

ومن آفات النفس ركونها الی استجلاب المدح والذكر الطیب وثناء الخلق وقد تحتمل اثقال العبادات لذلك ویستولی علیها الریاء والنفاق وعلامة ذلك رجوعها الی الكسل والفشل عند انقطاع ذلك وذم الناس لها ولا یتبین لك آفات نفسك و شركها ودعواها وكذبها الا عند الامتحان فی مواطن دعواها وعند الموازنة لها لانها تتكلم بكلام الخائفین ما لم تضطر الی الخوف واذا احنجت الیها فی مواطن الخوف وجدتها آمنة وتقول قول الابرار ما لم تمتحن بالتقوی واذا احنجت الیها طالبتها بشروط التقوی

ہم سے بے ادبی سے پیش آتا تو ہم اس سے اپنے نفسوں کا انتقام نہیں لیا کرتے تھے اور صبر و تحمل سے کام لیتے تھے بلکہ اس سے اُلٹی معافی مانگ لیا کرتے تھے اور اس کا احترام کیا کرتے تھے اگر کوئی شخص ہمیں حقیر معلوم ہوتا تو ہم اس کی خدمت کیا کرتے تھے غرضیکہ عوام کا مجاہدہ ظاہری اعمال (فرائض و واجبات و مستحبات) کو پورا کرنا ہے اور خواص کا مجاہدہ احوال کو پاک و صاف کرنا ہے۔ بھوک، پیاس اور بیداری تکلیفیں آسان ہیں لیکن بری عادتوں کا علاج دشوار و سخت ہے۔

نفس کی آفتوں میں سے ایک آفت یہ بھی ہے کہ نفس کا رجحان یہی ہوتا ہے کہ لوگ اس کی مدح و ثنا اور ذکر خیر کریں اپنی تعریف سُن کر ہر انسان خوش ہوتا ہے بلکہ کبھی تو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بھاری بھاری عبادتیں بھی کرتا ہے اور اس پر ریا اور نفاق کا غلبہ چھایا رہتا ہے اس کی نشانی یہ ہے کہ جب یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے اور لوگ اس کی برائی کرنے لگ جاتے ہیں تو عبادت چھوڑ بیٹھتا ہے اور سست پڑ جاتا ہے۔ نفس کی آفتیں، اس کا شرک، اس کے دعوے اور اس کا کذب انسانوں کو محسوس نہیں ہوا کرتا جب اس کے امتحان کا اور مقابلہ کرنے کا موقعہ نہیں آتا کیونکہ جب تک وہ خوف میں پھنستا نہیں اس وقت تک وہ ڈرنے والوں جیسی باتیں نہیں کرتا جب تم اسے مقامات خوف میں پاؤ گے تو اسے اللہ سے ڈرنے والوں کی طرح خوفزدہ نہ پاؤ گے۔ انسان پارساؤں جیسی باتیں بناتا ہے مگر پارسا نہیں ہوتا۔ صلحاء کا قول ہے کہ جب تک پارسا کی پارسائی کا امتحان نہ ہو جب تک اس کی پارسائی کا پتہ نہیں چلتا۔ اگر دعویداران پارسائی کی ذاتوں میں غور کرو اور ان میں تقوے کی شرطیں تلاش کرو تو تم انہیں مشرک، ریاکار اور مغرور پاؤ گے۔ نفس ہمیشہ عارفوں کے اوصاف بیان کرتا رہتا ہے جب تک اس کی کوئی غرض اٹکی ہوئی نہیں ہوتی لیکن اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے تم اسے ان باتوں میں جھوٹا پاؤ گے

وجدتها مشركة مرائية معجبة وتصف وصف العارفين مالم تحتج الى الغاية فاذا طلبت منها ذلك وجدتها كذابة وتدعى دعوى الموقنين مالم تمتحن بالاخلاص وتزعم انها من المتواضعين مالم يحل بها خلاف هواها عند الغضب وكذلك تدعى السخاء والكرم والايثار والبذل والغنى والفتوة وغير ذلك من الاخلاق الحميدة اخلاق الاولياء والابدال والاعيان تمنيا ورعونة وحمقا واذا طالبتها بذلك وامتحنتها لم تجدها الا كسراب بقيعة يحسبه الظمآن ماء حتى اذا جاءه لم يجده شيئا ولو كان ثم صدق و اخلاص وصح منها القول وصدق بالقول لسانها لما اظهرت التزين للخلق الذين لا يملكون لها ضرا ولا نفعا ولصحت اعمالها عند الامتحان توافق قولها عملها وقال ابوحفص رحمه الله النفس ظلمة كلها وسراجها سرها يعنى الاخلاص ونور سراجها التوفيق فمن لم يصحبه فى سره توفيق من ربه كانت ظلمة كلها وقال ابوعثمان رحمه الله لا يرى احد عيب نفسه وهو يستحسن من نفسه شيئا وانما يراه من يتهمها فى جميع الاحوال و قال ابوحفص رحمه الله اسرع الناس هلاكا من لا يعرف عيبه فان المعاصى

علاوہ ازیں نفس یقین لانے والوں کے سے دعوے کرتا ہے جب تک اخلاص کے معیار پر اسے کسا نہیں جاتا اور گمان کرتا ہے کہ میں تواضع پسند ہوں جب تک اس کی مرضی کے خلاف غصہ کے وقت کوئی دافعہ پیش نہیں آتا اسی طرح نفس صفائی، بزرگی دوسروں کو خود پر ترجیح، اللہ کی راہ میں خرچ، تونگری، جوانمردی وغیرہ یعنی اخلاق حمیدہ کا دعوے کرتا ہے۔ جو اولیاء، ابدال، خواص اور اللہ والوں کے اخلاق ہیں اور یہ دعوے شیخی، غرور اور صداقت کا یقین دلانے کے لئے کرتا ہے لیکن اگر تم اس کے اندر جھانک کر دیکھو اور اسے کسوٹی پر کسو تو کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا اور محض سراب ہی سراب نکلتا ہے جیسے دور سے پیاسا پانی سمجھتا ہے مگر پاس آنے پر وہاں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں پاتا اگر اس میں صداقت و اخلاص پایا جاتا تو اس کا دعویٰ صحیح ہوتا اور زبان سے سچی بات نکلتی تو دنیا کو دھوکا نہیں دیتا کیونکہ دنیا اس کے نفع و نقصان پر قادر نہیں اور پرکھنے پر اس کے اعمال کندن ثابت ہوتے اور اس کے قول و عمل میں موافقت ہوتی، تضاد نہ ہوتا۔

ابوحفصؒ :۔ نفس سراپا ظلمت ہے اور اس کا چراغ اخلاص ہے اور اس چراغ کا نور توفیق ہے لہٰذا جس کے باطن کی رفیق رب کی توفیق نہیں اس کے باطن میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

ابوعثمانؒ :۔ کوئی اپنی ذات کے عیب نہیں دیکھتا بلکہ اپنی ہر بات اچھی سمجھتا ہے لیکن جب نکتہ چیں اسے جھانک کر دیکھتا ہے تو اس کے تمام عیبوں کی نشاندہی کرتا ہے۔

ابوحفصؒ :۔ وہ شخص بہت جلدی ہلاک ہو جاتا ہے جو اپنے عیب نہ پہچانے کیونکہ گناہ کفر کے قاصد و ایلچی ہیں۔

ابوسلیمانؒ :۔ میں نے اپنے کسی عمل کو اچھا نہیں سمجھا کہ اسے شمار میں لاؤں۔ سریؒ :۔ مالدار پڑوسیوں سے، بازاری قاریوں سے

بریبد الکفر وقال ابو سلیمان رحمہ اللہ ما استحسنت من نفسی عملا فاحتسبت بہ وقال السری رحمہ اللہ ایاکم وجیران الاغنیاء وقراء الاسواق وعلماء الامراء وقال ذو النون المصری رحمہ اللہ انما دخل الفساد علی الخلق من ستۃ اشیاء اولہا ضعف النیۃ بعمل الآخرۃ والثانی صارت ابدانہم رہینۃ بشہواتہم والثالث طول الامل مع قرب الاجل والرابع آثروا رضی المخلوقین علی رضا الخالق والخامس اتبعوا اھواءھم ونبذوا سنۃ نبیہم صلی اللہ علیہ وسلم وراء ظہورہم والسادس جعلوا قلیل زلات السلف حجۃ لانفسہم ودفنوا کثیر مناقبہم۔

فصل: والاصل فی المجاھدۃ مخالفۃ الھوی فیفطم نفسہ عن المالوفات والشہوات واللذات ویحملہا علی خلاف ما تہوی فی عموم الاوقات فاذا انہمك فی الشہوات الجمہا بلجام التقوی والخوف من اللہ عزوجل فاذا حرنت ووقفت عن القیام بالطاعات والموافقات ساقہا بسیاط الخوف وخلاف الھوی ومنع الحظوظ۔

فصل: ولا تتم المجاھدۃ الا بالمراقبۃ وھی التی اشار الیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین سالہ جبریل علیہ السلام عن الاحسان فقال الاحسان ان تعبد اللہ

اور امراء کے ہم نشین علماء سے بچو۔

ذوالنون مصری: دنیا میں فساد چھ دروازوں سے آتا ہے آخرت کے عملوں میں نیت کی سستی سے، تمناؤں میں جسموں کو گروی رکھنے سے، موت کے قریب ہونے کے باوجود لمبی لمبی امیدوں سے، خالق کی رضا پر مخلوق کی رضا کو مقدم کرنے سے، سنتوں کو چھوڑ کر خواہشات کے پیچھے لگنے سے اور سلف کے بہت سے شاندار کارنامے نظر انداز کر کے ان کی تھوڑی سی لغزشوں کے اپنے لئے حجت بنانے سے۔

مجاہدہ کی حقیقت

مجاہدہ کی حقیقت نفس وخواہش کی مخالفت ہے مجاہدہ میں نفس کو اس کی مرغوب چیزوں سے، من مانی باتوں سے اور تمام لذتوں سے چھڑایا جاتا ہے اور ہر وقت اسے اس کی خواہشوں کے خلاف آمادہ کیا جاتا ہے۔ اگر نفس خواہشات میں ڈوبنا چاہتا ہے تو مجاہدہ اس سرکش گھوڑے کے منہ میں تقوے کی اور اللہ کے ڈر کی لگام ڈال دیتا ہے اگر نفس منہ زوری کرے اور عبادتوں کے بجالانے میں پس وپیش کرے اور شرع شریف کی موافقت سے منہ موڑے تو مجاہدہ اسے خوف کے خلاف ہوی کے اور لذتوں کو دفع کرنیوالے کوڑوں سے مار مار کر چلاتا ہے اور سیدھا کر دیتا ہے۔

مجاہدہ کا تتمہ مراقبہ

مجاہدہ مراقبہ کے بغیر تکمیلی مراحل طے نہیں کر سکتا جب رسول اکرم صلعم سے حضرت جبرئیل نے احسان کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اسی مراقبہ کی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم اس تصور سے اللہ کی عبادت کرو گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اگر یہ تصور نہ آئے تو یہ تصور تو قائم کرو کہ اللہ تم کو دیکھ رہا ہے کیونکہ مراقبہ بندے کا اس پر یقین کر لینا ہے کہ حق تعالیٰ سبحانہ اس کے ہر عمل سے آگاہ ہے

كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك
لان المراقبة علم العبد باطلاع الرب
سبحانه عليه واستدامته لهذا العلم
مراقبة لربه وهذا هو اصل كل خير و
انما يصل الى هذه الرتبة بعد المحاسبة
واصلاح حاله فى الوقت ولزوم طريق الحق
واحسان مراعاة القلب بينه وبين الله
تعالىٰ وحفظ الانفاس مع الله عزوجل
فيعلم ان الله تعالىٰ عليه رقيب ومن
قلبه قريب يعلم احواله ويرى افعاله
ويسمع اقواله ولا تتم ايضا الا بمعرفة
خصال اربع اولها معرفة الله تعالىٰ
والثانية معرفة عدو الله ابليس والثالثة
معرفة نفسك الامارة بالسوء والرابعة
معرفة العمل لله تعالى ولو عاش انسان
دهرا فى العبادة مجتهدا ولم يعرفها ولم
يعرفها ولم يعمل عليها لم تنفعه عبادته
وكان على الجهل ومصيره الى النار الا
أن يتفضل الله تعالى عليه برحمته فاما
معرفة الله عزوجل فهو ان يلزم العبد
قلبه قربه عزوجل وقيامه عليه وقدرته
عليه وشهادته وعلمه
به وانه رقيب حفيظ وانه واحد ماجد
لاشريك له فى ملكه وانه عند ماوعد
صادق وعند ماضمن واف وعند مادعا

اسی یقین کو ہر وقت پیش نظر رکھنا مراقبہ ہے اور یہی ہر نیکی اور کار
خیر کی جڑ ہے لیکن محاسبہ کے اور فوراً اصلاح حال کے بعد ہی
اس مرتبہ تک پہنچا جاتا ہے تاکہ انسان صحیح راہ پر گامزن رہے
اور اسے چمٹا رہے اور اپنے اور اللہ کے درمیان دل کی بہترین
نگہداشت کرتا رہے اور حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ اپنی سانسوں
کی حفاظت کرے اور یقین کرلے کہ حق تعالیٰ جل مجدہ اس کی
نگرانی کر رہا ہے اور اسے ہر وقت دیکھ رہا ہے اور اس کے
دل کے قریب ہے اور اس کے احوال و افعال کو جانتا ہے اور
دیکھ رہا ہے اور اس کی تمام باتوں کو سن رہا ہے۔

مجاہدہ مندرجہ ذیل چار چیزوں کے بغیر پورا نہیں ہوتا، اللہ
کو پہچاننا، ابلیس کو جو اللہ کا اور انسان کا دشمن ہے، پہچاننا،
نفس امارہ کو پہچاننا جو برائیوں کی طرف کھینچ کرلے جاتا ہے اور
اللہ کے لئے عمل کو پہچاننا۔

اگر کوئی شخص اپنی تمام عمر عبادت میں پوری سرگرمی سے گزار
دے اور مذکورہ بالا چار باتوں سے غافل رہے۔ تو اس کی عبادت
بے سود ہے اور وہ جہالت ہی پر قائم ہے اور اس کا ٹھکانہ
جہنم ہے یہ دوسری بات ہے کہ ارحم الراحمین اسے اپنی رحمت
میں ڈھانپ لے۔

حق تعالیٰ کی معرفت

معرفت اس طرح حاصل ہوتی ہے کہ بندہ
اپنے دل کو قرب باری تعالیٰ سے چمٹالے یعنی یہ پختہ عقیدہ رکھے
کہ میں بارگاہ قدس میں حاضر و قائم ہوں اس کی قدرت میں ہوں،
وہ میرے پاس ہے اور میری حرکات و سکنات کو دیکھ رہا ہے
وہ میری نگرانی اور حفاظت کر رہا ہے اور بڑی قوت والا اور
بڑی عظمت والا ہے اس کے ملک میں اس کا کوئی شریک نہیں
وہ اپنے وعدوں میں قطعی سچا ہے اور ضمانت میں پورا پورا ذمہ دار

الیه وندب الیه ملیء وله وعد ینجزہ
ووعید صادق ینفذہ ومقام تصیر الیه
الخلائق ومصدر یتصرف من عندہ وله
ثواب وعقاب لیس له شبه ولا مثیل وانه
کاف رحیم ودود سمیع علیم وانه کل یوم
هو فی شأن لا یشغله شأن عن شأن یعلم
الخفی وفوق الخفی والضمیر والخطرات والوسوسة
والهمة والارادة والوسواس والحرکة
والطرفة والغمزة والهمزة وما فوق
ذلك وما دون ذلك مما دق فلا یعرف
وجل فلا یوصف مما کان ومما یکون
وانه عزیز حکیم وقد استوفینا ذلك فی
باب معرفة الصانع من قبل فاذا الزم
هذا کله فی الیقین الراسخ والعمل النافع
ولزم ذلك کل عضو منه وکل جارحة
وکل مفصل وعرق وعصب وشعر وبشر
وکذلك یتیقن ان الله تعالیٰ قائم علی
ذلك عالم به احاط به علما لا تغزب عنه
عازبة وانه خلقه فاحسن خلقه وصورہ
فاحسن صورته وثبت جمیع ذلك فی قلبه
وصح به عزمه واکمل عقله وثبتت
حینئذ فیه المحاسبة ووصلت الیه
المعرفة وقامت علیه الحجة وکان فی
مقام من الله شریف والحذر یصحبه فی
ذلك کله فخففت جوارحه وقلبه ولا ینال

ہے اگر کوئی چیز اس سے مانگی جائے اور اس کے سلسلہ میں اس سے دعا کی
جائے تو وہ ایسا مالدار ہے کہ اس کے دینے سے اس کے خزانہ میں کمی نہیں
آتی اس کے جو وعدے ہیں وہ انہیں پورا کئے بغیر نہ رہے گا اور اس نے
جو دھمکیاں دی ہیں انہیں ضرور نافذ فرمائے گا اسی کے پاس ٹھہرنے کی
جگہ ہے اور تمام دنیا اسی کی طرف لوٹ کر جائے گی اسی سے ہر چیز نکلتی ہے
اور وہی ہر چیز میں تصرف فرماتا ہے جسے چاہے ثواب دے اور جسے
چاہے عذاب میں مبتلا کر دے اس کا کوئی شبیہ نہیں نہ تو اس کا کوئی
ہم شل ہے وہ بندوں کے تمام کاموں کے لئے کافی ہے ان پر بڑا مہربان
ہے اور ان سے انتہائی محبت کرنے والا ہے ان کی تمام باتیں اچھی طرح سے
سنتا ہے اور ان کے تمام حرکات و سکنات سے آگاہ ہے اور وہ
ہر لمحہ اور ہر آن ایک شان میں ہے اسے کوئی کام دوسرے کاموں سے
روکتا نہیں وہ پوشیدہ باتوں کو بلکہ پوشیدہ سے پوشیدہ باتوں کو،
نیتوں کو، دل کے کھٹکوں کو، وسوسوں کو، حرکتوں کو، پلک جھپکنے
کو آنکھ کے اشاروں کو طعن و تشنیع کو اور اس سے اوپر نیچے کی تمام
چیزوں خواہ وہ کتنی ہی لطیف و باریک ہوں اور دکھائی نہ دیتی ہوں
خوب جانتا ہے اور اگر اس قدر عظیم ہوں کہ ان کا وصف بیان نہ
کیا جا سکے تو انہیں بھی خوب جانتا ہے خواہ ماضی کی چیزیں ہوں یا
مستقبل کی یا حال کی بلاشبہ وہ بڑی عزت والا اور بڑی حکمت
والا ہے ہم اس پر تفصیلی روشنی "معرفۃ صانع عالم" میں ڈال آئے
ہیں پھر جب یہ تمام باتیں مستحکم یقین کے ساتھ اپنے دل میں جما لی
جائیں اور ہر عضو، ہر جوڑ، ہر رگ، ہر پٹھے، ہر بال اور تمام جلدیں
خون کی طرح جاری و ساری ہو جائیں اور خوب رچ جائیں تو
یہی معرفت ہے اسی طرح یقین کرے کہ حق تعالیٰ اس پر قائم ہے
اس کی ہر بات سے واقف ہے اس کے علم نے اسے گھیر رکھا ہے
اس سے غائب ہونے والی کوئی چیز غائب نہیں ہوتی اللہ ہی نے اسے

شیئا من هذه الجملة الا ان یقطع الاشغال کلها
الاماله علی هذا والفرق لا یفارق قلبه
حذرا من سطواته لقدرته علیه لما قد سلف
وبما یکون منه وحیاء منه لقربه منه
ولم تسقط منه ارادة ولم تزل منه همة ولا
خطرة الا لله فیه علم فیکون العالم القائم
بما یحب الله منه والنازل له عما یکرهه
منه ولا تکون منه خطرة ولا لحظة ولا
وسوسة ولا ارادة ولا حرکة ظاهرا ولا
باطنا الا وعلم الله عنده قائم فی قلبه
قبل الخطرات والحرکات والوساوس وهو
مقام العلماء بالله عزوجل الخائفین العارفین
الاتقیاء الورعین واما معرفة عدو الله ابلیس
فقد امر الله تعالی بمحاربته ومجاهدته
فی السر والعلانیة فی الطاعة والمعصیة
واعلم العباد بانه قد عادی الله عزوجل
فی عبده ونبیه وصفیه وخلیفته فی الارض
آدم علیه السلام وعاداه فی ذریته
وامته لا ینام اذا نام الآدمی ولا یغفل اذا
غفل الآدمی ولا یسهو اذا سها فی نومه
ویقظته مجتهد فی عطب الآدمی وهلاکه
لا یألوه خدیعة وحیلة ومکرا ومصائد
الشهیة اللذیذة فی طاعته ومعصیته
ما یجهله کثیر من خلق الله من العابدین
المغرورین المخدوعین وکثیر من الغافلین

بہترین پیدائش میں پیدا کیا اور اسے بہترین شکل وصورت عطا فرمائی
غرضیکہ یہ تمام عقائد اس کے دل میں جم جائیں اور ان پر اس کا عزم
وایمان متزلزل نہ ہو اور یہ اس کی عقل کو مکمل کر دیں اب اس میں
محاسبہ پایا گیا اور اللہ تعالےٰ کی معرفت تک اسے رسائی حاصل ہو
گئی اور اس پر حجت قائم ہو گئی اور وہ اللہ کی طرف سے ایک
شریف وعالی مقام پا گیا الغرض ان تمام باتوں میں اللہ کا خوف
اس کے ساتھ رہنا چاہیئے تاکہ اس کا دل اور تمام اعضا گناہوں
سے محفوظ رہیں یہ مرتبہ اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب تک
اس شغل کے علاوہ جو اسے اس منزل معرفت تک پہنچانے والا ہے
تمام اشغال ترک نہ کر دے سالک کے دل سے اللہ کا ڈر کبھی
علیحدہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ ہر وقت اللہ کے قہر وعتاب سے
لرزتا رہتا ہے کیونکہ اللہ اس پر ہر وقت قادر ہے اگر وہ چاہے
تو اسے ماضی اور مستقبل کے گناہوں پر پکڑ لے اور شرم کی وجہ
سے بھی خوفزدہ رہتا ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ حق تعالیٰ اس کے
قریب ہے اور اس کے ہر حال سے بخوبی واقف ہے اور جو کبھی
ارادہ، قصد، کھٹکا اور تصور اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے
اللہ ہی کے لئے اور اسی کی محبت کے سلسلہ میں پیدا ہوتا ہے
لہٰذا وہ علم کے ساتھ انہیں چیزوں پر قائم ہے جن کو اللہ تعالیٰ
اس سے پسند فرماتا ہے اور اسی کی خاطر ان چیزوں سے بیزار رہتا ہے
جو اللہ کو ناپسند ہیں اور جو کھٹکا، آنکھ کا اشارہ، وسوسہ، ارادہ
اور ظاہری یا باطنی حرکت اس سے سرزد ہوتی ہے تو اس سے پہلے
اس کے دل میں اللہ کا علم ضرور قائم ہوتا ہے یہ اللہ والے علماء کا
مقام ہے جو اللہ سے ڈرنے والے، اللہ کو پہچاننے والے متقی اور پارسا
ہوتے ہیں۔

ابلیس کی پہچان

ابلیس سے جنگ کرنے کے اور اس کے خلاف

لیست بغیتہ ان یوقع ابن آدم فی معصیۃ اوریاء او عجب انما بغیتہ ان یردہ معہ حیث یرد جہنم حیث قال جل وعلا انما یدعو حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر فاذا عرفہ العبد بہذہ الصفۃ فینبغی لہ ان یلزم قلبہ معرفتہ فی الحق والباطن بلا غفلۃ ولا سہو منہ فیحاربہ باشد المحاربۃ ویجاہدہ باشد المجاہدۃ سرّا وعلانیۃ ظاہرا وباطنا لا یقصر فی ذلک حتی یبذل مجہودہ فی محاربتہ ومجاہدتہ فی کل ما یدعو الیہ من الخیر والشر ولا یدع التضرع واللجأ الی اللہ عزوجل والاستعانۃ بہ فی حرکاتہ کلہا لیعینہ علیہ ویری اللہ عزوجل من نفسہ الفقر والفاقۃ الیہ فانہ لا حیلۃ ولا قوۃ الا بہ ویستغیث باللہ عزوجل بالبکاء والتضرع ویسالہ النصر علیہ جاہدا امتثل للاً لیلا ونہارا سرّا وعلانیۃ فی الخلا والملا حتی تصغر فی عینہ مجاہدتہ لمعرفتہ بتوفیق اللہ تعالیٰ ایاہ فانہ عدو مولاہ وہو اوّل من عصی اللہ من خلقہ واول من مات من خلقہ یعنی من عصاہ وکل عاص للہ عزوجل میت کما جاء فی الحدیث قال اللہ عزوجل ان اوّل من مات من خلقی ابلیس وہو الذی عادی اولیاء اللہ من الانبیاء واہل یقین واصفیاءہ من خلقہ اجمعین وینبغی للعبد ان یعلم انہ

سرگرم عمل رہنے کا ظاہر و باطن میں اور اطاعت و عدم اطاعت میں حق تعالےٰ نے حکم فرمایا ہے اور اپنے بندوں کو بتا دیا ہے کہ ابلیس نے اللہ سے اور اس کے برگزیدہ بندے اور نبی سے جو دنیا میں اس کے خلیفہ تھے یعنی حضرت آدم سے دشمنی کی اور آپ کی اولاد کو ضرر پہنچانے کی فکر میں رہتا ہے انسان سو جاتا ہے مگر وہ دشمن انسان نہیں سوتا اور جب آدمی غافل ہوتا ہے تو اپنے کام سے غافل نہیں ہوتا اور جب انسان خواب یا بیداری میں سہو کر جاتا ہے تو وہ سہو نہیں کرتا یہ ہر وقت انسان کی تباہی اور ہلاکت کی فکر میں رہتا ہے اور اپنے دھوکا، فریب، مکر اور دغابازی میں کسر اٹھا کر نہیں رکھتا اور طاعت و معصیت کے سلسلہ میں اس کے پسندیدہ اور لذیذ دام فریب ایسے ہیں جن سے بہت سے عابد ناواقف ہیں اور اس کے دام فریب میں آکر دھوکا کھا جاتے ہیں اور اکثر عقلاء بھی اس کے جال میں پھنس جاتے ہیں کمبخت ابلیس اس پر قناعت نہیں کرتا کہ انسان کو گناہ میں یا ریاکاری میں یا غرور میں پھانس کر چین سے بیٹھ جائے اس کی تو دلی تمنا یہی ہے کہ انسان اس کے ساتھ جہنم کے شعلوں میں کود جائے جن میں وہ خود جانے والا ہے جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ شیطان تو اپنی جماعت کو اسی لئے بلاتا ہے کہ وہ بھی جہنم والوں میں شامل ہو جائیں۔

پھر جب انسان یہ پہچان جائے کہ شیطان ہمارا ازلی دشمن ہے تو اس سے چوکنا رہنے کی سخت ضرورت ہے اور حق و باطل میں شیطانوں کے خلاف کرے اور پھونک پھونک کر قدم اٹھائے اور کسی وقت بھی اس کی دشمنی سے غافل نہ رہے اور اس کی عداوت کو کسی حال میں بھی نہ بھولے اور خلوت و جلوت میں ظاہر و باطن میں شدت سے اس کے ساتھ لڑتا رہے اور اس کے

فی جهاد عظیم وفی قرب من الرب جل ثناؤہ
ولا یوصف شرف مقامہ فلیثبت ولا یعجز
فانہ ان عجز او مل فقد عصی ربہ عزوجل
ووقع فی جهنم وغضب اللّٰہ علیہ ویکون
قد اعطی عدو اللّٰہ امنیتہ منہ وقوی علیہ
لعنۃ اللّٰہ ولیس لارادتہ فی العبد غایۃ
وانتهاء الا الکفر باللّٰہ فانہ انما ینقلہ
من حال الی حال حتی یغضب اللّٰہ علیہ فیکلہ
الی نفسہ فیعطب ویقع فی النار مع الشیطان
فلا خلق اشد علی العبد منہ فالحذر
الحذر فانما هو الورود علی العطب او
النجاۃ بفضل اللّٰہ ورحمتہ اعاذنا اللّٰہ
وجمیع المسلمین من شر ابلیس وجنودہ
ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔

واما معرفۃ النفس الامارۃ بالسوء
فیضعها حیث وضعها اللّٰہ عزوجل
ویصفها بما وصفها اللّٰہ تعالیٰ ویقوم
علیها بما امرہ اللّٰہ عزوجل فانها
اعدی لہ من ابلیس وانما یقوی علیہ
ابلیس بها وبقبولها منہ فیعرف ای شیٔ
طباعها وما ارادتها والام تدعو
وبم تامر وکیف خلقها خلقۃ ضعیفۃ
قوی طمعها شرهۃ مدعیۃ خارجۃ عن
طاعۃ اللّٰہ سبحانہ متملکۃ متمنیۃ
خوفها امن ورجاؤها امانی وصدقها

خلاف کرتا رہے اور اس میں کسر اٹھا کر نہ رکھے اور کوتاہی نہ کرے حتیٰ کہ
پوری پوری تندہی اور سرگرمی سے اس سے جنگ و مجاہدہ کرتا رہے
اور جس امر خیر یا شر کی طرف بلائے اس سے بیزاری کا اظہار کرے
اور ہمت کر کے اس کے دانت کھٹے کر دے اور اپنی تمام حرکتوں
میں اللہ تعالیٰ سے امداد چاہے اور ابلیس کو شکست دینے کے لئے
حق تعالیٰ کی بارگاہِ قدس میں روئے دھوئے اور اس کی پناہ طلب
کرتا رہے تاکہ حق تعالیٰ مدد فرمائے اور حق تعالیٰ شانہ کے سامنے اپنی
فقیری، محتاجی اور کمزوری و ناتوانی کا اظہار کرتا رہے کیونکہ اس سے
بچنے کی تدبیر و قوت اللہ ہی کی مدد سے میسر آسکتی ہے اور رو رو کر
اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا رہے کہ یا اللہ مجھے شیطان
کے فتنوں سے محفوظ فرما اور دن رات اندر و باہر ظاہر و باطن اور
خلوت و جلوت میں عاجزی سے بلک بلک کر فریاد کرتا رہے کہ بار
الٰہا میری ابلیس پر مدد فرما۔ تاکہ ابلیس کے نزدیک اپنی کوشش حقیر بے سود
ثابت ہو اور اسے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ شخص
مجھے اپنا دشمن تسلیم کرتا ہے غرضیکہ ابلیس اللہ کا دشمن ہے اور
اللہ کی مخلوق میں سب سے پہلا اللہ کا نافرمان ہے اور مخلوق میں
سب سے پہلے مرنے والا ہے یعنی نافرمان ہے کیونکہ ہر نافرمان مردہ
ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میری مخلوق
میں سب سے پہلے مرنے والا ابلیس ہے یہی اللہ کے اولیاء کا یکا دشمن
ہے یعنی انبیاء کا، صدیقین اور اللہ کے تمام برگزیدہ بندوں کا سخت
دشمن ہے حق تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے آمین۔

انسان کو لازم ہے کہ یہ یقین کر لے کہ نفس و شیطان سے جہاد،
جہاد اکبر ہے اور سب سے بڑا جہاد ہے اور میں اپنے رب کے
قریب ہوں قربت حق تعالیٰ کا اس قدر اونچا اور اشرف مقام ہے
کہ حد بیان سے باہر ہے لہٰذا اپنے ارادے پر جمارہے اور مجاہدہ نفس

کذب ودعواها باطلة وکل شیء منها غرور
ولیس لها فعل محمود ولا دعوی حق فلا
تغرنه بما یظهر له منها ولا یرجو بما تامل
ان حل عنها قیودها شردت وان اطلق و
ثاقها جمحت وان اعطاها سؤلها هلکت
وان غفل عن محاسبتها أدبرت وان عجز
عن مخالفتها غرقت وان اتبع هواها تولت
الی النار وفیها هوت لیس لها حقیقة ولا
رجوع الی خیر وهی رأس البلاء ومعدن
الفضیحة وخزانة ابلیس ومأوی کل سوء
ولا یعرفها احد غیر خالقها عز وجل
فهی فی الصفة التی وصفها الله عز وجل کلما
اظهرت خوفا فهو امن وکلما ادعت صدقا
فهو کذب وکلما ذکرت اخلاصها فهو
ریاء واعجاب عند الحقائق یبین صدقها
ویعرف کذبها وعند الامتحان ترجع
الی دعواها فلیس بلاء عظیم الا وقد حل
بها فعلی العبد محاسبتها ومراقبتها و
مخالفتها ومجاهدتها فی جمیع ما تدعو
الیه وتدخل فیه فلیس لها دعوی حق
وانما تسعی فی هلاکها ودمارها ولا
توصف بشیء الا وهی اکثر مما توصف
فهی کنز ابلیس ومستراحه ومسامرته
ومحدثته وصدیقته فاذا عرف العبد
صفتها فقد عرفها وهانت علیه وذلت

چھوڑ بیٹھے کیونکہ اگر خدانخواستہ مجاہدہ چھوڑ بیٹھا یا اکتا گیا تو
رب العالمین کی نافرمانی کی اور شیطان کی بات مان لی اور جہنم میں
گر گیا اور اللہ کے غضب کا مستحق ہوا اور اپنے دشمن ابلیس کی
تمنا پوری کی اور اس کے کام پر اسے قوی بنایا۔ یاد رکھیئے شیطان
کی انتہائی دلی خواہش اور تڑپ یہی ہے کہ انسان کو کافر و مشرک
بنا دے اور جناب قدس سے دور سے دور کر دے اسی لئے وہ انسان
کے دل میں گوناگوں اوہام و وسوسے پیدا کرتا رہتا ہے اور اللہ
سے اس قدر دور کر دیتا ہے کہ اس پر اللہ کا قہر و عتاب نازل
ہو جاتا ہے اور ابلیس اسے اس کے نفس پر چھوڑ کر چین لیتا ہے اور
انسان ہلاک ہو جاتا ہے اور شیطان کے ساتھ جہنم کا کندا
بن جاتا ہے۔ خوب یاد رکھو شیطان سے زیادہ خطرناک دنیا میں
کوئی چیز نہیں لہٰذا اس سے انتہائی محتاط رہو اور دم بھر کے لئے
بھی اس کا کہنا نہ مانو۔ بندہ دو حال سے خالی نہیں، یا تو شیطان
کا مرید ہو کر قعر مذلت میں گر کر ہلاک ہوا یا حق تعالیٰ کی عنایت
و مہربانی اور نوازش و کرم سے شیطان کا دشمن بن کر رہائی
حاصل کر لی حق تعالےٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو ابلیس کے شر اور
اس کے لشکروں کی شرارتوں سے محفوظ فرمائے آمین، بلاشبہ
فرمانبرداری کی طاقت اور نافرمانی سے بچنے کی قوت بلند و
عظیم اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔

نفس امّارہ کی پہچان

نفس امّارہ کو اسی مقام پر رکھے جس
مقام پر اسے حق تعالےٰ نے رکھا ہے اور اسے اسی مذمت سے یاد
رکھے جو مذمت اس کی حق تعالےٰ نے بیان فرمائی ہے اور وہی کوڑا
لے کر اس کے سر پر کھڑا رہے جس کا حکم حق تعالےٰ نے دیا ہے
کیونکہ نفس امارہ ابلیس سے زیادہ دشمن اور خطرناک ہے ابلیس
اسی کی راہ سے انسان پر قابو پاتا ہے اور انسان کے نفس میں

وقوی علیها بالله عزوجل فاذا اجتمعت
فی العبد هذه الخصال الثلاث فلیستعن بالله
عزوجل علیهن ولا یغفل ولا یطیع نفسه لانه
اذا قوی علی ادب نفسه ومخالفتها عما تهوی
قوی علی الخصال کلها ان شاء الله تعالی
فعلیه ببذل التقدم بالعزم بالله عزوجل
وحده لا شریک له ولا یمیلن فی هذا
کله الی احد غیر الله عزوجل فانه ان
فعل ذلک فلا یوفق لخیر و یکله الله عزوجل
الی نفسه فینبغی له ان یستعین بالله تعالی
فی هذا کله ویتبع مرضاته فی جمیع ما
امره الله به ونهاه لا یرید بذلک احدا
غیر الله عزوجل فاذا فعل ذلک ارشده
الله ووفقه واحبه وجنبه مکارهه و
ستره بستر الاصفیاء العلماء بالله الذین
بذلک نالوا العلم بالله عزوجل واما
معرفة العمل لله عزوجل فان یعلم العبد
ان الله عزوجل امره باموره ونهاه عن
امور فالذی امره به هو الطاعة والذی
نهاه عنه هو المعصیة له عزوجل وامره
بالاخلاص فیهما والقصد الی سبیل الهدی
علی نهج الکتاب والسنة ولا یکون
فی ضمیره فی فعله کل شیء غیر الله عزوجل
ولا یکن ممن ترک المعاصی الظاهرة و
اعرض عن ترک المعاصی الباطنة التی

طرح طرح کی آرزوئیں پیدا کر کے اپنی طرف مائل کر لیتا ہے لہٰذا انسان کو
اپنی طبیعی خواہش کو پہچاننا چاہیئے کہ وہ کیا ہے اور کیوں پیدا ہوئی اگر
وجہ پیدائش کمزور ہے اور اس کا لالچ کثیر وقوی ہے، حرص سے بھرپور
ہے، جھوٹے دعوؤں سے آراستہ ہے تو اللہ کی اطاعت سے باہر ہے
اس پر حرص وطمع حکمران ہے اور امیدوں کے ہاتھوں اسیر ہے خوف
والی چیزوں کو امن والی سمجھتا ہے، اُمیدیں باطل آرزوئیں ہیں صدق
کذب اور دعوے باطل ہے اور نفس کی طرف سے ہر چیز دھوکہ
اور فریب ہے نفس کا کوئی فعل قابل تعریف نہیں اور نہ کوئی دعوے
سچا ہے لہٰذا اس سے جو کچھ ظاہر ہو اس سے دھوکا نہ کھانا اور نفس
جس چیز کی طرف راغب ہو اس کی اُمید نہ باندھنا اگر نفس کے
بندھن کھول دئے جائیں تو وہ شرارت پر اتر آتا ہے اور اگر اس کی
لگام ڈھیلی کر دی جائے تو سرکش ہو جاتا ہے اگر اس کا کہا مان لیا
جائے تو ہلاک کر دیتا ہے اگر اس کے محاسبہ سے غفلت برتی جائے
تو پیٹھ موڑ کر چلنے لگتا ہے اگر اس کی مخالفت نہ کی جائے تو لے ڈوبتا
ہے اور اگر اس کی خواہش کی پیروی کی جائے تو آگ میں لے کر کود جاتا
ہے نفس میں ایسی بیکار و فضول اور لایعنی خواہشیں پیدا ہوتی ہیں
جو حقیقت سے معرا ہوتی ہیں نفس کبھی خیر کی طرف نہیں لوٹتا ....
.... اور بلاؤں کی جڑ، رسوائی کی کان ابلیس کا خزانہ
اور ہر برائی کا ٹھکانہ ہے اسے خالق کے سوا کوئی نہیں پہچانتا لہٰذا یہ
انہیں برائیوں سے متصف ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے اسے یاد فرمایا ہے
جب یہ اللہ کا خوف ظاہر کرتا ہے تو امن کی حالت ہوتی ہے اور اگر
یہ صدق کا دعوے کرتا ہے تو کذب ہوتا ہے اور اگر خلوص کا دعویٰ
ہے تو یہ ریا اور غرور ہے، جب حقائق کا ظہور ہوتا ہے تو اس کا جھوٹ
سچ کھل کر سامنے آجاتا ہے اور کسوٹی پر کسنے سے اس کی پول کھل جاتی ہے
غرضیکہ ہر بڑی سے بڑی آفت اس میں موجود ہے لہٰذا جن چیزوں کی

هي امهات الذنوب واصولها لان الله تعالى
ليس على هذا وعد بالمغفرة ولا على هذا ضمن
الثواب في دار الجزاء فلا يجهد العبد في
العبادة بالظاهر بفساد النية وسقم الارادة
فتعود اذ ذاك طاعاته معاصي كلها فتحل
به عقوبات الدنيا والآخرة مع تعب البدن
وقلة المراد به وترك الشهوة واللذة فيخسر
الدنيا والآخرة ولكن يزين طاعته بالاخلاص
والتقوى والورع ونيته بالصدق ويحفظ
ارادته بالمحاسبة وليكن همه طلب
النية الصادقة وعزمه طلب الاخلاص
والتوحيد في اقواله وافعاله واحواله اجمع
عند اخذه في الطاعة واعراضه عن
المعصية حتى يثبت معرفة النية كما ثبت
معرفة العمل وينبغي له ان يحترز من أن
يخدعه ابليس اللعين بغوائله ويصرعه
بمصائده ويوقعه في فخوخه ويذهب
به بمكره وخدعه فان له مصائد
مسجلات في القلوب وغوائل شهية
وطرائف لذيذة يحسبه الجاهل نورا
ويقينا وهو شك وظلمة يفتح له مائة
باب من الطاعة يريد بذلك ان يدخله
في ادنى منزلة يستغرق عمله بها فاياه
ثم اياه الحذر الحذر فان قدر ان يتعلم
خدعه كما يتعلم القرآن فليفعل فبهذا

طرف نفس بلاتا ہے انسان پر ان کے سلسلہ میں اس کی مخالفت اور
نفس سے جنگ واجب ہے اور اس سے محاسبہ کرنا اور اس کی حفاظت
کرنا انسان کا اولین فرض ہے اس کی کوئی کل صحیح نہیں وہ تو ہلاکت
وتباہی کی طرف لپکتا ہے اور اس کی جو بھی برائی کی جائے اس سے بڑھتا
ہوا ہی نکلتا ہے یہ ابلیس کا خزانہ، اس کی آرام گاہ، اس کا دار الخطابت
اور دار الامارت ہے اور اس کا لنگوٹیا یار ہے پھر جب انسان
نفس کو اس کے تمام نشانات سے پہچان لے اور اسے اس کی حقیقت
معلوم ہو جائے تو نفس اس کی نگاہ میں ذلیل وخوار ہو جائے گا۔
اور انسان اللہ کے حکم سے اس پر حاوی ہو جائے گا جب انسان میں
یہ تین عادتیں جمع ہو جائیں تو ان کے تحفظ پر اللہ تعالے سے
استعانت طلب کرتا رہے اور غافل نہ رہے اور اپنے نفس کا
کہنا نہ مانے کیونکہ جب انسان اپنے نفس کو ادب سکھانے پر اور نفسانی
خواہشات کی مخالفت پر قوی ہو تو وہ انشاء اللہ تمام عادتوں پر
قوی رہے گا لہٰذا انسان پر لازم ہے کہ اللہ کے ساتھ ساتھ عزم
بالجزم کو مقدم رکھے اور ان تمام باتوں میں اللہ کے سوا کسی دوسرے
کی طرف مائل نہ ہو کیونکہ اگر کسی دوسرے کا خیال دل میں لے آؤ گے تو
نیکی کی توفیق نصیب نہیں ہو گی اور حق تعالے تمہیں تمہارے نفسوں
کے حوالہ فرما دے گا اس لئے ان تمام باتوں میں اللہ ہی سے مدد مانگنی
چاہیئے اور تمام اوامر ونواہی میں اللہ کی رضا کی پیروی کی جائے اور
بجز حق تعالے جل مجدہ کے کسی غیر کا خیال بھی دل میں نہ لایا جائے
پھر جب انسان مذکورہ بالا ہدایات پر عمل پیرا ہو گا حق تعالے
اسے ہدایت کی توفیق عطا فرمائے گا، اس سے محبت فرمائے گا،
مکروہ کاموں سے اسے بچائے گا اور ان برگزیدہ اللہ والے علماء
کے لباس سے اسے آراستہ فرمائے گا جو اس بلند مقام تک پہنچ
گئے ہیں۔

امرہ اللہ جل ثناؤہ فلیحذرہ العبد فی
طاعتہ کما یحذرہ فی معاصیہ فان خطر
ببالہ امر او دعتہ نفسہ الی شیء او تحرک
بحرکۃ فلا یعجلن دون المعرفۃ والعلم
ولیرفق بنفسہ ویترسل بترسل العلماء
ویجالس الفقہاء العالمین باللہ وبامرہ
ونہیہ حتی یدلوہ علی طریق اللہ عزوجل
ویعرفوہ ذلک ویدلوہ علی دوائہ ودائہ
علی ما قدمناہ فی مجلس التوبۃ ولا ینبغی
لہ ان یغتر بطول القیام وکثرۃ الصیام و
النوافل الظاہرۃ بلا معرفۃ منہ بعملہ فاذا
کان کذلک ورأی فعلہ مع معرفتہ بنفسہ
وبربہ وبعدوہ صح فعلہ فعندہا یورث
العلم والفقہ فما کان من علم ظاہر او
باطن نظر ان کان للہ خالصا صادقا قبلہ
اللہ منہ واثابہ علیہ وان کان غیر ذلک
ردہ علیہ فلم یسقط لہ عند ذلک فعل ولا
یخفی علیہ امر فاذا کان فقد کذلک اعطی
کل خلق حسن وصح عقلہ وثبت عملہ وزاد
حلمہ وکان من اولیاء اللہ واصفیائہ
الذین باللہ ینظرون وباللہ یتکلمون وبہ
یاخذون وبہ یعطون ومع ذلک اتہم
نفسہ واتہم ہواہ علی نفسہ ودینہ واتہم
ابلیس فحینئذ اتہم مع ذلک معرفتہ بنفسہ
علی معرفتہ بہا۔

حق تعالیٰ کی رضا کے عملوں کی پہچان

جو عمل حق تعالیٰ شانہ کی خوشنودی و رضا کے لئے کئے جاتے ہیں ان کی پہچان یہ ہے کہ انسان کو ان کے بارے میں یقین ہو کہ فلاں کاموں کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور فلاں کاموں سے منع فرما دیا ہے لہٰذا جن کاموں کا حکم ہے انہیں بجالانا اطاعت ہے اور جن سے منع فرمادیا ہے ان پر عمل کرنا معصیت (گناہ) ہے حق تعالیٰ نے اوامر و نواہی میں اخلاص کا حکم فرمایا ہے اور کتاب و سنت کے مطابق انہیں ادا کرنے کی ہدایت فرمائی ہے اور ان عملوں کے بجالانے کی نیت محض حصول رضائے الٰہی ہو دل میں کچھ اور خیال نہ ہو اور یہ بھی نہ ہو کہ ظاہری گناہ تو چھوڑ دے لیکن باطنی گناہوں پر اڑا رہے جو اصل گناہ ہیں اور گناہوں کی جڑیں ہیں کیونکہ حق تعالیٰ نے ظاہری گناہ چھوڑنے پر مغفرت کا وعدہ نہیں فرمایا اور نہ ان کے چھوڑنے پر آخرت میں ثواب کی ضمانت لی لہٰذا فاسد نیت و بد ارادے کے ساتھ بندہ ظاہری عبادت میں دوڑ دھوپ نہ کرے کیونکہ اس صورت میں اس کی ساری عبادتیں گناہوں میں تبدیل کر دی جائیں گی اور اسے دنیا اور آخرت میں سزائیں بھگتنی پڑیں گی اور عملوں میں جو محنت و مشقت اٹھائی اور شہوت و لذت چھوڑی وہ رہی الگ اور عبادت سے جو مقصد تھا اس میں تشنہ کام رہا اور دنیا میں بھی گھاٹا اٹھایا اور آخرت میں بھی لہٰذا بندے کا فرض ہے کہ اطاعت کو خلوص و تقوے سے اور پارسائی سے حسین بنائے اور صدق سے نیت کو آراستہ کرے اور ارادے کا محاسبہ کر کے تحفظ کرے اور اس کا قصد صحیح و درست نیت کے ساتھ ہو اور عبادتوں کے بجالانے اور گناہوں سے بچنے کے سلسلہ میں اپنے تمام اقوال، افعال اور احوال میں طلب خلوص و توحید کا عزم بالجزم ہو حتےٰ کہ عمل کی معرفت کی طرح نیت کی معرفت بھی محقق و ثابت ہو جائے انسان کا فرض ہے کہ

فصل : لاهل المجاهدة والمحاسبة واولى العزم عشر خصال جربوها لانفسهم فاذا اقاموها واحكموها باذن الله تعالى وصلوا الى المنازل الشريفة۔

اولها ان لا يحلف العبد بالله عزوجل صادقا ولا كاذبا عامدا ولا ساهيا لانه اذا احكم ذلك من نفسه وعود لسانه رفعه ذلك ان يترك الحلف ساهيا وعامدا فاذا اعتاد ذلك فتح الله له بابا من انواره يعرف منفعة ذلك فى قلبه وزيادة فى بدنه ورفعة فى درجته وقوة فى عزمه وفى بصره والثناء عند الاخوان وكرامة عند الجيران حتى يأتمر به من يعرفه ويهابه من يراه۔

والثانية ان يجتنب الكذب هازلا وجادا لانه اذا فعل ذلك واحكمه من نفسه واعتاده لسانه شرح الله به صدره وصفى به علمه حتى كانه لا يعرف الكذب واذا سمعه من غيره عاب ذلك عليه وعيره به فى نفسه وان دعا له بزوال ذلك كان له ثوابا۔

والثالثة : ان يحذر ان يعد احدا شيئا فيخلفه اياه وهو يقدر عليه الا من عذر بين او يقطع العدة البتة فانه اقوى لامره واقصد لطريقة لان الخلف من

شیطان کے پھندوں سے خود کو محفوظ رکھے اور خوب محتاط رہے کہ ابلیس لعین اس سے دھوکہ دے کر تباہ کن عمل نہ کرانے پائے اسے اپنی مکاریوں سے نہ پچھاڑ سکے اور اپنے دام فریب میں نہ پھانسنے پائے، اسے حرام و مکروہ جگہ نہ لے جا سکے اور اسے بہلا پھسلا نہ سکے کیونکہ شیطان کے خنجر جن کو وہ لوگوں کے دلوں میں گھونپ دیتا ہے لوگوں کو میٹھے معلوم ہوا کرتے ہیں اس لعین کے تباہ کن خیالات طبیعتوں کو پسند آتے ہیں اور انسان اس کی نادر و انوکھی باتوں سے لذت اندوز ہوتا ہے، جاہل انہیں نور و یقین سمجھ بیٹھتا ہے حالانکہ وہ سراپا تاریکی و شک ہوتے ہیں یہ مکار و فریبی انسان کے لئے اطاعت کے سینکڑوں دروازے کھولتا ہے جن سے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس سے ایک معمولی سا گناہ کرالے جس کی بناپر اس کے تمام عمل ڈوب جائیں اس لئے اس دشمن کے فریب سے ہوشیار رہو اور پھونک پھونک کر قدم اٹھاؤ قدم قدم پر خار ہی خار اور خار دار جھاڑیوں کے انبار ہیں کیا ہی اچھا ہو اگر شیطان مکاریوں اور دغابازیوں کو اسی طرح یاد کیا جائے جیسے قرآن یاد کیا جاتا ہے حق تعالےٰ جل شانہ نے یہی حکم فرمایا ہے اس لئے انسان عبادتوں میں بھی اس سے محتاط رہے اور گناہوں میں بھی، اگر کسی کے دل میں کوئی خیال پیدا ہو یا اس کا دل کسی چیز کی خواہش کرے یا وہ کوئی قدم اُٹھائے تو معرفت وعلم کی روشنی کے بغیر بلا سوچے سمجھے فوراً حرکت نہ کرے، اپنے نفس کے ساتھ نرمی سے پیش آئے اور علماء کی طرح سوچ سمجھ کر احتیاط سے قدم اُٹھائے اور اللہ والے فقہاء کے ساتھ جو اللہ کے اوامر و نواہی سے واقف ہیں اُٹھے بیٹھے حتےٰ کہ وہ اسے اللہ کی راہ بتائیں، اس کی نشان دہی کریں اور بیماری کا کھوج لگا کر اس کی دوا بتائیں جیسا کہ ہم مجلس توبہ میں بیان کر آئے ہیں، انسان

الکذب فاذا فعل ذلك فتح له باب السخاء و درجة الحیاء واعطی مودة فی الصادقین و رفعة عند الله جل ثناؤہ۔

والرابعة: یجتنب ان یلعن شیئا من الخلق اویؤذی ذرة فما فوقها لانها من اخلاق الابرار والصادقین وله عاقبة حسنة فی حفظ الله ایاہ فی الدنیا مع ما یدخر له عندہ من الدرجات ویستنقذہ من مصارع الهلكة ویسلمه من الخلق و یرزقه رحمة العباد والقرب منه عزوجل۔

والخامسة: یجتنب ان یدعو علی احد من الخلق وان ظلمه فلا یقطعه بلسانه ولا یکافئه بفعاله ویحتمل ذلك لله تبارك وتعالی ولا یکافئه بقول ولا فعل فان هذہ الخصال ترفع صاحبها فی الدرجات العلا اذا تادب بها ینال بها منزلة شریفة فی الدنیا والآخرة والحب والمودة فی قلوب الخلق اجمعین من قریب وبعید واجابة الدعوة والعلو فی الخیر والعز فی الدنیا فی قلوب المومنین۔

والسادسة ان لا یقطع الشهادة علی احد من اهل القبلة بشرك ولا كفر ولا نفاق فانه اقرب للرحمة واعلی فی الدرجة وهی تمام السنة والبعد عن الدخول فی علم الله سبحانه وتعالی والبعد من

بلا معرفت کے طویل قیام وکثرت صیام اور ظاہری نوافل سے دھوکہ نہ کھائے اگر کثرت قیام وغیرہ ہو اور اس کے خیال میں یہ عبادتیں نفس کو، رب العالمین، اور اپنے دشمن ابلیس کو پہچانتے ہوئے روپذیر ہوں تو عبادتیں صحیح ہیں اور یہ اس کے علم وفقہ کی علامت ہے پھر انسان اپنے ظاہری اور باطنی اعمال پر غور کرے اگر یہ عمل خالص اللہ ہی کے لئے ہیں اور صدق وخلوص والے ہیں تو حق تعالے انہیں قبول فرمالے گا اور ان پر ثواب عطا فرمائے گا اور اگر اس کے برعکس ہیں تو منہ پر مار دئے جائیں گے اس صورت میں انسان اپنے فرائض سے سبکدوش نہ ہوگا خود انسان کو بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ میرے عمل مقبول ہیں یا مردود اگر اس نے مقبول عمل کئے ہوں گے تو اخلاق حسنہ کا مالک ہوگا، عقل درست رہے گی، عمل صحیح ہوگا اور ہوشیاری میں اضافہ ہوگا اور اس کا اللہ کے اولیاء اور برگزیدہ بندوں میں شمار ہوگا جو اللہ ہی کے ساتھ دیکھتے ہیں، اللہ ہی کے ساتھ کلام کرتے ہیں اللہ ہی کے ساتھ لیتے ہیں اور اللہ ہی کے ساتھ دیتے ہیں اور فنافی اللہ ہیں، اس کے باوجود اپنے نفس کو، نفسانی خواہشوں کو متہم قرار دے اور ابلیس کو بھی اور خود اپنی معرفت کو بھی متہم قرار دے کہ ہنوز مجھے پوری معرفت حاصل نہیں ہوئی رستگاری کی یہی صورت ہے

اصحاب مجاہدہ کی دس عادتیں

ارباب مجاہدہ ومحاسبہ اور پکے ارادے والوں کے اندر دس عادتیں کارفرما رہتی ہیں جن کو وہ اپنے لئے آزما چکے ہیں اور جب یہ حضرات اپنے اندر اللہ کے حکم سے یہ دس عادتیں قائم رکھ لیں اور انہیں مستحکم وراسخ کرلیں تو بلند وشریف مقام حاصل کرلیتے ہیں (۱) اللہ کی قسم کھا کر جو وعدہ کیا گیا ہو خواہ سچا ہو یا جھوٹا عمدا کیا گیا ہو یا بھول کر اس کے خلاف ہرگز نہ کیا جائے جب انسان کے اندر یہ عادت جڑ پکڑ جاتی ہے اور اپنی زبان کو اس کا عادی بنا لیتا ہے تو قسم کھانا چھوڑ دیتا ہے اور

مقت الله عز وجل واقرب الی رضا الله تعالیٰ
ورحمته فانه باب شریف کریم علی الله
یورث العبد الرحمة للخلق اجمعین۔

والسابعة: یجتنب النظر والهم الی شیء
من المعاصی ظاهرا وباطنا ویکف عنها
جوارحه فان ذلك من اسرع الاعمال ثوابا
للقلب والجوارح فی عاجل الدنیا مع ما یدخر
الله تعالیٰ له من خیر الآخرة نسال الله تعالیٰ
ان یمن علینا اجمعین بالعمل بهذه الخصال
وان یخرج شهواتنا من قلوبنا۔

والثامنة یجتنب ان یجعل علی احد من
الخلق منه مؤنة صغیرة ولا کبیرة بل یرفع
مؤنته عن الخلق اجمعین مما احتاج الیه
واستغنی عنه فان ذلك تمام عزة العابدین
وشرف المتقین وبه یقوی علی الامر بالمعروف
والنهی عن المنکر ویکون الخلق عنده
اجمعون بمنزلة واحدة فی الحق سواء فاذا
کان کذلك نقله الله تعالیٰ الی الغناء
والیقین والثقة به عز وجل ولا یرفع احدا
بهواه ویکون الناس عنده فی الحق سواء
وتقطع بان هذا الباب عز المومنین وشرف
المتقین وهو اقرب باب الی الاخلاص۔

والتاسعة: ینبغی له ان یقطع طمعه
من الآدمیین لا یطمع نفسه فی شیء مما
فی ایدیهم فانه العز الاکبر والغنی الخالص

شعوری اور غیر شعوری کسی طور پر بھی قسم نہیں کھاتا اور جب اس کا عادی
بن جاتا ہے تو حق تعالیٰ اس پر اپنے انوار کا دروازہ کھول دیتا ہے جس
کا فائدہ اسے اپنے دل میں محسوس ہوتا ہے اور بدن میں بھی اس کا درجہ
بلند ہو جاتا ہے عزم مستحکم ہو جاتا ہے نگاہ تیز ہو جاتی ہے لوگ تعریف
کرتے ہیں اور پاس پڑوس میں عزت بڑھ جاتی ہے حتیٰ کہ جان پہچان
والے اس سے مشورہ کرتے ہیں اور دیکھنے والوں پر اس کا رعب پڑتا
ہے (۲) جھوٹ سے قطعی پرہیز کیا جائے خواہ دل لگی کے طور پر جھوٹ
ہو یا سنجیدگی سے کیونکہ جب یہ عادت راسخ ہو جائے گی اور زبان پر
کبھی جھوٹ نہیں آئے گا تو حق تعالیٰ اس کا شرح صدر فرمائے گا اور
اس سے اس کا علم نکھر آئے گا اور یہاں تک صفائی ہو گی گویا اسے معلوم
ہی نہیں کہ جھوٹ کس چڑیا کا نام ہے اور اگر کسی سے جھوٹی بات
سنے گا تو جھوٹ پر اسے قائل کرے گا اور اپنے دل ہی دل میں جھوٹ
سے اسے شرم دلائے گا اور اگر اس کے لئے دعا کر دے کہ حق تعالیٰ
اس سے اس کی جھوٹ بولنے کی عادت چھڑا دے تو ثواب ملے گا۔
(۳) مقدور بھر وعدہ خلافی نہ کرے اور اس سلسلہ میں پوری پوری احتیاط
برتے ہاں اگر بظاہر کوئی معقول عذر ہو تو دوسری بات ہے یا سرے
سے وعدہ کرنے کی عادت ہی چھوڑ دے یہ سب سے اچھی بات ہے
اور اس سلسلہ میں درمیانی راہ ہے کیونکہ وعدہ خلافی بھی جھوٹ ہی
ہے۔ اس عادت سے حق تعالیٰ اس کے لئے سخاوت اور حیا کا
دروازہ کھول دے گا اور سچے دوستوں کے دلوں میں محبت بڑھے
گی اور حق تعالیٰ جل مجدہٗ کے نزدیک درجہ بلند ہو گا (۴) کسی کو
برا نہ کہے اور نہ کسی کو دکھ پہنچائے حتیٰ کہ ایک چیونٹی کو بھی دکھ نہ
پہنچائے یہ عادت اللہ کے نیک اور مخلص بندوں کی ہے اور اس
کا انجام بخیر ہے اور ایسا شخص دنیا میں اللہ کی حفاظت میں رہتا
ہے علاوہ ازیں اس نے اپنے پاس آخرت کے لئے ذخیرۂ درجات

والسلك العظيم والفخر الجليل واليقين الصادق
والتوكل الشافي الصحيح وهو باب من ابواب
الثقة بالله عزوجل وهو باب من ابواب
الزهد وبه ينال الورع ويكمل نسكه وهو
من علامات المنقطعين الى الله تبارك وتعالى۔
الخصلة العاشرة التواضع لانه بذلك
يشيد مجد درجته وتعلو منزلته ويستكمل
العز والرفعة عند الله تعالى وعند الخلق
ويقدر على ما يريد من امر الدنيا والآخرة
وهذه الخصلة اصل الطاعات كلها وفرعها
وكمالها وبها يدرك العبد منازل الصالحين
الراضين عن الله تعالى في الضراء والسراء
وهي كمال التقوى والتواضع هو ان لا يلقى
العبد احدا من الناس الا رأى له الفضل
عليه ويقول عسى ان يكون عند الله خيرا
مني وارفع درجة فان كان صغيرا قال
هذا لم يعص الله وانا قد عصيت فلا اشك
انه خير مني وان كان كبيرا قال هذا
عبد الله قبلي وان كان عالما قال هذا
اعطى ما لم ابلغ ونال ما لم انل وعلم ما
جهلت وهو يعمل بعلم وان كان جاهلا
قال هذا عصى الله بجهل وانا عصيته بعلم
ولا ادري بم يختم له وبما يختم لي وان
كان كافرا قال لا ادري عسى يسلم
هذا فيختم له بخير العمل وعسى اكفر

جمع کر لیا ہے اس کی برکت سے حق تعالیٰ اسے خطرناک پھندوں سے
اور ہلاکت گاہوں سے نکال لاتا ہے اور لوگوں کی شرارتوں سے محفوظ
فرما دیتا ہے اور عوام کے دلوں میں محبت پیدا فرما دیتا ہے، اور
حق تعالیٰ شانہ کا قرب نصیب ہوتا ہے (۵) کسی پر بد دعا نہ کرے اگرچہ
ظالم ہی کیوں نہ ہو اور ظالم کو نہ زبان سے کچھ کہے اور نہ ظلم کا بدلہ لے
اور حق تعالیٰ کے لئے ظالم کا ظلم برداشت کرلے اور قول و فعل سے
بدلہ نہ لے۔ یہ خصلت انسان کو بہت بلند کر دیتی ہے اور اونچے درجوں
تک اٹھا کر لے جاتی ہے جب کسی میں یہ نیک عادت پائی جاتی ہے
تو وہ دنیا اور آخرت میں ایک شریف مقام حاصل کر لیتا ہے اور عوام
و خواص میں ہر دلعزیز بن جاتا ہے خواہ وہ اپنے ہوں یا پرائے
اور یگانے ہوں یا بیگانے اور اس کی دعا شرف قبولیت حاصل کرتی
ہے اور مومنوں کے دلوں میں دنیا میں عزت بڑھتی ہے اور نیکیوں
میں اونچا مقام حاصل ہوتا ہے (۶) کسی اہل قبلہ کو قطعی طور پر مشرک
یا کافر یا منافق نہ کہے یہ خصلت لوگوں کی محبت سے قریب تر ہے
اور انتہائی بلند درجہ والی ہے، سنت کے عین مطابق ہے۔
اللہ کے علم میں دخل دینے سے بہت دور ہے اور اللہ کے غصہ سے
بھی بہت دور ہے اور اللہ کی رضا اور رحمت کے بہت قریب ہے
اور یہ ایک شریف و معزز دروازہ ہے جس سے حق تعالیٰ تمام لوگوں
کے دلوں میں اپنے بندے کی محبت پیدا فرماتا ہے (۷) ہر طرح کے گناہ
کی (خواہ ظاہری گناہ ہو یا باطنی) طرف اچٹتی ہوئی نگاہ بھی نہ
ڈالے اور گناہ کا تصور بھی دل میں نہ آنے دے اور اپنے اعضاء کو
سختی کے ساتھ گناہوں سے باز رکھے کیونکہ اس طرح گناہوں سے
نگہداشت کرنے سے دل و اعضاء کے نیک اعمال کا ثواب بہت
تیزی سے مرتب ہوتا ہے اور حق تعالیٰ آخرت کی بھلائی جو جمع کر
کے رکھتا ہے وہ اس کے علاوہ ہے ہماری حق تعالیٰ جل شانہ سے

انا فيختم لی بشر العمل وهذا باب الشفقة
والوجل واول ما يصحب وآخر ما يبقى
على العباد، فاذا كان العبد كذلك سلمه
الله من الغوائل وبلغ به منازل النصيحة
لله عزوجل وكان من اصفياء الرحمن
واحبابه وكان من اعداء ابليس عدو
الله لعنه الله وهو باب الرحمة ومع
ذلك يكون قد قطع طريق الكبر وحبال
العجب ورفض درجة العلو وجانب درجة
التعزز فی نفسه فی الدين والدنيا والآخرة
وهو مخ العبادة وغاية شرف الزاهدين
وسيما الناسكين فلا شیء افضل منه
ومع ذلك يقطع لسانه عن ذكر العالمين
فلا يتم له عمل الا به ويخرج الغل و
البغی والكبر من قلبه فی جميع احواله وكان
لسانه فی السر والعلانية واحدا ومشيئته
فی السر والعلانية واحدا وكلامه
كذلك والخلق عنده فی النصيحة واحدا
ولا يكون من الناصحين وهو يذكر احدا
من خلق الله بسوء او يعيره بفعل او يحب
أن يذكر عنده بسوء او يرتاح قلبه اذا
ذكر عنده بسوء وهذا آفة العابدين
وعطب النساك وهلاك الزاهدين
الا من اعانه الله عزوجل على حفظ لسانه
وقلبه برحمته۔

دعا ہے کہ وہ ہم سب مسلمانوں کو ان عادتوں پر عمل کرنے کی اپنی
مہربانی سے توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دلوں سے نفسانی خواہشیں
دور فرمادے آمین ثم آمین۔ (۸) اپنا بار خواہ تھوڑا ہو یا بہت
کسی پر نہ ڈالے بلکہ اس سلسلہ میں سب سے بے نیاز رہے اور اپنی
کوئی ضرورت کسی کے سامنے پیش نہ کرے کیونکہ یہ استغناء عبادت
گزاروں کی عزت کا اور پرہیزگاروں کے شرف کا تتمہ ہے اور اس
کی برکت سے تبلیغ پر قوت وجرأت حاصل ہوتی ہے اور اس کے
نزدیک اس سلسلہ میں تمام مخلوق برابر ہوتی ہے اور سب کا حق
یکساں ہوتا ہے جب یہ عادت پیدا ہو جاتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ
اس کی تونگری کا ضامن بن جاتا ہے اور یقین و توکل کا بھی کفیل
ہو جاتا ہے اور اسے اس کی خواہش نفسانی پر ابھرنے نہیں دیتا
اور لوگ حق میں اس کی نگاہ میں برابر رہتے ہیں۔ اس بات پر
انسان کو قطعی طور پر یقین کر لینا چاہیئے کہ یہ عادت مومنوں کے
لئے عزت کا اور پارساؤں کے لئے شرف ووقار کا سبب ہے اور
خلوص کا قریب ترین دروازہ ہے (۹) انسان کو چاہیئے کہ کسی
سے لالچ نہ رکھے اور سب کے مال کی طرف سے ناامید ہو جائے
یہی اس کے لئے سب سے بڑی عزت، اصلی تونگری، عظیم ملک
جلیل القدر فخر، یقین صادق اور صحیح وشافی توکل ہے، اللہ پر
بھروسہ کئے جانیوالے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور
پارسائی کے دروازوں میں سے بھی ایک دروازہ ہے اور اسی سے
انسان پارسائی حاصل کرتا ہے اور اس کی عبادتیں مکمل ہوتی ہیں
اور یہی ان کی ایک نشانی ہے جو دنیا سے کٹ کر اللہ سے جڑ
جاتے ہیں (۱۰) دسویں عادت تواضع اور مسکینی ہے کیونکہ اس
سے انسان اپنے مقام شرف کو مضبوط کرتا ہے، اپنا مرتبہ بلند
کرتا ہے، اللہ کی اور مخلوق کی نگاہوں میں اپنی عزت ورفعت کی

فصل : واما التوکل فالاصل فیہ قولہ عزوجل ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ و قولہ تعالیٰ وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مومنین وعن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت الامم بالموسم فرأیت امتی قد ملأت السھل والجبل فاعجبتنی کثرتھم وھیئتھم فقیل لی ارضیت قلت نعم قیل ومع ھولاء سبعون الفا یدخلون الجنۃ بغیر حساب لا یکتوون ولا یتطیرون ولا یسترقون وعلی ربھم یتوکلون فقام عکاشۃ بن محصن الاسدی فقال یارسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منھم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم اجعلہ منھم فقام آخر فقال ادع اللہ ان یجعلنی منھم فقال صلی اللہ علیہ وسلم سبقک بھا عکاشۃ وحقیقۃ التوکل تفویض الامور الی اللہ عزوجل والتنقی عن ظلمات الاختیار والتدبیر والترقی الی ساحات شھود الاحکام والتقدیر فیقطع العبد ان لا تبدیل للقسمۃ فما قسم لہ لا یفوتہ ومالم یقدر لہ لا ینالہ فیسکن قلبہ الی ذلک ویطمئن الی وعد مولاہ فیاخذ من مولاہ والتوکل ثلاث درجات وھی التوکل ثم التسلیم ثم التفویض فالمتوکل یسکن الی وعد ربہ

تکمیل کرتا ہے اور حسب منشا دنیوی اور اخروی کاموں پر قادر ہوتا ہے یہ عادت تمام عبادتوں کی نہ صرف جڑ بلکہ معہ ٹہنیوں، گرہوں اور پتوں کے مکمل درخت ہے اسی سے تمام عبادتوں کا تکملہ ہوتا ہے اور اسی سے ان صلحا جیسے مراتب حاصل کرتا ہے جو ہر حال میں خواہ تنگی ہو یا فراخی اور بیماری ہو یا تندرستی، اللہ سے راضی رہتے ہیں اور یہی تواضع تقوے کا کمال ہے۔ تواضع یہ ہے کہ انسان جس سے بھی ملے اسی کو اپنے سے اچھا سمجھے اور یہ گمان کرلے کہ ممکن ہے اللہ کے نزدیک یہ مجھ سے اچھا ہو اور اس کا درجہ بارگاہ قدس میں مجھ سے اونچا ہو اگر وہ نابالغ ہو تو خیال کرے کہ یہ اللہ کا بندہ معصوم و بے گناہ ہے اور میں گناہوں میں لتھڑا ہوا ہوں بلاشبہ یہ مجھ سے بہتر ہے اور اگر بڑا ہو تو یہ تصوّر کرے کہ اس اللہ کے بندے نے مجھ سے پہلے اللہ کی عبادت کی اس لئے مجھ سے افضل ہے اور اگر عالم ہو تو یہ رائے قائم کرے کہ اس کو وہ نعمت نصیب ہے جو مجھے نصیب نہیں اور اس کے پاس وہ بیش بہا دولت ہے جو میرے پاس نہیں اور وہ علم ہے جس سے میں بیگانہ ہوں اور اپنے علم کے تقاضوں پر عمل پیرا بھی ہے لہٰذا مجھ سے کہیں بہتر ہے اور اگر جاہل ہو تو سوچ لے کہ یہ بے چارہ تو جہل کی حالت میں اللہ کی نافرمانی کر رہا ہے اور میں جاننے کے باوجود اللہ کی نافرمانی کرتا ہوں لہٰذا یہ مجھ سے اچھا ہے مجھے معلوم نہیں کہ میرا خاتمہ کس عمل پر ہو اور اس کا خاتمہ کس عمل پر ہو اور اگر کافر ہو تو یہ خیال کرلے کہ ممکن ہے یہ مشرف بہ اسلام ہو کر اچھے عمل پر دنیا سے رخصت ہو جائے اور خدانخواستہ معاذ اللہ میں ناشکرا بن کر دنیا سے برے عمل پر سدھار جاؤں حق تعالیٰ تمام مسلمانوں کا خاتمہ بخیر فرمائے آمین یہ خوف و بیم کا ایک دروازہ ہے اور سب سے پہلے انسان کے ساتھ ہوتا ہے اور آخری سانس تک باقی رہتا ہے پھر جب بندہ متواضع بن کر زندگی گزارتا ہے تو حق تعالیٰ

وصاحب التسليم يكتفي بعلمه وصاحب التفويض يرضى بحكمه وقيل التوكل بداية والتسليم وسط والتفويض نهاية وقيل التوكل صفة المومنين والتسليم صفة الاولياء والتفويض صفة الموحدين وقيل التوكل صفة العوام والتسليم صفة الخواص والتفويض صفة خواص الخواص وقيل التوكل صفة الانبياء والتسليم صفة ابراهيم والتفويض صفة نبينا صلوات الله عليهم اجمعين فالتوكل على كمال الحقيقة وقع لابراهيم الخليل عليه السلام في الوقت الذى فيه قال لجبريل عليه السلام اما اليك فلا لانه غابت نفسه حتى لم يبق لها اثر فلم ير مع الله تعالى غير الله عزوجل وقال سهل بن عبد الله رحمه الله تعالى اول مقام في التوكل ان يكون العبد بين يدى الله عزوجل كالميت بين يدى الغاسل يقلبه كيف اراد لايكون له حركة ولا تدبير فالمتوكل على الله سبحانه وتعالى يكون لايسال ولايرد ولايحبس وقيل ايضا التوكل هو الاسترسال وقال حمدون رحمه الله تعالى هو الاعتصام بالله عزوجل وقال ابراهيم الخواص رحمه الله تعالى حقيقة التوكل اسقاط الخوف والرجاء مما سوى الله عزوجل وقيل التوكل رد العيش الى يوم واحد

اسے تباہ کن اثرات سے بچالیتا ہے اور اپنی ہمدردی کے منازل تک پہنچا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ اور محبوب بندہ بن جاتا ہے اور ابلیس لعین کا پکا دشمن اور ٹھیٹھ مخالف ثابت ہوتا ہے یہ عادت محبت و شفقت کی ایک شاخ ہے اور غرور کا راستہ مٹا دیتی ہے اور کبر کی رسیاں کاٹ دیتی ہے اور ذاتی بڑائی کا درجہ چھڑا دیتی ہے اور دین و دنیا میں اور آخرت میں ذاتی عزت و رفعت سے دُور کر دیتی ہے اگر سچ پوچھو تو عبادت کا جوہر ہے پارساؤں کے شرف کی انتہائی حد ہے اور عبادت گزاروں کی ایک مخصوص علامت ہے اور اس سے افضل کوئی چیز نہیں اس کے ساتھ ساتھ عابدوں کی زبانوں کو دنیا کے ذکر سے روک دیتی ہے اس کا ہر عمل اسی سے تکمیلی مراحل طے کرتا ہے اور ہر حال میں دل سے حسد، کینہ بغاوت کا جذبہ اور غرور نکال پھینکتی ہے اور ظاہر و باطن میں ایک زبان بنا دیتی ہے اور ظاہر و باطن میں ارادہ اور کلام ایک ہی کر دیتی ہے ایسے شخص کی نگاہ میں خیر خواہی کے اعتبار سے تمام مخلوق یکساں ہوتی ہے انسان کسی کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا جب تک اسے برائی سے یاد کرنا نہ چھوڑ دے اور اس پر طعن و تشنیع نہ چھوڑے اگر اسے یہ پسند ہے کہ اس کے سامنے کسی کی برائی کی جائے یا وہ کسی کی برائی سُن کر خوش ہوتا ہے تو یہ عابدوں کے لئے آفت، سالکوں کے لئے تباہی اور زاہدوں کے لئے ہلاکت ہے حق تعالیٰ جل مجدہٗ زبان و دل کی حفاظت پر انکی (اور ہماری) اعانت فرمائے آمین۔

توکل توکل کی دلیل قرآن حکیم کی یہ آیت ہے اور جو اللہ پر بھروسہ رکھے اللہ اسے کافی ہے اور یہ بھی کہ اگر تم مومن ہو تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھو۔ حضرت ابن مسعودؓ :۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھے حج کے زمانہ میں قومیں دکھائی گیئں میں نے اپنی امت کو دیکھا کہ اس سے میدان اور پہاڑ پٹے ہوئے ہیں ان کی کثرت و ہیئت دیکھ کر میں حیران

واسقاط همر عند وقال ابو علی الروذ باری رحمه الله تعالیٰ مراعاة التوكل ثلاث درجات الاولى منها اذا اعطى شكر واذا منع صبر والثانية ان يكون العبد المنع والعطاء عنده واحد والثالثة المنع مع الشكر احب اليه لعلمه باختيار الله تعالیٰ له ذلك وروى عن جعفر الخلدی قال قال ابراهيم الخواص رحمه الله تعالیٰ كنت فی طريق مكة مارا فرأيت شخصا وحشيا فجئت اليه فقلت احبنی ام انسی فقال بل جنی فقلت الی این فقال الی مكة فقلت له بلا زاد ولا راحلة قال نعم ان فينا ايضا من يسافر علی التوكل فقلت له ما التوكل قال الاخذ من الله وقال سهل رحمه الله تعالیٰ هو معرفة معطی ارزاق المخلوقين ولا يتم لاحد التوكل حتى يكون عنده السماء كالصفر والارض كالحديد لا ينزل من السماء مطر ولا يخرج من الارض نبات ويعلم ان الله لا ينسى له ما ضمن له من رزقه بين هذين وقيل هو ان لا تعصى الله تعالیٰ من اجل رزقك وقال بعضهم حسبك من التوكل ان لا تطلب لنفسك ناصرا غير الله تعالیٰ ولا لرزقك خازنا غيره ولا لعملك

رہ گیا پھر مجھ سے پوچھا گیا: کیا آپ خوش ہیں؟ میں نے کہا: ہاں (خوش ہوں) کہا گیا کہ ان میں سے ستر ہزار بلا حساب کے جنت میں جائیں گے جو داغ نہیں لگواتے، نہ بری شگونوں کے قائل ہوتے ہیں اور نہ دم وغیرہ کراتے ہیں اور اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں یہ سُن کر عکاشہ بن محصن اسدی نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے اللہ کے رسول (صلعم) اللہ سے دعا فرما دیں کہ اللہ مجھے بھی ان میں شامل فرمالے پھر رسول اللہ صلعم نے ان کے حق میں دعا فرمائی کہ اے اللہ انہیں ان میں شامل فرما پھر دوسرے شخص نے کھڑے ہو کر یہی سوال کیا آپ نے فرمایا عکاشہ اس سوال پر تم سے پہل کر گیا۔

توکل کی حقیقت توکل کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے تمام کام اللہ تعالیٰ کو سونپ دئے جائیں اور اختیار و تدبیر کے اندھیروں سے نکل کر اور ترقی کر کے مشیت و تقدیر کے فراخ میدان میں آجانا ہے یعنی یہ یقین کر لینا ہے کہ تحریر تقدیر میں ردو بدل ہونے والا نہیں جو میرے نصیب میں ہوگا مجھے ضرور ملے گا اور جو مقدر میں نہیں ہوگا وہ ہرگز نہیں ملے گا اس عقیدے سے دل میں اطمینان و ٹھنڈک ہو اور اپنے آقا کے وعدے پر یقین ہو اور اپنے آقا سے اپنے حصہ کی روزی حاصل کرے

توکل کے درجے توکل کے تین درجے ہیں توکل[1]، تسلیم[2]، تفویض[3] پہلا درجہ توکل کا ہے کہ متوکل کو اپنے رب کے وعدے پر یقین و اطمینان ہو دوسرا درجہ تسلیم کا ہے صاحب تسلیم اللہ کے علم پر قناعت کرتا ہے تیسرا درجہ تفویض کا ہے صاحب تفویض اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی رہتا ہے یعنی توکل ابتدائی، تسلیم درمیانی اور تفویض انتہائی درجہ ہے بعض کے نزدیک توکل مومنوں کی، تسلیم اولیاء کی اور تفویض فرزندانِ توحید کی صفت ہے، بعض کے نزدیک توکل عوام کی، تسلیم خواص کی اور تفویض اخص الخواص کی صفت ہے۔ بعض کے نزدیک توکل انبیائے کرام کی، تسلیم حضرت ابراہیم کی اور تفویض ہمارے محبوب نبی کی صفت ہے

شاهد اغيره وقال الجنيد رحمه الله تعالى
التوكل ان تقبل بالكلية على ربك وتعرض
عمن دونه وقال النوري رحمه الله تعالى هو
ان تفني تدبيرك في تدبيره وترضى بالله وكيلا
ومدبرا ونصيرا قال الله تعالى وكفى
بالله وكيلا وقيل هو اكتفاء العبد
الذليل بالرب الجليل كاكتفاء الخليل
بالجليل حين لم ينظر الى عناية جبريل
عليه السلام وقيل هو السكون عن
الحركات اعتمادا على خالق الارض
والسموات وقيل لبهلول المجنون رحمه الله
تعالى متى يكون العبد متوكلا قال
اذا كان بالنفس غريبا بين الخلق و
بالقلب قريبا الى الحق وقيل لحاتم
الاصم رحمه الله تعالى علام بنيت امرك
هذا من التوكل قال على اربع خلال علمت
ان رزقي ليس ياكله غيري فلست اشتغل
به وعلمت ان عملي لا يعمله غيري فانا
مشغول به وعلمت ان الموت ياتي بغتة
فابادره وعلمت اني بعين الله تعالى في
كل حال فانا مستح منه وعن ابي موسى
الدبيلي قال سألت عبد الرحمن بن يحيى
عن التوكل فقال لي لو ادخلت يدك في
فم التنين حتى تبلغ الى الرسغ لم تخف
مع الله شيئا فقال ابوموسى رحمه الله

حق تعالیٰ شانہ کی آپ پر اور تمام انبیائے کرام پر رحمتیں نازل ہوں۔
لہٰذا اصل توکل معہ اپنی مکمل حقیقت کے حضرت ابراہیم خلیل اللہ
کے اندر پایا گیا جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا اور حضرت جبرئیلؑ نے آپ سے پوچھا
مجھ سے کچھ کام تو نہیں تو فرمایا آپ سے مجھے کچھ کام نہیں کیونکہ اس وقت
آپ کو اپنے نفس کی خبر نہ تھی صرف اللہ کی طرف دھیان تھا اور نفس کا
ذرا سا بھی کہیں سراغ نہیں ملتا تھا اس لئے آپ نے اللہ تعالیٰ کی موجودگی
میں غیر اللہ کی طرف بالکل توجہ نہیں فرمائی۔

سہل بن عبد اللہ :- توکل کا پہلا مقام یہ ہے کہ انسان اللہ کی تقدیر
کے آگے اس طرح بن جائے جیسے مُردہ نہلانے والے کے آگے ہوتا ہے کہ
نہلانے والا اسے جس طرف چاہتا ہے پلٹ دیتا ہے اور مردے میں
نہ حرکت ہوتی ہے اور نہ کوئی تدبیر پائی جاتی ہے لہٰذا توکل کرنے والے
کی طرف ہوتی ہے وہ حق تعالیٰ سے کچھ نہیں مانگتا نہ اس کے عطیہ کو لوٹاتا ہے
اور نہ روک کر رکھتا ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ توکل اپنے کو تقدیر پر چھوڑ دینا ہے۔ حمدونؒ:
توکل اللہ تعالیٰ کو مضبوطی سے پکڑ لینا ہے۔ ابراہیمؒ خواص :- توکل کی
حقیقت غیر اللہ سے خوف و رجا کو ہٹا دینا ہے یعنی غیر اللہ سے ڈرا نہ
جائے اور نہ اس سے کوئی آس باندھی جائے۔ بعض علماء :- توکل آج
کی زندگی کے لئے سامان فراہم کرنا اور کل کا فکر نہ کرنا ہے۔ ابو علی رودباریؒ:
توکل کی رعایت و نگہداشت کے تین درجے ہیں پہلا درجہ یہ ہے کہ اگر کچھ
مل جائے تو اللہ کا شکر ادا کرے اور اگر کچھ نہ ملے تو صبر کرے دوسرا
درجہ یہ ہے کہ انسان اس حالت میں ہو کہ کسی شے کا ملنا نہ ملنا اس کے
نزدیک برابر ہو تیسرا درجہ یہ ہے کہ نہ ملنا معہ شکر کے زیادہ محبوب
ہو کیونکہ اسے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی کو میرے لئے پسند
فرمایا ہے۔ جعفر خلدی از ابراہیم خواصؒ :- ایک دفعہ میں مکہ معظمہ
جا رہا تھا۔ میں نے راہ میں ایک وحشی آدمی دیکھا اور اس کے قریب

تعالیٰ فخرجت الی ابی یزید البسطامی رحمہ اللہ
تعالیٰ اسالہ عن التوکل فدققت علیہ الباب
فقال لی یا اباموسیٰ ماکان لک فی جواب
عبد الرحمن من القناعۃ حتی تجیء و تسألنی
فقلت یا سیدی افتح الباب فقال لو جئتنی
زائرا لفتحت لک الباب خذ الجواب من
الباب فانصرفت فلو ان الحیۃ التی ھی
مطوقۃ بالعرش ھمت بک لم تخف مع
اللہ شیئا قال ابو موسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ
فانصرفت حتی جئت الی دبیل فاقمت بھا
سنۃ ثم اعتقدت الزیارۃ فخرجت الی
ابی یزید فلما وصلت الیہ قال لی الآن
جئتنی زائرا مرحبا بالزائر ادخل فاقمت
عندہ شھرا لا یقع لی شیء الا اخبرنی بہ
قبل ان اسالہ فقلت لہ یا ابا یزید ارید
الخروج فاطلب منک فائدۃ فقال اعلم
ان فائدۃ المخلوقین لیست بفائدۃ فانصرف
فجعلتھا فائدۃ وانصرفت وعن ابن طاؤس
الیمانی رحمہ اللہ تعالیٰ عن ابیہ طاؤس
رحمہ اللہ تعالیٰ قال ان اعرابیا جاء
براحلۃ لہ فبرکھا وعقلھا ثم رفع
رأسہ الی السماء فقال اللھم ان ھذہ
الراحلۃ وما علیھا فی ضمانک حتی اخرج
الیھا و مضی ثم دخل المسجد الحرام
فخرج الاعرابی من المسجد الحرام وقد

جا کر اس سے پوچھا: کیا آپ جن ہیں یا انسان؟ اس نے کہا: میں جن ہوں
میں نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ بولا۔ مکہ جا رہا ہوں، میں نے کہا:۔
کیا بے سروسامان اور بلا سواری کے؟ بولا: ہاں، ہماری قوم میں بھی
ایسے لوگ ہیں جو توکل پر سفر کرتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں نے کہا
توکل کیا ہے؟ بولا: اللہ تعالیٰ سے لینا توکل ہے۔

سہلؒ:۔ توکل دنیا کو روزی عطا فرمانے والے کو پہچاننا ہے۔ توکل
اسی وقت صحیح ہوتا ہے کہ اگر بالفرض آسمان تانبے کا اور زمین لوہے کی
بن جائے کہ نہ آسمان سے بارش ہو اور نہ زمین سے کچھ پیدا ہو تو اسے
یقین کامل ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان جس روزی کی
ضمانت دی ہے وہ اسے ضرور ملے گی اور اسکی مقدار کی روزی کو حق تعالیٰ
اُس کے لئے نہیں بھولے گا۔

بعض علماء:۔ توکل یہ ہے کہ تم اپنے رزق کی وجہ سے اللہ کی نافرمانی نہ کرو
بعض علماء: توکل کے لئے یہی کافی ہے کہ تم اللہ کے سوا اپنے لئے کوئی
مددگار نہ ڈھونڈھو اور نہ اپنے رزق کے لئے کوئی خزانچی تلاش کرو
اور نہ اپنے عمل پر بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو حاضر و موجود سمجھو۔

جنیدؒ:۔ توکل یہ ہے کہ تم ہمہ تن اپنے رب کی طرف متوجہ رہو اور
دوسروں سے منہ پھیر لو۔ نوریؒ:۔ توکل یہ ہے کہ اپنی تدبیر کو اللہ کی تدبیر
میں فنا کر دو اور کارساز، مدبر اور مددگار ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ
سے راضی ہو حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا اور کارساز ہونے کے اعتبار سے
اللہ تعالیٰ سے راضی رہو حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا اور کارساز
ہونے کے اعتبار سے اللہ کافی ہے۔ بعض علماء:۔ توکل یہ ہے کہ تو
حقیر بندہ صاحب جلال پروردگار پر اس طرح قناعت کرلے جیسے حضرت
خلیل نے رب جلیل پر قناعت کر لی تھی اور حضرت جبرئیل کی طرف
نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا۔ بعض علماء:۔ توکل یہ ہے کہ خالق کائنات

اخذت الراحلة وما عليها فرفع رأسه
الى السماء وقال اللهم ما سرق منى شيء وما
سرق الا منك قال طاؤس فبينما نحن كذلك
مع الاعرابي اذ رأينا رجلا نازلا من رأس
جبل ابي قبيس يقود الراحلة بيده اليسرى
وبيده اليمنى مقطوعة معلقة فى عنقه حتى
جاء الى الاعرابي فقال خذ راحلتك وما
عليها فسألته عن حاله فقال استقبلني فارس
على فرس اشهب فى رأس ابي قبيس فقال
لى يا سارق مد يدك قال فمددتها فوضعها
على حجر ثم اخذ حجرا آخر فبتلها و
عقلها فى عنقي وقال انزل ورد الراحلة و
ما عليها الى الاعرابي وروى عن عمر بن
الخطاب رضى الله عنه قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم لو توكلتم على الله
حق توكله لرزقكم كما يرزق الطير تغدو
خماصا وتروح بطانا وروى محمد بن كعب
عن ابن عباس رضى الله عنهما قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم من سره
ان يكون اكرم الناس فليتق الله ومن
سره ان يكون اغنى الناس فليكن بما
فى يد الله اوثق منه مما فى يديه وكان
عمر رضى الله عنه يتمثل بهذين البيتين۔
هوّن عليك فان الامور ÷ بامر الاله مقاديرها
فليس بآتيك مصروفها ÷ ولا عازب عنك مقدورها

پر بھروسہ کر کے حرکات موقوف کر دی جائیں۔ کسی نے بہلول مجنون
سے پوچھا کہ بندہ کب متوکل کہلاتا ہے؟ فرمایا جب وہ لوگوں میں رہ کر
ان سے بہت دور رہتا ہے لیکن اس کا دل اللہ سے قریب رہتا ہے
حاتم اصمؒ سے پوچھا گیا کہ آپ کو توکل کن چیزوں سے حاصل ہوا؟
فرمایا: چار باتوں سے مجھے یقین ہے کہ میرا رزق میرے سوا کوئی اور
نہیں کھا سکتا لہٰذا میں اس میں مشغول نہیں ہوتا، مجھے معلوم ہے کہ
میرا عمل غیر نہیں کر سکتا اس لئے میں عمل میں مشغول رہتا ہوں مجھے
معلوم ہے کہ موت اچانک آجائے گی لہٰذا میں ہر وقت اس کا منتظر رہتا
ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نگاہ کے سامنے رہتا ہوں
اس لئے اس سے شرماتا ہوں اور گناہوں سے باز رہتا ہوں۔
ابو موسےٰ دبیلی:۔ میں نے عبد الرحمٰن بن یحییٰ سے توکل کے بارے
میں پوچھا، فرمایا: اگر تم کسی اژدہے کے منہ میں پہونچے تک ہاتھ
داخل کر دو اسوقت بھی اللہ کی موجودگی میں کسی چیز سے نہ ڈرو۔
ابو موسیٰؒ:۔ میں ابو یزید بسطامی کی تلاش میں نکلا تاکہ آپ سے
توکل کے بارے میں پوچھوں آخر کار میں شہر بسطام میں پہنچ گیا اور
میں نے آپ کا دروازہ جا کھٹکھٹایا آپ نے مجھ سے فرمایا: ابو موسیٰ
کیا عبد الرحمٰن کے جواب سے تم کو اطمینان حاصل نہیں ہوا کہ تم کو میرے
پاس آنے کی اور مجھ سے پوچھنے کی نوبت آئی فرماتے ہیں:۔ میں نے عرض
کیا جناب من آپ دروازہ تو کھولدیں فرمایا: اگر تم مجھ سے ملاقات
کرنے کے لئے آتے تو میں دروازہ کھول دیتا اب تم جواب دروازے
سے حاصل کرو اور واپس چلے جاؤ اگر وہ سانپ جو عرش پر حلقہ
لئے ہوئے ہے تم پر حملہ کرے تو اللہ کے ہوتے ہوئے اس سے بالکل
نہ ڈرنا ابو موسیٰ فرماتے ہیں آخر کار میں واپس ہوا اور دبیل پہنچا
اور وہاں ایک سال ٹھہرا پھر میں ابو یزیدؒ کی طرف ملاقات کی نیت
سے روانہ ہوا اور جب آپ کے پاس پہنچا تو فرمایا: اب تم ملاقات

وسئل يحيى بن معاذ رحمه الله تعالى متى
يكون الرجل متوكلا فقال اذا رضي بالله
وكيلا وقال بشر رحمه الله تعالى يقول احد
هم توكلت على الله وهو كاذب والله
فانه لو توكل على الله رضي بما يفعل الله
به وقال ابو تراب النخشبي رحمه الله تعالى
هو طرح البدن في العبودية وتعلق القلب
بالربوبية والطمانينة الى الكفاية فان
اعطى شكر وان منع صبر وقال ذو النون
المصري رحمه الله تعالى التوكل ترك
تدبير النفس والانخلاع من الحول
والقوة وقال ذو النون رحمه الله
تعالى ايضا لرجل سأله عن التوكل
فقال هو خلع الارباب وقطع الاسباب
فقال له السائل زدني فقال القاء
النفس في العبودية واخراجها من
الربوبية وقال ايضا هو انقطاع
المطامع واما الحركة بالظاهر التي
هي الكسب بالسنة فلا تنافي توكل
القلب بعد ما يتحقق العبد ان التقدير
من قبل الله تعالى في قلبه لان محل
التوكل القلب وهو تحقيق الايمان
فمن انكر الكسب فقد انكر السنة
ومن انكر التوكل فقد انكر الايمان
فان تعسر شيء من الاسباب فيتقدير

کی نیت سے آئے ہیں آپ کا خیر مقدم کرتا ہوں آئیے میں آپ کے
پاس ایک ماہ ٹھہرا جو بات میرے دل میں آتی تھی اسے آپ سوال سے
پہلے ہی مجھے بتا دیتے تھے میں نے کہا ابو یزیدؒ! اب میں جانا چاہتا
ہوں اور آپ سے کچھ حاصل کرنا چاہتا ہوں فرمایا: یقین مانئے دنیا کے
لوگوں سے حاصل کردہ فائدہ کچھ فائدہ نہیں اب آپ چلے جائیں اور
اسی کو فائدہ سمجھ لیں آخر کار میں واپس آگیا۔

ابن طاؤسؒ بیانی از طاؤسؒ:- ایک دفعہ ایک دیہاتی اپنی سواری
اور اسے بٹھا کر اسے باندھا پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر بولا: اے اللہ
یہ سواری اور اس پر جو کچھ ہے میرے واپس آنے تک تیری ضمانت میں
ہے یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور مسجد حرام میں جا کر اس نے عبادت کی پھر
وہاں سے نکل کر آیا تو دیکھا کہ اس کا اونٹ مع سامان کے ندارد ہے
اس مرتبہ اس نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر یہ کہا کہ اے اللہ میری
سواری معہ سامان کے میرے پاس سے نہیں چرائی گئی بلکہ آپ کی نگرانی
سے چرائی گئی طاؤس کہتے ہیں ابھی ہم اسی حال میں دیہاتی کے
پاس ہی تھے کہ ہم نے دیکھا ایک شخص کوہ ابو قبیس کی چوٹی سے
اتر رہا ہے اور بائیں ہاتھ سے اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے اسے لا
رہا ہے اور اس کا سیدھا ہاتھ کٹا ہوا اس کی گردن میں لٹک رہا
ہے حتی کہ وہ اس دیہاتی کے پاس آکر کہتا ہے کہ اپنا اونٹ معہ اس کے
سامان کے تھام لے فرماتے ہیں میں نے اس کے حال کے بارے
میں پوچھا کہنے لگا ابو قبیس کی چوٹی پر میرے سامنے سرخ رنگ کے
گھوڑے پر سوار ایک شخص آیا اور مجھ سے کہنے لگا: اے چور
اپنا ہاتھ آگے بڑھا میں نے ہاتھ پھیلا دیا اس نے میرا ہاتھ
ایک پتھر پر رکھا اور دوسرا پتھر اٹھا کر میرے ہاتھ پر اس قدر
زور سے مارا کہ میرا ہاتھ کٹ کر الگ جا پڑا پھر اس نے اسی
ہاتھ کو میرے گلے میں لٹکا دیا اور حکم دیا کہ دیہاتی کا اونٹ معہ

الله عزوجل وان تيسر شیء منها فبتيسيره
عزوجل فتكون جوارحه وظواهره
متحركة فی السبب بامر الله عزوجل
وباطنه ساكن لوعد الله عزوجل
وقد روی عن انس بن مالك رضی الله عنه
انه قال جاء رجل علی ناقة له فقال
يارسول الله ادعها واتوكل فقال
صلی الله عليه وسلم اعقلها وتوكل
وقيل المتوكل كالطفل لايعرف شيئا
يأوی اليه الاثدی امه كذلك المتوكل
لايهتدی الا الی ربه عزوجل وقيل
التوكل نفی الشكوك والتفويض الی مالك
الملوك وقيل التوكل الثقة بما فی يد الله
عزوجل والياس مما فی ايدی الناس
وقيل التوكل افراغ السر عن التفكر
للتقاضی فی طلب الرزق۔

فصل: واما حسن الخلق فالاصل
فيه قول الله عزوجل لنبيه صلی الله
عليه وسلم فی كتابه المنزل عليه و
انك لعلی خلق عظيم وما روی عن انس بن
مالك رضی الله عنه انه قال قيل يارسول
الله ای المومنين افضل ايمانا قال صلی الله
عليه وسلم احسنهم خلقا الخلق الحسن
افضل مناقب العبد وبه تظهر جواهر
الرجال والانسان مستور بخلقه مشهور

سامان کے پہاڑ سے نیچے اُتر کر اسے دے آ۔

حضرت عمرؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلعم نے کہا: اگر تم اللہ پر
کماحقہ توکل کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں یقیناً روزی پہنچا دے جیسے پرندوں کو
روزی دی جاتی ہے کہ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر
واپس لوٹتے ہیں۔

محمد بن کعب از ابن عباسؓ: رسول اکرم صلعم نے فرمایا اگر کسی کو یہ
بات پسند ہو کہ لوگ اس کی عزت کریں تو اسے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا
چاہیئے اور جو سب سے زیادہ مالدار بننا چاہے تو اس کا بھروسہ اپنی
مقبوضہ سے زیادہ اس پر ہونا چاہیئے جو اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے
حضرت عمرؓ اکثر بطور تمثیل کے یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

وهوّن عليك فان الامو ٭ ر بامر الاله مقاديرها۔ یعنی اپنے اوپر آسانی
کر کیونکہ ہر کام کا اندازہ اللہ کے حکم پر ہے ؎ فلا یاتیك مصروفها ٭
ولا عارب عنك مقدورها۔ جو تجھ سے ہٹا دیا گیا وہ تیرے پاس آنے
والا نہیں اور جو تیرے مقدر میں ہے وہ تجھ سے بھاگنے والا نہیں۔

یحییٰ بن معاذ سے پوچھا گیا کہ انسان کب متوکل ہوتا ہے؟ فرمایا: جب
اللہ کو وکیل بنا کر خوش ہوتا ہے۔ بشرؒ: ایک شخص کہتا ہے کہ میرا اللہ پر
توکل ہے حالانکہ وہ جھوٹا ہوتا ہے اللہ کی قسم اگر اس کا اللہ پر توکل ہوتا
تو جو کچھ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کرتا اس پر خوش رہتا۔ ابو تراب نخشبی:
توکل بدن کو عبودیت میں ڈالنا، دل کو ربوبیت سے وابستہ کرنا اور
بقدر کفایت پر اطمینان حاصل کرنا ہے کہ اگر مل جائے تو شکر بجا لائے
اور نہ ملے تو صبر کا دامن نہ چھوڑے۔ ذوالنون مصری: توکل نفس
کی تدبیر کو چھوڑ اور ذاتی قوت و طاقت سے دست بردار ہو جانا
ہے۔ آپ سے کسی شخص نے توکل کے بارے میں پوچھا تو ذوالنون
نے فرمایا ارباب کو چھوڑنا اور اسباب کو کاٹ دینا توکل ہے، وہ شخص
بولا: اس سلسلہ میں کچھ اور فرمائیے، فرمایا کہ نفس کو ربوبیت سے نکال کر

وقیل ان اللہ عزوجل خص نبیہ ورسولہ محمدا
صلی اللہ علیہ وسلم بما خص بہ من المعجزات
والکرامات والفضائل ثم لم یثن علیہ
بشیء من خصالہ بمثل ما اثنی علیہ بخلقہ
فقال عز من قائل وانک لعلی خلق عظیم
وقیل انما وصفہ اللہ تعالی بالخلق لانہ
جاد بالکونین واکتفی باللہ عزوجل
وقیل الخلق العظیم ان لا یخاصم ولا یخاصم
من شدۃ معرفتہ باللہ تعالی وقیل
معناہ لم یؤثر فیہ جفاء الخلق بعد مطالعتہ
للحق وقال ابو سعید الخراز رحمہ اللہ
تعالی ہو ان لا تکون لہ ہمۃ غیر اللہ عزو
جل وقال الجنید رحمہ اللہ تعالی سمعت
الحارث المحاسبی یقول فقدنا ثلاثۃ اشیاء
حسن الوجہ مع الصیانۃ وحسن القول مع
الامانۃ وحسن الاخاء مع الوفاء وقیل
الخلق الحسن استصغار ما منک واستعظام
مالک وقیل علامۃ حسن الخلق کف
الاذی واحتمال المؤن وقال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم لاصحابہ رضی اللہ عنہم
انکم لن تسعوا الناس باموالکم فسعوہم
ببسط الوجہ وحسن الخلق۔

فصل: وحسن الخلق مع اللہ عزوجل
ان تؤدی اوامرہ وتترک نواہیہ و
تطیعہ فی الاحوال کلہا من غیر اعتقاد

عبودیت میں ڈال دینا توکل ہے یعنی توحید ربوبیت کے تو مشرک بھی قائل
ہیں اصل توکل توحید الوہیت کو اپنانا ہے کہ اللہ کے سوا غیر اللہ کی عبادت
نہ کی جائے، ایک جگہ فرمایا: توکل لالچ کو ختم کر دینا اور اسے کاٹ دینا
ہے۔ رہی ظاہری جد وجہد جو شرع کے مطابق کمائی ہے سو وہ قلبی
توکل کے خلاف نہیں جب کہ بندہ اپنے دل میں یہ عقیدہ جما لے کہ تقدیر
اللہ کی طرف سے برحق ہے کیونکہ کا ٹھکانہ دل ہے اور حقیقت ایمان میں
بھی یہی ہے جو منکر کسب ہے وہ منکر سنت ہے اور جو منکر توکل ہے وہ
منکر ایمان ہے۔ اگر اسباب میں سے کوئی سبب دشوار ہو تو تقدیر سے
ہے اور اگر آسان ہو تو تقدیر سے ہے یعنی دشواری اور آسانی ہر ایک
حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ہے اس لئے سبب کے لئے اعضاء اور ظاہری
جسم کے حصے اللہ کے حکم سے حرکت کرتے ہیں اور باطن حق تعالیٰ شانہ کے
وعدے کی وجہ سے پر سکون ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ: ایک شخص اونٹنی
پر سوار ہو کر سرور عالم صلعم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! کیا میں
اس کو چھوڑ دوں اور اللہ پر توکل کر لوں؟ آپ نے فرمایا اسے باندھ کر
رکھ اور اللہ پر توکل کر۔ بعض علماء: متوکل ایک شیر خوار بچہ کی طرح ہے
جو بجز اپنی ماں کی گود کے کچھ نہیں پہچانتا اسی طرح متوکل اللہ ہی کو
پہچانتا ہے اور اسی کی طرف لپک کر جاتا ہے۔ بعض علماء: توکل شکوک
سے یکسو ہونا اور خود کو شہنشاہ حقیقی کے حوالہ کر دینا ہے۔ بعض علماء
جو کچھ اللہ کے قبضہ میں ہے اس پر بھروسہ کرنا اور اس کی امید باندھنا
اور جو لوگوں کے قبضہ میں ہے اس سے ناامید ہو جانا توکل ہے۔
بعض علماء: فکر معاش سے دل کو خالی کرنا اور روزی کے طلب
کے تقاضوں کی فکر چھوڑ دینا توکل ہے۔

حسن اخلاق | حق تعالیٰ شانہ نے قرآن حکیم میں اپنے محبوب نبی
کے اخلاق حمیدہ کا ذکر خیر فرمایا ہے کہ بلاشبہ آپ عظیم اخلاق والے
ہیں۔ انس بن مالک: کسی نے سرور عالم صلعم سے پوچھا کہ یا رسول

استحقاق العوض علیه وتسلم جمیع المقدور الیه من غیر تهمة وتوحده من غیر شرك وتصدقه فی وعده من غیر شك وقیل لذی النون المصری رحمه الله تعالیٰ من اکثر الناس هما قال اسوأهم خلقا وقال الحسن البصری رحمه الله تعالیٰ فی قوله عزوجل وثیابك فطهر ای خلقك فحسن وقیل فی قوله تعالیٰ واسبغ علیکم نعمه ظاهرة وباطنة قیل الظاهرة تسویة الخلق والباطنة تصفیة الخلق وقیل لابراهیم بن ادهم رحمه الله تعالیٰ هل فرحت فی الدنیا قط فقال نعم مرتین احداهما کنت قاعدا ذات یوم فجاء کلب وبال علی والثانیة کنت قاعدا فجاء انسان وصفعنی وقیل کان اویس القرنی رحمه الله تعالیٰ اذا رآه الصبیان یرمونه بالحجارة فیقول ان کان لابد فارمونی بالصغار لئلا تدموا ساقی وتمنعونی عن الصلاة وقیل شتم رجل احنف بن قیس رحمه الله تعالیٰ و کان یتبعه فلما قرب من الحی وقف وقال یافتی ان کان بقی فی قلبك شیء فقله کیلا یسمعك بعض سفهاء القوم فیجیبوك وقیل لحاتم الاصم رحمه الله تعالیٰ یحتمل الرجل من کل احد قال

ایمان کے اعتبار سے کونسا مومن افضل ہے؟ فرمایا: اچھے اخلاق والا۔ اچھے اخلاق انسان کی بہترین عادت ہے اور اخلاق ہی سے انسان کا ذاتی جوہر چمکتا ہے، انسان پیدائش کے اعتبار سے پوشیدہ رہتا ہے لیکن اخلاق کے اعتبار سے مشہور ہو جاتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے اپنے محبوب نبی اور رسول محمد رسول اللہ صلعم کو باوجود معجزات فضائل اور بزرگیوں سے خاص کرنے کے حسن اخلاق سے مخصوص فرمایا اور جس طرح آپ کے اخلاق حمیدہ کی تعریف فرمائی ایسی آپکی کسی اور خوبی کی تعریف نہیں فرمائی اور فرمایا کہ آپ عظیم اخلاق کے مالک ہیں کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے آپکی اخلاق حمیدہ سے اس لئے تعریف فرمائی کہ آپ نے دونوں جہانوں کی چیزیں لوگوں کو عطا فرما دیں اور آپ نے خود حق تعالیٰ شانہ پر قناعت کی۔ کہا جاتا ہے کہ بڑا اخلق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت میں عقل کا سہارا لیکر جھگڑا نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی اس قدر گہری معرفت حاصل کہ کسی کو اس سے جھگڑا کرنے کی جرأت نہ ہو۔ بعض علماء:۔ جب انسان حق تعالیٰ کے مشاہدہ میں ہو تو اس پر لوگوں کا ظلم اثر انداز نہ ہو یہی بزرگ خلق ہے۔ ابوسعید خرّاز:۔ بزرگ خلق یہ ہے کہ انسان کو بجز حق تعالیٰ کی فکر کے کوئی اور فکر نہ ہو۔ جنیدؒ:۔ میں نے حارث محاسبی سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ہم نے تین چیزوں کے ساتھ تین چیزیں گم پائیں حفاظت کے ساتھ خوبصورتی کو، امانت کے ساتھ اچھے قول کو اور وفائے عہد کے ساتھ بھائی چارگی کو۔ بعض علماء:۔ خلق حسن اپنی ہر صفت کو ہیچ سمجھنا اور دوسرے کی ہر خوبی کو بڑا سمجھنا۔ بعض علماء:۔ حسن خلق کی نشانی ایذا سے رک جانا اور خود مشقت برداشت کرنا ہے نبی اکرم صلعم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم اپنے مال سے تمام لوگوں کو فائدہ نہ پہنچا سکو گے اس لئے انہیں خندہ پیشانی سے اور حسن خلق سے فائدہ پہنچاؤ۔

اللہ کے ساتھ حسن اخلاق

حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ حسن اخلاق

نعم الامن نفسہ وروی ان امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ دعا غلاما فلم یجبہ فدعاہ ثانیا وثالثا فلم یجبہ فقام الیہ فرآہ مضطجعا فقال امر تسمع یا غلام قال نعم قال ما حملك علی ترك جوابی قال أمنت عقوبتك فتکاسلت فقال امض فانت حر لوجہ اللہ عزوجل وقیل الخلق الحسن ان تکون من الناس قریبا وفیما بینھم غریبا وقیل الخلق الحسن قبول ما یرد علیك من جفاء الخلق وقضاء الحق بلا ضجر ولا قلق وقیل مکتوب فی الانجیل عبدی اذکرنی حین تغضب اذکرك حین اغضب وقالت امرأۃ لمالك ابن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ یا مرائی فقال یا ھذہ قد وجدت اسمی الذی اضلہ اھل البصرۃ وقال لقمان لابنہ یا بنی لا تعرف ثلاثا الا عند ثلاث الحلیم عند الغضب والشجاع عند الحرب والاخ عند الحاجۃ الیہ وقال موسیٰ علیہ السلام یا الٰھی اسألك ان لا یقال لی ما لیس فی فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ ما فعلت ذلك لنفسی فکیف افعلہ لك۔

فصل : واما الشکر فالاصل فیہ قولہ

یہ ہے کہ اس کے اوامر بجالاؤ اور ممنوعہ کاموں سے بچو اور ہر حال میں بغیر عقیدۂ استحقاق عوض اس کی اطاعت میں سرگرم عمل رہو اور تقدیری امور کے آگے بلا کسی اعتراض کے سر تسلیم خم کر دو اور اللہ کو ایک مانو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور شک چھوڑ کر اس کے وعدوں کو سچا جانو۔ ایک دفعہ ذوالنونؒ مصری سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ فکر مند کون ہے؟ فرمایا: بدترین اخلاق والا۔ حسن بصریؒ (وثیابك فطھر کی تفسیر میں) یعنی اپنا خلق اچھا بنا۔ اس آیت (اللہ نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں مکمل فرما دیں) کی تفسیر میں کہا جاتا ہے کہ ظاہری نعمت خوبصورت پیدائش ہے اور باطنی نعمت خوبصورت عادت ہے۔ ابراہیمؒ بن ادہم سے پوچھا گیا: کیا آپ کبھی دنیا میں خوش ہوئے؟ فرمایا: ہاں دو مرتبہ خوش ہوا ہوں ایک دن میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک کتے نے آ کر میرے اوپر پیشاب کر دیا اس دن میں خوش ہوا اسی طرح ایک دن میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آ کر میرے گھونسہ مارا، اس دن مجھے خوشی ہوئی کہتے ہیں: جب بچے اویسؒ قرنی کو دیکھتے تو ان پر پتھر برساتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے بچو اگر تم کو پتھروں کے برسائے بغیر چارا ہی نہیں تو چھوٹے چھوٹے سنگریزے برساؤ تاکہ میری ٹانگوں سے خون نہ بہے ورنہ تم مجھے نماز سے روک دو گے۔ ایک شخص نے جو احنف بن قیس کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا آپ کو گالیاں دیں جب آپ اپنے قبیلہ کے پاس پہنچ گئے تو آپ نے کھڑے ہو کر کہا اے جوان! اگر تیرے دل میں کوئی بات باقی رہ گئی ہو تو اسے بھی کہہ ڈال اور اپنے دل کی بھڑاس نکال لے ایسا نہ ہو کہ میری قوم کے بعض ناداں تیری گالیاں سُن کر تجھے ان کا جواب دیں حاتم اصم سے پوچھا گیا: کیا انسان ہر شخص کی بات برداشت کر لیتا ہے؟ فرمایا: ہاں مگر اپنے نفس کی بات برداشت نہیں کرتا، ایک دفعہ حضرت علی نے اپنے کسی غلام کو آواز دی مگر وہ آیا نہیں یعنی تین دفعہ آواز دینے کے باوجود نہیں آیا آپ

عزوجل لئن شکرتم لازیدنکم وما
روی عن عطاء رحمه الله تعالیٰ قال دخلت
علی عائشة رضی الله عنها فقلت اخبرینا
باعجب مارایت من رسول الله صلی الله
علیه وسلم فبکت ثم قالت وای
شیء من شانه لم یکن عجبا اته
اتانی فی لیلة فدخل معی فی فراشی او
قالت فی لحافی حتی مس جلدی جلده
ثم قال یا ابنت ابی بکر ذرینی اتعبد
لربی قالت فقلت انی احب قربك ولکنی
اوثر هواك فاذنت له صلی الله علیه
وسلم فقام الی قربة من ماء فتوضا
واکثر صب الماء ثم قام فصلی فبکی
حتی سالت دموعه علی صدره ثم رکع
فبکی ثم سجد فبکی ثم رفع راسه فبکی فلم
یزل صلی الله علیه وسلم کذلك حتی
جاء بلال رضی الله عنه فاخبره بالصلوٰة
فقلت یارسول الله ما یبکیك وقد
غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما
تاخر قال صلی الله علیه وسلم افلا
اکون عبدا شکورا ولم افعل وقد انزل
الله عزوجل علی ان فی خلق السموات
والارض الآیة وحقیقة الشکر عند اهل
التحقیق الاعتراف بنعمة المنعم علی وجه
الخضوع وعلی هذا المعنی وصف الله تعالیٰ

نے دیکھا بھالا تو اسے لیٹا ہوا پایا پوچھا: کیا تو نے میری آواز نہیں سُنی تھی؟
بولا: سُنی، پوچھا: پھر جواب کیوں نہیں دیا؟ بولا: میں سزا سے بے خوف
تھا لہٰذا میں نے سستی کی فرمایا: اچھا تو جا میں نے تجھے اللہ کی رضا
کے لئے آزاد کر دیا۔ بعض علماء:۔ حسن خلق یہ ہے کہ تم لوگوں سے قریب
ہو اور ان کے درمیان اجنبی ہو۔ بعض علماء:۔ مخلوق کے ظلم کو برداشت
کر لینا اور بلا قلق و ملال کے لوگوں کے حقوق ادا کرنا حسن خلق ہے۔
کہتے ہیں انجیل میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اے میرے بندے غصہ کے وقت مجھے
یاد کر لیا کر کیونکہ جب میں غصہ کرونگا تو تجھے یاد کر لونگا۔ ایک خاتون نے
مالک بن دینارؒ کو اے ریاکار کہہ کر پکارا بولے اے اللہ کی بندی تجھے
میرا وہ نام مل گیا جو بصرہ والوں کو معلوم نہ تھا۔ لقمان نے اپنے بیٹے سے
کہا: پیارے بیٹے! تین قسم کے اشخاص تین چیزوں کے بغیر نہیں پہچانے
جاتے۔ سنجیدہ آدمی غصہ کے وقت، بہادر لڑائی کے وقت اور بھائی
ضرورت کے وقت ہی پہچانا جاتا ہے حضرت موسیٰ نے کہا اے اللہ
میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ میں جو بات نہیں میں اس سے نہ
پکارا جاؤں اس پر حق تعالیٰ نے آپکے پاس وحی بھیجی کہ یہ بات تو میں نے
اپنی ذات کے لئے بھی تجویز نہیں کی پھر آپکے لئے کس طرح تجویز کر سکتا ہوں

شکر شکر کی دلیل یہ آیت ہے "اگر تم میرا شکر ادا کروگے تو میں تم پر
اپنی نعمتوں کو زیادہ کر دوں گا" عطاؒ: ایک دن میں صدیقہ کے پاس
گیا اور میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ صلعم کی جو بات
سب سے حیرت انگیز دیکھی ہو وہ مجھے بتا دیجیے صدیقہ نے رو کر فرمایا
کہ رسول اللہ صلعم کی کونسی بات حیرت انگیز نہ تھی ایک رات کو آپ
میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس میرے بستر پر (یا فرمایا)
میرے لحاف میں لیٹ گئے حتیٰ کہ میرا جسم آپ کے جسم سے مل گیا پھر
فرمانے لگے ابوبکرؓ کی صاحبزادی! مجھے اپنے پروردگار کی عبادت
کرنے دو میں نے کہا مجھے تو آپ کا قرب محبوب ہے مگر میں آپکی خواہش کا

نفسه بانه الشكور توسعا معناه انه
يجازي العباد على الشكر فسمى جزاء الشكر
شكرا كما قال الله عز وجل وجزاء سيئة
سيئة مثلها وقيل حقيقة الشكر الثناء
على المحسن بذكر احسانه فشكر العبد
لله تعالى ثناؤه عليه بذكر احسانه
اليه وشكر الحق سبحانه للعبد ثناؤه
عليه بذكر احسانه له ثم ان احسان
العبد طاعته لله واحسان الحق سبحانه
انعامه على العبد وشكر العبد على الحقيقة
انما هو نطق اللسان واقرار القلب بانعام
الرب ثم الشكر ينقسم اقساما الى شكر
باللسان وهو اعترافه بالنعمة بنعت الاستكانة
وشكر بالبدن والاركان وهو اتصاف
بالوفاء والخدمة وشكر بالقلب وهو
الاعتكاف على بساط الشهود بادامة
حفظ الحرمة وقيل شكر العينين ان تستر
عيبا تراه لصاحبك وشكر الاذنين
ان تستر عيبا تسمعه فيه وفي الجملة
الشكر ان لا تعصي الله تعالى بنعمه و
يقال شكر هو شكر العالمين فيكون
من جملة اقوالهم وشكر هو شكر
العابدين فيكون نوعا من افعالهم
وشكر هو شكر العارفين يكون باستقامتهم
له عز وجل في عموم احوالهم واعتقادهم

بھی احترام کرتی ہوں چنانچہ آپ کو عبادت کی اجازت دیدی پھر آپ
نے پانی کے ایک مشکیزہ کے پاس کھڑے ہو کر وضو کیا اور خوب پانی بہایا
پھر آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور رونے لگے حتیٰ کہ آنسو آپ
کے سینہ مبارک پر بہنے لگے پھر رکوع میں بھی روئے اور سجدے میں بھی
روئے اور سجدے سے سر اٹھا کر بھی روئے اور آپ اسی طرح نماز
پڑھتے اور روتے رہے حتیٰ کہ بلال نے آکر آپکو نماز کی اطلاع دی
میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ اس قدر کیوں روتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے
(اگر ہوں تو) آپکے اگلے پچھلے گناہ بھی معاف فرما دئے ہیں فرمایا (یہ اللہ تعالیٰ
کی مجھ پر بڑی زبردست نعمت ہے تو) کیا میں ایک شاکر بندہ بن کر زندگی
کے ایام نہ گزاروں ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر کیوں نہ ادا کروں حالانکہ اس نے
مجھ پر یہ آیت اتاری ہے کہ بلا شبہ آسمان و زمین کی پیدائش میں اور دن رات
کے آنے جانے میں ارباب دانش کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں جو اللہ
تعالیٰ کو کھڑے، بیٹھے اور لیٹ کر یاد کرتے رہتے ہیں اور کائنات کی پیدائش
میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (آخر آیت تک) ارباب تحقیق کے نزدیک
شکر کی حقیقت یہ ہے کہ عجز و انکساری کے ساتھ منعم کی نعمتوں کا اقرار
کیا جائے اسی معنی کے اعتبار سے حق تعالیٰ نے اپنی ذات کو شکور کے
اسم سے پکارا ہے شکور کے معنی تو شکر گزار کے ہیں لیکن یہاں مجازی معنی مراد
ہیں یعنی اللہ تعالیٰ اپنے شکر گزار بندوں کو شکر کا صلہ دینے والا ہے
لہٰذا جزائے شکر کو شکر سے تعبیر کر لیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا اور برائی کی جزائے
اس کے ہم مثل برائی ہے حالانکہ جزا برائی نہیں بلکہ عین عدل ہے لیکن جزائے
بدی کو بدی سے تعبیر کر لیا گیا۔ بعض علماء: شکر کی حقیقت محسن کے
احسانات کا ذکر کر کے اسکی تعریف کرنا ہے اگر بندہ اللہ کا شکر ادا کرتا
ہے تو اس کے احسانات بیان کر کے اسکی تعریفیں کرتا ہے اور اگر حق
تعالیٰ بندے کا شکر ادا کرتا ہے تو وہ اپنے بندے کو اپنے احسانات کے
ساتھ یاد فرماتا ہے پھر بندے کا احسان یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت

ان جميع ما هم فيه من الخير وما يظهر
منهم من الطاعة والعبودية والذكر
له عزوجل بتوفيقه وانعامه وعونه وحوله
وقوته عزوجل وانعزالهم عن جميع ذلك
والفناء فيه والاعتراف بالعجز و
القصور والجهل ثم الاستكانة اليه
عزوجل في جميع الاحوال وقال ابوبكر
الوراق رحمه الله تعالى شكر النعمة
مشاهدة المنة وحفظ الحرمة وقيل
شكر النعمة أن ترى نفسك فيه طفيليا
وقال ابوعثمان رحمه الله تعالى الشكر
معرفة العجز عن الشكر وقيل الشكر
على الشكر اتم من الشكر وذلك ان ترى
شكرك بتوفيقه ويكون ذلك التوفيق
من اجل النعم عليك فتشكره
على الشكر ثم تشكره على شكر الشكر
الى مالا يتناهى وقيل الشكر اضافة
النعم الى مولاه بنعت الاستكانة له وقال الجنيد
رحمه الله تعالى الشكر ان لا ترى نفسك اهلا للنعمة
وقيل الشاكر الذى يشكر على الموجود والشكور الذى يشكر
على المفقود ويقال الشاكر الذى يشكر على النفع والشكور
الذى يشكر على المنع ويقال الشاكر الذى يشكر
على العطاء والشكور الذى
يشكر على البلاء ويقال الشاكر الذى
يشكر عند البذل والشكور الذى يشكر

میں لگا رہے اور حق تعالیٰ کا احسان یہ ہے کہ بندے پر اپنے انعامات برساتا
رہے در حقیقت بندے کا شکر زبان سے احسانات کا ذکر کرنا اور ان کا
دل سے اقرار کرنا ہے۔ پھر شکر کی کئی قسمیں ہیں ایک شکر زبان سے ہوتا
ہے یعنی نیازمندی کے ساتھ زبان سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اقرار کرنا
اور ایک شکر بدن اور اعضاء کے ذریعہ ہوتا ہے یعنی عہد بندگی کو پورا
کرنا اور خدمات کو بجالانا اور ایک شکر دل سے ہوتا ہے یعنی ہمیشہ حرمت
کے تحفظ کے ساتھ فرش حضوری پر جما رہنا۔ بعض علماء: آنکھوں کا
شکر یہ ہے کہ اگر وہ کسی کا عیب دیکھیں تو اسے چھپالیں، کانوں کا
شکر یہ ہے کہ اگر وہ کسی کا عیب سنیں تو اس پر پردہ ڈال دیں۔ غرضیکہ
شکر یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری نہ کی جائے۔ کہا جاتا ہے
ایک شکر علماء کا ہے جو ان کے قول سے متعلق ہے اور ایک شکر عرفاء
کا ہے یعنی ان کا اپنے عام احوال پر ثابت قدم رہنا اور یہ عقیدہ
رکھنا کہ ہم میں جو کچھ نیکیاں پائی جاتی ہیں اور ہم سے جس قدر ذکر،
اطاعتیں اور عبادتیں سرزد ہوتی ہیں یہ سب کچھ حق تعالیٰ شانہ کی
توفیق، اعانت اور انعام کے نتائج ہیں اور جو کچھ ہمارے اندر کوتاہیاں
بے بسی اور جہالت ہے اس کا ہمیں اعتراف ہے پھر ہم ہر حال و ہر کام
میں حق تعالیٰ شانہ کے محتاج ہیں۔ ابوبکر وراقؒ: نعمت کا شکر احسان
کو پیش نظر رکھنا اور اسکی حرمت کی حفاظت کرنا ہے۔ بعض علماء:
نعمت کا شکر یہ ہے کہ تم خود کو طفیلی سمجھو۔

ابو عثمانؒ:۔ شکر سے عجز کو پہچاننا شکر ہے۔

بعض علماء:۔ شکر پر شکر، شکر سے مکمل تر ہے یعنی یہ خیال
کرو کہ شکر بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے نصیب ہوتا ہے اور یہ توفیق
تم پر حق تعالیٰ کی ایک جلیل القدر نعمت ہے پھر تم یہ سمجھ کر شکر
ادا کرو گے پھر شکر کے شکر پر شکر ادا کرو گے اسی طرح یہ سلسلہ
کبھی ختم نہ ہوگا۔ بعض علماء: نعمتوں کو ولی نعمت کی طرف منسوب

عند المطل وقال الشبلی رحمہ اللہ تعالیٰ الشکر رؤیۃ المنعم لا رؤیۃ النعمۃ و قیل الشکر قید الموجود وصید المفقود وقال ابو عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ شکر العامۃ علی المطعم والمشرب والملبس وشکر الخواص علی ما یرد علی قلوبھم من المعانی قال اللہ عزوجل وقلیل من عبادی الشکور وقال داؤد علیہ السلام الٰھی کیف اشکرک وشکری لک نعمۃ من نعمک فاوحی اللہ تبارک وتعالیٰ الیہ الآن قد شکرتنی وقیل اذا قصرت یدک عن المکافاۃ فلیطل لسانک بالشکر وقیل لما البُشر ادریس علیہ السلام بالمغفرۃ سال الحیاۃ فقیل لہ لم فقال لاشکرہ فانی کنت اعمل قبلہ للمغفرۃ فبسط الملک جناحہ وحملہ الی السماء وقیل مر بعض الانبیاء علیہ السلام بحجر صغیر یخرج منہ الماء الکثیر فتعجب منہ فانطقہ اللہ لہ فسالہ عن ذلک فقال منذ سمعت اللہ عزوجل یقول نارا وقودھا الناس والحجارۃ فانا ابکی من خوفہ فدعا ذلک النبی علیہ السلام ان یجیر ذلک الحجر من النار فاوحی اللہ عزوجل الیہ انی قد اجرتہ من النار فمر ذلک

کرنا اور دلی نعمت کے آگے جھکنا شکر ہے۔ جنیدؒ: شکر یہ ہے کہ تم اپنے نفس کو نعمتوں کا اہل نہ سمجھو۔ کہا جاتا ہے: شاکر وہ ہے جو موجودہ نعمتوں کا شکر ادا کرے اور شکور وہ ہے جو مفقود نعمتوں کا شکر ادا کرے، کہا جاتا ہے کہ شاکر وہ ہے جو نعمتوں پر شکر ادا کرے اور شکور وہ ہے جو بلا پر شکر ادا کرے، شاکر وہ ہے جو کسی شے کے ملنے کے وقت شکر ادا کرے اور شکور وہ ہے جو تاخیر پر شکر ادا کرے۔

شبلیؒ: شکر یہ ہے کہ نعمت کے دینے والے پر نگاہ رکھی جائے۔ نعمت پر نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ شکر موجودہ نعمت کی حفاظت کا اور غیر موجود نعمت کے لئے شکار کا ذریعہ ہے۔ ابو عثمانؒ: عوام کا شکر کھانے پینے اور پہننے کی چیزوں پر ہوتا ہے اور خواص کا شکر ان دلوں میں وارد ہونے والے معانی پر ہوتا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے شکر گزار بندے تھوڑے ہیں۔ حضرت داؤدؑ نے پوچھا کہ اے میرے معبود میں تیرا شکر کس طرح ادا کر سکتا ہوں حالانکہ میرا شکر ادا کرنا بھی تیری نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے؟ حق تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ اب تم نے میرا شکر ادا کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ اگر نعمت کا عوض نہ دیا جا سکے تو زبان سے اس کا طویل طویل شکر ادا کرو۔ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت ادریسؑ کو بخشش کا مژدہ سنایا گیا تو آپ نے زندگی مانگی پوچھا گیا: زندگی کیوں مانگتے ہو؟ فرمایا تاکہ میں شکر ادا کر سکوں کیونکہ اس سے پہلے بخشش کے لئے عمل کیا کرتا تھا اب شکر کے لئے کروں گا۔ پھر فرشتہ نے اپنے پر بچھائے اور ان پر بٹھا کر آپ کو آسمان کی طرف لے گیا۔

کہا جاتا ہے کہ کسی نبی کا ایک چھوٹے سے پتھر کے پاس سے گزر ہوا جس سے کثرت سے پانی پھوٹ رہا تھا آپ نے اس پر حیرت کا اظہار کیا حق تعالیٰ نے پتھر کو زبان دیدی آپ نے اس سے پوچھا کب سے رو رہے ہو بولا: جب سے میں نے قرآن پاک میں یہ سنا

النبی فلما عاد وجد الماء ینفجر منہ اوفر
مما کان قبل ذلک فعجب فانطق اللہ
تعالیٰ الحجر لہ فقال لہ لم تبکی و قد
غفر اللہ لک فقال ذلک کان بکاء
الحزن والخوف وھذا بکاء الشکر والسرور
وقیل الشاکر مع المزید لانہ فی شھود
النعمۃ قال اللہ تعالیٰ لئن شکرتم لا
زیدنکم والصابر مع اللہ لانہ بہ تعالیٰ
لانہ فی شھود البلاء قال اللہ تعالیٰ
ان اللہ مع الصابرین وقیل الحمد علی
الانفاس والشکر علی نعم الحواس وقیل فی
الخبر الصحیح اول من یدعی الی الجنۃ
الحمادون اللہ وقیل الحمد علی ما دفع
والشکر علی ما صنع وحکی عن بعضھم
انہ قال رأیت فی بعض الاسفار شیخا
کبیرا قد طعن فی السن فسألتہ عن حالہ
فقال انی کنت فی ابتداء عمری ھوی
ابنۃ عم لی وھی کذلک کانت تھوانی
فاتفق انی تزوجت بھا فلیلۃ زفافھا
قلت لھا تعالیٰ حتی نحیی ھذہ اللیلۃ
شکرا اللہ عزوجل علی ما جمعنا فصلینا
تلک اللیلۃ ولم یفرغ احدنا الی الآخر
فلما کانت اللیلۃ الثانیۃ بتنا کذلک
واستمر بنا ھکذا فمنذ سبعین سنۃ
وثمانین سنۃ ونحن علی تلک الحالۃ کل

ہے کہ جہنم کی آگ کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں اسی وقت سے میں اس کے
خوف سے رو رہا ہوں یہ سُن کر اس پیغمبر نے حق تعالیٰ سے دعا فرمائی
کہ اے اللہ اس پتھر کو آگ سے پناہ دے حق تعالیٰ نے آپ پر وحی
بھیجی کہ میں نے اسے آگ سے پناہ دیدی پیغمبر علیہ السلام تشریف لے
گئے پھر کچھ مدت کے بعد اس کے پاس سے گزرے تو دیکھا اب اس سے
پہلے سے بھی زیادہ پانی اُبل رہا ہے آپ کو تعجب ہوا۔ حق تعالیٰ نے
پتھر کو زبان دے دی، پیغمبر علیہ السلام نے پتھر سے رونے کی وجہ
پوچھی کہ اب تو حق تعالیٰ نے تم کو بخش دیا ہے اب کیوں روتے ہو؟
بولا: میں پہلے خوف و غم کی وجہ سے روتا تھا اور اب مسرت و شکر
کی وجہ سے روتا ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ شکر گزار کی نعمتوں میں اضافہ
ہوتا رہتا ہے چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا: اگر تم شکر کرو گے تو میں
تمہاری نعمتوں میں ضرور اضافہ کر دوں گا اور صابر اللہ تعالیٰ
کے ساتھ ہوتا ہے اور حق تعالیٰ اسے ہر بلا سے محفوظ رکھتا ہے فرمایا
یاد رکھو اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حمد سانسوں
پہ ہے اور شکر حواس کی نعمتوں پر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک صحیح
حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے جنت میں جانے کے لئے جن کو
بلایا جائے گا وہ اللہ کی حمد کرنے والے ہوں گے۔ کہتے ہیں حمد دفاع
پر ہے اور شکر عطاء پر ہے۔

ایک صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کسی سفر میں ایک معمر
بزرگ کو دیکھ جن کی کافی عمر تھی اور میں نے ان کا حال پوچھا فرمایا
کہ مجھے ابتدائے شباب میں اپنی چچازاد بہن سے محبت تھی اور
اسے بھی مجھ سے محبت تھی حسن اتفاق سے اس سے میری شادی ہو
گئی شب زفاف میں نے اس سے کہا کہ آؤ اس شکر میں کہ حق تعالیٰ
نے ہمیں یہ شب سعیدہ عطا فرمائی ہے اس رات جاگ کر اللہ کی
عبادت کریں چنانچہ ہم دونوں رات بھر نماز پڑھتے رہے اسی طرح

لیلۃ وکانت زوجتہ معہ فسألھا وقال لھا الیس کذلک یا فلانۃ فقالت العجوز ھو کما قال الشیخ۔

فصل :۔ واما الصبر فالاصل فیہ قول اللہ عزوجل یا ایھا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون وقولہ عزوجل واصبر وما صبرک الا باللہ وما روی عن عائشۃ رضی اللہ عنھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان الصبر عند الصدمۃ الاولی وما روی ان رجلا قال یارسول اللہ ذھب مالی وسقم جسمی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا خیر فی عبد لا یذھب مالہ ولا یسقم جسمہ ان اللہ تعالیٰ اذا احب عبدا ابتلاہ واذا ابتلاہ صبرہ وما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان الرجل لتکون لہ الدرجۃ عند اللہ عزوجل لا یبلغھا بعملہ حتی یبتلی ببلاء فی جسمہ فیبلغھا بذلک وما جاء فی الخبر انہ لما نزل قولہ تبارک وتعالیٰ ومن یعمل سوءا یجزبہ قال ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ یارسول اللہ کیف الفلاح بعد ھذہ الآیۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم غفر اللہ لک یا ابابکر الیس تمرض الیس یصیبک البلاء الیس تصبر الیس

صبح ہوگئی اور مٹنے کی نوبت ہی نہیں آئی اسی طرح ہم دونوں کی ستر یا اسی سال سے راتیں گزرتی چلی آرہی ہیں ان کی بیوی ان کے ساتھ تھیں انہوں نے بھی اس واقعہ کی تصدیق فرمائی۔

صبر صبر کی دلیل یہ آیت ہے اے ایمان والو صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر کی رغبت دلاؤ اور پہرہ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کو فلاح نصیب ہو دوسری جگہ فرمایا: اے نبی آپ صبر کریں اور آپ کا صبر اللہ ہی کے ساتھ ہے حضرت صدیقہ رضہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ صبر شروع صدمہ کے وقت ہوتا ہے۔ ایک شخص نے کہا یارسول اللہ میرا مال ختم ہوا اور میرا جسم بیمار ہوگیا، فرمایا: اس بندے میں بھلائی نہیں جس کا مال نہ جائے اور وہ بیمار نہ ہو جب حق تعالےٰ اپنے کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اسے آزماتا ہے اور جب آزماتا ہے تو اسے صبر کی توفیق عطا فرماتا ہے نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ حق تعالےٰ کے نزدیک بندہ کا ایک درجہ ہوتا ہے مگر وہ اس تک اپنے عمل سے نہیں پہنچتا حتیٰ کہ حق تعالیٰ اسے کسی جسمانی بیماری میں مبتلا فرما دیتا ہے اور اس پر صبر کرنے کی وجہ سے وہ اس درجہ تک پہنچ جاتا ہے ایک حدیث میں ہے کہ جب ومن یعمل سوءا یجزبہ یعنی جو بُرے عمل کرتا ہے اسے ان کا بدلہ دیا جاتا ہے اتری تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ اس آیت کے بعد کیسے فلاح نصیب ہوگی؟ فرمایا: ابوبکر! حق تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمائے کیا تم بیمار نہیں ہوتے؟ کیا تم بلاؤں میں نہیں پھنستے؟ کیا تم صبر نہیں کرتے؟ کیا تم پریشان نہیں ہوتے؟ یہی چیزیں تمہارے بُرے عملوں کی جزا ہے یعنی یہ تمام چیزیں تمہاری برائیوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔

صبر کے اقسام لہٰذا صبر کی تین قسمیں ہیں (۱) اللہ کے لئے صبر کرنا یعنی اوامر بجا لانا اور نواہی سے باز رہنا (۲) اللہ کے ساتھ صبر کرنا یعنی سختیوں اور بلاؤں میں اللہ کی تقدیر و مشیت کے آگے

تحزن؟ فھذا اما تجزون بہ یعنی ان جمیع مایصیبک یکون کفارۃ لذنوبک فالصبر علی ثلاثۃ اضرب احدھا صبر للّٰہ عزوجل وھو علی اداء امرہ و انتہاء نہیہ وصبر مع اللّٰہ عزوجل وھو اللّٰہ الصبر تحت جریان قضائہ وافعالہ فیک من سائر الشدائد والبلایا وصبر علی اللّٰہ عزوجل وھو الصبر علی ما وعد من الرزق والفرج والکفایۃ والنصر والثواب فی دار الآخرۃ وقیل الصبر علی قسمین احدھما صبر علی ما ھو کسب للعبد وصبر علی ما لیس بکسب لہ فالصبر علی الکسب ینقسم علی قسمین احدھما علی ما امر اللّٰہ بہ عزوجل والثانی علی ما نہاہ عزوجل عنہ واما الصبر علی ما لیس بکسب للعبد فصبرہ علی مقاساۃ ما یتصل بہ من حکم اللّٰہ وقضائہ فیما لہ فیہ مشقۃ والم فی القلب والجسد وقیل الصابرون ثلاثۃ متصبر وصابر وصبار وقیل وقف رجل علی الشبلی رحمہ اللّٰہ تعالٰی فقال لہ ای الصبر اشد علی الصابرین قال الصبر فی اللّٰہ فقال لا فقال الصبر للّٰہ قال لا قال الصبر مع اللّٰہ قال لا قال فایش قال الصبر عن اللّٰہ فصرخ الشبلی صرخۃ کادت روحہ تتلف وقال

سر تسلیم خم کر دینا (۳) اللہ پر صبر کرنا یعنی اللہ کے رزق کے کشادگی کے، کفایت کے، مدد کے اور آخرت میں ثواب کے وعدوں پر صبر کرنا بعض علماء کے نزدیک صبر کی دو قسمیں ہیں اپنے کام پر صبر کرنا، اور اس پر صبر کرنا جو بندے کا کسب نہیں ہے پھر اپنے کام پر صبر کرنے کی دو قسمیں ہیں اللہ کے احکام بجالانے پر صبر کرنا اور ممنوعات سے باز رہنے پر صبر کرنا۔ اس پر صبر جو انسان کا کام نہیں وہ یہ ہے کہ انسان جسمانی اور روحانی آلام و مصائب پر جو اس کے مقدر کے ہیں صبر کرے اور خوئے تسلیم و رضا پیدا کرے۔

کہا جاتا ہے کہ صبر کرنیوالوں کی تین قسمیں ہیں متصبر یعنی دشواری سے صبر کرنیوالا، صابر یعنی بلا دشواری کے صبر کرنے والا اور صبّار یعنی انتہائی صبر کرنے والا۔

کہتے ہیں کہ ایک شخص نے شبلیؒ سے پوچھا کہ صبر کرنے والوں پر کونسا صبر زیادہ سخت ہے فرمایا اللہ میں صبر کرنا بولا نہیں فرمایا اللہ کے لئے صبر کرنا، بولا نہیں، فرمایا اللہ کے ساتھ صبر کرنا، بولا نہیں، .... شبلیؒ نے کہا پھر کونسا صبر سخت ہے تو ہی بتا، بولا :۔ اللہ سے صبر کرنا یہ سن کر شبلیؒ نے ایک ایسی چیخ ماری جس سے آپکی روح نکلنے کا خطرہ تھا۔

جنیدؒ : مومن کے لئے دنیا سے آخرت کی طرف جانا آسان و سہل ہے مگر اللہ کے لئے لوگوں کو چھوڑنا سخت ہے اور نفس کو چھوڑ کر اللہ کی طرف جانا اس سے بھی زیادہ سخت ہے اور اللہ کے ساتھ صبر کرنا انتہائی سخت ہے۔ جنیدؒ سے صبر کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا صبر یہ ہے کہ منہ بنائے بغیر کڑوے گھونٹ پی جانا۔ حضرت علیؓ :۔ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو ایک جسم سے نسبت ہے بعض کہتے ہیں یہ نبی صلعم کا فرمان ہے۔ ذوالنون مصریؒ : صبر مخالفتوں سے دور رہنا اور مصائب کے پھندوں والے

الجنید رحمہ اللہ تعالیٰ السیر من الدنیا الی
الآخرۃ سہل ھین علی المومن وھجران الخلق
فی جنب الحق شدید والسیر من النفس الی
اللہ صعب شدید والصبر مع اللہ اشد وسئل
رحمہ اللہ تعالی عن الصبر فقال تجرع
المرارۃ من غیر تعبیس وقال علی بن ابی
طالب رضی اللہ عنہ الصبر من الایمان
بمنزلۃ الرأس من الجسد وقیل ذلک عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال ذوالنون
المصری رحمہ اللہ تعالیٰ الصبر التباعد
عن المخالفات والسکون عند تجرع غصص
البلیۃ واظہار الغنی مع حلول الفقر بساحۃ
المعیشۃ وقیل الصبر الوقوف مع البلاء
بحسن الادب وقیل ھو الفناء فی البلوی
بلاظہور شکوی وقیل الصبر ھو المقام
مع البلاء بحسن الصحبۃ کالمقام مع
العافیۃ وقیل احسن الجزاء علی العبادۃ
الجزاء علی العبادۃ الجزاء علی الصبر ولا
جزاء فوقہ قال اللہ تعالیٰ ولنجزین الذین
صبروا اجرھم باحسن ما کانوا یعملون
وقال عزوجل انما یوفی الصابرون اجرھم
بغیر حساب وقیل الصبر ھو الثبات مع
اللہ عزوجل وتلقی اذیۃ بلائہ بالرحب
والسعۃ وقال الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ
الصبر الثبات مع اللہ تعالیٰ علی احکام

گھونٹ سکون سے پی جانا اور میدان معیشت میں فقر وفاقہ کے باوجود
تونگری کا اظہار کرنا ہے۔ بعض علماء: مصائب کو حسن ادب کے ساتھ
برداشت کرنا صبر ہے۔ بعض علماء:۔ صبر مصیبت کی حالت میں
لب شکایت کو وانہ کرنا اور مصیبت کی پرواہ نہ کرنا ہے۔

بعض علماء:۔ صبر مصیبت کی موجودگی میں مصاحبت کے ساتھ
قائم رہنا ہے جیسے انسان حالت تندرستی میں قائم رہتا ہے۔

بعض علماء:۔ صبر پر بہترین صلہ ملتا ہے جو کسی اور عبادت پر
نہیں ملتا اور صبر کے صلہ سے اوپر کوئی صلہ نہیں۔ حق تعالیٰ شانہ نے
فرمایا: یقیناً ہم صبر کرنے والوں کو ان کے عملوں میں سب سے اچھا
بدلہ دیں گے۔ دوسری جگہ فرمایا: صبر کرنے والوں ہی کو بلاحساب
کے بدلہ دیا جاتا ہے۔ بعض علماء:۔ صبر حق تعالیٰ شانہ کے لئے
ثابت قدم رہنا اور کشادہ پیشانی اور فراخ دلی سے مصائب کی ایذا
سہہ لینا ہے۔ خواصؒ:۔ صبر حق تعالیٰ کے لئے قرآن وحدیث کے
احکام پر قایم ودایم رہنا ہے۔

یحییٰ بن معاذ رازی:۔ محبت کرنیوالوں کا صبر ترک دنیا کرنے
والوں کے صبر سے زیادہ سخت ہے حیرت ہے کہ وہ کیونکر صبر کرتے
ہیں سہ ممکن ہے صبر آڑے سے آڑے مقام پر، ممکن نہیں ہے
صبر تمہارے فراق سے۔ بعض علماء: صبر شکوہ کو چھوڑ دینا
ہے۔ بعض علماء:۔ صبر اظہار عجز وحق تعالیٰ کی پناہ میں آنا ہے
بعض علماء:۔ صبر اللہ سے مدد مانگنا ہے۔ بعض علماء: صبر
حق تعالیٰ شانہ کے نام کی طرح ہے۔

بعض علماء:۔ صبر یہ ہے کہ نعمت ومحبت کی حالتوں میں فرق
نہ کیا جائے اور دونوں حالتوں میں دل کو سکون واطمینان حاصل
ہو اور تصبّر (تکلف سے صبر کرنا) مصائب پر ان کا بوجھ
محسوس کرتے ہوئے دل میں سکون کا پیدا ہونا ہے۔

الکتاب والسنۃ وقال یحیی بن معاذ الرازی
رحمہ اللہ تعالیٰ: صبر المحبین اشد من
صبر الزاھدین واعجبا کیف یصبرون
والشل:
الصبر یجمل فی المواطن کلھا: الا علیک فانہ لایجمل
وقیل: الصبر ترک الشکوی وقیل ھو الا
ستکانۃ والاستعاذۃ باللہ عزوجل وقیل
ھو الاستعانۃ باللہ وقیل الصبر کاسمہ
ھو ان لایفرق بین حال النعمۃ والمحنۃ
مع سکون الخاطر فیھما والتصبر ھو السکون
مع البلاء مع وجدان اثقال المحنۃ۔

فصل: واما الرضا فالاصل فیہ قول
اللہ عزوجل رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ
وقولہ تبارک وتعالیٰ یبشرھم ربھم برحمۃ
منہ ورضوان الآیۃ وروی عن ابن عباس
بن عبد المطلب رضی اللہ عنھما انہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ذاق طعم الایمان من رضی باللہ عزوجل
ربا وقیل کتب عمر بن الخطاب الی ابی
موسی الاشعری رضی اللہ عنھما اما
بعد فان الخیر کلہ فی الرضا فان
استطعت ان ترضی والا فاصبر وروی
عن قتادۃ رحمہ اللہ تعالیٰ فی قولہ عزوجل
واذا بشر احدھم بالانثی ظل وجھہ
مسودا الآیۃ ھذا صنیع مشرکی العرب

رضائے الٰہی رضا کی دلیل یہ آیت ہے: حق تعالیٰ مسلمانوں سے
راضی ہوگیا اور مسلمان اس سے راضی ہیں، دوسری جگہ فرمایا
ان کا پروردگار انہیں اپنی رحمت و رضا کی بشارت سناتا ہے

حضرت عباسؓ:- نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ اسے ایمان کا
ذائقہ نصیب ہوگیا جس نے حق تعالیٰ کو خوشی خوشی اپنا
پروردگار مان لیا۔

کہتے ہیں: حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو لکھا
اما بعد یاد رکھو پوری پوری خیر و برکت رضا میں ہے (کہ راضی
برضائے مولیٰ رہو) اگر تم کو رضا پر قائم رہنے کی طاقت ہے
تو خیر ورنہ صبر کرو۔

قتادہ: اذا بشر احدھم بالانثی الخ (یعنی جب ان میں سے
کسی کو لڑکی کی پیدائش کا مژدہ سنایا جاتا ہے تو اس کا چہرہ
سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ خون کے سے گھونٹ پی کر رہ
جاتا ہے) کی تفسیر میں:- یہ حالت عرب کے مشرکوں کی تھی۔
حق تعالیٰ شانہ نے ان کے گندے اور شرمناک حال کی خبر دی ہے
لیکن مسلمان کی شان کے لائق یہی ہے کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے
اس کی قسمت میں مقدر فرما دیا ہے اس سے خوشی خوشی راضی
ہو جائے انسان کے حق میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اس کے ذاتی
فیصلہ سے کہیں بہتر ہے، اے فرزند آدم! حق تعالیٰ شانہ نے
تیرے حق میں جو فیصلہ فرما دیا ہے اگرچہ وہ تجھے ناپسند ہو تیرے
لئے اس فیصلہ سے بہتر ہے جو تجھے پسند ہو اس لئے اللہ سے ڈرتا
جا اور اللہ کے فیصلہ پر راضی ہو جا فرمایا: امید ہے کہ ایک
چیز تمہیں ناپسند ہو اور تمہارے حق میں بہتر ہو اور امید ہے
کہ ایک چیز تمہیں پسند ہو اور تمہارے حق میں بری ہو (کیونکہ
اللہ کو (انجام) کا علم ہے تم کو نہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کو ان

اخبرنا الله عزوجل بخبث منبعهم
فاما المومن فهو حقيق ان يرضى بما قسم
الله تعالىٰ له وقضاء الله عزوجل خير
من قضاء المرء لنفسه وما قضاء الله
لك يا ابن آدم فيما تكره خير لك مما قضى
الله عزوجل فيما تحب فاتق الله تعالىٰ وارض
بقضائه قال الله تبارك وتعالىٰ وعسى ان تكر
هوا شيئا وهو خير لكم وعسى ان تحبوا
شيئا وهو شر لكم والله يعلم وانتم لا
تعلمون يعني ما فيه صلاح دينكم و
دنياكم فان الله عزوجل طوى عن الخلق
مصالحهم وكلفهم عبوديته من اداء
الاوامر وانتهاء المناهي والتسليم في
المقدور والرضا بالقضاء فيما لهم و
عليهم في الجملة واستاثر هو عزوجل
بالعواقب والمصالح فينبغي للعبد ان
يديم الطاعة لمولاه ويرضى بما قسم
الله له ولا يتهمه۔

واعلم ان تعب كل واحد من
الخلق على قدر منازعته المقدور
للقدر وموافقته لهواه وترك رضاه
بالقضاء فكل من رضي بالقضاء استراح
وكل من لم يرض به طالت شقاوته
وتعبه ولا ينال من الدنيا الا ما قسم
له فما دام هواه متبعا قاضيا عليه

چیزوں کا علم ہے جن میں تمہارے دینی اور دنیوی کاموں کی اصلاح ہے
حق تعالےٰ نے دنیا کے لوگوں کی مصلحتوں کے دفتروں کو لپیٹ کر رکھ
لیا ہے اور انہیں اپنی پرستش کا حکم فرمایا ہے کہ اوامر بجالاؤ اور نواہی
سے باز رہو اور قضاؤ قدر کے آگے سر تسلیم خم رکھو اور اجمالی طور پر
اسے اس کے نفع و نقصان پر آگاہ فرما دیا ہے اور انجام، مصالح
اور نتائج کو اللہ تعالےٰ نے اپنے پاس رکھا ہے اس لئے انسان کا
فرض ہے کہ ہمیشہ اپنے آقا کی عبادت میں دوڑ دھوپ کرتا رہے اور
مقدر پر راضی رہے اور اللہ تعالیٰ پر اعتراض نہ کرے کیونکہ اس مقام
پر لب ہلانے کی گنجائش نہیں۔ دیکھو یاد رکھو ہر شخص کو تکلیف اس کی
تحریر تقدیر کے مطابق خواہشات نفسانی کی پیروی اور اللہ کی نافرمانی
کی وجہ سے پہنچتی ہے جو قضا پر راضی ہے اسے آرام ہی آرام نصیب
ہے اور جو راضی نہیں اس کی شقاوت و تکلیف کے طویل ہونے میں
کلام نہیں دنیا اتنی ہی ملے گی جتنی مقدر میں ہو گی جب تک انسان
اپنی خواہشات کا پیروکار رہے گا اور اس کی موافقت کرے گا، وہ
قضائے الٰہی سے ناراضگی کا اظہار کرتا رہے گا کیونکہ خواہش اسے
حق تعالیٰ شانہ کے حکم کے خلاف لے جائے گی اس لئے اس کی تکلیف
گھنی ہو کر بڑھتی ہی چلی جائے گی لہٰذا آرام خواہش کی مخالفت
ہی میں ہے کیونکہ اس مخالفت میں چارو ناچار قضا پر رضا ہے اور
خواہش کی موافقت میں تکلیف و دکھ کے سوا کچھ نہیں۔ کیونکہ اسمیں
بلاشبہ حق کی مشیت سے جھگڑنا ہے (اگر اللہ کی مشیت نہ ہوتی تو ہمارا
وجود کہاں سے ہوتا) ہوائے نفس کی موجودگی میں ہمارا اصل وجود ہی
ختم ہو جاتا ہے۔

ارباب علم و طریقت میں رضا کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا
رضا حال ہے یا مقام؟ عراقی کہتے ہیں رضا بھی ایک حال ہے اور یہ
انسان کی پیدا کی ہوئی نہیں ہوا کرتی بلکہ خداداد ہوتی ہے اور دیگر

فهو غير راض بالقضاء لان الهوى منازع
للحق عزوجل فتعبه متكاثف متزايد
فاستجلب الراحة فى مخالفة الهوى
لان فيه الرضا بالقضاء بلابد واستجلب
التعب والنصب فى موافقة الهوى لان فيه
منازعة الحق عزوجل بلابد فلا كان الهوى
واذا كان فلا كنا۔

واختلف اهل العلم والطريقة فى
الرضا هل هو من الاحوال او من المقامات
فقال اهل العراق هو من جملة الاحوال
وليس هو كسبا للعبد بل هو نازلة تحل
بالقلب كسائر الاحوال ثم تحول وتزول
وياتى غيرها وقال الخراسانيون الرضا
من جملة المقامات وهو نهاية التوكل
حتى يئول الى غاية ما يتوصل اليه العبد
باكتسابه والجمع بينهما ممكن بان
يقال بداية الرضا مكتسبة للعبد و
هى من المقامات ونهايته من جملة الاحوال
وهى ليست بمكتسبة وفى الجملة الراضى
هو الذى لا يعترض على تقدير الله عزوجل
وقال ابو على الدقاق رحمه الله تعالى
ليس الرضا ان لا تحس بالبلاء انما الرضا
ان لا تعترض على الحكم والقضاء وقد
قالت المشايخ رحمه الله تعالى الرضا
بالقضاء باب الله الاعظم وجنة الدنيا

احوال کی طرح انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترتی ہے
پھر یہ ہٹ جاتی ہے اور اس کی جگہ کوئی دوسرا حال لے لیتا ہے۔
خراسانی کہتے ہیں رضا، حال نہیں بلکہ مقام ہے اور توکل کی انتہاء
ہے اور اسی انتہاء کے بعد انسان کسب کی طرف مائل ہوتا ہے۔ ان
دونوں قولوں میں تطبیق ممکن ہے وہ یہ ہے کہ رضا کی ابتداء
کسبی ہے اور مقامات سے ہے اور آگے چل کر یہ حال بن جاتی
ہے جو انسان کے کسب میں داخل نہیں غرضیکہ راضی وہ ہے جو
اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر اعتراض نہ کرے۔

ابو علی دقاق:۔ رضا یہ نہیں کہ تم بلا کا احساس نہ کرو بلکہ رضا
یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے حکم و فیصلہ پر اعتراض نہ کرو۔

مشائخ رحمہم:۔ قضا پر رضا اللہ کی نعمت کا سب سے بڑا دروازہ
ہے جو انسان پر کھلا ہوا ہے اور دنیوی جنت ہے یعنی جسے قضا پر
رضا کے ساتھ نواز دیا گیا اسے حق تعالیٰ کی خوشنودی ایک وسیع
میدان عطا کیا گیا اور انتہائی بلند قرب سے سرفراز کیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ ایک شاگرد نے اپنے استاد سے پوچھا: کیا کسی کو
اللہ کی رضا کا علم ہو جاتا ہے؟ فرمایا نہیں، بھلا رضا کا کیسے
علم ہو سکتا ہے وہ تو ایک غیبی چیز ہے شاگرد نے کہا۔ نہیں بلکہ
انسان کو اللہ کی رضا کا علم ہو جاتا ہے، استاد نے پوچھا: کس
طرح؟ بولا: جب میں اللہ کے حکم سے اپنے دل کو راضی پاتا
ہوں تو مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ مجھ سے راضی ہے
استاد نے کہا: بیٹا تم نے بہت خوب سمجھا کیونکہ بندہ اللہ سے
راضی نہیں ہوتا جب تک اللہ بندے سے راضی نہ ہو۔ حق تعالیٰ
شانہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے گا اور وہ
اس سے۔

کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ

اى من اكرم بالرضا فقد لقى بالرحب الاوفى واكرم بالقرب الاعلى وقيل ان تلميذا قال لاستاذه هل يعرف العبد ان الله تبارك وتعالىٰ راض عنه قال لا كيف يعلم ذلك ورضاه غيب فقال التلميذ يعلم ذلك فقال كيف قال اذا وجدت قلبى راضيا عن الله تعالىٰ علمت انه راض عنى فقال الاستاذ لقد احسنت يا غلام ولا يرضى العبد عن الله حتى يرضى الحق جل جلاله عنه قال الله عزوجل رضى الله عنهم ورضوا عنه اى برضاه عنهم رضوا عنه وقيل سال موسىٰ عليه السلام ربه عزوجل فقال الهى دلنى على عمل اذا عملته رضيت عنى فقال انك لا تطيق ذلك فخر موسى عليه السلام ساجدا متضرعا فاوحى الله عزوجل اليه يا ابن عمران ان رضائى فى رضاك بقضائى وقيل من اراد ان يبلغ محل الرضا فليلزم ما جعل الله عزوجل رضاه فيه وقيل الرضا على قسمين رضا به ورضا عنه فالرضا به مدبرا والرضا عنه فيما يقضى حاكما وفاصلا وقيل الراضى ان لو جعلت جهنم عن يمينه ما سال ان يحولها الى يساره وقيل الرضا اخراج الكراهية من القلب

آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کہ اسے انجام دینے سے آپ مجھ سے راضی ہو جائیں فرمایا: تمہارے اندر اس عمل کی طاقت نہیں پھر حضرت موسیٰ سجدے میں گر گئے اور گڑگڑا کر دعائیں مانگنے لگے آخر کار حق تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ اے فرزند عمران میری رضا اس میں ہے کہ تو میری قضا پر راضی رہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی مقام رضا تک پہنچنا چاہے تو ان عملوں کو چمٹ جائے جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا رکھی ہے

رضا کے اقسام کہتے ہیں کہ رضا کی دو قسمیں ہیں اللہؔ کے ساتھ رضا اور اللہؔ سے رضا۔ اللہ کے ساتھ رضا یہ ہے کہ اس کے مدبر و منتظم ہونے سے راضی رہے اور اللہ سے رضا یہ ہے کہ اس کے حاکم ہونے کے اعتبار سے راضی رہے (اول کا تعلق قضاءُ و قدر سے ہے اور ثانی کا تعلق دین و شریعت سے ہے۔)

کہتے ہیں راضی وہ ہے کہ اگر جہنم اس کے دائیں طرف رکھ دی جائے تو یہ نہ کہے کہ اسے بائیں طرف رکھ دو۔

بعض علماء:۔ دل سے کراہت نکالنے کا نام رضا ہے حتیٰ کہ دل میں فرحت و سرور کے علاوہ کچھ باقی ہی نہ رہے۔

رابعہ بصری سے پوچھا گیا کہ بندہ قضا سے کب راضی ہوتا ہے؟ فرمایا اس وقت جب نعمت کی طرح مصیبت پر بھی خوش ہو۔ ایک دفعہ شبلیؒ نے جنیدؒ کے سامنے لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھی فرمایا: تمہارا یہ قول تمہارے سینہ کی تنگی پر دلالت کرتا ہے اور سینہ کی تنگی رضا بر قضا کے چھوڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔

ابو سلیمانؒ:۔ رضا یہ ہے کہ اللہ سے جنت نہ مانگ اور نہ اس سے جہنم سے پناہ مانگ ؎

اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے،

ذوالنونؒ مصری:۔ رضا کی تین نشانیاں ہیں۔ قضا و قدر میں

حتی لا یبقی الا فرح وسرور وسئلت رابعة
العدویة رحمها الله تعالی متی یکون
العبد راضیا بالقضاء فقالت رحمها الله
تعالی اذا اسرّ بالمصیبة کما یسر بالنعمة
وقیل قال الشبلی رحمه الله تعالی بین یدی
الجنید رحمه الله تعالی لاحول ولا قوة
الا بالله فقال الجنید رحمه الله قولك ذا
لضیق صدر وضیق الصدر لترك الرضا بالقضاء
وقال ابوسلیمان رحمه الله تعالی الرضا أن
لا تسال الجنة من الله ولا تستعیذ به من
النار وقال ذوالنون المصری رحمه الله تعالی
ثلاثة من علامات الرضا ترك الاختیار
قبل القضاء وفقدان المرارة بعد القضاء
وهیجان الحب فی حشو البلاء وقال ایضا
رحمه الله تعالی هو سرور القلب بمر القضاء
وسئل ابو عثمان رحمه الله تعالی عن قول
النبی صلی الله علیه وسلم اسألك الرضا بعد
القضاء قال لان الرضا قبل القضاء عزم علی
الرضا والرضا بعد القضاء هو الرضا و
روی انه قیل للحسین بن علی بن ابی طالب
رضی الله عنهما ان اباذر رضی الله عنه
یقول الفقر احب الی من الغنی والسقم احب
الی من الصحة والموت احب الی من الحیاة
فقال رحمه الله اباذر اما انا فاقول من
اتکل علی حسن اختیار الله لم یتمن غیر ما

اپنا اختیار ترک کر دینا اور اللہ کے فیصلہ کے بعد کسی مصیبت میں تلخی
محسوس نہ کرنا اور مصائب میں اللہ کی محبت میں جوش پیدا ہونا۔

ذوالنون رح :۔ رضا قضا کی تلخی کے ساتھ دلی مسرت کا نام ہے۔

ابوعثمان سے نبی اکرم صلعم کے اس قول اسألک الرضاء بعد القضاء
(یعنی اے اللہ میں قضا کے بعد تیری رضا کا سوال کرتا ہوں) کے
بارے میں پوچھا گیا فرمایا کہ آپ نے یہ سوال اس لئے کیا کہ قضا سے
پہلے رضا، رضا پر قصد ہے اور قضاء کے بعد رضا اصل رضا ہے

منقول ہے کہ امام حسینؓ سے پوچھا گیا کہ ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ
مجھے مالداری سے ناداری، تندرستی سے بیماری اور زندگی سے موت
زیادہ پیاری ہے فرمایا حق تعالیٰ ابوذرؓ پر رحم فرمائے میں تو یہ کہتا
ہوں کہ جو حق تعالےٰ کے حسن اختیار پر بھروسہ رکھتا ہے اور جو
حق تعالیٰ نے اس کے لئے مقدر فرما دی ہے وہ اسے چھوڑ کر کسی
دوسری چیز کی تمنا نہیں کرتا۔

فضیل بن عیاض (بشر حافی سے): ترک دنیا سے رضا افضل ہے
کیونکہ راضی رہنے والا اپنے مقام سے بڑھ کر خواہش نہیں کرتا۔
فضیل رح کی یہ بات بالکل صحیح ہے کیونکہ اس میں اپنے حال پر رضا ہے
اور حال پر رضا میں ہر طرح کی بھلائی ہے حق تعالیٰ شانہ نے
حضرت موسیٰ سے فرمایا: میں تجھے لوگوں پر اپنے پیام و کلام کے ساتھ
چن لیا لہٰذا میں جو کچھ دے دوں اسے لے لے اور شکر ادا کر یعنی
اپنے حال کی حفاظت کر اسی طرح حق تعالےٰ نے ہمارے محبوب
پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلعم فداہ ابی وامی سے فرمایا کہ
آپ اپنی نگاہیں ان برتنے کی چیزوں پر نہ ڈالیں جو ہم نے دنیوی
زندگی کی رونق کے طور پر قسم قسم کے لوگوں کو دیں تاکہ ہم ان
چیزوں میں انہیں آزمائیں۔ اس آیت میں حق تعالیٰ شانہ نے
اپنے لاڈلے نبی کو ادب سکھایا اور آپ کو اپنے حال کی حفاظت کا

اختار اللہ لہ وقال الفضیل بن عیاض لبشر الحافی رحمہما اللہ تعالیٰ الرضا افضل من الزھد فی الدنیا لان الراضی لایتمنی فوق منزلتہ والذی قال الفضیل ھو الصحیح لان فیہ الرضا بالحال وکل خیر فی الرضا بالحال قال اللہ عزوجل لموسیٰ علیہ السلام انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی فخذ ما آتیتک وکن من الشاکرین ای ارض بما اعطیتک ولا تطلب منزلۃ غیرہ وکن من الشاکرین یعنی بحفظ الحال وکذلک لنبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم لاتمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منھم زھرۃ الحیاۃ الدنیا لنفتنھم فیہ فادب نبیہ علیہ الصلاۃ والسلام وامرہ بحفظ الحال والرضا بالقضاء والعطاء بقولہ تعالیٰ ورزق ربک خیر وابقی أی ما اعطیتک من النبوۃ والعلم والقناعۃ والصبر وولایۃ الدین والقدوۃ فیہ اولی مما اعطیت غیرک واحری فالخیر کلہ فی حفظ الحال والرضا بہ وترک الالتفات الی ما سواہ لانہ لایخلو اما ان یکون ذلک قسمک او قسم غیرک او انہ لاقسم لاحد بل اوجدہ اللہ تعالیٰ فتنۃ فان کان قسمک

اور رضا بر قضا کا ایک عظیم عطیہ کا حکم فرمایا چنانچہ آگے فرمایا کہ آپ کے رب کی دی ہوئی نعمت بہت ہی بہتر اور دیر پا ہے یعنی ہم نے آپ کو نبوت، علم، قناعت، صبر، دین کی ولایت اور امامت عطا فرمائی ہے جو دوسروں کو دی ہوئی چیزوں سے کہیں بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہیں لہٰذا ہر طرح کی خیر و برکت حال کے تحفظ میں، رضا بر قضا میں اور ما سوٰی سے ترک توجہ میں ہے کیونکہ دوسری طرف نگاہ دوڑانا تین حال سے خالی نہیں یا تو وہ چیز تمہارے مقدر میں ہے یا کسی اور کے مقدر میں ہے یا کسی کے مقدر میں بھی نہیں بلکہ حق تعالےٰ نے اسے آزمائش کے لئے پیدا فرمایا ہے اگر وہ چیز تمہارے مقدر میں ہے تو لامحالہ تمہارے پاس پہنچ کر رہے گی خواہ تم اسے چاہو یا نہ چاہو اس لئے اس میں بے ادبی اور حرص کا اظہار تمہاری شان کے شایاں نہیں کیونکہ عقل و علم کی رو سے بے ادبی اور حرص قابل مذمت ہے اور اگر وہ چیز دوسرے کے مقدر میں ہے تو تم جسے پا نہیں سکتے اور جو تم کو کبھی نہیں مل سکتی اس کے لئے تکلیف کیوں اٹھاتے ہو؟ اور اگر وہ چیز باعث فتنہ ہے تو ذی ہوش و دانش مند فتنہ والی چیز کو کیسے پسند کر سکتا ہے اور اسے اچھا سمجھ کر اس کی طرف کیسے مائل ہو سکتا ہے کیا کوئی شخص اپنے لئے فتنہ کا امید وار و طالب ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

بعض علماء:۔ رضا بر قضا یہ ہے کہ تمہاری نگاہ میں اللہ تعالیٰ کے تمام فیصلے برابر ہوں خواہ تم کو پسند ہوں یا ناپسند۔

بعض:۔ رضا، قضا کی تلخی پر صبر کرنا ہے۔ بعض علماء:۔ رضا اللہ تعالےٰ کے حکم میں چون و چرا نہ کرنا اور اسے تسلیم کرنے کا نام ہے۔

بعض علماء:۔ رضا ترک اختیار کا نام ہے۔

بعض علماء:۔ رضا تدبیر میں اچھے بُرے میں فرق نہ کرنے کا نام ہے۔ اور معاملہ مدبر کائنات پر چھوڑ دینا ہے۔

فهو واصل اليك شئت ام ابيت فلا ينبغي
ان يظهر منك سوء الادب والشره في طلبه
فان ذلك غير محمود في قضية العقل
والعلم وان كان قسم غيرك فلا تتعب
فيما لا تناله ولا يصل اليك ابدا وان
كان ليس بقسم لاحد بل هو فتنة فكيف
يرى العاقل ويستحسن اللبيب ان يطلب
لنفسه فتنة ويستجلبها وقال قوم الرضا
بالقضاء هو ان يستوي عندك ما تحب وما
تكره من قضائه عزوجل وقال بعضهم
هو الصبر على مر القضاء وقال آخر
هو طرح الكف بين يدي الله عزوجل
والتسليم لاحكامه وقال آخر هو
اسقاط التخيير على المدبر وقال آخر
هو ترك الاختيار وقال بعضهم اهل
الرضا هم الذين قطعوا عن قلوبهم في
الاصل الاختيار فهم لا يختارون شيئا
من الاشياء مما تريد انفسهم ولا
شيئا مما يريدون به الله ولا يسالونه
ولا يطالعون حكما قبل نزوله فاذا
وقع حكم من الله حيث لا يتشوقون
اليه ولم يطالعوه رضوا به فاحبوه و
سروا به وقال ان لله عبادا اذا وقع
بهم الحكم من البلوى راوه نعمة من
الله عليهم فشكروه عليها وسروا بها

بعض علماء :۔ حقیقت میں اہل رضا وہی ہیں جو اپنے دلوں سے
اختیار کا رشتہ کاٹ ڈالیں لہٰذا وہ من مانی چیزوں کو پسند نہیں
کرتے اور ان چیزوں کو دیکھتے ہیں جن سے اللہ کو طلب کرتے
ہیں، نہ اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتے ہیں نہ وقوع سے پہلے کسی چیز کا
فکر کرتے ہیں پھر جب اللہ کا حکم جس کے وہ منتظر نہ تھے اور نہ
اس کا انہیں خیال تھا رونما ہو جاتا ہے تو وہ اس سے راضی ہوتے ہیں
اور محبت کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔

فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ اگر مصیبت کے
سلسلہ میں اللہ کا کوئی حکم ان پر اترتا ہے تو اسے اللہ کی نعمت تصور
کرکے اس سے خوش ہوتے ہیں اور حق تعالیٰ شانہ کا شکر ادا کرتے
ہیں پھر اپنے اس سرور کے بعد حق تعالیٰ کی نعمتوں پر نگاہ ڈالتے
ہیں اور تصور کرتے ہیں کہ نعمتوں میں کھو کر منعم سے بے خبر ہونا
باعث نقصان ہے اس لئے ان کے دل نعمتوں سے ہٹ کر منعم
میں مشغول ہو جاتے ہیں جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو
ان کے دل اس سے ذرا بھی متاثر نہیں ہوتے جب وہ اس مقام
پر جم جاتے ہیں اور ہمیشگی کرتے ہیں تو حق تعالیٰ انہیں اس سے
انتہائی اعلیٰ مقام پر لے جاتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ کی نوازشوں
کی حد و غایت نہیں، رضا بر قضا کے سلسلہ میں انتہائی کمتر یہ چیز
ہے کہ انسان غیر اللہ سے طمع و حرص کے بندھن کاٹ پھینکتا ہے۔
اللہ کو چھوڑ کر دوسروں سے لالچ رکھنے کی اللہ تعالیٰ نے مذمت
فرمائی ہے چنانچہ یحییٰ بن کثیر سے روایت کی جاتی ہے کہ آپ نے
فرمایا کہ میں نے تورات پڑھی تو اس میں دیکھا کہ حق تعالیٰ
فرماتا ہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہے جو اپنی جیسی مخلوق پر
بھروسہ رکھے ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے
کہ اس پر اللہ کی لعنت ہے جو اپنی جیسی مخلوق پر بھروسہ رکھے

ثم رأوا بعد سرورهم بالنعم ان اشتغالهم
بالنعمة عن المنعم نقص فاشتغلت قلوبهم
بالمنعم عن النعم فكان البلاء جاريا
عليهم وقلوبهم غائبة عنه فلما استوطنوا
هذا المقام وداوموا عليه نقلهم
مولاهم الى ما هو اعلى لهم واسمى
من ذلك لان مواهبه عزوجل لا
غاية لها ولا نهاية واقل ما فى الرضا
ان ينقطع طمعه عما سوى الله عزوجل
وقد ذم الله عزوجل الطمع فى غيره عز
وجل فروى عن يحيى بن كثير انه
قال قرأت التوراة فرأيت فيها ان
الله سبحانه وتعالىٰ يقول ملعون
من كان ثقته بمخلوق مثله وروى
فى بعض الاخبار ان الله سبحانه يقول
وعزتى وجلالى وجودى ومجدى
لاقطعن امل كل مومل امل غيرى
باليأس ولالبسنه ثوب المذلة بين
الناس ولابعدنه من قربى ولا
قطعنه من وصلى ايؤمل غيرى فى الشدائد
والشدائد بيدى وانا الحى ويرجى
غيرى ويطرق بالفكر ابواب غيرى
وهى مغلقة ومفاتيحها بيدى وروى
فى خبر آخر ان الله عزوجل يقول ما
من عبد يعتصم بى دون خلقى اعلم

ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالٰے فرماتا ہے مجھے اپنی عزت وجلال
کی اور کرم وشرف کی قسم جو شخص میرے علاوہ کسی غیر سے امید
رکھتا ہے میں اس کی امید ضرور بالضرور کاٹ دوں گا اور
اسے لوگوں میں ذلیل وخوار کر دوں گا اسے اپنے قرب سے دُور
کر دوں گا اور اپنے وصل سے اس کا تعلق کاٹ دوں گا کیا
وہ سختیوں میں غیر اللہ سے امیدیں وابستہ رکھتا ہے حالانکہ
سختیاں میرے ہاتھوں میں ہیں اور میں زندہ ہوں کیا وہ غیروں
سے امیدیں قائم کرتا ہے اور پریشانیوں کے لئے غیروں کے
دروازے کھٹکھٹاتے ہو حالانکہ وہ بند ہیں اور ان کی کنجیاں
میرے ہاتھوں میں ہیں۔

ایک دوسری حدیث قدسی میں ہے کہ حق تعالٰی شانہ فرماتا
ہے کہ جو بندہ لوگوں کو چھوڑ کر مجھے مضبوط پکڑ لیتا ہے اور میں
اس کے دل اور نیت سے واقف ہوں پھر اس سے آسمان و
زمین اور ان کے باشندے اس کے خلاف سازش کریں تو میں
ضرور اس سازش سے نکلنے کے لئے اس کے لئے کوئی نہ کوئی
راہ نکال دیتا ہوں اور جو بندہ مجھے چھوڑ کر لوگوں کو پکڑ لیتا
ہے تو میں اوپر سے آسمان کے ذرائع اس سے کاٹ دیتا ہوں
اور نیچے سے زمین کو شور بنا دیتا ہوں اور دنیا میں اسے مشقت
میں ڈال کر ہلاک کر دیتا ہوں۔

بعض صحابی:۔ میں نے سنا کہ سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ
جو لوگوں سے عزت حاصل کرنا چاہے گا خوار ہوگا۔ کہا جاتا
ہے کہ جو اپنے جیسے کسی انسان پر بھروسہ کرتا ہے ذلیل ہوتا ہے
اولاد آدم کی طرف اس کے دل کا جھانکنا اور ان سے لالچ
رکھنا اس کی پریشانی اور ذلت وخواری کے لئے کافی ہے۔
اس میں دو باتیں جمع ہوگئی دنیوی ذلت اور روزی بس

ذلك من قلبه ونيته فتكيده السموات والارض ومن فيهن الا جعلت له من ذلك مخرجا وما من عبد يعتصم بمخلوق دونى الا قطعت اسباب السماء من فوقه واسخت الارض من تحت قدميه ثم اهلكه فى الدنيا واتعبه فيها وروى عن بعض الصحابة رضوان الله تعالىٰ عليهم اجمعين انه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من تعزّز بالناس ذلّ وقيل من اتكل على مخلوق مثله ذلّ فكفاه الطمع بما يناله من الملاح قلبه وتشتت همه وذله ومسكنته فقد اجتمع عليه امران ذل فى الدنيا وبعد من الله عز وجل بلا ازدياد فى رزقه ذرّة واحدة وقال بعضهم لا اعرف شيئا اضر على المريدين والطالبين من الطمع ولا اخرب لقلوبهم ولا اذل لهم ولا اظلم لقلوبهم ولا اعجل لهم ولا اشد تشتيتا لهمهم انما كان ذلك كذلك لانه شرك اينما كانوا الان الرجل منهم اشرك بالله عز وجل حيث طمع فى مخلوق مثله لا يملك ضرا ولا نفعا ولا عطاء ولا منعا فجعل ملك الملك لمملوكه فانى يكون له ورع فلا يتحقق ورعه حتى ينسب

ایک حبہ کی بھی زیادتی کے بغیر حق تعالیٰ سے دوری - حق تعالیٰ آرام کے بعد تکلیف سے محفوظ فرمائے آمین -

بعض علماء :- میں مرید و طلبہ کے حق میں لالچ سے زیادہ کوئی مضرت رساں چیز نہیں پاتا سب سے زیادہ لالچ ہی ان کے دل ویران بناتا ہے انہیں سوا کرتا ہے ان کے دل سیاہ فام کرتا ہے، انہیں اللہ تعالیٰ سے دُور کرتا ہے اور ان کی پریشانیوں میں اضافہ کرتا ہے لالچ کا یہی حال ہے کیونکہ لوگ جہاں بھی ہوں لالچ ایک قسم کا شرک ہے یاد رکھو اس نے شرک کیا جس نے اپنے جیسے ایک انسان سے جو خود ہی اپنے نفع و نقصان پر قادر نہیں اور نہ دینے پر قادر ہے، لالچ رکھا کیونکہ ایسے شخص نے شہنشاہ حقیقی کی مملوکہ چیزوں کو اس کی مملوکہ چیزیں سمجھیں تو اس میں تقوےٰ کہاں رہا تقوےٰ اسی وقت باقی رہتا ہے جب چیزیں اصل مالک (حق تعالےٰ) ہی کی طرف منسوب کی جائیں اور اسی سے مانگی جائیں کسی غیر سے نہیں - کہتے کہ لالچ کی جڑ بھی اور شاخیں بھی، جڑ تو غفلت ہے اور شاخیں، ریا، شہرت زیب و زینت، تصنع، بناوٹ اور لوگوں سے عزت و جاہ کا طلب کرنا ہے -

ایک دفعہ حضرت عیسےٰؑ نے حواریوں سے کہا: کہ لالچ قاتل و تباہ کرنے والی بلا ہے -

بعض علماء :- ایک دفعہ میں نے کسی دنیوی کام میں لالچ کیا کہ ہاتف غیبی نے کہا اے شخص آزاد و مرید کی شان کے شایاں یہ بات نہیں کہ جب وہ اپنی ہر مراد اللہ کے پاس پا جاتا ہے تو وہ اپنے دل سے اللہ کے بندوں کی طرف مائل ہو -

یقین مانو اللہ تعالےٰ کے ایسے بھی بندے ہیں جو لالچ کو جانتے بھی نہیں اور چیزوں کے مالکوں سے کسی چیز کا لالچ نہیں رکھتے چونکہ وہ کسی سے لالچ نہیں رکھتے اس لئے ان کی ساری ضرورتیں

الاشیاء الی مالکہا عزوجل فیطلبہا
منہ ولا یطلبہا من غیرہ وقیل الطمع لہ
اصل وفرع فاصلہ الغفلۃ وفرعہ الریاء
والسمعۃ والتزین والتصنع وحب اقامۃ
الجاہ عند الناس وقال عیسی علیہ السلام
للحواریین الطمع القتول الوحی وعن بعضہم
انہ قال طمعت یوما مرۃ فی شیء من امر
الدنیا فہتف بی ہاتف وہو یقول یا ہذا
انہ لا یجمل بالحر المرید اذا کان یجد
عند اللہ کل ما یرید ان یرکن بقلبہ
الی العبید واعلم ان للہ عبادا یخفی علیہم
الطمع فیمن یملک لہم ما فیہ یطمعون
حتی تکون البرکۃ داخلۃ علیہم من
حیث لا یطمعون ویرون ان حالۃ الطمع
نقص فی الاحوال وہو ادنی درجۃ من درجات
العارفین من اہل التوکل ولا یخطر علی
قلب مرید شیء من الطمع ویساکنہ الا
لاجل کمال البعد من اللہ عزوجل حیث
طمع فی مخلوق مثلہ وہو یری ان مولاہ
مطلع علیہ ثم لم یحجزہ الخوف من ذلک

فصل : واما الصدق فالاصل
فیہ قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا اتقوا
اللہ وکونوا مع الصادقین وما روی
عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال

حق تعالیٰ پوری فرماتا ہے اور ان کے پاس خیر و برکت
کی ریل پیل ہوتی ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ لالچ سے احوال میں
کمی آجاتی ہے اور یہ اہل توکل عرفاء کے درجوں میں سے
سب سے گھٹیا درجہ ہے۔ جس مرید کے دل میں لالچ کا
خیال آتا ہے اور لالچ اس کے دل میں سماتا ہے وہ حق
تعالیٰ جل مجدہٗ کے قرب سے بہت دور ہو جاتا ہے کیونکہ
اس نے اپنے جیسے ایک انسان سے لالچ کیا حالانکہ اسے معلوم
ہے کہ حق تعالیٰ اس کے دل کے حال سے واقف ہے لیکن
حق تعالیٰ شانہ کا خوف بھی اسے لالچ سے نہیں باز رکھتا۔

صدق | سچ کے ثبوت میں یہ آیت ہے" اے ایمان والو
اللہ سے ڈر جاؤ اور سچوں کے ساتھ رہو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ :۔ نبی اکرم صلعم نے
فرمایا کہ بندہ برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ ہی کی فکر میں
رہتا ہے حتےٰ کہ اللہ تعالیٰ کے پاس صدیق لکھ لیا جاتا
ہے اسی طرح جھوٹ بولتے بولتے اللہ کے پاس کذاب
لکھ لیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت
داؤد علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اے داؤد جو اپنے
دل میں میری تصدیق کرتا ہے میں اسے کھلم کھلا لوگوں میں
مشہور کر دیتا ہوں یعنی وہ لوگوں میں صادق و امین سمجھا
جاتا ہے۔

یاد رکھو سچائی دین کا ستون، تتمہ، نظام اور نبوت
کا دوسرا درجہ ہے حق تعالیٰ نے فرمایا یہ لوگ ان کے
ساتھ ہوں گے جن پر اللہ کا انعام ہے یعنی نبیوں کے،
انتہائی سچوں کے، شہداء کے اور صلحاء کے ساتھ
ہوں گے۔ اس آیت میں انبیاء کے بعد صدیقین کو بیان

لایزال العبد یصدق و یتحری الصدق حتی یکتب عند اللہ صدیقا ولا یزال یکذب ویتحری الکذب حتی یکتب عند اللہ کذابا وقیل ان اللہ اوحی الی داؤد علیہ السلام یاداؤد من صدقنی فی سریرتہ صدقتہ عند المخلوقین فی علانیتہ۔

واعلم ان الصدق عماد الامر وبہ تمامہ و فیہ نظامہ وھو ثانی درجۃ النبوۃ وھو قولہ عزوجل فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین والصادق ھو الاسم اللازم من الصدق والصدیق ھو المبالغۃ منہ وھو من تکرر منہ الصدق فصار دابہ وسجیتہ وصار الصدق غالبہ فالصدق استواء السر والعلانیۃ فالصادق ھو الذی صدق فی اقوالہ والصدیق من صدق فی اقوالہ وجمیع افعالہ واحوالہ وقیل من اراد ان یکون اللہ معہ فلیلزم الصدق فان اللہ مع الصادقین وقال الجنید رحمہ اللہ تعالیٰ الصادق یتقلب فی الیوم اربعین مرۃ والمرائی یثبت علی حالۃ واحدۃ اربعین سنۃ وقیل الصدق ھو القول بالحق فی مواطن الھلکۃ وقیل الصدق موافقۃ السر بالنطق وقیل الصدق منع الحرام من الشدق وقیل الصدق الوفاء للہ بالعمل وقال سھل بن عبد اللہ لایشم رائحۃ الصدق عبد داھن نفسہ اوغیرہ وقال ابوسعید القرشی رحمہ اللہ تعالیٰ الصادق الذی یتھیا ان یموت ولا یستحیی من سرہ لوکشف قال اللہ تعالیٰ فتمنوا الموت ان کنتم صادقین وقیل الصدق صحۃ التوحید مع القصد وقیل حقیقۃ الصدق ان تصدق فی موطن لاینجیک منہ الا الکذب وقیل ثلاثۃ لاتخطئ الصادق

کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدیقین انبیاء کے بعد درجہ ہے۔ صادق اسے کہتے ہیں جس پر صدق کا غلبہ ہو اور صدیق وہ ہے جس کی گھٹی میں صدق ہو اور صدق اس کی فطرت وعادت بن جائے اور اس پر ہر وقت صدق ہی چھایا رہے اور اس کا ظاہر و باطن سچائی سے بھرپور ہو۔ لہٰذا صادق وہ ہے جو اپنی باتوں میں سچا ہو اور صدیق وہ ہے جس کے اقوال، افعال اور احوال ہر ایک میں صداقت ہو۔ کہتے ہیں جو یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ رہے اسے سچ کو چمٹ جانا چاہیئے کیونکہ حق تعالیٰ جل مجدہٗ سچوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

جنیدؒ:۔ سچے آدمی کو ایک دن میں چالیس چالیس درجات مل جاتے ہیں اور ریاکار چالیس سال تک ایک ہی حالت پر قائم رہتا ہے۔

بعض علماء:۔ صدق خطرات کے مقام پر سچ بولنے کا نام ہے۔

بعض علماء:۔ صدق دل کی زبان سے موافقت ہے۔

بعض علماء:۔ صدق منہ کو حرام سے روکنا ہے۔

بعض علماء:۔ صدق اللہ سے عمل سے وفاداری ہے۔

سہل بن عبد اللہ تستری:۔ جو شخص احکام شرع میں سستی کرتا ہے خواہ اپنی ذات کے لئے سستی کرے یا کسی اور کے لئے اسے صدق کی خوشبو تک نصیب نہیں ہوئی۔

ابوسعیدؒ قرشی:۔ صادق وہ ہے جو موت کے لئے تیار رہے اور اگر اس کا راز فاش ہو جائے تو شرمائے نہیں حق تعالےٰ نے فرمایا: اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو یعنی موت کے لئے تیار رہو۔

بعض علماء:۔ صدق قصد و ارادے کے ساتھ توحید کو

الحلاوۃ والھیبۃ والملاحۃ وقال ذوالنون رحمہ اللہ تعالیٰ الصدق سیف اللہ ما وضع علی شیء الا قطعہ وقال سھل بن عبد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ اول جنایۃ الصدیقین حدیثھم مع انفسھم وسئل فتح الموصلی رحمہ اللہ تعالیٰ عن الصدق فادخل یدہ فی کانون الحداد واخرج الحدید وھی تشتعل نارا ووضعھا علی کفہ حتی بردت وقال ھذا ھو الصدق وسئل الحارث المحاسبی عن علامۃ الصدق فقال الصادق ھو الذی لا یبالی لو خرج کل قدر لہ فی قلوب الخلق من اجل صلاح قلبہ ولا یحب اطلاع الناس علی مثاقیل الذر من حسن عملہ ولا یکرہ ان یطلع الناس علی السیء من عملہ فان کراھتہ ذلک دلیل علی انہ یحب المزیادۃ عندھم ولیس ھذا من اخلاق الصدیقین وقال بعضھم من لم یود الفرض الدائم لا یقبل منہ الفرض المؤقت قیل ما الفرض الدائم قال الصدق وقیل اذا طلبت اللہ بالصدق اعطاک مرآۃ تنظر فیھا کل شیء من عجائب الدنیا والآخرۃ۔

صحیح کرنے کا نام ہے۔

بعض علماء:۔ صدق کی حقیقت یہ ہے کہ وہاں سچ بولا جائے جہاں جھوٹ ہی سے نجات ملتی ہو۔

کہا جاتا ہے کہ صادق میں تین باتیں ضرور موجود رہتی ہیں، عبادت کی مٹھاس، ہیبت اور ملاحت۔

ذوالنون مصریؒ: صدق اللہ کی تلوار ہے یہ تلوار جس چیز پر رکھی جاتی ہے اسی کو کاٹ دیتی ہے۔

سہل بن عبداللہ:۔ صدیقین کا ابتدائی گناہ اپنے دلوں سے باتیں کرنا ہے۔

فتح موصلی سے صدق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے لوہار کی بھٹی میں ہاتھ ڈال کر سرخ لوہا نکال لیا اور اپنے ہاتھ پر رکھ لیا حتےٰ کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا اور فرمایا کہ یہ ہے صدق۔

حارثؒ محاسبی سے صدق کی نشانی کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا صادق وہ ہے جس کے دل کی اصلاح کے لئے لوگوں کے دلوں میں اسکی جو قدر و منزلت ہے اگر وہ ساری ختم ہو جائے تو پروا نہ کرے اور اپنی نیکیوں میں سے ذرہ برابر نیکی کی بھی کسی کو خبر نہ ہونے دے اور اگر اس کے برے عملوں کی لوگوں کو خبر ہو جائے تو برا نہ مانے کیونکہ برے عملوں کے راز فاش ہونے پر کراہت اس بات کی نشانی ہے کہ وہ لوگوں میں اپنی عزت و جاہ کی زیادتی کا خواہش مند ہے اور یہ صدیق حضرات کی عادت نہیں۔ بعض علماء:۔ جو دائمی فرض سرانجام نہ دیتا ہو اس سے وقتی فرائض قبول نہیں کئے جاتے پوچھا گیا۔ دائمی فرض کیا ہے؟ فرمایا: صدق۔ بعض علماء:۔ اگر تم اللہ تعالےٰ کو صدق و خلوص سے طلب کرو تو حق تعالیٰ شانہ تم کو ایک ایسا آئینہ عطا فرمادیگا جسمیں تم دنیا اور آخرت کی ہر عجیب سے عجیب چیز دیکھ لوگے۔

ختم شد

حبیب اللہ کاتب
بمقام گجاکھ۔ ضلع گوجرانوالہ